اصدق امتی ابو بکر و اشدهم فی دین الله عمر و احیاهم عثمان و اقضاهم علی

سبحان اللہ یہ عجب گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جس کے ہر غنچہ و گل سے احوال خلفاے صحابہ کی نسیم
عنبر شمیم ہر طرف بہہ رہی ہی اور یہ عجب روضۂ رضوان ہے کہ جسکی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ
کر یہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہے المسمیٰ بہ

حدیقة الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے نخلبند گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبیار گلزار پند و مواعظ
حضرت مولینا مولوی عبد الحی صاحب بیے واعظ کے طبع ہوا

گل ہمین پنجروز و شش باشد
وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

حسب فرمایش ملا محمد مراد صاحب پشاوری بکمال خواہش شایقین و کمیابی زیور طبع سے آراستہ ہوا

المطبع المحبوب شاہی الواقعہ فی بلدہ حیدرآباد دکن ١٣١٢

فہرست [illegible] الاحباب فی احوال الاصحاب

اصدق امتی ابو بکر و اشدهم فی دین الله عمر و احیاهم عثمان و اقضاهم علی

سبحان اللہ یہ عجب گلزار ہمیشہ بہار ہے کہ جسکے ہر غنچہ و گل سے احوال خلفا صحابہ کی نسیم عنبر شمیم ہر طرف بہہ رہی ہے اور یہ عجب روضۂ رضوان ہے کہ جسکی ہر بلبل ہر شاخ گل پر زمزمہ کریمہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کمال فصاحت سے کہہ رہی ہے المسمی بہ

حدیقة الاحباب فی احوال الاصحاب

تالیفات سے نخلبند گلستان تاریخ و سیر بلبل بوستان قرآن و خبر آبیار گلزار پند و مواعظ حضرت مولانا مولوی عبد الحی صاحب واعظ کے طبع ہوا

گل ہمین پنجروز و شش باشد
وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

المطبع المحبوب شاهی الواقعه ١٣١٣ فی بلدهٔ حیدرآباد دکن



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا اٰتِنَا مِن لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَصَفِيِّهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَبَدًا اما بعد جانا چاہیے
کہ حضرت سید انام علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو سب اُمت
کے بہ نسبت ایک امتیاز تام حاصل ہی اور وے سب خواص امت سے فایق اور فاضل۔ کہ وے کعبۂ دین کے رکن رکین ہین
اور حضرت سید المرسلین کے مصاحب و ہمنشین۔ قصر شریعت کے ستون ہین۔ اور اکابر ارباب خیر القرون۔ جوہر شمشیر شجاعت ہین
زینت سریر سخاوت شہسوار عرصۂ بسالت ہین۔ یکران بیشۂ شہامت معدن صدق و صفا ہین۔ مخزن مہر و وفا۔ خوشہ چین گلبن
رسالت ہین۔ آبیار گلزار ولایت۔ نجوم آسمان ہدایت ہین۔ رجوم شیطان ضلالت۔ عنوان دیوان کرامت ہین۔ سلطان ایوان
صداقت مطلع انوار اہتدا ہین۔ مجمع اسرار اقتدا۔ جبال صبر و تحمل ہین۔ بحار جود و تبذل۔ ساقی خمخانۂ ایمان ہین
شمع کاشانۂ ایقان۔ مورد انوار اذکار ہین۔ غواص دریاے افکار۔ راہ خدا مین جان نثار ہین۔ جنت کے خریدار
رضوان ایزدی سے مبشر ہین۔ عنایات سرمدی سے مفتخر۔ انکا محب محب پیغمبر ہے۔ انکا عدو عدو سے خیر البشر
انکی محبت سرمایۂ سعادت ہی۔ انکی عداوت مورث ضلالت و شقاوت۔ شرع شریف مین انکی تبعیت پر ترغیب
آئی ہی۔ اور انکی مخالفت پر ترہیب۔ انکی پیروی باعث رفع درجات ہی۔ انکا وسیلہ وسیلۂ نجات۔ آیات قرآنی
سے انکی فضیلت نمایان ہی۔ کلام ربانی سے انکی عزت و حرمت درخشان۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ انکی قرب صحبت
نبوی کی شان ہے۔ اور انکی اتصال معنوی کی دلیل و برہان۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اغیار پر انکا تشدد

ہے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ انکی باہم شفقت وو داد تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا انکی وصف طاعت سے ہے۔
یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ انکی صدقِ نیت یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ انکی صدق بیعت کا بیان
ہے فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ انکے سکون واطمینان کی شان۔ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ
عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ان کے اخلاق حمیدہ کی تعریف ہے یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَخَافُوْنَ
لَوْمَۃَ لَآئِمٍ انکی اوصاف پسندیدہ کی توصیف۔ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ انکا بذل وایثار
ہے وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ انکے غایت کریمی کے آثار۔ خطاب کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ سے
سرفراز ہیں لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ سے ممتاز جَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ انکی مساعی
جمیلہ ہے وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ انکا اجر جزیلہ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ انکے وعدیکا مقام ہے خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ
الْعَظِیْمُ انکا مژدۂ انعام واکرام۔ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ
انکے صبر جمیل کی صفت ہے۔ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ انکے جزاے جزیل کی بشارت اُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ان کے کمال ایمان کا منشور ہے لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ انکی نوید مغفرت وبذل نعمت
کا مذکور وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ انکے فقرا کی شان ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
انکے اغنیا کے جود وسخا کا تبیان۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً انکے نفقات کی
انواع صدقات کی تفصیل اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ انکی غایت عزت وتبجیل سبحان اللہ ایسے ہی آیات بینات وآثار صحاح وروش
سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات انکے کمال اجلال پر دال ہیں۔ لسان انسان انکی تشریح وتبیان
مین لال ہے جب کلامِ خدا کلام رسول ✦ انکی مدح وثنا مین ہو منقول ✦ پھر ہو کیونکر مجال انسانی ✦
کرے اسباب مین قلم رانی ✦ سبحان اللہ احادیث صحیحہ مین انبیاے اولوالعزم کے ساتھ انکی شباہت آئی ہے
چنانچہ کسیکو حضرت ابراہیم اور کسیکو حضرت نوح اور کسیکو حضرت لوط اور کسیکو حضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ کے
ساتھ علیہم الصلوٰۃ والتحیات انشاء اللہ تعالیٰ وے حدیثین آگے ہر ایک کی فضیلت کی باب مین آئینگے
کتاب وسنت اور دین وشریعت حضرت سے سب امت کو پہنچنے مین اُنہین بزرگوارون کا واسطہ تحقق
ہے۔ یعنے قرآن کریم کی آیتین اور حضرت کی حدیثین اور آپکی نبوت کے دلیلین پیچھے آنیوالون کو تواتر کے
ساتھ اُنہین کے وساطت سے پہنچے۔ اور دین اسلام کے احکام سب انہین سے سیکھے۔ جب کسی نے

انکے صدق و عدالت کو دستاویز نکرے - اور انکی وساطت اور روایت کو درمیان سے اٹھاوے
حقیقت مین دین و قرآن سے ہاتھ اُٹھایا اور اسلام و ایمان سے ہاتھ دھویا نعوذ باللہ منہا - جب اعجازِ
کے راوی اور دین متین کے ناقل اور شرع مبین کے محافظ اور حامل وہی ہین - ہر مومن کے ذمے
حق ثابت اور انکا عزو اکرام لازم ہے اور انھون نے دین و ملت کی اعانت اور شرع و سنت کی
یہان تک کئے اور کفر و ضلالت کے مٹانے مین ایسی کوششین بجالائے کہ جسپر زیادہ متصور نہین
سید کائنات مفخر موجودات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی حین حیات اور بعد وفات خدا و رسول کی محبت مین
اور اپنے شہر و دیار چھوڑے - اور اپنے ماں باپ اور اہل و عیال اور خویش و اقارب سے جُدا ہوے اور اپنے
و مال فدا کئے - کفار و مشرکین و اشرار معاندین سے ہزارون جفائین کھینچے - اور طرح طرح کے آفتین و مصیبتین
اُٹھائے اور جب جہاد کا حکم آیا - کافرون کے جنگ و جدال مین ایسی جوانمردی کی داد دئے - اور ایسے دلاوری
اور بہادری کے کرشمے دکھلائے کہ کبھی چشم زمانہ دیکھا نہین - راہ خدا مین اپنا خون بہائے - اور اپنے
فرزندون اور دلبندون کو برادرون اور دوستون کو کٹائے - یہان تک کہ حق اپنے مرکز مین قرار پایا - اور
اسلام مشرق سے مغرب تک پھیل گیا - لاکھون کافر مسلمان ہوے ہزارون شہر ہاتھ آئے اور ہزارون مسجد
بنا ہوئین - اور ہزارون بتخانے ٹوٹ گئین اور صدہا امرا و سلاطین مطیع فرمان و حلقہ بگوش ہوے - الحمد للہ
آج تک اسلام ترقی مین ہے اللہ تعالی انکی مساعی جمیلہ مشکور کیا اور ان سے راضی ہوا - اور وے اس سے راضی
ہوے چنانچہ فرمایا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ غرض جب انکی حسن سعی سے دین اسلام ایسی شوکت اور غلبہ
اور ربع مسکون مین اسکا رواج ہو گیا - اور نعمت اسلامی ہر ایک کو انہین کے سفرۂ واسطہ سے ہاتھ آئی - اور خلعت
ایمانی انہین کے وسیلے سے پہنچی تو ہر فرد مومن پر انکا بار منت ثابت اور انکا شکر احسان بجالانا واجب
اسیواسطے اللہ تعالی نے قرآن کریم مین تعلیم کی ہے کہ انکے پیچھے آنیوالے مومن انکے حق مین یہہ دعا کرین - رَبَّنَا

اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ انکے فضایل و مناقب جو کتاب و سنت سے ثابت ہین
اور دین اسلام کے پھیلانے اور توحید و رسالت کے رواج دینے مین انھون نے جو مشقتین کھینچے ہین اور
جو مصیبتین سہے ہین اس سے واقف ہوکے انکی قدر و منزلت پہچانے تا اس دین حقہ کی بزرگی ہمیشہ پیشِ نظر
رہے اور انکی محبت و فضیلت دل مین جاگیر ہووے - ایک چیز کے حاصل کرنے مین الگون نے جو رنج و محنت اٹھائے

این جسقدر اسکی شرح و تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اسقدر اس چیز کی قدر و عزت پچھلون کے دل مین جاے گرتی ہے
اور یہی بات اگلون کی پیروی پر پچھلون کو ترغیب دیتی ہے۔ سبحان اللہ ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد
اسیواسطے علماے اسلام و محدثین کرام اس باب مین مستقل کتابین تصنیف کئے۔ اور صحابہ کا احوال تفصیل و تطویل
کے ساتھ لکھے۔ جیسے شیخ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب لکھی۔ اور حافظ حدیث عز الدین
ابن اثیر شافعی نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ تالیف کی اور شارح بخاری شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ کہ جسکے دس جلد ضخیم ہین تصنیف فرمائی۔ پھر آپ ہی اسکو مختصر کیا تو اسکے دو جلد کبیر
ہوئین۔ اصابہ سب علما و محدثین کے پاس نہایت مستند و معتبر ہے۔ لیکن جب یہہ کتابین عربی ہین عوام کو اس سے
کچھ حصہ نہین علامہ شہیر فرد بے نظیر فضایل دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ علیہ الرحمہ نے تحفۃ الاحباب کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ
اکثر علما بھی ویسے عربی کتابین پڑہنے کی طرف مایل نہین بلکہ رات دن معقولات مین ہی شاغل ہین جب اس ملک کے علما کا یہہ
حال ہو تو عوام کو صحابہ کے احوال سے کیا خبر انتہی۔ اور فارسی ہندی مین ایسے کتابین نہایت کمیاب بلکہ حکم عنقا رکھتے ہین مگر
فارسی مین علامہ جلیل محدث نبیل سید جمال الدین محدث کی روضۃ الاحباب اور ہندی مین جناب آگاہ کی تحفۃ الاحباب کے سوا دوسری
کتاب دیکھنے مین نہ آئی۔ تحفۃ الاحباب مین بھی فقط صحابہ کے مناقب مذکور ہین خلفاے اربعہ کے زمانے مین جو وقایع ہوے
اسمین تفصیل کے ساتھ مسطور نہین۔ اسکے مولف نے محض اختصار کے واسطے اسی پر اکتفا کیا۔ عوام اسقدر مناقب سے بھی آگاہ ہو تا غنیمت
سوجھا۔ ہان ہمارے زمانے مین فاضل شہیر ماہر حدیث و تفسیر مولوی بدر الدولہ بہادر مدراسی نے ایک کتاب مسمی بہشت گلزار
فی مناقب رفیق غار اچھی تالیف کی اور شرح و بسط کے ساتھ لکھا لاکن فقط ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال پر اکتفا کیا
اللہ تعالی اُن سب مولفون کو جزاے خیر دیوے آمین۔ یہہ فقیر ہیچمدان و حقیر ناتوان جب کتاب جنات السیر فی احوال سید البشر کی
تنظیم سے فارغ ہوا۔ حضرت کا احوال ابتداے خلقت نور مقدس سے وفات شریف تک اسمین لکھا۔ بعضی دوستون نے خواہش
کیا کہ صحابہ کے احوال مین بھی ایک کتاب مبسوط لکھے۔ تا حضرت کے بعد وفات چارون خلیفون کی خلافت مین جو حالات
وقوع مین آئین ہین ترتیب معلوم ہووے۔ لاکن دوسرے تصنیفات کی ضرورت ایک کے بعد دوسری ایسی ہجوم کی کہ عرصہ
دس سال سے یہہ فرصت ہاتھ نہ دی۔ بارے اندنون سن بارہ سو اسی پر چہار ہجری عرفہ ذو الحجہ جمعہ کے دن جب بعونہ
تعالی شانہ ترجمہ تذکرۃ الاولیا کے اختتام سے فراغت حاصل ہوئی۔ اسی روز توکلا علی اللہ المتعال یہہ کتاب مستطاب
آغاز کیا۔ چونکہ روضۃ الاحباب اس باب مین مشہور اور مستند و معتبر کتاب ہے چاہا کہ اسیکا ترجمہ کرے لاکن جب اسمین بھی
بعضے حالات اجمال کے ساتھ آئے ہین۔ اور بعضے وقایع نہین لکھے گئے ہین۔ لہذا جابجا دوسرے کتابون سے

بھی بعضے مضامین اخذ کرکے ایک مستقل کتاب کی بنا کیا اور اسکا نام حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب رکھا اور ایک مقدمہ اور چند روشن اور چہار باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا۔ علماے والا گہر ماہران تواریخ و سیر سے ملتمس ہے کہ کہین سہو و خطا منظور نظر ہو تو بفحواے اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مَعَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ کے اس فقیر کو معذور رکھین اور بر اخوت اسلامی قلم اصلاح جاری کرکے با جو ہو دین بیت تو نیز ار بدی بینی اندر سخن ؛ بہ خلق جہان آفرین کار کن ؛ مناجات منظومہ

یارب ترے لطف اور کرم سے	یارب تری رحمتِ اعم سے	ہر امر مین دیجیے مجھکو خلاص	تالیف مین اس کتاب کے خاص
اور کیجے مہیا اسکا سامان	کر مشکلین میری سہل و آسان	اور جلد دے انصرام اسکو	دے خلعتِ اختتام اسکو
کر اسکو قبول یا الٰہی	از بہرِ رسول یا الٰہی	اور نفع دے اس سے مسلمین کو	کیا میر و فقیر اہلِ دین کو
دے قوت جسم و جان مجھکو	تاثیر بیان کی شان مجھکو	آلام سے رکھیے مجھکو محفوظ	اور صحت و عافیت سے محظوظ
دے مجھکو حضورِ حظِ طاعات	اور دیجیے لذتِ مناجات	اور مجھکو تو اپنے ذکر مین رکھ	او مستغرق تو فکر مین رکھ
اور نفس کو میرے تزکیہ دے	اور قلب کو میرے تصفیہ دے	کر مجھکو عطا کمال ایمان	اور مجھکو دکھا جمال عرفان
اور قرب سے اپنے کر سرافراز	اور کیجیے رضا سے اپنے دمساز	زندہ رکھیے اس جہان مین جب تک	محتاج کسیکا کر نہ تب تک
مجھکو نہ لجا سکے در در پر	لوگون مین مجھے ذلیل مت کر	مخلوق کے در سے دیکھے دوری	درگاہ کی اپنے دے حضوری
از خرمن عیش دہ زکاتم	منویس برین و آن براتم	جسطرح رکھے ای رب متعال	رکھ اپنے سدا تو مجھکو خوشحال
دے مجھکو قناعت و توکل	تسلیم و رضا بھی اور تحمل	اور میری نظر مین میرے مولا	دنیا کو یہہ کر حقیر بتلا
اور جو ہین گروہ اہلِ دنیا	دے الفت نہ مجھکو قربِ اصلا	دنیا کی متاع فانیہ سے	یکسوئی مجھے تو اسقدر دے
کر گوشۂ چشم سے بھی اپنے	دیکھون طرف اسکے مین نہ کبھی	پنجاہ برس کی عمر میری	ہیہات گناہ مین ہی گذری
بوڑھا کیا جب مجھے باسلام	دے بخش مجھے ای ربِ علام	کر دولت مغفرت سے دلشاد	کر نارِ سقر سے مجھکو آزاد
رسم است کہ مالکان تحریر	آزاد کنند بندۂ پیر	بر سنت و سیرتِ صحابہ	دے مجھکو عمل تو گاہ و بیگاہ
از حج و زیارت ای سبب ساز	کر مجھکو تو جلد تر سرفراز	اور موت دے مجھکو بر شہادت	از حرمت خاتم الرسالت
اصحاب نبی کا ذکر یا رب	کرتا ہون یہان سے ابتدا اب	کر ختم تو جلد اسکو یا رب	از بہر رسول و آل و اصحاب

مقدمہ صحابی کی تعریف مین جاننے کہ صحابی صحبت اور صحابت سے مشتق ہے۔ اور صحبت کی معنی کسیکے ساتھ رفاقت اور یاری دینی ہے۔ اور محدثین کی اصطلاح مین صحابی اسکو کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان کا ہادست پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھا ہو۔ اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گذرا پس جسنے حضرت کی دولت دیدے محروم رہا یا حالت کفر مین

دیکھا۔ اور حضرت کے بعد مسلمان ہوا۔ یا حضرت کے وقت مین اسلام لایا اور اسیوقت مرتد ہوا۔ اور ارتداد کی حالت مین
ہی دنیا سے اٹھا نعوذ باللہ تو ایسے لوگ صحابہ مین داخل نہین لاکن علما کو اسباب مین تردد ہی کہ جنہون نے ظہور نبوت سے
آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور تصدیق کئے کہ پیغمبر آخرالزمان یہی ہین پر
وے لوگ بعثت کا زمانہ نہ پایا ظہور نبوت کے آگے ہی دنیا سے سدہارے جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ اور بحیرا راہب
سو ایسے لوگ صحابہ مین داخل ہین یا نہ۔ اماموں کی ایک جماعت جو صحابہ کی معرفت مین مستقل کتابین تصنیف کئے ہین ایسے
لوگ کو صحابہ سے نہین گنے۔ اور انکے ذکر سے سکوت کئے ہین پس ملاقات سے مراد وہی ملاقات ہی جو ظہور نبوت کے بعد ہوئی ہو
کیونکہ جمہور مصنفین صحابہ کی معرفت مین جو کتابین لکھے ہین ان کتابون مین حضرت کی اولاد سے ابراہیم وعبداللہ جو ظہور
نبوت کے زمانے مین پیدا ہوئے سلسلہ صحابہ مین انکا ذکر لائے ہین۔ اور قاسم جو زمانہ جاہلیت مین ولادت پائے تھے
انکو گروہ صحابہ سے شمار نہین کئے ہین۔ اور علما کو اسباب مین بھی تردد ہی کہ ملاقات سے مراد اپنی عقل وتمیز کی حالت مین
ملنا ہے یا نہ۔ علمائے حدیث کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہے کہ عقل وتمیز کی حال مین ہی ملا ہو۔ کیونکہ حضرت نے بعضے بچون
کو جو تحنیک کئے تھے محققون نے تصریح کیا ہے کہ وے اطفال صحابہ مین داخل نہین ہین جیسے عبداللہ بن الحارث
بن نوفل کہ حافظ ابو سعید نے کہا کہ حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا صُحْبَةَ لَهُ
بَلْ وَلَا رُؤْيَةَ أَيْضًا وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ قَطْعًا یعنے حضرت اسکی تحنیک کئے اور اسکے حق مین
دعا مانگے لاکن اسکو صحبت نہین بلکہ اسکو رویت بھی نہین اور اسکی حدیث مرسل ہے۔ اور عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری
کی شان مین کہا حَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ رُؤْيَةٌ بَلْ هُوَ
تَابِعِيٌّ وَحَدِيثُهُ مُرْسَلٌ اور متاخرین کی ایک جماعت اسبات پر گئی ہی کہ جسنے بچپنے کی حالت مین حضرت سے ملا ہو
اگرچہ روایت کے رو سے اسکی حدیث مرسل ہی لاکن شرف رویت کے سبب سے وہ صحابہ مین داخل ہی۔ اور اکثر اماموں
کے تصانیف اسی پر دلالت کرتے ہین کیونکہ محمد بن ابی بکر صدیق کو صحابہ مین ذکر کئے ہین حالانکہ انکی ولادت حضرت
کی وفات سے تین مہینے اور چند روز آگے ہوئی اور ایسا ہی اسباب مین بھی تردد ہی کہ صحابی کا اسم خاص بنی آدم کے ساتھ
ہی یا جن وملایکہ کو بھی شامل ہے۔ راجح یہی بات ہے کہ جن کو بھی شامل ہی کیونکہ حضرت جنون پر بھی مبعوث ہے اور وے اہل تکلیف
ہین اور انمین نیک وبد ہوا کرتے ہین۔ پس جنات سے جسنے حضرت کی حضور فیض گنجور مین پہنچا اور ایمان سے مشرف ہوا وہ صحابہ مین
داخل ہے۔ اور ملایک کو صحابہ سے شمار کرنا اسبات پر موقوف ہی کہ حضرت انپر مبعوث ہین یا نہ اس مسئلہ مین خلاف ہے بعضے کہتے ہین
کہ ملایک پر بھی مبعوث تھے اور بعضے کہتے ہین کہ نہین واللہ اعلم پہلی شرط صحابیت کے ثبات مین جاننا کہ صحابیت

کا ثبوت کئی وجہ سے ہوتا ہے پہلی وجہ تواتر ہی یعنے ایک جماعت کثیر متفق ہوکے کہین کہ فلان صحابی ہی جیسے
خلفاء اربعہ اور باقی عشرہ المبشرہ رضی اللہ تعالی عنہم دوسری وجہ شہرت ہے یعنے ایک جماعت جو حد تواتر سے کم ہے خبر
دیوے کہ فلان صحابی ہی جیسے عکاشہ بن محصن اسدی وضمام بن ثعلبہ وغیر ہما تیسری وجہ یہہ کہ صحابہ سے ایک شخص خبر دیوے یا
کوئی تابعین کہین کہ فلان صحابی ہی چوتھی وجہ یہہ ہے کہ ایک شخص جو حضرت کا ہم عصر ہوا ور وہ اپنی حالت سے خبر دیوے کہ
مین صحابی ہون۔ اور اسکا صحابی ہونا عادت کی راہ سے ممکن ہو حضرت کے ہمعصر ہونیکا مدحضرت کے وفات کے
ایک سو سال تک ہی پس اگر سو سال کے بعد کسی نے دعوا کریگا کہ مین صحابی ہون تو اسکا دعوا مقبول نہین کیونکہ حضرت نے اپنی اخیر
عمر شریف مین فرمایا کہ واللہ کل کی شب روئے زمین پر جتنے زندگان ہین ان سب کو اللہ تعالی نے مجھ پر ظاہر کیا ان زندگان
ایک سو برس کے بعد کوئی باقی نرہیگا۔ اسی دلیل سے حفاظ احادیث رسول واکابر ثقات عدول۔ کئی کذاب ابو الفضول کو جیسے ربیع
بن محمود ماردینی جو ہجرت سے پانسو نو پر فوت ہوا کے بعد اور بابا رتن ہندی کو جو ہجرت سے چھ سو بیس برس کے بعد
پیدا ہوئے اور حضرت کی رویت وصحبت کا دعوی کئے صحابہ سے نہین گنے اور انکے دعوی کو رد کر دئے۔ پہلا چمن

ان آیتون کے بیان مین جو عموما سب صحابہ کبار اور خصوصا مہاجر وانصار کی فضیلت
مین آئے ہین۔ پہلی یہہ آیت جو سورہ بقر مین آئی ہے۔ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا
شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔ یعنے اسیطرح بنائے ہم تمکو امت درمیان
کی جو برگزیدہ ہی تاہو وتم گواہ لوگونپر اور ہووے میرا رسول تم پر گواہ۔ دوسری یہہ آیت جو سورہ آل عمران
مین آئی ہی۔ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنے تم سب امتون سے بہتر ہو۔ اور ایک قول ہی
کہ تم سب امتون سے بہتر تھے علم الٰہی مین یا لوح محفوظ مین یا روز میثاق مین جو اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب مین جلدی کئے
اور سید الانبیا کی تابعداری اور خدمتگاری سے سرفراز ہوئے سو حق نے حضرت کو کیا ہے جبکہ خیر المرسلین ویسی
کیا ہی آپکی امت کو بھی خیر الامم + أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نکالی گئی یہ امت لوگون کے واسطے تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ حکم کرتے ہو نیکیون کا اور منع کرتے ہو برائیون سے۔ صاحب تحفۃ الاحباب نے کہا کہ
مشاہیر ائمہ تفسیر سبھات کی تصریح کئے کہ ان ہردو آیتون مین خطاب صحابہ کی طرف ہی تیسری یہہ آیت جو سورہ آل
عمران مین آئی ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ۔ پس بسبب اللہ تعالی کی رحمت سے ہی جو تو نرم دل ہوا
انکے واسطے اے میرے پیغمبر وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر تو ہوتا بدخلق
سخت دل تو البتہ منتشر ہو جاتے تیرے گرد سے یعنے تیرے نزدیک سے فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

پہلا چمن

پس تو انکی تقصیر سے درگذر اور معاف کر اور بخشش مانگ انکے لئے۔ یعنے انسے اگر ایسی تقصیر ہو جو تیری ذات سے علاقہ
رکھے نہ دین سے تو معاف کر۔ اور حقوق الٰہی ادا کرنے مین انسے گناہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اسکی بخشش طلب کر وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ
اور ان سے مشورت کیا کر کام مین۔ تا تیرے ساتھ انکی محبت زیادہ ہووے اور انکی قدر و منزلت بڑہے۔ جب حضرت کی عقل کامل
اور رائے صائب تھی کسی سے مشورت کرنے کی حاجت نہین تھی لاکن اللہ تعالیٰ نے حضرت کے صحابہ کی عزت و رتبت ظاہر ہونے کے
لئے اور انکی دلجوئی کے واسطے یہہ حکم فرمایا۔ جیسے بادشاہون کو کام پڑا تو اپنے خاص امیرون اور مقربون سے مشورت کرتے ہین ویسا ہی
حضرت کو حکم ہوا کہ اپنے اصحاب خاص سے مشورت کرین۔ اس آیت سے صحابہ کی بڑی عزت اور فضیلت ثابت ہوئی فَإِذَا عَزَمْتَ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ پھر جب تو قصد کیا یعنے مشورت کے بعد جب ایک بات ٹھہرا چکا تو بھروسا کر اللہ تعالیٰ پر یعنے بندے کو
لازم ہے کہ ہر کام مین اللہ ہی پر بھروسا کرے اسکے سوائے اور کسی پر اعتماد نکرے مشورت کرنے اور رائے لینے سے توکل مین خلل نہین
آتا ہے۔ بالکل تدبیر چھوڑ دینا توکل نہین ہے بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر تفویض کیا چاہئے إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِينَ مقرر اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالون کو۔ **چوتھی** یہہ آیت جو سورۂ فتح مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ یعنے محمد رسول ہین اللہ کا۔ اور وے لوگ جو اسکے ساتھ ہین
سخت دل ہین کافرون پر۔ رحم و شفقت کرنیوالے ہین آپس مین ایک دوسرے پر تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔ تو دیکھتا ہے انکو اے میرے
رسول رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنیوالے یعنے اکثر وقت نماز مین مشغول ہین۔ اگرچہ یہہ مناقب سب صحابہ کو شامل ہین لاکن ایک ایک لفظ
مین ایک ایک صحابی کی طرف اشارہ ہے وَالَّذِينَ مَعَهُ صدیق اکبر کی مدح ہے کہ ہر جنگ اور ہر سفر مین اور ہر حال مین انکو
حضرت کی معیت حاصل تھی یہان تک کہ غار مین بھی رفاقت کی۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ عمر فاروق کی صفت ہے جو کافرون اور
منافقون کے ساتھ نہایت شدت اور سختی رکھتے تھے۔ سب علما کا اتفاق ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ عثمان ذو النورین کی وصف ہے کہ
مومنون اور خویشون کے ساتھ کمال شفقت و مہربانی سے پیش آتے تھے۔ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علی مرتضیٰ کی ثنا ہے کہ
اکثر اوقات طاعات و عبادات مین گذارتے تھے۔ یہان تک کہ لوگ ہزار تکبیر کی آواز انکی خلوت سے سنا کرتے تھے يَبْتَغُونَ
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ چاہتے ہین وے صحابہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی خوشی سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ
السُّجُودِ۔ انکی علامتین انکے چہرون مین ظاہر ہین سجدون کے اثر سے لباب مین لایا ہے کہ نماز کا اثر انکی پیشانیون سے
جلوہ گر تھا نمازیون کے چہرے اہل دل کے نظر مین آفتاب کے مانند تابان رہتے ہین کہ مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ
وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ یعنے جس نے رات مین نماز زیادہ پڑہتا ہے اسکا چہرہ دن کے وقت تازہ اور روشن رہتا ہے۔ نفحات مین
مذکور ہے کہ جب اصحاب قرب الٰہی کی برکت سے مصفا ہوتے ہین۔ انوار معرفت انکے بدن پر ظہور کرتے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ

فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ۔ یہہ اوصاف جو انکی مذکور ہوئین اسیطرح توریت مین اور اسیطرح انجیل مین مذکور ہین
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ۔ جیسے ایک کھیت کہ اپنی شاخ نکالا پھر مضبوط
کیا اس شاخ کو پھر موٹا ہوا پھر کھڑا رہا اپنی ساق پر يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب مین ڈالتی ہے اسکی مضبوطی اور خوبی ورستی
کھیتی کرنے والون کو یہہ ایک مثال ہے اسکے ممثل حضرت سید ابرار اور آپکے اصحاب وقار ہین کہ پہلے دعوت اسلام
ضعیف تھی دن بدن قوی ہونے لگی اور سیدھی کھڑی رہی۔ اس سے لوگون کو تعجب کا سبب ہوا اللہ تعالی نے یہہ
تمثیل اسلئے فرمائی لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا جل جاوین انسے کفار۔ امام قشیری نے فرمایا کہ یہہ آیت اصحاب کی ثنا مین
ہے پس جس نے انسے جلیگا اور ناخوش ہوگا وہ کفار مین داخل ہو جائیگا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وعدہ دیا اللہ نے ان لوگون کو جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے مِنْهُمْ انسے یعنے تمام اصحاب کرام سے وعدہ
کیا ہی مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا بخشش کا اور اجر عظیم کا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ **پانچوین** آیت جو سورے
مین آئی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ مقرر جو لوگ بیعت کئے تیرسے حدیبیہ مین سو وے
بیعت کئے ہین اللہ تعالی سے کہ اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اسکو بیعت الرضوان کہتے ہین۔ يَدُ اللّٰهِ
فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اللہ تعالی کی قدرت کا ہاتھ انکے ہاتھون پر ہے یعنے وے صحابہ کا عہد قرار نہایت سچا اور بہت استوار
ہی اللہ تعالی انکو کفار پر غالب کریگا۔ اور اپنے پیغمبر کو نصرت دیویگا اور آخرت مین انکو ثواب عطا فرما دیگا۔ شیخ سلمی رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا کہ یہہ جمع کا مقام ہے اللہ تعالی نے جمع کا مرتبہ کسیکے واسطے ظاہر کیا۔ مگر اشرف موجودات کے واسطے اسی مقام
سے ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جسنے اطاعت کی رسول کی سو مقرر اطاعت کی اللہ کی **چھٹی**
یہہ آیت جو اسی سورے مین ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ یعنے مقرر خوشنود
ہوا اللہ تعالی ان مسلمانون سے جسوقت کہ بیعت کئے تیرسے نیچے پہاڑ کے فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ پھر جانا جو ان کے
دلون مین ہے یعنے انکی پاک یقین فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ پھر اتارا انپر آرام وچین اور انعام
دیا انکو نزدیک کی فتح یعنے خیبر کی فتح ملنے کی وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا اور بہت سے غنیمتین ہین جو
لیوینگے انکو وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ اور ہی اللہ تعالی زبردست حکمت والا کہ اپنے دوستون کو دشمنو پر غالب
کرتا ہے **ساتوین** یہہ آیت جو سورہ توبہ مین آئی ہے لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ۔ لیکن رسول اور وے لوگ جو ایمان لائے اور اسکے ساتھ ہوکے جہاد کئے اپنے مالون اور جانون سے
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور انہین کو ہی خوبیان۔ اور وہی پہنچے مراد کو آئی ہین

یہ آیت جو سورہ آل عمران میں آئی ہے فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ پس وے
لوگ جو ہجرت کئے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور رنج دئے گئے میری راہ میں یعنے وے سابقین اسلام ہیں جیسے بلال اور صہیب
رومی وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا ۔ اور جنگ کئے کافروں کے ساتھ اور مارے گئے یعنے مہاجرین لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ ہر آئینہ ہم محو کرینگے انکے گناہ یعنے عفو کر دینگے ۔ اور ہم داخل کرینگے انکو جنتوں میں
جاری ہیں جنکے نیچے سے نہریں ۔ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ یہہ انکا بدلہ ہے نزدیک سے
اللہ تعالی کے اور اللہ ہی کے یہاں ہے اچھا بدلہ **نوین** یہہ آیت جو سورہ توبہ میں آئی ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور سبقت کئے ہوے اگلے لوگ مہاجرین اور انصار سے
اور وے لوگ جو انکے پیچھے آئے اور انکی متابعت کئے نیکی کے ساتھ یعنے ایمان و طاعت میں انکے تابع ہوے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ راضی ہوا اللہ تعالی ان سب سے اور وے راضی ہوے اس سے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا مہیا کیا ہے اللہ تعالی انکے واسطے جنتیں کہ بہتے ہیں نیچے سے انکے نہریں ہمیشہ
رہینگے اسمیں ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہہ بڑی مراد پانی ہے **دسوین** یہہ آیت جو سورہ انفال میں آئی ہے وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ اور وے لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کئے اور جہاد کئے اللہ کی راہ میں
وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا ۔ اور وے لوگ جو ایمان لاکے بعد مہاجرین کو جگہہ دئے اور پیغمبر آخر الزمان کی مدد کئے مشرکوں
کے قتال میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ وہی لوگ سچے مومن ہیں انکے
واسطے ہے بخشش اور اچھی روزی **گیارہوین** یہہ آیت جو سورہ حشر میں آئی ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یعنے غنیمت کا مال ان فقرائے مہاجرین کے واسطے ہے جو نکالے گئے اپنے گھروں سے جو مکے میں تھے
اور دور پڑے اپنے مالوں سے یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا چاہتے ہیں فضل اور بخشش اللہ تعالی سے اور اسکی خوشنودی
یعنے انکی ہجرت کچھ دنیا کے عرض کے واسطے نہیں بلکہ محض اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لئے ستی خدا و رسول کی محبت میں
اپنا مال اور وطن چھوڑے وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اور یاری دیتے ہیں اللہ تعالی کی اور اسکے رسول کی اپنے جان اور
مال سے یعنے اللہ تعالی کا دین پھیلانے اور اسکے پیغمبر کے احکام رسالت جاری کرنے میں اپنے جان و مال سے تائید کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہی لوگ سچے ہیں یعنی اسلام میں اندر قول و فعل کے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ اور جو لوگ
جگہہ پکڑے سرا ہجرت اور دار ایمان میں یعنے مدینے میں امام ابی بکر نقاش کی تفسیر میں ہے کہ حضرت نے مدینہ کا نام ایمان رکھا
پس آیت کا معنا یہہ ہوا کہ جن لوگوں نے مدینہ میں تھا ستے مِنْ قَبْلِهِمْ مہاجرین کے آگے ۔ انسے مراد انصار کرام ہیں ۔ جو اپنے شہر میں

ایمان سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کے وہان آگے مسجد بنا اور جمعہ جماعت قایم کئے
یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ دوست رکھتے ہین اسکو جو وطن چھوڑ کر آوے انکے پاس اور اسکو جگہ دیتے ہین اور اپنے مال سے
اسکی مدد کرتے ہین وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا اور نہین پاتے ہین اپنے دلون مین کچھ حسد یا غصہ
یا دغدغہ ان چیزون سے جو دئے گئے ہین۔ نقل ہی کہ جب مہاجرین نے اپنے گھر بار اور مال و متاع مکے مین ہی چھوڑ کے مدینے آئے
انصار انکے مددگار ہوئے اپنے مکانات اور باغات مین حصہ دیئے اور مال و زر سے تائید کئے۔ بنی نضیر کے یہود جو مدینے کے پاس تھے
جب وے حضرت سے بدعہد ہوگئے انکو مدینہ کی سرحد سے نکال دئے اور انکا مال و متاع مسلمانون کے ہاتھ آیا تب حضرت نے انصار کو بلا کے
فرمائے کہ یہ مال اور زمین تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات جو مہاجرین کو دئے ہو انہین پر بحال
رکھو۔ یا یہ سب مہاجرین پر ہی تقسیم کر دیتا ہون تم اپنے مکانات اور باغات انسے واپس لے لو۔ تب سعد بن ابی وقاص و سعد بن معاذ اور
سعد بن عبادہ جو انصار کے سردارون سے تھے عرض کئے یا رسول اللہ ہماری نہایت خوشی اس بات مین ہے کہ بنی نضیر کا مال اور زمین وغیرہ
سب ہمارے بھائی مہاجرین پر ہی تقسیم فرماوین اور انکو ہم جو زمین اور باغات دئے ہین وہ بھی انہین پر بحال رکھین اور وے ہمارے
مکانات مین ہی تشریف رکھین کہ ہمارے گھرون مین انکا رہنا خیر و برکت کا سبب ہے۔ حضرت نے یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور انصار کے
حق مین دعا کئے اور وہ مال و باغات مہاجرین پر ہی تقسیم فرمائے سو حق سبحانہ تعالی انکی شان مین فرماتا ہی۔ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی
اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور ایثار کرتے ہین اپنے جانون پر اگرچہ ان چیزون کی ساتھ انکو حاجت رہے یعنے ایک چیز کی
آپکو حاجت رہتی ہوئی مہاجرین کو مقدم رکھتے ہین آپکو اس سے باز رکھ کے وہ چیز انہین کو دیتے ہین۔ اسباب نزول مین لکھا ہی
کہ بکری کا ایک سر بریان فقرائے صحابہ سے ایک کے پاس کسی نے ہدیہ بھیجا وہ صحابی نے کہا کہ فلان میرے سے زیادہ محتاج ہی اسکے
پاس لیجانے اور وہ دوسرے نے تیسرے کو اپنے سے زیادہ حاجتمند جان کے اسکے پاس بھیجا وہ ایسا ہی تو شخص مین پھرا آخر اول
جسکے پاس ہدیہ آیا تھا اسیکو پہنچا۔ یہ آیت وے درویشان تونگر کی شان مین نازل ہوئی وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ اور
جس سے بچایا گیا ہو وے نفس اسکا بخل سے یعنے اپنے نفس کو مال کی محبت سے دور رکھے اور بخالت سے بچا۔ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
پس وہی لوگ ہین خوبی اور بھلائی پائے ہوئے ہر دو جہان مین۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور جو لوگ مہاجر اور انصار کے
بعد آئے اور آتے ہین انسے مراد وے مومن ہین جو قیامت تک ہووین اور صحابہ کے تابع رہین۔ اللہ تعالی نے ویسوں کی یہ صفت
بیان کرتا ہے اور انکی یہ علامت بتلاتا ہے یَقُوْلُوْنَ وے کہا کرتے ہین۔ یعنے صحابہ کے حق مین یہہ دعا کرتے ہین رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ اے پروردگار ہمارے بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو سبقت کئے
ہم پر ایمان لانے مین۔ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اور مت رکھ ہمارے دلونمین کینہ اور حسد اور عداوت

ان لوگون سے کے ساتھ جو ایمان لائے ہین ہمارے پیسے آگے رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ اے پروردگار ہمارے
مقرر تو مہربان رحم کرنیوالا ہی ہماری دعا قبول کیجئے۔ اور اپنی رحمت سے ہمکو بخشش دیجئے اور ہمکو سابقین کی گروہ مین داخل فرما
مفسرون نے لکھا ہی کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کسیکو کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی دل مین کینہ رہے وہ اس آیت
کے لوگون سے نہین۔ اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کے تین قسم ظاہر کیا۔ ایک مہاجر دوسرے انصار۔ تیسرے انکے
تابعین جو صحابہ کیساتھ دلمین کینہ نرکھین اور انکے حق مین وہ دعا کرین جو اللہ نے تعلیم کی ہی اور جسنے اس صفت سے موصوف نہو گا
وہ مومنون کے اقسام سے خارج ہی نعوذ باللہ منہا۔ امام ہمام امام محمد باقر رضی اللہ عنہ یہہ آیتین تلاوت فرماکے شیعہ کو جو الزام اور سبائی نحو
جو فرمائے کہ تم اہل اسلام کے اقسامِ ثلثہ سے بھی نہین اور اکو اپنی مجلس سے جو اخراج کردئے اسکا بیان تطویل چہتا ہی یہہ تفسیر در منثور
الازہر مین تفصیل کے ساتھ لایا ہی جو چاہین اسمین دیکھ لین غرض ایسے بہت سے آیتین صحابہ کی فضیلت پر شیر ہین تفسیر قرآن کے
ماہرون پر پوشیدہ نہین اختصار کے لئے اس پر اکتفا کیا۔ دوسرا چمن ان حدیثون کے بیان مین جو صحابہ
کی محبت و اکرام کی فضیلت اور انکے بغض و عداوت کی مذمت مین آئے ہین۔ پہلی حدیث
جو صحیح مسلم مین آئی ہی عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ
اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِّمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ یعنے ابی بردہ بن ابی موسی اشعری سے جو ثقات
تابعین سے تھے اور کوفے کی قضاوت پر مقرر تھے اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ انکے والد نے خبر دی کہ حضرت نے
اپنا سر مبارک بلند کیے فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ پس فرمائے کہ
آسمان کے امن کا سبب ستارے ہین پھر جب ستارے آسمان سے جاتے رہین جو وعدہ کیا گیا ہی آویگا یعنے آسمان ٹوٹ جائیگا قیامت
قایم ہوویگی وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔ اور میرے صحابہ کے
لئے مین امن کا سبب ہون سو مین جسوقت اس عالم سے جاؤنگا میرے صحابہ کو جو وعدہ دیا گیا ہی اور تقدیر کیا گیا ہی آ پہنچیگا
یعنے آپس مین جنگ و جدال ہوویگا۔ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا
يُوْعَدُوْنَ اور میرے صحابہ میری امت کیلئے امن کے موجب ہین۔ پھر جب میرے اصحاب دنیا سے جا رہینگے میری امت
کو جو وعدہ دیا گیا ہی آ پہنچیگا یعنے بدعتین نکلینگے اور فتنے کھڑے رہینگے اور خیرات و برکات اُٹھ جائینگے۔ دوسری
حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آئی ہی عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ عمران بن حصین سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ سب زمانون مین میرا زمانہ بہتر ہے یعنے میرے زمانے کے لوگ جو میرے اصحاب ہین سب امت سے

بہتر ہین۔ پھر انکے بعد جو انسے نزدیک ہین یعنے تابعین پھر جو انسے قریب ہین یعنے تبع تابعین جانا چاہئے کہ قرن ایک
زمانۂ طویل کو کہتے ہین اسکا ایک مقدار معین نہین ہی لغت والون نے اسمین اختلاف کیا ہی۔ قاموس مین سو سال۔ اور برہان
مین اسی سال۔ اور کشف و صراح وغیرہ مین تیس سال لکھا ہی۔ اور شارح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی نے اس مقام مین لایا ہی کہ
قرن اسکو کہتے ہین کہ ایک زمانے کے لوگ جو ایک امر پر متفق رہین پس حضرت کے قرن والے جو صحابہ ہین ایک سو دس سال
تک باقی تھے۔ اور تابعین ایک سو سے ستر سال تک باقی تھے۔ اور سن ایک سو ستر سے دو سو ساٹھ سال تک تبع تابعین
کا قرن تھا۔ پھر انکے بعد بدعتین ایجاد ہوئین فلاسفہ سر اٹھائے اور معتزلہ نکلے اور دن بدن احکام سنت مین نقصان آنے
لگا۔ اور مخبر صادق کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ پھر انکے
بعد ایسے لوگ آوینگے کہ وے گواہی دیوینگے حالانکہ انسے گواہی طلب نکیجائیگی۔ شارحون نے لکھا ہی کہ اس جگہ گواہی سے مراد سوگند
یعنے انکو سوگند دینے کے آگے جھوٹی سوگند کھا کے شاہدی دیوینگے۔ جیسا کہ دوسری روایت مین ایسا ہی آیا ہی وَيَخُوْنُوْنَ
وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ اور خیانت کرینگے اور امانت دار نرہینگے۔ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ اور اللہ تعالی سے نذر مانینگے
اور وفا نکرینگے۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ اور سوگند کھاوینگے حالانکہ سوگند نہ دئے جاوینگے تیسری
حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہی عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا
رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ۔ جابر سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ دوزخ کی آگ اسکو نہ لگیگی جسنے مجھے دیکھا ہو
یا اسکو دیکھے جسنے مجھکو دیکھا ہے یعنے صحابہ و تابعین چوتھی حدیث شرح السنہ مین آئی ہی عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ وَلَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ
انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت مین میرے صحابہ کھانے مین نمک کے مانند ہین
اور نمک کے سوا طعام لذید اور اچھا نہین ہوتا ہے۔ پانچوین حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ
فِيْ اَصْحَابِيْ عبداللہ بن مغفل جو اصحاب اہل شجرہ سے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمائے کہ اللہ
تعالی سے ڈرو اللہ تعالی سے ڈرو میرے صحابہ کے باب مین لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ
انکو میرے بعد مت پکڑو اور نشانہ مت بناؤ کہ انکی طرف طعن و تشنیع کے تیر مین پھینکا کرین فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ
پس جسنے دوست رکھا ہی انکو سو میری دوستی سے انکو دوست رکھتا ہی وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ اور جسنے
دشمن رکھا ہی انکو سو میری دشمنی سے انکو دشمن رکھتا ہی۔ یعنے انکی محبت میری محبت کا سبب اور انکی عداوت میری عداوت

کاموجب ہے اللہ کی پناہ وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِیْ اور جسنے ایذا دیا انکو سو مجھے ایذا دیا وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ
آذَی اللّٰہَ اور جس نے مجھے ایذا دیا سو مقرر اللہ تعالی کو ایذا دیا وَمَنْ آذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ
اور جس نے اللہ تعالی کو ایذا دیا پس نزدیک ہی کہ اللہ تعالی اسکو پکڑیگا اور عذاب دیگا چھٹوین حدیث جو بخاری اور مسلم مین
آئی ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ
یعنی ابی سعید خدری سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمائے کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ
اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا۔ پس اگر کوئی نے تمھارے سے راہ خدا مین کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے
مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔ انکے ایک پیمانہ بلکہ نیم پیمانہ اناج کے ثواب کو نہین پہنچیگا اس جگہ سے
صحابہ کی فضیلت پر جو کثرت ثواب کے معنے مین ہی لیجادین۔ عرب مین مُد کا مقدار ایک رطل بھی تیسرا حصہ رطل کا ہے
ساتوین حدیث رزین کی کتاب مین ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
آلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ عمر بن الخطاب سے روایت ہے
کہ کہے مین نے حضرت سے سنا ہون فرماتے تھے کہ میرے صحابہ کے اختلاف کا مقدمہ جو میرے بعد نہین ہوویگا میرے
پروردگار سے مین نے سوال کیا فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ۔ پس
اللہ تعالی نے میری طرف وحی کی کہ یا محمد کہ تیرے صحابہ میرے پاس آسمان کے ستارون کے سے ہین بَعْضُھَا اَقْوٰی
مِنْ بَعْضٍ وَلِکُلٍّ نُوْرٌ انسے بعضے بعضون سے قوی تر اور روشن تر ہین اور ہر ایک کو ایک نور ہی فَمَنْ اَخَذَ بِمَا ھُوَ
عَلَیْہِ مِنِ اخْتِلَافِھِمْ۔ پس جسنے انکی اختلافی باتون سے ایک بات لی یعنے فقہ کے مسئلون مین جو انکا اختلاف آیا ہی اس
اختلافی مسائل مین جسنے ایک مسئلہ اختیار کریگا فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی پس وہ شخص میرے پاس ہدایت پر ہی جیسا کہ
دوسری حدیث مین آیا ہی اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنے میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ۔ عمر فاروق نے کہی کہ
حضرت نے فرمائے کہ میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین پس ان سے تم جسکی پیروی کروگے سیدھی راہ پاؤگے چنانچہ اسکے
آگے ارشاد ہوا وَلِکُلٍّ نُوْرٌ سے جانا چاہئے کہ ہدایت اسقدر ہوگی کہ وہ جسقدر علم و فقاہت رکھتا ہوا در علم و فقاہت
مین صحابہ کے درجات متفاوت ہین کہ کسیکو علم زیادہ تھا اور کسیکو کم لاکن سب کے سب اس سے ایک حصہ رکھتے ہین دین شریعت کے احکام سے کوئی
خالی نہین لاکن جب صحابہ معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کرکے بعضے مواضع مین بعضون سے جو خطا سرزد ہوئی ہی سو خاص
ایسے امور مین انکی اقتدا درست نہین۔ اور یہہ بات انکی اصل ہدایت کے منافی نہین فَافْھَمْ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ آٹھوین

حدیث رزین کی کتاب مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے اَنَّهٗ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ
الْحَيَّ لَا يُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ
دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ
فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ یعنے عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ جو سنت پر چلنے والا ہی سو چاہیے کہ اُن
کی سنت پر چلے جو اس دنیا سے سدھارے ہین کیونکہ زندہ فتنے سے امین اور بیفکر نہین ہی ویسے گذرے ہوے لوگ حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہین ساری امت سے بہتر دل انکے نیک تھے۔ اور علم انکا عمیق تھا اور انمین تکلف کم تھا
چُن لیا انکو اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم کی صحبت کے لئے اور اپنے دین متین کے قایم کرنے کے واسطے پس پہچانو تم انکی بزرگی اور پیروی
کرو تم انکے آثار کی اور جسقدر ہو سکے انکے اخلاق وسیرت کو دستاویز کرو کہ وے مقرر سیدھی راہ پر تھے **دوسری روش**
صحابہ کے عدد مین جاننا چاہیئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب چوطرف ملکون اور شہرون مین اور جنگلون اور
قریون مین منتشر تھے ایک عدد معین پر انکا حصر ہو سکتا نہین۔ لیکن بعضے جنگون اور سفرون مین جو حاضر تھے انکا شمار آیا
ہی چنانچہ جنگ تبوک مین حضرت کے ہمراہ رکاب ستر پر نون ہزار اصحاب تھے۔ اور حجۃ الوداع مین ایک لاکھ سے زیادہ تھے
روایت ہی کہ امام ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین جو اکابر ائمہ حدیث سے تھے کسی نے ذکر کیا کہ حضرت کی حدیثین
چہار ہزار سے زیادہ نہین۔ امام ابو زرعہ نے فرمایا جس نے ایسا کہا ہی اسکے دانت ٹوٹ جاوے۔ یہہ قول ملحدون اور
زندیقون کا ہی کسکو طاقت ہی کہ احادیث نبوی کا شمار کر سکے حالانکہ جب حضرت دنیا سے رحلت فرمائے آپکے صحابہ ایک لاکھ سے
زیادہ حاضر تھے۔ وے سب آپکی رویت شریف سے مشرف تھے۔ اور آپ کے اقوال مبارک سنتے تھے۔ پھر لوگون نے
ان سے سوال کیا کہ ایسی جم غفیر اور جماعت کثیر کون تھی اور کہان رہتے تھے اور کس جگہ حضرت سے سنتے تھے۔ جواب دیے
کہ حرمین شریفین کے لوگ اور جو لوگ کہ اُن دونون شہرون کے درمیان تھے۔ اور اشراف عرب جو اطراف وجوانب مین رہتے
تھے اور حضرت کی شرف ملازمت حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور حجۃ الوداع کے سفر مین جو صحابہ ہمراہ تھے یہہ سب حضرت
کی زبانِ درفشان سے حدیثین سنتے تھے تمام اصحاب کرام سے چہار یار کبار ایسے راویان ہین کہ کثرت روایت کے میدان مین اپنے اقران
سے گوے سبقت لیگئے ہین۔ اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ ابن عمر اور انس بن مالک اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ایسے کثیر الروایات
ہین کہ جنکے مرویات کا عدد ہزارون تک پہنچا ہی۔ انکا ذکر انشاء اللہ تعالی ہر ایک کے احوال مین مسطور ہوویگا۔ **تیسری روش**
طبقات صحابہ کے بیان مین حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ

اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ - یعنے میرے صحابہ ستارگون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کروگے راہ پاؤگے - یعنے جیسا
دنیا کے مسافر لوگ جب پچھلی پہر شب مین نکلتے ہین تو ستارگون کی روشنی مین راہ چلتے ہین - ویسا ہی راہ خدا کے سالکون
کو چاہیے کہ صحابہ جو آسمان ہدایت کے ستارے ہین انکی تبعیت کی روشنی مین راہ خدا طے کرین - اُنہین کی پیروی مین
سیدھی راہ ملتی ہے - غرض حدیث شریف مین صحابہ کی تشبیہ ستارون کے ساتھ واقع ہوئی - اور ستارے بارا بروج پر منقسم
ہین محدثین کبار و محققین عالی وقار اسی مناسبت پر صحابہ کی تقسیم بارا طبقون پر کئے ہین - اگرچہ صحابیت کی رو سے سب صحابہ
ایک مرتبہ رکھتے ہین - لاکن فضیلت کی راہ کرتے انکے بارا طبقے ہین - پہلا طبقہ وے صحابہ ہین جو ابتداے بعثت مین
حضرت جناب رسالت پر ایمان لائے حضرت کا آفتاب نبوت طلوع ہوتے ہی جاہلیت کی ظلمت سے نکل کے اسلام کی نور ہدایت مین آئے
دین اسلام اور حضرت سید انام کی اعانت مین کمر ہمت باندھے - عنایت ربانی و توفیق یزدانی ان بزرگون کو اول سفرۂ ایمان پر بٹھلا کے
اسلامی نعمتون سے حصۂ کامل بخشی اور عرفان و ایقان کے میدان مین انکی سبقت و فضیلت کا علم برپا کئی انکو سابقین بلکہ اسبق السابقین
کہتے ہین - جیسے اُمّ المومنین خدیجہ کبریٰ و علی مرتضیٰ و صدیق اکبر اور باقی عشرۂ مبشرہ و زید بن حارثہ و ابن مظعون و بلال
اور دوسرے اہل فضل و کمال دوسرا طبقہ اصحاب دار ندوہ ہین یعنے نبوت کے چھٹوین سال جب کفار قریش
کا ظلم و ستم زیادہ ہوا - اور ان ظالمون نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا مکہ معظمہ مین ایک مکان تھا کہ اسکو دار ارقم کہا
کرتے تھے تب حضرت کے فقراے صحابہ آپکو دار ارقم مین رکھکے راتدن آپ کی حفاظت کر رہے تھے یکبیک اللہ تعالیٰ
نے عمر فاروق اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو توفیق دیا - وے ہر دو شرف ایمان سے مشرف ہوئے - انسے دین اسلام کو
بڑا قوت و شوکت کا سبب ہوا اللہ تعالیٰ نے انکو کافرون پر ایک غلبہ دیا اسکے آگے سب صحابہ اُنتالیس تھے عمر فاروق
سے پورے چالیس ہوے اسیواسطے انکو مُتَمِّمُ الاربعین کہتے ہین - پس دار ارقم سے نکل کے دار ندوہ مین آکے رہنے لگے
اس اجمال کی تفصیل یہ فقیر نے جنان السیر کے دوسرے چمن مین اور مناہج النبوۃ مین لایا ہے جو چاہین تو اسمین دیکھ لین تیسرا
طبقہ وے صحابہ کا ہے کہ جب مکہ معظمہ مین کافرون کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب حضرت کے حکم سے اپنا گھر بار اور شہر وطن چھوڑ کے ملک
حبش کے طرف ہجرت کئے انکی ہجرت دوبار ہوئی - بار اول گیارا مرد اور چار عورتین - دوسرے بار اور زیادہ ہوا اول و آخر
کے جملہ بیاسی تن تھے ان سب کے سردار جعفر طیار تھے - چوتھا طبقہ وے انصار باوقار ہین جو یعنے نبوت کے بارھوین سال
اور بعضے تیرھوین سال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے طرف آکے ایمان سے مشرف ہوے اور آپ سے بیعت کئے - پانچوان طبقہ
وے مہاجرین ہین کہ حضرت مدینے کی طرف رونق افزا ہونے کے آگے حضرت کے حکم سے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ
طیبہ مین اقامت کئے تھے جب حضرت ہجرت کئے اور قبا مین نزول فرمائے تب وے مہاجرین استقبال آکے حضرت کی دولت ملازمت سے

بہرہ یاب ہوئے **چھٹا طبقہ** اہل بدر ہین جو غزوۂ بدر مین حاضر تھے اگرچہ عدد مین تین سو تیرا تھے لاکن بحکم کریمہ کَمْ مِن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کے ہزارون کافرون کا مقابلہ کئے اور ایسی جوانمردی و شجاعت کی داد دی کہ زمانہ قیام قیامت تک یادرہے۔ خدا و رسول انکی توصیف کئے ہین کتاب و سنت انکی ثنا مین ناطق ہین اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے انکو مرفوع القلم کیا۔ جیساکہ صحیحین کی حدیث مین آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنے مقرر اللہ تعالی آگاہ ہوا بدر والون پر سو فرمایا کہ جو چاہو سو تم کرو پس تحقیق مین تم کو بخشا۔ یعنے اللہ تعالی کے علم قدیم مین یہہ بات مقرر تھی کہ ان سے ایسے گناہ ہونگے کہ وے دوزخ کے سزاوار ہون **ساتوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو غزوۂ بدر کے بعد اور صلح حدیبیہ کے آگے مدینہ منورہ کو آکے حضرت پر ایمان لائے اور سعادت جہاد و دانی پائے **آٹھوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو حدیبیہ مین کیکر کے جھاڑ کے نیچے جب حضرت تشریف رکھے تھے اور کفار سے جہاد کا عزم مصمم کئے تھے تب حضرت کی تجدید بیعت سے شرف اندوز ہوے سبحان اللہ انکا کیا رتبہ پوچھا چاہئے کہ حق سبحانہ و تعالی انسے راضی ہوا اور انکے ہاتھون پر اپنا ہاتھ ہی فرمایا چنانچہ یہہ آیتین انہین کی شان مین نازل ہوئین۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ دوسری آیت اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ۔ انہین صحابہ کو اہل بیعت الرضوان کہتے ہین وے سب ایک ہزار پانسو تھے **نوان طبقہ** وے مہاجرین ہین جو صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے آگے حضور نبوی مین آئے اور ایمان کا شرف پائے جیسے خالد بن الولید اور عمرو بن العاص وغیرہما۔ **دسوان و گیارہوان طبقہ** وے صحابہ ہین جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے انکے دو قسم ہین **پہلی قسم** وہ ہی جو طوع و رغبت سے ایمان لائے۔ **دوسری قسم** جو کراہت کے ساتھ شرک سے باز آئے اور ایمان لائے **بارہوان طبقہ** ان لڑکون اور شیر خوار طفلونکا ہے جنھون نے فتح مکہ کے روز اور حجۃ الوداع مین اور اسکے بعد حضرت کی رویت شریف سے مشرف ہوئے جیسے محمد بن ابوبکر جو حضرت کے وفات کے وقت تین مہینون کے تھے ایسے اور بہت سے اطفال رویت نبوی سے بہرہ ور ہوئے ہین خصوصًا حضرات حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بلکہ وے حضرت کی شرف بیعت سے بھی مشرف و ممتاز ہین انکے سوائی اور کوئی لڑکونکو دولت بیعت سے سرفراز نہین فرمائے یہ **چوتھی روش بعضے صحابہ کی فضیلت مین** جانئے کہ صحابہ کے حقوق کی رعایت اور انکی تعظیم و عزت ہر مومن کو لازم ہے اور انمے ہر ایک کا مرتبہ اور فضیلت جیساکہ حضرت کی احادیث سے ثبوت کو پہنچی ہے ویسا ہی اعتقاد کیا جائے۔ احادیث صحیحہ و اخبار صریحہ مین آیا ہے کہ اصدق امتی ابوبکر و اشدهم في دين الله عمر واحياهم عثمان واقضاهم علي وافرضهم زيد بن ثابت واقرأهم ابي بن كعب واعلمهم بالحلال والحرام

معاذ بن جبل ولكل امة امين وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح وفي رواية ابو هريرة

وعلماء العالم جمہور اہل سنت وجماعت کا اجماع اسبات پر منعقد ہوا ہی کہ افضل صحابہ خلفاء اربعہ ہین انکی فضیلت بترتیب خلافت ہی
انکے بعد باقی عشرہ مبشرہ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیعت الرضوان ہین اصحاب حدیث اور امام شافعی کا مذہب یہی ہی اور ابو شکور
سالمی جو اکابر علماء حنفیہ سے ہی اپنی کتاب تمہید مین لایا ہی کہ خلفاء اربعہ کے بعد افضل و اکمل اہلبیت رسول ہین انکے بعد وے اصحاب ہین کہ
حضرت سے بالخصوص جنت کی بشارت سے کامیاب ہین۔ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیعت الرضوان انکے بعد تمام اصحاب باقی ہست سے افضل ہین
انکے بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین ہین چنانچہ حدیث خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم اس بات
پر صاف دلالت کرتی ہی۔ جاننے کہ حضرت نے بعضے طوایف صحابہ کی شان مین عموما فرمائے کہ اہل بہشت ہین جیسے اہل بدر
واہل بیعت الرضوان۔ اور بعضون کا نام لیکے جنت کی بشارت دئے ہین۔ جیسے سیدۃ النساء فاطمہ زہرا اور خدیجہ کبری و
عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و عکاشہ بن محصن اسدی و سعد بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم
رضی اللہ تعالی عنہم انشاء اللہ تعالی اسکا بیان ہر ایک کے احوال مین مذکور ہوویگا۔ یہہ تفصیلین جن صحابہ کی شان مین
واقع ہوئین انکا حکم جمہور متکلمین و ارباب اصول کے نزدیک سب مومنین کے حکم سا مشیت الہی مین ہے، ولیکن دوسرے مومنین کے
بہ نسبت دخول جنت کی امید انکے حق مین زیادہ ہی بلکہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث آئی
ہی کہ حضرت نے فرمائے وَلَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي اَوْ رَاٰى مَنْ رَآنِي۔ یعنے آگ نہ لگیگی اس مسلمان کو جس نے مجھے
دیکھا۔ یا جو مسلمان کہ مجھکو دیکھا ہو جس نے اسکو دیکھا۔ اس حدیث پر نظر کرتے سب صحابہ بلکہ تابعین بھی بہشتی ہونے پر حکم کر سکتے
ہین لاکن علمائے متکلمین احتیاطا انکا حکم مشیت حق مین رکھے ہین **تنبیہ** جانا چاہئے کہ سب صحابہ رسول بلا شک عدول ہین اللہ تعالی نے انکو
حضرت کی فیض صحبت اور رویت بابرکت کے بدولت فسق و معصیت سے محفوظ رکھا۔ اور قرآن مجید مین علی الاطلاق انکی تعریف کی ہے
انکی خیریت وعدالت آیات قرآنی و کلام ربانی سے ثابت ہوتی ہی چنانچہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وآیہ کریمہ وَ
كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا اور حدیث خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ اور حدیث اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ
اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔ اور دوسرے آیتین اور حدیثین جو آئے ہین انکی خیریت وعدالت اور انکی دخول جنت اور رضوان
الہی کی بشارت پر دال ہین۔ ہان جب وے فرشتون اور پیغمبرون کے مانند معصوم نہین ہین بشریت کی راہ کرتے بعضون سے
کچھ لغزشین بھی صادر ہوئین لاکن وے لغزشون سے انکی رتبہ صحبت اور خیریت وعدالت مین خلل آتا نہین روایت حدیث
مین سب کے سب سچے اور عادل ہین انمین کوئی بھی کذب کے ساتھ متہم اور متسم نہوا اسیواسطے حدیث کی روایت مین راویونکی عدالت
کی تحقیق بہت ضرور ہے پر صحابہ کی عدالت کی تحقیق جایز نہین انکی مطلق روایت مستند و معتبر ہی۔ پوشیدہ نرہے کہ حضرت کے بعد بعضے

صحابہ کے درمیان جو مخالفت اور خصومت واقع ہوئی اہل سنت وجماعت کے پاس وہ اجتہاد پر محمول ہی نہ نفسانیت وعناد پر اور وے قصص وحکایات سب تاویلات کے قابل ہین اور انکے صحیح محامل ہین اور بر تقدیر تسلیم کہ انمین سے کسیکی تاویل نہ بن سکے اور کوئی محمل صحیح نملے تو بھی یے قصص وحکایات اخبار احاد اور ان مین سے اکثر ضعیف وجائزۃ الکذب ہین۔ قرآن مجید کی آیتین اور صحیح و مشہور حدیثین انکے معارض ہین پس اخبار احاد کو دست آویز کر کے حضرت جناب رسالتماب کے اصحاب واحباب کے بے ادب ہونا اور انپر طعن وتشنیع کرنا جہالت اور غباوت کا سبب ہے۔ اخبار جائزۃ الکذب کو اختیار کرکے کتاب وسنت کو پس پشت ڈالنا آخرت کی خسارت کا موجب نعوذ باللہ منہا۔ مومن کو چاہئے کہ قرآن وحدیث کے ابطال پر کمر نہ باندھے کلام خدا وکلام رسول کے بطلان سے نہایت پرحذر رہے۔ جناب عایشہ صدیقہ اور طلحہ وزبیر جو علی مرتضی کے ساتھ جنگ کئے انسے خطائی الاجتہاد ہوئی جب اپنی خطا پر واقف ہوے ندامت کھینچے اپنے اجتہاد سے رجوع کئے۔ انکی خطا کے اجتہادی پر اہل سنت کا اتفاق ہوا اور معاویہ نے جناب امیر کے ساتھ جو لڑائی کی انکی خطا کے اجتہادی و غیر اجتہادی مین علما کا اختلاف ہے باغی حال امام بحق اور خلافت کے مستحق حضرت علی تھے معاویہ کا دعوا خطا پر تھا لاکن حضرت کی صحابیت پر نظر کرتے انکے ادب کی رعایت امت پر لازم ہی کہ اپنی زبان طعن وتشنیع سے بچاوین اور انکو بدی سے یاد نکرین ولنعم ما قال الجامی

شعر آن خلافیکہ داشت باحیدر * درخلافت صحابی دیگر * حق درانجا بدست حیدر بود * جنگ با وخطای منکر بود * آن خلاف از مخالفان مپسند * لیک از طعن ولعن لب دربند *

رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے اسباب مین ایک فتوی جو بڑی تحقیق سے لکھے ہین یہان اسکا ترجمہ لکھا جاتا ہی وہی ہذہ **سوال** کتب کلامیہ کے متون مین مرقوم ہے کہ صحابی پر طعن نکرنا چاہئے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَضُوْضًا۔ یعنے پھر ہوگا بادشاہ گزندہ معاویہ توتیس سال کے بعد ہوے سو یقیناً بادشاہ ہین ظلم وعضوضیت کے لوازم جو انمین پائے جاتے ہین اگر کسی نے اسپر نظر کرتے بمقتضائے حدیث مذکور کے ان پر طعن کیا تو کیا مضایقہ وگرنہ اس حدیث شریف کی اور عقائد اہل سنت کی توجیہ کیا ہی۔ اور صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ یعنے سب صحابہ عدول ہین پس بغاوت وعضوضیت کی توجیہ کیا ہی اور جب بغاوت متفق علیہ ہے پھر باغی کی اہانت کرنے مین کیا مضایقہ اور بعض علما جو اسکو منع کئے ہین اسکا کیا سبب۔ اور بعض انکو مجتہد لکھے ہین اور بعض نہین مجتہد نہ ہونے کی صورت مین حضرت علی کی خلافت پر جو اجماع ہوا تھا اس اجماع مین شریک نہ ہووین تو کیا نقصان لاکن انکو مجتہد نہ کہنا اس قول کے منافی ہی جو ابو رافع سے منقول ہی کہ معاویہ نے نماز وتر ایک رکعت پڑھی جب یہہ بات حدیث کے خلاف مین ہی مین نے ابن عباس سے ظاہر کیا تو انہون نے فرمایا کہ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ کذا فی البخاری اور مشکوۃ مین مذکور ہی کہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ۔ پس انکو مجتہد نہ کہنے کا کیا سبب اور اسکی

جواب عقاید کے متون مین جو مرقوم ہو کہ صحابی پر طعن نکیا جاوے درست اور صحیح ہو لاکن کسی حدیث کی روایت مین کسی صحابی پر طعن کے وجوہات سے کوی وجہ پایا جاوے تو اسکا کچھہ مضایقہ نہین بالجملہ اس بات سے تن والونکا غرض صحابہ کا حسن ادب ہی نہ آنکہ سب صحابہ معصوم تھے اور طعن کے وجوہات سے کوی وجہ نہین رکھتے تھے کیونکہ اوایل اسلام مین بعضے صحابہ سے شرب خمر ثابت ہوا چنانچہ مشکواۃ مین ہی اور حضرت نے بارہا ایسے حد قائم کئے ہین۔ اور حسان بن ثابت اور مسطح سے قذف ثابت ہوا سو ان پر حد جاری کئے اور ماعز سلمی سے زنا صادر ہوا سو انکو سنگسار کروئے۔ ہان یہ لوگ جو صحابیت کے روسے واجب الاحترام ہین انکی لغزش اور خطا اس قبیل کی نہین ہو کہ امت طعن کی زبان درازکرین جب تک انکا نفاق اور ارتداد قطعاً معلوم نہو مثلاً ابو ذر غفاری کے باب مین صحیح بخاری کی حدیث مین وارد ہوا اِنَّکَ اِمْرَءٌ فِیْکَ جَاهِلِیَّةٌ یعنے تو ایسا مرد ہی کہ تیرے مین جاہلیت پائی جاتی ہے۔ اب ہم لوگ کو نہین پہنچتا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جاہل کہین اور اسیطرح ابو جہیم کے حق مین جو عمدہ صحابہ سے ہین صحیح بخاری مین وارد ہوا کہ لَا یَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِہٖ یعنے نہین اُتارتا ہی اپنی لکڑی اپنی گردن سے یہہ کنایہ ہی اسبات سے کہ انہون نے اپنی عورتون اور خادمون کو بہت مارا کرتے تھے۔ اب ہم کو نہین پہنچتا ہی کہ ابو جہیم کو ظالم کہین۔ بلکہ اگر ہم نظر بلند کرین تو پاتے ہین کہ بعضے انبیا علیہم السلام کے باب مین بھی بارگاہ الٰہی سے عتاب کے مقام مین الفاظ عتاب آمیز وارد ہوے ہین سو امت کو ہرگز جائز نہین کہ ان کے حق مین ان لفظون کے موافق کلام کرین جیسا حضرت آدم کے حق مین وارد ہوا کہ عَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی یعنے بیفرمانی کی آدم اپنے رب کی۔ پس حضرت آدم کو عاصی اور غاوی کہنا کفر ہے۔ اور حضرت یونس کے حق مین ارشاد ہوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ واذ ابق الی الفلك المشحون فالتقمه الحوت وهو مليم اب یونس علیہ السلام کو آبق اور ظالم اور ملیم کہنا کسی شخص کو جائز نہین۔ پس امت پر جو ادب واجب ہی اسکی رعایت پر نظر کرتے تن والون نے جو عبارت لکھا درست ہی اور واقع کے نظر کرتے حدیث مذکور کا معنا بھی صحیح ہے اور یہی عقیدہ ہو اہل سنت کا شکر اللہ تعالی سعیہم۔ اور وہ جو اصول کی کتابون مین لکھا کہ اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ اسکی مراد یہ ہی کہ حضرت سے حدیث کی روایت کرنے مین سب صحابہ مامون اور معتبر ہین حدیث کی روایت مین ہرگز ان سے کذب ثابت نہوا چنانچہ یہہ بات تجربہ اور تحقیق کو پہنچی ہے کہ دوسرے معقدمات مین بھی ان مین سے کسی نے جھوٹھ کا صدور نہوا نہ آنکہ کسی سے گناہ ہی نہوا چنانچہ عنقریب گذرا کہ بعضے عوام صحابہ حضرت کے حضور مین بعضے کبایر کے مرتکب ہوے اور ان پر حد شرعی جاری ہوا ہان اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم گناہون سے محفوظ ہین اور مشاویہ کے اجتہاد

وغیرہ اجتہاد میں بحث کرنا ہرگز کچھ فایدہ نہیں دیتا ہے کیونکہ وہ مجتہد ہو تو بھی اس مسئلے میں بالیقین خطا کی گیونکہ نص کے مقابلہ میں اجتہاد کچھ اعتبار نہیں رکھتا ہے اب ہم حالت واقعی کی تحقیق کرتے ہیں کہ روایتوں کی تفحص اور تفتیش کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ اپنے آخر عمر میں اجتہاد کا رتبہ بہم پہنچائے تھے لاکن انہوں نے جو علم کا پایہ رکھتے تھے اس سبب احادیث کا عبور حاصل نہیں تہا بخلاف دوسروں کے کہ حضرت کے حضور فیض گنجور میں اجتہاد کامل کا پایہ رکھتے تہے اور حضرت نے ان کے اجتہاد کی صحت پر حکم فرما کے ان کو فتوی اور تعلیم کی اجازت دے تھے چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور جیسے عبد اللہ ابن مسعود اور معاذ ابن جبل اور زید بن ثابت اور انکے امثال پس جس نے معاویہ کی اجتہاد کی نفی کی درست ہے کیونکہ اون کو حضرت کے حضور میں اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہیں تہا اور حضرت نے کسی مسئلہ میں بہی ان کے صحت اجتہاد پر حکم نہ فرمائے تا انکا اجتہاد معتبر اور مفتی بہ ہو سکے اور جس نے انکو مجتہد کہا وہ بہی درست ہے کیونکہ معاویہ دوسرے صحابہ سے احادیث کثیر سننے کے سبب اپنی آخر عمر میں ان کو بعضے فقہ کے مسئلوں میں دخل تہا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے جو فرماے کہ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ سو انکے قول کا یہی معنا ہے۔ اور وہ جماعت جو حضرت علی کی خلافت پر منعقد ہوی اس سے معاویہ کا خروج بہی کچھ پروا نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس وقت ان کا اجتہاد وہ مرتبہ نہیں رکھتا تھا کہ انکو حل وعقد والوں میں شمار کر سکیں اور علاوہ یہہ کہ حضرت علی کی خلافت محققین کے پاس نص سے ثابت ہے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد کو اصلا اعتبار نہیں جیسا متعہ کا حلال ہونا جو ابن عباس کی طرف منسوب ہے اور غسل کا واجب نہونا جماع کے بعد انزال نہونے کی صورت میں جو ابن کعب کی طرف منسوب ہے فافھم

پانچوین روش اس بیان مین کہ صحابہ سے اول کون ایمان لائے

ارباب تواریخ وسیر میں اختلاف آیا ہے کہ پہلے کون ایمان سے مشرف ہوا ایک جماعت کہتی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہہ قول عمر بن عتبہ و ابو سعید خدری و حسان بن ثابت سے منقول ہے رضی اللہ تعالی عنہم اور ابن عباس کی ایک روایت عمرو بن عتبہ سے ایسی آئی ہے کہ جب میں دولت اسلام سے مشرف ہوا حضرت سے سوال کیا کہ امر دین میں آپکے تابع کون ہیں اسکے جواب میں فرمائے حُرٌّ وَعَبْدٌ یعنے ایک آزاد ہے اور ایک غلام۔ راوی نے کہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے ساتھ ابوبکر اور بلال تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا اول ایمان سے مشرف ہوئیں۔ اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ پہلے جو ایمان سے مشرف ہوے حضرت علی مرتضی ہیں۔ یہ قول ابو ذر غفاری و سلمان فارسی و مقداد بن الاسود

کندی وخباب بن الارث وجابر بن عبد اللہ انصاری وخزیمہ بن ثابت انصاری وابوایوب انصاری وزید بن ارقم وانس بن مالک سے منقول ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم - اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہے کہ سبقے

السبق ثلاثة الی موسی یوشع بن نون والسابق الی عیسی صاحب حبیب النجار والسابق الی الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابیطالب یعنے ایمان مین جو سبقت کئی سو تین ہین موسی علیہ السلام پر جو اول ایمان لایا یوشع بن نون ہے اور عیسی علیہ السلام پر حبیب نجار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علی بن ابی طالب - اور ابو ذر غفاری وسلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نے اپنے دست حق پرست سے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑے اور فرمائے ھذا اول من امن بی یعنی یہہ پہلے مجھپر ایمان لایا - اور مروی ہے کہ حضرت نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے کہ مین تجھے ایسے مرد کے ساتھہ نکاح کر دیا کہ جس کا عرفان سب سے زیادہ ہے - لاکن اہل سیر وتواریخ کے پاس صحیح بات یہی ہے کہ پہلے خدیجہ کبری پہر علی مرتضی پھر زید بن حارثہ پہر ابوبکر صدیق پہر بلال بترتیب ایمان لائے - اور شیخ ابن عبد البر اپنی کتاب استیعاب مین لایا ہے کہ محمد بن کعب سے پوچھے کہ مرتضی علی کا اسلام سابق ہے یا ابوبکر صدیق کا - جواب دیا کہ سبحان اللہ مرتضی علی اول ایمان سے مشرف ہوے - لاکن ابوطالب کی رعایت سے اپنا ایمان ظاہر ہنین کئے - اور ابوبکر صدیق جو ایمان لائے اپنا اظہار اسلام کئے - اور بعضے ائمہ دین کہے ہین کہ احتیاط سے نزدیک یہہ بات ہے کہ کہین کہ بی بیون سے پہلے جو ایمان لائے خدیجہ کبری ہین - اور لڑکون سے علی مرتضی اور بالغ مردون سے صدیق اکبر اور موالی سے زید بن حارثہ - اور غلامون سے بلال ہین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین - پہلا گلزار قدوۃ المہاجرین والانصار - ثانی اثنین اذہما فی الغار خلیفہ رسول اللہ بالتحقیق امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے احوال مین - اس گلزار مین چند خیابان اور چند فصلین ہین سلے پہلی خیابان انکے نام ونسب اور تولد ولقب اور شمایل کثیر الفضایل کے بیان مین — جانا چاہیے کہ ابوبکر صدیق حضرت جناب رسالت کی ولادت باسعادت کے بعد دو سال اور چند مہینون کے پیدا ہوے انکا نام عبد اللہ ہے - اور انکی والد ابی قحافہ ہین - ابی قحافہ کا نام عثمان ہے بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی - مرہ بن کعب مین انکا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھہ ملتا ہے - اور صدیق اکبر کے والدہ کا نام سلمی اور کنیت ام الخیر ہے بنت صخر بن

عمر - اور وہ ابی قحافہ کے چچا کی دختر تھی - اور بعضے اہل سیر لکھتے ہین کہ جاہلیت مین صدیق کا
نام عبد الکعبہ تھا - حضرت سید انام انکا نام ظہور اسلام مین عبد اللہ سے بدل فرمائے - روایت ہے
کہ صدیق اکبر کا رنگ گورا اور قد مبارک دراز تھا - اور ہر دو رخسار پر بال کم تھے اور چہرۂ مبارک صاف آئینہ
سا تھا - اور پیشانی کچھ اوٹھی ہوی تھی - انگلیون اور سوندٹون پر بال نہین تھے - اور اپنی ریش مبارک کو
مہندی سے خضاب کرتے تھے - اور صدیق و عتیق جو انکا لقب ہے اسکے وجہ لقب مین کئی روایتین آئی ہین

پہلی روایت یہہ ہے کہ حضرت نے ایکروز انکے چہرۂ انور پر نظر کئے اور فرمائے مَنْ اَرَادَ
اَنْ یَنْظُرَ اِلیٰ عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلیٰ اَبِیْ بَکْرٍ یعنے جس نے چہاہو کہ اس شخص کو دیکھے کہ جس کو اللہ تعالے
نے آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو تو چاہئے کہ وہ ابوبکر کی طرف نظر کرے - اور کہتے مین کہ جب صدیق اکبر
شرف اسلام بہرہ ور ہوے - حضرت نے فرمائے اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ یعنے اللہ تعالے تجھے
آتش دوزخ سے آزاد کیا - تب سے انکو عتیق کہنے لگے - **دوسری روایت** یہہ کہ اُن کے
حسن وجمال اور حسن خصال پر نظر کرتے انکو عتیق کہتے تھے کیونکہ عتاقت حسن کی معنی مین آیا ہے -
تیسری روایت یہہ کہ اپنی طہارت نسب کے سبب سے جو عیبون سے پاک تھے اس لقب سے ملقب
ہوے **چوتھی روایت** یہہ اسکے دو برادر تھے ایک کا نام عاتق دوسرے کا عتیق وے ہر دو انکو
کے ولادت کے آگے دنیا سے نقل کئی - جب وہ پیدا ہوے عتیق کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتے تھے
اسلئے انکو عتیق سے ملقب کئے - **پانچوین روایت** یہہ کہ انکی والدہ کا کوئی بچہ نہین جیتا تہا جب وہ پیدا
ہوے اور بعد جوانی کو پہنچے انکو عتیق کہنے لگے کیونکہ وہ موت سے آزاد ہوے - ایک روایت ہے کہ جب انکا تولد
ہوا اُن کی والدہ بیت اللہ کے پاس لیجا کے کہے یَا رَبِّ هٰذَا عَتِیْقٌ مِنَ الْمَوْتِ یعنے یہ موت سے آزاد ہے
تب رکن کی طرف سے آواز آئی یَا اَمَةَ الرَّحْمٰنِ بِالتَّحْقِیْقِ وَلَدْتِ الْوَلَدَ الْعَتِیْقَ یُعْرَفُ فِی التَّوْرٰىةِ
بِالصِّدِّیْقِ یعنے ای رحمن کی باندی مقرر تو جنی ایسے فرزند کو کہ وہ آزاد ہے - اور توریت مین اس کا نام
صدیق ہے - یا اسلئے کہ جب انہون نے معراج کی تصدیق کئے حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالے نے تیرا نام صدیق کیا
یا اسلئے کہ قصہ معراج مین جو پہلے تصدیق کئے وہی تھے - یا حضرت کی نبوت پر جو پہلے تصدیق لائے وہی تھے
اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ صدیق وہ ہے کہ جسکا ظاہر و باطن صدق و راستی کے ساتھ مستقیم ہے -
کما قالوا الصدیق من لم یتغیر باطن امرہ من ظاہرہ وقیل الصدیق ھو الصادق قولاً وفعلاً ونیۃً وعقداً

یعنے صدیق وہ ہے کہ وہ صادق رہے قول وفعل اور نیت اور عقل کے رو سے - اور بعضے عرفا کہتے ہین کہ رویت
حق کے مقابلہ مین کونین کو اپنی نظر سے دور کرے - یہہ سب صفتین صدیق اکبر کے ذات مقدس مین جمع کئے گئین
تہین - چنانچہ جب حضرت نے جیش عسرت کا تہیہ کرنے لگے - ابوبکر صدیق اپنا سب مال حاضر کئے - حضرت نے پوچہے
کہ ای صدیق اتنا مال وفور جو تو حاضر کیا اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا رکہا جواب دئے کہ اللہ ورسولہٗ - **دوسری**
خیابان صدیق اکبر ایمان لانیکے بیان مین - جانا چاہئے کہ صدیق اکبر ایمان لانے کے بابت
کئی روایتین منقول ہین - از انجملہ عبد اللہ ابن مسعود ابوبکر صدیق سے روایت کرتے ہین کہ حضرت کی بعثت کے آگے تجارت
کی تقریب سے مین نے جب یمن گیا وہان ایک راہب سے ملا - اسکی عمر تین سو نود سال کی تہی اور وہ آسمانی کتابون سے آگاہ تہا
اوس نے مجہکو دیکہتے ہی کہنے لگا کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو مکہ معظمہ سے آیا ہے - مین کہا ہان پہر کہا تو قوم قریش سے ہے
مین کہا ہان پہر کہا کہ تو بنی تیم کے قبیلے سے ہے مین جواب دیا کہ ہان - تب وہ راہب نے کہا کہ اور ایک علامت باقی
ہے مین نے پوچہا کہ وہ کونسی علامت ہے - اس نے کہا کہ اپنے شکم سے کپڑا اٹہا مین نے کہا کہ اس سے تیرا کیا مقصود
ہے جب تک نہ کہیگا مین کپڑا نہ اٹہاون گا - تب وہ کہنے لگا مین کتابون مین دیکہا ہون کہ حرم مین ایک پیغمبر
مبعوث ہووے گا اس کی تائید پر دو شخص ہووینگے ایک جوان اور ایک کہل - وہ جوان سخت کامون مین کام آویگا
اور آفتین مرفع کرے گا - اور وہ جو کہل ہوویگا سپید چہرہ اور لاغر اندام رہے گا - اور اوسکے شکم پر ایک سیاہ داغ
اور اوسکی بائین ران پر ایک نشان ہوگا سو میرا گمان غالب یہی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے - اسلئے چاہتا ہون کہ وہ داغ تیرے
شکم پر دیکہون - ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب یہہ بات سنا اپنا شکم برہنہ کیا - اوس راہب نے وہ داغ ونشان
دیکہ کے کہنے لگا کہ کعبہ کے رب کی قسم ہے کہ تو وہی کہل ہے - پس حضرت کی تبعیت بجا لا - مین مجہے وصیتین کیا جب
مین اپنے کامون سے فارغ ہو کے رخصت کیلئے اس کے پاس گیا تو کہنے لگا کہ مین اس پیغمبر کی نعت مین چند بیتین کہا
ہون اُس کے حضور اقدس مین پہنچائے - وہ ابیات میرے تحویل کیا - اسکی شرح بہت بہی ہی تہی سو الرمزانی
قد سمعت معاشریا * ونفسی قد اصبحت فی الحی ماہنا اور ان بیتون کے اخیر مین صدیق اکبر
کے طرف خطاب کرکے کہتا ہے - وانت ورب البیت تلقی محمدا * لعامک ہذا قد اقام
البراہنا * فحی رسول اللہ منی فاننی * علی دینہ احیی وان کنت واہنا *
فیالیتنی ادرکتہ فی شبیبتی * فکنت لہ عبدا وللعجا ہنا غرض ابوبکر صدیق نے کہتے ہین کہ مین جب حضرت
لیکے نکلا اور مکہ معظمہ مین آپہنچا عقبہ بن ابی معیط وشیبہ ابوجہل اور چند شخص سرداری تہنیت کے لئے آئے - مین نے

پوچھا کہ کیا یہان کوئی واقعہ عجیب وحادثہ غریب وقوع مین آیا ہے۔ وے کہنے لگے کہ ہان اس سے کیا واقعہ عجیب ہوگا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب جو ابو طالب کا یتیم ہے پیغمبری کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اور ہمکو کہتا ہے کہ تم دین باطل پر ہو اور تمہارے باپ دادا بھی باطل پر تھے۔ ہم کو تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب جو تم آئے ہو جو مناسب ہے سو کیجیو ابوبکر صدیق کہتے ہین کہ مین نے جب یہہ بات سنا عذر کرکے اون کو رخصت دیا اور دریافت کیا کہ حضرت کہان ہین کہے کہ خدیجہ کبریٰ کے گھر مین ہین۔ مین اسیوقت بی بی کے مکان پر گیا اور دروازے کے حلقے پر مارا حضرت باہر تشریف لائے مین ملاقات سے مشرف ہوا اور حقیقت دریافت کیا تو فرمائے کہ مین خدا کا رسول ہون تجھے اور سب لوگون کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی طرف بلاتا ہون۔ مین نے عرض کیا کہ آپ کی رسالت پر کیا دلیل ہے فرمائے کہ وہی دلیل جو یمن مین فلان راہب خبر دیا اور میری نعت کی باتین تیرے تحویل کیا۔ مین نے پوچھا کہ اس حال سے کس نے اپکو خبر دی فرمائے کہ وہ فرشتہ جو میرے آگے سب انبیا کے پاس آتا تھا۔ بس یہہ سنتے ہی مین کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ عمر بھر مین کبھی ایسی خوشی حاصل نہین ہوئی تھی۔ **دوسری روایت** ابوبکر صدیق سے منقول ہے کہ مین نے ایام جاہلیت مین ایک روز جھاڑ کے نیچے بیٹھا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ اسکی ڈالی میری طرف جھکنے لگی۔ یہان تک کہ میرے سر تک پہنچی۔ مین تعجب سے اس کی طرف دیکھتا تھا۔ اُس جھاڑ سے آواز آئی کہ ایک پیغمبر فلان وقت مبعوث ہووے گا۔ اور خلایق اس پر ایمان لا کے ہمیشہ کی سعادت ہاتھ لاوینگے۔ چاہئے کہ تو بھی وہ دولت سعادت اپنے ہاتھ لانے مین جلدی کرے۔ مین نے پوچھا کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ کہا کہ اس کا نام نامی محمد ہے ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم۔ مین کہا کہ وہ تو میرا الیف اور صاحب اور حبیب ہے۔ تب اُس جھاڑ سے مین نے عہد لیا کہ جب وہ پیغمبر مبعوث ہووے مجھے بشارت دیجیو۔ جب حضرت مبعوث ہوئے اُس جھاڑ سے آواز آئی کہ اے پسر ابو قحافہ اب جلدی کیجیو کہ پیغمبر پر وحی آئی۔ قسم ہے رب موسیٰ کی کہ کوئی تیرے پر سبقت نکریگا۔ پس جب صبح ہوئی مین نے حضرت کے حضور فیض گنجور مین گیا۔ اور حضرت نے مجھے دعوت کئے مین نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ سِرَاجًا مُّنِيْرًا
ان سب کے ایمان مین اور بھی روایتین آئی ہین اُسمین سے بعضے یہہ فقیر خیابان السیر مین لایا ہے۔

تیسری خیابان صدیق اکبر کی رہنمائی سے دوسرے صحابہ ایمان لانے کے بیان مین۔

صدیق اکبر کی بیٹی اسما رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد جب نور ایمان سے مشرف ہوکے گھر مین تشریف لائے ہم سب کو دین اسلام کے طرف دعوت کئے جب تک سب گھر والے ایمان سے بہرہ ور نہوئے تب تک مجلس سے نہ اُٹھے۔ اور جب اللہ

ابوبکر صدیق ایمان لاسئے اسی روز شام تک انہین کی ترغیب سے یہہ پانچ اصحاب کرامت دولت اسلام سے کامیاب ہوئے عثمان بن عفان - وزبیر بن العوام وطلحہ بن عبداللہ - وسعد بن ابی وقاص - وعبدالرحمن بن عوف اور اسکے بعد انہین کے رہنمائی سے یہہ صحابہ ایمان سے مشرف ہوئے - ابوعبیدہ بن الجراح - وعثمان بن مظعون - وارقم بن ابی الارقم وابوسلمہ بن عبدالاسد - اور اُنکے بعد عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب - وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل و فاطمہ بنت الخطاب عمر فاروق کے خواہر سعید مذکور کے زوجہ - وقدامہ بن مظعون - وخباب بن الارت - وعبداللہ بن مظعون وعمرو بن ابی وقاص - وعبداللہ بن مسعود - ومسعود بن الربیع - وسلیط بن عمرو - وعیاش بن ابی ربیعہ - وخنیس بن حذافہ - وعامر بن ربیعہ - وعبداللہ جحش - وجعفر بن ابیطالب اور اون کی زوجہ اسما بنت عمیس - وحاطب بن الحارث وحطاب بن الحارث - ومعمر بن حبیب - وسائب بن عثمان بن مظعون - ونعیم بن عبداللہ - وعامر بن فہیرہ - وخالد بن سعید - وحاطب بن عمرو بن عبدشمس - وابوحذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ - وواقد بن عبداللہ - وعمار بن یاسر وصہیب بن سنان - وایاس بن بکیر - وخالد بن البکیر - وابوذر غفاری - وطلیب بن عمیر - ومصعب بن عمیر - یہہ سب السابقین ہین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین - ان مین ہر ہر کے ایمان کا ایک سبب اور ایک قصہ ہے لاکن اس مختصر مین اوسکے تفصیل کی گنجایش نہین کذا فی المعارج - **چوتھی خیابان اُن آیتون کی تفسیر مین جو ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دال ہین - پہلی آیت** - جو سورہ توبہ مین آئی ہے فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ یعنے مقرر بضرت کیا اللہ تعالے نے اُس کی یعنے اپنے رسول مقبول کی - اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جبکہ قصد کئے کافرون نے اسکو مکہ معظمہ سے نکالنے کا - اور حق سبحانہ تعالے شانہ اُسکو ہجرت کی اجازت دی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ دو جانون سے جبکہ تھے دونون غار مین یعنے غار ثور مین - اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ جب کہا پیغمبر نے اپنے یار کو یعنے ابوبکر صدیق کو کہ غم نہ کہا اندیشہ مت کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مقرر اللہ ہمارے ساتھ ہے دشمنون کے شر سے ہم کو بچانے مین اور اونپر ہم کو نصرت دینے مین فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پس نازل کیا اللہ تعالی نے اپنی رحمت آرام کا سبب ہے عَلَيْهِ اپنے رسول مقبول پر یا ابوبکر صدیق پر کیونکہ حضرت کے ساتھ جو ان کو کمال محبت تھی نہایت مضطر تھے وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تائید دیا اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر کو ملایک کے فوجون سے کہ تم نہین دیکھے اون کو یعنے اللہ تعالے نے فرشتون کے فوجین بھیجدیا تا سرغار پر حاضر رہین اور حضرت کی حفاظت کرین - یا اُن فرشتون سے مراد ہی جو بدر اور حنین اور احزاب مین نازل ہوئے وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى - اور کر دیا کافرونکی پست یعنے کفار جو کفر کے طرف دعوت کرتے تھے اُنکی دعوت کو خوار و بے مقدار کر دیا - وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - اور کلمۃ اللہ کا یعنے اسلام کی دعوت یا توحید رب العزت یا کلمہ شہادت بلند تر او ر رفیع القدر ہے

واللّٰہ عزیز حکیم اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہی غالب کرتا ہی اہل توحید کو اور خوار کرتا ہے اہل شرک کو یہہ غار کا قصہ غزوہ
تبوک کے اثنا مین لانے سے یہہ مقصود ہے کہ اگر تم جہاد کو جانے مین اور میرے پیغمبر کی یاری دینے مین قصور کرینگے
ہم اوسکو یاری دیوینگے جیسا کہ اُس محل مین جو ایک شخص سے زیادہ نہ تھا اور سب صنادید قریش اسکے قتل کا قصد
کئے ہوئے تھے ہم اسکی مدد کئے اور دشمنون کے درمیان سے اس کو محفوظ اور سالم نکالے پس نصرت ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے

دوسری آیت جو سورۂ نحل مین آئی ہی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا یعنے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کہ وہ
کون ہے عَبْدًا مَّمْلُوْكًا غلام زر خریدہ جو مکاتب اور ماذون نہو اور وہ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کہ قدرت
نہین رکھتا ہے کسی چیز پر نفع و ضرر سے وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا اور وہ شخص جو روزی دی ہم اس کو ہمارے
نزدیک سے اچھی روزی یعنے حلال اور زیادہ اور بلا مزاحم جو اس مین تصرف کر سکے۔ فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ
جَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ پس یہ بندہ خرچ کرتا ہی اس روزی سے باطن اور ظاہر یعنے جس طرح چاہے کہ چاہتا ہی اور کسی سے
اندیشہ نہین کرتا ہے کیا ایسا بندہ اور ویسا غلام ہر دو برابر ہین یعنے غلامانِ بے اختیار اور خواجگان با اقتدار
ہر دو برابر نہین پس جب مملوکِ عاجز مالکِ قادر کے ساتھ تصرف مین برابر نہین ہے تو بتان جو تمام مخلوقات مین
بہت ہی عاجز ہین قادر علی الاطلاق کے ساتھ کیون کر شریک ہو سکین گے۔ صاحب کشف المحجوب نے لایا ہی کہ مین
ایک روز شیخ ابو العباس شقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین آیا اور دیکھا کہ یہہ آیت پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے
اور نعرے مار رہا ہی۔ مین نے سمجھا کہ اب مر جائیگا۔ سو پوچھا یہہ کیا حالت ہے۔ فرمایا کہ مدت گیارہ سال ہے
مین قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہون سو آج اس آیت پر پہنچا اب آگے پڑھ نہین سکتا ہون۔ ہان حدوث کو قدم تک
پہنچ ہو سکیگی سہ نیست کو ہست ساتھ کیا نسبت ٭ بحر سے قطرہ کیا کرے دعوا ٭ مفسرون نے کہا ہی کہ یہہ ضرب المثل
مومن مقبول اور کافر مخذول کے واسطے ہے مومن سے مراد ابوبکر صدیق ہین اور کافر سے مراد ابوجہل لعین ہستے

تیسری آیت جو سورۂ رحمن مین آئی ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنے واسطے اس شخص
کے جو ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑا رہنے سے دو جنت ہین۔ یعنے جس نے موقف حساب سے ڈرے اور گناہ نکرے اسکو
دو بہشت دیوینگے۔ ایک جنت عدن دوسری جنت نعیم۔ موضح مین لایا ہی کہ دو باغ ایسے دیوینگے کہ ان مین سے ہر ایک کی
چوڑائی اور لمبائی سو سال کی راہ ہووے گی۔ ہر ایک باغ مین خوشنما درخت اور بہتر میوے اور خوبصورت حورین دیوینگے
اور محمد حکیم ترمذی قدس سرہ نے کہا کہ ایک بہشت خوف الٰہی کے بدلے مین ہوگی دوسری ترک مناہی کے عوض مین
یا ایک خاص ڈرنیوالے کے واسطے ہوگی۔ دوسری اس کے متعلق اور خدام رہنے کے لئے۔ کہتے ہین کہ

لِمَنْ خَافَ سے مراد ابوبکر صدیق ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہ **چھٹی آیت** سورۂ زمر مین آئی ہے وَالَّذِیْ جَاۤءَ بِالصِّدْقِ یعنے وہ شخص جو آیا سچی بات کے ساتھ وَصَدَّقَ بِہٖ - اور وہ شخص جو سچ جانا اوسکو اُولٰۤئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ - وے لوگ پرہیزگار ہین - کہتے ہین کہ جَاۤءَ بِالصِّدْقِ سے مراد جبرئیل ہین - اور صدق سے یعنی سچ جاننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ کلام الٰہی پر تصدیق لائے اور قبول کئے - اور ابو العالیہ اور کلبی رحمہما اللہ جو اکابر مفسرین سے ہین کہتے ہین کہ جَاۤءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدق سے مراد ابوبکر صدیق ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی تفسیر معالم التنزیل والحسینی و روضۃ الاحباب **پانچوین آیت** سورۃ الفجر مین آئی ہے یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَی جی چین پکڑے ہوے ساتھ حق کے کہ تو حق کے سوائے اور کسی طرف التفات نہین رکھتا تہا تجھکو زمین کے پس جانے سے اور فرشتون کے صفون کو دیکھنے سے اور ہول آواز سننے سے دوزخ کے کیا پروا ہے اِرْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ پہر آ اپنے پروردگار کی طرف کہ ہمیشہ تو اس کے حضور مین مستغرق رہتا تہا اور اسکے ماسوا کی طرف التفات نہ کرتا تہا رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ایسی حالت مین کہ تو خوش وقت ہونیوالا ہے جمال حق کی تجلی دیکھنے سے - اور پسند کیا گیا ہے تو ساتھ ظہور آثار جمال جمیل مطلق کے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ پہر داخل ہو میرے مقرب بندگون کے گروہ مین جو دیدار کے مقام مین بیٹھے ہین - اور یہہ تیرا مرتبہ ہے سعادت روحانی کا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داخل ہو میری جنت مین کہ وہ مقام لذت جسمانی کے مزہ اٹہانے کا ہے رَزَقَنَا اللہُ الْفَوْزَ بِالسَّعَادَتَیْنِ اس جگہہ پر سمجھہ لیا چاہیے کہ نفس انسانی کو قرآن مجید مین تین صفتون سے موصوف کیا ہے ایک اَمَّارَہ دوسرے لَوَّامَہ تیسرے مطمئنہ اَمَّارَہ کافرون اور فاسقون کے نفس کی صفت ہے جو کفر اور فسق سے منہہ نہین پہیرتے اور ان کا نفس انکو ہر وقت انہی کامون کی طرف رغبت دلاتا ہے - اور لوّامہ ان گنہگارون کے نفس کی صفت ہے جو اپنی بدی پر ندامت کھینچتے ہین - اور گناہ ہو جانے کے بعد اپنے کو آپ ملامت کرتے ہین کہ یہہ کام مین نے کیون کیا اور بہت برا کیا - اور مطمئنہ انبیا اور اولیا کے نفسون کی صفت ہے کہ انہون نے اطاعت اور ذکر و فکر مین حق کے اطمینان پاتے تھے اور خواہشون کی کشمکش اور گناہون کے خطرات سے انکے احوال پراگندہ اور اوقات مکدر نہین ہوتے تھے - اور بعضے کہتے ہین کہ امارگی ہر نفس کی ذاتی صفت ہے کہ شہوت اور غضب کے وقت عقل اور شرع کے حکم پر ظہور کرتی ہے اور لوّامگی بہی ہر نفس کی صفت ہے مگر جس وقت کہ عقل اور شرع کے طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور اطمینان بہی ہر نفس کی صفت ہے مگر جبکہ ذکر کا نور تمام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہے - اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سارے نفس قیامت کے دن لوّامہ ہونگے اور آپکو ملامت کرینگے کہ طاعت زیادہ کیون نہ کی اور گناہ کیون

کیا اور ہرچند کہ اصل مین اس ندا اور بشارت کا وقت فزع اکبر کا ہے اور وہ قیامت کے دن ہوگا لیکن اُس کا نمونہ
ہر مومن مرنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے - چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ جب بایمان آدمی کو اجل آتی ہے تو سرہانے اُس کے فرشتے خوبصورت اور معطر آتے
ہین اور کہتے ہین ای جان نکل آ امیدہ خوشی اور آسانی سے نکل آ کہ تیرا پروردگار تجہہ سے خوش ہے یہہ بات سنکر
مسلمان کی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور ایک عالم اوسکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے اور فرشتے اوس کو
ریشمی اور معطر کپڑون مین لیجاتے ہین اور دروازے آسمان کے کھلجاتے ہین اور وہان کے دربان مرحبا کہتے ہوئے استقبال
کرتے ہین اور اسکے واسطے بخشش طلب کرتے ہین اور اسکو عرش معلی کے نیچے لیجاتے ہین تا اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرے
اور حضرت میکائیل کو حکم ہوتا ہے کہ اس جان کو مسلمان اور نیکوکارون کی ارواح کے مقام مین داخل کرو اور اسکی قبر کو فراخ کردو
تا آرام اور راحت اسکو پہنچتی رہے اور اس کو کہدو کہ آرام سے رہے نئی دلہن کی طرح جسکو کوئی بیخواب نہین کرتا اور کافرون
کے ساتہہ اسکے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہے کذا فی تفسیر عزیزیہ - روایت ہے کہ جب یہہ آیت شریف نازل ہوی ابوبکر صدیق
نے کہے اِنَّ ھٰذَا لَحَسَنٌ - حضرت نے فرمائے کہ ای ابوبکر تو آگاہ ہو اسبات سے کہ تیری موت کے وقت فرشتہ
یہہ آیت تجہہ پر پڑیگا - ان کے سوائے اور بھی آیتین ہین کہ صدیق اکبر کی فضیلت پر دلالت کرتے ہین اختصار کے لئے
ان چند آیتون پر اکتفا کیا - اور آیہ لَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ جو انہین کے شان مین مسطح کا نفقہ موقوف کرنے کے باب مین
نزول پای ہے اور وہ سورۂ نور مین آئی ہے - اسکا بیان درازی چاہتا ہے یہ فقیر جنان السیر کے چوتھے چمن مین اسباب کے
ساتھہ لایا ہے چاہین تو اسمین دیکہہ لین - اور سورۂ لیل جو صدیق اکبر کی فضیلت مین نازل ہوا - تفسیر عزیزیہ سے اسکے
چند آیتون کی تفسیر - جو کئی حدیثون کو بھی شامل ہے یہان لکھی جاتی ہے وَھِیَ ھٰذِہٖ سورۂ لیل کے نازل ہونے کا سبب
یہہ ہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص رئیسون مین بڑے مالدار تھے - ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - اور دوسرا امیہ
بن خلف - اور ان دونون کا معاملہ مال کے صرف کرنے مین مختلف تھا امیہ مال بہت رکھتا تہا اور بہت غلامون کو ترتیب کرکے
ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کھیتی کا داروغہ کیا تھا - اور ایک کو میوون کے باغ کا اور ایک کو
قیمتی کپڑون کی تجارت کے واسطے یمن اور شام کے طرف بھیجتا تھا - اور ایک کو جانورون پر مقرر کیا تہا کہ دودھ اور بچے
اور نسل کی خبرداری کرکے اسکے حاصل کو جمع کیا کرے اسیطرح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تہا اور اس نے بہت سے مال
بہت جمع کیا تھا - اور باوجود اس ثروت اور مالداری کے ایک کوڑی فقیر کو نہین دیتا تہا بلکہ اگر کوئی غلام کسی محتاج کو
کچھ آدہی دمڑی کبھی دیتا تو اسپر خفا ہوتا بلکہ اسکو اس کام سے موقوف کرتا تہا اور اگر کوئی شخص اس بخیل کو نصیحت کرتے

کچھہ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالی کی راہ پر محتاجون اور مسکینون کو کس واسطے نہین دیتا ہی اور آخرت
کا ذخیرہ کیون نہین کرتا ہی تو وہ بدبخت اسکے جواب مین کہتا تھا کہ اول تو آخرت کہان ہے اور اگر بالفرض ہوی تو بھی
اس قدر مال اور اسباب اور اولاد مین نے جمع کیا ہے کہ مجھکو کچھہ احتیاج بہشت کے نعمتون کی نہین ہے - اور ان چیزون سے جن کی
طمع اور لالچ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیرون اور محتاجون کو دیتے ہین اور اس سبب سے ان لوگون کو اپنا گرویدہ کرتے ہین مجھکو
کچھہ پروا نہین ہے - اور اسیکے غلامون مین سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم
تھے اور بزرگی مین انکا مرتبہ اس حد کو پہنچا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خواب مین اپنے آگے آگے بہشت مین دیکھا
اور انکے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہشت بلال کی مشتاق ہی سو حضرت بلال جسوقت مین
کہ مملوک اس بدبخت کے تھے پوشیدہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ انکے اسلام لانے کی خبر اس کو پہنچی تو اول انکو معزول
کیا اور خزانے تنخواہ کی داروغگی جو انکے متعلق تھی دوسرے غلام کو سپرد کی - پھر انکو اپنے سامہنے بلوا کے پوچھا کہ تو کسکو
پوجتا ہے - حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو اوس ملعون نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے وگرنہ تو مین تجھہ
کو بڑی سزا دونگا اور مارتے مارتے مار ڈالونگا حضرت بلال نے کہا کہ مین تو اس دین سے کبھی نہین پھرتا لیکن مین تیرا غلام ہون تو جو
چاہے سو کر - اس شقی ازلی نے اپنے غلامون کو ایسا حکم کیا کہ دن چڑہتے انکے بدن مین ببول کے کانٹے چبھویا کرو اور
جب آفتاب خوب گرم ہو تب دہوپ مین انکو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھا کرو تا کہ ہل نسکین اور گرد ان کے
آگ جلایا کرو اور جب شام ہو تب ہاتھہ پیر باندھکے اندہیرے مکان مین قید کر رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا کرو
اور صبح تک مار موقوف نہ کرو اسیطرح سے کتنے دنون تک حضرت بلال اس مصیبت مین گرفتار رہے اور پکار پکار کر احد احد
کہا کرتے تھے یعنے معبود میرا ایک ہے - ایکروز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت اس طرف سے گذرے اور اس ملعون
کے گھر سے آواز نالہ وزاری کی آپکے کان مین پڑی - پوچھا کہ اس مین کیا ہوتا ہی اور یہہ آواز کیسی ہے لوگون نے کہا کہ بلال
نام ایک غلام ہے اس پر مار پڑتی ہے یہہ آواز اسی غلام کے رونے کی ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو یہہ بات سنکے
نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت اسکے گھر مین آپ تشریف لے گئے اور اوس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر
اور اس غلام پر اتنا ظلم احمق مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہی اور اللہ تعالی کی دوستی اور رضامندی کو
اختیار کیا ہے تجھہ کو چاہئے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھہ احسان کر کہ آخرت مین تیرے کام آویگا اور تجھکو
اسکی شفاعت سے بچا دیگا اس ملعون نے کہا کہ آخرت ہی کہان اور یہہ دین کہان سے معلوم ہوا کہ سچا ہی اور اگر بالفرض آخرت ہوی
بھی تو مجھکو دنیا مین کس چیز کی کمی ہے کہ آخرت کی نعمتون پر جو فقط وہم اور خیال ہین فریفتہ ہون میرے پاس جو دنیا مین

بھی بہشت موجود ہے چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے جو میرے کارخانے مین کثرت سے موجود نہو اور
مضمون ان بیتون کا زبان پر لایا ؎ صبح تو جام سے گذرتی ہے ٭ شب دلارام سے گذرتی ہے ٭ عاقبت کی
خبر کیسے معلوم ٭ یان تو آرام سے گذرتی ہے ٭ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اس کو سمجھایا اور نصیحت کی کہ پھرا
کہا مان اور اس بیچارے مسکین پر ظلم کرنے سے باز آ - اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل ترس کھاتا ہے تو تم بھی مالدار
ہو اور آخرت کا اعتقاد بھی رکھتے ہو تم ہی ثواب کما و اور اس غلام کو مجھ سے خرید کر لو - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے کہ اسی بات کی آرزو رکھتے تھے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے اوسکے عوض مین تو جو طلب کرے مین دونگا اور اوس کو
خرید کرونگا - اس کافر نے عاجز کرنے کو کہا کہ تم اسکو نہ خرید کر سکوگے اور اگر یون ہی تمہین منظور ہے اور تمہین اسکے
خرید کرنے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی مجھکو دو اور وہ آپکے غلامون مین بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت
کی رکھتا تھا چنانچہ دو ہزار دینار کے قریب پونجی جمع کی تھی اور اس غلام کو یعنے بلال کو مجھ سے لو - حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے مین عذر نہ رکھتے تھے اس بات کو دل اور جان
سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اس پر زیادہ کر کے اس کافر کو دئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید خانے
سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے وہ کافر آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبون سے کہتا تھا کہ یہ شخص
باوجود اس عقل اور دانائی کے اس معاملہ مین کس قدر دہوکا کھایا ہے اور اپنا نقصان کیا ہے یعنے ایسے غلام کو جو قابل تجارت
جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے غلام کے عوض مین دیا ہے جو کسی کام کا نہین ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی
نہین رکھتا ہے مین ایسے غلام کو یعنے بلال کے مانند ایک دانق کے عوض مین کہ درم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے نہ خرید کرون
بلکہ مفت بھی نہ لون - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ اس قدر
میرے نزدیک ہے کہ اگر تمام زمین کی بادشاہت کے عوض مین بیچتا تو بھی مین بے لئے نہ چھوڑتا - پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور مین حاضر کیا اور سب حال جو گذرا تھا عرض کیا کہ اس طرح سے مین نے ان کو خرید
کیا ہے اور آپ گواہ رہئے کہ اللہ کی رضامندی کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس بات سے بہت خوش ہوے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روز سے فارغ البال ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت شریف مین رہنے لگے اور نیک بختی دونون جہان کی حاصل کی - اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدای اسلام
سے کہ مسلمانون کی نہایت ضعیفی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتون مین اور کافرون کے ہاتھ سے مسلمانون کو چھوڑا لینے مین اور سوا اسکے دوسرے

اچھے کاموں میں صرف کرکے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خرید کرنے میں
جو کچھہ خرچ کیا سو ابھی معلوم ہو چکا اسیطرح سے سات شخص غلام اور لونڈی قریش کے جنھوں نے دین اسلام کو دل
سے قبول کیا تھا اور انکے مالک اس سبب سے ان کو ایذا دیتے تھے خرید کرکے اللہ تعالی کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیا
تھا - چنانچہ انہیں سے ایک عامر بن فہیرہ ہیں کہ بنی جدعان کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو
اُنکے مالکوں سے ایک رطل بھر سونے کے عوض میں خرید کرکے آزاد کر دیا اور وے ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی میں مشرف تھے اور بیر معونہ کے دن شہید ہوے اور وے بڑے اولیاء اللہ سے تھے - اور انہیں
سے ایک زنیرہ ہیں کہ کمال کی نہایت کو پہنچے تھیں اور بڑا ایمان کامل انکو نصیب ہوا تھا ان کو بھی اُنکے مالکوں سے لیکر
آزاد کر دیا تھا لیکن قضاے کردگار سے بعد آزاد ہونے کے انکی آنکھوں میں درد ہوا اور بینائی جاتی رہی انکے مالکوں
نے یہہ بات سنکر ان کو طعن کے طور سے کہا کہ دیکھا لات اور عزی کی مار نے تجھکو کیسا اندھا کر دیا - انھوں نے جواب دیا کہ یہہ
بات تمھاری جھوٹی ہے لات اور عزی کو ہرگز یہہ قدرت نہیں ہے کہ کسی کا کچھہ اچھا یا برا کر سکیں سوا اللہ تعالی کے
وہ مالک ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یہہ بات ان کی اللہ تعالی کے جناب میں پسند آئی اسیوقت انکی آنکھیں اچھی ہو گئیں
اور جیسی بینائی تھی ویسی ہی ہو گئی - اور انہیں میں سے نہدیہ اور انکی بیٹی ہیں کہ یے دونوں ایک عورت یعنے عبد الدار
کی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت ان کو نہایت ایذا پہنچاتی تھی - حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے حال سے خبر
پاکے اس عورت کے گھر تشریف لیگئے اور اسکو نصیحت کی کہ انکو ایذا مت دو اور جو کچھہ انکی قیمت ہو مجھہ سے لے - اس عورت
نے قیمت بہت مانگی آپنے بلا تکرار انکی قیمت موافق اسکی خواہش کے اسکو ادا کی اور ان دونوں سے کہ اس عورت
کے آٹا پیسنے میں مشغول تھیں کہا کہ خوش خبری ہو جیو تم کو کہ میں نے تم دونوں کو مول لیکر اللہ تعالی کی رضامندی
کے واسطے آزاد کر دیا اب اٹھو اور آٹے کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ آؤ - ان دونوں نے عرض کی کہ اے ابوبکر
صدیق بہت برسوں سے ہم نے اس کے گھر میں پرورش پائی ہے اور اسکا نمک کھایا ہے اب یہہ اس کا کام ادھورا
چھوڑنا مناسب نہیں ہے اس آٹے کو پیسکے اس کو دیکر ہم آتے ہیں - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے
اس بات کو سنکر اُن پر آفرین کہے اور انکو انھیں کے کہنے کے بموجب اجازت دی - اور انہیں میں سے ایک عورت
وہ ہے کہ بنی مومل کی مملوک تھی اور بنی مومل ایک فرقہ ہے بنی عدی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت
ایمان سے مشرف نہوے تھے اس لونڈی کو اسلام لانیکے سبب سے سخت تعذیر اور تعذیب کیا کرتے تھے یہانتک
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اسکو خرید کرکے آزاد کر دیا اور ایسے ہی ام عبید کو بھی خرید کرکے آزاد کیا - اور سوا انکے جو مذکور ہوے

اور بہت بردونکو آزاد کیا ہے۔ اور بعد اس تمام خرچ کے چالیس ہزار درم جو سرمایہ انکے پاس باقی رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جب آپکے زمانے کے دوسرے مسلمانون پر تیرہ برس کے عرصہ مین صرف کیا اور چھے ہزار درم جو باقی رہے تھے کچھہ ہجرت کے سفر مین اور کچھہ مسجد نبوی کی زمین کے خرید کرنے مین اور کچھہ دوسرے نیک کامون مین خرچ کئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کلمہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبُوْ بَکْرٍ یعنے کسی کے مال سے مجھکو اس قدر فائدہ نہین پہنچا جس قدر ابو بکر کے مال سے مجھہ کو فایدہ ہوا۔ اسواسطے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا مال اور ابو طالب و عبد المطلب کا مال آپکے کھانے اور لباس مین اور صلہ رحم مین یعنے خویش و اقربا کے دینے لینے مین اور مھمانون کی ضیافت مین اور محتاجون کی خبر گیری مین صرف ہوا تھا۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور دبدبے کی زیادتی مین اور مسلمانون کی خلاصی مین کافرون کے پنجے سے اور ضعیف مسلمانون کی مدد اور دستگیری مین صرف ہوا۔ اور دونون مصروفون مین آسمان اور زمین کا تفاوت ہے۔ حاصل کلام جس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب مال تمام ہوا اور راہ اللہ تعالی کی راہ مین خرچ ہوچکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہوگئے۔ ایک روز ایک کملی کو کرتے کی طرح گلے مین ڈالکر اوسکو کانٹے سے گونتھہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہوے تھے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ ابو بکر تو بڑے مالدار اور توانگر تھے یہہ کیا ہوا کہ فقیرون کے سے کپڑے پہنے بیٹھے ہین۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہون نے سب اپنا مال مجھہ پر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھہ نرکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالی نے ابو بکر کو سلام فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ اس فقیری مین بھی مجھہ سے راضی ہے یا کچھہ رنج دل مین رکھتا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کلام کے سننے سے ایک عجب حالت پیدا ہوی اور اصحاب حال کے مانند بیخود ہو کے کہا مین کیونکر اپنے پروردگار سے کدورت رکھونگا اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے تھے اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ یعنے مین اپنے پروردگار سے راضی ہون مین اپنے پروردگار سے راضی ہون سو حق تعالی نے اس سورت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین ارشاد فرماتا ہے وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ اور نزدیک ہے کہ دور رکھا جاویگا اس آگ سے جو بڑا متقی ہے اور اہل شرع کی اصطلاح مین تقوی اسے کہتے ہین جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچا رہے اور اگر کبھی کوئی گناہ اس سے ہوجاوے تو اس سے اسیوقت نادم ہو کے توبہ اور استغفار کرے تا کہ اس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نرہے اور گناہ و معاصی

گھر کرنے نپاوے اور اتقی کا مرتبہ اس سے بھی بڑھکر ہے یعنے شریعت اور طریقت کے آداب کو بھی نچھوڑے
اور گناہ کا خطرہ اور بری نیت کا خیال بھی دل مین نہ آنے دے اور اپنے ظاہر و باطن کو ایکسان رکھے سو یہ
باتین بہت نادر اور کمیاب ہین اللہ تعالی جس کو اپنے کرم اور فضل سے یہہ رتبہ نصیب کرے اوسی کو ملتا ہے۔
اور اس جگہہ پر اتقی سے سب مفسرون کے نزدیک مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہین اور یہہ سورت
انھین کے شان مین نازل ہوی ہے جیسے اشقی سے امیہ بن خلف مراد ہی کہ کفر کی شقاوت اور بدبختی کو بخل اور
دوسرے گناہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھہ جمع کرکے اشقی کے مرتبے کو پہنچا تھا اور اہل
سنت و جماعت نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی فضیلت اور بزرگی سب امت پر بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے جو سب باتون مین سب مسلمانون سے علحدہ ہوتے ہین اسی آیت سے نکالی ہی اور یہی آیت اونکی
دلیل ہے اور تقریر اس دلیل کی اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو حقتعالی نے اتقی فرمایا ہے
اور دوسری آیت مین فرمایا ہی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنے بے شک بڑا بزرگ تم مین سے
اللہ تعالے کے نزدیک وہ ہے جو بڑا متقی ہی تو ان دونون آیتون مین توفیق دینے سے ایسا ثابت ہوتا ہے
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آدمیون مین بڑے بزرگ ہین اللہ تعالی کے نزدیک اور یہی معنے ہین فضیلت کے
اور تفضیلی لوگ کہتے ہین کہ یہان پر اتقی سے متقی مراد ہے نہ یہہ کہ جو سب سے زیادہ ہو تقوے مین مراد ہو اسواسطے کہ
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہہ کمتر تھے تو ان معنون سے انکا اتقی
ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہہ لفظ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر البتہ صادق ہوتی ہے اور جب اتقی تقی کے
معنے مین ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا سب امت پر ثابت نہوا اور اہل سنت اونکے جواب مین کہتے ہین
کہ اتقی کو تقی کے معنون مین کہنا عربی لغت کے خلاف ہی اور اللہ تعالے کے کلام سے جو عربی خالص ہے ایسے معنے
مراد لینا جو عرب کے محاورے کے خلاف ہون درست نہین ہی اور جو ضرورت کہ ان معنون کے مراد لینے مین بیان
کرتے ہین وہ مردود ہے کیونکہ کلام دوسرے آدمیون مین ہی نہ پیغمبرون مین اسواسطے کہ شریعت کے قاعدون سے معلوم
ہو چکا ہی کہ سب پیغمبر بزرگی اور مرتبے مین اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑے ہین سو پیغمبرون کو دوسرے آدمیون پر
اور دوسرے آدمیون کو پیغمبرون پر سب امر مین قیاس نکیا چاہیئے اسواسطے کہ ایسے لفظون کے بولنے سے
بزرگی اور بڑائی مقام پر عرف شرعی مین امت ہی مراد ہوتے ہین پیغمبر ہرگز اس سے مراد نہین ہوتے اور عرف کی
تخصیص ذکر کی تخصیص سے قوی ہوتی ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ گیہونکی روٹی دوسری روٹیون سے اچھی

ہوتی ہے تو اس کلام سے یہہ نہ پوچھا جائیگا کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہوتی ہے باوجود اسبات کے کہ بادام
کی بھی روٹی ہوتی ہے لیکن یہہ کلام عرف سے خارج ہے اسواسطے اس کلام کے بولنے سے وہ روٹی مراد ہی جو غلہ
سے ہو نہ وہ روٹی جو میوے سے بنی ہو- اور بعضے اہل سنت وجماعت کے بزرگون سے سنا گیا ہی کہ فرماتے
تھے کہ اتقی یہان اپنے اصل معنی تفضیل پر ہے یعنے وہ شخص جو تقوے مین زیادہ ہو اپنے سوا کے کل پر خواہ پیغمبر ہون
خواہ امت لیکن یہہ خاص ان لوگون کی نسبت سے ہی جو زندہ ہین تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر مین بعد رحلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اُن کی خلافت کا زمانہ ہے اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین یعنے اتقی
کا لفظ اُس وقت مین اُنپر صادق آتا ہی اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام اگرچہ زندہ ہین لیکن زمین
پر نہین ہین بلکہ آسمان پر ہین تو دنیا والون کے نزدیک مردیکا حکم رکھتے ہین اور اتقی کو یہہ لازم نہین ہی کہ ہر وقت
اور ہر شخص کے نسبت سے تقوی مین زیادہ ہو اور اگر ایسا ہو تو کسی کو متقی کہنا درست نہو اسواسطے کہ لڑکپن
مین تقوی ہو نہین سکتا ہی اور جو منصب اور ہر مرتبہ شرع مین محمود ہے اسمین آخر عمر کا اعتبار ہے جیسے صالح
ہونا یا غوث ہونا یا قطب ہونا یا ولی ہونا یا نبی ہونا اسیواسطے جو شخص کہ اپنی آخر عمر مین ان مرتبون کو پہنچے ہین
انکو بھی انھین القابون سے ذکر کرتے ہین اگرچہ لڑکپن مین اور جوانی مین ان کو یہہ مرتبہ حاصل ہوا تھا تو معلوم
ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون
سے جو زندہ ہین افضل ہو اور تقوے مین زیادہ بس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل
کے اور جود وزخ کی آگ سے دور رکھنے مین ابوبکر کو اتقا فرمایا ہے تو اب وہ عمل انکے جو اس سورت کے اترنے
کے وقت درگاہ الٰہی مین مقبول ہوے تھے یاد فرماتے ہین کہ اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یعنے وہ تقوے والا
اور ڈرنے والا کہ اپنے مال کو دیتا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ مین چنانچہ بلال سے شخص کو اور سوائے اسکے دوسرے
غلام اور لونڈیون کو جو اسلام لائے تھے اور اسلام لانے کے سبب سے انکے مالک انکو ایذا دیتے تھے اور طرح
طرح کی تکلیفین پہنچاتے تھے اُن سب کو اُن کافرون سے مول لیکر آزاد کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کامون مین اور ہجرت کے سفر کے سامان مین اور مسجد نبوی کی زمین خرید کرنے مین اپنے مال کو خرچ کیا اور غرض
اسکی اُس مال کے خرچ کرنے سے یہہ تھی کہ یَتَزَکّٰی اپنے تئین پاک کرے سو دمبدم مال کے دینے مین اس
نیت سے ترقی کرتا جاتا ہی اور اسکا کمال نئے پودے کی طرح جسے کہ پانی اور ہوا کے پہنچنے سے بڑھتا ہی روز بروز زیادہ
ہوتا جاتا ہی اسواسطے کہ زکواۃ کی لفظ مین دو معنے پائے جاتے ہین ایک طہارت اور دوسری زیادتی اور یہیے

دونو باتین اسکو حاصل ہین وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰىٓ اور نہین ہے اُسپر کسی کا احسان کہ اس مال کے دینے سے اسکا عوض اور بدلا کیا جاوے ہر چند کہ مال کا دینا احسان اور سلوک کے بدلے مین بھی نیک ہے لیکن جو اُس مین اپنا نام بھی منظور ہوتا ہے تو کمال اخلاص کے مرتبے کو نہین پہنچتا - اور حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کا سلوک اور احسان مجھپر ایسا نہین ہے جس کا عوض اور بدلا دنیا مین مین نے اسکے ساتھ نکیا ہو سواے ابوبکر کے اور اُسکے احسان اور سلوک کا عوض مین نے نہین کیا اسکا عوض اللہ تعالے اس کو قیامت کے دن عنایت فرماویگا - اسی جگہہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے مرتبے کا کمال اور ثواب کا اندازہ بوجھا چاہئے کہ کس قدر ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اس پر بھی اگر کسی کو اُن کے مرتبے مین شک اور شبہہ باقی رہے تو یہہ سمجھہ لے کہ ایمان کے آفتاب کا پرتو اسکے دل پر نہین پڑا ہے ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ اور دوسری صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن پہلے اپنی وفات سے خطبہ پڑہا اور اُس مین تعریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی بہت ارشاد فرمایا چنانچہ یہہ بھی فرمایا کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور حق الخدمت بدن کا اور جان کا مجھہ پر اس قدر نہین ہے جس قدر ابوبکر کا ہے اپنی بیٹی میرے نکاح مین دی اور مجھہ سے مہر نہ لیا اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر آزاد کیا اور مکے سے مدینہ کو ہجرت کے سفر مین اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھکو پہنچایا اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا سواے سب کے دروازے مسجد کے طرف سے بند کرو سواے ابوبکر کے دروازے کے کہ اس کو کھلا رہنے دو - اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ علام الغیوب خود اُنکے دل کے اخلاص پر گواہی دیتا ہے اور اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے کہ وہ یہہ کام نہین کرتا ہے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر واسطے چاہنے رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب بڑون سے بڑا اور بزرگ ہے اور کسی طرح کی نفسانیت اس خرچ کرنے مین اسکو منظور نہین ہے بلکہ ثواب کا لالچ اور عذاب سے دوری بھی دینے مین اسے مقصود نہین ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ بہت سے لونڈی غلامون کو جو اسلام لائے تھے بڑی بڑی قیمتون سے خرید کر کے آزاد کیا - ابو قحافہ جو آپکے باپ تھے اسبات کی نصیحت کرنا شروع کیا کہ اگر تم کو لونڈی غلامون کا آزاد کرنا ہی منظور تھا تو اچھے حیثیت اور چالاک جو سب کام کے قابل ہوتے اور تمھارے ہر کام مین مدد کرتے ان کو لیکر آزاد کیا ہوتا تو کچھہ فائدہ بھی تھا ایسے لونڈی غلامون کو جو کسی کام کے نہین ہین مول لیکر آزاد کرنا اور آزاد کرنے کے بعد اُنکے کھانے کپڑے کا بھی ذمہ دار ہونا اس سے

کیا فایدہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے باپ کے جواب مین یہی کہا کہ اس کام سے مجھکو
صرف اللہ تعالی کی رضامندی منظور ہے اسکے سوائے کوی دوسری چیز منظور نہین ہے۔ اور جامع عبدالرزاق مین
بھی صحیح طریق سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال مسلمانون مین سے میرے ایسا
کام نہین آیا جیسا ابوبکرؓ کا مال میری ضرورت پر کام آیا راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالے
عنہ کے مال کو اسطرح سے صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہے اور کسی طرحکی جدائی اور فرق اپنے
اور ابوبکر کے مال مین نہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ماجہ کے سنن مین مذکور ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال سے مجھکو اسقدر نفع نہین ہوا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھکو نفع ہوا حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ وہان پر حاضر تھے یہہ بات سن کے رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھی آپکا
ہون اور میرا مال بھی آپکا ہی اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہی۔ اور بڑے کمال کے مرتبے
پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی یہہ بات دلالت کرتی ہی کہ حقتعالی نے جس طرح سے اپنے پیغمبر کی
دلجوئی اور خاطرداری کے واسطے وَالضُّحٰی کی سورت مین وعدہ فرمایا ہے کہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی
اسی طرح سے اس سورت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے وعدہ فرمایا ہی کہ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی
اور یقین ہے کہ ابوبکر راضی ہوگا حقتعالی سے یا حقتعالی جل شانہ ابوبکر سے راضی ہوگا سو اسطے کہ یَرْضٰی
مین ضمیر ہے وہ دو احتمال رکھتی ہے ایک احتمال یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف پھیرے
اور دوسرا احتمال یہہ بھی ہے کہ حقتعالی کے طرف پھیرے لیکن دونون صورتون مین اپنا مطلب حاصل ہے
وَلِنِعْمَ مَا قِیْلَ یعنے کیا اچھی بات کہی ہے کسی شاعر نے ؎ بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف ؛ گر بکشم
زہی طرب ور بکشد زہے شرف ؛ یعنے اگر اپنے نصیب کی مدد سے معشوق کا دامن ہاتھ مین آوے
پہر اگر مین اسکو کھینچون تو زہے نصیب میرے اور اگر وہ کھینچے تو زہے بندگی اپنی۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ
سے مروی ہے کہ بہت سے مہاجر اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے
کے باہر حاضر تھے اور لوگون کی فضیلتین اور بزرگیان آپس مین بیان کر رہے تھے کہ فلانا آدمی
مرتبہ کا اور فلانا اس رتبہ کا ہے اس گفتگو مین آوازین ہماری بلند ہوئین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دولتخانہ مبارک سے تشریف شریف باہر لائے اور ہم لوگون کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ کس شغل مین
مشغول ہو۔ ہم نے عرض کیا بعضے لوگون کی بزرگیان بیان کرتے ہین تب آپنے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا

کہ اگر اس طرحکا ذکر ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو بزرگ مت جانیو اسواسطے کہ وہ افضل ہے تم سب کا دنیا اور
آخرت مین - اور ابو درداسے دارقطنی مین صحیح سند سے روایت آئی ہے کہ ابو درداء نے کہا کہ ایک روز مین آگے
آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رستہ مین جاتا تھا کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے
مین مل گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے آگے آگے چلتا ہے جو دنیا اور آخرت مین تجھ سے بہتر ہے قسم ہے
خدا کی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہین کیا کسی پر بعد انبیاء و مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور ابن السمان
کتاب الموافقہ مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ وے اپنے
والد بزرگوار امام باقر سے اور وے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور وے اپنے والد ماجد جناب
سید الشہدا حضرت امام حسین سے اور وے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے
ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آفتاب طلوع اور غروب نہین
کیا ہے کسی پر بعد پیغمبرون اور رسولون کے کہ بہتر ہو ابوبکر سے - اور حافظ خطیب بغدادی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کرتا ہے کہ مین ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا کہ آپنے ارشاد فرمایا
کہ اسوقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حقتعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت
قیامت کے دن پیغمبرون کی شفاعت کے مانند ہوگی - جابر کہتے ہین کہ دیر نگذری تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغل گیر ہو کر ایک
ساعت انسے انست حاصل کی - اس بات سے معلوم ہوا کہ جس طرح سے رضامندی حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی امت کی شفاعت مین منحصر ہے اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضامندی امت کی
شفاعت مین ہے اسلیئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا مین فانی تھی
اور بس واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **پانچوین خیابان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے بعض خصوصیات کے بیان مین** - جاننا چاہئے کہ چار فضیلتین ایسی ہین کہ
جنمین صدیق اکبر کا کوئی شریک نہین - اول ثانی اثنین اذ ہما فی الغار - یعنے غار مین حضرت کے دوسرے
تھے و ثانی اثنین فی العریش اور منڈوے مین بھی حضرت کے ثانی تھے یعنے بدر مین حضرت کے واسطے ایک منڈوا
ڈالے تھے اس منڈوے مین ابوبکر صدیق حضرت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے و ثانی اثنین فی المدفن
اور مدفن مین حضرت کے ثانی ہین و خلیفہ مکررا اور حضرت کے بعد خلیفہ ہوے - اور انکے خصوصیات سے

ہے کہ آپکے والدین اور تمام اولاد اور اولاد کی اولاد بھی سب ایمان لائے اور صحابہ مین داخل ہوئے۔ یعنے
عبداللہ و عبدالرحمن و بی بی عائشہ و بی بی اسما۔ اور انکے پوتے ابوعتیق محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر۔ اور نواسے
عبداللہ بن اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم۔ یہہ فضیلت کسی صحابی کو نہین کہ والدین اور اولاد سب مسلمان اور صحابہ ہوں
اور اول جو حضرت کے حضور مین خطبہ پڑہے اور کفار کو اسلام کے طرف دعوت کئے وہی تھے۔ اور اول جو حضور
نبوی مین فتوے دئے وہی تھے۔ اور اول جو معراج کی تصدیق کئے وہی تھے۔ اور اول جو امیر حاج ہوئے
وہی تھے۔ اور اول جو اسلام مین مسند خلافت پر بیٹھے وہی تھے۔ اور اول قریش سے اپنے باپ کے حین حیات
جو خلیفہ ہوئے وہی تھے۔ اور اول جو اس امت سے مسجد کی بنا کئے وہی تھے۔ اور اول جو حضرت پر جان و تن
فدا و نثار کئے وہی تھے۔ اور اول جو اس امت سے بہشت مین آوینگے سو وہی ہین۔ اور رحمت و رافت کی
صفت مین حضرت نے ان کی تشبیہ میکائیل و ابراہیم خلیل علیہما السلام کے ساتھ دئے۔ چھٹوین

خیابان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرویات کی تعداد مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے جو حضرت سے حدیثین روایت کئے ہین وے سب حدیث کے معتبر کتابون مین ایکسو بیالیس ہین انمین سے
متفق علیہ یعنے بخاری اور مسلم مین چھپے آئے ہین اور فرد بخاری گیارا ہین اور فرد مسلم ایک ہے حضرت کے ساتھ
ابوبکر صدیق کو باوجود کثرت ملازمت رہنے کے قلت روایت کا سبب یہہ ہے کہ حضرت کے بعد انھون نے جلد وفات
پائی کہ دو برس و پانچ مہینے اور چند روز خلافت کئے۔ اور اس زمانے مین لوگ روایت حدیث مین زیادہ اہتمام
نہین رکھتے تھے بلکہ اکثر جہاد کفار مین کہ دین کے اہم مہمات سے ہے کمربستہ رہتے تھے۔ اسلئے ان کو روایت حدیث
کی فرصت نہین تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہے۔ جیسے عمر بن الخطاب و عثمان ابن
عفان و علی ابن ابیطالب و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عبداللہ
بن عمرو بن العاص و حذیفہ بن الیمان و زید بن ثابت و براء بن عازب و عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق و عبدالرحمن بن
ابزی و عبداللہ بن الزبیر و انس بن مالک و جابر بن عبداللہ و زید بن ارقم و عبداللہ بن مغفل مزنی و طارق بن
شہاب و عائذ بن عمرو مزنی و عامر جہنی و عقبہ بن حارث نوفلی و عمرو بن حریث مخزومی و عمران بن حصین خزاعی و رفاعہ
بن رافع انصاری و معقل بن سنان اشجعی و ابوامامہ باہلی و ابوبرزہ اسلمی و ابوکبشہ و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہم۔ اور تابعین سے ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔ جیسے قیس بن ابی حازم و ابوعبداللہ
صنابحی و حبیر بن نفیر و حابس بن قیس طائی و سوید بن غفلہ جعفی و عبداللہ بن حکیم و اسلم مولی عمر خطاب و زر

ن حنبل و محمد بن ابی بکر صدیق و ابو صالح رضی اللہ تعالی عنہم - اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احادیث مرفوع
سے ایک حدیث یہہ ہے کہ کہے مین نے حضرت سے سنا ہون کہ فرماتے تھے مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا
ثم توضأ فاحسن الوضوء ثم قام فصلی رکعتین ثم دعی و استغفر ربہ الا غفر ربہ ثم قرأ یعنے نہین کوئی مسلمان کہ ایک گناہ
پھر وضو کیا اچھا وضو پھر کھڑا رہا اور دو رکعت نماز پڑہی پھر دعا کی اور بخشش چاہی اپنے پروردگار سے مگر بخشیگا
اس کو اللہ تعالی پھر یہہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ
غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ یعنے اور جو کوی گناہ کرے یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشواوے پاوے اللہ کو بخشتا
مہربان - اور مروی ہے کہ ابو بکر صدیق نے حضرت سے عرض کئے کہ مجھے ایک دعا تعلیم فرمایئے تا نماز مین پڑھا کرون تب
حضرت نے ان کو یہہ دعا سکھلائے - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تفسیر حسینی مین لائے
ہین کہ شیخ ابو صالح روایت کرتا ہے کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کی ایک جماعت ایک مجلس مین جمع آ تھے یہود و نصارا
فخر کرنے لگے کہ تمہارے پیغمبر سے پیغمبر مبعوث ہوے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے آگے نازل ہوی بہشت مین داخل ہوینگے
مگر یہود و نصارا - مسلمان جو حاضر تھے ان کو جواب دئے کہ ہمارے پیغمبر خاتم انبیا ہین اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے ناسخ ہے
پس ہم بہشت مین جانیکے لئے ہم زیادہ سزاوار ہین - تب یہہ آیت نازل ہوی لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ یعنے اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ
جو ثواب کا وعدہ کیا ہے ای مسلمانون تمہاری آرزون سے حاصل نہووےگا - وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ اور نہ آرزون سے
اہل کتاب کے جو کہتے ہین لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی یعنے کوئی کام آرزو سے بر
نہین آتا ہی بلکہ ریاضت کھینچا چاہئے کہ ریاض بہشت مین جاوے - مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا یُّجْزَ بِہٖ جس نے برا عمل کریگا اسکی جزا
دیا جاویگا جب یہہ آیت شریف نزول پائی صحابہ دلگیر و ملول ہوے - ابو بکر صدیق نے کہنے لگا یا رسول اللہ کیف
الفلاح بعد ہذہ الآیۃ یعنے اس آیت شریف کے نزول کے بعد کیونکر رستگاری ہوگی یا رسول اللہ کیون کہ کوئی شخص
برعمل سے خالی نہین پس اسکے بدلے کی طاقت کس کو ہوگی حضرت نے فرمایا کیا تو بیمار نہین ہوتا ہے اور غمگین نہین
ہوتا ہے کیا تجھہ پر مصیبتین نہین آتے ہین - صدیق اکبر نے کہا ہان یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا ہو ذالک
یعنے اسی کا وہی بدلہ ہے - اور تیسیر مین لایا ہے کہ اس ارشاد کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ای ابو بکر تجھے اور تیرے یارون
اور مومنون کو دنیا مین جزا دوین گے - تا تم درگاہ الہی مین جب جاوین کچھہ گناہ باقی نہ رہے اور دوسرون کے
جزا کو جمع کرین گے قیامت کے دن اون کو دوین گے انتہی اساتوین خیابان ابو بکر صدیق کے

بعضے کلمات فیض سمات کے بیان مین۔ مروی ہے کہ صدیق اکبر نے فرمایا مَنْ ذَاقَ خَالِصَ حُبِّ اللّٰهِ شَغَلَهُ ذٰلِكَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْيَا وَ اَوْحَشَهُ عَنْ جَمِيْعِ الْبَشَرِ یعنے جس نے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کا ذائقہ چکھیگا۔ اس محبت کا ذائقہ اسکو دنیا طلب کرنے سے پھیر دیگا۔ اور سب لوگون سے اسکو وحشت ہوگی۔ اور فرماے اَلْمَرْاَةُ كُلُّهَا شَرٌّ وَ شَرٌّ مِنْهَا اِنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهَا۔ یعنے عورت سب کی سب بدی ہے اور اس سے بدتر وہ شخص ہے جو اس سے ناچار ہے۔ اور انھین کے مواعظ سے ہے کہ جس نے اپنی عمر عبث مین گذرانیگا اپنی زراعت کا وقت ضایع کیا جس نے زراعت کا وقت ضایع کریگا زرعت کاٹنے کے وقت پشیمانی کھینچیگا اور انہین سے منقول ہے کہ فرماے وَدِدْتُ اَنِّيْ خَضِرَةٌ يَاْكُلُنِيَ الدَّوَابُّ مَخَافَةً لِلْعَذَابِ یعنے عذاب کے ڈر سے مین دوست رکہتا ہون کہ کاش مین گہاس ہوتا اور جانور مجہکو کہاتے۔ اور فرماے اَصْلِحْ نَفْسَكَ يَصْلِحْ لَكَ النَّاسُ یعنے درست اور اچہا کر اپنے نفس کو تب لوگ تجہے اچہا جانینگے۔ اور معرفت کے باب مین فرماے اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ یعنے عاجز ہونا پانے سے ادراک کے ادراک ہے۔ قدوۃ العارفین شیخ روزبہان بقلی اپنی شرح شطحیات مین سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے نقل کی ہے کہ بہت عمدہ کلمہ جو معرفت کے باب مین واقع ہوا۔ کہ صدیق اکبر کا قول ہے اور فرماے لَيْسَ مَعَ الصَّبْرِ مُصِيْبَةٌ وَّ لَا مَعَ الْجَزَعِ فَائِدَةٌ یعنے صبر کے ساتھہ کچہہ مصیبت نہین اور درد و فریاد مین کچہہ منفعت نہین۔ اور فرماے اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنے بلا سونپے گئی ہے کلام کے ساتہہ پس چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے زبان کو بچاوے تا بلا مین نہ پڑے۔ اور فرماے اَحْرِصْ عَلَى الْمَوْتِ تُوْهَبْ لَكَ الْحَيٰوةُ یعنے موت کی حرص کر تا تجہے حیات بخشے جاوے۔ اس مین اشارہ ہے موت اختیاری کا اور نکل جانا صفات بشریہ اور اتصال پانا عالم قدسیہ سے۔

فصل پہلی سقیفہ بنی ساعدہ کے ذکر مین اور اختلاف مہاجر و انصار کا امر خلافت مین اور بیعت صحابہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھہ پر۔

ثقات کرام و علماے اعلام روایت کرتے ہین کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم جس روز وفات کئے اسی روز قدوہ اصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ ابن الجراح سے فرمایا کہ اپنا ہاتھہ دراز کیجئے تمہارے سے بیعت کرون کیونکہ حضرت نے تمہاری شان مین فرمایا ہے اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ انھون نے کہا کہ ای عمر عجب ہے کہ تم مسلمان ہوے مین تمہارے سے بیجا کلام نہین سنا۔ کیا یہی بات تجہے اچہی آئی ہو کہ میرے سے بیعت کرے حالانکہ ابوبکر صدیق کہ جس کی شان مین ثَانِيَ اثْنَيْنِ اور ایک روایت ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ

وار دہی تمہارے مین موجود ہین جانتے کہ ابوعبیدہ کے اس کلام مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے - جو صدیق
اکبر کی شان مین آئی ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ - وَیَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا
اور وہ جو حضرت نے غار مین ابوصدیق کو فرمایا وَمَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا اکثر مہاجرین ان تصورسے تھا
ابوبکر صدیق کے طرف مائل تھے - سقیفہ بنی ساعدہ ایک بڑی حویلی تہی کہ کسی کام کے مشورت کرنے یا قضیوں کا
فیصلہ دینے کے وقت انصار اس مکان مین جمع آتے تھے - اسیطرح اُس روز بھی امر خلافت مین مشورت
کرنیکے لئے سب انصار جمع آئے اور سعد بن عبادہ کو جو انصار کے سرداروں سے تھے بجد تمام بلا لائے - اور
چاہتے تھے کہ انکو مسند خلافت پر بٹھلادین وا نسے بیعت کرین - سعد بن عبادہ اس وقت اگرچہ بیمار تھے پر ایک خطبہ پڑھا
اس مین اللہ کی حمد او حضرت پر درود و سلام اور انصار کرام اسلام مین سبقت کئے ہین سو فضیلت کے بعد یہی مضمون
تھا - کہ اے مسلمانو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ مین تیرا سال تک اپنی قوم کو دعوت کئے ایک تھوڑی جماعت
کے سوا سے لوگ ایمان نہ لائے - اور اُس چھوٹی جماعت کو یہہ طاقت نہین تھی کہ حضرت کی حمایت اور دین کی اعانت
مین کمر باندہین اور کفار کا رنج و ضرر دفع کرین - یہان تک کہ اللہ تعالے حضرت کے قدوم میمنت لزوم سے تمہارے شہر کو مشرف
کیا - اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا - اور دین متین کی حمایت و سید المرسلین کی اعانت اور کفار و مشرکین سے جنگ
و جہاد کرنیکی تم کو توفیق دی - یہانتک کہ عرب اپنی کج مزاجی او ضد و عداوت او ظلم و ستم و کفر و شرک چھوڑ دیکے راہ
راست پر آے - اور ایمان و عرفان سے بہرہ ور ہو - اور عرب کے اکثر قبائل تمہارے ہی تلوار کے بل طوعاً و کرہاً حضرت کے
مطیع و منقاد ہوے - اور حضرت دنیا سے سدہارے تم سے راضی تھے پس تم اُس خلافت مین جلدی کرو دوسرے
لوگ اس کے درپے ہونے کے آگے ہی تم حاصل کرلو - انصار یاور قارجب یہہ خطبہ سنے جواب دئے کہ تم اچھی بات کہے ہو ہم
تمہاری خلافت قبول کرتے ہین اور ہم تمہارے سے راضی ہین - پھر آپس مین کلام کرنے لگے کہ اگر مہاجرین قریش اپنا اتفاق
ایسا بیان کرین کہ ہم اسلام مین سبقت کئے ہین او حضرت کی خدمت بجا لائے ہین اور اپنے وطن سے ہجرت کئے ہین
اور حضرت کے ساتھہ قرابت رکھتے ہین جب ایسی فضیلتین ثابت کرین ہم کیا جواب دین - تب انصار سے ایک گروہ کہنے لگی کہ ہم مہاجرین
سے کہین کہ مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ یعنے ہمارے سے ایک امیر ہو اور تمہارے سے ایک امیر - اور ہم اسکے سواے ہرگز
راضی نہووین - ہر ایک شخص کے خاطر مین جو گذرتا تھا وہی کہتا تھا - ایسے مین انصار سے ایک مرد عمر فاروق کی خدمت
مین جاکے سب انصار جمع ہوکے اس مشورت مین ہین سو خبر پہنچایا - اور بہت مبالغہ کیا کہ اسباب مین بہت جلدی کیجیے
تا جدال و قتال کی نوبت نہ پہنچے - یہہ خبر سنتے ہی عمر فاروق سنتے اُٹھے او پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر کے

آئے - ابوبکر صدیق وہان حاضر تھے سوان کو خبر ہوئے اور سقیفۂ بنی ساعدہ مین جو انصار کا مجمع تھا وہان جانے کے باب مین بہت مجد ہوے - تب ابوبکر صدیق اور ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت اتفاق کر کے وہان جا پہنچے - اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہٗ اور زبیر اور بنی ہاشم اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی تجہیز و تکفین اور غسل و تدفین کے کام مین شامل رہے اور راہ مین انصار سے دو مرد یعنے عویم بن ساعدہ و معن بن عدی صدیق اکبر و عمر فاروق سے ملے اور انکی دلداری کر گئے اور جب سقیفے مین جا پہنچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص پلنگ پر تکیہ کیا ہوا بیٹھا ہے اور انصار اسکے اطراف جمع آئے ہین اور اپنی فضیلتین بیان کر رہے ہین - اور خلافت کا داعیہ رکھتے ہین - عمر فاروق نے پوچھا کہ یہہ مرد جو پلنگ پر ہے کون ہے - کہے کہ سعد بن عبادہ ہے - عمر فاروق سے منقول ہے کہ کہے کہ مین کتنے باتین اپنے دل مین مقرر کر رکھا تھا - اس وقت بیان کرنا چاہا - لیکن ابوبکر صدیق نے مجھے قسم دیکے منع کئے اور آپ باتین کرنے لگے قسم ہے پروردگار کی کہ جو باتین مین نے اپنے دل مین رکھا تھا اس سے بہتر کلام کئے - اور ایک روایت ہے کہ ابوبکر اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کئے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے - پھر مہاجرین کی فضیلتین جو انھون نے اسلام مین سبقت کئے اور حضرت کے ساتھ مواسات اور حسن سلوک سے پیش آئے اور ایک گروہ جو حضرت پر جان و مال فدا کئے - اور کفار قریش سے سخت جفائین اور بلائین کھینچے بیان کئے - اور اسکے بعد انصار کے فضائل کا بھی شمار کر کے انکی دلجوئی اور دلداری سے پیش آئے اور ثابت کر دئے کہ مہاجر حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ رکھنے کے سبب سے بہترین عرب ہین اور حسب و نسب عالی رکھتے ہین - اور عرب سوائے قریش کے دوسرے کے تابع نہوویں گے - پس تم انسے حسد نہ کرو اور انکی مخالفت پر نجاؤ - بحکم حدیث شریف الناس تبع - قریش کے لوگ قریش کے پیرو ہین - تم کتاب اللہ کے رو سے ہمارے بھائی اور دین مین ہمارے شریک ہین - اور دوسرون کی بہ نسبت ہمارے بڑے دوست ہین سو تم زیادہ سزاوار اسبات کے ہین کہ قضا سے الہی پر راضی ہین اور اپنے بھائیون کی فضیلت کو مسلم رکھین - اللہ تعالی جس کام سے انکو سرفراز فرماوے تم تنگدل نہوویں - انصار کہنے لگے اچھا ہم مہاجرین سے کسی کی خلافت قبول کرتے ہین بشرطیکہ جب وہ انتقال کرے تب انصار سے کوئی خلیفہ ہووے - اور یہہ کام اسیطرح جاری رہے - عمر فاروق نے کہا کہ واللہ جو ہماری مخالفت کریگا ہم اس کو قتل کرینگے جناب بن المنذر انصاری جو خزرج کے قبیلے سے تھے اُٹھے اور کہے کہ واللہ ہم کسی کی خلافت قبول نکرینگے ہان ہمارے سے ایک امیر ہووے تمھارے سے ایک امیر - صدیق اکبر کہنے لگے کہ امارت ہمارا حق ہے پس چاہئے کہ امیر ہمارے سے رہے اور تم ہمارے وزیر - جناب نے انصار کو خطاب کر کے کہا کہ اے انصار زنہار تم اسبات کو قبول نکرو اور ثابت قدم رہو کہ خلافت کیلئے تم احق ہو - اور مہاجرین سے کہا کہ اے مہاجرو اسکے سوا گزیر نہین کہ ہمارے سے ایک امیر ہو اور

تمہارے لیے ایک امیر۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس بات کو قبول کرو والا ہم تمہارے ساتھ قتال کرینگے تا ایکبات قرار پاوے
عمر فاروق نے کہا کہ واللہ خلافت میں دوئی روا نہیں ہے دو بادشاہ ایک ملک میں رہنا ممکن نہیں۔ جب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قبیلے سے نہیں تھے عرب تمہاری امارت پر راضی نہووینگے حباب کہنے لگے کہ ہم جو یہہ
بات کہتے ہیں تمہارے پر کچھ حسد نہیں رکھتے ہیں۔ ولیکن ہمکو اندیشہ یہی ہے کہ ہم پر ایسے لوگ والی ہوں کہ جنکے
باپ اور بھائی کو ہم نے قتل کئے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا کہ جب خلافت اینپر قرار پاوے تو سکتا ہی تو مر جا۔ غرض حباب اور
عمر بن الخطاب کے درمیان بہت سختی کی باتیں چلے۔ مہاجرین وانصار کے درمیان بڑی مخاصمت اور مخالفت کھڑی
رہی یہان تک کہ تلوار چلنے کی نوبت قریب تھی اور اس شور وغوغا میں سعد بن عبادہ لوگون کے پامال ہوگئے تب
انصار سے ایک شخص فریاد کیا کہ تم نے سعد کو مار ڈالا۔ عمر فاروق کہنے لگے کہ خدا اسکو مارے کیونکہ اسنے شر اور
فتنہ مچایا ہے۔ ابوبکر صدیق جب یہہ حال دیکھے سب صحابہ کو اچھی طور سے تسکین دئے اور کہے کہ اے گروہ انصار
تم کو خدائے عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم یاد کرو کہ مکہ معظمہ میں جس شب عقبہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے تم نے جو بیعت کی اس وقت حضرت نے تم سے جو چند شرطیں لئے انسے یہہ بھی ایک شرط تھی کہ خلافت حکومت
کے باب میں تم مخالفت نکریں جو شخص اس کام کے لائق ہو اسکے ساتھ منازعت سے پیش نہ آوین۔ یہہ بات
سنتے ہی سب کے سب کہے کہ ہاں۔ پھر سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کیا تم نے حضرت سے نہیں سنا ہے
کہ اس کام کے والی قریش ہیں۔ سعد نے کہا ہاں۔ پھر زید بن ثابت انصاری بھی اٹھا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کی قوم سے تھے پس آپکا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہی چاہئے۔ ابوبکر صدیق کہے جزاکم اللہ خیرا پس
عمر فاروق اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ ان دونوں سے ہر ایک کو میں خلافت کے لائق جانتا ہوں عمر فاروق
کہے کہ ہم تمہارے سے بیعت کرتے ہیں کہ ہم سب میں بہتر اور بہتر تم ہی ہو۔ اور ہم سب سے حضرت کے نزدیک زیادہ دوست تم ہی تھے
اور ایسا شخص کون ہے کہ جس میں یہہ تین فضیلتیں جمع ہوں جو اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ہُمَا
فِی الْغَارِ اِذْ قَالَ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ پس ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑے اور بیعت کئے
پھر مہاجرین کو کہے کہ بیعت کیجئے تب وے بھی بیعت کئے۔ پھر سب انصار بھی کرچکے مگر ایک چھوٹی جماعت باقی رہگئی۔ اور
بعضون نے کہا کہ ہم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سوائے کسی کے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کرینگے۔ اور سعد بن عبادہ نے
تعصب اور حمیت کے سبب سے جب تک زندہ تھے بیعت نکی۔ پر ایک ضعیف روایت آئی ہے کہ آخر الامر اسنے اکراہ سے
بیعت کی۔ تنبیہ پوشیدہ نرہے کہ مہاجرین وانصار کا اختلاف عرب کی عادت پر واقع ہوا۔ کہ کسی قوم پر اس قوم

والے سکے سوائے دوسرے کو حاکم نہین ٹہراسکتے تھے - اور حضرت نے جو فرمائے تھے اَلْاَئِمَّۃُ مِنَ الْقُرَیْشِ
اسی ارشاد سے غافل تھے جب وہ بات یاد آئی اس خلاف سے باز آئے - اور مہاجرین وانصار کی وہ مخالفت صاف
اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت مخصوص کسی کی خلافت پر تنصیص نہین فرمائے کیونکہ حضرت خاص کسیکی خلافت پر
نص فرمائے ہوتے تو صحابہ اسباب مین ایسا خلاف نہ کئے ہوتے - اور منقول ہی کہ جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ جبتک
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھین بیعت نکی - کیونکہ آپکی دامن خاطر پر اسبات کا غبار تھا کہ ابوبکر صدیق ا
خلافت او عقد بیعت کی آپکو خبر نہ دی اور اسباب مین آپ سے مشورت نہ کی - اور اکثر بنی ہاشم امیرالمومنین علی مرتضی کے
ساتھ اتفاق کرکے بیعت نہین کئے - اور مہاجرین قریش کی ایک جماعت جیسے زبیر اور طلحہ اور خالد بن سعد بن
العاص - اور انصار کی ایک گروہ بیعت مین توقف کی تھی اور چند روز کے بعد سب بیعت کئے - روایت ہی کہ جب
امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت لینے سے فارغ ہوے - اسی روز ایک خطبہ پڑہے اس مین حمد وثنا
اور درود وسلام اور لوگون کے دلجوئی کے بعد یہ مضمون تھا کہ ای مسلمانون مین نے اس امر خلافت اور حکومت
کی طرف مائل نہونگا بلکہ مین خدا ورسول کی اطاعت کرون تو تم بھی میری اطاعت کرو - اور مین خدا ورسول کی بیفرمانی
کرون تو تم پر مجھے کچھہ حکم اور فرمان روائی نہین - بلکہ میرسے کبھی خطا واقع ہوجاوے تو تم مجھے آگاہ کردو اور راہ راست
بتلاؤ - پھر اسکے بعد حضرت کے دفن مین مشغول ہوے جب دفن سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے دوسرا خطبہ
پڑہے اسکا یہی مضمون تہا کہ امر بیعت مین تم نے جو میرے ایسے اہتمام دیکھا سو وہ ولایت وامارت کی حرص کا سبب نہین تھا
بلکہ فتنہ وفساد اور اختلاف کا اندیشہ تھا اسواسطے مین نے جلدی کی - الحمدللہ اب تو وہ اندیشہ دور ہوا - پس اب تم جسکو
چاہتے ہو خلیفہ ٹہراؤ مین بھی اس سے بیعت کرتا ہون - سب کے سب کہے کہ خلافت آپکو ہی سزاوار ہی ہم سب آپسے راضی ہین
صدیق اکبر نے کہا اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ پس خلافت انہین پر قرار پائی - اسی روز سے انکو
خلیفہ رسول اللہ کہنے لگے - کہتے ہین کہ جب حضرت کے دفن سے فارغ ہوئے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے عزلت اختیار
کی - اور اپنے گھر مین تشریف رکھے اور لوگون سے ملاپ کم کردئے - ابوبکر صدیق پیام بھیجے کہ تم کس لئے بیعت نہین
کئے کیا میری خلافت کو مکروہ رکھتے ہو - مرتضی علی نے جواب لکھا بھیجا کہ مین آپکی خلافت کو مکروہ نہین رکھتا ہون لیکن
مین نے قسم کھایا ہون کہ جب تک قرآن مجید جمع کرلینے سے فارغ نہ ہوؤن اپنی چادر کہندے پر نہ ڈالون مگر فرض نمازون
کے لئے - کیونکہ مجھے اسبات کا بڑا خوف ہی کہ قرآن کریم جو صحابہ کو یاد ہی کہین کسی سے محو ہووے - اور بعضے اہل تاریخ
لائے ہین کہ جب بیعت کی مہم سے فراغت حاصل ہوی ابوبکر صدیق نے مہاجر وانصار کا ایک مجمع کرکے علی مرتضی کو

بلا بھیجے۔ جناب امیر نے قبول کر کے اس مجلس مین رونق افزا ہوے اور اپنے لایق مکان مین تشریف رکھے اور سبب
کو بلا بھیجنے کا سبب دریافت کئے عمر فاروق نے کہا کہ آپکو بلانے کا یہی سبب تھا کہ جیسا سب صحابا ابوبکر صدیق سے
بیعت کرین۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تم انصار پر جس بات کی حجت لا کے یہہ خلافت کا منصب لئے ہو یہی مین بھی تم پر وہی
دلیل لاتا ہون تم سچ کہو کہ حضرت جناب رسالت کے ساتھ زیادہ نزدیکی اور قرابت کس کو ہے۔ عمر فاروق نے کہا
کہ ای علی ہم آپ کو بیعت کے سوا نہ چھوڑین گے۔ جناب امیر نے کہا کہ اول میری اس بات کا جواب باصواب دیجیے
اسکے بعد بیعت طلب کیجیے۔ ابوعبیدہ کہنے لگے کہ ای ابوالحسن آپکو اسلام مین جو سبقت اور حضرت کے ساتھ نزدیکی
و قرابت حاصل ہے اس فضیلت پر نظر کرتے خلافت کے لئے آپ ہی زیادہ سزاوار ہو۔ لاکن سب صحابہ متفق ہوے
اور ابوبکر صدیق سے بیعت کئے مناسب یہی ہے کہ آپ بھی ان کی موافقت کرین اور قدم دایرہ وفاق مین رکھین جناب
امیر نے کہا کہ اے ابوعبیدہ حضرت کے قول سے تم اس امت کے امین ہو گفتار و کردار مین تم صاحب راستی اور صاحب امانت
ہو ایسی بات نہ کہئے جو صدق و راستی سے مقرون نہ رہے۔ نہ سمجھے کہ حق سبحانہ تعالی نے جو بخششین اور نعمتین خاندان
نبوت مین کرامت فرمایا ہے دوسری جگہہ نقل کرین۔ حالانکہ قرآن کریم ہمارے گھر مین نازل ہوا علم دین کے مخزن اور سنن
سید المرسلین کے محافظ ہم ہی ہین شریعت کے طریق اور دین و ملت کے مصلحتین دوسرون سے ہم بہتر جانتے ہین
اسلئے خلافت و امارت کے واسطے ہم زیادہ سزاوار ہین۔ بشیر بن سعید انصاری نے کہا ای ابوالحسن واللہ آپ کی یہہ خواہش
جو آج ظاہر کرتے ہو اس کے آگے لوگون کو معلوم ہوتی تو بلاشک آپ سے ہی بیعت کئے ہوتے ہرگز خلاف نہ کرتے لیکن
تم نے جب گھر بیٹھا لوگون کو یہہ گمان ہوا۔ کہ آپ امر خلافت سے دست بردار ہین ریاست و حکومت سے بیزار۔ لہذا لوگون
نے ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ اسبابہین اسواسطے اتنی جلدی کئے تا شریعت کے امور جاری ہونے مین کچھ
خلل نہ آوے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم یہہ بات کو روا رکھتے ہو کہ مین نے حضرت خواجہ کائنات و
خلاصہ موجودات کا جسد شریف گھر مین چھوڑ دیکے اور آپ کی تجہیز و تکفین کو ضروریات سے نجان کے طلب ریاست
و حکومت کی طرف دوڑون۔ اور لوگون سے منازعت کرون جب ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ مرتضی علی کا سخن
نہایت استوارتر اور محکم تر اور ہر بات ہزار باتون کے مقابل اور برابر ہے نرمی اور ملائمت کی راہ اختیار کی اور کہنے
لگے کہ ای ابوالحسن میرا گمان یہہ تھا کہ آپ اسباب مین میرا خلاف نہ کروگے والا اس امر مین ہرگز تقدیم نکیا ہوتا اب جو
لوگون نے میری بیعت پر اتفاق کیا ہے آپ بھی انکی موافقت کروگے تو میرا گمان خطا نہ کیا بلکہ راست آیا فی الحال
بیعت کرنا نہین چاہتے ہو اور اسباب مین فکر و تامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو آپ پر کچھہ حرج و تکلیف نہین۔

جب علی مرتضی نے یہہ بات سنی وہین مجلس سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف شریف ارزانی فرمائے۔ بعضے کہتے ہین کہ چالیس روز کے بعد آکے بیعت کی۔ اور ایک روایت ہے کہ قرآن مجید کے جمع کرنے مین اور جناب فاطمہ زہرا جو حضرت کی جدائی مین غمگین اور بیمار تھین چھ مہینے انکی غمخواری اور تیمارداری مین فرصت نہ ملی جناب خاتون کے وفات کے بعد بیعت کرنیکا اتفاق ہوا۔ انشاء اللہ تعالی اسکا بیان آگے آویگا۔ اور صاحب روضۃ الصفا غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کے ہاتھہ پر لوگ بیعت کرنے کی خبر جب جناب امیر کو پہنچی ایسی جلدی کرکے گہر سے نکلے کہ چادر اوڑہنے کی بہی فرصت نہ ملی پیرہن کے سوائے کچہہ نہین تہا اسی حالت سے صدیق اکبر کے پاس آکے بیعت حاصل کی۔ آپکا پوشاک اسی مجلس مین گہر سے منگائے۔ اور بعضے روایت مین آیا ہے کہ جب لوگون نے ابوبکر صدیق سے بیعت کیا ابوسفیان بن حرب جناب امیر کے پاس جاکے کہے کہ ایا تم راضی ہوتے ہو کہ بنو تیم کا ایک شخص امر حکومت کا والی ہو واللہ تم چاہتے ہو تو یہہ جنگل سوار اور پیادون سے بہر دون۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو ایام جاہلیت مین ہمیشہ فتنہ ڈالتا رہا اب بہی چاہتا ہے کہ اسلام مین فتنہ ڈالے اللہ تعالی تیرے فتنہ سے مسلمانون کو کچہہ ضرر نہ پہنچائیگا مین ابوبکر صدیق کو خلافت و امارت کے لئے لایق اور سزاوار جانتا ہون۔ کہتے ہین کہ جب صدیق اکبر اور عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت کا عزم رکہتے ہین جلد یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت پر مامور کئے۔ تب ابوسفیان مخالفت سے باز آئے اور مطیع و منقاد ہوے

فصل دوسری ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ماکول و ملبوس کے بیان مین جو بیت المال سے مقرر ہوا تہا۔ اور انکے کاتب و حاجب و عمال اور نقش خاتم کے بیان مین —

روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مسند خلافت پر بیٹہے دوسرے روز علی الصباح اپنی قدیم عادت کے موافق تجارت کے لئے بازار کے طرف متوجہ ہوے۔ ناگاہ عمر فاروق اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما انسے راہ مین ملے اور پوچہے کہ یا خلیفہ رسول اللہ کہان تشریف فرماتے ہو کہے تجارت کیلئے بازار کے طرف جاتا ہون۔ انہون نے کہا کہ آپ مسلمانون کے امیر ہوے اور مسند خلافت پر بیٹہے پس اب بازار کے طرف جانا اور تجارت کرنا اس منصب کے لایق نہین۔ کہنے لگے کہ میرے اہل و عیال کا نفقہ جو اللہ تعالی میرے ذمہ پر واجب کیا ہے کیونکر ادا ہوگا۔ وے ہر دو بزرگون نے کہا کہ بیت المال سے ہم آپکا کفاف مقرر کرتے ہین تب انکو پہیر لاے اور انکے اور اہل و عیال کے واسطے ہمیشہ آدہا بکرا اور سالیانہ دو ہزار یا پانسو درہم اور ایک مرکب اور ایک خادم بیت المال سے مقرر کئے۔ کہتے ہین کہ انکا گہر مدینے کے مغرب کی طرف واقع تہا وہان سے مسجد نبوی تک ایک میل کی مسافت تہی شروع خلافت مین ایک مہینے تک وہین

رہیں ہر روز سوار ہو کے تشریف لاتے اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ مسجد نبوی مین آپ امام ہو کے ادا کرتے اور نماز عشا سے فارغ ہو کے اپنے مکان کے طرف مراجعت فرماتے تھے۔ کبھی وے حاضر نہوہن تو انکی نیابت سے عمر فاروق امامت کرتے تھے اور جمعہ کے روز حجامت لیکے اور داڑہی کو مہندی کا خضاب کر کے غسل سے فارغ ہو کے آتے اور نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسلئے ایک مہینے کے بعد مسجد نبوی کے نزدیک آکے رہنے لگے۔ کہتے ہین کہ منصب قضا عمر فاروق کے تحویل کی۔ اور عثمان ذوالنورین و زید بن حارث و عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنے کاتب ٹھہرائے اور شدید جو انکا مولا تھا اسکو حاجب یعنے اپنا دربان مقرر کیا۔ اور ملکون پر جو عاملون کو مقرر کئے سو یہہ تھے کہ حضرت نے فتح مکہ کے بعد عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ کے عامل ٹھہرائے تھے ابوبکر صدیق بہی انہین کو بحال رکھے سو عتاب آخر حال تک اسی منصب پر ممور تھے صدیق اکبر کی رحلت کے روز وہ بہی رحلت کی۔ اور طایف پر عثمان بن ابی العاص کو اور صنعا پر مہاجر بن ابی امیہ کو۔ اور حضرموت پر زیاد ابن لبید۔ اور خولان پر یعلی بن امیہ کو۔ اور جند پر معاذ بن جبل کو۔ اور بحرین پر علا ابن الحضرمی کو۔ اور نجران پر جریر بن عبداللہ البجلی کو۔ اور سواد عراق پر مثنی بن حارث کو۔ اور دیار شام پر ابوعبیدہ بن الجراح و شرجیل بن الحسنہ و یزید ابی سفیان کو مقرر فرمائے اور یہہ تینون امیر باوجود امارت کے خالد بن ولید کے تحت حکم تھے۔ اور صدیق اکبر کی خاتم پر یہہ فقرہ منقوش تہا | نعم القادر اللہ |
اور ایک روایت ہے کہ یہہ فقرہ تہا | عبد ذلیل لرب الجلیل |

تیسری فصل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت سے پہلے سال کے وقایع کے بیان مین

صدیق اکبر اپنی خلافت مین کافرون سے جنگ کرنے کے لئے پہلا لشکر جو روانہ کئے سو وہ اسامہ کا لشکر تہا۔ اس کا ذکر مختصر یہہ فقیر جو جنان السیر مین لایا ہے سو یہہ ہے۔

سے ہے روایت وہ امام انبیا ۔ حکم یون شہر مدینہ مین کیا
رومیون سے جا کے اب کیجیو جنگ ۔ غازیان سب جمع ہو دین بیدرنگ
حکم یہ سنتے ہی بس بخوف بیم ۔ جمع آئے جلد یک فوج عظیم
اور اسامہ زید کا تہا جو پسر ۔ اسکو سرداری دیا اس فوج پر
جان یہہ قصہ ہے اس کا مختصر ۔ زید تہا جو یہہ اسامہ کا پدر
جنگ موتہ مین ہوا تہا وہ شہید ۔ روم کے سرحد کے اندر اے رشید
جب صفر کی آئی ہے چھبیسوین ۔ پیر کے دن یہہ اسے سلطان دین
کر کے لشکر کا اسامہ کو امیر ۔ یون کیا تاکید اسکو اے خبیر
کہ تو جا اپنی طرف اب جلد تر ۔ باپ کے قاتل کو تیر سے قتل کر
اور جلا دے ان کے گھر بار کو ۔ انکے بہر باغات اور اشجار کو
تب اسامہ کی تہی عمر با کمال ۔ بس اٹھارہ سال یا انیس سال
چہارشنبہ کی جب آئی آخر شب ۔ آیا یہہ دو پہر شب کو حکم رب

که بقیع پاک مین حضرت تھے جا ‎—‎ مردگون کے حق مین کی دعا
دیر تک اس مقبرے مین تھا کھڑا ‎—‎ اور اٹھا ستہ بار دست التجا
اور بروز چارشنبہ ای امین ‎—‎ کہ صفر کی جو تھی اٹھائیسوین
ایک صحابی کے جنازیکی نماز ‎—‎ پڑھکے آیا گھر کو شاہ سرافراز
دست اطہر سے بنا اپنے لوا ‎—‎ کر عنایت وہ اسامہ کو کہا
تب اسامہ لیے مبارک وہ لوا ‎—‎ ہاتھہ مین اسکو بریدہ کو دیا
عمدہ ذیشان اصحاب کرام ‎—‎ از مہاجر اور ز انصار کرام
حسب فرمان رسول الثقلین ‎—‎ تھے اسامہ کے تمامی تابعین
اور بیماری بیان اس شہ کی ‎—‎ آہ ہر دن و ہر دم بڑھنے لگی
شہ کی بیماری ہوی جب سخت تر ‎—‎ پھر گئی وہ فوج آخر ای پسر
روم پر وہ فوج بھیجا جلد تر ‎—‎ حق اسامہ کو دیا فتح و ظفر
ذکر اس لشکر کا گر چاہے خدا

پس نبی اللہ کے اس فرمان ‎—‎ جا تبھی اس پاک قبرستان پر
مغفرت چاہا انہون کی از خدا ‎—‎ لوٹ پھر آیا سوے دولت سرا
آہ تب آئی نبی کو ای پسر ‎—‎ اور ہوا آغاز اسکو درد سر
اور پنجشنبے کے دن خیر البشر ‎—‎ باوجود آن بخار و درد سر

اُغزُ بِسمِ اللهِ وَفِی سَبِیلِ اللهِ تُقَاتِلْ مَنْ کَفَرَ بِاللهِ

پس اسامہ فوج کا سردار تھا ‎—‎ اور یہہ اسکا علم بردار تھا
مثل صدیق و عمر عثمان یقین ‎—‎ اور سعد و ابو عبیدہ اسے مین
پس اسامہ نے بفرمان رسول ‎—‎ جرف مین جا کر کیا آمد نزول
لوگ شہ کے پاس تب آنے لگے ‎—‎ لیکے رخصت جرف کو جانے لگے
اور بعد رحلت سالار دین ‎—‎ جب خلافت پایا صدیق گزین
تھی یہی فوج اخیر شاہ دین ‎—‎ حضرت صدیق کی پہلی یقین
ایک کتاب مستقل مین لاؤنگا

الحمد للہ یہہ وعدہ اب وفا کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیے حضرت کی رحلت مشہور قول سے پیر کے روز ربیع الاول کی بارہوین سنہ گیارہ ہجری مین ہوی اور اسی روز سقیفۂ بنی ساعدہ مین اکابر مہاجر و انصار صدیق اکبر کے ہاتھہ پر بیعت کئے پھر اسی روز جب مسجد کو آئے چند لوگ مسجد نبوی مین بھی داخل بیعت ہوے۔ اور منگل کے دن صبح کے وقت علی العموم سب کے سب بیعت کر چکے اور حضرت کا حکم تھا کہ مجھے غسل دو اور کفن پہنا جنازہ تیار کر کے میری نعش سر مرقد پر رکھہ کے تم کنارے ہو جاؤ اول میرا پروردگار مجھپر رحمت بھیجیگا۔ پھر میرے دوست جبرئیل میرے جنازے پر نماز پڑھینگے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل نماز ادا کرینگے انکے بعد فرشتون کی فوج فوج آکر نماز پڑھینگی انکے بعد میرے اہل بیت کے مرد پھر میرے اہل بیت کی عورات انکے بعد میرے اصحاب نماز جنازہ ادا کرینگے پس حضرت کے حکم کے موافق ایسا ہی کئے اور سب منفرد منفرد نماز پڑھے کیونکہ حضرت سب خلق کے امام تھے اسی واسطے آپکے دفن مین دیری ہوی سو چہارشنبہ کی آخر شب مین دفن کئے۔ اس کے بعد صدیق اکبر جب مسند خلافت پر بیٹھے یہہ حکم کئے کہ مدینہ منورہ مین ندا کر دین کہ اسامہ کے لشکر کے ساتھہ حضرت نے جن جن کو مقرر فرمائے تھے وسے ہمراہ جاوین کوئی باقی نہ رہے۔ ایسے مین یہہ خبر آئی کہ بعضے قبائل عرب مرتد ہوے اور بعضے یہود بھی انکے ساتھہ شریک ہوکے مدینے کے تاخت و تاراج کا ارادہ رکھتے ہین۔ لہذا بعضے صحابہ ابوبکر صدیق سے گذارش کئے کہ لشکر

اسلام کی یہہ بڑی جماعت ہے جو اسامہ کے ہمراہ جاتی ہے پس ایسے وقت مین بعضے قبائل عرب جو مرتد ہو کے یہود
کی شراکت سے مخالفت پر کمر باندہے ہین۔ اس فرصت کو غنیمت جان کے جنبش کرینگے تو ملک وملت مین ایک خلل
واقع ہوجائیگا۔ پس چندے اس لشکر کے بہیجنے مین توقف مناسب ہے صدیق اکبر نے جواب دیا۔ اسامہ ایسا بڑا لشکر لیجانے
سے اگر درندے مجہے کہا جائین گے تو بہی یہہ لشکر روانہ ہی کرونگا۔ **نقل** ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے عمر فاروق
سے کہی کہ خلیفۂ پیغمبر صدیق اکبر سے آپ کہئے کہ اسامہ بہت کم عمر ہے اس لشکر کی امارت ایسے شخص پر مقرر کرے کہ
عمر اور تجربے مین اسامہ سے زیادہ رہے۔ عمر فاروق نے صدیق اکبر سے عرض کی تو فرمائے عجب ہے ای عمر کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو یہہ منصب عطا فرمایا ہو تم کہتے ہو کہ اسکو معزول کرون۔ غرض حکم کئے کہ لشکر کوچ
کرے۔ اس فوج مین تیرہ ہزار پیادہ اور ایک ہزار سوار تہے۔ اسامہ حسب الحکم مرکب پر سوار ہو کے شام کے طرف
متوجہ ہوئے۔ ابوبکر صدیق اسامہ کے ساتھہ پیادہ چلنے لگے۔ ہر چند اسامہ نے عرض کی کہ آپ بہی سوار ہووین یا
رخصت دین۔ پر صدیق اکبر قبول نہ کئے۔ اور اس لشکر کے سردارون کو وصیت کی کہ کسی امر مین مکر اور خیانت نکرین
اور بوڈہون اور عورتون اور بچون کو نہ مار ڈالین۔ اور بار دار جہاڑون کو نہ کاٹ دین۔ اور راہبین یعنے قوم نصارا
کے درویش جو صومعون کے درمیان عبادت مین مشغول رہین انسے تعرض نکرین۔ اور منقول ہے کہ حضرت نے جن جن
کو لشکر اسامہ کے ساتہہ جانیکے لئے مقرر فرمائے تہے انسے کوئی باقی نرہا سبکے سب روانہ ہوئے۔ لاکن صدیق
اکبر نے رخصت کے وقت اُسامہ سے کہا کہ اکثر مہمات مین عمر فاروق میرے پاس رہنے کی حاجت ہے۔ تمہاری رائے
بہی اسپبات پر آوے تو انکو رخصت دیجئے۔ اسامہ قبول کئے اور عمر فاروق کو مدینہ مقدسہ کی طرف رجعت کرنیکی
رخصت دی پس شیخین کریمین مدینہ منورہ کی طرف پہرگئے۔ اور اسامہ نے لشکر اسلام کو لے کے قطع منازل کرنے لگے
جس شہر اور جس قبیلہ پر انکا گذر ہوتا ان پر اسلام کا بڑا رعب پڑتا۔ اور صدیق اکبر کے فرمان بموجب جب قضاعہ
کے قبائل پر پہنچے ان کو غارت اور تاراج کئے۔ اور جب اس منزل پر پہنچا کہ جہان کافرون نے انکے والد ماجد کو
شہید کیا تہا۔ اپنے پدر کے قاتلون سے انتقام لیا۔ پہر سالم وغانم مدینہ مطہرہ کے طرف لوٹ آیا۔ مدینہ سے اسامہ کا
لشکر جو نکلا تہا ستر روز ایک روایت سے چالیس روز کے عرصے مین پہر داخل مدینہ ہوا۔ اور ربیع الاول کے آخری دنون
مین اسود عنسی کے قتل کی خبر آئی اسکا نام عیلہ بن کعب تہا اسکا مختصر قصہ یہہ ہے کہ ہجرت کے چہٹوین سال مین جب یمن کا حاکم باذان
مسلمان ہوا حضرت نے یمن کی حکومت اسی پر بحال رکہے اسود عنسی بہی باذان کے وقت ایمان لایا تہا۔ جب ہجرت کے دسوین
سال باذان کا انتقال ہوا حضرت اسکی ریاست کے چند حصے کئے اسکی تفصیل یہہ ہے باذان کا بیٹا کہ جس کا نام شہر تہا اسکو

صنعا کا ناظم بنایا ۔ صنعا ایک بڑا شہر ہے جو یمن کا دار السلطنت ہے ۔ اور نجران کی حکومت عمرو بن حزم کو دی
نجران اور زبید کے درمیان جتنے شہر ہیں اُن شہروں کی فرمان روائی خالد بن سعید بن العاص کو بخشی ۔ اور ہمدان
کی حکومت عامر بن سہل کو عنایت فرمائی اور حضرموت پر زیاد بن لبید انصاری کو حاکم ٹھہرایا ۔ اور چند مواضع کے بندوبست
پر عکاشہ بن ثور اور مہاجر بن امیہ کو مقرر کئے اور ابو موسیٰ اشعری کو امامت پر اور معاذ ابن جبل کو قضاوت پر نصب کر کے
روانہ فرمائے ۔ حضرت کی وفات کے قریب اسود عنسی نے اپنی شقاوت سے نبوت کا دعویٰ کرنے لگا وہ یمن کا کاہن تھا ایک جن
اسکا تابع تھا ملعون شقی نے عجیب و غریب شعبدے بتلا کے لوگوں کو راہ حق سے پھیرا ۔ مذحج کا قبیلہ اسکا تابع ہوا اور
قیس ابن عبد یغوث کو جو یمن کے رئیسوں سے تھا اسود عنسی نے اپنا سپہ سالار ٹھہرایا روز بروز اس کا فساد
ترقی کرنے لگا آخر سات سو آدمی کو جمع کر کے صنعا کی طرف متوجہ ہوا ۔ اور شہر بن باذان جب اس سے مقابلہ کیا
اسی کے جنگ میں شہید ہوا ۔ اور وہ ملعون صنعا پر مسلط ہو کے شہر بن باذان کی عورت کو اپنے نکاح میں لایا وہ بہت
شکیلہ تھی اسکا نام آزاد تھا اگرچہ ظلم سے اسکے نکاح میں آئی لاکن وہ دین پر ثابت قدم تھی اسود عنسی نے اس کی بی بی
کے چچیرے بھائی فیروز دیلمی کو اور داذویہ نام جو ایک شخص تھا اسکو یمن میں جو عجمی لوگ تھے سردار بنایا ۔ اور یمن کا
سب ملک ہاتھ لانے کے ارادے سے حضرت کے عاملوں کو اپنی متابعت کرنے کے باب میں خطوط لکھا ۔ تب معاذ
ابن جبل صنعا سے نکل کے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جا کے ملاقات کی پھر وے دونوں نکلکے حضرموت کو آئے اس
ملعون کو دفع کرنے کی تدبیر میں تھے اسی اثناء میں یمن کا سب ملک اس ملعون کے ہاتھ آگیا یمن کے سب مسلمان ظاہر میں
اسکے عاملوں کے تابعدار اور دل سے بیزار تھے اور اکثر لوگ مرتد ہو گئے تھے ۔ جب یہہ خبر حضرت کے حضور میں پہنچی حضرت
نے اس کذاب کو قتل کرنیکے باب میں یمن کے اہل اسلام کو ایک حکم نامہ روانہ فرمائے ۔ معاذ ابن جبل اس کے قتل میں
بڑی کوشش کر رہے تھے اور وہاں ایک عورت کو نکاح کئے اسکا نام رملہ تھا وہ بنی السکون کے قبیلے والی تھی
اس قبیلے کے تمام لوگ معاذ کے تابع ہوئے ۔ ایسے میں اسود نے اپنے سپہ سالار قیس پر خفا ہوا تھا ۔ اور فیروز دیلمی اور
داذویہ جو عجمی لوگ کے سردار تھے یہہ ہر دو بھی اس سے بددل تھے معاذ اسباب کو غنیمت جان کے سب مسلمانوں کو
اپنے ہمراہ لے کے ان تینوں سے ساخت کئے اور اسکے قتل پر متفق ہوئے ۔ پھر فیروز نے اپنی بہن سے جو اس ملعون کے
نکاح میں تھی ساخت کر کے شب کے وقت اسکے گھر کی دیوار کو سوراخ ڈال کے اندر گیا وہ ناہنجار شراب پی کے بچھونے
پر پڑا ہوا اور خراٹے مار رہا تھا اسکی عورت اسکے سرانے بیٹھی تھی فیروز کو دیکھتے ہی اسکا شیطان اسکو ہشیار
کر دیا ۔ فیروز نے دیر نکر کے اسکو قتل کیا پھر باہر جا کے قیس اور داذویہ کو بلا لایا ۔ یہہ تینوں ملکر اسکا سر کاٹنا چاہتے تھے

اسکا شیطان اسکو حرکت مین لایا اور وہ اضطراب کرنے لگا - تب وہ شخص اسکی پیٹھہ پر چڑھکے دبائے اور اسکی عورت
اسکے سر کے بال کھینچ کے پکڑی تب وہ آواز کرنے لگا - اسکے گھر پر جو لوگ نگہبان تھے دوڑتے آئے اور باہر سے
پوچھے کہ یہہ کیا آواز ہے تب اسکی عورت نے کہی کہ یہہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے - غرض اُسکے قتل کے بعد سب لوگ
معاذ بن جبل کے تابع ہوے اور انکے ساتھہ نماز پڑھنے لگے - اور مدینے مین اسی شب حضرت نے خبر دے کہ آج کی
شب اسود کذاب کو اچھی جماعت کا ایک نیک شخص نے قتل کیا - صحابہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمائے کہ وہ
فیروز دیلمی ہے - اور اسکے قتل کی خبر معاذ لکھہ کے حضور نبوی مین روانہ کئے انکا عریضہ پہنچنے کے آگے حضرت کی وفات
ہو گئی - صدیق اکبر مسند خلافت پر بیٹھے بعد پہلی خوشخبری جو آئی یہی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ **بدویان عرب کا بلوہ**
جب اسامہ کا لشکر مدینے سے روانہ ہو چکا اطراف و جوانب کے لوگ جو مرتد ہو کے مدینے پر شبخون کر کے لوٹنے کا ارادہ
رکھتے تھے - یہہ خبر سنکے صدیق اکبر نے مدینہ مین آنے کے جو راہین تھین اُنپر علی مرتضی اور طلحہ و زبیر اور سعد ابی وقاص
کو پاسبانی کے واسطے مقرر کر دئے - اور سب لوگون کو بھی مسجد مین حاضر رہنے کا حکم کئے - پس تین روز نہین گذرے
کہ مرتدون کی فوج مدینے کا قصد کر کے آئی اور اونکے آدھے لوگ انکی کمک کے لئے ذوالحسا مین تھے - غرض جب مرتدون
کی فوج مدینے کے قریب آنے کی خبر صدیق اکبر کو پہنچی - مسجد مین جو لوگ حاضر تھے ان سبکو ہمراہ لے کے اونٹون پر
سوار ہو کے نکلے مرتدون نے فوج اسلام دیکھتے ہی بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کر کے ذوالحسا تک پہنچائے
پھر مرتدون اور مسلمانون مین جنگ ہوا اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی اور مرتدون کو شکست فاحش ہوئی
زکوٰۃ موقوف کئے سو مرتدون کا جنگ مدینے کے اطراف و نواحی مین بعضے قبیلے والون نے
زکوٰۃ دینے مین جو استادہ کئے تھے صدیق اکبر نے جمادی الاولی مین انکے جنگ پر ایک فوج لے کے نکلے - ان مرتدون
نے مشکون مین دم بھر کے پہاڑون پر سے لڑا دئے - اونٹ اس سے چمک کے بھاگنے لگے - لشکر اسلام مین اس قدر
تفرقہ رو دیا کہ شام تک جانور کسی کے اختیار مین نہ تھے پس سبکو مدینے مین آ کے رہے اور مرتدون نے سمجھہ گئے کہ اب مسلمانون
کو قوت باقی نہین - پھر صدیق اکبر نے شب کو فوج تیار کئے اور مدینے مین سنان بن ضمیری کو نائب ٹھہرائے اور مدینے
کے راہون کی حفاظت پر عبد اللہ ابن مسعود کو متعین کئے اور آپ فوج لے کے پچھلی شب مین نکلے ہنوز صبح صادق نہین ہوئی
تھی کہ ہر دو جماعتین ایک ہی میدان مین مل گئین - تب اہل اسلام ان پر تلوار چلائے ابھی آفتاب طلوع نہین ہوا تھا کہ
انکو شکست ہو گئی اور انکے اکثر جانور مسلمان کے ہاتھہ آئے اور صدیق اکبر ان کا پیچھا کر کے ذوالقصہ تک گئے ذوالقصہ مدینے
سے آٹھہ فرسنگ پر واقع ہے ایک فرسنگ کے تین میل ایک میل کے چہار ہزار قدم ہوتے ہین - اس فتح سے

دوسون کو قوت و شوکت حاصل ہوی اور کافرون کو خواری اور ذلت - اور بنی ذُبیان اور بنی عَبس کے قبیلے والے مرتد ہو کر اپنے قریون مین جو مسلمان کو قتل کئے تھے ان کی جرات دیکھہ کے دوسرے قبیلے والے بھی ایسا ہی کئے تھے صدیق اکبر نے قسم کہائے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بدلے مین اس سے زیادہ ان مرتدون کو قتل کرونگا پھر مظفر و منصور مدینے کے طرف لوٹ آئے اسی شب عدی بن حاتم اور صفوان اور زبرقان کے یہان سے زکوٰۃ کا مال آیا ایک کے یہان سے اول شب مین دوسرے کے یہان سے اوسط شب مین تیسرے کے یہان سے آخر شب مین یہہ ماجرا حضرت کی وفات سے ساٹھہ دن کے بعد واقع ہوا - پھر چار روز کے بعد اُسامہ بن زید بھی فتح کر کے آئے -

اُبَیرْق کا جنگ

ابوبکر صدیق نے اُسامہ کو مدینے مین خلیفہ کئے اور اُن کے لشکر والون کو بھی وہین چھوڑ دیئے تا جانور وان کو آرام ہو - اور آپنے اول جن غازیون کو ساتھہ لیکے گئے تھے اُنھین کو ہمراہ لے کے ابیرق کے طرف روانہ ہوے وہان بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ کے ٹکریان جمع آئی تھین اسنے جنگ کئے مخالفون کو ہزیمت ہوی - پھر اُبیرق مین چند روز اقامت کئے اور بنی ذبیان کے ملکون کو اپنے تصرف مین لائے اور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ یہہ شہران ہم کو غنیمت دیا پھر وے لوگ ان ملکون کے مالک ہونا حرام ہے اور ابیرق اور ربذہ کو احاطہ باندھ کے مسلمانون کے گھوڑون کی چراگاہ مقرر کئے اور آپ مع الخیر مدینہ کے طرف تشریف لائے -

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی ذوالقصہ کو

بنی عبس اور بنی ذبیان جو بھاگے تھے بزاخہ مین جاکے طلیحہ اسدی کے پاس جمع ہوے پھر صدیق اکبر اسامہ کے لشکر کو ساتھ لیکے طلیحہ پر جانے کے ارادے سے ذوالقصہ تک آئے - دارقطنی ابن عمر سے اور زکریا ساجی عائشہ صدیقہ سے روایت کئے ہین کہ جب ابوبکر صدیق اونٹ پر سوار ہوکے سیدھے ہوے اور تلوار نیام سے کھینچے علی مرتضیٰ نے آکے ناقے کی مہار پکڑ لے گئے کہنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہان جاتے ہو حضرت نے آپ کو جنگ احد کے روز جو فرمائے تھے مین بھی وہی بات کہتا ہون کہ تم اپنی تلوار کو نیام کرو اور اپنی جان کی مصیبت کا ڈر وہم کو نہ بتلاؤ - اور مدینہ کے طرف تشریف لیچلو واللہ آپ پر کچھہ مصیبت ہو تو اسلام کا انتظام باقی نرہے گا - اور دوسرے صحابہ بھی ایسا ہی التماس کئے ہوے اور عرض کئے کہ مدینے کے طرف مراجعت کیجئے اور جنگ کے واسطے دوسرے صحابہ کو روانہ فرمائے - تب صدیق اکبر نے اپنا سفر موقوف کئے جب اسامہ کا لشکر آرام پایا اور صدقات کی تقسیم کے بعد کچھہ مال باقی رہا - گیارہ جھنڈے بنا کے گیارہ امیرون کے حوالے کئے - ایک جھنڈا خالد ابن ولید کے ہاتھہ دیکے حکم کئے کہ تم جاکے طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھہ جنگ کرو - اس سے فارغ ہوے بعد بطاح کی طرف مالک بن نویرہ پر جاؤ - دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل کے ہاتھہ دیکے فرمائے کہ تم جاکر مسیلمہ کذاب سے جنگ کرو - تیسرا جھنڈا شرجیل بن حسنہ کے تحویل کرکے عکرمہ کی کمک پر مقرر فرمائے

اور کہے کہ اس سے فراغت پاسکے بعد بنی قضاعہ پر جاو۔ چوتہا جہنڈا مہاجرین ابی امیہ کے ہاتھہ دیکے فرمائے کہ
کہ علنسی کا لشکر لے کے قیس بن مکشوح پر جاو۔ پانچوان جہنڈا خالد بن سعید بن العاص کے ہاتہہ دے کے مشرق کے جانب
شام کے طرف روانہ کئے۔ چہٹوان جہنڈا عمرو بن العاص کے حوالے کرکے قضاعہ وغیرہ پر بہیجے۔ ساتوان جہنڈا حذیفہ
بن محصن کے ہاتہہ دیکے ابن ہوشہ پر بہیجے۔ اور آٹھوان جہنڈا طریف بن خارجہ کے ہاتہہ دیکے بنی سلیم اور ہوازن پر
روانہ فرمائے۔ نوان جہنڈا سوید بن مقرن کے ہاتھہ دیکے تہامہ کے طرف بہیجے۔ دسوان جہنڈا علاء بن الحضرمی کے ہاتہہ
دیکے بحرین کے طرف روانہ کئے۔ گیارہوان جہنڈا عکاشہ بن محصن اسدی کے ہاتھہ دیکے قطن کے طرف روانہ فرمائے
اور ہر امیر کو انکے منصب کا عہدنامہ اور مرتدون کی تنبیہ مین ایک فرمان لکہہ دئے اور ہر ایک کا لشکر انکے ساتھہ دیکے ذو القصہ
سے جو طرف روانہ فرمائے اور آپ مدینے کے طرف مراجعت کئے۔

ہجرت سے بارہوین سال کا احوال

ہجرت سے بارہوین سال کے ابتدا مین ابو بکر صدیق نے طلیحہ بن خویلد سے جنگ کرنے کا قصد کئے اور ذو الحلیفہ تک پہنچے
مدینہ وہان سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ انکا جانا مصلحت وقت نجان کے انکے مرکب
کی باگ پکڑ کے کہنے لگے کہ آپکا جانا مناسب نہین جانتے کہ آپکے عوض مین اور کسی کو بہیجئے تب صدیق نے خالد بن ولید
کو روانہ کرکے آپ مراجعت کی۔ ان دنون طلیحہ بزاخہ مین اترا تہا اور اسکو اپنا لشکرگاہ ٹہرایا تہا۔ اس طلیحہ کا قصہ مختصر
یہہ ہے کہ اسنے حضرت کے وقت مین ایمان لاکے اپنے قبیلے کے طرف گیا تہا یکبیک مرتد ہوکے نبوت کا دعوا کرنے لگا
اور لوگون سے نماز روزہ معاف کردیا اور زنا کو مباح ٹہرایا نعوذ باللہ منہا ایسی آسانی اور تسویلات شیطانی کے
سبب سے بنی اسد کے لوگ اسکی رسالت کا اقرار کئے۔ اور عیینہ بن حصین بنی فزارہ کے ساتھہ اور عمرو بن معدیکرب
بہی اسکے شریک ہوگئے۔ حضرت کی وفات کے بعد اسکا امر اور بہی قوی اور محکم ہوا۔ غرض خالد جب اپنے لشکر سمیت وہان جا پہنچے
اول طلیحہ کے پاس کیلون کو روانہ کئے اور اسکو نصیحت کی کہ مخالفت چہوڑ دیوے۔ اور اس دعوے سے باز آوے لاکن اسنے
قبول نکیا تب خالد نے لشکرکشی کئے اور صفین آراستہ کئے میمنہ پر عدی بن حاتم طائی اور میسرہ پر اسیر زید الخیل کو مقرر کئے
اور آپ قلب لشکر مین قیام کیا۔ اور طلیحہ بہی بنی اسد اور غطفان اور فزارہ کے قبیلون کو لشکر اسلام کے مقابل کیا اور صفین کہینچ کے اور
آپ سر پر ایک چادر کہینچا ہوا ایک جگہہ پر بیٹہا۔ اس کے سپاہ کو ایسا نظر آتا تہا کہ گویا جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا انتظار کرتا
ہے پہر دو لشکر جنگ آغاز کئے۔ عیینہ بن حصین بنی فزارہ سے سات سو شخص کو ہمراہ لیکر خالد کا مقابلہ کیا اور بہت سعی و
کوشش بجالایا کچہہ فایدہ نہوا۔ جب سپاہ اسلام کی شوکت اور دبدبہ دیکہا نہایت اضطراب سے جنگ موقوف کرکے طلیحہ کے
پاس آکے پوچہا کہ جبرئیل نازل ہوے یا نہ طلیحہ نے کہا ہنوز نہین آئے۔ عیینہ پہر لوٹا اور کڑا جنگ کرنے لگا پہر ایک ساعت

کے بعد دوسرے بار آکے طلیحہ سے دریافت کی کہ جبرئیل آئے یا نہین طلیحہ بولا کہ ابھی نہین۔ عیینہ پھر لڑائی آمادہ
کی پھر جب قتال وجدال سے عاجز آیا تیسرے بار طلیحہ کے پاس آکے سوال کیا کہ جبرئیل اُترے یا نہین طلیحہ کہا کہ ہان
اترے۔ عیینہ پوچھا کہ جبرئیل نے تجھے کیا خبر دی طلیحہ بولا کہ جبرئیل یہہ خطاب کئے کہ اِنَّ لَکَ رَحًا کَرَحَاہُ
وَحَدِیْثًا لَا تَنْسَاہُ مترجم تاریخ اعثم کوفی ان کلمات کا ایسا ترجمہ کیا ہے۔ کہ تیری امید خالد کی امید کے ساتھہ روشن
نہوگی اور تمہارے درمیان ایسی ایک حالت ہے کہ وہ فراموش نہوگی۔ عیینہ جب یہہ سخن سنا کہنے لگا کہ واللہ مین ایسا
گمان کرتا ہون کہ عنقریب تجھے ایسی حالت رو دیگی کہ ہرگز تیری یاد سے نجاویگی۔ پس اپنی قوم کے طرف متوجہ ہوکے کہا کہ اے
بنی فرارہ اب جلد بھاگو یہہ بدبخت کذاب اور جھوٹھا ہے۔ عیینہ ایسا بولکر سب بنی فرارہ سمیت صف میدان سے پھر گیا۔
اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب عیینہ لشکر اسلام کا غلبہ دیکھا اور کوشش سے عاجز آیا اور قصد بھاگنے کا کیا۔ طلیحہ
اسکو پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے عیینہ کہا ہماری جنگ کی نوبت نہایت کو پہنچی اب تو جبرئیل کو کہہ دے کہ وہ جنگ کرے
کہ اسکی باری ہے۔ القصہ جب بنی فرارہ منہزم ہوے۔ خالد بن ولید نے ایک ہی حملہ مین بنی اسد اور غطفان کے صفین درہم
و برہم کر دئے وے بھی بھاگنے لگے۔ طلیحہ جب دیکھا کہ فتح و نصرت کی ہوا خالد کے لشکر پر بہنے لگی جلد اپنی عورت کو جس کا
نام نوار تھا اپنے ساتھہ لے ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے صف میدان سے فرار کیا اور شام کی راہ لی۔ جن مرتدون
نے ارتداد کی حالت مین مسلمانون کی ایک جماعت کو قتل کیا تھا خالد نے ان کے قتل پر کمر باندھی اور مردی کی داد دی
جب بدلہ لینے سے فارغ ہوا غنیمت کا حکم کیا جب اس سے فراغت حاصل ہوئی وے بھاگے ہوے لوگون کا پیچھا کیا وادی الاحزاب
مین انکو سپڑا کے پھر جدال و قتال مین مشغول ہوے۔ جب انکو مقابلہ کی طاقت نرہی سب کے سب فرار ہوگئے۔ عیینہ فزاری
اور قرہ بن مسلمہ جو مرتدون کے سردارون سے تھے اسیر ہوئے طلیحہ پھر حال جان بچاکے جو بھاگ نکلا تھا شام کی طرف آکے غسان
کے حاکمون کا آسرا لیا۔ آخر توبہ کرکے دولت ایمان سے مشرف ہوا۔ خالد نے عیینہ اور قرہ کو قید و زنجیر کرکے مدینہ منورہ
کی طرف روانہ کئے اور انھ دونون کو بڑی بری حالت سے صدیق اکبرؓ کے حضور مین لے آئے صدیق اکبرؓ کی نظر ان دونون پر پڑتے
ہی انکو بہت زجر و ملامت کی ان دونون نے بہت پشیمان ہوکے توبہ کئے اور ایمان لائے۔ تب ابوبکر صدیقؓ نے انکی
خطا سے درگذر کئے۔ اور بعضے تواریخ مین لائے ہین کہ فجارہ جو ایک مرتدین ناپاک اور ملحدین بےباک سے تھا۔ خالد بن الولید
نے صدیق اکبرؓ کے حکم سے اول اُسکے جنگ پر مستعد ہوے جب اسکو تہ تیغ کئے طلیحہ سے لڑائی کی جب اس سے فراغت حاصل ہوئی
سلمی کے قتال پر اُٹھے **نقل** ہے کہ سلمی جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی تھی حضرتؐ کے وقت ایک جنگ مین لشکر اسلام
کے اسیر ہوئی۔ اور جب اسکو حضرتؐ کی خدمت فیض صحبت مین لے آئے شرف اسلام حاصل کی — اور حضرتؐ نے خبر دیتے

کہ یہہ عورت میرے بعد مخالفت پر کمر باندھیگی ویسا ہی حضرت کے بعد اسکو حکومت اور ریاست کی ہوس پیدا ہوئی وہ
ناپاک مرتد ہو گئی۔ غطفان اور ہوازن اور سلیم اور اسد اور طے کے قبیلوں سے ایک جماعت کثیر اسکے تابع ہوئی جب یہہ خبر
خالد کو پہنچی اپنا لشکر جرار لے کے یلغار اسپر جا پہنچے۔ سلمی بھی یہہ خبر پاکے لڑائی کے لئے لشکر تیار کئے جب ہر دو لشکر
مقابل ہوے خالد ایسا سخت جنگ کئے کہ مرتدوں کو سوائے فرار کے چارہ نرہا اکثر بھاگ گئے سلمہ جو ایک اونٹ پر
سوار تھی غازیوں کی ایک جماعت اسکو گھیر لئے اور اسکے اونٹ کو پی کئے اور سلمی کو قتل کر کے جہنم میں روانہ کئے دوسرے
فتوحات پر بھی فتح عظیم علاوہ ہوئی۔ **سجاح نبوت کا دعوا کرنا اور مسیلمہ کذاب کے ساتھہ ملنا اور خالدؓ ان کے ساتھہ جنگ کرنا۔** نقل ہے کہ سجاح ایک نصرانیہ عورت تھی۔ فصاحت بیانی اور طلاقت لسانی
میں مشہور و معروف تھی۔ شریعت عیسوی کی اوضاع و اطوار سے خبردار تھی حب ریاست اور علم فصاحت کے سبب جی میں تھی کہ
نبوت کا دعوا کرے لاکن جب تک حضرت زندہ تھے طاقت نہ پائی۔ اور جب حضرت رحلت فرما گئے سجاح نبوت کا دعوا
برملا کرنے لگی۔ کلمات مسجع بناتی اور کہتی تھی کہ یہہ اللہ تعالی کے طرف سے وحی آئی ہے۔ بنی تغلب کے لوگ جو وہ بھی انہیں میں سے
تھی سب کے سب تابع ہوے اور اسکی تصدیق کئے۔ اور سجاح اپنے تابعوں کو نماز روزہ اور زکواۃ و صدقہ کا حکم کرتی تھی
اور خوک کا گوشت اپنے مباح کر دی۔ بنی تغلب تابع ہونیسے فی الجملہ اسکا کام قوت پایا اکثر قبائل عرب کو خطوط لکھہ کے اپنی
نبوت باطل کے طرف دعوت کی۔ جب ایک جماعت اس کی تابع ہوئی اور اس کا ہم قوم ہوا مالک بن نویرہ کو جو بنی تمیم کا
سردار تھا اور شعار اسلام رکھتا تھا نامہ لکھی۔ مالک اپنی احمقی اور کم عقلی سے دین اسلام سے بدل گیا اور اسکا تابع ہوا
اور عرب کے بہت سے سردار جب اسکے تابعدار ہوے سجاح سے کہے کہ ہمارے مخالف بہت ہیں سو ہم پہلے کس فرقے کے دفع
کرنے میں کمر باندھیں۔ سجاح چند مسجع باتیں انکو سنائی اور کہی کہ یہہ کلمات آسمان سے نازل ہوئیں۔ ان جملات میں یہی
مضمون تھا کہ اول بنی رباب سے جنگ کریں پس اس قبیلے کے جنگ پر مستعد ہوے اور اس قوم کے اکثر لوگ مارے گئے
پھر وہ سرداروں نے سجاح سے کہا کہ ہم ایک امر عظیم پر کمر باندھے ہیں جب ہمارے مخالف زیادہ ہیں مناسب یہی ہے کہ اول
اہل اسلام سے جنگ کر کے ابو بکر صدیق کے لشکر کو تباہ کر دیں سجاح نے کہی کہ میں وحی کا انتظار کر رہی ہوں اسی شب چند
مسجع باتیں تراشی کہ اول یمامہ کے طرف جا کے مسیلمہ کذاب سے جنگ کیجئے۔ اور علی الصباح اپنے سرداروں کو سنائی
ان دنوں مسیلمہ کذاب بھی یمامہ کے طرف نکل کے نبوت کا دعوا کر رہا تھا۔ سو ابو بکر صدیق نے شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ
بن ابو جہل کو اسپر بھیجے تھے۔ اور ابو بکر صدیق کے فرمان پر خالد بن ولید بھی شرجیل و عکرمہ کی کمک پر جانیکا قصد رکھے
تھے۔ ایسے میں خالد نے یہہ خبر سنی کہ سجاح نے مسیلمہ کذاب پر لشکر کشی کی ہے سو مصلحت اسی میں دیکھے کہ چندے توقف

کرے - اس اثنا مین شرحبیل اور عکرمہ بھی حال معلوم کرکے مدینہ کو لوٹ آئے - کہ ان دونون کا انجام کار کیا ہوتا ہے دیکھین
غرض جب مسیلمہ کذاب نے سنا کہ سجاح ایک بڑا لشکر لے کے جنگ کرنے کو لے آئی ہے مسیلمہ کذاب نے اپنے چند مصاحبون
کو وکالت دیکے سجاح کے پاس بھیجا تا اسکا غرض معلوم کرین - وکیلون نے جا کے اسکا غرض دریافت کیا سجاح نے
کہنے لگی کہ اللہ تعالی نے مجھہ پر وحی کی ہے کہ تمھارے سے جنگ وقتال کرون - پھر اسباب بین و پریشان کلمات جو بنائی ہی
تھی انکو سنائی اور رخصت کی وکیلون نے اسیوقت پھرا اور جو کچھہ سنا تھا مسیلمہ کذاب کے پاس جا کے سنایا وہ
ملعون ہر چند جانتا تھا کہ سجاح اپنے مانند نبوت کے دعوے مین جھوٹی ہے لاکن لشکر اسلام کا بڑا ہے خوف جو اسکے
ناپاک دل مین جاگیر تھا مصلحت وقت اسی مین جانا کہ سجاح سے صلح کرے سو دوسرے روز اپنے وکیلون کو سجاح
کے پاس روانہ کیا اور یہہ پیام بھیجا کہ جب تیرے پر وحی نازل ہوتی ہے تصدیق کے سوا چارہ نہین - اب مین چاہتا
ہون کہ تو اپنے خواص کو ہمراہ لے کے آوے تا تیرے سے ملون اور تیری باتین سنون جب وکیلون نے یہہ پیغام پہنچایا
سجاح نے بڑی جلدی سے اپنے خواص مین سے دس شخص کو ساتھہ لیکے نکلی جب نزدیک جا پہنچی وہ ملعون نے حکم کیا کہ
قلعے کے دروازے پر ایک باغ جو واقع ہے اسمین خیمہ کھڑا کرین - پس آپ قلعے سے باہر آیا اور اس خیمہ مین سجاح سے
ملاقات کی - اثناے کلام مین سجاح نے اس سے پوچھی کہ اے مسیلمہ ان دنون کوئی آیت تجھہ پر اتری ہے - کہا ہان پوچھی وہ
کون سی ہے - تب وہ کذاب نے یہہ مہملات بکا - الم تر کیف فعل ربک بالحبلی اخرج منها نسمة تسعی من صفاق
پھر اسنے پوچھی کہ اسکے بعد تیرے پروردگار نے کیا بھیجا ہے - تب وہ ملعون نے چند کلمات عشق آمیز اور شہوت انگیز جو
مردون اور عورتون کے اختلاط مین تھین سنایا جب سجاح نے سنی اسکی شہوت کو چھیڑ ہوئی بے اختیار بول اُٹھی کہ واللہ
تو پیغمبر ہے جب وہ کذاب نے سجاح کی رغبت اپنی طرف دیکھی اور بھی اسکی طمع زیادہ ہوئی - کہنے لگا کہ تو اور مین ہر دو پیغمبر
ہین - اور ہر دو نبوت مین برابر پھر اس سے کیا بہتر کہ شیر و شکر کے مانند میرے سے ملجاوے اور میرے نکاح مین آوے سجاح
راضی ہوئی پھر ہر دو کہنے لگے کہ وحی کا انتظار کرین چونکہ مسیلمہ کذاب کی شہوت غالب ہوئی تھی فی الحال اضطراب
شروع کیا اور سجاح کو ایسا بتلایا کہ گویا آپ پر وحی نازل ہوئی ہے پھر ایک لحظے کے بعد ایک مسجع عبارت بنا کے سُنا
دی اور اسمین سجاح کے ساتھہ جماع کی تصریح کی تھی کہ ان شئت جماع سجاع پس اسیوقت وے ہر دو بدکار زنا
مین گرفتار ہوئے تین روز اسی خیمہ کے درمیان زناکاری مین رہے پھر سجاح اپنے قوم مین آئی اسکے لشکر کے سردارون
نے جیسے مالک بن نویرہ و زبرقان بن بدر و عطارد بن الحاجب وغیرہ اس سے پوچھا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھہ تیری ملاقات
کس طرح ہوئی - کہنے لگی کہ اسکو میرے سا پیغمبر پائی حکم الہی سے اسکے ساتھہ اپنا نکاح کی سو وہ دونون نے پوچھا کہ تیرا

مہر کیا مقرر کیا ہی کچھ نہین۔ انہون نے کہا کہ یہہ بڑی عیب کی بات ہی کہ تیر ے سی عورت بلا مہر اسکے نکاح مین آوے اب اپنا مہر طلب کیجئے سجاع پہر گئی اور مہر طلب کئی۔ وہ ملعون پوچھا کہ تیرا موذن کون ہے اسنے کہی شیث بن ربعی کہا اسکو بلوائیے جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اپنی قوم مین ندا کردے کہ عشا اور صبح کی نمازین جو دین محمدی کے موافق تہین مین نے تم سے معاف کیا ہون اور سجاع کا یہی مہر ٹہرایا ہون۔ اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ جب ان دونون کی خلوت صحیح ہوئی اور عرب کے سردار جو اسکے تابع ہوئے تہے ان کو یہہ خبر پہنچی وے بہت ہی پشیمان ہوے اور کہنے لگے کہ ہم خطا کئے جو اپنے قبائل سے نکل اس عورت کا دین قبول کئے اور اسکو یمامہ کے قلعے تک لا مسیلمہ کذاب سے ملائے یہان تک کہ ہر دو زناکاری مین گرفتار ہوے۔ اب ہم اسکا تدارک کیا کرین اور خالد کو کس طرح منہہ تبلائین۔ سب کے سب مشورت کرکے متفرق ہوے اور اپنے اپنے قبیلون مین جا پہنچے اور بکمال ندامت اور معذرت سے ابوبکر صدیق کی خدمت مین عریضے روانہ کئے۔ جب سجاع یہہ حال دیکہی جلد گہبرا کے چہار سو شخص کو ہمراہ لے کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوی لاکن بعضے روایات مین آیا ہی کہ سجاع آخر الامر اپنے کئے سے بازآئی اور توبہ کرکے اسلام سے مشرف ہوی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خالد بن ولید کے ہاتہ سے مالک بن نویرہ کا مقتول ہونا۔

مالک بن نویرہ عرب کے سردارون سے تہا اور عمر فاروق کے ساتہہ اسکی دوستی تہی مالک جب سجاع سے جدا ہو البطاح مین اقامت کی اپنی موت تک وہین رہا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امیر المومنین صدیق اکبر جب خالد کو رخصت کی یہہ وصیت فرمائی کہ جاسوسون کو عرب کے قبیلون کے طرف بہیجئے جس قبیلے سے اذان کی آواز آوے اپر اسلام کا حکم فرمائے اور انسے تعرض نہ کیجئے۔ اور جس قبیلے سے اذان کی آواز نہ آوے انکو اسلام کی طرف بلائے اگر قبول کرین بہتر ورنہ اپر تیغ چلائیے۔ خالد نے یہہ وصیت قبول کرکے روانہ ہوے۔ جب سنا تہا کہ عرب کے سردار سجاع کی متابعت سے پشیمان ہوکے اپنے قبیلون کے طرف پہر گئے ہین۔ ابوبکر صدیق کی وصیت کے موافق انکے قبیلون کے طرف جاسوسون کو روانہ کئے تا ان کے حالات سے واقف ہوکے جلد آکر خبر دین۔ سو ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کے قبیلے کے طرف بہیجے تہے۔ تا انکے کفر و اسلام سے آگاہ کرے۔ انہون نے ایسا ہی دریافت کرکے آے۔ اور بعضے جاسوسون نے عرض کیا کہ مالک بن نویرہ کے قبیلے سے ہم اذان کی آواز نہ سنا۔ لاکن ابوقتادہ انصاری جو انہین مین تہے یہہ گواہی دی کہ مین اس قبیلے سے اذان کی آواز سنا ہون۔ غرض جب خالد نے مالک سے ملاقات کی اثناء کلام مین بار بار خالد کی خاطر مین گذرتا تہا کہ یہہ شخص مرتد ہے۔ اور مالک جب باتون بات حضرت سید کائنات سے کوئی قول نقل کرتا تو ایسا کہتا کہ قال صاحبکم یا قال رجلکم یعنے ایسا کہا صاحب تمہارا یا مرد تمہارا۔ جب کئی بار ایسا کہا۔ خالد

غصہ ہوا۔ اور سر بلند کرکے کہنے لگے کہ ارے کتے۔ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہی صاحب تھے تمہارے
صاحب نہیں تھے۔ پس حکم کئے کہ اسکو قتل کرو پھر واس حکم کے اسکا سر اسکے تن سے جدا کر دئے۔ اور بعضے تاریخوں میں لکھے
ہیں کہ جب مالک کو اسکی قوم سمیت اسیر کرکے لائے خالد نے انکو قید میں رکھے۔ رات کے وقت جب ہوا تند چلنے لگی
اور سرما زیادہ ہوا۔ خالد کمال شفقت سے حکم کئے کہ ادفئوا اسراکم یعنے تمہارے قیدیوں کی نگہبانی کرو۔ مخفی نرہے
کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکا اسباب بھی مہیا ہوتا ہے۔ جب خالد نے یہہ حکم کیا ندا کرنے والے
بنی کنانہ کے لغت سے جو قتل سے عبارت ہے ندا کی۔ اکثر نگہبان جو بنی کنانہ سے تھے کنایہ قتل سے سمجھ کے قبضہ شمشیر
پر ہاتھ ڈالے اور سب قیدیوں کو قتل کر دئے جب خالد حقیقت حال سے خبردار ہوئے کہنے لگے کہ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ
اَمْرًا اَصَابَہٗ یعنے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ غرض مالک کے قتل کے بعد خالد اسکی عورت
کو اپنے نکاح میں لائے۔ کہتے ہیں کہ جب مالک بن نویرہ اور اسکی قوم مقتول ہوئی۔ ابو قتادہ انصاری برہم ہوئے اور
کہنے لگے کہ خالد جس لشکر میں رہے میں اس لشکر کے ساتھ نہ آونگا۔ پس اس لشکر سے نکل کے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ
ہوئے ابوبکر صدیق کی خدمت میں پہنچ کے سب سرگذشت بیان کئے اور کہے کہ خالد نے میری بات نہ سنی دوسرے
اعراب کی گواہی جو انکا مقصود غنیمت حاصل کرنے کا تھا معتبر جانی۔ **نقل** ہے کہ مالک کا بھائی متمم بن نویرہ بھی وارد
مدینہ ہوا اور صدیق اکبر کے حضور میں حاضر ہوکے صورت حال گذارش کی اور اپنے بھائی کا خون کا بدلہ طلب کیا عمر فاروق
اس کی تائید کرکے کہے کہ خالد کی شمشیر اہل اسلام پر کھینچی لگی یہہ بات واقع کے مطابق ہو تو اسپر قصاص جاری کیا جائے
جب اس باب میں عمر فاروق کا مبالغہ حد سے گذرا صدیق اکبر فرمائے کہ خالد کو اس مقدمے میں کچھ تاویل روی ہوگی اور
اس سے اس تاویل میں خطا ہوئی۔ ای عمر اسکی شان میں اپنی زبان کو بچاؤ کہ حضرت نے اسکو سیف اللہ فرمائے اللہ تعالیٰ
جس شمشیر کو کافروں پر کھینچا ہے میں اسکو ہرگز نیام میں نہ ڈالونگا۔ پس خالد کو ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمائے کہ لشکر کو وہیں
چھوڑ کے آپ مدینہ مقدسہ کی طرف آوے جب ابوبکر صدیق کا نامہ پہنچا خالد اسیوقت نکلے اور جب داخل مدینہ ہوئے وسیلہ
بلال کی اعانت سے صدیق اکبر کی خلوت میں جاکے ملازمت حاصل کی اور حقیقت واقعی بیان کرکے اس مقدمے میں اپنی عذر
خواہی ظاہر کی۔ صدیق اکبر سب احوال سنے اور انکا عذر قبول کرکے اسی جگہہ انکو رخصت دی اور حکم فرمائے کہ اسی وقت
روانہ ہوئے اور اپنے لشکر میں جاکے پہنچتے ہی تیاری کرکے یمامہ کے طرف جاوے وہاں عکرمہ بن ابوجہل مسیلمہ کذاب
کے جنگ پر مستعد ہیں انکے ساتھ ملکے اس ملعون سے جنگ کرے خالد حکم کے موافق اسیوقت روانہ ہوئے۔ باہر عمر فاروق
جو دروازے پر بیٹھے تھے خالد کو خوشحال دیکھ کے کہے کہ انکا عذر صدیق اکبر کے حضور میں مقبول ہوا ہے پھر صدیق

حکم کئے کہ مالک بن نویرہ کا خون بہا بیت المال سے دین اور اسکی قوم کے سب اسباب بہی مالک کے بہائی ضمیم کو پہنچا وے

روانہ ہونا خالد کا یمامہ کے طرف اور مارا جانا مُسیلمہ کذاب کا

جب خالد ابوبکر صدیق کے حکم پر مدینے سے نکلے جلد قطع منازل کر کے اپنے لشکر مین داخل ہوے اور جلد تر سفر اور جنگ کا اسباب مہیا کر کے یمامہ کے طرف روانہ ہوے - اور گروہ انصار کی زمام اختیار ثابت بن قیس کے ہاتھ دئے - اور حکم کئے کہ سب مہاجر و انصار ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے اور زید بن الخطاب کی صواب دید سے تجاوز نہ کرین اور اسی سفر مین خالد نے دیکھا کہ سوارون کی ایک جماعت گھوڑون سے اتر کے انکے باگین اپنے ہاتھون مین لے کے سوتی ہے - ایک شخص نے جو یمامہ کے سردارون سے ایک سردار کو قتل کر کے فرار ہوا تھا سو وہ سوارون نے اس کو ڈہونڈہنے کے لئے نکلے تھے خالد کے لشکری انکو بیدار کر کے پوچھے کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو وے اپنا قصد بیان کئے تب انکو خالد کے پاس لے آئے خالد انکا اعتقاد دریافت کئے تو وے لگ اہون نے جواب دیا کہ تمہارے لیے ایک پیغمبر اور ہمارے لیے ایک پیغمبر ہے - خالد یہہ سنتے ہی انکے قتل کا حکم کئے جب سبکو قتل کر چکے ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارت یہہ ہر دو مسیلمہ کذاب کے ارکان دولت اور یمامہ کے سردارون سے تھے سو ساریہ نے کہنے لگا کہ اے خالد اگر تم چاہتے ہو کہ یہہ مملکت تمہارے ہاتھ آوے تو مجاعہ کے خون سے درگذرو تب اسکی وصیت کے موافق خالد اُن سب کو قتل کروائے اور مجاعہ کو نگاہ بانی مین رکھے پہر خالد یمامہ کے قریون سے ایاضؔ جو ایک قریہ تھا اسکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائے تا غور و تامل سے جنگ و جدال پر قیام کرین کیونکہ ان دنون رجال بن افواہ کی جہوٹی گواہی سے مسیلمہ کذاب کا کاروبار بہت قوی ہوا تھا اور چالیس ہزار مرد جنگی کے قریب اسکے پاس جمع آئے تھے رجال کی جہوٹی گواہی کا قصہ یہہ ہے کہ اس نے حضرت کے زمانے مین داخل مدینہ ہو کے حضرت پر ایمان لایا اور سورۃ البقرہ سیکہا پہر جب یمامے کی طرف گیا دین اسلام سے پہر جا کے مسیلمہ کذاب کے ساتھ شریک ہوا اور اسی ملعون کے اغوے سے یمامہ والون کے مجلس مین جہوٹی گواہی دی کہ مین نے حضرت سے سنا ہون کہ مسیلمہ کذاب میری پیغمبری مین شریک ہے - اس ملعون کی جہوٹی گواہی سے بنی حنیفہ کے لوگ اسکو پیغمبری کے دعوے مین سچا جانتے تھے غرض مسیلمہ کذاب نے جب خالد کی خبر سنا اپنے لشکر کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا - خالد زید بن الخطاب کو اپنے لشکر کے میمنہ پر اور زید بن الحارث کو میسرہ پر مقرر کر کے جنگ شروع کئے مخالفون سے پہلے جو مارا گیا وہی رجال تھا جو جہوٹی گواہی دی تھی زید بن الخطاب کی تلوار سے داخل سقر ہوا - اور خالد اپنے لشکر سے باہر آ کے جنگ کے میدان مین شجاعت کی داد دیتے اور ایک رجز پڑھتے تھے اپنی شمشیر یمانی سے آتش فنا کی کر رہے تھے بہت سے کافرون کو قتل کر کے اپنے جہنڈے کے نیچے آ کر کہڑے رہے ان کے بعد عمار بن یاسر نے میدان مین آئے اور ایک رجز پڑھتے ہوے حملہ شیر کر رہے تھے دشمنون کی ایک جماعت کو قتل

کرکے دوزخ کے طرف بہیجا ایسے مین ایک شقی نے انپر ایک شمشیر کا ایسا ضرب کیا کہ انکے سر کا پوست کٹ کے کندہے تک لٹک رہا تھا عمار باوجود ایسے زخم کے اُس ملعون کو مار کے زمین پر گرائے پہر اپنی جگہہ پر لوٹ آئے پہر حارث بن الہشام مخزومی بعضون کو قتل اور بعضون کو زخمی کرکے اپنی جگہہ مین آکر کھڑے رہے - کہتے ہین کہ زید بن الخطاب مخالفون کے پانچ مشہور سپاہون کو قتل کرکے گہوڑے سے زمین پر گرا دئے آخران کو ایک زخم ایسا لگا کہ اُس سے شہادت پاکے جنت کے طرف روانہ ہوے اور سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے اور اُس روز علم برداری کی خدمت انھین پر مقرر تھی وہ بھی شہادت پائی - بالجملہ مسلمانون سے تین سو شخص کے قریب شربت شہادت نوش کئے کہتے ہین کہ ابتدای ظہور اسلام سے اسوقت تک مسلمانون مین ایسا واقعہ روندیا تھا - جب لشکر خالد کے بڑے بڑے بہادر شہادت پاگئے ان کے لشکر مین ضعف آیا دشمنون نے غنیمت جان کے خالد کے خیمہ پر آگرے اور تلوارون سے اسکو پارہ پارہ کرکے اندر گئے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اسکی عورت ام تمیم کو خالد جو اپنے نکاح مین لائے تھے اور وہ عورت اُس خیمے مین حاضر تھی چاہے کہ اسکو قتل کرین - مجاعہ جو اس خیمہ مین مقید تہا سو مخالفون کو اسکے قتل سے منع کیا اور کہنے لگا کہ اس عورت سے مین نے سوا مرحمت و شفقت کے امر دیگر نہین دیکہا ہون - اس اثنا مین خالد نے شمشیر انتقام اپنے نیام سے کہینچ کے ان کافرون کی جماعت کو قتل کر ڈالے - غرض شام تک جنگ و جدال بحال رہا - اور ہر دو فریق بہی شبخون کے اندیشہ سے گہوڑون کی باگ ہاتہہ سے نچہوڑے اور اس شب مین خواب نہ کئے علی الصباح جب اقلیم چہارم کا بادشاہ خنجر زرنگار لیا ہوا افق شرقی سے طلوع کرکے ولایت نیمروز کی تسخیر کے لئے جہنڈا کہڑا کیا - یعنے جب آفتاب طلوع ہوا مخالفون کے لشکر سے پہلے جو میدان مین آیا مسیلمہ کذاب کا صاحب رای محکم بن طفیل تھا لشکر اسلام کے مقابلے مین آکے ایک رجز پڑہا اسمین مسیلمہ کذاب اور اوسکے خواص کی تعریف و توصیف تھی - تب ثابت بن قیس انصاری نے جو شیوۂ دلاوری مین بے نظیر تھے اپنا گھوڑا میدان مین کدائے اور بہت حملے کرکے محکم کی کمر پر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اسکا کام تمام ہوا اور اسکے قتل کے بعد معرکے مین چپ و راست اپنا گھوڑا دوڑاتے تھے اور دشمنون کو قتل کرتے تھے بہتون کو قتل کرکے آپ بھی شہادت پائے - اُنکے بعد جناب بن ثابت بن العوام جو زبیر کے برادر تھے میدان مین آئے اور بہت سے دشمنون کو قتل کرکے آپ بہی شہادت پائے - پہر براء بن عازب نے لشکر سے باہر آکے کفار پر حملے کرکے بہتون کو تہ تیغ کئے - جوانمردی کی داد دے سکے پہر اپنی جائے پر آکے کہڑے رہے دشمنون نے یہہ حال دیکہہ کے بہت فکرمند ہوے اور سب کے سب اکبارگی حملہ کرکے لشکر اسلام پر گرے - تب خالد کے لشکر مین ایک تزلزل آیا خالد نے ایک نعرہ کیا کہ اے مسلمانو خدا سے ڈرو عاقبت کا اندیشہ رکھو اور ملت محمدی رکہتے ہو تو اپنی جا سے نچہوڑو - جب اہل اسلام خالد کی آواز سنے اپنے دین و دنیا کی بہتری

اس مین جان کے پہر آگے بڑہے اور کافرون پر ایسے کچہہ حملے کئے کہ انکے لشکر مین تزلزل آگیا۔ القصہ اس روز ایسا
جنگ ہوا کہ ہر دو لشکر بیس بار سے زیادہ اپنی جگہہ چہوڑ کے پہر اپنے مقام مین قایم ہوے پہر اللہ تعالی لشکر اسلام کی تائید
کی مجاہدون نے جنگ و جہاد مین اس روز ایسی ادی کہ کافرون کا لشکر تاب نہ لا کے ایک باغ مین جسکو حدیقۃ الرحمان
کہتے تہے پناہ لئے اور اس باغ کا دروازہ بند کر دئے جب باغ کے اندر جانا مشکل ہوا براء بن مالک نے کہا اے گروہ مسلمین مجھکو
اٹہا کے دیوار پر سے باغ کے اندر ڈالدو شاید دروازہ کہلنے کا سبب ہو۔ سو انکو حصار پر سے پہینک دئے کافرون کی
ایک جماعت جو دروازہ کے پاس تہی براء نے انکو قتل کر کے دروازہ کہولدئے جب اسکا دروازہ کہل گیا اور لشکر اسلام
اس باغ مین داخل ہوا پہر جنگ شروع کئے اور ایسا سخت جنگ ہوا کہ دشمنون سے دس ہزار آدمی کے قریب مارے گئے محکم بن
طفیل بہی انہین مین مارا گیا اور مسیلمہ کذاب بہی اسی باغ مین وحشی کی تیغ سے مقتول ہو کے جہنم کی طرف اپنا منہہ کالا کیا اسیواسطے
وہ باغ حدیقۃ الموت سے موسوم ہوا یہہ وحشی وہی ہے جو حضرت کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جسکے ہاتہہ سے شہید ہوے وحشی
کے ایمان لانیکا بیان یہہ فقیر جنان السیر مین مفصل لایا ہے جو چاہین اسمین دیکہہ لین۔ غرض وحشی سے منقول ہے کہ حمزہ رضی اللہ
عنہ کی شہادت کے بعد مین نے مدینہ کو آکے حضرت کے ملازمت سے مشرف ہوا اور ایمان لایا ہر چند حضرت میرے تقصیرین بخشدئے لاکن
میری ملاقات کو مکروہ رکہتے تہے کیونکہ مجہے دیکہنے سے حضرت کو حمزہ رضی اللہ عنہ یاد آتے تہے اسواسطے مین حضرت کے
حضور مین نہین آتا بلکہ پیچہے رہا کرتا تہا جب حضرت کا وفات ہوا اور لشکر اسلام یمامہ کے طرف توجہ لایا مینے وہی حربہ کہ جس کو حمزہ
رضی اللہ عنہ کے اوپر پہینکا تہا لیا ہوا اس لشکر کے ساتہہ نکلا جب کافرون نے حدیقۃ الموت مین پناہ لئے اور مسلمانون نے انسے
جنگ کرنے لگے مین بہی اس جنگ مین حاضر تہا ناگاہ کیا دیکہتا ہون کہ مسیلمہ کذاب نے شمشیر کہینچا ہوا کہڑا ہے اور
لوگون کو جنگ پر تحریص کر رہا ہے تب جیسے ہی نظر اس ملعون پر پڑی۔ اور وہ مجہے بہی دیکہا مینے اسکا قصد کر کے چلدیا ایسے مین
عمارہ انصاری کے چچیرے بہائی نے دوسری طرف سے اس ملعون پر آئے مین نے اپنے حربہ کو اس ملعون پر پہینکا سو اسکے
سینے سے پار ہوگئی اور ادہر سے عمارہ کے چچیرے بہائی بہی تیغ چلائی اللہ تعالی جانے کہ وہ ملعون میرے ضرب سے
مارا گیا یا انکے ضرب سے۔ لاکن حمارٹی پر ایک عورت کہڑی تہی سو پکار کے کہنے لگی کہ مسیلمہ کذاب کو ایک سیاہ غلام نے
مار ڈالا + اور وحشی کا یہہ قول مشہور ہے کہ مینے اپنی جاہلیت مین خیر الناس کو قتل کیا تہا اور اسلام مین شر الناس کو
مار ڈالا الحمد للہ علی ذلک۔ جمہور مورخین نے کہا ہے کہ اس روز کافرون سے ستر ہزار شخص باغ کے اندر اور ستر ہزار
شخص باہر مارے جا کے پڑے تہے۔ کہتے ہین کہ جب مسیلمہ کذاب نے مارا گیا بنی حنیفہ کے لوگ اس باغ کے دیوار کو روزن
ڈال کے بہاگ گئے اور مسلمانون سے اس جنگ مین ایک روایت سے تین سو چالیس شخص دوسری روایت سے ایکہزار دو سو جوان کم

مہاجر و انصار سے شہادت پائے اور انہین اکثر قران مجید کے حافظون اور قاریون سے تھے اسی سبب سے جب ابوبکر صدیق نے یہ واقعہ سنے انکو بڑا اندیشہ ہوا کہ کہین لوگون کے خاطر سے کلام ربانی اور آیات فرقانی محو نہو جاوے پس قران مجید کے جمع و ترتیب کا حکم فرمائے - القصہ جب خالد کو یقین ہوا کہ مسیلمہ کذاب مارا گیا چاہیے کہ اسکی نعش ناپاک تب مجاعہ کو اپنے ساتھ لیکے مقتولون مین گشت کرنے لگے ایسے مین ایک نعش نظر آئی کہ وہ خوش رو اور عظیم الجسہ تھا خالد مجاعہ سے پوچھے کہ کیا تمھارا صاحب یہی ہے اس نے کہا نہین لاکن یہہ شخص ہمارے صاحب سے ہزار مرتبہ بہتر تھا یہہ محکم بن طفیل ہے - پھر ایک نعش پر گذرے کہ وہ زرد چہرہ اور لاغر اندام تھا مجاعہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب یہی ہے کہ نہ اپنی بھلائی کی نہ ہماری - خالد نے کہا کہ افسوس ہے تمہارے پر کہ ایسے بدشکل اور بدکار کے سبب سے دولت اسلام اپنے ہاتھ سے دیکے دنیا اور اپنی دنیا و آخرت کو برباد کئے ہو - **نقل** ہے کہ جب اس جنگ سے فراغت حاصل ہوی اور یمامہ کا ملک ہاتھ آیا خالد نے مجاعہ کے دختر کو اپنے نکاح مین لائے اور اسی جنگ مین ایک کنیز جو ہاتھ آئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصہ مین آئی کہ جسکو حنفیہ کہتے ہین انہین کے شکم سے ایک فرزند ارجمند تولد پایا حضرت علی نے انکا نام محمد رکھے جو محمد بن حنفیہ سے مشہور ہین اور وہ لقاء تابعین مین داخل ہین رضی اللہ تعالی عنہم۔ **بحرین کے مرتدون کا احوال** روضة الاحباب مین لائے ہین کہ حضرت نے اپنے صحابہ سے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے طرف منذر بن ساوی کے پاس بھیجے تھے منذر نے سب بحرین کے لوگون کے ساتھ ایمان سے مشرف ہوا اور علاء بن الحضرمی نے حضرت حضور فیض گنجور مین حاضر ہوکے ان کے ایمان لانے سے خبر دی ہجرت کے دسوین سال جب حضرت نے زکواۃ اور صدقات وصول کرنیکے واسطے ہر طرف قبیلون پر عاملون کو روانہ کئے علاء بن الحضرمی کو بحرین کے طرف بھیجے تھے انہون نے بحرین مین ہی تھے حضرت نے مدینہ منورہ مین وفات کئے اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین منذر بھی فوت ہوا اور بحرین کے لوگ اور ربیعہ کے قبیلے والے سب کے سب مرتد ہو گئے اور اس واہی شبہے مین پڑے کہ حضرت پیغمبر رہتے تو رحلت نہ کئے ہوتے - اس آیت سے ان کو غفلت ہوگئی تھی -

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

علاء بن الحضرمی صدیق اکبر کے خدمت مین حاضر ہوکے یہہ احوال ظاہر کئے - کہتے ہین کہ عبد القیس حضرت کے زمانہ مین مدینہ کو آکے یہان سے مشرف ہوا اور قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھا تھا سو اپنی قوم کو جمع کرکے نصیحت کی اور انکو جو شبہہ ہوا تھا قوی دلیلون سے اسکو دور کیا اسکی قوم والون نے پھر توبہ کرکے مسلمان ہوگئے بنی بکر کی قوم جو بحرین مین تھی دنیا وی معاملات مین عبد القیس کے لوگون کے ساتھ مخالفت رکھتی تھی وہ وہ اپنی مرتدی سے نہ پھری اور عبد القیس کے قوم کے ساتھ انکی عداوت اور زیادہ ہوی دنیا کی عداوت کے ساتھ دین کی عداوت بھی منضم ہوگئی - تب بنی بکر کے لوگ کسری کے پاس جاکے

اس سے مدد طلب کئے اسکے طرف سے ایک لشکر لے آکے جنگ پر مستعد ہوے عبد القیس بھی اپنی قوم کو فراہم کیا اور
جنگ کا اسباب مہیا کر کے انکا مقابلہ کیا - ہر دو فریق مین جنگ عظیم واقع ہوا - پہلے لشکر کفار کو شکست ہوی پھر جب انکے
غلبہ کی صورت پای گئی - تب لشکر اسلام ایک قلعہ مین داخل ہو کے اسکا دروازہ بند کر دئے اور کفار ایکمدت دراز اسپر محاصرہ
کئے - جب قلعے مین کھانے پینے کے چیزین نہین ملتے ہتین اہل اسلام بہت ہی تنگ آے - تب اُنسنے ایک شخص نے یہ تنگی و
تصدیع ایک شعر مین ظاہر کر کے صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کیا - صدیق نے ایک فوج علا ابن الحضرمی کے ساتھہ وسکے
بنی بکر کے جنگ پر روانہ کئے - اور فرمائے کہ راہ مین مسلمانون کے جن قبیلون پر تمہارا گذر ہو ویگا ان کو بھی اس جنگ کی تحریص
دو وے قبول کرین تو ان کو اپنے ہمراہ لیجاو - پس علا حضرمی جب اپنی فوج کو ہمراہ لے کے مدینہ سے نکلے راہ مین ثمامہ بن
آثال حنفی اور قیس بن عاصم منقری اُنسے ملے اور یہہ ہر دو شخص اپنے قبیلون کو ہمراہ لے کے علا حضرمی کے ساتھہ چلدئے
کہتے ہین کہ ایک شب ایک ریگستان مین نزول کئے ہنوز آرام نہین پائے اور خیمے نہین استادہ کئے انکا سب سامان اونٹون
پر ہی تھا کہ یک بیک سب اونٹ مع اسباب نکل گئے - وہ سخت اندہیری شب تہی سب مجاہدون نے اونٹون کے ڈہونڈنے
مین بری تصدیع اٹھائے اور بہت جستجو کئے پر کہین اونٹون کا سراغ نپائے آخر تہک جاکے بے امید ہو گئے - اس
بیابان مین جب انکا اسباب اور توشہ اونٹون پر رہگیا اور اس بیابان مین کہین پانی کا نام و نشان بھی نہین تہا اور وہ
زمین ریگستان کی ہونے سے منزل بہی طے نہین ہوتی تہی سب کے سب اپنے جینے سے مایوس ہو گئے ایسا درد و الم انپر وارد
ہوا کہ سواے خدا تعالے کے کوئی نہین جانتا ہے پس سب کے سب اپنی زندگی سے بے امید ہو کے روتے ہوے ایک دوسرے کو وداع
کرنے لگے علا حضرمی جو صحابہ مین بڑے جلیل القدر اور عالم و عابد و مستجاب الدعوات تہے اور انکی ہمت بلند تہی اور انکا صدق و توکل
کامل تہا سبکی دلداری کرنے لگے اور تسلی دئے کہ تم اہل اسلام ہو محض اللہ تعالے کی رضامندی حاصل کرنے اور دین
کے دشمنون سے جہاد کرنیکے لئے نکلے ہو سو تم انصار اللہ ہین پس اسکے لطف و رحمت سے امیدوار ہو یقین ہے کہ تمکو ہلاک نکریگا
ان باتون سے سب مجاہدین کو تسکین حاصل ہوی - بہرصورت وہ شب اسی بیابان مین گذارے جب صبح کی نماز سے فارغ ہوے
علا حضرمی نے دعا کے لئے ہاتہ اٹہائے اور بہت تضرع اور عجز و نیاز سے بارگاہ الٓہی مین دعا کرنے لگے اور سب مجاہدین بھی
نہایت آہ و زاری سے آمین آمین کہتے تہے اللہ تعالی نے انکی دعا قبول فرمایا یک بیک اس بیابان مین ایک پانی کا
چشمہ پیدا کیا اسکا پانی بہت شیرین اور صاف تہا پس سب کے سب اس کے پاس گئے شکر الٓہی بجا لائے اور وہ پانی پئے
اور وضو و غسل کئے ابہی آفتاب بلند نہوا تہا کہ انکے اونٹ بہی اسی بیابان مین نظر آنے لگے سب اہل لشکر بہت خوش
ہو کے ان اونٹون کے پاس گئے اور اپنے اونٹ کو پکڑ لے کے اور انکو پانی سے سیراب کر کے آگے کوچ کئے -

کہتے ہین کہ صدیق اکبر نے ابوہریرہ کو بھی اس فوج کے ساتھہ روانہ کئے تھے سو ابوہریرہ نے منجاب بن راشد کو اپنے ساتھہ
لیکے اس چشمے پر جا پہنچے دیکھتے کیا ہین کہ اس چشمے مین پانی کا ایک قطرہ بھی نہین ہے۔ منجاب نے ابوہریرہ سے کہنے لگا
کہ مین بارہا اس راہ سے گذرا ہون کبھی اس چشمے مین ایک مشک بھر پانی بھی نہین دیکھا ہون۔ ابوہریرہ نے کہے کہ ہان
تو راست کہتا ہے واللہ یہہ وہی جگہہ ہے جو ہم نے بھی اسکا پانی نوش کئے اور اونٹون کو پلائے تھے۔ میرا مقصود بھی یہی
تھا کہ تک تجہے معلوم کرواؤن کہ یہہ پانی جو اللہ تعالی نے ہم کو اس بیابان مین دیا اس من و سلوی کی مانند ہے جو موسی علیہ السلام
کی قوم پر نازل فرمایا پس ہر دو شکر الہی بجالائے پھر وہان سے جلد روانہ ہو کے اپنے لشکر مین جا ملے۔ غرض جب یہہ لشکر
اس قلعے کے نزدیک جا پہنچا کہ جس مین عبد القیس کا لشکر محصور تھا علاء حضرمی ایک قاصد کو انکے پاس روانہ کئے وہ قلعے
والے مجاہدون نے اس خبر کے سننے سے نہایت خوش ہوے اور شکر الہی بجالائے علاء حضرمی کی خدمت مین یہہ پیام بھیجے
کہ دشمنون کی کثرت حد سے گذر گئی ہے چاہئے کہ تم ان پر شبخون کرین اور ہمکو اس قلعے سے چھڑالین تب ہم بھی تمہارے
ساتھہ شریک ہو کے کافرونکی خونریزی کرین گے علاء حضرمی کو یہہ رائے پسند آئی سو انہون نے اپنے طرف سے ایک جاسوس
کافرون کے لشکر کے طرف روانہ کیا تا انکی خبر رکھے اور قابو ڈہونڈھتا رہے جب انکو غافل پاوے لشکر اسلام کو جلد آ
اس بات سے واقف کر دیوے سو وہ جاسوس نے جا کے قابو ڈہونڈھ رہا تھا ایک شب ان کافرون کو غافل پایا جلد آ کے لشکر
اسلام مین خبر دی تب علاء حضرمی کا لشکر انپر شبخون کر کے بہت ہی جنگ کیا بہت سے کفار مارے گئے اور بعضے مقید ہوے
اور بعضے بھاگ گئے اور انکا بہت سا مال و متاع مسلمانون کے ہاتھہ آیا پس علاء حضرمی نے قلعے والے مجاہدون سے ملاقات
کر کے انکو بہت کچھہ تسلی اور دلداری دی۔ اور کہے کہ تم پر کافرون نے ایکمدت دراز جو محاصرہ کئے تھے اور تم نے جو رنج و تصدیع
اٹھائے ہو اس سبب مین امیدوار رہو کہ اللہ تعالی تم کو بڑا اجر و ثواب عطا فرماویگا اور یہہ تمہارا جہاد دین کے دشمنون کے
جو واقع ہوا ابد را اور احد اور احزاب و حنین سا جنگ کا حکم رکھتا ہے القصہ اسی سرزمین مین ایک جزیرہ تھا کہ مرتدون
کی ایک گروہ جو عبد القیس کے دشمنون سے تھے اسکو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرائے تھے عبد القیس کے لشکر والون نے جب ان کی
خبر دئے انکے ساتھہ بھی جنگ کرنیکا ارادہ کر کے یہہ ہر دو لشکر آگے روانہ ہوے چند منزلین قطع کئے تو ایک دریا ملا
اس دریا سے جزیرے تک کشتی کی سواری سے ایکرات دن کی مسافت تھی بغیر کشتی کے اس دریا سے پار ہونا ممکن نہین تھا اور وہ
جزیرے والون نے علاء حضرمی کی فوج کی خبر سنکر دریا سے کشتیان نکال دئے تھے جب لب دریا پر پہنچے اہلین کشتیان
نرہنے سے بہت ملول اور رنجدہ ہو گئے علاء حضرمی نے انکو تسلی دی اور اس ریگستان مین اللہ تعالی کا جو فضل ہوا تھا انکو
یاد دلوا کے اور کہے کہ اللہ تعالی نے اس بیابان مین وہ پانی جو تم کو کرامت فرمایا تم جانتے کہ وہ اسیواسطے تھا کہ تا

اس سے اعتبار لین اور اسیکے فضل پر تکیہ کر کے اس دریا سے بھی پار ہو جاوین سو اب بھی وہی فضل باقی و تائید آسمانی
کے امیدوار رہو کہ وہ قادر متعال جلشانہ تم کو بغیر کشتیون کے اس دریا سے پار کر دیوےگا - علا حضرمی سے جب یہہ بات سنی
ہر دو لشکر کے مجاہدین ہی قبول کئے اپنے اونٹون اور گھوڑون کو اس دریامین اتارے - علا حضرمی نے پھر عجز و نیاز کے ساتھ
دعا آغاز کئے اور سب قوم کو بھی وہی دعا کرنے کا حکم کئے وہ دعا یہی تھی - یا رحمن و یا رحیم یا کریم یا احد یا صمد یا محیی

یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ربنا انا عبیدک فی سبیلک اجعل لنا السبیل الیھم -

یہہ دعا کرتے ہوے اس دریا سے پار ہو گئے اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس پانی کو یہان تک کم کر دیا کہ اونکے جانورون
کے زانون تک نہ پہنچا تھا - کشتی کی سواری سے جو ایک رات دن کی راہ تھی اللہ تعالی نے تھوڑے وقت مین انکو پار کر دیا پھر
جب اس جزیرے پر جا پہنچے ان مرتدون اور کافرون کے ساتھہ ایسا جنگ ہوا کہ سب کے سب تہ تیغ ہو گئے جو حد بلوغ کو پہنچا
تھا اسکو نچھوڑے اور انکی عورتین مسلمانون کی غنیمت مین آئین اور اس قدر انکا مال و متاع ہاتھہ آیا کہ جب تقسیم کئے ہر ایک سوار
کو چھہ ہزار درہم اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے پھر سالم و غانم اسی رستے سے رجعت کئے اور اسکے آگے اس قلعے پر جو جنگ ہوا
تھا اسمین بنو بکر کے بعضے لوگ اور کسری کا لشکر جو انکے مدد کیلیئے آیا تھا اس کے بعضے لوگ جو بھاگ گئے تھے سو روم کے قلعے مین جا کے
پناہ لئے تھے - علا حضرمی نے عبد القیس کی فوج کو ہمراہ لیکے پھر اس قلعے پر جا پہنچا اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو فتح دیا لشکر عجم اور بنو بکر کی قوم سے
اکثر لوگ مارے گئے اور بعضے پہاڑون کے طرف بھاگے اور عجم والون سے بعضے بھاگ کے کسری کے پاس جا پہنچے اور اسکو
اس قصے سے خبر دئے - اور منذر بن نعمان جو بحرین کے سردارون سے تھا اور مرتد ہو کے کسری کے پاس جا کر مدد طلب
کرنے سے کسری نے لشکر عجم پر اسیکو حاکم بنا کے بھیجا تھا سو منذر نے اپنے کام سے بہت پشیمان ہوا اور مرتدی سے توبہ کر کے
پھر مسلمان ہو گیا - اور منقول ہے کہ اس سفر مین ہجر کا ایک راہب بھی مسلمان ہوا اسکے اسلام لانیکا سبب پوچھے تو
کہا کہ مین نے تین چیزین دیکھی پھر خوف کھایا کہ ایمان نہ لاؤن تو اللہ تعالی مجھے مسخ کر دیگا - پہلی یہہ کہ اس بیابان مین
پانی کا نام و نشان نہین تھا اللہ تعالی نے لشکر اسلام کو غیب سے پانی عطا فرمایا - دوسری مسلمانون کی لشکر کو دریا سے
بے کشتی کے پار کر دیا - تیسری یہہ کہ ایک روز صبح کے وقت مین نے ہوا مین یہہ آواز سنی کہ کسی نے یہہ دعا کرتا ہے -

اللھم انت الرحمن الرحیم لا الہ غیرک والبدیع لیس قبلک شیء والدائم و
غیر الغافل الحی الذی لا یموت وخالق ما یری وما لا یری وکل یوم انت
فی شان علمت کل شیء بغیر تعلم - یہہ دعا سنتے ہی مین نے سمجھا کہ دعا کرنے والے فرشتے ہین اور لشکر کے تائید
کیلئے آئے ہین - ملائک جسکی تائید کرین بلاشک وہ حق پر ہو گے - عمان اور مہرہ کے مرتدون کا

جنگ - علماے سیر و تواریخ لائے ہیں کہ حضرت کے وفات کے بعد لقیط بن مالک نے دین اسلام سے مرتد ہوا اور ایک لشکر فراہم کر کے عمان پر تاخت کیا اور اُس ملک کو اپنے قبضۂ تصرف میں لیا اور عمان کے لوگ بھی مرتد ہو کے اسی کے تابع ہو گئے اسی واسطے جیفر اور راحد جو حضرت کے زمانہ میں عمرو بن العاص کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے اور اس ملک کی حکومت اُن ہی کو دیگئی تھی یہہ سردو عمان سے نکل جا کے پہاڑوں کے دامن میں پناہ لئے اور جیفر نے ایک قاصد کو صدیق کے حضور میں بھیجا - عمان اور مہرا اور یمن کے لوگ جو مرتد ہو گئے انکا سب احوال ظاہر کئے صدیق اکبر نے حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان پر اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر جانے کے لئے مقرر کر دئے - اور انکے آگے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لئے یمامہ کی طرف جو بھیجے تھے اس لعون پر فتح پانے کے بعد عکرمہ کی اقامت اسی سرزمین میں تھی سو ابوبکر صدیق نے عکرمہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکہا کہ عمان اور مہرہ اور یمن کے مرتدوں سے جنگ کرنیکے لئے ہم نے حذیفہ اور عرفجہ کو بھیجے ہیں سو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو کے ان کو دفع کرنے میں بڑی کوشش اور جوانمردی بجالاے - جب یہہ نامہ عکرمہ کو پہنچا انہوں نے خلیفہ کے حکم کے موافق ان سرداروں کے ساتھ شریک ہو کے ان مرتدوں کے ساتھ بڑی لڑائی کی عمان پر جو جنگ ہوا اسمین ہزار کافر مقتول ہوئے اللہ تعالیٰ کی تائید انپر فتح و ظفر پائے اور بڑی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہاں سے مہرہ کے طرف گئے اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح دیا الحمد للہ علی ذلک

قبیلہ کندہ اور حضرموت اور یمن کے مرتدوں کا جنگ - حضرت نے اواخر عمر شریف میں زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر اور عکاشہ بن امیہ کو سکاسک اور سکون پر اور مہاجر بن ابی امیہ کو کندہ اور صنعا اور یمن پر عامل بنا کے بھیجے تھے - اس ملک کے لوگ جب دوسرے قبیلے مرتد ہونے کی خبر سنے آپ بھی مرتد ہو گئے زیاد نے ایک لشکر اسلام جمع کر کے چاہا کہ انکو دفع کریں لاکن مرتدوں کی کثرت کے سبب سے مقابلہ نہیں ہو سکا - تب مدینہ کے طرف آ کے صدیق اکبر کی خدمت میں یہہ خبر سنا - تب جناب خلافت مآب اکابر مہاجر و انصار سے مشورت کر کے چالیس ہزار جنگی مردوں کو انکے ساتھ دیکے کندہ اور حضرموت اور یمن کی طرف روانہ کئے جب لشکر اسلام وہاں جا پہنچا ہر دو فریق میں جنگ ہونے لگا اہل اسلام کبھی شکست پاتے تھے کبھی فتح و ظفر - جب اسی میں ایک مدت دراز منقضی ہوئی ابوبکر صدیق کے حکم سے عکرمہ بن ابی جہل اور مہاجر بن امیہ زیاد کی مدد پر یلغار آ پہنچے جب بہت سے جنگ ہوئے زیاد ان پر غالب آئے - اور مجاہدین اسلام اشعث بن کندی کو جو اس قبیلے کے سرداروں سے تھا حیرہ کے قلعے میں محاصرہ کئے اور اسیر بھی ایام دراز گذرے آخر صلح اسبات پر ٹھہری کہ ان سے دس شخص کو امان دیویں - زیاد نے راضی ہو کے قلعے کا دروازہ کھولے اور ان دس شخص کو جو معین کئے تھے علیحدہ کر کے فرمائے کہ اقرار کے موافق دسے دس شخص کو میں امان دیا ہوں بچے اور دوسروں کو قتل کرونگا - اشعث یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم کو یہہ گمان

ہے کہ مین دوسرون کے واسطے امان لون - اور آپکو ہلاکت مین ڈالون یہہ بات کس طرح ہو سکے گی عقل اسبات
پر دلالت نہین کرتی ہے - اور بہت سے باتین چلے آخر یہہ بات ٹھہری کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو
حکم فرماوے قبول کرین - تب زیاد نے سات سو مرتدون کو جو اس قلعے مین محاصرہ کئے گئے تھے قتل کر دئے - اور انکے
اکابر سے ایک جماعت کو جو اشعث کے ساتھ قید و زنجیر کئے تھے مدینے کی طرف بھیجدئے - صدیق اکبر کی نظر اشعث پر پڑتے ہی
فرمائے الحمد للہ مجھے اللہ تعالٰی نے تجھپر دست یاب کیا - عمر فاروق نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ اشعث نے مرتد ہوکے بہت کچھ فساد
برپا کیا - حضرت نے فرمائے ہین - مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنے جسنے بدل گیا اپنے دین سے اسکو قتل کرو - اب
سزاوار یہہ ہے کہ اسکے قتل کا حکم کرین - تب اشعث کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون اور اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہون اور جو
ناشایستہ حرکات مجھ سے سرزد ہوے وہ مرتدی کا سبب نہین تھا بلکہ زیاد نے میری قوم کے ساتھ جو بے اتفاقی اور
زیادتی کی سو اسکے ننگ و عار کا سبب تھا اب اقرار کرتا ہون کہ مین نے برا کام کیا اور اس سے باز آکے توبہ و استغفار کیا - اور
شرط کرتا ہون کہ اہل اسلام میرے ملک مین جس اسیر کو پاوینگے اسکو چھوڑ دونگا اور اسکے بعد اسلام مین اچھے کام کرتا رہونگا
اگر خلیفہ پیغمبر مجھپر شفقت رکھے اور اپنی خواہر ام فروہ بنت ابی قحافہ کو میرے ساتھ نکاح کر دیوے مین نے شرط دامادی
اچھی طرح بجا لاؤنگا و داماد بندہ ہونگا - ابوبکر صدیق کے خدمت مین اسکی عذرخواہی مقبول ہوئی بحکم لَيْسَ مِنْ عَادَاتِ
الْكِرَامِ سُرْعَةُ الْاِنْتِقَامِ کے ایکساعت تامل کئے پھر جب آیۂ کریمہ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا کے عفو کئے اور فرمائے
کہ اشعث اور کندہ کے قبیلے کے سب اشراف و رعایہ کے بند کھولدین - پھر اپنی ہمشیرہ کو اشعث کے ساتھ نکاح کر دئے - کہتے
ہین کہ اشعث کو چند فرزند ام فروہ کے بطن سے پیدا ہوے وے یہہ ہین محمد و اسمٰعیل و اسحٰق و جعدہ - اس رشتۂ دامادی کے
جہت سے اشعث نے صدیق اکبر کے پاس بڑا اعتبار پایا اور مدینہ مین ہی مقیم ہوا - اور عمر فاروق کی خلافت مین شام کی طرف روانہ
ہوا واللہ اعلم - **حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وفات** اسی سال ہوی - بی بی کا مختصر احوال
یہہ ہے کہ حضرت نے جس سال مین نبوت پائے جناب خاتون جنت اسی سال مین پیدا ہوئین - یہہ قول ابو عمر کا ہے - لاکن محمد
ابن اسحق نے کہتا ہے کہ حضرت کی سب اولاد بعثت کے آگے ولادت پائے مگر ابراہیم بعثت کے بعد ہین - اور بی بی حضرت
کے سب دخترون سے چھوٹی تھین - اور حضرت کے سب اولاد امجاد آپکے حین حیات ہی رحلت کئے - ایک خاتون جنت ہی ہین
جو آپ کی وفات کے بعد زندہ تھین - ہجرت کے دوسرے سال حکم وحی سے حضرت نے بی بی کو مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ
نکاح کر دئے - اپکا مہر روپے کے چار سو درہم باندھے جسکے تخمینا ایکسو تیس روپیہ ہوتے ہین - اور حضرت نے بی بی کے جہیز
مین کتان سے دو نہالیان اور دو تکیہ کہ جس مین خرمے کا ریشہ بھرا ہوا تھا ایک کٹورا اور ایک چکی اور ایک مشک اور دو گھڑے

اور کچھ مٹی کے برتن دئے۔ اسوقت بی بی کی عمر پندرا برس اور پانچ مہینون کی تھی۔ اور حضرت علی کی عمر سے اکیس برس اور پانچ مہینے سے تھے۔ بی بی سنے حضرت کے بعد چھے مہینے زندہ رہین اور یہہ چھے مہینے بھی حضرت کی جدائی کے درد و غم اور بیماری کے رنج والم مین گذرے۔ رمضان کی تیسری منگل کی شب مین وفات پائین۔ اور بی بی نے حضرت علی کو وصیت کئی تھین کہ مجھے رات کے وقت دفن کیجئے تا نامحرم کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے۔ حضرت علی نے بی بی کی وصیت کے موافق رات مین ہی آپکے جنازے پر نماز ادا کئے۔ ایک روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز پڑھے۔ پھر بقیع مین دفن کئے اسوقت بی بی کی عمر ستائیس سال کی تھی بی بی کے مناقب وفضائل حیطہ تحریر سے زیادہ ہین۔ اور بی بی کے فضیلتین صحیح حدیثون سے ثابت ہین از انجملہ فرماتے ہین کہ جنت کے سب بی بیون کے سیدہ فاطمہ زہرا ہے۔ اور فرماتے ہین کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے پس حضرت کے جگر پارے پر کسی کو بھی فضیلت نہین ایسا ہی کہا ہے امام مالک نے۔ اور جناب خاتون جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان امام حسنؑ و امام حسین و محسن و بی بی زینب و بی بی ام کلثوم یہہ فقیر ان کا مذکور پر نور روضۃ الابرار اور شرح سر الشہادتین مین لایا ہے صلواۃ اللہ وسلامہ علی جدہم وعلیہم الی یوم الدین۔ **ام ایمن کی رحلت** اسی سال ہوی۔ ام ایمن کا نام برکۃ ہے ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلیمہ بن عمرو بن نعمان کی بیٹی تھی۔ اور وہ حضرت کے والد کی کنیز تھی حضرت کے بچپن مین انکی خدمت گذاری سے وہی سعادت پائی۔ حضرت نے ان کو آزاد کرکے عبید کے ساتھ نکاح کردئے انسے ایمن پیدا ہوا اسکے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کردئے۔ زید حضرت کے متبنی فرزند تھے انسے اسامہ پیدا ہوے۔ ام ایمن حبش کے ہجرت و ہجرت کے بعد مدینہ کی بھی ہجرت کیئن۔ اور وہ بی بی بڑی صالحہ تھین حضرت انکی ملاقات کے لئے انکے گھر تشریف لیجاتے اور فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد وہی میری والدہ ہے حضرت کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتے تھے وہ بی بی نے حضرت کی وفات کے پانچ یا چھے مہینے بعد رحلت کیئن۔ اور اسی سال عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی رحلت ہوئی وہ قدیم الاسلام تھے طائف کے جنگ مین حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اور ابو محجن ثقفی نے ان کو تیر سے زخمی کیا زخم تو درست ہوا لاکن اسی سے لاغر ہوکے بیماریان کھینچتے شوال مین انتقال کئے رضی اللہ تعالی عنہم۔ **علی مرتضی کا بیعت کرنا ابوبکر صدیق کے ہاتھہ پر** یہہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ جب تک جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھین اور حضرت کی جدائی مین نہایت مغموم اور رنجور تھین انکی دلجوئی اور تیمارداری مین جناب مرتضی علی کو بیعت کرنے کا اتفاق نہ ہوا جب بی بی کی رحلت ہوی صدیق اکبر کے پاس یہہ پیام بھیجے کہ کل کے دن واحدا پنے گھر تشریف لادین۔ صدیق اکبر قبول کئے دوسرے روز علی مرتضی کے مکان پر تشریف لے گئے جب ہر دو کی ملاقات ہوئی جناب امیر نے اول اللہ تعالی کی حمد وثنا

ادا کی پھر حضرت پر درود وسلام بھیجے اسکے بعد ابوبکر صدیق کے فضیلتین بیان کر کے بیعت مین جو اس قدر تاخیر ہوی
اسکی عذر خواہی کی - اور فرمانے لگے کہ مین نے جو آپسے بیعت نہین کیا یہہ کچھہ حسد کا سبب نہین تھا بلکہ آپسے یہہ گلہ ہے کہ
آپنے ہمسے رائے نہ لیا اور اس باب مین مشورت نہ کی حالانکہ ہم کو حضرت کی قرابت کی جہت سے اس باب مین دخل عظیم و استحقاق
فخیم تھا - ایسے ہی صلح آمیز اور محبت انگیز باتین زبان پر لاتے اور حضرت کو یاد کرتے تھے - صدیق اکبر کو بڑی رقت ہوی
انکے آنکھونسے پانی جاری ہوا تب حضرت علی سے معذرت کرنے لگے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے دست قدرت مین
میری جان ہے حضرت کی آل کے ساتھہ نیکی کرنی اور محبت رکھنی میرے خویش و اقارب کے ساتھہ نیکی کرنے سے زیادہ
دوست رکھتا ہون - پھر باغ فدک کے باب مین جناب خاتون جنت کے ساتھہ جو معاملہ رو دیا تھا اور سقیفہ بنی ساعدہ
مین جو مہاجر و انصار جمع آئے تھے اور خلافت کے باب مین جو انکے درمیان نزع آیا تھا سو انسے جلد بیعت لینے مین جو
مصلحت مندرج تھی اور آپکو جناب امیر سے مشورت لینے کی جو فرصت نہ ملی ابوبکر صدیق نے ان سب باتون کی معذرت
کئے - جناب امیر بھی انکا عذر قبول کر کے فرمائے کہ جب نماز ظہر کے لئے مین مسجد کو آونگا نماز کے بعد آپسے بیعت کرونگا
تب صدیق اکبر رخصت لے کے اپنے گھر آئے - جب سب صحابہ ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی مین حاضر ہوے صدیق
اکبر نماز کے بعد منبر پر چڑھے اول اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کئے اور حضرت پر درود وسلام بھیجے پھر جناب امیر کے شرف اور
فضیلتین بیان کر کے بیعت مین جو انسے اس قدر تاخیر ہوی اسباب مین انکا عذر صحیح ظاہر کئے اور منبر سے اتر گئے - پھر جناب
امیر نے منبر پر سوار ہوے ایک خطبہ جو حمد و ثناء الٰہی اور تشہد و درود حضرت رسالت پناہی کے ساتھہ مشتمل تھا کمال فصاحت کے
ساتھہ پڑھا پھر ابوبکر صدیق کی فضیلتین اور اپنا عذر جو بیعت مین تاخیر ہوی جیسا صدیق اکبر بیان کئے تھے آپ بھی ویسا ہی
فرمائے - پھر صدیق اکبر کے ہاتھہ پر بیعت کئے سب صحابہ نہایت خوش ہو کے جناب امیر کی تحسین کرنے لگے اور دعا کئے اور
بعضے کتب تاریخ مین مذکور ہے کہ جناب امیر کی بیعت جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد ستر روز کے واقع ہوی
واللہ اعلم - اور اسی سال صدیق اکبر کے حکم سے قرآن مجید کو جمع کئے - جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ
تعالی شانہ کریمہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ مین قرآن کی ضمانت حفظ کا جو وعدہ کیا تھا
سو خلفاء راشدین کے زمانہ مین واقع ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حضرت کے زمانے مین جو آیتین نازل ہوتے تھین
حضرت کے حکم سے صحابہ اسکو قید قلم کرتے تھے جبکہ کاغذ میسر نہین تھا - اونٹ کے پسلی کے ہاڑ پر اور پوست کے ٹکڑون پر اور چوڑے پتھر پر لکھہ کے رکھتے تھے
جب صدیق اکبر کی خلافت مین جنگ یمامہ ہوا اسمین صحابہ خصوصا قرآن مجید کے ستر قاریان شہید ہوے سب صحابہ کرام کو اسکا بڑا غم ہوا عمر فاروق نے
ایک دن بعضے صحابہ سے ایک آیت دریافت کی تو انہون نے کہا کہ یہہ آیت فلان صحابہ کے پاس تھی سو وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوا - عمر فاروق نے یہہ سنتے

یہ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور سیدنا صدیق اکبر کی خدمت مین آکے عرض کی کہ یا خلیفہ رسول اللہ جنگ یمامہ مین اکثر قاریان شہید ہوگئے اب جو قرّا کہ باقی ہین انکا وجود غنیمت ہے مجھے اسبات کا خوف ہوا کہ مین قرآن کریم محو نہو جاوے مین بہت مناسب سمجھتا ہون کہ اسکو کاغذ مین جمع کرنیکا حکم کرین۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ مین اس کام پر کسطرح اقدام کرون کہ جو کام حضرت نہ کئے ہون۔ عمر فاروق نے نہایت بجد ہوکے اس امر خیر کی حکمت و مصلحت بیان کی اور اللہ تعالی کی قسم دی۔ تب صدیق اکبر قبول کئے عمر فاروق مجمع صحابہ مین اٹھکر کھڑے رہے اور اعلام کئے کہ جن جن کے پاس آیات قرآنی سنگ و چوب وغیرہ پر مرقوم ہین حاضر کرین حسب الحکم صحابہ حاضر کرنے لگے۔ ابوبکر صدیق نے فاروق اعظم پر حکم کیا کہ مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھین ہر آیت پر جب تک دو گواہ معتبر کہ یہہ آیت حضور نبوی مین لکھی گئی تھی گواہی نگذارین قبول نکرین زید بن ثابت انصاری جو بڑے قاری اور حضرت کے زمانے مین کاتب وحی تھے سو انکو حکم کئے کہ کاغذ پر جمع کرین۔ زید کہتے ہین کہ جب مجھے صدیق اکبر کا حکم ہوا یہہ کام مجھے ایسا دشوار نظر آیا کہ اگر ایک پہاڑ اُٹھانیکا حکم کرتے تو اسقدر دشوار نہوتا۔ مین نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ کس لئے یہہ کام کرتے ہو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین کیے ابوبکر صدیق نے کئی وجوہات سے اسکے مصلحتین سمجھائے۔ مین نے سوچا کہ یہہ امر خیر ہے پس بحول و قوتہ اسکی تحریر پر مستعد ہوا جن جن صحابہ کے پاس متفرق آیتین تہین وے سب بہم آئے تب اسکو مین کاغذ پر نقل کیا جب تمام آیتین جمع ہوکے قرآن حسن انصرام پایا سب صحابۂ کرام بہت خوش ہوے۔ اور سب متفق ہوکے اسکو مصحف سے ملقب کئے سبحان اللہ صدیق اکبر کی خلافت مین یہہ بڑا کام ہوا۔ جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اسباب مین صدیق اکبر کی تعریف کی ہے

اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحمۃ اللہ ھو من اول جمع کتاب اللہ یہہ پہلا جمع قرآن ہے جو حضرت کے بعد ابوبکر صدیق کی خلافت مین ہوا۔ دوسرا جناب امیر بھی جمع کئے تھے حضرت کے بعد وفات چھ مہینے تک جماعت نماز کے سواے جو باہر تشریف نہین لاتے تھے سو قرآن مجید جمع کرنے مین ہی مشغول تھے آپکا جمع کرنا ترتیب نزول پر تھا۔ آپکے سواے دوسرے بعضے صحابہ جیسے ابی اور ثابت بن مالک اور عبد اللہ ابن مسعود بھی جمع کئے تھے تیسرا جمع کرنا عثمان ذوالنورین کا ہے۔ ابوبکر صدیق اور عثمان ذوالنورین اور دوسرے صحابہ کے جمع کرنے مین فرق یہ تھا کہ ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابہ کا جمع کرنا محض اسواسطے تھا کہ قرآن مجید سے کہین کچھ جاتا نرہے بلکہ سب ایک جگہ جمع رہے اور جناب ذوالنورین کا جمع کرنا لغت قریش پر اسی قرائت کے مطابق تھا جو حضرت کے سال وفات جبرئیل مین آپکو سنا گئے تھے انشاء اللہ تعالی اسکا بیان عثمان ذوالنورین کے احوال مین آویگا وھو علی کل شیء قدیر۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت سے دوسرے سال کا احوال۔ صدیق اکبر کی فوجین عرب کے جزیرے مین

جب تمام مرتدونکو قتل کر چکے اور دین اسلام کو از سر نو قایم اور تمام عرب کا جزیرہ تابع ہوا تب صدیق اکبر کا قصد اسبات
پر آیا کہ لشکر عجم کی تسخیر پر بھیجین اور عجم مین اسلام کے جھنڈے برپا کرین - روایت ہے کہ ہجرت سے بارہوین سال مین مثنی بن
حارثہ شیبانی جو بنی شیبان کے سردارون سے تھے صدیق اکبر کی خدمت مین آکے مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ
عجم کے بادشاہون کا کاروبار نہایت ضعف اور پریشانی کو پہنچا ہے مجھے اجازت فرماوین تو کوفے کے سرحد سے جنگ
شروع کرتا ہون جو جو شہر کہ میرے تسخیر مین آوے مجھکو اسکی حکومت دیجئے ابوبکر صدیق یہہ بات قبول کر کے انکو روانہ
کئے اور فرماے کہ تمہارے پیچھے مدد کے واسطے ایک لشکر روانہ کرونگا - پس مثنی عجم کی طرف متوجہ ہوے کوفے کے
اطراف نواحی مین جو قبائل کہ رہتے تھے بادشاہان عجم کی طرف سے بہت رنج کھینچے تھے جبکہ دشمن سے بدلہ لینا انسان
کی طبیعت مین رکھا گیا ہے مثنی نے کئی قبیلون کو اپنے ہمراہ لے کے کوفے کے اطراف و نواحی کے قریون کو غارت کرنے
اور اسلام کے جھنڈے برپا کرنے لگے جب انکی شوکت و شجاعت کی شہرت ہر طرف مشہور ہوی اور یہہ خبر ابوبکر صدیق
کے خدمت مین پہنچی ان کو ایک خلعت اور علم روانہ فرماے اور عجم کے جنگ پر تحریص کی - اور جب مثنی کے دفع کرنیکے
لئے ہر طرف سے کفار اٹھے اور یہہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی اکابر مہاجر و انصار کے مشورت سے خالد بن ولید کو مثنی کے مدد پر
روانہ کئے - ان دنون خالد نے مسیلمہ کے جنگ سے فارغ ہو کے مدینہ آئے تھے لاکن جمہور کہتے ہین کہ ابھی یمامہ کے سرحد مین
ہی تھے صدیق اکبر انکو ایک نامہ لکھے کہ اسی جگہہ سے تم نے اعراق عرب و عجم کی طرف متوجہ ہو کے اہل فارس کے ساتھہ جنگ
کیجئے ملک حیرہ و کوفہ تمکو ہی دیا گیا ہے اور اسکی فتح کے بعد شام کے طرف متوجہ ہووین اللہ تعالی کی عنایت سے اسکو بھی فتح کیجئے
انتھی - اور دوسرا مکتوب مثنی بن حارثہ کے نام سے اس مضمون کا لکھا کہ خالد کو تمہارے طرف روانہ کیا ہون تم کو چاہیے
کہ انکا اکرام و احترام بجالاوے اور اپنے تمام لشکر کو لیکے استقبال آوے اور سب کامون مین انکے تابعدار اور مددگار رہے
پس خلیفہ رسول اللہ کا یہہ فرمان جب خالد کو پہنچا انھون ایک لشکر کہ جس مین دس ہزار سوار کے قریب سے تھے اپنے ہمراہ لیکے محرم کے
مہینے مین یمامہ سے نکل کے کوفے اور عراق اور عجم کے طرف روانہ ہو اور راستے مین دیکھے کہ شہر اور قریئے بعضے آباد ہین
ان دنون ابن صلوبا جو کسرے کے طرف سے وہان کا حاکم تھا بہت سے کفار کو جمع کر کے جنگ کے واسطے مستعد ہوا آخر ہیبت
پاکے صلح کرنے پر آیا خالد نے اس سے کروڑ دینار لے کے مصالحت کی اور وہان کے کئی قریہ انکے قبضہ تصرف مین آئے جب
حیرہ کے پاس آئے وہان کے لوگ بھی گھبرائے اور اپنے قلعے مین پناہ لیکے اسکے دروازے بند کر لئے اسوقت حیرہ کا حاکم کسری
کے طرف قبیصہ بن ایاس طائی تھا سو اسنے جنگ کرنے کی طاقت نہ پاکے صلح کا پیام بھیجا - خالد کہلا بھیجے کہ تمہارے مین
جو بڑا عاقل اور دانا ہو اسکو بھیجو تا اس سے کلام کرون تب انہون نے ایسے ایک بڈھے کو روانہ کیا کہ اسکی عمر تین سو پچاس

سال کی تہی وہ بڑا عاقل اور فصیح تہا اور نوشیروان کے خواب کی تعبیر کہنے کی خدمت اسی پر مقرر تہی اسکا نام عبدالمسیح تہا دین نصرانی رکہتا تہا جب اسنے خالد کے حضور مین آیا بہت سے باتین کرکے صلح کا ذکر درمیان لایا اور اسوقت ایک کاغذ کی پوڑی لپٹی ہوی اسکے ہاتھ مین تہی خالد نے پوچھا کہ یہہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے عبدالمسیح نے کہا کہ اسمین زہر ہلاہل ہے پوچھے کہ تو نے کسلئے لایا ہی اسنے کہا کہ اس ملک مین میری بڑی قدر و حرمت ہی اور میری یہہ عمر طویل بڑی عزت و اعتبار کے ساتھ انہین گذری ہی مین نے جو انکے طرف سے صلح کا پیام لایا ہون آپ قبول کرین تو میری عزت کا سبب والا میری ذلت کا موجب ہوتا ہے پس یہہ زہر اسواسطے لایا ہون کہ اگر آپ میری بات قبول کرین بہتر والا یہہ زہر نوش کرکے مرجاونگا اور اس ذلت وخواری سے اپنی قوم کو منہہ نہ بتلاونگا۔ تب خالد نے اس سے وہ زہر مانگلئے اور کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ خَالِقِ الْخَلِيْفَةِ مِنَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ یہہ دعا پڑہکے وہ زہر نوش کئے فی الحال انکو تہوڑی غشی آئی اور چہرہ پر عرق ظاہر ہوا پہر افاقہ پاکے بیٹھے انکو کچھہ آسیب نہ پہنچا عبدالمسیح نے یہہ حالت اور کرامت دیکھہ کے حیران ہوا پہر اپنے قوم کے پاس جاکے کہنے لگا کہ یارو یہہ لوگ جو کچھہ مانگتے ہین انکو دیجیو کہ مین نے عجب حالت دیکھہ کے آیا ہون مین نے زہر ہلاہل کی ایک پوڑی اپنے ہاتھہ لے گیا تہا تھوڑا زہر بہی ایک ہاتی کو کہلادین تو اسیوقت مرجاویگا سو یہہ شیر مردنے وہ سب نوش کیا اسکو کچھہ آسیب نہ پہنچا شاید یہہ قوم نوع انسان سے نہین ہین۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عبدالمسیح اپنی نصرانیت ترک کرکے دین محمدی قبول کیا پس خالد نے ایک لاکہہ نوہزار درہم انسے لےکے صلح کی اسکے آگے ابن صلوبا سے جو کروڑ دینار لئے تہے وہ اور ایک لاکہہ نوہزار درہم صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کروئے اور ان ہر دو حاکمون پر ہر سال جزیہ لینا مقرر فرمائے۔ کہتے ہین کہ پہلا جزیہ جو عراق سے مدینہ کے طرف آیا یہی تہا۔ پہر خالد نے اٹہارہ ہزار مردکو لیکے حیرہ سے ایلہ کے طرف متوجہ ہوے راستے مین کسری کے طرف سے جس حاکم کو پاتے تہا اسکے ساتھہ جنگ کرتے تہے اللہ تعالی انکو فتح دیتا تہا پس قطع منازل کرکے ایلہ کے طرف جا پہنچے اسوقت آیلہ کا حاکم کسری کیطرف سے جو ہرمز تہا بڑی شوکت وقوت رکہتا تہا بر اور بحر والون سے جنگ کرتا تہا اور وہ کافر نہایت سخت اور شریر تہا خالد نے اسکے نام سے ایک خط روانہ کیا اسنے اس خط کو بجنسہ کسری اردشیر کے پاس بہیجدیا اور بہت سا لشکر فراہم کیا اور اپنے لشکر کے لوگ نہ بہاگنا کرکے زنجیرون سے ایک دوسرے کو باندہدیا مسلمانون نے اس کا خیال نیک لئے اور کہے کہ یہہ کافر ہمارے قید مین آگئے قصہ کوتاہ جب کافرون کا لشکر ایک مقام مین اترا لشکر اسلام بہی تیار ہوکے انکے مقابلے مین اترنے کے لئے آیا کافرون نے پانی جگہہ دیکھہ کے روک لیا اور اپنے لشکر کو وہین اتارا لشکر اسلام انکے مقابلے کے لئے جس جگہہ کو اپنی منزل ٹہراکے اترنا چاہے اس مقام مین پانی نرہنے سے اہل لشکر

سے تشنگی کی شکایت کئے خالد نے فرمایا کہ تم اپنے مخالفون کو مار کے پانی پر سے ہٹا دو ہر دو جماعت مین جو بڑے صابر ہین
اللہ تعالیٰ انکو پانی عنایت کریگا ہنوز سوار گھوڑون سے نہین اترے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مینہہ برسایا کہ جس سے گڑھون مین
پانی ٹھہر گیا اہل اسلام سیراب ہوے اور خوشی کئے اور شکر الٰہی بجا لائے - غرض جب ہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا ہرمز نے اپنے
گھوڑے سے اتر کے پا پیادہ میدان مین آیا اور جنگ کرنیکے لئے مسلمانون کو بلوایا - ادہر خالد بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ
میدان مین آئے اول ہرمز نے انپر ہاتہہ چلایا خالد اسکو بچا لئے اور آپ اسپر وار کرنا چہتے تھے ایسے مین ہرمز کے لشکر سے حامیہ
کی ٹکڑی اسکو بچانے کے واسطے خالد پر حملہ کئے - خالد انکے حملے پر متوجہ ہوکے ہرمز کے ہی قتل مین مشغول تھے ایسے مین لشکر اسلام سے
حامیہ کی ٹکڑی نکلکے لشکر ہرمز کے حامیہ کو ہٹا دی حامیہ اس فوج کو کہتے ہین جو لشکر کے سردار کی محافظت پر رہتی ہے - غرض
خالد کے ہاتہہ سے ہرمز مارا گیا پہر لشکر اسلام کے غازیان مارنے لگے فارس کا لشکر ہزیمت پاکے بہاگنے لگا وے لوگ جو ایک
دوسرے کو باندھ دئے تھے بہاگ نہ سکے گویا انہین کے ہاتہہ سے ان کے مشکیان بندوا کے اللہ تعالےٰ نے انکو مسلمانون کے اسیر
کر دیا تہا سو غازیون نے انکا پیچھا کرکے غروب آفتاب تک قتل کرتے رہے انکا اسباب ہتھیار وغیرہ جو ہزار اونٹ کا بوجھ
ہوگا مسلمانون کے غنیمت مین آیا اور انکے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ جو دریا پار کے جانا چاہے تھے ڈوب
گئے - پہر خالد نے وہانسے کوچ کرکے بصرے کے پاس جہان اب بڑا پل ہے جاکے نزول کئے اور فتح کی خوشخبری اور غنیمت کا
خمس یعنے لوٹ کا پانچوان حصہ رزین بن کلیب کے ہمراہ دیکے مدینے کے طرف صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے اور ہرمز کے
تاج اور ایک ہاتھی بہی مدینے کو بھیجے - ابوبکر صدیق نے حکم کئے کہ اس ہاتھی کو مدینے کے اطراف پہراوین مدینے کی عورتین ہاتھی
کبہی ندیکھین تھین اسروز دیکھہ کے تعجب کرنے لگین - صدیق اکبر نے پہر وہ ہاتھی رزین کے ساتھہ ہی خالد کے پاس بہیجدئے اور
ہرمز کے بدن کا اسباب خالد کو عنایت کئے - کہتے ہین کہ اسکی تاج پر لاکہہ دینار کے جواہر لگے تھے عجم کی یہہ عادت تہی کہ جس قدر
منصب بڑا ہوتا اس قدر جواہر اپنی ٹوپی پر لگاتے ہرمز کا منصب بڑا رہنے سے ویسی تاج پہنتا تہا - القصہ خالد پل کے مقام پر
اقامت کئے تھے اپنے امیرون کے ساتھہ فوجین دیکے اطراف و نواحی مین روانہ کئے اور بہت سے قلعے جنگ اور صلح سے
فتح ہوے اور بہت سا مال غنیمت مین آیا خالد حکم کئے کہ فقط جنگی لوگون کو قتل کرین زراعت کرنے والونکے اور انکی اولاد کے
ساتھہ جو جنگ نکرین متعرض نہووین پس عجم کے بہت سے رعایا مسلمانون کے تابع ہوے -

مذار کا جنگ

اس جنگ کا یہہ سبب ہوا کہ ہرمز نے خالد کا خط جو اردشیر کے پاس روانہ کیا تہا اردشیر نے قارن بن قریانس کے ساتھہ فوج
دیکے ہرمز کی مدد پر بھیجا وہ فوج آنے کے آگے ہی ہرمز مارا گیا اور اسکی فوج کو ہزیمت ہوی تہی اور جو لوگ اس مین بچ گئے تھے
سو وہ قارن کے پاس جاکے پہر خالد سے مقابلہ کرنے پر مستعد ہوے خالد نے یہہ خبر سنتے ہی اسلام کے جوان مردون کو ہمراہ لیکے

نکلے اور اس طرف سے قارن کا لشکر بھی نکلا یہہ ہر دو لشکر مداین اترے عجمیون نے اپنے غرور و تکبر سے بہت سا زر و جواہر پہنے ہوے میدان مین آکے جنگ کے لئے بلائے تب لشکر اسلام سے خالد نکلے لاکن لشکر اسلام کے امیرون نے خالد پر سبقت کرکے آپ آگے ہوے کہ کہین سبادا خالد شہید ہون تو لشکر اسلام کا انتظام باقی نرہیگا غرض اس وز ایسا جنگ ہوا کہ فارسیونکی فوج بہاگنے لگی اور انکے تیس ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتہہ سے مارے گئے اور بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے پانی مین گرکے بیجان ہوے - خالد نے مداین اقامت کرکے غنیمت جمع کی اور مخالفون کی عورت بچون کو رعایا سے مصالحت کرکے اپنے خراج گذار ٹھہرائے اور سلب یعنے ہر مقتول کے بدن کا لباس اور ہتھیار اور زر و جواہر وغیرہ اسکے قاتل کو دئے اور غنیمت کا خمس سعید بن لقمان کے ہمراہ دیکے صدیق اکبر کی خدمت مین بہیجے اور باقی اہل لشکر پر تقسیم کئے اسکے آگے جو مال کثیر مدینے کو روانہ کئے تھے اسکے بعد دور وز کے بیہ مال و متاع بھی جا پہنچا اصحاب اس بات سے نہایت خوش ہوے اور خالد کی آفرین و تحسین کرکے انکے حق مین دعا کئے - **ولیجہ کا جنگ** - اس جنگ کا یہہ سبب ہوا کہ جب ہرمز کے قتل کی خبر اردشیر کو پہنچی اپنے یہان کے بڑے پہلوان کو کہ جسکا نام اندرزغر تھا اور وہ حبشیون کے اولاد سے مداین مین پیدا ہوا تہا - ایک بڑے لشکر کے ساتھہ روانہ کیا اور اسکے پیچہے دوسرے امیر کو کہ جسکا نام بہمن جادویہ تھا بہیجا - یہہ ہر دو لشکر نکل کے ولیجہ کے مقام پر اترے خالد یہہ خبر سنتے ہی نکل کے انکے لشکر کے مقابل جا اترے دوسرے روز جنگ شروع ہوا معرکے سے ایک غبار ایسی اٹھی کہ ایک آسمان کے مانند نظر آتی تھی اور تلوارون کی چمک بجلی کے مانند نمودار تھی اور جنگ ایسا سخت ہوا کہ خون کی نہرین بہنے لگین - خالد میدان مین آکے عجمیون کو بلاتے تھے - جو انکے میدان مین آتا اسکو قتل کرتے - پہر دوسرے کو بلاتے - جب انکے پورے ہزار آدمی مارے گئے انکے ناپاک نعشون کی ایک ڈہیک ہوگئی تھی - خالد اس ڈہیگ کو تکیہ لگا کے ناشتہ کئے اور خالد نے اپنے لشکر کے دو گروہ کمین گاہ مین رکھے تھے وہ نہ آئے تھے انکو نہایت اضطراب ہوا ایسے مین کمین گاہ سے وہ دو فوجین دو طرف سے آپہنچے - عجمی لوگ بہاگنے لگے - پیٹھہ سے خالد کی فوج اور روبرو کمین گاہ کی فوج انکو گہیر لی - پہر کافرون کا قتل عام ہوا - ستر ہزار آدمی مارے گئے - اور اندرزغر اپنی جان بچا کے بہاگا - آخر تشنگی سے جنگل مین مر گیا - پہر خالد نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ پڑہا - اور غنیمت کا خمس صدیق اکبر کے حضور مین بہیجکے باقی اہل لشکر پر تقسیم کردئے - اور اس ملک کے رعایا پر خراج مقرر فرمائے - جب اس فتح و نصرت کی بشارت اور خمس غنیمت مدینے کو پہنچا ابوبکر صدیق اور سب صحابہ بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجا لاے اور خالد کو بہت آفرین و تحسین کئے - **الیس کا جنگ** خالد بن ولید نے جب ولیجہ کا جنگ کئے اس جنگ مین بکر بن وایل کے عرب جو نصرانی تھے اور عجمیون کے ساتھہ شریک ہوے تھے بہتون کو قتل کئے سو انکے تمام قبایل جمع ہوکے خالد سے جنگ کرنے کو نکلے عجم سے مدد چاہے تب اردشیر نے جابان کے ساتھہ ایک بڑا لشکر دیکے انکی کمک پر روانہ کیا سو وہ لشکر الیس کے مقام

مین آکے اترا اور بکر بن وایل کے قبیلے انسے جا ملے - خالد یہہ خبر سنتے ہی اپنی فوج کو ہمراہ لے کے یلغار وہان آپہنچے - کفار
دستر خوان بچھا کے کھانے کے لئے بیٹھے تھے - ایسے مین خالد اپنے لشکر سے باہر آکے بلند آواز سے پکارے کہ عرب کے
جوانمرد کون ہین سو میرے مقابلے مین آو - کسی کو بھی طاقت نہوی پھر ایک ایک کا نام لیکے ندا کی تب مالک بن قیس میدان
مین آیا خالد نے کہے کہ اے حبش تجھکو بھی یہہ طاقت ہوئی کہ میرے مقابلے مین آوے پھر ایک ہی وار مین اسکا کام تمام
کئے - عجمیون نے یہہ حال دیکھہ کے گھبرائے اور کھانا ویسا ہی سفرے پر چھوڑ کے مقابلے پر آئے - پھر ہر دو طرف
سے جنگ شروع ہوا - خالد نے نذر کی کہ الٰہی انکے مشکیان باندھنے کی ہمکو قدرت دیویگا تو خون سے ندی بہاؤن گا
اللہ تعالیٰ مسلمانون کو انپر غالب کیا - خالد نے منادی کروائی کہ ان کو قتل نکر کے اسیر کرلو - غازیان اسلام نے انکو اسیر کر کے لانے
لگے - خالد نے حکم کئے کہ نہر کو کُٹّا باندھ کے اسکا پانی دوسرے طرف پھیر دا اور اُن اسیرون کو نہر مین لیجا کے گردن مارو - تین روز
انکو قتل کرتے تھے - ایک لاکھ پچاس ہزار کافر مارے گئے انکا خون منجمد ہوگیا تھا جب اسپر پانی بہائے - تب خون بہنے لگا اور
اسی سے پن چکی پھری - اس روز سے اس نہر کا نام نہر الدم ہوا - کہتے ہین کہ جب جنگ سے فراغت ہوی - غازیون نے ان کے
دستر خوان پر آ دیکھے تو نان کے گرد سے بہت ہی سفید دہرے ہین - جنگلی عرب سمجھے ہا کہ کپڑے کے ٹکڑے ہین - تب شہری لوگ کہے
کہ عرب جس کو رقیق العیش کہا کرتے ہین سو یہی ہے - الغرض اس جنگ مین بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی انعامات دئے ایک سوار کو
ڈیڑ ہزار درہم ملے خالد نے خمس اور برے جندل عجلی کے ہمراہ صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے صدیق نہایت خوش ہوے اور ایک
باندی جندل کو مرحمت کی - اور قریش سے کہے کہ تمہارا شیر شیرونکو شکار کیا خالد سے جوانمرد کو کون عورت جنیگی - القصہ خالد
وہان چند روز رہکے اطراف و نواحی کے لوگ کو تنبیہ کئے - **انبار کی فتح** انہین ایام مین عجم کا بادشاہ اردشیر مرگیا اس لئے
اسکی سلطنت مین خلل عظیم رو دیا خالد نے عجم والون کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھے - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہہ نامہ خالد کے
طرف سے کسریٰ کو لکھا جاتا ہے کہ شکر و سپاس ہے اس پروردگار کو جس نے تمہاری جماعت کو متفرق و پریشان کیا - اور تمہاری
شوکت کو توڑ دیا - اب تم اسلام قبول کرو - تمہارا ملک تم پر باقی رہیگا - اسلام مین نہین آتے ہین تو جزیہ دو والا تم پر ایسے
لشکر کو بھیجونگا کہ وے موت کو ایسا عزیز رکھتے ہین جیسے تم حیات کو دوست رکھتے ہو - جب یہہ پروانہ کسریٰ کو پہنچا عجم
مین بڑا ہی انقلاب پڑگیا - پھر خالد نے وہانسے نکل کے انبار کے طرف گئے بادشاہ فارس کے طرف سے شیرزاد وہانکا حاکم تھا اور
وہ بڑا عقلمند تھا - خالد نے اسکے شہر کا محاصرہ کئے - اس قلعے کی بڑی خندق تھی اسکے گرد و نواح کے اعراب جمع ہو کے خندق
کے پاس جانیسے منع کئے - خالد نے انکو ہزیمت دیکے خندق کے پاس جا پہنچے - اور قلعے والون نے جب فصیلون پر آکے خالد
حکم کئے کہ انکو تیرون سے مارو جب اہل اسلام تیر چلانے لگے انہین ہزار کافر کی آنکھین ضایع ہوے - تب شیرزاد نے صلح کا پیغام بھیجا.

خالد سے چند شرطین کئے تو قبول نکیا۔ تب خالد نے حکم کئے کہ روی اونٹون کو ذبح کرکے خندق مین ڈالین اور روی سامان
بھی ڈال کے خندق مین بھر دین۔ جب حکم کے موافق خندق بھر دئے لشکر اسلام اسپر سے چل کے قلعے کے نزدیک پہنچا شیرزاد
یہ دیکھہ کے گبھرایا۔ اور خالد کی شرطین قبول کیا اور امن چاہا۔ خالد نے اسکو امان دیکے قلعہ لے لئے چند روز وہان رہکے
لشکر کو آرام دئے۔ اور انبار مین زبرقان بن بدر کو نائب ٹھہرا کے عین التمر کا قصد کئے۔ **عین التمر کی فتح** مہران
بن بہرام جو عین التمر کا حاکم تھا عرب کی بہت جماعتین اسکے پاس جمع آئے تھے اور عین التمر کے اطراف جو عرب کے چند قبیلے رہتے تھے
انکا حاکم عقبہ بن ابی عقبہ تھا۔ جب خالد کا لشکر نزدیک پہنچا عقبہ نے مہران سے کہا کہ تم عجم ہو ہم عرب ہین عربون کے ساتھہ جنگ
کرنیکا ڈھب ہم کو خوب معلوم ہے۔ ہم خالد کے جنگ مین سبقت کرتے ہین۔ تم ہماری کمک پر بیٹھہ رہو۔ مہران قبول کیا پس عقبہ اپنا
لشکر لیکے لشکر اسلام کے مقابلے مین آکے کھڑا رہا اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرتا تھا ایسے مین خالد نے اپنے لشکر سے نکلے اور
تنہا اسکے لشکر پر جا گرے اور عقبہ کو اسیر کرکے لائے۔ اسکا لشکر بھاگنے لگا بہت لوگ اسیر ہوئے مہران عقبہ کے لشکر کی ہزیمت سنکے
قلعہ چھوڑکر بھاگا۔ وہان کی زراعت کرنے والے لوگ جو نصرانی مذہب رکھتے تھے قلعے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھہ کے آپ قلعے پر
مسلط ہوئے خالد انکا محاصرہ کئے تب عاجز آکے صلح کا پیغام بھیجے خالد نے قبول کئے پھر عقبہ اور دوسرے جنگیون کو قتل کرکے
قلعے کے اندر گئے اور جو کچھہ حاضر تھا غنیمت لئے۔ اور انکے کلیسے مین چالیس لڑکے انجیل پڑھتے تھے۔ کلیسے کا دروازہ بند
تھا۔ دروازے کو توڑکے ان لڑکون کو پکڑ لئے۔ اور اپنے لشکر کے امیرون پر تقسیم کئے۔ اور حمران جو انھین مین تھے عثمان بن
عفان کے حصے مین آئے اور سیرین جو محمد بن سیرین کے والد تھے انس بن مالک کے خمس مین آئے اور ایسے ہی چند غلام مشہور نکلے
انکی اولاد مین بڑے بڑے علما پیدا ہوئے۔ اور اسی جنگ مین بشیر بن سعد خزرجی جو انصار مین اول وہی ایمان لائے۔ اور [illegible] مین صدیق
اکبر سے اول وہی بیعت کئے اور خالد کے ساتھہ سب جنگون مین شریک تھے شہید ہوئے۔ القصہ خالد نے خمس اور سبی کو ولید بن عقبہ کو ساتھہ
صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کئے۔ **دومۃ الجندل کی فتح** ۔ عیاض بن غنم نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا تھا۔
کافرون کی ایک فوج عراق کے جانب سے آکے عیاض کی راہ بند کی تھی۔ صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو خالد کے نزدیک خمس لیکے
مدینے کو آئے تھے عیاض کی مدد کے واسطے دومہ کی طرف روانہ کئے۔ پھر ولید کی مشورت سے عیاض نے خالد کی خدمت
مین مدد طلب تائید مین ایک نامہ لکھے۔ خالد نے عین التمر کے بندوبست مین تھے کہ ایسے مین انکا نامہ پہنچا۔ تب عین التمر مین عویمر کو
نائب ٹھہرا کے آپ دومے کی طرف روانہ ہوئے تب وہان دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبد الملک دوسرا جودی بن ربیعہ۔ اور
چند قبیلون کے لوگ انکے پاس جمع آئے تھے۔ خالد آنے کی خبر سنکے اکیدر نے کہنے لگا کہ وہ بڑا شجیع اور جوانمرد ہے کیسی ہی بڑی
جمعیت والا بھی ہو اسکو دیکھتے ہی رعب کہاکے ہزیمت پاتا ہے۔ پس اس سے صلح کرنا بہتر ہے نہین تو پچھتاؤگے۔ لوگ اسکی بات

نہین مانے - آخر اکیدر کہا کہ خالد کے ساتھ جنگ کرنے کی مجہے طاقت نہین - پس دومہ کو چھوڑ کے بھاگا - خالد نے جب دومہ کے قریب آئے یہہ خبر سنکے اکیدر کے پکڑنے کے لئے عاصم بن عمرو کو بھیجے عاصم اسکو اسیر کرکے لائے خالد اس کو قتل کئے - یہہ وہی اکیدر ہے کہ حضرت نے اسکو اسیر کرنیکے لئے تبوک سے خالد کو بہیجے تھے اور وہ گورخر کے شکار کے لئے ایک شب نکلا تھا سو خالد اسکو شکار کرکے حضرت کے حضور مین حاضر کئے اکیدر نے صلح چاہا - اور جزیہ دینا قبول کیا بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا تہا پہر حضرت کے بعد مرتد ہوگیا - غرض خالد نے اسکو قتل کرکے اسکا سب مال و اسباب لوٹ لئے - پہر دومہ کا حاکم جودی بن ربیعہ تمام قبیلونکو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا - خالد نے اپنے لشکر کی دو ٹکریان کرکے ایک ٹکری اپنے ساتھ و دوسری ٹکری عیاض بن غنم کے ہمراہ دیکے ہر دو طرفسے دومہ کو گہیر لئے - خالد کے پہلے حملے مین جودی اسیر ہوا - کفار بہاگ کے قلعے مین پناہ لئے خالد نے قلعے کا دروازہ توڑکے اندر گئے اور سب کو قتل کئے اور انکے لڑکے بالون کو مسلمانون پر تاراج کئے - جودی کی بیٹی نہایت جمیلہ تھی خالد اسکو آپ مول لئے - اور اقرع بن حابس کو انبار کے طرف روانہ کرکے دومہ کے بندوبست سے جب فراغت ہوئی ہانسے نکل کے حیرہ کی طرف گئے خالد کے آنے سے وہانکے لوگ بہت خوش ہوے - **حصید اور مضیح کا جنگ** - خالد نے دومہ کی طرف روانہ ہوے سو خبر سنکے عجم والون نے فرصت غنیمت جانا اور چاہا کہ انبار کو زبرقان کے ہاتھ سے جو خالد کا نائب تھا چہین لین - زبرقان یہہ بات سنتے ہی قعقاع بن عمرو کو جو حیرہ پر خالد کے طرفسے نائب تھا لکہہ بہیجا انہون نے عبداللہ بن فدکی کو لکہا کہ تم اپنا لشکر لیکے حصید کے پاس یلغار آجانا - اس عرصے مین خالد بھی حیرہ کو آ پہنچے انکا عزم مصمم تھا کہ مداین کو جو کسریٰ کا دار السلطنت ہے سخر کرین لیکن خلیفے کا حکم نہ آنیسے اسکا قصد بالفعل موقوف رکہے قعقاع بن عمرو کو امیر لشکر بناکے حصید پر روانہ کئے اور عجم کا لشکر حصید مین اترا تھا جب ہر دو طرفسے جنگ شروع ہوا اسلام غالب آئے اور کافر بہاگنے لگے - اس لشکر کے دونو سردار جو ایک زہبر دوسرا روزبہ تھا مقتول ہوے اور بہت سے کفار مارے گئے اور بہت سی غنیمت اسلام کے ہاتہہ آئی - اور عجم کے لشکر سے جو بہاگے تھے مضیح کو جاکے کچہہ دم لئے - ایسے مین خالد نے آ پہنچے اور شبخون کرکے سب کو قتل کئے مگر تہوڑے لوگ جان بچاکے بہاگ گئے - انکے قتیلان بکرون کے مانند ذبح ہوکے پڑے تھے پہر خالد وہان سے نکل کے ثنی اور زمیل کے طرف آئے - عجمیون نے سوتے تھے ان پر شبخون کرکے سب کو قتل کرڈالے یہانتک کہ انکی خبر لیجانے والا کوئی باقی نرہا - پہر خالد نے خمس اور سبی کو صدیق اکبر کے پاس بہیجے اسی سبی مین ربیعہ بن بجیر تغلبی کی بیٹی کو مرتضیٰ علی خرید کئے انہین سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے - **فراض کا جنگ** - خالد نے اس جنگ سے فراغت پاکے اپنی فوج لیکر فراض کو گئے وہ ایک حد فاصل ہے شام اور عراق اور جزیرے کے درمیان رمضان کا مہینا تمام وہان اقامت کئے اور جہاد کے واسطے رمضان مین افطار کئے تھے - جب رومیون کو معلوم

ہوا کہ خالد ہمارے سرحد کے قریب آگئے تب آپ بھی لشکر جمع کرکے جنگ کے واسطے نکلے - ذوالقعدہ کی پندرہوین
کو فراض پر آپہنچے ہر دو لشکر مین جنگ شروع ہوا - رومیون کی بڑی کثرت تھی مسلمانون نے اللہ تعالی پر توکل کرکے
ثابت قدم رہے - اور انکی کثرت و شوکت کا کچھہ پروا نہ کئے بڑا سخت جنگ ہوا آخر رومیون کو ہزیمت ہوی - لاکہہ کافر
معرکے مین مارے گئے پھر خالد نے فراض مین دس روز اقامت کئے - ذوالقعدہ کی پچیسوین کو حیرہ کی طرف اپنی فوج بھیجدیکے
آپ مخفی تھوڑے لوگ کو ہمراہ لئے ہوے مسجد الحرام کا قصد کئے اور حج کے مناسک ادا کرکے پھر وہان سے نکلے ابھی انکی فوج
حیرہ تک نہین پہنچی تھی کہ اللہ تعالی کے فضل سے آپ حیرہ مین داخل ہوگئے - جب یہہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی تو ایک نامہ
عتاب آمیز خالد کو لکھے کہ لشکر کو چھوڑ دیکے بے اجازت تم کیسا روانہ ہوے - اور اسی حرکت کے پاداش مین انکو عراق
کی امارت سے پھیرکے شام کے جہاد پر جانے کا حکم لکھے - ختم - اور اسی سال جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے زینب بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکی امامہ کو جناب خاتون جنت کی وصیت کے مطابق اپنے نکاح مین لائے - اور اسی سال عمر فاروق
نے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے ساتھہ اپنا نکاح کئے - یہہ بی بی پہلے عبد اللہ بن ابی بکر کے نکاح مین تھین انکی
وفات کے بعد عمر کے برادر زید بن الخطاب کے نکاح مین آئین انکی شہادت کے بعد انکی تزویج عمر فاروق کے ساتھہ ہوی
انکی شہادت کے بعد زبیر کے ازدواج مین آئین - اور اسی سال عمر فاروق نے اسلم کو خرید کئے اللہ تعالی کی عنایت سے
اسلم تابعین مین بڑے عالم اور بزرگ ہوے - انکے فرزند علما کے ثقات سے ہین - اور اسی سال ابو العاص بن الربیع
جو حضرت کے داماد بی بی زینب کے شوہر تھے رحلت کئے انھون بی بی خدیجہ کے بھانجے تھے انکی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد
ہے - ابو العاص کا نام ہاشم تھا جنگ بدر مین مشرکون کے ساتھہ اسیر ہوے - اور فدیہ دیکے رہائی پائے - فتح مکہ کے آگے
چندروز کے اگر ایمان سے مشرف ہوے - حضرت نے بی بی زینب کو نکاح سابق سے انکے تحویل کئے انکو بی بی کے ساتھہ بڑی
محبت تھی ہر چند انکو کافرون نے کہا کہ بی بی کو طلاق دو و لاکن انہون نے قبول نکئے - حضرت اور بنی ہاشم اور بنی مطلب
جب غار مین تین سال اقامت کئے تھے و لیسے فتنے مین رات کے وقت کافرون سے پوشیدہ ابو العاص نے اناج وغیرہ لیجاکے
پہنچاتے تھے حضرت انکے حق مین دعا کرتے تھے - اور حضرت کے حین حیات علی مرتضی اسکے ساتھہ یمن کو گئے تھے حضرت انکی نیکنفسی
بیان فرماتے کہ اسنے مجھسے جو بات کہا سچ کہا اور مجھہ سے جو وعدہ کیا اسکو وفا کیا -

ہجرت سے تیرھوین سال کے وقایع - حضرت صدیق اکبر لشکر اسلام کا روانہ کرنا طرف شام و روم کے

اول ابوبکر صدیق کے جزیرہ عرب کے بندوبست اور مرتدون کے قتل پر کمر باندھے جب اس سے فراغت حاصل ہوئی عراق کی
تسخیر کے طرف متوجہ ہوے - جب کے امور شہر ہاتھہ آئے - پھر ہجرت کے تیرھوین سال روم اور شام کا قصد پیدا ہوا - ابھی آگا

عزم کسی پر ظاہر نہوا تہا کہ شرحبیل بن حسنہ نے انکے پاس آکے پوچہا۔ کہ یا خلیفۂ رسول اللہ کیا آپ رومیون سے
جنگ کا ارادہ رکہتے ہو صدیق اکبر نے کہا کہ ہان۔ پہر تم کو کس طرح معلوم ہوا۔ انہون نے کہا کہ مین نے ایک خواب
دیکہا ہون سو اسکی تعبیر یہی ہے پس اپنا خواب ظاہر کیا۔ صدیق اکبر نے وہ سنکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ شام و روم
کے طرف فوجین روانہ کرون تم انہین سے ہوگے۔ پس ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مجمع مین ایک خطبۂ بلیغ پڑہا
اور لوگون کو جہاد پر تحریص دیکے فرمایا کہ لشکر تیار کرین اور چہار شخص کو امارت دی۔ عمرو بن العاص کے ساتھ ایک
فوج دیکے حکم کیا کہ ایلیہ کی راہ سے فلسطین کی طرف جاوے۔ اور ابوعبیدہ کو حمص پر اور یزید بن ابی سفیان
کو دمشق پر اور شرحبیل بن حسنہ کو اردن پر مقرر کئے اور انکو پرہیزگاری بجالانے اور غنیمت مین خیانت نکرنے کی
وصیت کرکے جہاد کی تحریص دی۔ اور فرمایا کہ جب سب ایک جگہہ جمع ہون تو ابوعبیدہ امیر رہے۔ اگر فوجین متفرق
ہو جاوین تو ہر ایک اپنی اپنی فوج پر امیر ہے۔ پس ہر امیر اپنی فوج لے کے روانہ ہوا۔ کہتے ہین کہ لشکر کے سب غازی سات
ہزار تھے۔ عمرو بن العاص نے جب فلسطین کو پہنچا تو خبر پہنچی کہ ہرقل نے لشکر اسلام کے آنے کی خبر سنکے اپنے بہائی
تذارق کے ساتھ پچاس ہزار اور ایک روایت سے ستر ہزار کا لشکر روانہ کرکے آپ انطاکیہ کی طرف گیا۔ لشکر اور اسباب
جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوا ہے۔ تب عمرو بن العاص نے صدیق اکبر کی خدمت مین یہہ سب احوال لکہہ بہیجا اور مدد طلب
کی۔ صدیق اکبر نے ہاشم بن ابی وقاص کے ہمراہ ایک ہزار غازیون کو دیکے ان کی طرف بہیجا اور پہر مدد کے واسطے
تازی تازی فوجین روانہ کرتے تھے اور عمرو بن العاص کے بہائی ہشام کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت دیکے ہرقل کے
پاس روانہ کیا تاکہ دین اسلام اسپر ظاہر کرے پس ہشام نے اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے سواری کی حالت سے ہی ہرقل کی رہنے کی
تک جا پہنچا۔ ہرقل نے اپنی جماعت کو دریچے سے دیکہتے ہی ترسان و لرزان ہوا اور وہ صحابہ کی جماعت آواز بلند سے
کہنے لگی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پس یہہ کلمہ کہتے ہی اسکی مہڑی مین زلزلہ پڑ گیا سب در و دیوار جنبش
مین آئین۔ اور انکی آواز تمام ایوان و اعلی کے کان تک پہنچگئی۔ تب ہرقل نے انکو کہلا بہیجا کہ تمکو نہین پہنچتا ہے کہ ہمارے دربار
پہ اسطرح دین اپنا ظاہر کرین۔ اگر کچہہ پیام رکہتے ہو تو پہنچاؤ۔ پہر اسکی مجلس مین داخل ہوے ہرقل نے جڑاو کا تاج
سر پر رکہا ہوا اپنے تخت پر بیٹہا تہا۔ وے اصحاب نہ اسکو سلام کئے نہ سر جہکائے۔ ہرقل نے پوچہا کہ تم نے کس لئے
شرط تحیت بجا نہ لائی۔ ہشام نے کہا کہ تحیت سلام اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ پہر ہرقل شریعت محمدی کے احکام
اور عبادات و معاملات اور آداب و اخلاق کی کیفیت پوچہنے لگا۔ ہشام نے مفصل بیان کیا۔ اس اثناء مین سوال کیا کہ
تمہارے مین بہت بزرگ کلمہ کونسا ہے۔ انہون نے کہا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پس یہہ کہتے ہی پہر

اسکی چھتری جنبش مین آئی - اس نے سر اٹھا کے دیکھنے لگا تو اسکا سر بھی ویسا ہی ہلنے لگا اور بھی نہایت حیران ہوا اور
پوچھا کہ یہہ کلمہ تم جس مکان مین پڑھین گیا وہ مکان بھی ایسا ہی ہلتا ہے ہم کہے نہین - تیرے مکان کے سوا یہہ حال ہم نے
کہین نہین دیکھا تب کہا اگر ہر مکان مین ایسی جنبش ہوتی مین اسکو سحر جانا ہوتا - جب ہر مکان مین نہین یہہ سحر بھی نہین -
پھر ہمارے وضو و نماز سے سوال کیا - ہم سب بیان کئے - پس ایک مکان خالی کروا کے ہمکو اسمین اتار تین دن ہمکو رکھا اور
بڑی تکلف سے ضیافت کی - ایکشب ہمکو بلوا کے اول جو باتین دریافت کین تھین پھر انھین باتون سے سوال کیا - ہم نے
سب کا جواب دیا تب ایک صندوق منگایا اسپر سنہری کام کیا گیا تھا اسکو کھولا تو اس مین چھوٹے خانے بہت تھے - اور
اور ہر خانے پر قفل لگا ہوا تھا - ایک خانے کا قفل کھول کے ایک تصویر نکالی سرخ رنگ بڑا سر بڑی بڑی آنکھین لمبی گردن
اور گیسو چھوٹی ٹھوڑی تھین - ایسی خوب تصویر تھی کہ ہم کبھین نہ دیکھا تھا ہم سے پوچھا کیا تم نے اسکو پہچانا - ہم کہے نہین اس نے
کہا کہ یہہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے - پھر دوسرے خانے کو کھول کے ایک دیبا کا قطعہ نکالا - اسپر بھی ایک تصویر تھی - گورا رنگ
فراخ چشم گرد داڑھی تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ ہم نہین جانتے اس نے کہا کہ یہہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے - پھر
تیسرے خانے سے ایک حریر کا قطعہ نکالا - اسپر ایک تصویر نہایت خوب دلپذیر تھی چاند کی سی شکل صاف رخسار سفید
اور پیاری آنکھین تھین اور پیشانی پر ایک نور درخشان تھا - پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ نہین پہچانا کہا یہہ ابراہیم علیہ السلام
کی تصویر ہے - پھر ایک حریری قطعہ نکالا اسپر ایک تصویر بہت خوب ملیح تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم نے کہا کہ یہہ ہمارے
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے ہم اسکو دیکھتے ہی بے اختیار رونے لگے - پوچھا کہ کیا یہی سچ تمہارے پیغمبر ہین ہم نے
کہا ہان - اسنے کہا کہ یہہ تصویر خانہ اخیر مین تھی مین نے تم سے امتحان کرنے کے لئے آگے اسکو نکال کے پوچھا - ایسا
ہی ایک ایک خانہ کھول کے ایک ایک پیغمبر کی تصویر بتلائی - پھر ایک قطعہ نکالا اسپر ایک جوان تصویر تھی آنکھین
چاند کے مانند اور ریش سیاہ تھی پوچھا کہ یہہ کون ہے ہم کہے کہ معلوم نہین اسنے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے ہم نے
پوچھا کہ یہ تصویرین تجھے کہان سے ملین اسنے کہا کہ ایکبار آدم علیہ السلام نے خواہش کی کہ الٰہی میری اولاد مین جتنے
انبیا ہونگے انکی شکلین بتا - تب اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر کے سب انبیا کی تصویرین روانہ کین سو وے
آدم علیہ السلام کے صندوق مین تھین - وہ صندوق سکندر کو ملا سو دانیال علیہ السلام کو پہنچا انہون نے ایک
ریشمی تھان پر اپنے ہاتھ سے یہہ تصویرین کھینچین پھر کہنے لگا کہ تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مین نہایت مشتاق
ہون چاہتا ہون کہ اپنا ملک و مال ترک کر کے انکی خدمت مین جاؤن اور تابع فرمان رہون - پس ہمکو تحفے
تحفے وغیرہ دیکے مدینے کی طرف روانہ کیا - ہم جب صدیق اکبر کی حضور مین حاضر ہوے یہ سب احوال ہمارے کہے صدیق اکبر

سنکے رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالی اگر اسکا خیر چاہیگا تو وہ ایمان لا دیگا پس کہا کہ یہود و نصارا ہمارے حضرت کے
اوصاف سے آگاہ ہین حضرت نے تو ہمین خبر دی ہے - **روانہ ہونا خالد بن ولید کا عراق سے طرف شام کے**
بحکم صدیق اکبر رض کے - نقل ہے کہ انطاکیہ پر ہرقل کا آنا اور اہل اسلام سے جنگ کرنے کے لئے وہان لشکر جمع کرنا جب
صدیق اکبر کو معلوم ہوا - اسیوقت خالد بن ولید کو ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ عراق کا لشکر اسی جگہہ چھوڑ دو اور یہان سے
جو قوم ہمراہ لے آیا تھا اسیکو ہمراہ لے کے شام کے طرف روانہ ہو کے ابو عبیدہ کے ساتھہ ملحق ہو جاوے اور یہہ بھی تحریر فرمایا کہ جب تم
وہان پہنچو گے سب لشکر اسلام کی امارت تم کو ہے - خالد کو جب یہہ مکتوب پہنچا - انھون نے حکم کے موافق مثنی بن حارثہ شیبانی
کو عراق کی امارت دیکے آپ یمامہ کا لشکر ہمراہ لے کے روم کے طرف متوجہ ہوے - راہ مین بعضے قلعے اور شہر غارت کئے بہت سا
مال اور سبایا ہاتھہ آے - بصرے کے پاس ابو عبیدہ سے ملا وہان کے لوگون نے لشکر اسلام کی یہہ کثرت و شوکت دیکھہ کے
جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کی - دیار شام سے پہلا شہر جو ہاتھہ آیا وہی تھا - خالد نے پھر عمرو بن العاص کی مدد کے لئے
آگے روانہ ہوے - یہ سب اسلام کی فوجین باہم جمع ہونے کی خبر رومیون کو پہنچتے ہی ہرقل کے طرف سے ایک بڑی فوج کفار
کی مدد کو آئی لشکر کفار کا عدد ستر ہزار اور ایک روایت سے دو سو چالیس ہزار اور ایک روایت سے تین سو بیس ہزار کو پہنچا تھا
اور لشکر اسلام کے غازی چھتیس ہزار تھے - پھر دو فریق مین جنگ شروع ہوا - خالد نے حکم کیا کہ سب اہل اسلام ایکبار حملہ کرین
اور داد مردی اور شجاعت کی دین - پھر سبنے سب حملہ کئے - اللہ تعالی کی تائید و نصرت انکی مددگار ہوئی آیہ کریمہ کم مین
فِئَۃٍ قَلِیلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیرَۃً کے بموجب لشکر کفار کو شکست ہوئی سبھون نے ہزیمت پائی - غازیون نے
جوانمردی کی ایسی داد دی کہ رومیون سے تین ہزار مرد مقتول ہو کے زمین پر پڑے تھے - اور بھاگنے کے وقت بھی بہت سے کفار مارے
پڑے اور جو بھاگے تھے سو ایلیہ اور قیساریہ اور دمشق مین جا پہنچے اور قلعون مین پناہ لئے ان کا بہت سا اسباب و مال
کمند کے ڈہال اور آہنی خود اور داؤدی بکتر اور بادپا گھوڑے اور بڑے تکلف کے سراپردے اور ہتھیار و پا اس قدر
کہ حساب و شمار سے زیادہ تھا مسلمانون کے ہاتھہ آیا - کہتے ہین کہ تین فرسنگ کی مسافت انہی کے مال و اسباب اور جانورون
سے بھری تھی - خالد نے اس فتح و نصرت کی بشارت عبد الرحمن جمحی کے ہمراہ صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کی - ابوبکر صدیق
اور دوسرے مہاجرین و انصار نہایت خوشی کئے اور شکر الہی بجا لائے - اور شاعرون نے اسباب مین ابیات اور قصیدے
مدحیہ کہے - اور اہل انشا بے نظیر فتح نامے تحریر کئے اس جنگ مین کبار صحابہ سے ابان بن سعید بن العاص اور سلمی بن ہشام
مخزومی اور نعیم بن النحام اور ہشام بن العاص سہمی وغیرہم نے شہادت پائی - منقول ہے کہ خالد نے اس فتح کے بعد دمشق
کی طرف روانہ ہو کے ایک دیر کے پاس پہنچا اسکو اب تک بھی دیر خالد کہا کرتے ہین - وہان سے دمشق باب شرقی سے آیا

میل کے فاصلے پر ہے۔ خالد نے اس جگہہ منزل کی۔ ابوعبیدہ اور یزیدؓ بن ابی سفیان دوسرے دروازون کی طرف آکر شہر دمشق کو درمیان لے کے محاصرہ کر گئے۔ ایسے مین یہہ خبر پہنچی کہ بیس ہزار مرد جنگی روم کی طرف سے دمشق کی مدد پر آکے مرج الصفیر کے مقام مین اترے ہین۔ خالد نے یہہ سنتے ہی لشکر اسلام لے کے وہان جا پہنچے اور ایسا جنگ کیا کہ کافرون کو ہزیمت ہوی۔ معرکے مین پانسو کافر مارے پڑے اور بھاگنے کے وقت بھی اتنے ہی کفار مقتول ہوئے۔

تفصیل

اس اجمال کی یہہ ہے۔

کہ جب ابوبکر صدیق کا حکم نامہ خالد بن ولید کو پہنچا انہون نے شام کی طرف روانہ ہونے کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام سے ایک نامہ ایسا لکھا کہ قَدْ وَلَّانِیْ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی جُیُوْشِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا تَبْرَحْ مِنْ مَّکَانِکَ حَتّٰی اَقْدِمَ عَلَیْکَ وَالسَّلَامُ اور یہہ خط عامر بن طفیل دوسی کے ہاتھہ دیکے روانہ کیا۔ عامر سے روایت ہے کہ مین جب ابوعبیدہ کی خدمت مین جاکے وہ نامہ پہنچایا انہون نے اسکو پڑھ کے ہنسا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَلِخَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پھر اپنی معزولی اور خالد کی منصوبی سے مسلمانون کو آگاہ کیا۔ اور یہہ نامہ پہنچنے کے آگے ابوعبیدہ نے چہار ہزار سوار کاتب رسول اللہ شرحبیل بن حسنہ کے ساتھہ دیکے بصرے کے طرف روانہ کئے تھے سو شرحبیل وہان پہنچ کے بصری کے حوالی مین اترے تھے اور وہان کا حاکم روماس تھا جو ہرقل کے اور سب میون کے پاس بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور پچھلی کتابون اور گذشتہ حالتون سے خوب واقف تھا اور اہل روم تمام بلاد شام سے اسکے پاس آتے اور حکمت کی باتین اس سے سنتے تھے اور شہر بصرہ بہت آباد تھا اور اسمین بارہ ہزار رومی رہتے تھے۔ اور ایک موسم مقرر تھا کہ حجاز اور یمن کے تجار بھی وہان آتے تھے اور اسکے واسطے ایک لوہے کی کرسی بچھائی جاتی اور وہ اسپر بیٹھہ کے علم و حکمت بیان کرتا اور لوگ سنتے تھے۔ ایسی ہی حالت مین شرحبیل بھی مع لشکر وہان جا پہنچے۔ جب روماس کو انکے آنے کی خبر ہوی اپنی قوم کو تاکید کی کہ مین جب تک مسلمانون سے نہ ملون تم سے کوی فرد انسے کلام نکرے۔ پھر اسنے لشکر اسلام کے قریب آکے پکارا کہ ای مسلمانون تمہارا سردار کون ہے۔ تب شرحبیل بھی اپنے لشکر سے نکلکے اسکے نزدیک آلے پوچھا تم کون ہو انہون نے جواب دیا کہ ہم اصحاب سید الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین جو نبی امی تھے اور جنکا ذکر توریت و انجیل مین مذکور ہے۔ روماس نے حضرت کی خبر دریافت کی شرحبیل نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت کی روح قبض کرکے اپنے پاس بلوالی اور وہ چیز جو اپنے پاس تھی انکے لئے اختیار کی۔ روماس نے پوچھا کہ انکے بعد کون شخص انکے قایم مقام ہوا شرحبیل نے کہا کہ اس جناب کے یار غار ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے۔ روماس نے کہا کہ قسم ہے اپنے دین کی مین جانتا ہون کہ تم لوگ حق پر ہو اور بالضرور تم عراق اور شام کے مالک

ہونے کے زبر سے ہی اس شہر کی بنا تو حضرت عمر کی خلافت مین ہوی ۱۲

ہوجاوگے اور مین مہربانی کی راہ سے کہتا ہون کہ تمہاری جماعت تھوڑی اور ہماری فوج کثیر ہے بس تم اپنے ملک کو لوٹ جاوٴ ہم تمسے تعرض نکرینگے - اور ابوبکر میرے دوست ہین اگر وہ یہان آتے مجہہ سے نہ لڑتے - شرجیل نے کہا کہ اگر انکے بیٹے بھتیجے بہی دین و ملت کا خلاف کرینگے تو وہ چھوڑینگے کیونکہ یہہ دین خدا ہے اللہ تعالی نے تمہارے ساتھہ جہاد کا حکم فرمایا ہے اور جب تک تم تین باتون سے ایک کو اختیار نکروگے ہم تمسے جدا نہونگے یا ہمارا دین قبول کرو یا جزیہ دو یا جنگ پر آمادہ ہوجاوٴ - روماس نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا مین تم سے نہ لڑتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ تم حق پر ہو - مین چاہتا ہون کہ اپنی قوم مین جا کے انکو نصیحت کرون تا انکو کیا منظور ہے دیکھون - شرجیل نے کہا کہ اس باب مین بہت جلدی کیجیے کیونکہ ہم تم سے جو تین باتین کہہ چکے ہین انمین سے کسی ایک بات کا سرانجام دینا ہم کو نہایت ضرور ہے یعنے تم کو داخل اسلام کرنا یا تم سے جزیہ لینا یا جنگ کرنا تب روماس نے اپنی قوم مین جا کے کہنے لگا کہ اے نصرانیو تمہاری کتابون مین جو مذکور ہے کہ عرب تمہارے شہرون مین داخل ہونگے اور تمہارا مال لوٹینگے اور تمہارے بہادرون کو قتل کرینگے سو انکا وقت یہی ہے اور تم لوگ کثرت مین رومیس کے لشکر سے بڑہکر نہین ہو جو خود وہ اور اسکے ساتھی ارض فلسطین مین مسلمانون کی ایک چہوٹی سی جماعت کے ہاتھہ سے مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے اور مین نے سنا ہے کہ انہین سے ایک شخص جسکا نام خالد بن ولید ہے عراق کے طرف سے خروج کیا ہے اور اسنے ارکہ اور تدمر اور حوران فتح کرلئے ہین اور عنقریب تمہارے طرف پہنچیگا بہتر یہ ہے کہ ہم جزیہ دینا قبول کرین تا ہم اپنے جان و مال سے محفوظ رہین اور یہہ لوگ یہانسے چلے جاوین - روماس نے یہہ تقریر سنتے ہی اسکی قوم اسکے قتل پر آمادہ ہوی - اسنے کہنے لگا کہ اے نصرانیو مین نے محض تمہارے امتحان کے لئے یہہ بات کہی تم خاطر جمع رہو مین بھی تمہارے ساتھہ ہون - **واقدی رحمۃ اللہ علیہ** نے روایت کی ہے کہ اس گفتگو کے بعد رومی کفار آمادہ جنگ و پیکار ہوئے شرجیل بہی لشکر اسلام کو لیکے برسر میدان آئے - لاکن مسلمانون کی قلت اور کافرونکی کثرت ایسی تہی کہ **ماجد بن رویم العبسی** نے خبر دی ہے کہ اہل اسلام بہ نسبت اُن کافرون کے ایسا نظر آتے تہے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو مین ایک سفید تل نظر آوے - شرجیل نے مجاہدون کو جہاد کی ترغیب دی اور بارگاہ الٰہی مین دعا کی ابہی دعا تمام ہونے نہین پائی تہی کہ ایک گرد و غبار نمود ہوئی دیکہتے کیا ہین کہ دو سوار برق رفتار بڑی تیزی سے آرہے ہین شرجیل نے مسلمانون کو بشارت دی کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بہیجی ہے - وے ہر دو سوار جب نزدیک آئے ایک نے کہا کہ مین **خالد بن ولید** ہون دوسرے نے کہا کہ مین **عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق** ہون - خالد کا قصہ یہہ ہے کہ جب انہون نے ابو عبیدہ کے نام سے نامہ روانہ فرمایا آپ مع لشکر کوچ کیا اور راہ مین کئی شہر جیسے ارکہ اور تدمر اور سخنہ اور حوران اور قریتین وغیرہ انکی تسخیر مین آئے اور ان شہرون کے لوگ مصالحہ کیا بعضون نے جزیہ قبول کیا اور بعضے مسلمان ہوے

غرض خالد اور عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق جب مظفر و منصور بصرے پر آپہنچے سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ جب رومیون نے خالد کی آواز سنی اُنکے آوازین پست ہوگئین اور بہت گھبرائے۔ پھر خالد نے اس روز جنگ موقوف کرکے سب اہل اسلام کو آرام پانے کا حکم کیا۔ دوسرے روز بصرے کا لشکر جنگ پر آمادہ ہوکے نکلا۔ خالد نے کہا کہ یہ لوگ ہمکو اور ہمارے جانورون کو تھکے ماندے دیکھکے آج لڑائی پر مستعد ہوچکے ہین۔ پس تم بھی سوار ہوجائیو اور امداد الٰہی کے امیدوار رہیو۔ پس جب مسلمان سوار ہوے خالد نے رافع بن عمیرۃ الطائی کو میمنہ پر اور ضرار بن الازور کو میسرہ پر مقرر کیا اور ضرار کم سن اور لڑائی میں بڑے دلیر تھے اور عبدالرحمن بن حمید الجمحی کو پیدل پر مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ مین جب حملہ کرون تم بھی حملہ کرو لشکر اسلام حملہ کرنے پر مستعد تھا کہ ایسے مین لشکر روم کی صفین چیرتا ہوا ایک سوار نکلا پوشاک عمدہ پہنا تھا سونا روپا اور حریر یاقوت اسکے بدن پر چمکتے تھے۔ ہر دو لشکر کے درمیان آکر ٹھہر رہا اور کہنے لگا کہ اے گروہ عرب تمہارا جو سردار ہے وہ باہر آوے کہ مین حاکم بصرے کا ہون۔ میرا نام روماس ہے۔ تب خالد بھی اپنے لشکر سے نکل کے اسکے مقابل ہوے اس نے کہنے لگا کہ اے سردار عرب مین بادشاہ روم کے مقربون اور دانشمندون سے ہون مین نے پہلی کتابون مین دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر زمانے مین بنی ہاشمی قریشی کو عرب سے مبعوث کریگا انکا نام محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خالد نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر ہین۔ روماس نے پوچھا کہ ایا اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔ خالد نے کہا ہان جسکا نام قران ہے۔ پھر پوچھا کہ ایا شراب تم پر حرام ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہان جس نے شراب پیا ہے ہم اس پر حد جاری کرتے ہین۔ پھر پوچھا کہ ایا تم پر نماز فرض ہوی ہے۔ خالد نے کہا ہان پانچوقت کی نماز فرض ہوئی ہے۔ پھر پوچھا کیا تم حج کرتے ہو۔ خالد نے کہا ہان۔ پھر پوچھا کیا تم پر جہاد فرض ہوا ہے۔ خالد نے کہا ہان اگر جہاد فرض نہوتا ہم تم پر جنگ کے لئے نہ آتے۔ تجھ روماس نے کہا کہ مین خوب جانتا ہون کہ تم حق پر ہو اور مین تم کو دوست رکھتا ہون اور مین نے اپنی قوم کو تمہارے طرف سے ڈرایا لاکن وہ نہین مانتی ہے۔ خالد نے کہا کہ تو مسلمان ہوجا۔ روماس نے کہا کہ مجھے اسبات کا ڈر ہے کہ مین اسلام لاؤن تو میری قوم مجھکو قتل کریگی اور میرے لوگونکو قید کردیگی۔ اسواسطے پھر بھی مین نے جاکے اپنی قوم کو ترغیب دیتا ہون شاید اللہ تعالیٰ انکو راہ راست پر لاوے۔ پس اب جب اسنے اپنی قوم مین جاکے لشکر عرب سے ڈرایا اور ایمان کی ترغیب دی اسکی قوم اسکی دشمن ہوگئی اور کہا کہ تو جاکے اپنے گھر مین بیٹھا رہ ہم جنگ کرتے ہین۔ جب روماس بھی تو یہی چہتا تھا خوشی سے اپنے گھر چلا گیا۔ اور اہل بصرے نے وردیان کو اپنا سردار ٹھہرایا۔ جب وردیان زرہ پہنا ہوا اپنے لشکر کو لے کے میدان پر آیا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت ہر دو مین معرکہ آرائی ہوئی آخر وردیان بھاگ نکلا۔ پھر لشکر اسلام جب حملہ کیا بہت کفار مارے گئے باقی لشکر کو بھی مسلمانون سے دوسو تیس ۲۳۰ آدمی شہید ہوے اور بصرے والونکا مال بھی مسلمانونکے لوٹ مین آیا خالد شہیدونپر نماز

پڑھکے انکو دفن کرواد یا - جب اس رات سے چہتا حصہ گذرا ر وماس نے اپنے غلامون کے ہاتھ سے شہر پناہ کی دیوا
کو سوراخ ڈلواکے نکلا اور خالد کی خدمت مین آکے اپنی قوم کا ماجرا ظاہر کیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور کہا کہ تم اپنے معتمد
چند لوگون کو میرے ساتھ روانہ کرین تو اس سوراخ سے انکو اپنے قلعے مین لیجاتا ہون تا شہر تمہارے قبضہ مین آجائے
یہہ بات سنکے خالد نے سجدہ شکر ادا کیا پس عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق کے ہمراہ ایک سو سوار دیکے روانہ فرمایا جب داخل شہر
ہوے عبد الرحمن نے اپنی ٹکڑی کے چہار حصے کرکے شہر کے چار طرف انکو کہڑے رہنیکا حکم کیا ہر طرف پچیس سوار تھے ان سب
کو حکم کیا کہ جب تم میری تکبیر کی آواز سنین تم بھی سب تکبیر کہو پس ر وماس نے عبد الرحمن کو اس برج پر لے گیا جہان بصرے کا سردار
وریحان اپنے ساتھیون سمیت مقیم تھا اُسنے پوچھا کون ہے ر وماس نے کہا مین بطریق ہون اور یہہ میرے ہمراہ عبد الرحمن ہین
وہ اسلئے یہان آئے ہین تا تیری روح کو دوزخ مین روانہ کرین - وریحان نے یہہ بات سنکے غصہ ہوا اور حملہ کرنا چاہا لیکن
نامردی سے قدم نہ بڑہا سکا ایسے مین عبد الرحمن نے جلدی کرکے اسکے شانے پر تلوار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ وہ گر پڑا اور
داخل دوزخ ہوا - تب عبد الرحمن نے تکبیر کہی ان کی آواز سنکر شہر کے چارون طرف سب مجاہدین تکبیرین کہنے لگین بلکہ
درختون اور پہاڑون اور پرندون سے بھی تکبیر کی آوازین آنے لگین اور کہا اے ہمارے مالک اے ہمارے معبود
کیا خوش اور پاک ہے تیرے نام اور ذکر کا سننا اور ہمارے جیسے کون تیری حقیقت شکر مین قیام کر سکتا ہے اور تحقیق سنا ہم نے
کلمہ توحید اور دیکھا ہم نے تیرا شکر اور تیری بندگی ظاہر کرنے والونکو القصہ جب عبد الرحمن نے تکبیر کہی سب مسلمان بھی تکبیر
کہتے ہوے کافرون کا قتل شروع کیا - اور خالد بھی انکی آوازین سنتے ہی اپنے لشکر کو لیکے شہر مین پہنچگئے - جب بصرے والون
نے دیکھا کہ عرب اپنے شہر کو فتح کر لیا مردون عورتون اور لڑکون نے گھبرا کے بڑا ہی شور و غل مچایا - خالد نے پوچھا کہ یہہ لوگ کیا
کہتے ہین - ر وماس نے کہا کہ امان طلب کرتے ہین - خالد نے حکم کیا کہ اب تلوار نچلائیو امان دو - ر وماس نے خالد سے گذارش کی
اب مین اس شہر مین اقامت نہین کرتا ہون بلکہ تمہارے ساتھ رہتا ہون میرا مال و اسباب میرے گھر سے باہر نکالنا چاہتا ہون
تب خالد کے حکم سے چند شخص جاکے اسکی امانت کی جب ر وماس کی عورت کو اسکے اسلام سے خبر نہین تھی اپنے شوہر کو
دیکھتے ہی نفرت و کراہت کے ساتھ اس سے دور ہوئی جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا پوچھا اسکا کیا سبب ہے اس عورت نے کہا
کہ مجھے تم اپنے سردار تک لے چلئے تا اپنا احوال بیان کرون پس جب لوگون نے اسکو خالد کی خدمت مین حاضر کیا اس نے
عرض کی کہ اے سردار مین کل کی رات اچھے خواب مین ایک معاملہ عجیب دیکھا ہے کہ ایک جلیل الشان کہ جنکا چہرہ مبارک بدر
تابان کے مانند درخشان ہو تشریف لائی ہے اور مجھکو دیکھکے فرماتے ہین کہ یہہ شہر بصرہ اور تمام ملک شام و عراق اسی گروہ عرب
کے ہاتھ سے فتح ہوگا مین نے عرض کی کہ آپ کون ہو فرمایا کہ مین محمد رسول اللہ ہون پھر مجھکو اسلام کی طرف دعوت کی مین اسی وقت

اسلام سے مشرف ہوئی پھر مجھکو قرآن مجید کی دو سورتین سکھلائین خالد نے یہ سنکر تعجب کیا اور کہا کہ وے دو سورتین
کونسی ہین پڑھ تب اسنے سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھکر سنائین اور خالد کے ہاتھ پر اپنے اسلام کو تازہ کیا۔ اور اپنے
شوہر تماس سے کہا کہ یا تو میرا دین قبول کیجئے یا مجھکو چھوڑ دیجئے خالد یہ سنکے ہنسے اور کہا سُبحانَ مَنْ وَفَّقَھُما اور
اس عورت سے کہا کہ تیرا شوہر تجھسے پہلے مسلمان ہو چکا ہے یہ سنکر وہ عورت بہت خوش ہوئی **واقدی** رح نے معمر
بن سالم سے روایت کی ہے کہ روماس نے خالد کے ہمراہ ہو گیا اور شام کے سب لڑائیون مین شریک ہوا اور کفار سے جہاد کرتا
رہا تمام ملک شام فتح ہوے پر ابو عبیدہ کی درخواست بموجب حضرت عمر فاروق نے روماس کو بصریٰ کی حکومت دی تھوڑے
دن وہان کی حکومت کر کے ایک بیٹے کو چھوڑ کر رحلت کی۔ القصہ بصرے کا شہر تسخیر مین آیا سو دوسرے روز علی الصباح سب
اہل شہر خالد کی خدمت مین حاضر ہو کے مصالحہ کیا خالد نے اپنے طرف سے ایک نائب ٹھہرا کے وہانسے کوچ کیا اور ابو عبیدہ کے
نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھہ بھیجا کہ بعونہ تعالیٰ انشاء اللہ شہر بصرہ مفتوح ہو چکا اب مین دمشق کے طرف کوچ کرتا ہون تم وہان
مجھسے آملو۔ اور ایک نامہ اس بشارت مین حضرت صدیق اکبر کی خدمت مین روانہ کیا۔ **روانہ ہونا خالد کا بصرے**
سے دمشق کی طرف کہتے ہین کہ جب خالد نے بصرے سے نکلے راہ مین **قریہ ثنیہ** پر پہنچکے توقف کیا اور اپنا نشان
جسکا نام **رایۃ العقاب** تھا وہان نصب کروایا اسوقت سے اسجگہ کا نام **ثنیۃ العقاب** مشہور ہوا پھر وہان سے
دمشق کے طرف کوچ کیا اسطرف دمشق مین اطراف و نواحی کے بہت سے لوگ جمع آئے تھے۔ کہتے ہین کہ فقط سوارونکا عدد
بارہ ہزار سے زیادہ تھا اور انھون نے بہت سے بیرق اور صلیب سے شہر پناہ کو آراستہ کیا تھا جب خالد رض لشکر قریب دمشق
کے پہنچے ایک دیر کے پاس نزول کیا اسیواسطے اسکو ابتک دیر خالد کہتے ہین اور اس مقام کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرا کے
ابو عبیدہ کی انتظاری مین تھے۔ **واقدی** رح سے روایت ہے کہ جب ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ خالد نے ارکہ اور تدمر
اور حوران اور بثنہ اور بصرے کو فتح کر کے اب دمشق کے طرف متوجہ ہے بہت ہی مضطر ہوا اور اپنے سردارون کو جمع کر کے
کہنے لگا کہ دمشق ملک شام کا بہشت ہے اگر وہ بھی فتح ہو جاوے تو بڑی مصیبت ہے اگرچہ مین نے ایک بڑا لشکر کہ مسلمانون
کا دو چند ہوگا دمشق کے طرف روانہ کیا ہے لاکن تمھارے سے کوئی جوانمرد اگر یہان سے جا کے انکو ہزیمت دیگا تو مسلمانون
نے جتنے شہرونکو فتح کر لیا ہے ان سب شہرونکا محصول مین اسیکو دونگا۔ ہرقل کے سردارون مین سے ایک سردار کہ جسکا
نام **کلوص** تھا اور اس زمانے مین اسکی شجاعت کا جابجا چرچا تھا فارس کا لشکر جب شام کا قصد کیا تھا اس وقت
اسکی بہادری ظاہر ہوئی تھی ہرقل کا کلام سنکے کہا ای بادشاہ مسلمانون کا مقابلہ کر کے مین انکو ہزیمت دونگا ہرقل نے
اسکا کلام سنکے خوش ہوا اور ایک سونے کی صلیب اسکو دی اور پانچہزار سوار اسکے ساتھ دیکے کہا اس صلیب کو آگے رکھہ

بہی تجکو مدد دیگی۔ افسوس ہی ہرقل کی سمجھ پر کہ باوجود عقل بادشاہی کے اتنا نہین سوجہا کہ صلیب جو ایک جماد بے حس وحرکت ہی وہ کسی کی کیا مدد کریگی وہ تو مسلمانونکے ہاتھہ سے ٹوٹ پڑنی اور پارہ پارہ ہونے والی ہی۔ پس کلوص نے اسی دن انطاکیہ سے کوچ کیا اور جب حمص پر آ پہنچا وہان کے قسیسون اور راہبون نے خوشبو دار چیزین جلاتی ہوین اور انجیل ہاتہون لئے ہوین اسکے استقبال آئے اور عموریہ کا پانی اس پر چہڑکا اور اسکی فتح کے لئے دعا کی۔ پہر جب حمص سے آگے بڑہا ہر شہر کے نصارا اسکے ساتھہ ایسا ہی پیش آئے۔ پہر جب دمشق پر آ پہنچا اسوقت دمشق کا سردار ہرقل کے طرف سے عزرائیل نامی مقرر تہا کلوص اور عزرائیل کے درمیان مخالفت آگئی آخر یہ تجویز ٹہہری کہ ایک روز کلوص جنگ کرے اور ایک روز عزرائیل۔ رافعہ بن مسلم نے روایت کی ہی کہ خالد مع لشکر جو دیر غوطہ کے مقام پر اترے تہے دفعتاً انہون نے دیکہا کہ فوج دمشق اپنے طرف رخ کیا ہے مجاہدونکو حکم کیا جلد تیار ہو جائیو تب سب کے سب سوار ہو نکلے۔ کلوص کو عربی زبان نہین معلوم ہوتی تہی اسلئے اپنی جمعیت سے جرجیس نصرانی کو جو اُن مین بڑا فصیح اور دانشمند تہا ہمراہ لے کے آیا اور خالد سے گفتگو آغاز کی اور اپنے لشکر کی کثرت اور کلوص کی شجاعت سے ڈرایا اور مثالین بیان کرکے پوچہا کہ تم ادہر کس لئے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ خالد نے اسکی باتین سنکے کہنے لگا اے دشمن خدا تو ہمارے واسطے مثالین بیان کرتا ہے اور اپنے لوگونکی کثرت سے ڈراتا ہے واللہ ہم نے تمہاری کثرت کو ویسی سمجہتے ہین کہ جیسے ایک شکاری نے بہت سے پرندون پر اپنا جال پہینکا اور بہت سے پرندے اسکے قید مین آگئے اور وہ شکاری دائین بائین جس پرندے کو چاہے پکڑ لیتا ہے اور انکی کثرت سے نہین ڈرتا ہے۔ اور ہم ادہر آنیکا یہ سبب ہے کہ یہ ملک ہمارے حق مین ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے پسند کیا ہی اور یہ ملک ہمارے ہاتھہ آنے کا وعدہ ہمارے پیغمبر برحق مخبر صادق محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک سے ہم کو دیا ہی۔ اور تو نے ہمارا قصد جو دریافت کیا ہم چاہتے ہین کہ تم تین باتون سے ایک قبول کرین اسلام سے مشرف ہووین یا جزیہ دیا کرین یا جنگ پر آمادہ ہو جاوین حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْن جرجیس نے خالد کا یہ کلام سنکے پیچہے ہٹنے لگا اور اسکا رنگ بدل گیا اور خالد کی ہیبت کلوص پر ایسی غالب ہوی کہ وہ اپنی زین پر اسطرح کانپنے لگا جیسے تند ہوا سے شاخ ہلتی ہی۔ اور جرجیس سے کہا کہ اس سردار عرب سے رخصت مانگلے کہ لڑائی کل صبح پر موقوف رکہین خالد نے کہا کہ تو میرے سے فریب کرتا ہے حالانکہ مین تیرے فریب سے خوب آگاہ ہون یہ بول کے اسپر نیزہ اٹہایا مارے خوف کے جرجیس کی زبان بند ہوگئی اور وہ بہاگنے لگا پہر خالد نے کلوص پر حملہ کرکے اسکو لشکر روم کے قریب پہنچایا پاسکو بہاگنے نہ دیا تب کلوص بہی حملہ کیا پہر دونو نیزہ بازی ہوی آخر کلوص نے کنارہ کشی چاہی پر خالد نے نہ چہوڑا نیزے سے ایک ضرب کرکے اسکو گہوڑے کی زین سے جدا کیا سب مسلمانون نے تکبیر کہتے ہوے اسکے پاس دوڑے خالد نے کلوص کو پکڑ کے مسلمانون کے حوالے کیا اور کہا کہ اسکو مشکیان باندہکر قید مین رکہو جب کلوص قیدی ہوا خالد سے کہا کہ اے سردار تم ضرور حاکم دمشق عزرائیل کو مار ڈالو تب ملک دمشق تمہارے ہاتھہ آجائیگا خالد نے

کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین تو کسی مشرک اور اسکو جو اللہ تعالیٰ کے واسطے بیٹا قرار دیتا ہی نجھوڑونگا پھر خالد نے اشعار رجز پڑھتا
ہوا حملہ کیا۔ واقدی رح نے روایت کی ہی کہ جب جرجیس نے اپنی قوم مین جا کے سب ماجرا ظاہر کیا اسکی قوم نے عزرائیل
کو ترغیب دیکے لڑائی پر بھیجا اسنے خالد کے مقابل ہوا خالد اس پر حملہ کرنا چاہا تو اسنے کہنے لگا کہ اے سردار عرب تھوڑا
توقف کیجیو تا تم سے کچھہ باتین کرلون۔ تب خالد نے ہاتھہ رکھہ کے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین اپنے لشکر کا شہسوار ہون
اور مین مٹانے والا لشکر ترک اور جرامقہ کا ہون خالد نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اسنے کہا کہ مین ملک الموت کا ہمنام ہون میرا نام
عزرائیل ہی خالد نے یہہ سنکے ہنسنے لگا اور کہا کہ ای دشمن خدا توجسکا ہمنام ہے وہ تیرا اشتاق ہے تا تجھے داخل جہنم کرے
اس نے پوچھا کہ تم نے جو کلوص کو قید کرلیا کیا سبب سکو اب تک قتل نکیا۔ خالد نے کہا کہ اسکو باقی رکھنے کا یہہ سبب ہے کہ تا
تم دونو کو ایکہی وقت قتل کردون۔ عزرائیل نے کہا کہ ایک ہزار مثقال سونا اور دس کپڑے ریشمی اور پانچ گھوڑے مجھہ سے
لو اور کلوص کو قتل کردو اور اسکا سر مجہ کو دو خالد نے اسکا ٹھٹول کرکے کہا کہ یہہ مال تو کلوص کے خون کا عوض ہی تو اپنے مارے
جانیکا کیا عوض دیگا۔ عزرائیل نے غصے ہوکے کہنے لگا کہ ہم جس قدر تمھاری تعظیم کرتے ہین تم اتنا ہی ہماری ذلت واہانت
سے پیش آتے ہین پس تم آپ کو بچائیو مین تمھارا قاتل ہون۔ خالد نے یہہ بات سنکے شعلہ آتش کے مانند اسپر حملہ کیا دیر تک
دونون مین لڑائی ہوئی عزرائیل کی بہادری جو ملک شام مین مشہور اور زبانون پر مذکور تھی خالد کے روبرو کچھہ چل نسکی۔ سو اسنے
بھاگنے لگا خالد نے اسکا پیچھا کیا لاکن جب اسکا گھوڑا تیز تھا خالد اس تک پہنچ نسکے عزرائیل نے یہہ حال دیکھکے سمجھا کہ وہ مجھسے
ڈر گئے ہین۔ پس بہتر ہے کہ مین ٹھہر جاؤن جب وہ مجہ سے آملین انکو قید کرلون شاید کہ مسیح مجھکو غالب کرین اس مشرک
نے یہہ نسوچا کہ اب کوئی دم مین اللہ نے اسکو خالد کا شکار کردیا ہے اور بلا اذن الٰہی کوئی کسی کی تائید نہین کرسکتا ہے
اور یہہ بھی لعین سوچا کہ مسیح تو نصارا آپ کو شریک خدا ٹھہرانے اور پیغمبر آخر الزمان کا انکار کرنے سے ان سب پر غصہ مین ہین
غرض ایسا سمجھہ کے ٹھہر گیا جب خالد اسکے نزدیک پہنچے انکا گھوڑا تھک گیا اور پسینے مین ڈوبا تھا تب اسکو کہا ای دشمن
خدا کیا میرا گھوڑا تھک جانے سے تو میرے طرف طمع کرتا ہے مین کسی حال سے تجھکو نچھوڑونگا پیدل ہوکے تجھے مار ڈالونگا
پس گھوڑے سے اترکے اسپر حملہ کیا اور تلوار کے ایکہی ضرب مین اسکے گھوڑے کی کوچین کاٹ دین عزرائیل نے گھوڑے سے گرکے اپنے
لشکر کے طرف بھاگنے لگا۔ خالد نے اسکا پیچھا کیا اور کہا اے دشمن خدا توجس کا ہمنام ہے وہ تجھہ پر غصہ ہے اور تیری جان نکالنی
چاہتا ہی پس اسکو پکڑکے اپنے ہاتھون اٹھایا اور چاہا کہ مار ڈالین رومیون نے اسکا یہہ حال دیکھکے حملے کا قصد کیا ایسے وقت
مین ابوعبیدہ کا لشکر بھی آپہنچا خالد نے بصرے کے مقام سے جو انکو نامہ لکھہ کے قاصد کے ہاتھہ سے بھیجا تھا قاصد نے انکو راستے
مین آتے ہوے پایا اور ان کے ساتھہ لوٹ گیا۔ القصہ ابوعبیدہ کا لشکر جب ایسے وقت مین آپہنچا کہ خالد کا لشکر برسر میدان

کافرون سے مقابلہ کیا ہے اور خالد انکے سردار کو پکڑکے اپنے ہاتون پر اٹھا لیا ہی کافرون کے دلون مین مسلمانونکا بڑا ہی رعب سا گیا سو حملہ کرنے نہ پایا اور خالد نے عزرائیل کو جو اسیر کر لیا اپنے لشکر مین لاکے نگہبانون کے حوالے کیا واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب ابوعبیدہ خالد کے نزدیک آپہنچے چاہا کہ سواری سے اترین خالد بن ولید نے انکو قسم دے کے اترنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بہت دوست رکھتے تھے اور انکی شان مین امین هذه الامة فرمایا ہی۔ غرض جب ایکدوسرے کو سلام کیا ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا اے فرزند خط سے ابوبکر صدیق کے تم امیر ہوکے ادہر آنیکی خبر مجھے پہنچی تھی تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوی کیونکہ تم نے اہل فارس اور عرب کے ساتھ جنگ کیا ہی مین نے خوب جانتا ہون۔ خالد بن ولید نے کہا قسم ہی خدائے تعالی کی مین تمہارے بلا مشورت کوئی کام نکرونگا اور تمہارا اخلاف روا نہ رکہونگا واللہ اگر خلیفے کا حکم نہوتا مین امارت کا منصب قبول نکیا ہوتا کیونکہ آپ میرے سے سابق الاسلام اور خاصگان درگاہ سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام سے ہو پھر ایکدوسرے سے مصافحہ کیا کلوص اور عزرائیل یے ہردو سردار اسیر ہوے سو باتین کرتے ہوے مقام دیر کے طرف روانہ ہوے اور اپنے لشکرگاہ مین اترے پھر جب دوسرے دن آیا لشکر اسلام آراستہ ہوکے اہل دمشق سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ جب انکے ہردو سردار قیدی ہوگئے دمشق والون نے توما کو جو ہرقل کا داماد تھا اپنا سردار ٹھہرایا اور اپنا لشکر لیکے معرکے مین آئے۔ پس مسلمانون نے تکبیر کہتے ہوے ان پر حملہ کیا انکی تکبیرون سے اس مقام کا گرد و نواح کانپ اٹھا عامر بن طفیل نے روایت کی ہی کہ اس حملے مین ہم سے ایک ایک غازی نے دس دس رومی کو قتل کیا اور رومی لوگ ایکساعت سے زیادہ ٹھہر نہ سکے اور بہاگ نکلے اور ہم انکے مقام دیر سے دمشق کے دروازے شرقی تک انکو مارتے ہوے پیچھا کیا اور دمشق والون نے اپنے لشکر کی ہزیمت دیکھ کے شہر کے دروازونکو بند کر لیا تب اہنین کے لوگ جو باقی رہے بیٹھ گئے اہل اسلام انمے سے بعضونکو قتل کیا اور بعضونکو پکڑ لیا۔ پس خالد نے نصف لشکر لیکے دروازہ شرقی پر اترے اور ابوعبیدہ نے نصف لشکر لے کے دروازہ جابیہ پر نزول کیا۔ اور اہل دمشق یہہ معاملہ دیکھکے بہت گھبرائے۔ کلوص اور عزرائیل یے ہردو سردار رومی جو قید مین تھے خالد نے حکم کیا کہ انکو حاضر کرین جب نگہبانون نے ان ہردو کو حاضر کیا خالد نے انکو اسلام کے طرف دعوت کی وے ہردو ملعونون نے انکار کیا تب خالد نے انکے قتل کا حکم فرمایا۔ پس ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیر الطائی نے کلوص کو قتل کر دیا۔ جب دمشق والون نے یہہ حال دیکھا ہرقل کو یہہ سب ماجرا یعنے اپنے ہردو سردار کا مارا جانا اور اہل اسلام کا دمشق پر محاصرہ کرنا اور اکثر شہرون پر فتح پانی مفصل لکھہ کے کمک کی درخواست کی اور خط ایک قاصد کے ہاتھ مین دیکے اسکی کمر کو رسی باندہکر رات کے وقت شہر پناہ کی دیوار سے اتار دیا اس قاصد نے انطاکیہ تک جاکے جب وہ خط پہنچایا ہرقل نے وہ خط دیکھتے ہی بہت رونے لگا

اور اپنے سب ارکان دولت کو جمع کرکے مشورت کی کہ اب مسلمانون کے جنگ پر کس کو روانہ کرین۔ سبھون نے متفق ہو کے
کہا کہ حمص کا حاکم وردان بڑا لڑویّا ہے اور جنگی معاملات مین وہ ہم سب سے زیادہ ماہر ہے اور فارس کا لشکر جب
ہمارا قصد کیا تہا اس وقت اس سے کیسی بہادری ظاہر ہوئی تجھے معلوم ہے۔ پس ہرقل نے وردان کو بلوا کے اسکی
بڑی تعریف و توصیف کی اور کہا کہ تو میری بجائے تلوار کے ہے مین نے بارہ ہزار آدمیون پر تجکو سردار بنایا ہے تو اسیوقت
کوچ کر جب مقام بعلبک پر پہنچے روم کا ایک لشکر جو مقام اجنادین پر ہے اس لشکر کے لوگونکو حکم کہا ارض بلقا اور جبال
سواد مین متفرق ہو کے ٹھہرے رہین تا کسی مخالف کو ادہر آنے مین۔ جب وردان نے یہ باتین سنی نہایت خوشی سے پھول
گیا۔ اور اپنی نشۂ غفلت و غرور شیطنت سے کہنے لگا کہ مین اول خالد بن ولید کا سر کاٹونگا پھر حجاز مین جا کے کعبے اور
مدینے کو کھود ڈالونگا۔ ہرقل نے کہا قسم ہے انجیل کی کہ اگر تو اپنا قول پورا کریگا تو مسلمانون نے جن شہرون اور قلعون کو
فتح کیا ہے مین تجہی کو دے دونگا۔ اور میرے بعد تو ہی بادشاہ ہونے کی سند بھی لکھ دونگا۔ پھر ہرقل نے اسکو خلعت اور
ایک سونے کی صلیب دی جسکے چارون کنارون مین یاقوت بیش قیمت لگے تھے اور کہا کہ جس وقت دشمن سے مقابلہ پڑے
اس صلیب کو آگے رکھنا چاہئے کہ یہ مددیگی واقدی رح نے روایت کی ہے جب وردان نے صلیب کو لے کے
کنیسے مین آ کے معمودیہ کے پانی مین ڈوبا اور قسیسون نے اسکے واسطے فتح کی نماز پڑہی اور کنائیس کی خوشبو یعنی بخور
اسکو دیا۔ اسیوقت وردان نے شہر سے نکل کے باب فارس پر خیمہ کھڑا کیا اور رومی لوگ اسکے ہمراہ جانیکے لئے آمادہ
ہوگئے ہرقل نے کوچ کے وقت اپنے ارکان دولت کو لیا ہوا اسکو رخصت کرنیکے لئے آیا اور لوہے کے پل تک اسکی ہمراہی
کر کے رخصت کی۔ وردان اپنا لشکر ہمراہ لیکے رستہ طے کرنے لگا اور مقام اجنادین پر آ کے ٹھہرا۔ اور خالد نے دمشق پر جو
محاصرہ کیا تھا ہمیشہ جنگ ہوتا تھا کہ قلعے پر چڑھ کے تیر او پتھر پھینکتے تھے اہل اسلام بھی تیر او پتھر سے جنگ کرتے تھے آخر دمشق والون نے نہایت تنگ آ کے
صلح کا پیغام کیا کہ ہم ایکہزار اوقیہ روپے کے اور پانسو اوقیہ سونے کے اور ایکسو ریشمی کپڑے دیتے ہین تم یہان سے
کوچ کیجئے۔ خالد نے نہین مانا اور کہا جب تک تین باتون سے ایک قبول نکرین ہم یہان سے کوچ نکرینگے یا تم مسلمان
ہوجاوین یا جزیہ دیا کرین یا جنگ کرین۔ اہل دمشق پر یہ بات نہایت گران آئی۔ تیر او پتھر کا جنگ تو ہمیشہ جاری تھا
ناگاہ خالد نے اکروز دیکھا کہ اہل دمشق قلعے پر تالیان بجاتے ہین ناچتے کودتے ہین اور پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہین
ایسے مین ایک بڑی گرد و غبار بھی نظر آئی سمجھا شاید کہ اہل دمشق کی مدد پر کوئی لشکر آیا ہے لشکر اسلام کو حکم کیا کہ ہتیار
جنگ پر آمادہ ہو جائیو اس اثنا مین چند غلہ فروشون نے آ کے خبر دی کہ پہاڑ کے دامن مین رومیون کا ایک لشکر ہمارا آنے
اتا ہے۔ خالد نے یہ سنتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاکے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

پھر اپنے لشکر کو دروازہ شرقی پر چھوڑ کے آپ گھوڑا دوڑا کر دروازہ جابیہ پر گئے اور ابو عبیدہ کو یہہ خبر دیکے کہنے لگا
کہ میری رائے مین یہہ بات آتی ہی کہ ہم سب مل کے اس لشکر سے لڑنے کے لئے جاوین - ابو عبیدہ نے کہا کہ یہہ بات مین مناسب
نہین جانتا ہون کیونکہ ہم سب یہان سے چلے جاوین تو اہل دمشق قابو پا کے پھر قبضہ کر لیوینگے بلکہ میری یہہ رائے ہے
کہ تم اپنے لشکر سے ایک جوانمرد جنگ آزمودہ کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے روانہ کرے اگر مقابلے کا قوت پاوے تو اُنسے
جنگ کرے والا ہماری طرف لوٹ آوے - خالد نے اس تدبیر کو قبول کیا ضرار بن الازور جو بڑے شجیع اور دلاور
تھے اور انکے باپ چچا جہاد مین شہید ہوئے تھے سو انکو بلوا کے فرمایا کہ مین تم کو پانسو سوار پر سرداری دیتا ہون
تم لشکر روم کے جنگ پر جائیو - ضرار جو شہادت اور کارزار کے بڑے مشتاق تھے یہہ بات سنکے بہت خوش ہوئے

جنگ بیت لھیا کا

اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کے کوچ کیا - اور بیت لھیا تک جا کے نزول کیا - **بیت لھیا کا جنگ** یہہ وہ مقام ہے کہ
جہان آزر بت تراش بت بناتا تھا - غرض جب ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہوئے ضرار کا یہہ حال تھا کہ ننگے بدن عربی گھوڑے
پر سوار اور ہاتھ مین ایک نیزہ آبدار لیا تھا جب لشکر کفار کے قریب ہوئے تکبیر کہنے لگی سب غازی لوگ بھی تکبیرون سے آواز
ایسی بلند کی کہ کافرون کے دلون مین رعب پڑ گیا اور لشکر روم کا سردار وردان مقدمۃ الجیش تھا اور وہ صلیب اور لشکر
کے سب نشان ایکدوسرے سے ملائے ہوئے اسکے ساتھ تھے - ضرار نے یہ دیکھ کے سمجھا کہ سردار لشکر انہین مین ہوگا پس تلوار کھینچ کے تنہا
ان پر حملہ کیا اور قلب لشکر تک پہنچگیا - اور لشکر کفار مین ایک سوار کے سینے پر جو نشان بردار تھا نیزہ چلایا وہ سوار گھوڑے سے
گرا اور نشان اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا - پھر ضرار نے میمنہ والون سے تک شخص کو مار ڈالا - پھر وردان کو دیکھا کہ صلیب اسکے سر پر ہے
اور اسکے جواہر چمک رہے ہین - اور ایک تاتاری گھوڑے کا سوار جو اس صلیب کو اٹھایا ہوا تھا ضرار نے ایسی قوت سے اسپر نیزہ
چلایا کہ اسکے سینے سے سرین تک پہنچ گیا اور وہ بے اختیار سرنگون ہوا اور صلیب اسکے ہاتھ سے گر پڑی وردان یہہ حالت دیکھتے
ہی اپنی ہلاکت اسکو یقین ہوگئی چاہا کہ گھوڑے سے اتر کے صلیب اٹھا لے لاکن غازیان اسلام کی ایک جماعت صلیب کو گھیر
لیا تھا اسلئے اسکو طاقت نہوئی پھر ضرار نے لشکر اسلام کو جہاد کی ترغیب دی اور یہہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ یعنے اللہ تعالی دوست رکھتا ہے ان لوگون کو جو لڑتے
ہین اس کی راہ مین صف باندھکر گویا وہ بنیاد مضبوط ہین - مسلمانون نے یہہ بات سنتے ہی اپنے گھوڑون کو جنبش مین لایا
اور جنگ کرنے لگا اور ضرار نے وردان کی طرف متوجہ ہوا اسنے گھبرا کے بھاگنے لگا ضرار نے اسکا پیچھا کر کے قلب لشکر مین جا
گیا کفار اسکو تنہا دیکھ کے اسیر کرتے تھے لاکن اسنے کمال بہادری سے داہنے بائین ان کو دفع کرتا اور جدہر رو کرتا اور
اسکو نیزے سے مار ڈالتا تھا ایسا ہی رومیون کی ایک جماعت کو مار ڈالا - اور ہر دو طرف آتش جنگ کی تیز ہوئی اور

ضرار نے وردان کا پیچھا کر کے جو کفار کے قلب لشکر مین گھس گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہوا تھا ایسے مین حمران بن وردان نے آکے ضرار پر نیزہ چلایا سو اسکے بازو مین لگا اور وہ ضرب انکو سست کر دیا۔ باین ضرار نے غیرت مین آکے حمران پر نیزے کا ایک ضرب کیا کہ اسکے سینے سے پار ہو گیا اور وہ کافر مر گیا ضرار نے پھر اپنا نیزہ کھینچا تو بلا سنان باہر آیا۔ کافرون نے اسبات کو بہت غنیمت جانا اور انکو بے ہتیار دیکھہ کے اسیر کر لیا۔ جب مسلمانون نے ضرار کو کفار کے ہاتھہ اسیر دیکھا یہہ معاملہ ان پر بہت شاق گذرا اور جنگ مین بہت سختی کرنی شروع کی اور ہرچند چاہا کہ ضرار کو کفار کے ہاتھہ سے چھڑوا دین لاکن یہہ بات بن نہ آئی اور لشکر اسلام مین ایک سستی رودی۔ تب رافع بن عمیرۃ الطائی نے مسلمانون کو جہاد کی ترغیب دیکے ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر کفار کے بڑے بڑے بہادر نامدار مسلمانون کے ہاتھہ سے مارے پڑے۔ جب خالد کو یہہ خبر پہنچی کہ ضرار بدست کفار اسیر ہوے اور بہت سے مسلمان شہادت پائی یہ ماجرا خالد پر سخت گذرا اور پوچھا کہ رومیون کا تعداد کس قدر ہی لوگون نے کہا بارا ہزار ہین کہا واللہ مین نے انکی جماعت تھوڑی ہوگی سمجھہ کے اپنی قوم کو بھیجنے پر جرات کی پس ایک شخص کو ابو عبیدہ کے پاس بھیجکے اس باب مین مشورت طلب کی۔ انھون نے کہلا بھیجا کہ اپنے معتمد لوگون کو دروازہ شرقی پر چھوڑ کے تم ہی لشکر روم کی طرف روانہ ہو دین تو مناسب ہے۔ تب خالد نے میسرہ بن المسروق العبسی کو ایکہزار سوار پر سردار بنا کے اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور باقی لشکر کو اپنے ہمراہ لے کے اشعار رجز پڑھتے ہوے اپنے لشکر کے آگے چلنے لگے ناگاہ راہ مین ایکسوار کو دیکھا کہ کمیت گھوڑے بلند قامت کوتاہ گردن پر سوار ہے اور اسکے ہاتھہ مین ایک بڑا نیزہ آبدار ہے۔ اور اس سوار کے کنارہ چشم کے سوا کچھہ ظاہر نہین ہوتا تھا۔ اور فن سواری کی پختگی اور کمال ہوشیاری وعقلمندی اسکی شکل اور وضع سے نمودار۔ اور اسکی شجاعت گھوڑے کے باگ موڑنے سے ظاہر اور آشکار تھی اور اسکے گھوڑے کے باگین ڈھیلی کی ہوئی تھین اور اسکے سر دوران زین پر ایسے جمے تھین کہ گویا چسپان ہو گئین ہین اور لباس سیاہ اسکے بالاے بکتر تھا اور ایک چادر اسکی کمر سے مضبوط باندہی ہوئی اور سینے کی طرف سے پشت تک کھینچی ہوئی تھی اور اسکا گھوڑا شعلہ آتش کے مانند سب کے آگے چلا تھا خالد نے اسکو دیکھکے کہنے لگا کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہہ کون سوار ہے واللہ یہہ سوار بڑے بہادرون سے ہے حقیقت اس سوار کی خالد پر نہین کھلی وہ سوار بی بی خولہ ضرار بن الازور کی بہن تھین

بی بی خولہ کی شجاعت اور بہادری کا بیان

واقدی رح نے روایت کی ہے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی اور انکے ہمراہی لوگ بڑے استقلال سے رومیون کے ساتھہ جنگ کر رہے تھے ایسے مین خالد بھی مع لشکر انکی کمک پر جا پہنچے رافع بن عمیرۃ الطائی اور سب مجاہدین کی نظر دور سے اس لشکر پر پڑتی ہی تھی کہ سب بہت خوش ہوے اور سب سے اول بی بی خولہ نے گھوڑا دوڑا کے روم کے لشکر پر ایسا حملہ کیا جیسے باز چڑیا پر

حملہ کرتا ہے اور اس حملے سے روم کے لشکر مین تزلزل پڑگیا اور انکی گروہین متفرق ہوگئین اور اس بی بی نے انکے لشکر
کو ایسا ہلا دیکے ایکساعت وسط لشکر مین غائب ہوگئین پھر جب باہر نکلی تو اسکا نیزہ خون سے بھرا ہوا تھا بہت سے
رومیون کو مار ڈالا اور بہت سے بہادرون کو زخمی کیا - اور اس کی وضع سے افسوس اور بیقراری ظاہر ہوتی تھی - پھر دوسرے
بار بھی ویسا ہی ایک سخت حملہ کیا اور دشمن کے لشکر کو پھاڑ دیکے تھوڑا وقت پوشیدہ ہوگئین پھر جب باہر آئین تو اسے
بڑا ہی افسوس ظاہر ہورہا تھا اس بی بی کے حملات دلیرانہ وصولت شیرانہ کو دیکھکے رافع بن عمیرۃ الطائی تو یہہ سمجھا
کہ یہہ سوار خالد بن ولید ہین اور لوگون نے آپس مین کہنے لگا کہ ایسے حملے خالد بن ولید کے سوائے اور کسی سے بن نہ آئینگے
اسی گفتگو مین ہین کہ ایسے مین خالد بن ولید بھی مع لشکر آ پہنچے ہر دو لشکر اسلام ایکدوسرے کو سلام کیا رافع نے باواز
بلند خالد سے پوچھا کہ یہہ سوار کون ہے جو اپنی جان کو راہ خدا مین فدا کر رہا ہے اور دشمنان خدا کے ساتھہ دلیری کی داد دے رہا ہے
خالد نے کہا کہ واللہ مین بھی نہین جانتا ہون کہ یہہ کون ہے اور اسکے اوصاف وحالات مجھے حیرت وتعجب مین ڈالا ہے پھر خالد
نے حکم کیا کہ سب غازیان اسلام بالاتفاق ایکبار حملہ کرین یہہ حکم سنتے ہی سب اہل لشکر اپنے نیزے سیدھے کر لئے اور حملہ
کرنے پر مستعد ہوگئے ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ وہی بی بی نے دشمنون کے قلب فوج سے مانند شعلہ آگ کے نکلی اور وہ خون
سے بھری ہوئی تھی اور اسکے گھوڑے سے پسینہ ٹپک رہا تھا - اور جو رومی ان کے روبرو آتا مارے خوف کے لوٹ جاتا پھر
ایسے مین رومیون کی ایک ٹکڑی اس سے مقابل ہوئی اور خولہ تن تنہا اس ٹکڑی سے جنگ کر رہی تھین یہہ حالت دیکھکے
خالد نے مع چند مسلمان انکی کمک کرکے رومیون کو ہٹا دیا اور خولہ کو بچا لیا - پس مسلمانون نے بنظر غور اسکو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ ایک ٹکڑا گل ارغوان کا ہے اور خون آلودہ ہے یہہ حال دیکھکے خالد نے کہا جزاک اللہ خیرا تو کون شخص ہے
کہ راہ خدا مین دشمنان خدا کے ساتھہ اس قدر اپنی جان کو صرف کیا خولہ نے اسکا جواب نہ دیا - تب مجاہدون نے کہا کہ اے
نیک مرد تیرے سردار نے تجھکو خطاب کرتا ہے افسوس ہے کہ تو جواب نہین دیتا ہے اب اسکو جواب دیجئے اور اپنے نام
ونشان سے اس کو آگاہ کیجئے - خولہ نے یہہ سنکر انکے طرف بھی التفات نکی تب خالد نے آپ ہی اسکے نزدیک جاکے کہنے لگا کہ
میرا دل اور سب مسلمانون کی خاطر تیرے کشف حال مین متعلق اور مضطر اور تیرے کلام کے منتظر ہین افسوس ہے کہ تو باعث کرے
اور ہم کو قلق واضطراب مین ڈالے جب خالد نے اسقدر اصرار کیا خولہ نے اپنے دہاٹے کے نیچے سے زنانی آواز سے کمال سوز
وگداز سے جواب دیا کہ اے سردار مین نے ابتک جو تجھکو جواب نہ دیا یہہ کچھہ روگردانی اور بیزبانی کا سبب نہین ہے بلکہ یہہ شرم وحیا
کا سبب ہے کیونکہ مین عورات پردہ نشینون سے ہون پوچھا تو کون ہے کہنے لگی کہ میرا نام خولہ ہے مین آزور کی بیٹی ہون ضرار بن ازور
جو ہے وہ میرے بھائی ہین - مین نے عرب کی عورات مذحج کے قبیلے والون مین بیٹھی ہوئی تھی دفعتہ مین نے سنا کہ کافرون

لئے میرے بہائی کو اسیر کرلیا ہی یہ سنتے ہی مین نے سوار ہوئی تا دشمنان خدا سے جنگ کرون اور اپنے برادر کو قید سے
چہوڑاؤن یہہ ماجرا سنتے ہی خالد کو اسکے حال پر بڑی شفقت آئی اور رقت پیدا ہوئی سو رونے لگا اور فرمایا کہ ہم سب
ملکر ایک حملہ کرینگے اللہ تعالی سے امید ہی کہ تیرے بہائی تک پہنچ جائینگے اور اسکو قید سے چہوڑا لیونگے - اسنے کہا
کہ اس حملے مین سب سے آگے مین رہونگی عامر بن الطفیل نے روایت کی ہی کہ مین خالد کے داہن جانب مین تہا خولہ
نے سب سے آگے حملہ کیا پہر خالد اور سب مسلمان ملکے حملے کئے کفار کو نہایت سخت اور گران معلوم ہوا - رومیون نے آپس مین
کہنے لگا اگر سب عرب کے لوگ ایسے ہی بہادر ہون تو ہم کو اصلا انکے مقابلے کی طاقت نرہے گی - پہر خالد نے مع غازیان
اسلام ایسا سخت حملہ کیا کہ رومیونکا لشکر متفرق اور پریشان ہوگیا - راوی کہتا ہے کہ خولہ کا یہہ حال تہا کہ رومیون
کا لشکر بہاگ کے دائین باین لڑتی اور اپنے بہائی کو دہونڈہتی تہین اور بلند آواز سے انکو پکارتی اور یہہ درد انگیز
اشعار پڑہتی تہین ؎ اَیْنَ الضِّرَارُ لَا یَرَاہُ یَوْمِیْ ٭ وَلَا یَرَاہُ مَعْشَرِیْ وَقَوْمِیْ ٭ یَا وَاحِدِیْ
یَا ابْنَ اُمِّیْ ٭ کَدَّرْتَ عَیْشِیْ وَاَذَلْتَ نَوْمِیْ ترجمہ کہان ضرار کہ آتا نہین ہی آج نظر ٭ نہ مجہکو اور میری قوم
کو ہی اسکی خبر ٭ تہا آہ ایک ہی تونے حقیقی بہائی میرا ٭ کہان مین دیکہون تجہے آج آہ جاؤن کدہر ٭ تیری جدائی مین میری
خوشی مکدر ہے ٭ گئی ہے نیند مری آہ میرے چشم مین تر ٭ راوی کہتا ہے کہ سب غازیان اسلام نے خولہ کا یہہ درد آمیز
کلام سنکر رونے لگا اور ضرار کہین کا کہین تہا نہ ملا - اس دن زوال تک وہ جنگ و قتال جاری رہا اللہ تعالی نے مسلمانون
کو غالب رکہا - رومیون نے گہبرا کے ارادہ فرار کا کیا تہا لاکن ان کا سردار وردان ملعون نے انکو روکا - جب طرفین سے
جنگ موقوف ہوا ہر لشکر اپنے قرارگاہ کے طرف رجوع کیا - اور خولہ نے لشکر اسلام مین ہر ہر سے اپنے بہائی کا حال پوچہنے
لگا تو کسی نے خبر دی کہ مین نے ضرار کو قیدی پایا یا مقتول دیکہا - پس جب انکے اپنے بہائی سے بے امیدی ہو گئی بہت ہی آہ و زاری
کی جیسا میت کے طرف خطاب کیا کرتے ہین ویسا دور سے خطاب کرکے یہہ کہنے لگی یَا ابْنَ اُمِّیْ لَیْتَ شِعْرِیْ
فِی الْبَیْدَاءِ طَرَحُوْکَ اَمْ بِدَمَائِکَ ضَمَخُوْکَ یَا لَیْتَ اُخْتُکَ لَکَ الْفِدَاءُ اَتَرَانِیْ اَرَاکَ
بَعْدَهَا اَبَدًا تَرَکْتَ وَاللّٰہِ فِیْ قَلْبِ اُخْتِکَ جَمْرَۃً لَا یُطْفِیْ لَهِیْبُهَا وَلَا تَخْمُدُ لَحِقْتَ بِاَبِیْکَ الْمَجِیْدِ
بَیْنَ یَدَیِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ اللِّقَاءِ ترجمہ اے میرے بہائی
کاش مین جانتی کہ ڈال دیا تم کو جنگل مین یا آلودہ کر دیا تم کو تمہارے خون مین - کاش تمہاری بہن تم پر قربان ہو جاتی
آیا یہہ بات ہو سکے گی کہ مین پہر کبہی تم کو دیکہونگی قسم ہی اللہ کی چہوڑی ہے تمنے اپنی بہن کے دل مین ایسی آگ کی
چنگاری کہ اسکا شعلہ ہرگز نہ بجہیگا اور نہ ٹہنڈا ہوگا - جا ملے تم اپنے باپ کے ساتھ روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے اور پیر اسلام تمکو پہنچے ملاقات کے روز تک - خالد اور سب اہل اسلام جب خولہ کا یہہ کلام رقت التیام سُنا بہت
درد سے رونے لگا - پھر دوسرے بار لشکر کفار پر حملہ کرنا چاہا ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ لشکر روم کے سینہ سے سوارون کی
ایک گروہ نکلی جب نزدیک آپہنچی مسلمان جنگ پر آمادہ ہوے تب وے کفار اپنی ہتیارین پھینک دین اور گھوڑون سے اُتر کے
چلا کے کہنے لگا لغون لغون رومی زبان مین لغون امان کو کہتے ہین - خالد نے مسلمانون سے کہا کہ انکو امان دو وہ ضرور
لے آؤ پس جب انکو روبرو لے آئے خالد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو - انہون نے کہا کہ ہم وردان کے لشکر والے ہین ہمارا مقام حمص ہے
ہم کو یقین ہو چکا کہ ہم کو تمہارے مقابلے کی طاقت نہین ہم اسواسطے آئے ہین کہ تم ہمکو اور ہمارے اہل وعیال کو امان دینا
اور جن سے تم نے صلح کی ہے ہمکو انسے سمجھیں اور جتنا مال تم طلب کروگے ہم تمکو دینگے اور جو لوگ ہمارے شہر مین ہین وے بھی
اسبات پر راضی ہونگے - خالد نے کہا جب ہم تمہارے شہر کو پہنچین تب البتہ صلح کرین اس جگہ صلح نہ کرینگے لاکن تم اُس وقت
تک ہمارے ساتھہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہمارے دشمنون کے درمیان حکم کرے جو چاہے - پھر خالد نے انسے ضرار کا احوال
دریافت کیا انہون نے کہا کہ اے امیر جب اس نے وردان کے بیٹے کو قتل کیا وردان کو یہہ حادثہ بہت ہی رنج مین ڈالا ضرار
جب اسکے قابو مین آگیا وردان نے اسکو ایک اشتر پر سوار کروا کے سو سوار کے ہمراہ اس کو حمص کی طرف بھیجا ہے تا وے
ہرقل کے پاس بھیجا جاوے اپنی شجاعت ظاہر ہووے اس خبر کے سننے سے خالد کو بڑی ہی خوشی حاصل ہوی اسیوقت رافع کے
ساتھہ ایک سو سپاہ کو دیکے روانہ کیا تا جنگل کے راستے سے جلد جاکے راہ مین انسے ملے اور ضرار کو قید سے چھوڑا لاوے
جب یہ فوج نے کوچ کیا خولہ بھی بڑی خوشی سے ان کے ہمراہ ہوئین جب راہ سلمیہ مین پہنچے رافع نے بہت غور و تامل سے تلاش
کر کے دیکہا کہین گھوڑون کے قدم کے نشان نظر آتے نہین سب مسلمانون سے کہا کہ تم کو بشارت ہو کہ ابتک وے لوگ یہان
تک پہنچنے نہین پائے پس وادی الحیات کو کمین گاہ ٹہرا کے سب اہل اسلام اس مین پوشیدہ ہوگئے - ایسے مین رومی
کافرون کے وے سو سوار ضرار کو گھیرے ہوے قریب آپہنچے اس وقت ضرار کی زبان سے یے دردناک اشعار جاری تھے

الا مبلغا قومی و خولة وانني اسير رهين موثق اليد بالقيد * کہ آہ اے پہنچانے والے خبر کے یہہ خبر میری
تو میری قوم و خولہ پاس جا کہیو * بیان احوال میرا کر سارا شرح کفار اب قیدی کیا ہے تو بھی سختی سے مجھے مشکین بندھا ہے *
وحولی علوج الشام من کل کافر * وما منهم الا لخلصين بالسرد * مجھے گھیرا ہوا ہے کفار شامی نے ہرایک پہنے زرہ بکتر
ہوے تمامی ہے * فیا قلب مت غما و حزنا و حسرة * و یا دمعی جودی و فیضی علی الخد * پس اے دل رنج اندوہ حسرت
سے تو مر جا ہمیشہ مین ہو جاے گریان ہی اسے آنسو میرے آنکھون سے نکلو دونون رخسار پر میرے رواں ہو *
اترى اهلو لى محلى و خولتى * و اذكر ما كنا عليه من العهد * تو کیا یہ بات ہے میرا دیدار ہو میری قوم

اور خولہ کو یکبارہ وے کیا دیکھینگے مجہہ کو بار دیگرہ مین کیا دیکھونگا پہر انکو مقررہ یے اشعار سنتے ہی خولہ نے
کمین گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ اللہ تعالے نے تمہاری آہ وزاری اور دعا اضطراری قبول کی اور تمہارے
لئے مدد روانہ فرمائی مین تمہاری بہن ہون یہہ بول کے تکبیر کہتی ہوی خولہ نے سب سے آگے حملہ کیا پہر رافع مع مجاہدین
تکبیر کہتے ہوے حملے کئے - حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ جسوقت ہم نے تکبیر کہی ہمارے گھوڑے الہام
الٰہی سے ہنہنانے لگے اور ہمارا ہر سوار ایک ایک رومی کا قصد کیا اور ہر کافر کو مار ڈالا جب کفار مقتول ہو گئے
خولہ نے جلد اپنے بہائی کے پاس آکے انکے بند کھولدیے اور انکو سلام کیا ضرار نے مرحبا کہا اور کافرونکا مال اور
ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ غنیمت مین آئے - پس ضرار نے ایک اسپ بادرفتار پر سوار اور ہاتھ مین نیزہ لیا ہو
شکر الٰہی مین یہہ شعر پڑہتا ہوا چلا ۔ شعر یَا رَبِّ حَمْداً اِذَا اَجَبْتَ دَعْوَتِیْ * فَرَّجْتَ عَنِّیْ وَاَذِلْتَ کُرْبَتِیْ
سپاس شکر ہی اب تجکو یارب ؛ دعا مری اجابت تونے کی اب ؛ کشایش کام مین میرے دیا تو ؛ بہی مجہہ سے دفع
کربت اب کیا تو ؛ اَعْطَیْتَنِی الْمَأمُوْلَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ * جَمَعْتَنِیْ یَا رَبِّ مَعَ اُخْتِیْ ۔ مرا مقصود مجہکو تونے بخشا ؛ بہی میری
بہن کو مجھسے ملایا ؛ اور خالد نے ضرار کی رہائی کیلئے رافع کو روانہ کئے پہر دمشق پر وردان کے ساتھ ایسا
سخت جنگ کیا کہ اس کو مقابلے کا قوت باقی نرہا سو وردان مع لشکر پیٹھ دیکے بہاگنے لگا خالد بہی مع لشکر اسلام کا
پیچہا کیا اور انکا مال اور گھوڑے لوٹتے ہوے ان کو وادی الحیات تک پہنچایا وہان رافع اور انکے ہمراہی مجاہدون سے
ملے پہر سب مسلمان ایک جا ہوے اور ضرار کی رہائی پر مبارکبادی دی اور شکر الٰہی بجا لایا اور سب ملکے دمشق کے طرف مراجعت
کی اور ابو عبیدہ کو بشارت دی اور سب مسلمانون کو فتح دمشق پر یقین حاصل ہوا

وحشت مین پڑنا ہرقل کا لشکر وردان کی تباہی سنکر اور جمع کرنا نوے ہزار کے لشکر کا مقام اجنادین پر اور روانہ کرنا وردان کو اس لشکر کی سرداری دیکر پہیر جا پہنچنا خالد کا اجنادین پر

کہتے ہین کہ جب وردان کی ہزیمت اور
اسکے بیٹے کی قتل کی خبر ہرقل کو پہنچی اسکو مضطر اور بیحواس کر دیا اسکو اپنی زوال مملکت کا یقین ہو گیا اسیوقت وردان
کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ تیری اور تیری فوج کی تباہی بالتفصیل معلوم ہوئی اور مجھے بیقرار کر دیا خیر جو گذرا سو گذرا اب
مین نے مقام اجنادین پر نوے ہزار کا لشکر جمع کروایا ہے اور تجھکو اس لشکر کا سردار بنایا ہون تو جلد وہان پہنچکر اس لشکر
کو اپنے ہمراہ لے کے اہل دمشق کی تائید کر ہرقل کا یہہ خط راستے مین پہنچتے ہی وردان جلد روانہ ہوا اور اجنادین پر جا پہنچا
واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب خالد وردان کے تعاقب سے پہرے اور دمشق پر آپہنچے اسیوقت عبادہ بن سعید الخزرجی
نے بصرے کے مقام سے شرجیل بن حسنہ کی طرف اگر نوے ہزار کا لشکر مقام اجنادین پر جمع ہونیکی خبر خالد کی خدمت مین

۵ اجنادین نام ہے ایک جگہ کا [illegible] فلسطین [illegible] بیت المقدس [illegible]

پہنچا ہی خالد یہ خبر سنتے ہی سوار ہوکے ابو عبیدہ کے پاس گئے اور انسے مشورت طلب کی انہون نے کہا کہ افواج مسلمین کے سرداروں سے شرحبیل بن حسنہ بصرہ مین اور معاذ بن جبل ارض حوران مین اور یزید بن ابو سفیان ارض بلقا مین اور نعمان بن مقرن تدمر مین اور عمرو بن العاص فلسطین مین جا پڑی فوجین لیکے آباد ہین میری رائے مین یہ بات آتی ہے کہ ان سب کو خطوط بھیجئے بلا لین اور بعون اللہ تعالی ہم سب بالاتفاق اجنادین پر جاکے دشمن کا مقابلہ کرین پس خالد نے اسیوقت ان سب امیرون کے نام سے خطوط روانہ کئے تا ہر امیر مع لشکر اپنے مقام سے نکل کر جلد مقام اجنادین پر حاضر ہووین - اور آپ بھی اپنے لشکر کو حکم کوچ کا دیا اور لوٹ کا مال لشکر کے پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا - اور ابو عبیدہ سے کہا کہ آپ لشکر کے آگے رہو مین پیچھے رہتا ہون کیونکہ غنیمت کا مال اور زن و اطفال پیچھے رہینگے - ابو عبیدہ نے کہا کہ میری رای یہ ہے کہ مین پیچھے لشکر کے رہون اور تم آگے لشکر کے رہین تا اگر وردان روم کا لشکر لیکے تمہارے روبرو آجاوے تو تم اسکا مقابلہ کرین - اور مال غنیمت اور عورات تک پہنچنے سے باز رکھین خالد نے کہا کہ مین تمہارا خلاف نکرونگا ویسا ہی لشکر کے آگے ہوکے چلنے لگے اور ابو عبیدہ ایک ہزار سوار ساتھ لیکے لشکر کے پیچھے رہے - پھر اہل دمشق سے بعضے کفار انکا پیچھا کیا سو ایک راہ مین جنگ ہوا بولص اور بطرس ہر دو نصرانی پیچھا کرنا لشکر خالد کا - اور قیدی ہو جانا بی بی خولہ اور عفیرہ اور دوسرے بی بیون کا - پھر لوٹ کے آنا خالد کا پھر جنگ کرکے شکست دینی دشمنون کو اور قید کرنا بولص کو اور قید سے چھوڑانا ان بی بیونکو

روایت ہے کہ جب دمشق والون نے دیکھا کہ لشکر اسلام اپنے مقام سے کوچ کیا بہت خوش ہوکے ناچنے کودنے لگے اور انکے دانشمندون نے کہا کہ عرب اگر بعلبک کے طرف جاتے ہین تو ارادہ فتح حمص کا کیا ہی اور مرج شہوار کی راہ لی ہے تو کچھ شک نہین کہ وے حجاز کی طرف فرار ہوئے ہین جب لشکر اسلام مرج شہوار کی راہ لی اہل دمشق انکے ساتھ بدی کا ارادہ کیا واقدی رح نے روایت کی ہے کہ دمشق مین ایک بڑا بطریق تھا اسکا نام بولص بن بلقا تھا اور نصارا اسکی بڑی تکریم کرتے تھے یہانتک کہ ہرقل کے پاس کوئی ایلچی آتا اور اسکا جواب ہرقل سے نہ آتا تو بولص کو بلواتا وہ اسکا جواب دیتا - اور بولص تیر اندازی مین یگانہ تھا جس دن سے کہ مسلمانون نے دمشق پر محاصرہ کیا کبھی بولص لشکے جنگ پر نہین آیا تھا جب لشکر اسلام دمشق سے روانہ ہوا دمشق والون نے بولص کو بہت ہی ورغلایا کہ مسلمانونکا پیچھا کرین وہ ملعون راضی ہوگیا - لاکن بولص کی عورت مانع ہوئی اور اپنا ایک خواب ایسا بیان کیا کہ جس سے اسکی شکست کی تعبیر پائی جاتی تھی یہ سنکے غصہ ہوا اور اپنی عورت کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ سردار عرب کو مین تیرا خادم بنا دونگا اور اسکے ساتھیونکو بکریے چرانے لگا دونگا یہ بول کر دمشق کا لشکر ہمراہ لیکے نکلا اس لشکر مین چھے ہزار سوار اور دس ہزار پیدل تھے

* لشکر نو ہزار کا جمع آیا ہے - اور ہمارے طرف آنیکا قصد کیا ہے - اور وے جانتے ہین کہ ہمجاوین فورا شہر کا اپنے مورچون سے حالانکہ اللہ تعالی پورا کرنے والا ہے

سوار وتھا سردار آپ ہوا اور پیدل پر اپنے بھائی **بطرس** کو مقرر کیا - بڑی جلدی سے روانہ ہوکے لشکر اسلام تک
جا پہنچا ابو عبیدہ جو لشکر کے پیچھے تھے بولص انپر جا گرا - انہون نے اپنے ہزار سوار کو لیکے اسکے ساتھ مقابلہ کیا - اور اسکا
بھائی بطرس زن و اطفال پر حملہ کرکے بی بیون کی ایک جماعت کو اسیر کرلیا اور انکو ساتھ لیکے دمشق کیطرف لوٹ گیا
جب **ٹھہرا استریاق** پر جا پہنچا مہین اتر گیا کہ انجام کار اپنے بھائی بولص کا خالد کے ساتھ کیا ہوتا ہے دیکھے - اور
ابو عبیدہ نے جب دیکھا کہ بطرس ایسا بڑا لشکر لیکے پہنچا گیا اسوقت خالد کی بات یاد کی کہ انہون نے آپ لشکر کے پیچھے رہنے
کی جو تجویز کی تھی وہی رائے بہتر تھی - غرض بولص کا ویسا بڑا لشکر جب غفتہ آکے ابو عبیدہ کے ہزار سوار کو گھیر لیا اور
بطرس نے لشکر اسلام کے بی بیونکو اسیر کرلیا **سہیل بن صباح** نے اپنا گھوڑا دوڑا کے برق کے مانند
خالد کے پاس جا پہنچا اور سب سرگذشت بیان کی - خالد نے سنکے کہا - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور افسوس
کرکے کہنے لگا کہ مین ابو عبیدہ سے کہا کہ مجھے لشکر کے پیچھے چھوڑ دو انہون نے یہ بات نہ سنی لاکن ارادۂ الٰہی مین جو بات
تھی وقوع مین آئی پس فوراً رافع کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جلد عورتونکی حماریون تک جا پہنچو - انکے بعد عبدالرحمٰن
بن ابی بکر صدیق کے ساتھ ایکہزار سوار دیکے حکم کیا تم جاکے دشمنون سے مقابلہ کرو اسکے بعد ضرار بن الازور کے ساتھ
ایکہزار سوار دیکے روانہ کیا قیس بن ہبیرہ بھی انہی مین داخل تھے - پھر خود سب لشکر لیکے انکے پیچھے روانہ ہوے - ابو عبیدہ
جنگ کر رہے تھے کہ ایسے مین یہ لشکر اسلام مدد پر آپہنچا مجاہدون نے ایسی جوانمردی کی اور ایسی شجاعت کی داد دی
کہ کفار کا قتل عام ہوا کہ انکے چھے ہزار سوار مین ایک سَو سے زیادہ کوئی نہ بچا - ضرار بن الازور نے بولص پر نیزہ اٹھایا
اسنے ایکو گھوڑے سے گرا دیکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اترکے اسکا پیچھا کیا - بولص نے کہا کہ مجھکو نہ مارو میری
لقا مین تمہاری عورات کی بھی بقا ہے جب ضرار نے دیکھا کہ اپنی بہن خولہ اور دوسری بی بیان دشمنونکی قیدی ہوگئین
ہین بولص کو مارنے سے ہاتھ رکھا لاکن اسکو پکڑکے اسیر کرلیا - پس خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ سب لشکر دیکے حکم کیا کہ
آہستہ آہستہ آگے چلتے رہو مرج شہارا اور راہط کے مقام پر ٹھہریو - اور آپ دو ہزار سوار کو ہمراہ لیکے قیدی عورتونکو
چھوڑانے کے ارادے سے دمشق کی طرف روانہ ہوے **خولہ اور دوسرے عورات عرب کا جنگ اہل**
دمشق کے ساتھ کہتے ہین کہ جب بطرس نے عورات عرب کو قید کرکے لیجا اور ٹھہرا استریاق پر جا ٹھہرا اور سب عورتونکو
اپنے روبرو بلوایا اور خولہ کو دیکھا تو بہت خوبصورت پایا تب کہنے لگا کہ یہ خاص میرے واسطے ہے اور دوسرے بی بیونکو
دیکھکے دوسرے کفار بھی ایسا ہی کہنے لگے ان بی بیون پر یہ بات شاق گذری پھر ان سب کو ایک خیمے مین اتار ا سا بھی لشکر اسلام
سے ان بی بیونکی مدد پر کوئی نہین پہنچا تھا جب تمام عورتین ایک جگہہ تجمع ہوئین بیٹھی تھین بی بی خولہ نے انسے کہا اے مسلمان

حمیر اور تبع کی کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ روم کے کفار تم پر غالب ہو جاوین اور تمکو اپنی خدمت گذار بنا لین - یہہ سنکے بی بی
عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا ای بنت الازور کہ واللہ عقل اور شجاعت اور گھوڑے کی سواری اور معاملات جنگی مین ہماری قوم
کی بی بیان پورا کمال رکھتی ہین - لاکن اب کیا کر سکین کہ ہمارے پاس گھوڑے ہین نہ ہتھیار - خولہ نے کہا کہ خیمون کے جو بین جو
حاضر ہین شاید اللہ تعالی اُن ہی چوبون سے ہم کو ان پر غلبہ دے یا ہم شہادت پائین اور ان مشرکون کی خدمتگاری کی
ننگ و عار سے بچ جاوین - سب بی بیان اُٹھی ہو کر بولین کہ تم نے اچھی تدبیر نکالی - پس ہر ہر بی بی نے ایک ایک چوب کھینچ لی اور خولہ
نے ایک بڑی چوب اپنے کھندے پر لی ہوئی سب کے آگے تھی اور انکے پیچھے عفیرہ اور ام ابان اور سلمیہ اور دوسری بی بیان چلی تھین
ایسے مین ایک کافر رومی روبرو آیا تو خولہ نے اسکے سر پر چوب ایسا سخت مارا کہ وہ گر پڑا اور مر گیا - جب بطرس کو یہہ خبر ہوئی
اس نے تعجب کی اور باہر نکلا دیکھتا کیا ہی کہ عورتین چوبین لی ہوئین آتی ہین چلا کر کہا کہ سختی ہو تم پر اے عورتو یہہ کیا معاملہ
عفیرہ کہنے لگی کہ ای کافر الت واللہ تعالی ہم آج تمکو ایسا مارینگے کہ تمہارے سر سے بھیجے گر جاوین بطرس یہ بات سنکے ہنسنے
لگا اور اپنی قوم کو پکار کے کہا کہ سب باہتھیار ہو کے میدان پر آئیو اور ان عورتونکو تلوار سے نہ مارو بلکہ متفرق کر دو اور پکڑ لو جب
اسکی فوج آمادہ ہو کے آئی اور چو طرف سے اُن بی بیون کو گھیر لیا ہر چند چاہتے تھے کہ خولہ کو پکڑ لین لاکن کسیکو یہہ طاقت
نہین ہوتی تھی جو سوار اُن کے قریب آتا اسکے گھوڑے کے اگلے پاؤن پر چوب ایسا مارتی کہ گھوڑا اور سوار ہر دو گر پڑتے پھر
وہ سنبھلنے نہین پاتا کہ دوسرے چوب سے سوار کو مار ڈالتی ایسا ہی اُن بی بیون نے تیس سوارون کو مار ڈالا - جب بطرس نے دیکھا
کہ خولہ سب کے آگے شیر کے مانند نعرہ زن ہی اور اشعار بہادری کے پڑہتے ہین اپنے گھوڑے سے اُترا اور انکے نزدیک آکے
زر و زیور اور مال و منال اور حشمت و تجمل کی انکو طمع بتلائی اور اپنی زوجیت مین لینے کی تمنا ظاہر کی - خولہ نے نہایت برہم ہو کے
کہا کہ ای کافر نا ہنجار و بدکار کے بیٹے قسم ہے اللہ کی کہ مین تجھپر غلبہ پاونگی تو تیرے سر کے بھیجے کو اس چوب سے گراؤنگی قسم ہے
خدا تعالی کی کہ مین اس بات پر راضی نہین کہ تجھکو اپنے بکرون اور اونٹون کا چرواہہ بناؤن کہ تو اس کام کا بھی قابل نہین پس بیاہ
تو ہمارا اکفو کیونکر ہو سکیگا - بطرس نے یہ کلام سنکے غصے ہوا اور اپنی قوم کو جنگ پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ اس سے زیادہ کونسی
بات شرم کی ہوگی کہ عورتین تم پر غالب ہو جاوین - یہہ بات سنکے اسکی قوم ایک سخت حملہ کیا اور اُن بی بیون نے معرکے سے
قدم پیچھے نہ ہٹایا اور سخت لڑائی کرتی تھین کہ ایسے مین خالد بھی مع لشکر آ پہنچے ضرار بطرس کی طرف متوجہ ہوے - اس کافر نے
کہا کہ ای عربی تمہاری بہن کو لے لو اور تم کو مبارک ہو یہہ بول کے بھاگنے لگا - ضرار نے اسکا پیچھا کیا خولہ بھی اپنے بھائی کے
ہمراہ تھین جب ضرار اسکے قریب ہوے اسکے سینے پر نیزہ چلایا اور خولہ اسکے گھوڑے کے پیرون پر چوب مارا اسکا گھوڑا گر پڑا
جھکا وہ دشمن خدا گر پڑا کے آگے ضرار اسکے پیچھے آکے اسکی کمر پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ کافر مر گیا ضرار نے اس فرعین کا فر

تک مار ڈالا پس رومی لوگ جب بھاگنے لگے اہل اسلام دمشق تک انکا پیچھا کیا پھر دمشق والون سے کوئی فرد نہ نکلا جب یہہ فتح و
نصرت حاصل ہوئی انکا مال اور ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ بڑی غنیمت ہاتھ آئی پھر ضرار نے بطرس کا سر اپنے نیزے پر چڑھایا۔ اور
خالد نے لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے ابو عبیدہ کے طرف کوچ کیا جب سلمان لشکر ابو عبیدہ کے قریب پہنچے تکبیرون سے اپنی
آوازین بلند کین ہر دو لشکر کے مجاہدین سے ایکدوسرے کو سلام کیا لشکر ابو عبیدہ کے لوگ قیدی بی بیونکی رہائی اور
کافرون کی تباہی اور اپنے بھائیونکی فتح مندی سُنکے بہت خوش ہوے اور مبارکباد دیا۔ پھر خالد نے حکم کیا کہ بولص کو
حاضر کرین جب وہ حاضر ہوا اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اسنے قبول نہ کیا خالد نے کہا کہ اسلام قبول کرو الا تیرے بھائی
کے ساتھہ جو معاملہ ہوا وہی معاملہ تیرے ساتھہ کیا جائیگا۔ اسنے پوچھا کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ خالد نے اسکے بھائی کا سر
منگا کے بتلایا بولص نے کہا کہ میرے بھائی کے بعد میرے جلنے مین کچھہ لطف نہین تب اسیوقت خالد کے حکم سے مسیب بن
نجبہ نے اسکو قتل کیا۔ جمع آنا افواج اسلام کا چوطرف سے مقام اجنادین پر اور سخت
جنگ کرنا رومیون کے ساتھہ اور مارا جانا وردان کا۔ جو سردار تھا لشکر
روم کا اور فتح پانی مسلمانون کی مدد الٰہی سے۔ واقدی رح نے روایت کی ہے کہ جب
خالد کے خطوط امراے اسلام کو پہنچے بلا توقف شرجیل بن حسنہ بصرے سے اور معاذ بن جبل
ارض حوران سے اور یزید بن ابی سفیان ارض بلقا سے اور نعمان بن مقرن تدمر سے اور
عمرو بن العاص فلسطین سے اپنی فوجین لیکے نکلے اور حسن اتفاق یہہ ہوا کہ یہہ سب کے سب ایکہی وقت مین
اجنادین پر آپہنچے۔ اور سب مسلمان آپس مین ایکدوسرے کو سلام کیا اور لشکر کفار کے مقابلے مین اُترے۔ جب وہ سارا دن آیا
رومیون نے جنگ پر آمادہ ہوکے برسر میدان آئے اور اپنے لشکر کی صفین باندہین سو نوے صف ہوئین ہر صف مین ہزار
سوار تھے وہ لشکر جملہ نوے ہزار کا تہا۔ پس خالد بھی اپنا لشکر لے کے معرکے مین آئے اور دشمن کے مقابل کھڑا کیا اور کہنے
لگے کہ اے مسلمانو لشکر کفار کی کثرت کا کچھہ اندیشہ مت کرو تائید غیبی کے امیدوار رہو پھر اس سے بڑا لشکر تم نہ دیکھوگے
جب اللہ تعالیٰ تم کو اسپر نصرت دی تو پھر کوئی انکی جگہہ پر آکے تم سے نہ لڑیگا۔ وردان بھی اپنے لوگون سے کہا کہ
دیکھو اس لشکر اسلام سے شکست اُٹھاوگے تو وے تمہارے شہرون کے مالک ہوجائنگے اور تمہارے مردونکو مار ڈالینگے
اور تمہاری عورتونکو پکڑلینگے سو تم جنگ مین سختی کرو اور صلیب سے مدد چاہو وہ تم کو مدد دیگی۔ وردان ناداں خیال
خام پکایا یہہ نسمجھا کہ صلیب کے تین ٹکڑے لکڑیون کے تیر اکڑے ہوجائنگے اور اسکے جواہر مسلمانون کے کام آئنگے۔ جناب خالد نے
مسلمانون کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ تم سے کون ہے کہ لشکر کفار کے قریب جاکے انکے صفوف اور تعداد پر نظر کرکے آوے ضرار اُٹھا

مین حاضر ہون - خالد نے کہا ہان یہ کام تمہین سے ہو ویگا لاکن بہت ہوشیار رہو آپ کو دشمنون سے بچاؤ اور تنہا کفار
پر حملہ کرنے کا خیال مت کرو - پس ضرار اپنا گھوڑا دوڑایا اور لشکر دشمن کے نزدیک جا پہنچا - خوب ملاحظہ کیا تو رومیونکے
خیمے کھڑے ہوے اور اونکے خود اور ڈہال چمک رہے تھے - وردان جو مسلمانون کی لشکر کے طرف دیکہہ رہا تھا دفعتہ ضرار
پر اسکی نظر پڑی سو کہنے لگا کہ یہہ سوار مسلمانون کے سردارون سے معلوم ہوتا ہے - پس تمہارے سے کون ہے کہ اسکو پکڑ کے
میرے پاس لے آوے یہ سنکے رومیونسے تیس سوار نکلے ضرار انکو دیکہہ کے پیٹھہ پہیری سوارون نے سمجھا کہ ضرار ڈرکے
فرار کرتے ہین سو انکا پیچھا کیا ضرار کا مطلب یہہ تھا کہ انکو انکے لشکر سے دور ڈال کے اپنا کام کرے پس جب وے اپنے لشکر
سے دور ہوے ضرار اپنے گھوڑے کو ان کی طرف پھیرا اور انکے ایک سوار کو نیزے سے مارکے زمین پر گرا دیا تب ان سوارون
کو انکا رعب ہوا سو بھاگنے لگے ضرار نے انکا پیچھا کیا اور ایک ایک کو مارنے لگے ایسا ہی ان کے اُنیس ۱۹ سوار کو مار ڈالا
جب لشکر روم کے قریب پہنچے اپنے گھوڑے کو پھیرا اور بجلی کے مانند آکے اپنے لشکر مین داخل ہوے اور یہہ ماجرا خالد
کی خدمت مین ظاہر کیا جناب خالد نے فرمایا کیا مین تم کو ایسی جرأت سے منع نہین کیا تھا ضرار کہا ای سرداران کافرون
نے میرا پیچھا کیا مین اللہ تعالی سے خوف کیا اور سمجھا کہ کافرون سے بھاگون اور انکے ساتھ اپنی کوشش نکرون تو
اللہ کے پاس ماخوذ ہونگا پس اللہ نے میری تائید کی واللہ اگر مجھے تمہاری ملامت کا خوف نہوتا انکے کل لشکر پر حملہ
کیا ہوتا اور جان لیجیے کہ رومیونکا یہہ سب لشکر ہمارے واسطے غنیمت ہے - اس تقریر کے بعد خالد نے اپنے لشکر کا میمنہ
اور میسرہ ٹھہرایا - اور یزید بن ابی سفیان کے ساتھہ چہار ہزار سوار دیکے لشکر کے زن و اطفال کی حفاظت
پر مقرر کیا - بعضے عورتین بڑے بہادرون سے تھین جیسے عفیرہ بنت عقار اور ام ابان بنت علتبہ
بن ربیعہ یہہ بی بی نئی عروس تھین انہین دنون انکا نکاح ہوا تھا ابہی ان کے ہاتون سے مہندی کا رنگ اور
انکے سروتن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تھی - اور خولہ بنت الازور جو ضرار کی ہمشیرہ ہتین - اور مزروعہ
بنت عملوق اور سلمی بنت زارع بن عروہ اور لینا بنت سوار اور سلمی بنت
لنعمان انکے سواے اور بھی عورتین کہ جنکی شجاعت اور پیش قدمی مشہور تھی خالد نے ان بی بیون کے طرف
متوجہ ہوکے کہنے لگے کہ ای اولاد تبایعہ تم نے وہ کام کیا ہے کہ جس سے خدا و رسول اور سب مسلمان راضی ہین اور
تمہارا ذکر باقی ہے اب جان لیجیو کہ بہشت کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہین اور دوزخ کی آگ تمہارے
دشمنون کے لئے سلگہائی گئی ہے - تم ثابت قدم رہو اور صبر کرو اگر رومیونکی کوی گروہ تم پر حملہ کرے تم بھی انسے
لڑو - خالد کا یہہ کلام سُنکے ہر بی بی نے اپنی شجاعت ظاہر کی اور بولی کہ اے امیر مجھے اپنے لشکر کے آگے رکھین تو

یہہ آرزو ہے کہ راہ خدا مین سب سے اول تلوار چلاؤن اور اپنی جان عزیز نثار کرون خالد کو انکے کلام سے بڑی خوشی حاصل ہوی انکے حق مین دعا کی - اور اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دی اور شہادت کی فضیلت بیان کی اور سب لشکر کو ہمراہ لئے ہوے آہستہ آہستہ دشمنونکی طرف چلد نے جب وردان نے انکو دیکھا وہ بھی اپنے لشکر کو لے کے آگے بڑہا اور اسکا لشکر کثرت کے سبب اس بیابان کے طول وعرض کو گھیر لیا اور اسکے لشکر کے آگے بہت سی صلیب اور نشان اٹھائے ہوئے تھے اور کفار کلمہ کفر سے اپنی آوازین بلند کی تھین جب ہر دو لشکر قریب ہوے معاذ بن جبل پکار کے کہنے لگے اے مسلمانو تحقیق بہشت آراستہ کی گئی اور دوزخ کا دروازہ بند کیا گیا ہی اور ملائک قریب اور حورین آراستہ ہوئین ہین پس تم کو بشارت ہو حیات جاودانی کی اور یہہ آیت قرآن تلاوت کی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ترجمہ یعنے مقرر اللہ نے خرید کیا مسلمانون سے جانون کو انکے اور مالون کو انکے اس بات پر کہ مقرر انکو جنت ہی جنگ کرتے ہین وے مومن خدا کی راہ مین پس ضرار نے خالد سے پروانگی لیکے آپ اول دشمنون پر حملہ کیا ایک ہی حملے مین رومیون کے پیدل اور سوارون سے تیس شخص کو مار ڈالا ہرچند رومیون نے انکی طرف تیر اور پتھر پھینکا لاکن اس سے سر مو ضرار کو ضرر نہ پہنچا کفار انکی جوانمردی اور معرکہ آرائی دیکھہ کے نہایت حیران تھے وردان پوچھا کہ یہہ کون سوار ہی لوگون نے کہا یہہ ضرار ہی وردان ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ یہی ہی قاتل میرے بیٹے کا - پس تم سے کون شخص ہے کہ میرا بدلا اس سے لے وہ میرے سے جو کچھہ مانگے مین دونگا یہہ بات سنکے ایک سرہنگ جو بڑا جنگ آزمودہ اور طبریہ کا حاکم تھا کہنے لگا کہ اے وردان تیرا بدلہ اس سے مین لیتا ہون اسکا گرفتاری کے مارنے یہہ نہ سمجھا کہ اب پنجہ اجل مین پہنچتا ہون اور ضرار کے ہاتہہ سے نوالہ نار ہوتا ہون غرض اپنا گھوڑا بڑہا کے ضرار پر حملہ کیا ہر دو مین نیزہ بازی تین گھڑی سے زیادہ ہوی آخر ضرار ایک نیزہ مار کے اسکے زرہ کو پھاڑ ڈالا اور وہ بیہوش گر کے مر گیا اور داخل دوزخ ہوا یہہ حال دیکھکے وردان بہت دل تنگ ہوا اور کہنے لگا کہ اسکے مقابلے کے واسطے میرے سوائے کوئی نہین پس اپنی زرہ پہن لی اور اسپر موتیون کی زرہ بھی ڈالی اور اپنے سر پر تاج بھی رکھہ لیا تا اپنا دبدبہ ظاہر کرے پس عربی گھوڑے پر سوار ہوا ایسے مین اصطیفان جو عمان کا حاکم تھا پیش آکے کہنے لگا کہ اے سردار ضرار سے تیرا بدلہ مین لیتا ہون آیا تو اپنی بیٹی کو میرے ساتھہ نکاح کر دیگا - وردان کہا وہ تیرے ہی واسطے ہی پس اصطیفان نے بڑی دلیری سے شعلہ آگ کے مانند نکلا اور ضرار کے مقابل کھڑا رہا اس وقت ایک سونیکی صلیب جسکو روپے کی زنجیر لگی تھی اسکے گلے مین پڑی ہوئی تھی اور وہ اسکو چوم رہا تھا پس ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دیر تک بڑی سختی سے لڑتے رہا تک کہ آفتاب گرم ہوا اور ہر دو سوار پسینہ پسینہ ہوے اور انکے گھوڑے بھی تھک گئے تب ضرار اپنے گھوڑے کی طرف خطاب کرکے کہنے لگا کہ اے گھوڑے میرے

ساتھ مظبوطی اور چالاکی کرتے ہیں تو حضرت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ شریف کے پاس تیری شکایت
کرونگا یہ بات سنتے ہی انکے گھوڑے سنتے ہنہنانے لگے ضرار کا وہ خطاب جو اپنے گھوڑے کو کیا اور گھوڑے نے جو ہنہنایا لوگوں
نے سن لیا۔ ایسے میں لشکر روم سے اصطیفان کا غلام ایک کوتل گھوڑا لے کے نکلا تا اصطیفان کو دے جب ضرار کی نظر اس پر
پڑی جلد آگے بڑھکے اسکے غلام کو نیزہ سے مار ڈالا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کی طرف چھوڑ
دیا۔ اصطیفان یہ حال دیکھکے گھبرایا اور ضرار کے ہاتھ سے اپنا مارا جانا یقین کرلیا۔ اور وردان اسکو قریب المہلاک دیکھ
کے اسکی مدد کے لئے دس سوار کہ جن کے پیروں میں لوہے کے موزے اور انکے بازو بھی لوہے کے تھے اور انکے ہاتوں میں لوہے کے
عمود تھے اپنے ہمراہ لئے ہوئے نکلا۔ اصطیفان جو گھبرایا تھا اپنی قوم کو دیکھتے ہی پھر اس کا دل مضبوط ہوا جناب خالد نے جب یہ
حال دیکھا آپ بھی دس سوار اپنے ہمراہ لئے ہوئے ضرار کی اعانت کے لئے معرکے میں آپہنچے اور ہر ایک مومن ہر ایک کافر کے طرف
متوجہ ہوا اور خالد تو وردان کے درپے تھے اور ضرار اصطیفان سے لڑ رہے تھے آخر جب اس پر نیزہ چلایا اصطیفان پھر گھبرایا
اور اسکو اپنے گھوڑے سے گرا کے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس تک پہنچگئے اور ہر دو ملکے کشتی
کی وہ دشمن خدا ایک پہاڑ کے مانند اور ضرار دبلے پتلے تھے اللہ نے انکو قوت دیا آخر اس کو اپنے ہاتوں پر اٹھالیا اور زمین پر
پٹک مارا اس نے چلانے لگا پھر اسکے سینے پر چڑھکے اپنی تلوار سے ایسا مارا کہ سینے سے حلق تک پھاڑ دیا اور اسکا سر کاٹ لیا
اللہ اکبر کہی سب مسلمان بھی انکے ساتھ تکبیر کہنے لگے اور ہر فریق ایکدوسرے پر حملہ کیا اس دن بڑی سخت لڑائی ہوی یہاں تک
کہ وقت عصر کا قریب ہوا اس جنگ میں رومیوں سے تین ہزار آدمی کے قریب مارے گئے اور انکے بڑے بڑے سردار بھی مقتول
ہوئے لکھتے ہیں کہ رومیوں سے سپاہی تین ہزار کے قریب اور بہت سے سردار اور دس بادشاہ مارے گئے چنانچہ وے یہ ہیں
مارس عمان کا حاکم مرقس منشین دیر ایوب کا حاکم دمادز اور جولان کہف رقیم کا حاکم لاؤن جبل السواد کا حاکم
مرزعون غزہ اور عسقلان کا حاکم تنجا حلحول کا حاکم جرقیاس یافا اور رملہ کا حاکم مریونس ارض بلقا کا حاکم
کورک نابلس کا حاکم اور عواصم کا حاکم کہ جس کا نام معلوم نہیں۔ اور مسلمانوں سے تین مجاہد شہید ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین
جب ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہہ پر لوٹ آئے۔ اس روز وردان کو بڑا ہی رعب ہوا اپنے لوگوں سے کہنے لگا تم لوگ خدا تعالی
کے نافرمان ہیں اور مسلمان اللہ تعالی کے اور اپنے پیغمبر کے بڑے فرمانبردار ہیں اسیواسطے وے تم پر غالب آتے ہیں اور تمہارا
عورت بچوں کو پکڑ لیا ہے یہ بات سنتے ہی کوئی رومی باقی نرہا مگر ڈہاڑ مار کے رو دیا اور کہنے لگا ہم عرب کو نہیں چھوڑینگے جب تک اپنا
بدلہ نہ لینگے وردان یہ بات سنکے بہت خوش ہوا اور اپنی قوم کے بطارقہ کو بلوا کے مشورت کی تب ایک شخص نے کہنے لگا کہ
سردار تو ان لوگ کی بات پر اعتماد مت کر کیا تو نہیں دیکھتا ہی کہ لشکر عرب سے ایک شخص ہمارے ایسے بڑے لشکر پر حملہ کرتا ہے

اور ہماری کثرت کا کچھ پروا نہین کرتا ہے اور جب تک ہمارے سے چند لوگون کو مار نہ ڈالے نہین پھرتا ہی۔ پس اب تدبیر یہی ہے کہ کسی مکر وحیلے سے تو ان کے سردار تک پہنچ جاوے اور اپنے لشکر سے چند بہادرون کو کمین گاہ مین پوشیدہ رکھے اور تو انکے سردار سے باتین کرتا کرتا اسکی گردون پکڑ لیوے اور اپنے لوگون کو پکارے تا وے کمین گاہ سے جلد آوین اور اسکے سردار کو قتل کر دین جب سردار مارا جاوے عرب متفرق ہو جاوینگے پھر جنگ نہ کر سکین گے۔ وردان یہہ تدبیر پسند کی اور خوش ہوا۔ داؤد نصرانی کو جو حمص کا رہنے والا تھا ملوایا اور یہہ ماجرا اس سے ظاہر کر کے بولا کہ تو سردار عرب کے پاس جا کر یہہ پیام پہنچا دے کہ کل جنگ موقوف کرے اور کسی کو ہمراہ نہ لے کے تنہا ایک مقام پر آوے مین بھی تنہا آتا ہون پس ہم ہر دو مل کے باتین کرین اور دستور صلح کی ٹھہراوین۔ داود نے کہا اے وردان باغی اور فریب کار ہمیشہ خوار و زیانکار رہتا ہے بہتر یہہ ہے کہ تو ان سے جنگ کرے یا راستی سے صلح کر لیوے وردان نہین مانا اور غصہ ہو کے کہا کہ مین تجہہ سے مشورہ نہین کیا بلکہ حکم کرتا ہون کہ میرا پیام پہنچا دے پس تو میرا حکم بجا لا۔ داؤد گیا اور لشکر عرب کے پاس جا کے پکارا کہ سردار کون ہے باہر آوے کہ مین وردان کا پیام لایا ہون یہہ سنکے خالد باہر آئے اور اسکا یہہ پیام سنکے دیر تک سوچ مین رہے پس جواب دیا کہ اگر وردان اس بات مین سچا ہو اور کچھہ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہو تو قسم ہے خدای عالم الغیب کی کہ اس بدی کی شامت اسی پر پڑیگی یقین جانے کہ وہ اور اسکی قوم ہلاک ہو جائیگی۔ اگر وہ اپنی قول مین سچا ہو مین نے مصالحہ اسوقت کرونگا کہ وہ اسلام لاوے یا جزیہ گذار ہووے اسکے سوا سے اسکی مال کثیر دینے کی جو طمع تبلاتا ہی مین نہ لونگا مگر بطور جزیئے کے۔ داود پر یہہ کلام گران گذرا اور کہا کہ اے امیر تمہاری خواہش کے موافق مصالحہ ہوگا یہہ بول کے خالد سے رخصت لی اور اپنے لشکر کے طرف سدہارا لاکن اسکے دلمین جو رعب خالد کا بیٹھ گیا تھا انکی صولت سے ڈر گیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی یہہ عربی اپنے قول مین سچا ہی اور یقین ہی کہ وردان مارا جائیگا اور اسکی قوم بھی مارے جائیگی پس یہی بہتر ہی کہ مین وردان کا فریب ظاہر کروں اور اس سردار عرب سے اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے امان لون یہہ سوچ کے پہر لشکر عرب کی طرف آیا اور خالد سے عرض کی کہ مین نے ایک بات فراموش کی تھی خالد نے پوچھا وہ کیا ہی داؤد کہا کہ وردان نے ایسے فریب کا ارادہ کیا ہے تم ہوشیار رہو مجھے اور میرے لوگ کو امان دیجیو۔ خالد نے فرمایا کہ مین نے تجھکو اور تیرے اہل وعیال کو اور تیرے مال کو امان دیا ہی۔ پہر پوچھا کہ وردان کمین گاہ کس جگہ ٹھہرایا ہی داؤد نے کہا وہ جگہہ اسکے لشکر کے دائین جانب ریگ کے ٹیلے کے نزدیک ہی خالد نے کہا اچھا اب تو جا کے وردان سے کہدے کہ اسکے پیام کو مین نے قبول کیا ہی۔ پس داؤد رخصت ہوا اور جلد جا کے خبر دی وردان سنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب صلیب مجھے فتح دیگی اور اسیوقت اپنے لشکر سے دس دلیر دلکو بلوا کے تاکید کی کہ تم با ہتھیار پیدل فلان مقام مین جا کے پوشیدہ رہو جب رات گذر جائیگی طلوع آفتاب کے بعد

مین سردار عرب کو پکارونگا اور تم کو پکارونگا تم جلد آکے اسکا کام تمام کرو - اور خالد جب دادو کو رخصت کرکے اپنے
لشکر مین آئے اول ابو عبیدہ سے ملاقات ہوئی انہون نے خالد کو ہنستے ہوے دیکھا اور کہا ای ابا سلیمان اللہ تعالی
ہمیشہ تم کو ہنستے ہی رکھے کیا حال ہے بیان کیجیو خالد نے حقیقت حال ظاہر کی ابو عبیدہ نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے
خالد نے کہا کہ مین اکیلا جانا چاہتا ہون ابو عبیدہ نے کہا واللہ اگرچہ ان سب کیلئے تم ہی کافی ہوگا لکن تم اکیلے مت جاؤ
اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ
ترجمہ یعنے آمادہ کرو تم ای مسلمانو جو سکتے ہو قوۃ سے یعنے جنگ کے ساز و برگ سے - اور باندھے ہوے گھوڑونسے - تا ڈراؤ تم اس سے
دشمنو تمکو اللہ کے اور دشمنو تمکو تمہارے - اور تمہارے مقابلے مین اس نے جو دس آدمی تمکو آمادہ کیا ہے تم بھی دس غازیون کو آمادہ
کرکے کمین گاہ مین رکھو جب وہ اپنے لوگونکو پکاریگا تم بھی اپنے بہادرون کو پکارو اور ہم بھی سب گھوڑون پر سوار اور آمادہ
جنگ و پیکار رہینگے تم جب اس دشمن خدا کے کام سے فارغ ہوجاینگے ہم بھی سب کے سب لشکر کفار پر حملہ کرینگے اور ہم اللہ تعالی
سے نصرت کے امیدوار ہین - خالد نے کہا کہ مین تمہاری رای کا خلاف نکرونگا - پس خالد نے اپنے لشکر سے ان دس آدمیون
کو اختیار کیا رافع بن عمیرۃ الطائی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری - اور معاذ ابن جبل - اور سعید
بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی اور سعید بن عامر بن جریج - اور ابان بن عثمان
بن سعید - اور قیس بن ہبیرہ - اور زفر بن سعید البیاضی - اور عدی بن حاتم طائی
اور ان دس غازیون پر وردان کا فریب ظاہر کرکے حکم کیا تم اسی کمین گاہ کے پاس جاکے شب گذارو اور علی الصباح جب
وردان اور مین ایکجا سے پرملین اور تم کو پکارون تو دوڑتے آئیو - اسکی قوم کے دس شخص جب کمین گاہ سے آوین تم بھی ایک
ایک کا مقابلہ کرو اور مین وردان کا مقابلہ کرتا ہون اللہ تعالی چاہا تو مین اسکے واسطے بس ہون - ضرار کہا اے سردار مجھے
اسبات کا خوف ہے کہ اسکی قوم تمکو اپنے سردار سے باز رکھین اور تمہاری طرف متوجہ ہوجاوین اسلئے میری رای یہہ ہے کہ ہم لوگ
ابھی انکی کمین گاہ مین جا بیٹھین اگر انکو سوتے ہوے پاوین وہین انکو قتل کر دیوینگے انکی جگہ پر ہم پوشیدہ بیٹھین اور وقت
وردان اپنے لوگونکو پکارے ہم دوڑتے ہوے آکے اسکا کام تمام کرین خالد یہہ بات سنکے ہنسے اور کہا کہ اگر ممکن ہو ویسا ہی
کرو اور اس جماعت پر تم سردار ہو مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری مراد کو پہنچا دے - بس یہہ جماعت خالد کو اور سب
مسلمانون کو سلام کیا اور انسے دعا چاہی اور اپنے ہاتون مین تلوارین لئے ہوئے روانہ ہوے اسوقت رات سے تہائی گذری
تھی - پس ضرار جب اس مقام کے نزدیک جا پہنچے اپنے ساتھیون کو ٹھہرا کے آپ اکیلے کمین گاہ مین جاکے دیکھا کہ جسے کہا
شخص نے جو اس فوج جنگ کی مشقت کھینچی تھی ہر ایک ماندے تھکر سوگئے ہین یہہ دیکھ کے لوٹ آئے اور اپنے ساتھیونکو

بشارت دی ہے شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ٭ بر حسب خواستم ز خدا شد میسرم ٭ پس کہنے لگا یہ لوگ دشمن آدمی
سوتے ہین اب تم بہت آہستہ چلو تا ہمارے پاؤن کی آواز سے انمین سے کوی بیدار نہو وے اور دوسرون کو نہ جگا وے تم سے
ہر ایک غازی انمین سے ہر ایک شخص کو مار ڈالے لاکن چاہئے کہ تلوار انکی مار ایک ہی ہو پس سب بہوت خوش ہوئے اپنی تلوارین
علم کین اور آہستہ کمین گاہ مین جاکے ایکہی وقت ان کی گردنون پر ضرب کیا اور انکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہنے
لگے الحمد للہ یہہ پہلی فتح ہے پھر سب غازیون نے تمام شب شکر الہی مین گذرانی اور اس سے مدد مانگتے رہے جب صبح ہوی نماز
سے فارغ ہوکے اپنے کپڑے اتار دئے اور ان مقتولون کے رومی کپڑے پہن لئے اور انکی لاشین پوشیدہ کر دین اور ہاتھ میں
اور کشود کار کے امیدوار بیٹھے تھے **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوی خالد نے سب مسلمانون کو ساتھ لیکے نماز
پڑہی اور اپنے لشکر کو بصورت لڑائی کے مرتب کیا اور اسی طرح رومیون کا لشکر بھی آمادہ ہوا ایسے مین لشکر روم سے ایک سوار نکلا
اور کہنے لگا ای گروہ عرب کیا تم نے بدعہدی کی کہان ہے وہ معاملہ جو کل تمہارے اور ہمارے درمیان قرار پایا ۔ تب خالد
اپنے لشکر سے نکلے اور کہا ہمارا طریقہ عذر اور بیوفائی کا نہین ۔ تب وہ سوار کہا کہ وردان نے وفای عہد چاہا ہے ۔ خالد نے فرمایا
کہ مین حاضر ہون تب اس سوار نے جاکے خبر دی وردان بہت خوش ہوا زرہ پہن لی اور اپنی نمایش کے واسطے جڑاو کی گردن
بند اور سر بند اور تاج سے آراستہ ہوکے ایک اسپ پر چڑہا ہوا نکلا ۔ اور خالد بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے اور اس دشمن خدا
کو دیکھہ کے کہنے لگے کہ اللہ تعالی چاہا تو اسکی زیب و زینت کا یہہ سامان مسلمانون کی غنیمت ہے ۔ غرض جب قرارگاہ
پر پہنچے اپنے مرکبون سے اترے اور ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے جناب خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہے بیان کر لاکن حق و راستی
کو پیش نظر رکہہ اور یہہ بھی جانئے کہ تو اس شخص کے روبرو بیٹھا ہے کہ وہ کسیکے مکر و فریب کا کچہہ پروا نہین کرتا ہے ۔ وردان کہا کہ تم
کیا چاہتے ہو بیان کرو کہ تمہارے ہمارے درمیان معاملہ نزدیک پہنچا ہے اور لوگونکی خونریزی سے ہاتھ رکہو ۔ اور اگر تم دنیا کی کوئی
چیز چاہتے ہو تو مین بخل نکرونگا بطور صدقے اور خیرات کے دونگا کیونکہ ہمارے پاس کوی گروہ تمہارے سے زیادہ ضعیف نہین
تم لوگ ملک قحط کے رہنے والے برہنگی اور لاغری کے مارے مرے ہوے ہو پس جو کچہہ منظور ہو لو اور ہمارے تھوڑے پر قناعت
کرو جب حضرت خالد نے اس ملعون کا یہہ بیہودہ کلام سنا کہنے لگے اے کتے نصرانیہ کے مقرر خدای عز و جل نے ہمکو تمہاری
صدقے اور خیرات سے بے پروا کر دیا ہے اور تمہاری عورتین ہم پر حلال ہوئین جب تک کہ تم کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کا اقرار کرینگے اگر تم ایمان نہین لاتے ہو تو ہر شخص کے طرف سے جزیہ دیا کرو اس صورت مین تم خوار و ذلیل رہو ۔ اگر اس سے بھی انکار
ہے تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم تلوار ہے اللہ تعالی جسکو چاہیگا مدد دیگا ۔ واللہ ہم کو صلح سے لڑائی کی خواہش زیادہ
ہے اور جو تو نے ہماری گروہ کا ضعف جو بیان کیا واللہ تم لوگ ہمارے پاس مثل کتون کے ہو کہ ہمارا ایک شخص تمہارے ایک ہزار آدمی

تو ضعیف جانتا ہے اور تیری یہ گفتگو صلح کی نہین بلکہ فساد کی ہے اگر تیری گفتگو اس طمع سے ہے کہ مین اکیلا ہون اور اپنی قوم
سے جدا ہون تو جو ارادہ رکھتا ہے سو کر انشاء اللہ تعالی مین تیرے واسطے کافی ہون - وردان نے خالد کا یہ کلام سنتے
ہی اٹھا اور اچک کر انکے دونو بازو پکڑ لئے خالد بھی زور کر کے اپنے بازو چھوڑا لئے اور اسکے بازو پکڑ لئے اور ہر دو ملگئے اور ایک کو
دوسرے نے لپیٹ لیا تب اس دشمن خدا نے اپنی قوم کو پکارا کہ جلد آؤ کہ صلیب نے میری مدد کی ہے سردار عرب میرے قابو مین
آچکا ہے اسکا یہ کلام تمام ہونے نہین پایا تہا کہ ضرار اپنی جماعت لئے ہوئے دوڑے اس دشمن خدا نے سمجھا کہ اپنی قوم سے ہے جب
ضرار اپنی تلوار کو جنبش دیتے ہوئے اور شیر کے مانند جست کرتے ہوئے نزدیک آپہنچے وردان کا حال متغیر ہو گیا - ضرار کہنے لگے
اے دشمن خدا تیرا وہ مکر و فریب کہان گیا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرنا چہتا تہا پہر ضرار کے ہمراہی
لوگ بھی تلوارین چمکاتے ہوئین جب اسکو آکے گھیر لیا خالد نے فرمایا کہ اسکے مارنے مین جلدی نکرو جب تک مین حکم ندون -
وردان کے ہاتھ پاؤن مین لرزہ پیدا ہوا اسو زمین پر گر پڑا اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتا تھا اور امان امان پکارتا تھا خالد کہا
کہ امان اسکو دیجاتی ہے جو امان کا مستحق ہو اور تو تو مکر و فریب کرنا چاہا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ضرار جب جناب خالد کا یہ
کلام سنا اسکو مہلت نہ دی اس پر تلوار چلائی اور اسکے ہمراہی مجاہدین بھی اپنی تلوارون سے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور اسکا
سر کاٹ کے خالد اپنی تلوار کی نوک پر لیکے تکبیر کہتے ہوئے چلدئے روم کے لشکر والون نے دور سے دیکھہ کے سمجھا کہ وہ سر
خالد کا ہے اور مارے خوشی کے کودنے اور تالیان بجالانے لگے اور لشکر اسلام کے مجاہدین سے بعضے دلگیر ہوئے اور دعا
کرنے لگے جب خالد نزدیک آئے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے اور بلند آواز سے کہا اے رومیو یہ سر تمہارے سردار
وردان کا ہے مین خالد بن ولید صحابی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا - پس اسکا سر ناپاک انکے روبرو پھینکدیا
اور تکبیر کہتا ہوا حملہ کیا انکے پیچھے ضرار اور انکے ہمراہی لوگ بھی چلے گئے اور انکے پیچھے ابو عبیدہ بھی سب لشکر لئے ہوئے تکبیر
کہتے ہوئے چلے گئے جب رومیون نے اپنے سردار کا سر دیکھا انکو یقین ہو چکا کہ عرب کے ہاتھ سے ہم نہین بچینگے پس پیٹھ
پھیر کے بھاگنے لگے اور مجاہدین اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے عصر تک مارتے تھے روم کا لشکر جو نود ہزار کا تھا سو ان سے
پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے اور باقی متفرق ہو کے بعضے قیساریہ اور بعضے دمشق کے طرف بھاگنے لگے ایسے مین ایک
گرد و غبار ظاہر ہوئی پھر دیکھتے کیا ہین کہ ایک لشکر آرہا ہے بعضون کو گمان ہوا شاید کہ ہرقل نے رومیون کے لئے مدد بھیجی
ہے جب نزدیک آپہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر اسلام ہے جو صدیق اکبر نے روانہ فرمایا ہے رومیون سے جو لوگ بھاگ گئے
تھے راہ مین اس لشکر والون کو ملتے تھے تو بلا توقف ان کافرون کو قتل کرتے تھے پس کفار ہر دو طرف سے مارے گئے
اور اس جنگ مین رومیون کے سونے روپے کی صلیب اور زنجیرین اور انکا مال و متاع گھوڑے اور ہتھیار اس قدر مسلمانون

کی لوٹ مین آسے تھے کہ فتوحات شام سے کسی فتح مین بھی اتنا مال غنیمت مین نہ آیا تہا۔ خالد نے کہا کہ دمشق کی فتح حاصل ہوے تک مین اسکی تقسیم کا حکم نکرونگا مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ یہ اجنادین کا جنگ چہار شنبہ کے دن جمادی الاول کی اٹہائیسوین سن تیرا ہجری مین تیرہ روز آگے صدیق اکبر کی وفات سے واقع ہوا۔ پہر دوسرے روز جو روز پنجشنبہ تھا خالد نے صدیق اکبر کے نام ایک نامہ اس فتح و نصرت کی بشارت مین لکھا اور عبدالرحمن بن حمید الجمحی کے ہاتہ مین دیکے حکم کیا کہ اسیوقت روانہ ہووے۔ پس عبدالرحمن نے اسیوقت وہ نامہ لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوے اور جناب خالد مع لشکر دمشق کے جانب کوچ کیا **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق ہر روز اخبار شام کی تلاش مین ہمیشہ مدینہ طیبہ کے باہر آیا کرتے تھے پس ایام انتظار مین عبدالرحمن جا پہنچے اور بعضے صحابہ نے پوچھا کہ ملک شام کی کیا خبر ہے انہون نے کہا کہ اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی یہہ بات سنتے ہی وے صحابہ جلد صدیق اکبر کی خدمت مین جاکر اس بشارت سے بشر کیا حضرت ابوبکر صدیق نے اسیوقت سجدۂ شکر مین سر رکھا اور سجدہ دراز کیا یہان تک کہ عبدالرحمن آے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ اب سر اٹہائیے سو اللہ تعالی نے آپکے آنکھین ٹھنڈی کین تب سجدے سے سر اٹہایا اور انکے سلام کا جواب دیا اور بشارت نامہ کھولا تو ابو عبیدہ کے ہاتہ کا لکھا تہا سب مسلمانون کو پڑھ سنایا سب کے سب بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجا لایا اور خالد کے حق مین دعا کی اور اس فتح کی خبر سنکے حرمین شریفین اور اطراف و نواحی کے بہتیرے بہادرون کو جہاد کی خواہش پیدا ہوی سو چو طرف سے آنے لگے یہان تک کہ مدینہ طیبہ مین سات ہزار کا لشکر جمع ہوا تب صدیق اکبر نے خالد کے مکتوب کا جواب لکھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مہر سے اسکو

جمیع المسلمین ترجمہ
یہہ عریضہ ہے طرف سے
خالد بن ولید کے خدمتین
خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے سلام

مزین کرکے اسی قاصد کے ہاتھ سے روانہ فرمایا اور ان کے بعد وہ سات ہزار کا لشکر ابو سفیان اور عمر
بن سعدی کر بچے ساتھ دیکے دمشق کی طرف کوچ کرنیکا حکم کیا۔ **دمشق کا جنگ** - **واقدی**
سے منقول ہے کہ جب خالد نے مقام اجنادین سے صدیق اکبر کی خدمت مین نامہ روانہ کرکے دمشق کے
جانب کوچ کیا۔ اہل دمشق نے اپنے لشکر کی ہزیمت اور اکثر دلیر لوگ سردار مارے جانے کی حقیقت بھی
خالد دمشق کی طرف متوجہ ہونے کی خبر وحشت اثر سنکے بہت ہی گھبرائے۔ اور مقام اجنادین سے
بھاگے ہوئے لوگ اور اکثر دیہات کے رہنے والے بھی آن کے دمشق کے قلعے مین پناہ لی اور سامان
جنگی بھی قلعے مین مہیا کیا۔ ایسے مین جب جناب خالد بھی مع لشکر جرار جا پہنچے دمشق والونکو اپنی ہلاکت
یقین ہو چکی اور خالد نے وہی دیر کے مقام پر نزول کیا جو پہلے اترے تھے اور وہان سے دمشق آدھ کوس
کی مسافت پر واقع ہے۔ اور جناب ابو عبیدہ کو بلوا کے کہا کہ تم کو یہہ بات تو معلوم ہے کہ جب ہم لوگون
نے یہان سے کوچ کیا اس شہر والون نے ہمارا پیچھا کر کے کیسی دغابازی کی۔ اب تم دروازہ جابیہ پر جاکے
اترو اور اہل دمشق کے مکر و فریب سے بہت ہوشیار رہو۔ اور **یزید بن ابی سفیان** کو باب الصغیر
پر۔ اور **شرحبیل بن حسنہ** کو باب توما پر۔ اور **عمرو بن العاص** کو باب الفرادیس پر
اور **قیس بن ہبیرہ** کو باب کیسان پر اترنیکا حکم کیا۔ اور باب شرقی تو بند تھا اسپر لڑائی نہین
ہوئی اسیواسطے عرب اسکا نام باب السلامت رکھا تھا۔ اور خود **خالد** دروازہ شرقی پر نزول
فرمایا۔ **واقدی** رح سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ کے واسطے دروازہ جابیہ کے قریب پوست عالی
کا ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اگرچہ لوٹ مین آئے ہوئے ہزارون مکلف اور عمدہ خیمے حاضر تھے لاکن انکو استعمال
مین نہین لانے کے کئی سبب ہین پہلا سبب یہہ کہ انکو دنیا کی شوکت اور تجمل سے بڑی کراہت تھی دوسرا

* تو وہین ٹھیرو اگر وہ تم سے مصالحہ کرے تو تم بھی مصالحہ کر دو اور اگر وہ تم سے لڑینگے تم بھی لڑو۔ اور تم پہاڑون کے درون کے طرف جا دو ... کر کے اسکی اطلاع دو۔ اور مین سمجھتا ہون کہ ...

یہ کہ کفار یہہ نہ سمجہین کہ اہل اسلام دنیا کی مال و متاع کے واسطے جنگ کرتے ہین بلکہ صحابہ کرام کی یہہ حالت تہی کہ بارش
مین بہیگ جاتے لاکن لوٹ کے خیمون مین نہین رہتے تہے کہ ان خیمون مین اللہ تعالی کا نام نہین لیا گیا تہا مگر شرک کے
ساتہہ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا اور وے مجاہدین اصحاب بعضے ایسے تہے کہ تخم خربا ڈوریون مین پرو کے زرہ کی جاے
پہن لیتے ہر حال مین فقر کو دوست رکہتے تہے - غرض لشکر اسلام کے سردارون نے جب ہر دروازے پر نزول کیا - اہل دمشق
نے ارادہ مصر کیا کہ عرب سے یہان تک لڑے کہ اپنی قوم سے ایک شخص بہی باقی نہ رہے اور اپنے زن و اطفال انکے ہاتہہ لگنے نہ دے
پس قلعے پر چڑہکے تیر اور پتہر سے جنگ کرنا شروع کیا - اہل اسلام بہی تیر و پتہر چلانے لگے یہانتک کہ ہر دو طرف بہت سے
لوگ زخمی ہو گئے - ایسا ہی ایک دروازہ شرقی پر جنگ ہو رہا تہا کہ ایسے مین عبدالرحمن بن حجمی نے مدینہ طیبہ سے ابوبکر صدیق کا
نامہ لے پہنچا خالد بہت خوش ہوے اور غازیان اسلام کو یہہ خوشخبری سنا دی کہ ابو سفیان اور عمرو بن معدیکرب کے ہمراہ
مدینہ منورہ سے تہاری مدد کے لئے سات ہزار کا لشکر آتا ہی باب شرقی پر جو لشکر حاضر تہا اسکے سب مجاہد بہت خوش ہوے
اور اس روز شام تک لڑائی جاری تہی جب رات ہوی ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے اور مسلمانون کے لشکر کا ہر
سردار اپنی فوج لیا ہوا ہر دروازے پر ٹہہرا اور خالد نے ابوبکر صدیق کا وہ مکتوب ہر دروازے پر روانہ کیا ہر سردار اپنی فوج
کو پڑہ سنایا مسلمان بہت خوش ہوے اور تمام رات ہوشیار تہے تا کہین کوی لشکر ہرقل کے طرف سے نہ آوے اور ضرار
مع دو ہزار سوار قلعے کے اطراف پہرتے تہے تا کہین اہل دمشق ارادہ شبخون کا نہ کرین - اور دمشق کے عاقل اور دانشمندون
نے جمع ہوکے **توما** کے پاس گئے جو انہین بڑا شجیع اور جوانمرد اور لڑائی کے فن مین بڑی مہارت رکہتا تہا اسیلئے ہرقل نے
اسکو اپنی بیٹی دی تہی اور توما سے سب احوال ظاہر کئے اور کہا کہ عرب سے مقابلے کی ہم کو طاقت نہ رہی اب توا نے مصالحہ کرنا یا
ہرقل کو لکہہ کے ہمارے مدد کے لئے ایک لشکر منگوا توما یہہ سنکے کہنے لگا کہ کل عرب سے مین مقابلہ کرتا ہون اور انکے سردار کو
مار ڈالتا ہون تم خاطر جمع رہو جب صبح ہوی مسلمانون کا ہر سردار اپنی فوج کو لے کے نماز پڑہی اور سب فوجین جنگ
پر آمادہ ہو گئین - اور توما بہی اپنا لشکر لیکے نکلا اور نصرانیون مین جو ایک بڑا زاہد تہا وہ بہی اسدن اپنے مکان سے نکلا اور
صلیب اعظم اسکے سر پر تہی اور دروازہ توما کے برج پر اس صلیب کو لاکے کہڑا کیا اور نصرانیون کا ایک عالم اپنے ہاتہہ
مین انجیل لیا ہوا کہڑا تہا - توما نے صلیب کے قریب آیا اور انجیل کی ایک سطر پر ہاتہہ رکہہ کے کہنے لگا - ای اللہ مدد دے ہم مین سے
اس شخص کو جو حق پر ہو اور تباہ کر ظالمونکو ہم نزدیکی چہتے ہین تیری اس صلیب کے وسیلے سے اور اسکے وسیلے سے جو سولی
دیا گیا اور ظاہر کین اسنے نشانیان ربوبیت کی اور افعال لاہوتیہ کے اور وہ شخص قدیم ہے اور ہمیشہ تیرے ساتہہ ہو بیٹہا
مین آیا پہر تیرے سامنے لوٹ گیا غرض توما نے ایسے ہی کلمات کفر کہے اور اسکی قوم آمین کہتی تہی شرحبیل بن حسنہ اپنی فوج

لیکر دروازہ لوتا پر جو کھڑے تھے اسکے یہہ کلمات کفر سنتے ہی غضب مین آئے اور سب مسلمان اللہ تعالی سے پناہ مانگے
شرجیل بن حسنہ کہا کہ ای دشمن خدا تو جہوٹھہ کہتا ہی کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کی مثل اللہ تعالی کے نزدیک آدم کی ہی جسکو
پیدا کیا اللہ تعالی نے ان کو مٹی سے ۔ زندہ رکھا انکو جب تک چاہا اور بلوا لیا انکو جب چاہا ۔ پھر دو فریق مین لڑائی
شروع ہوئی شرجیل نے اسدن لڑائی مین بڑی سختی کی اس روز مسلمان گھوڑون پر سوار نہین تھے کیونکہ کفار قلعے کی
بلندی پر تھے اور تیر چلانیکے لئے انکو موقع قابو کا تھا جب اہل اسلام نیچے تھے ویسا موقع انکو نہ ملا یا ان مجاہدون نے تیر
و پتھر چلانے مین بڑی ہی کوشش کی اور معرکے مین ثابت قدم رہے ۔ اور بہت لوگ زخمی ہوے انہین زخمیون سے ہین
ابان بن سعید بن العاص کہ انکو تیر زہر آلود کا زخم لگا انہون نے جلد اپنا عمامہ کھول کر زخم پر باندھ لیا جب
لوگ انہین معرکے سے اٹھا لے آئے اور زخم کو کھول کر دیکھنا چاہا ابان نے منع کیا اور فرمایا کہ اسکو کھولتے ہی میری جان
نکل جائیگی واللہ مین بارگاہ آلہی سے جو چہتا تھا اللہ نے مجھکو دیا ۔ لاکن مسلمانون نے انکا کہنا نہ مانا عمامے کو کھولا ابھی
عمامہ پورا نہین کھلا تھا کہ انھون نے اپنی آنکھہ کو آسمان کی طرف کی اور انگلی اٹھا کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور رحلت کی اللہ تعالی اُن پر رحمت کرے انکی بی بی
ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ نئی عروس تھین کہ جنگ اجنادین کے روز انکا نکاح ہوا تھا ابھی انکے ہاتون سے مہندی
کا رنگ اور بدن سے عطر کی خوشبو نہین گئی تھی ۔ جب اس بی بی نے اپنی شوہر کی شہادت سنی بے اختیار معرکے کے طرف
دوڑی بسبب دراز دامن کے اور مارے گھبراہٹ کے راہ مین ٹھوکرین کھاتی تھین جب شوہر کے نعش کی پاس آئین
صبر کیا اور کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور زبان حال سے کہین ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ پھر زبان قال سے عربی مین چند باتین جو کہین اسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہی ۔ گوارا اور
مبارک ہو تمہین وے نعمتین جو اللہ نے تم کو عطا کین ۔ اور تم روانہ ہوے طرف جنت کے حورعین او رجانب ہمسایگی
پروردگار کے ایسا پروردگار کہ جس نے اکٹھا کیا تم کو اور ہم کو پھر جدا کر دیا اس نے ۔ قسم ہے خدا تعالی کی ہر آئینہ مین جدہ
کوشش کرونگی یہان تک کہ تم سے آملون ۔ کس واسطے کہ مین آرزو مند اور مشتاق تمہاری ہون نہ آسودہ ہوئی مین تمسے
اور نہ تم مجھسے ۔ لاکن اللہ تعالی نہین چاہا ۔ اور مجھہ کو تم سے نامراد رکھا ۔ پس مین نے یہہ بات اپنے پر حرام کرلی کہ تمہارے
بعد کوئی مرد مجکو ہاتہ لگاوے ۔ اور رقید کیا مین نے اپنی جان کو اللہ کی راہ مین ۔ قریب ہے یہہ کہ تم سے ملونگی ۔ اور مین
اللہ تعالی سے امید رکھتی ہون کہ یہہ بات جلد واقع ہوگی ۔ پھر انکی تجہیز و تکفین کے بعد خالد مع جماعت ان پر نماز پڑھی اور
دفن کیا آج بھی انکی مزار مشہور ہے ۔ کہتے ہین کہ انکے دفن کے بعد انکی بی بی نہ انکے غم مین روئین نہ انکی قبر پر ٹھہرین

بیان ام ابان بی بی ابان کی جو بعد نکاح بیوہ ہوئی

بلکہ جلد اپنی جگہہ پر آکے اپنا لباس بدل دیا اور دہاٹا باندھ لیا اور ڈہال تلوار لی اور خالد کے بے اطلاع باب توما
پر جو فوج کہڑی تہی اس مین جا کے داخل ہوگئین - شرجیل بن حسنہ سے مروی ہی کہ نصرانیون سے ایک شخص صلیب
لیا ہوا توما کے آگے کہڑا تہا اور ہمارے طرف اشارہ کرکے صلیب کی مدد چاہ رہا تھا ایسے مین بی بی ام ابان نے ایک
ایک تیر ایسی چلایا کہ صلیب اس کے ہاتہہ سے جہوٹ کے ہماری طرف گر گئی اسکے جواہر چمکتے تھے اور مسلمان اسکو اٹہانے
کے لئے دوڑے یہہ حال دیکہہ کے توما نہایت غصے ہوا اور جلد دروازہ کھلوا کے معہ لشکر دمشق باہر آیا تا ہمارے سے جنگ
کرے اور مسلمانون نے جلد وہ صلیب تیر والے کرکے آپ لڑائی آغاز کی اور توما میرے نزدیک آیا اور گالی دیکے کہا کہ
ڈالدو مین نے صلیب کو ڈال دیکے اسکا مقابلہ کرنے لگا تب اس دشمن خدا نے اپنے لوگون کو پکارا کہ صلیب اٹہالو وے سب کے
سب صلیب اٹہانے کے طرف متوجہ ہوے قریب تہا کہ اٹہالین بی بی ام ابان نے پوچہا کہ یہہ کون ہی جو صلیب کے اٹہانے
پر اپنے لوگون کو ایسی ترغیب دے رہا ہی - مجاہدون نے کہا کہ توما یہی ہی جو تمہارے شوہر کو مار ڈالا - بی بی ام ابان نے
یہہ بات سنتے ہی پہر ایک تیر چلایا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پس وہ تیر توما کے داہنی آنکہہ مین جا لگا اور
دہس گیا وہ دشمن خدا چلاتا ہوا بہاگا اور قلعے مین داخل ہوگیا اسکی قوم بہی قلعہ مین داخل ہوکے دروازہ بند کرلیا
اور اسکے لوگ وہ تیر ہرچند اس کی آنکہہ سے نکالنا چاہا لاکن وہ ہرگز نہین نکلا آخر لوگ اسکی لکڑی کو کات کے اسپر پٹی
باندہ دی اور وہ نالہ و فریاد کرتا تھا وہ روز ولیساہی درد والم مین گذرا جب شب آئی اور کچہہ اسکے درد مین سکون ہوا
اسکی قوم کہنے لگی کہ ہم نے آگے ہی کہا تھا کہ عرب بڑے جوانمرد ہین انکے ساتھ ہم کو مقابلے کی طاقت نہین بہتر ہے کہ
مصالحہ کرلین تونے ہمارا کہا نہ مانا آخر جو ہونہار تھا ہوا اب بہی مناسب یہی ہے کہ انسے مصالحہ کرلین - تو ملعون
یہہ بات سنکے باوجود اس تباہی اور خواری کے اپنی قوم پر غصہ ہوا - اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی نامردی کے ہی سبب عرب
کی جماعت نے غلبہ کرلیا اور صلیب بہی ہم سے خفا ہوکے جاتی رہی اگرچہ میری آنکہہ زخمی ہوئی لاکن مین بدلہ لئے
سوا انکو نہ چہوڑونگا - اور میری ایک آنکہہ کے عوض انسے ہزار آنکہہ لونگا - اور ایک ایسا مکر کرونگا کہ جسکے ذریعے
انکے سردار تک پہنچ جاؤنگا اور اسکو پکڑ لونگا اور اسکے لوگ کو مار ڈالونگا اور انکا مال لوٹ لونگا پہر انکے مال اور
سردار کو ہرقل کے پاس بہیجدونگا اور اسی پر اکتفا نہ کرونگا بلکہ ایک لشکر جمع کرکے ملک حجاز مین جاؤنگا اور اسکے
سردار ابوبکر سے جنگ کرونگا اور انکے نشانیون کو مٹا دونگا اور انکے مسجدون کو کہود ڈالونگا اور انکے شہر کو
وحشیون کا مسکن بنادونگا - اس ملعون کے کفر و نخوت کے لبون سے یے بیہودہ باتین نکلتی تہین لاکن اہل کی
تقدیر نے اسکی سوء تدبیر پر ہنسی تہی اور اسکی پہوٹی آنکہہ کے طرف اشارہ کرکے یہہ فرد فی البدیہہ اسکے حسب حال

پڑہتی تھی ۔ سے ۵ این مراتب کہ دیدۂ جزو بیست ٭ کارکلی ہنوز در قدر است ٭ غرض تو ما ملعون اپنی قوم کو
ترغیب و تحریص دے کے دوسرے دن جنگ پر لے آیا اس روز بھی صبح سے قریب عصر تک بڑی سخت لڑائی
ہوی ۔ جب عصر کا وقت آپہنچا جنگ موقوف ہوا ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے ۔ مسلمانون نے نماز عصر
ادا کی جب شام ہوی آگ روشن کی گئی جب مغرب اور عشا سے فارغ ہوے تلاوت قرآن مین مشغول ہوے ۔ اور
تو ما اس شب مین اپنے سب لوگ کو بلوایا اور کہنے لگا کہ اب عرب جنگ سے تھک گئے ہین کوی سوتا ہوگا اور کوی بیدار ایسے
وقت مین چاہئے کہ ہم دفعتہً ایسا شب خون کرین کہ وے اپنی ہتھیار تک پہنچ نہ سکین انکی قوم جب یہ بات سنی بہت
دلیر ہوی پس اس دشمن خدا نے دروازہ کہلوا کے قوم کو ہمراہ لیا ہوا باہر نکلا اور اپنے لوگونکو تاکید کی کہ ہر مسلمان کو
قتل کرو اور اگر کوی تم سے امان طلب کرے اسکو امان نہ دو مگر انکے سردار کو ۔ پس کافرون نے یکبیک حملہ کیا اگرچہ عرب
اہل دمشق کے اس مکر و فریب سے غافل تھے لاکن اکثر اپنی جگہون پر ہوشیار تھے اور بعضے خواب مین تھے جب کفار
کی آوازین سنین جلد با ہتھیار ہو گئے اور جو لوگ سوتے تھے ان کو جگا دیا ابھی دشمن ان کے نزدیک نہین پہنچے تھے
پیش قدمی کر کے نکلے مگر بے ترتیب تھے اور رات اندھیری تھی ہر دو طرف سے تلوارین چلنی لگین اور آوازین بلند
ہوئین خالد جو بمقام دیر پر اترے تھے اور سب مجاہدین کے عیال و اطفال بھی وہین تھے یکبیک لڑائی کا غل
دیر تک جا پہنچا خالد نے سمجھا کہ شاید دشمنون نے کچھہ مکر و فریب کیا ہی اور مسلمانون کی بے خبری کی حالت
مین ان پر جا گرے ہین پس خالد بے حواس اور گھبراے ہوے اٹھے اور بلند آواز سے کہا وَاغَوْثَاہُ وَاِسْلَامَاہُ

وَامُحَمَّدَاہُ اُکِیْدُوْا قَوْمِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَللّٰھُمَّ اُنْظُرْ اِلَیْھِمْ بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَانْصُرْھُمْ

وَلَا تُسَلِّمْھُمْ اِلٰی عَدُوِّھِمْ ترجمہ واے ای فریاد رس واے ای سلام واے ای محمد علیک الصلوٰۃ والسلام
فریب کی یہہ قوم قسم ہے رب کعبہ کی الہی تو دیکہہ ان کے طرف اپنی آنکھون سے جو نہین سوتے ہین اور نصرت دے
تو مسلمانون کو اور مت حوالے کر انکو انکے دشمنون کے طرف ۔ پھر قتحان بن زید طائی پر اور عدی بن حاتم طائی
کو بلوا کے حکم کیا کہ تم میری جا پر رہو اور عورت بچون کی حفاظت کرو ۔ اور چہار سو سوار کو اپنے ہمراہ لیا اور
باقی لشکر کو قتحان کے پاس چھوڑ کے ایسی جلدی سے سوار ہوے کہ سر پر خود رکھنے اور زرہ پہننے کی بھی فرصت
نہ پائی اور اپنے گھوڑے کو ہانکا اور وے چہار سو سوار بھی ان کے پیچھے گھوڑے اٹھائے اور مسلمانون کی حال
پر خالد کو بڑی رقت آئی سو انکے آنکھون سے اشک جاری تھے اور بڑی جلدی سے قتال گاہ پر آپہنچے اس وقت
جنگ ہو رہا تھا اور اہل اسلام تکبیرون سے آوازین بلند کی تھین ایسے مین جب خالد نے آپہنچے اور بلند آواز سے

لکھا کہ بشارت ہو تم کو ای مسلمانو کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے مدد روانہ کی ہے مین کافرونکو ہلاک کرنے والا ہون
مین خالد بن ولید ہون پھر اپنے ساتھیونکو لے کے ایسا سخت حملہ کیا کہ بہت سے کفار انکے ہاتھ سے تہ تلوار ہوا ے
اور انکے بڑے بڑے دلیر مارے پڑے **واقدی** رح نے روایت کی ہے کہ اس شب مین شرحبیل بن حسنہ کو توما ملعون کے
ساتھ ایسا سخت معاملہ پیش آیا کہ کسیکے ساتھ ویسا معاملہ پیش نہین آیا تھا اسکا قصہ مختصر یہ ہے کہ توما نے صفون کو ا
پہاڑتا ہوا اور سردار لشکر شرحبیل بن حسنہ کو دہونڈہتا ہوا معرکے مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے تمہارا سردار جس نے تیر چلایا
مجھے زخمی کیا مین رکن ہون بادشاہ کا مین مدد دینے والا ہون صلیب کا۔ تب شرحبیل بن حسنہ نے آگے بڑھکر کہنے لگے
کہ اے دشمن خدا مین ہی ہون سردار قوم کا اور مین ہی ہون ہلاک کرنیوالا تمہاری جماعت کا اور لینے والا تمہاری صلیب کا
مین ہی ہون کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ جب توما نے یہہ سنا سب سے الگ ہوکے انہین سے مقابلہ کیا پھر
دونون مین ایسی شمشیر بازی ہوئی کہ لوگون نے مدتون سے ویسا معاملہ نہین دیکھا تھا اسی حالت مین آدہی رات گذری
اور بی بی ام ابان نے شرحبیل بن حسنہ سے دور نہوی تھین اور ایسی تیر اندازی کین کہ انکا کوئی تیر بھی خطا نگیا ہر تیر مین ایک
کافر سوا یہانتک کہ سب تیر آخر ہوگئے ایک تیر کے سوا باقی نرہا ایسے مین ایک رومی جب انکے قریب پہنچا اسپر وہ تیر چلایا
وہ اسکے سینے مین جا لگا وہ موت کے قریب تھا کہ اپنی قوم کو پکارا اسکی امانت کے لئے اسکی قوم در آئی ایسے مین وہ
کافر مرگیا رومیون نے ام ابان کی بہادری دیکھہ کے انکو مرد ہی سمجھا تہا سو ایک گروہ رومیونکی اس بی بی کو گھیر لیا اور انہین
قید مین لایا۔ ایسے مین شرحبیل نے توما پر تلوار کا ایک سخت ضرب کیا اسنے اس ضرب کو اپنی ڈہال پر اوڑلیا اور شرحبیل کی
تلوار ٹوٹ گئی توما نے سمجھا کہ اب یہہ اسیر قیدی ہوگئے اسی طمع سے اسپر حملہ کیا ایسے مین دو سوار ظاہر ہوے اور انہون
نے دیکھا کہ بی بی ام ابان کو ایک سوار پکڑا ہوا ہے اور وہ فریاد کرتی ہین ایسے مین وے دو سوار آپہنچے ایک تو
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے دوسرے **ابان** بن عثمان ان ہر دو نے اس سوار کو مار ڈالا جو بی بی ام ابان کو
پکڑا تھا اور اس بی بی کو اور شرحبیل بن حسنہ کو دشمنون کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ تب توما اپنی شہر کی طرف پلٹ گیا **واقدی**
رح سے منقول ہے کہ اس شب مین دروازۂ جابیہ پر ابو عبیدہ اپنے خیمے مین نماز پڑھ رہے تھے ایسے مین دمشق والون
کی آوازین بلند ہوئین کہ وے اس دروازے سے نکلے تھے تب ابو عبیدہ نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
پھر با ہتھیار ہوے اور اپنی فوج لے کے نکلے اور تکبیر کہتے ہوے جنگ شروع کیا۔ جرجی بن قالا کافرونکا سردار تہا۔ ابو عبیدہ
اور اسکے ساتھی لوگون نے ایسا سخت جنگ کیا کہ دشمنون سے کوئی نہ بچا اور انکا سردار جرجی بھی مارا گیا۔ اس رات
جناب خالد بھی ایسا جنگ کیا کہ ویسا قتال کوی نہین دیکھا تہا وہ اسی حالت مین تھے کہ ضرار بھی آپہنچے درحالیکہ وہ

خون آلودہ تھے خالد نے پوچھا کہ ای ضرار تمہارا کیا حال ہی کہا اے سردار جو کفار کہ باب الصغیر کی طرف سے یزید بن ابی سفیان
پر نکلے تھے مین نے اپنے بھائیونکی تائیدکی اور دشمنون پر سخت حملے کئے اور شمار کیا تو ڈیڑھ سو کافر میرے ہاتھ سے مارے
گئے اور میرے ساتھیون نے اس قدر دشمنونکو مارا کہ جسکا شمار نہو سکا خالد یہہ سنکے بہت خوش ہوے پھر سبکے سب
شرجیل بن حسنہ کی طرف آئے اور انکی جوانمردی کا شکریہ ادا کیا - **واقدی رح** کہتے ہین کہ یہہ رات سخت تھی کہ اسکے
مثل کبھی پیش نہین آئی تہی اس رات مین مسلمانون نے ہزارہا رومیونکو مار ڈالا - جب لڑائی موقوف ہوئی اور ہر گروہ اپنے
اپنے مکان کی طرف مراجعت کی - دمشق کے بڑے بڑے رئیس جمع ہوکے توما کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے آگے ہی
کہا تھا کہ مسلمانون کے ساتھہ ہم کو لڑائی کا مجال نہین پس مصالحہ کر لینا بہتر ہے تو نے ہمارا کہا نہ مانا اور ہمارے ہزارون
دلیرونکو کٹا دیا اب ہم تنگ آگئے ہین بہتر ہے کہ تو انسے مصالحہ کر لے اگر تو اب بہی ہمارا کہا نہین مانتا ہی تو ہم انسے مصالحہ
کر لیوینگے اور تیرے حال پر تجھکو چہوڑ دین گے - توما کہا ای قوم مجہہ کو تھوڑی مہلت دو تا بادشاہ کو خط لکھون اور
جواب منگالون - پہر اسیوقت خط لکہا اپنی قوم جنگ اجنادین مین جو شکست فاحش پائی اور دمشق کی لڑائیون مین جو
تباہی اٹھائی اور اپنی آنکھہ جو زخمی ہوی اور اپنی قوم تنگ آکے جو مصالحہ چاہتی ہی یہہ سب حال من وعن ظاہر کیا اور صبح
ہونیکے آگے قاصد کے ہاتھہ دیکے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا - جب صبح ہوی لشکر اسلام آمادہ جنگ ہوا اور سب
دمشق والون نے جمع ہوکے خالد کے پاس یہہ پیام بھیجا کہ ہم کو کچہہ مہلت دو تا اپنے کام مین سوچین خالد نے نہین
مانا اور انکار کیا - تب اہل دمشق بہت گہبرائے لڑائی کی طاقت تو نہین تھی اور صلح کرنی ہی چاہتے تھے لاکن ہرقل کے
جواب کا انتظار تھا - انمین ایک رومی بڈھے نے جو اگلی کتابون سے واقف تہا انسے کہنے لگا کہ اے قوم گو کہ تمہارا بادشاہ
ایک لشکر انبوہ بہی لے آوے - مسلمانون پر غالب نہو سکیگا کیونکہ مینے کتابون مین دیکھا ہی کہ ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سید المرسلین اور خاتم النبیین ہین اور قریب ہے کہ انکا دین سب دینون پر غالب ہوجائیگا پس تم حیلہ جوئی چھوڑ دو
اور وے جو تم مانگین ان کو دیکے صلح کر لو تمہارے واسطے یہی بہتر ہے - اس کی قوم یہہ کلام سنکے خوش ہوی چونکہ اسکو
عالم اور بزرگ جانتے تھے اسی کی طرف میل کیا - اور بولے کہ ہم تیرے رای کا خلاف نکرین گے تب اسنے کہا کہ مسلمانونکا
وہ سردار جو دروازہ شرقی پر ہے یعنے خالد وہ ایک خونریز ہے سو وہ صلح قبول کرنا نہایت دشوار ہے - انکا دوسرا
سردار جو دروازہ جابیہ پر ہے یعنے ابو عبیدہ البتہ اس سے امید ہے کہ مصالحہ قبول کرے پس سب اہل دمشق اسبات
پر متفق ہو کے اسی شب مین ابو عبیدہ کے پاس آئے اور بڑے الحاح سے مصالحہ چاہا - ابو عبیدہ نے قبول کیا - اس
وقت دمشق مین نصارا کے آٹھہ کنیسے تھے سو انہون نے عرض کی کہ وے ہمارے آٹھون کنیسے چھوڑ دیجئے - ابو عبیدہ نے

یہہ بات بھی قبول کی انسنے ایک کینسئہ بچیا تہا جو آب اسی کو مسجد جامع بنائی ہین پس جب صلح موکد ہوی اہل دمشق
کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتہہ تشریف لیچلو تب جناب ابوعبیدہ نے پینتیس مرد صحابی اور عامہ مسلمین سے پینسٹھہ آدمی
ہمراہ لئے ہوئے روانہ ہوے - اور یہہ معاملہ پیر کی شب جمادی الثانی کی گیارہوین ۱۳ھ تیرا ہجری مین واقع ہوا -
کہتے ہین کہ اسی شب ابوعبیدہ اپنے خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوے
حضرت نے فرمایا اَللَّيْلَةَ تُفْتَحُ الْمَدِيْنَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یعنے اسی رات مین اللہ تعالی چاہا تو شہر فتح ہوجائیگا -
حضرت ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ مین نے حضرت کو ایسا دیکھا کہ جلدی پر ہین عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے
ابوبکر صدیق کے جنازے پر جانے کے لئے آیا ہون پہر مین بیدار ہوا تو اسیوقت اہل دمشق نے آکے مصالحہ چاہا واقدی
رح نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ دروازہ جابیہ سے داخل دمشق ہوے - اور خالد کو مطلق اس مصالحے
سے خبر نہین تھی انھون نے دروازہ شرقی پر بڑی شدت اور سختی کی لڑائی ڈال رکھی تھی اور اہل دمشق پر بہت غضب مین
مین تھے کیونکہ خالد بن سعید ان کے تیر زہر آلود سے شہید ہوے تھے پس خالد بن ولید انپر نماز پڑہکے دروازہ
شرقی اور دروازہ توما کے مابین دفن کیا تہا - اسی راوی سے منقول ہے کہ روم کے قسیسون سے ایک شخص کہ جسکا نام
یوشا بن مرقش تھا دمشق مین رہا کرتا تھا اسکا مکان دروازۂ شرقی کے قریب شہر پناہ سے ملا ہوا تہا - اور اسکے پاس
کتاب ملاحم دانیال پیغمبر علیہ السلام کی تھی اسمین لکہا تھا کہ اللہ تعالی نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
صحابہ کے ہاتہہ پر شہرون کو فتح کریگا - اور انکا دین سب دینون پر غالب ہوویگا سو اسنے جمادی الثانی کی گیارہوین
پیر کی شب اپنے گہر کی دیوار کو نقب ڈال کے نکلا اور جناب خالد سے آملا اور حقیقت حال بیان کی اور اسنے لئے اور
اپنے اہل و عیال کے واسطے امان چاہا خالد نے امان دیا اور اسکے ساتہہ ایک سو مسلمان کو روانہ کیا اور ان پر کعب
بن ضمرہ کو سرداری دی اور تاکید کی کہ تم اس نقب سے قلعے مین داخل ہوجاؤ اور تکبیر سے اپنی آوازین بلند کرو - اور
قلعے کے دروازے توڑدو تاہم اس سے داخل ہوجاوین - پس وے مجاہدین یوشا کے ہمراہ نقب سے داخل ہوگئے اور
تکبیرون سے اپنی آوازین بلند کین - اہل دمشق جو قلعے کے اوپر لڑرہے تھے جب تکبیر کی آوازین سنین سمجہہ گئے کہ عرب
داخل شہر ہوگئے پس مارے خوف کے انکے ہاتون سے ہتھیارین گر پڑین - اور کعب بن ضمرہ نے دروازے کا قفل اور
زنجیرین توڑ ڈالین اور جناب خالد مع لشکر تکبیر کہتے ہوے اور کافرون کو قتل اور قید کرتے ہوے داخل شہر ہوچکے اور
کنیسئہ مریم تک پہنچ گئے - اور اسی جگہہ خالد اور ابوعبیدہ کی فوجین ایک دوسرے کے روبرو ہوئین - خالد نے دیکہا
حضرت ابوعبیدہ کے لشکریونکے ہاتون مین تلوارین علم نہین فقط ایک ابوعبیدہ تلوار نکالے ہوے ہین اور انصار اسکے قسس اور

راہب انکے سامنے چلے ہین۔ جناب خالد کو اسحالت سے بڑی حیرانی ہاتھ دی سو کمال تعجب سے انکے طرف نظر کی حضرت ابو عبیدہ نے دیکھا کہ خالد کے چہرے پر ناخوشی کی علامت ظاہر ہوی ہے کہنے لگے کہ اے امیر ہمارے اور انکے درمیان صلح ہو چکی ہے جناب خالد نے کہا صلح کیا چیز ہے بعونہ تعالے ہم تو بزور شمشیر فتح کیا ہے ابو عبیدہ نے فرمایا کہ مین نے انسے مصالحہ کر چکا خالد نے کہا کہ تم نے میری بے اطلاع کیسا قبول کیا حالانکہ مین تم پر امیر ہون مین شمشیر زنی موقوف نہ کرونگا جب تک انکو شانہ دونگا۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا اے امیر مجھے اسبات کا تیقن تھا کہ تم کسی امر مین میری رای کا خلاف نہ کروگے اللہ تعالی رحمت کرے تم پر۔ پہر کبار صحابہ جمع ہو کے اسباب مین مشورہ کرنے لگے بعضون نے کہا کہ یہ ماجرا صدیق اکبر کی خدمت مین لکہین وے جو حکم کرتے ہین اسپر عمل کرین۔ جناب خالد نے یہ تجویز مان لی اور اہل دمشق کو پناہ دی مگر توما اور ہربیس کو اور انکے لشکر یونکو نہین۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ رومیون کے یے ہر دو سردار بہی صلح کے وقت جب شہر مین تھے میری صلح مین داخل ہو چکے۔ خالد نے فرمایا واللہ اگر تمہاری امان وہی نہوتی مین ان ہر دو کو مار ڈالا ہوتا لاکن اب وے ہر دو ملعون اس شہر سے جدہر چاہین نکلجاوین۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ مین بہی اسی اقرار پر صلح کی ہے توما اور ہربیس جب ابو عبیدہ اور خالد کی یہ منازعت دیکھی گہبرائے اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے مقتولون کے خون کا مطالبہ نہین کرتے ہین بلکہ یہی چاہتے ہین کہ تم ہم کو چھوڑ دو کہ ہمارے لشکر سمیت جدہر چاہین چلا جاوین خالد نے فرمایا کہ اچہا تم ہماری ذمہ داری مین ہین جدہر چاہین چلا جاو لاکن جب تم دار الحرب مین لیعنے تم جس زمین کے مالک ہو پہنچوگے ہمارے ذمہ سے نکلجاوگے۔ وے ہر دو ملعون نے کہا کہ ہم کو تین دن کی مہلت دو ہمارا پیچہا نہ کرو جب تین دن گذر جائین تمہارے ہمارے درمیان عہد باقی نرہیگا۔ خالد نے فرمایا اچہا تم اپنا مال و اسباب چھوڑ دیوین فقط اپنے کہانے کی چیزین لیجاوین۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ صلح اسبات پر ہوئی ہے کہ وے اپنے مال و اسباب سمیت جاوین جناب خالد نے فرمایا اچہا مین نے یہ بہی قبول کیا لاکن یے لوگ بلا ہتھیار چلا جاوین۔ وے ہر دو کہنے لگے اگر ہمارے پاس ہتھیار نرہے راہ مین کوی بلا آوے تو ہم کس طرح اسکو دفع کرین۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر شخص کے لئے ایک ہتھیار کی رخصت دیجئے۔ آخر جناب خالد نے قبول کیا۔ پس توما اور ہربیس نے اپنی قوم کو جمع کر کے حکم کیا کہ اسباب نکالین توما کے حکم سے شہر کے باہر ایک خیمہ ریشمی استادہ کیا گیا کہتے ہین کہ ہرقل کا ایک خزانہ تھا جس مین قریب تین سو بوجہ کے طلائی کپڑے تھے وہ اور اسکے سواے اور مال و اسباب شہر کے باہر لیجا کے جمع کئے خالد نے انکے مال و اسباب کی کثرت دیکھ کے حیران ہوے اور اپنے ہر دو ہاتھ آسمانکی طرف اٹھا کے یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا وَمَلِّكْنَا اِيَّاهُ وَاجْعَلْ هٰذِهِ الْاَمْتِعَةَ فَيْئًا لِلْمُسْلِمِيْنَ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ترجمہ یعنے ای اللہ کر دے تو اسکو ہمارے واسطے

اور مالک کرے تو ہمکو اسکا اور کر تو اس مال کو غنیمت واسطے مسلمانون کے بتحقیق تو سننے والا دعا کا ہی۔ القصہ اہل دمشق
نے صلح کے عوض جتنا مال دینے کا اقرار کیا تھا اتنا مال لا کے حاضر کیا ابو عبیدہ اسکو دیکھہ کے بہت خوش ہوے اور فرمایا
کہ تم چلا جاو تین دن تک تمہارے ساتھہ کچھہ تعرض نہین اسکے بعد اگر کوئی مسلمان تم تک پہنچ کے پکڑیگا تو اسپر کچھہ ملامت نہین
پس جب تین دن گذر گئے خالد انکا پیچھا کرنے کی فکر مین تھے لاکن راستہ معلوم نہونے اور وے لوگ راہ طے کر جانیکے
اندیشے سے حیص وبیص مین تھے ایسے مین یونس نے آکر کہا کہ مین راہبری کے لئے حاضر ہون۔ یونس کا قصہ یہ ہے
کہ دمشق کے محاصرے کے ایام مین لشکر اسلام کی ایک ٹکڑی ہر شب جو قلعے کے اطراف شب گشت کرتی تہی ایک شب یونس
جو بطارقہ روم سے تہا ایک شخص مسلمانون کے ہاتھہ پڑ گیا جب اسکو خالد کے پاس لے گئے جناب خالد نے اسکا احوال دریافت
فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ ای سردار محاصرے کے قبل ایک عورت سے میرا نکاح ہوا تھا میری زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر مین تھی اور
مین قلعے کے باہر تھا جب مین اسکی جدائی مین بیقرار ہوا اسکو پیام کیا اسنے یہ جواب کہلا بھیجا کہ فلان شب فلان جگہہ پر مین
آتی ہون تو بہی وہان آکے فلان جگہہ سے مجہہ کو لے چل۔ مین اسیواسطے نکلا تہا سو تمہارے سپاہیون نے مجھکو پکڑ لیا۔ خالد
نے فرمایا اب تو کیا چہتا ہی اگر تو اسلام قبول کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالی جب شہر مین داخل ہونگا تیری زوجہ کو تیرے
ساتھہ ملا دونگا۔ اگر تو اسلام نہین لاتا ہی ابہی تجھکو قتل کر دونگا۔ پس یونس اسیوقت مسلمان ہوا اور لشکر اسلام مین داخل
ہو کے جنگ کر رہا تھا۔ جب صلح ہو چکی اور اہل اسلام داخل شہر ہوے یونس اپنی عورت کو تلاش کرنے لگا تو لوگون نے کہا
کہ تیری زوجہ تو قیدی ہو جانیسے تیرے غم مین راہبہ ہو گئی اور راہبو نکا لباس پہن کے کنیسے مین رہنا اختیار کیا۔ یونس
اسکے پاس گیا اور کہا کہ مین دین اسلام اختیار کیا اور تیرے واسطے امان لیا ہی اب تو بہی اسلام لا اور میرے ساتھہ چل
اس ملعونہ نے کہا کہ قسم حق مسیح کی یہ کبہی نہ ہوگا اب کسی طرح سے تیرا میرا ملاپ نہو سکیگا یہ بول کے اٹھی اور توما و ہربیس کے
ساتھہ روانہ ہوی۔ جب یونس اسکی محبت مین مفتون تہا حضرت خالد کی خدمت مین آن کے کہنے لگا کہ ای سردار
توما اور ہربیس جس راہ سے گئے ہین مین اس راہ سے واقف ہون تم انکا پیچھا کرتے ہین تو مین بہی ہمراہ ہون تا اس ذریعے
سے اپنی زوجہ سے ملجاؤن۔ جناب خالد نے یہہ بات سنکے ارادہ مصمم کیا اور چہار ہزار سوار ہمراہ لے کے نکلے ضحاک
بن سفیان بیان کیا ہی کہ یونس نے ہمکو کوہستان کی راہ سے لے چلا مسلمانون کو بڑی تصدیع رو دی رات دن راہ طے
کرتے تھے ایسے پہار اور غار اور کنکر پتہر ملتے تھے کہ بسا جگہہ ہم گھوڑون سے اتر کے چلے ہین اور گھوڑونکو بہی بڑی
مشقت سے پار کیا ہمارے موزے اور نعلین پہٹ گئے اور ہمارے پاؤن زخمی ہو گئے اور گھوڑونکے نعل نکل پڑے
اور سمون سے خون جاری ہوا لیکن منزل کرنیکی جگہہ نہین ملتی تہی بہر صورت نماز وقتی ادا کر لیتے ایسا ہی تین روز چلے اور

بارش کے صدمے مین کئی بار بہیگے آخر ایک قریہ کے پاس جا پہنچے یونس نے اس قریے والون سے دریافت کی تو معلوم ہوا کہ جب توما اور ہربیس دمشق کو مسلمانون کے حوالے کرکے نکلے ہرقل نے یہہ خبر سنکے ان پر سخت برہم ہوا اور دونون کو لکھہ بہیجا کہ تم انطاکیہ کی طرف ست آؤ قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤ تب وے ہر دو قسطنطنیہ کی راہ لی ہی جناب خالد یہہ بات سنکے قسطنطنیہ کی طرف پہر گئے اور سب مسلمان بڑی محنت سے قطع راہ کرنے لگے اور ایک پہاڑ کے نزدیک جا پہنچے تو اس پہاڑ پر لوگونکا شور و غل سننے مین آیا یونس کہنے لگا ای سردار اغلب ہے کہ وہ قوم اسی پہاڑ پر پناہ لی ہے حکم ہو تو مین جا کے خبر لاتا ہون خالد نے اسکے ساتھہ مفرط بن جعد کو دیکے روانہ فرمایا ان دونون نے جا کے دیکھا کہ اس پہاڑ پر ایک بڑا وسیع چراگاہ ہے رومیون نے جو انکا مال و سامان اور ریشمی زرین کپڑے انکے تہان جو بارش مین بہیگے تھے اس میدان مین سکہانے کے لئے بکہیر دئے ہین اور آپ بیٹھکر اور بلا دغدغہ آرام پاتے ہین یونس اور مفرط ہر دو یہہ حالت دیکھکے جلد لوٹ آئے اور خالد کی خدمت مین ظاہر کیا خالد بہت خوش ہوکے شکر الٰہی بجا لایا اور سب مسلمانونکو بشارت دی پہر اپنا لشکر ہمراہ لیکے پہاڑ پر گئے - توما اور ہربیس کی نظر جب انکے لشکر پر پڑی جلدی اپنی قوم کو پکارے کہ سب اپنی ہتہیارین اٹہالین اور گہوڑون پر سوار ہوا اور صلیب کو آگے رکہا اور بڑے زور سے لڑائی شروع کی بڑا ہی سخت جنگ ہوا حضرت خالد نے توما کا مقابلہ کیا تہا بی بی ام ابان کی تیر سے تو توما کی ایک آنکہہ زخمی ہو گئی تہی خالد نے اس وقت اسکی دوسری آنکہہ بہی اپنے نیزے سے پہوڑ کر اسکو گہوڑے سے اوندہا گرا دیا اور ہربیس کو ڈہونڈہنے لگے اور خالد کے ساتہی لوگون نے توما کے لشکر پر حملہ کیا اور انکی صلیب اوندہی کر دی اور کافرون کو قتل کرنے لگے - عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے دیکہا کہ خالد نے توما کو نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا آپ جلد گہوڑے سے اتر کے اسکا سر کاٹ ڈالا اور اسکو اپنی تلوار کی نوک پر لیکے پکارا ای مسلمانو توما مارا گیا یہہ سر اسی ملعون کا ہے اب تم ہربیس کو ڈہونڈہو رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ مین لشکر خالد کے میمنہ مین تہا سو اپنی گروہ سمیت اُس طرف جا نکلا جہان رومیونکے اہل و عیال اترے تہے ناگاہ دیکہتا کیا ہون کہ ایک سوار لباس رومی پہنا ہوا ایک عورت کے ساتھہ لڑ رہا ہے کبہی عورت پر غالب آتا ہے اور کبہی عورت اُس پر - ہر دو کشتی کر رہے ہین جب نزدیک جا کے دیکہا تو وہ یونس ہے کہ اپنی زوجہ سے کشتی کر رہا ہے مین چاہا کہ اسکی کمک کرون ایسے مین دس عورتون نے میری طرف پتہر چلانے لگین ایک خوبصورت عورت نے جو ریشمی کپڑے پہنی تہی ایک بڑا پتہر چلایا سو میرے گہوڑے کی پیشانی پر آلگا گہوڑا اس مار سے زمین پر گر پڑا اور مر گیا وہ ایسا گہوڑا تہا کہ اسیکے سواری سے مین جناب خالد کے ہمراہ رکاب جنگ یمامہ مین حاضر ہوا تہا وہ گہوڑا جب اس پتہر کی مار سے مر گیا مجہے بڑا ہی درد ہوا سو مین اس عورت نصرانیہ کا پیچہا کیا وہ ہرن کے مانند بہاگنے لگی اور اسکے ہمراہی عورتین

بہی بہاگین مین بہی پیچہا کیا ہوا ان پر جا پہنچا اور ان سب کو مار ڈالنا چاہا پہر اسکو روک لیا - اور اسی عورت کو مارنا چاہتا تہا جس نے میرے گہوڑے کو مارا جب اسکے نزدیک ہوا اسپر تلوار اٹہائی اسنے اپنے سر پر ہاتون کو رکہہ کے کہنے لگی لقوون لقوون یعنے امان امان تب اسکے مارنے سے ہاتہہ رکہا اور اسنے وہ بہاری کپڑے دیباج کے پہنے تہے اور اسکے سر پر موتیون کی لڑیان ہتین لبس مین اسکو اور اسکے ہمراہی عورتون کو پکڑ لیکر مشکین باندہا اور ایسے مین دیکہا کہ ایک رومی گہوڑا بغیر سوار کے کہڑا ہے اسپر سوار ہوا اور ان قیدی عورتون کو ہمراہ لیا ہوا پہرا - دفعتہ راہ مین ایک جگہہ پر دیکہا کہ یونس راہبر روتا ہوا بیٹہا ہی اور ایک عورت اس کے سامنے خون آلودہ پڑی ہی - مین نے پوچہا کہ یہہ کیا حال ہی اور تو کس لئے روتا ہی اسنے کہا کہ یہہ میری زوجہ ہی مین اسپر غالب آیا اور پکڑ لیا وہ کہتی ہے کہ مجہکو چہوڑ دے قسم ہے حق مسیح کی مین تیرے ساتہہ ایک جا نہونگی کیونکہ تو مسلمان ہوچکا ہی قسطنطنیہ کی طرف چلی جاؤنگی اور وہان راہبہ بن بیٹہونگی مین کہا تجہہ کو نہین چہوڑونگا تب اس نے اپنے پاس ایک چاکو جو رکہی تہی نکال کر اپنے سینے پر مار لئی وہین گر پڑی اور مرگئی - جب اس عورت کے ساتہہ مجہے بڑی محبت تہی اس کے غم مین رو رہا ہون **راوی** کہتا ہی کہ اسکا رونا دیکہہ کے مین بہی رو دیا اور کہا کہ ای یونس اللہ تعالے اس سے بہتر اور خوبصورت عورت تجہہ کو اسکا عوض دیا ہی پوچہا کہان ہی مین اس عورت کو تبلایا جو ریشمی کپڑے اور سونے کے کنگن اور موتیونکی لڑیان پہنی ہوی تہین یونس اس کو دیکہا وہ روتی تہی اور اس عورت نے زبان رومی سے ایکساعت اس سے گفتگو کی - یونس میری طرف متوجہ ہو کے کہا آیا جانا تم نے کہ یہہ کون ہی مین کہا کہ مین نہین جانتا ہون اسنے کہا کہ یہہ ہرقل بادشاہ کی بیٹی اور توما کی زوجہ ہے جہسا آدمی اسکی زوجیت کی صلاحیت نہین رکہتا ہی اور ہرقل بالضرور اسکے عوض مال کثیر دیکے تم سے لے لیگا مین کہا اب تو یہہ تیرے واسطے ہی اور تو اسکے واسطے تب یونس اسکو میرے ہت لے لیا - اسوقت مسلمان سخت جنگ کرنے اور مال لوٹنے مین معروف تہے **انس** بن مالک سے روایت ہی کہ اس روز جب توما نے جناب خالد کے ہاتہہ سے مار پڑا یہہ حال دیکہہ کے ہربیس اپنی ٹکڑی کو سات لیکے معرکے سے نکل گیا پس خالد بہی اکیلے اسکی تلاش مین نکل کے دہونڈتے تہے آخر اسکو ایک پہاڑ پر دیکہا اس پر درخت بکثرت اور انبوہ تہے گہوڑے کی سواری سے جنگ کرنیکے لئے موقع برابر نہین تہا اسلئے پیادہ ہو کے اس پہاڑ پر چڑہے اور جنگ کرنے لگے ہربیس کی ٹکڑی والون نے اسکو گہیر لیا اور ہربیس نے پیچہے سے انکے سر پر تلوار چلائی جس سے خالد کا خود اور عمامہ کٹ گیا خالد نے انکو تکبیر کہتے ہوے دائین بائین حملے کر رہے تہے ایسے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گہوڑے دوڑاتے اور تکبیر کہتے ہوے آپہنچے - اور عبدالرحمن نے بلند آواز سے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ و رسولہ یا ابا سلیمان اتاک الغوث من رب العالمین ترجمہ یعنے ای ابا سلیمان آیا تمہارے پاس فریادرس پروردگار عالم کی طرف سے مین عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق

ہون اور ہربیس کو گہیر لیا وہ بہاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایسے مین خالد نے ایک ہی جست مین اسپر آپہنچے اور
ایک ہی ضرب مین اسکو مار ڈالا اور عبدالرحمن کے ساتہیون نے ہربیس کی قوم والون کو مارنا شروع کیا
جب سب مارے گئے عبدالرحمن نے خالد سے کہنے لگے کہ اللہ نے ہم کو معرکے مین کفار پر نصرت دی مسلمان لوٹ مین
مشغول تھے ایسے مین غیب سے ایک ندا ہوی کہ خدا کے دشمنون نے خالد کو گہیر لیا ہی اور تم لوٹ مین مشغول ہو
سو ہم یہ آواز سنتے ہی آپکی تلاش مین دوڑے آئے پہر خالد اور عبدالرحمن مع توابع اپنے لشکر مین آپہنچے
اور سب مسلمان انکو دیکہ کے شکر الٰہی بجالایا پہر خالد نے یونس کی زوجہ کا حال سنکے تعجب کیا اور اسکو فرمایا
کہ اگر ہرقل اپنی لڑکی کو طلب نکرے وہ تیرے ہی واسطے ہی اگر طلب کرے اللہ تعالیٰ اسکے عوض اس سے بہتر تجہے
دیگا القصہ خالد نے مال غنیمت اور قیدیون کو ہمراہ لئے ہوے جب کوچ کیا اثناے راہ ہرقل کا ایک ایلچی خالد
سے ملکر ہرقل کی طرف سے اسکی بیٹی کو طلب کیا خالد نے اسکے عوض مین کچہہ مال نہ لیکے بطور ہدیے کے دیدیا
اور دمشق کے طرف روانہ ہوے کہتے ہین کہ دمشق مین ابوعبیدہ بن الجراح اور سب مسلمان خالد مع لشکر
سلامتی کے ساتہہ پہر آنے سے بے امید ہوگئے تھے اور بہت متفکر اور ملول تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد سے
خالد مع لشکر اسلام سالم و غانم آپہنچے سب مسلمان بڑی خوشی سے انکے استقبال آئے اور سلام کیا اور
مبارکباد دی اور شکر الٰہی بجالایا۔ اور خالد نے ابوعبیدہ کی خدمت مین آکے تمام سرگذشت بیان کی ابوعبیدہ
انکی شجاعت اور جوانمردی سنکے تعجب کرتے تھے۔ پہر خالد نے مال غنیمت سے خمس نکال کے باقی تمام غازیون
پر تقسیم کر دیا۔ اور یونس راہبر کو اپنے خاص مال سے بہی بہت کچہہ دیا اور فرمایا کہ ای یونس یہہ مال اپنے نکاح
مین خرچ کیجئے یا اس سے کسی دوسری عورت کو خرید کر لیجے۔ یونس نے عرض کی ای سردار واللہ پہر مین دنیا مین کسی
عورت کو نکاح نکرونگا واللہ زوجہ آخرت یعنے حور عین کے سواے نہین چہتا ہون رافع بن عمیرۃ الطائی نے
بیان کیا ہی کہ یونس ہمارے ساتہہ لڑائیون مین شریک تہا ہر جہاد مین جوانمردی کی داد دے رہا تھا آخر
جنگ یرموک مین شہید ہوا۔ مین نے اپنے خواب مین دیکہا کہ یونس کے بدن پر لباس عمدہ چمکے ہاے اعمال کے

پاؤن مین نعلین طلائی ہین۔ اور وہ ایک باغ مین سیر کر رہا ہے۔ مین نے پوچھا کہ اللہ تعالی تیرے ساتھہ کیا کیا وہ
کہا کہ مجھکو بخش دیا اور میری زوجہ کے عوض ستر حورین عنایت کین اگر انسے ایک حور دنیا مین ظاہر ہووے
تو اسکے چہرے کی روشنی آفتاب و مہتاب کو بے نور کر دیگی اللہ تعالے تم کو نیک بدلہ دیوے۔ رافع نے کہا کہ مین نے
یہہ خواب خالد سے ظاہر کیا انھون نے کہا کہ واللہ اس کو یہہ مرتبہ نہین ملا مگر بسبب شہادت کے۔ پھر خالد نے مال
غنیمت اور ابوبکر صدیق کے نام کا خط عبداللہ بن قرط کے ہاتھہ دیکے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ فرمایا تب تک حضرت
صدیق اکبر اس عالم فانی سے رحلت کر چکے اور حضرت عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے تھے جب عبداللہ نے وہ خط
انکی خدمت مین پہنچایا اوپر ابوبکر صدیق کا نام دیکھہ کے عمر فاروق نے عبداللہ سے پوچھا آیا وہانکے مسلمانونکو صدیق
اکبر کے وفات کی خبر معلوم نہین ہوی عبداللہ نے کہا نہین یا امیر المومنین فرمایا کہ مین نے ابوعبیدہ کے نام سے ایکخط لکھا
تہا پھر خالد کا مکتوب سب اہل مدینہ کو پڑھہ سنایا سبھون نے بہت خوش ہوکر شکر ایزدی جلشانہ بجا لایا اور خالد
کے حق مین دعا کی واللہ اعلم **جنگ یرموک** لائے ہین کہ شکست سابق کی خبر جب ہرقل کو پہنچی ایک بڑا لشکر جمع
کر کے کئی سردار مقرر کیا۔ لشکر اسلام کے ہر سرامیر کے نام سے ایک ایک سردار کو غنیم ٹھہرایا۔ جب اسکا لشکر فوج
اسلام کی طرف رخ کیا۔ یرموک کے مقام مین ہر دو فریق ملے اور ایسا نزول کئے کہ یرموک کے جنگل مین جو ایک
خندق تھی ہر دو لشکر کے درمیان حایل ہوئی۔ لشکر روم کے سپاہ تین لاکھہ سے زیادہ تھے اور لشکر اسلام کے غازیان
چھتیس ہزار اور ایک روایت سے چالیس ہزار تھے۔ جنگ کے لئے ہر دو طرف کی صفین آراستہ کئے ایک شخص نے خالد
سے کہنے لگا کہ رومیونکا کیا بڑا لشکر آیا ہے۔ خالد کہا کہ فتح و نصرت تائید الہی سے ہوا کرتی ہے۔ نہ لشکر کی کثرت سے۔ پس
لشکر اسلام مین جو قاریان قرآن تھے انکو حکم کیا کہ سورۂ انفال پڑہین۔ قاریان بڑی فصاحت و بلاغت سے پڑہنے
لگے۔ اور منادی کو حکم کیا تا ندا کر دیوے کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہوے ہین لشکر سے
جدا ہو جاوین تب ایسے ہزار مرد نکلے خالد نے ان کو لشکر کے آگے کیا۔ اور مہاجر و انصار سے جو غزوۂ بدر مین حاضر تھے انکو
بھی جدا کر کے بمضمون حدیث تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ کے بارگاہ الہی مین ان بزرگوارونکا وسیلہ لا کے
دعا کی جب دعا سے فارغ ہوے لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ میرا مقصود اس جنگ سے محض اللہ تعالی کی طلب
خوشنودی ہے سو تم محض اسکی رضامندی حاصل کرنیکے لئے جنگ کرو۔ اس بات سے خالد کا مقصود یہی تہا کہ اعتماد
اور بھروسا اللہ ہی کے الطاف و عنایت پر کیا چاہئے۔ نہ اپنی شجاعت اور لشکر کی کثرت پر۔ اب کوئی دم مین ہر دو طرف
سے جنگ شروع ہونیوالا تھا کہ ایسے مین مدینے کی طرف سے ایک قاصد آن پہنچا مسلمانون نے اس کو دیکھہ کے خبرین

پوچھتے تھے اس نے کہتا تھا کہ خیر ہے خیر ہے یہانتک کے خالد کے نزدیک آیا اور انکے کان مین کہا کہ صدیق اکبر
کی وفات ہوی - خالد نے اس راز کو فاش نہ کیا - بلکہ اشکارا پوچھنے لگے کہ خلیفہ رسول اللہ کی بیماری کا کیا حال ہے
وہ قاصد بڑا زیرک تہا خالد کا مرکوز خاطر پہچان کے کہنے لگا کہ بہتر ہے - اور بارا ہزار غازیون کا لشکر تمہاری مدد کے لئے بہیجے ہین سو
عنقریب آویگا مسلمانونکو اسبات سے بہت ہی قوت اور مسرت حاصل ہوئی پہر خالد نے قاصد کو نزدیک بلا کے آہستہ اس سے پوچھے
کہ ابوبکر صدیق کے بعد خلافت کس پر قرار پائی - اسنے کہا عمر بن الخطاب پر خالد نے کہا پس مین امارت سے معزول ہوا - قاصد کہا
ہان - پہر پوچہا کہ اس لشکر کی امارت کس پر قرار پائی - کہا ابوعبیدہ بن الجراح پر - پہر خالد نے کہا کہ تونے بہت اچہا کیا کہ یہ بات بر
مجمع نکہی - اور مشہر ہو جاے کہ تا کہین جنگ مین خلل نہ آوے - القصہ خالد بارگاہ الٰہی کے طرف رجوع لا کے رونے لگے اور دعا کئے
کہ خدایا تو جانتا ہی کہ مین نے یہہ جنگ وجہاد جو کیا ہی طلب مال یا ابوبکر صدیق کی خوشنودی کے لئے نہین ہی - بلکہ خاص تیری ہی
رضامندی کے واسطے ہی - پس اپنے لشکر کے غازیونکو جنگ کا حکم کیا - تب بہادرون اور دلاورونکی ایک جماعت قلب لشکر سے نکلکے
کفار پر حملہ کی - عمرو بن العاص جو میمنہ پر اور یزید بن ابی سفیان میسرہ پر تھے ہر دو طرف سے وے بھی موافقت کئے - بڑا ہی جنگ
ہوا اس روز کئی بار ہر دو طرف شکست ہوتی تھی پہر حملہ کرتے تھے آخر بمقتضاے اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی کے نصرت ربانی
و تائید رحمانی کی ہوا لشکر اسلام پر بہنے لگی سب کے سب یکبار حملہ کر کے لشکر کفار کے صفونکو درہم و برہم کر دئے - کفار بیطاقت و بیقرار ہو کے
بہاگنے لگے - اہل اسلام انکا پیچھا کر کے شام تک قتل کر رہے تھے کہتے ہین کہ اس روز ایک لاکھ بیس ہزار کافر کے قریب مارے
گئے اور اہل اسلام سے تین ہزار مرد شہادت پائے - اور بہت سے غازی زخمی ہوے - لانے ہین کہ اس جنگ مین تیرا ہزار
خیمہ دیبا اور تین ہزار پردہ مکلف و زیبا اور بہت سا نقد جواہر اور فاخرہ پوشاک مسلمانونکی غنیمت مین آیا - خالد نے حکم کیا تا
غنیمت جمع کرین - پس ابوعبیدہ کو بلوایا اور ابوبکر صدیق کی رحلت اور عمر فاروق کی خلافت اور اپنی معزولی اور ابوعبیدہ
کی امیری سے لشکر اسلام مین اعلام کروایا - اور سب خاص و عام کو حکم کیا کہ آج سے تمہارا امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہے تم انکی اطاعت
مین قصور مت کرو مین بھی اسکی اطاعت کرتا ہون - صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کدورت اثر سنتے ہی لوگ بے اختیار
رونے لگے اور خالد کے حق مین دعا کئے اور کہے اَیُّھَا الْاَمِیْرُ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا آپنے ملت اسلام کی بزرگی تہام
لی کہ صف میدان مین یہہ بات کسی پر ظاہر نہ فرمائے - یہ بات اگر لوگونکو میدان جنگ مین معلوم ہو جاتی اہل اسلام ملول
اور دلگیر ہوتے اور دشمن ہمارے بر فتح پاتے آپنے اسلام کی بڑی غمخواری کی اللہ تعالیٰ تمہین جزاے خیر دیوے بلکہ
خالد نے عمر فاروق کا حکمنامہ نکالا اور ابوعبیدہ کے ہاتہہ دیا اسکا مضمون یہی تہا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق کو اس
جہان فانی سے طرف عالم باقی کے لیگیا - خلافت اور امارت مسلمانون نے میرے تفویض کی - اب مین سب مسلمانو نکا

غمخوار ہون۔ اور جانئے کہ خالد وہ شخص ہے کہ مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور جھوٹ کہا پس مسلمانونکی امارت ایسے شخص کو سزاوار نہین۔ مگر یہ کہ خالد سب لوگون کے روبرو اقرار کرے کہ مین نے جھوٹ کہا۔ اور مالک بن نویرہ کو ناحق مار ڈالا وہ تو مسلمان تھا۔ اگر خالد ایسا اقرار کرے امارت اسیکو بحال ہے اگر ایسا نہ کریگا مین نے اسکو معزول کیا ہون اور اسکی جائے پر ابوعبیدہ کو امیر ٹھہرایا ہون۔ چاہئے کہ بیت المال کا حساب اس سے طلب کرے اور غنیمتونکا خمس وغیرہ جو اس پر باقی ہے لیوے۔ اسکے بعد جو اسکا خاص مال ہو اسکے دو حصے کرکے ایک حصہ بیت المال مین داخل کرے اور دوسرا حصہ اسی کو چھوڑ دیوے۔ پس ابوعبیدہ نے خالد کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ ان باتون مین تم کیا مصلحت دیکھتے ہو اور ان ہر دو امر سے کونسی بات اختیار کرتے ہو۔ خالد نے کہا کہ مجھے آجکی شب مہلت دیجئے۔ ابوعبیدہ نے کہا بہت اچھا کہتے ہین کہ خالد کی ایک ہمشیرہ بڑی عاقلہ تھین انکا نام فاطمہ تھا خالد نے انسے مشورت کی انکی ہمشیرہ نے ایسا کہا کہ اپنی امارت ابوعبیدہ کو دیجئے اور اپنا آدھا مال بھی بلا شک انکے تحویل کیجئے کیونکہ وہ دوسری بات قبول کرنے مین جانکا خطرہ ہے یعنے مالک بن نویرہ کے اسلام کا اور اسکو ناحق قتل کرنیکا اقرار کروگے تو اسکے قصاص مین مارے جاوگے۔ پس دوسرے روز خالد نے اپنے مال کا حساب کیا اسکا نصف جو چالیس ہزار درہم تھے ابوعبیدہ کے حوالے کر دئے جَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا

وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْ جَمِیْعِ اَصْحَابِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

مثنی بن حارثہ کا احوال۔ نقل ہے کہ جب خالد نے عراق عرب سے شام کی طرف توجہ لائی۔ اور ابوبکر صدیق کے حکم کے موافق عراق کی حکومت مثنی بن حارثہ کو تفویض کی اس سال عجم کی بادشاہت مین بڑا ہی خلل پڑ دیا۔ اور عجم کے لوگ اپنے بادشاہون سے بدل ہوکے ایک بادشاہ کو قتل کرکے دوسرے کو اسکی جائے پر تخت نشین کرنے لگے۔ عرصہ قریب مین ایسے کئی سلاطین مارے گئے۔ پس جب اردشیر کا بیٹا جو شہریار تھا تخت نشین ہوا عجم کے شجاعون سے ایک شخص کہ جسکا نام ہرمز تھا اسکے ساتھ تیس ہزار سپاہ اور بہت سے ہاتی دیکے مثنی بن حارثہ کے جنگ پر روانہ کیا جب مثنی اس بات سے آگاہ ہوا جلد تیاری کرکے اور اپنا لشکر ہمراہ لے کے نکلا۔ جب ہر دو لشکر ایکجا ہوئے بہلے بڑا ہی جنگ ہوا مثنی اپنے لشکر کے تیراندازونکو حکم کیا کہ انکے ہاتیون پر تیرین چلا دین غازیان اسلام جب تیرین چلانے لگین ایک تیر انکے ہاتی کے آنکھ پر لگی۔ وہ ہاتی غضب کرتا ہوا پھرا اور اسپر گر پڑا۔ اسکے ساتھ کافرون کے لشکر مین ایک پریشانی آگئی انکے بہت سے لوگ مارے گئے یہ خبر دیار عجم مین پہنچی تا شہریار بھی مرگیا تہا۔ اور وہاںکی حکومت لڑکون اور عورتون کے نام پر قرار پائی تھی۔ عجم کی ریاست مین خرابی ہی خلل پڑ دیا تھا اسواسطے عراق کے طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ یہ اس ریاست کا بدلہ تھا کہ ہجرت کے چھٹے سال جب حضرت نے پرویز کو نامہ لکھا وہ ملعون نے غصہ ہوکے اسکو پھاڑ دیا۔ حضرت نے اسی شب مدینے مین اس بات کی خبر دیکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

عنقریب انکا اقبال نامہ پھاڑ دیگا ویسا ہی انہیں دنون خسرو کا بیٹا شیرویہ نے خنجر سے اسکا سینہ چاک کر کے آپ تخت بیٹھا - پھر اسکے بعد اسکے خاندان مین ایسا ہی ایکدوسرے کو مار کے آپ بادشاہ ہوتا تھا یہانتک کہ شہریار بھی مارا گیا پھر اسکے بعد کوئی لایق سلطنت کے باقی نرہا - سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ کا کرشمہ ظاہر ہوا قصہ کوتاہ ملک عراق وغیرہ وکوفہ اور اسکے ماتحت کے ملک مثنی بن حارثہ کے ہاتھ آئے مثنی نے عراق کی حکمرانی پر سرگرم تھا ایسے مین صدیق اکبر کی بیماری سنی وہین دوسرے کو اپنے طرف سے عراق کا والی ٹھہرا کے آپ مدینے کی طرف روانہ ہوا صدیق اکبر کی نزاع کی حالت مین حاضر خدمت ہوئے سب عراق کی کیفیت اور عجم کا ضعف ظاہر کیا نزاع کے حال مین بھی ابو بکر صدیق نے عمر فاروق کو یہ وصیت فرمائی کہ تمہاری خلافت مین اول یہی کام صادر ہو کہ مثنیٰ کو عراق کی طرف بھیجدین - کیونکہ اہل عجم کے دل مین انکی ہیبت بیٹھ گئی ہے عمر فاروق نے قبول کیا اور وصیت بجا لائی انشاءاللہ تعالی وہ مذکور آگے آویگا صدیق

اکبر کی ولادت اور رحلت اور بیماری کا بیان - ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ تعالی لائے ہین کہ صدیق اکبرؓ کا تولد واقعۂ فیل سے دو سال اور چار مہینون کے بعد شنبے کے آخر روز ہوا - آپنے جمادی الآخر کی بائیسوین یا تئیسوین کو ہجرت سے تیرہوین سال رحلت پائی - اور انکی عمر ترسٹھ سال کے قریب تھی اور انکی موت کا سبب یہ تھا کہ یہودیوں عہدگون سے ایک شخص نے حریرے مین زہر داخل کر کے لے آیا - صدیق اکبر اور حارث بن کلدہ جو عرب کا طبیب تھا ہر دو تناول کرنے لگے - اس طبیب نے اسیوقت پہچان کے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ اس حریرے مین زہر آمیز تھا مین سمجھتا ہون کہ اسکا اثر ایکسال کے بعد ظاہر ہو ویگا - مین اور آپ ہر دو ایکہی روز وفات پاوینگے - صدیق اکبر نے سنتے ہی اس سے ہاتھ کھینچا - اور اسی روز ہر دو بیمار ہوے - اور ہر دو ایکہی روز انتقال کئے - اور دوسرا قول یہ ہے کہ انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ غار ثور مین آپکے پیر کو جو سانپ کاٹا تھا اسکا زہر عود کیا - تیسرا قول یہ کہ ایک روز بڑی شدت سے ہوا چل رہی تھی آپنے اسی روز غسل کیا سو تپ آئی پندرہ روز تک بخار کی بڑی شدت تھی - اور حضرت کی جدائی کے غم مین تو آپکا بدن دن بدن گھٹ رہا تھا - ان قولونکی وجہ تطبیق یہی ہے کہ آپکی رحلت کے وقت یہ سب باتین جمع ہوئین - نقل ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ ہم نے طبیب کو لے آتے ہین تا آپ کا معالجہ کرے - فرمایا کہ حکیم نے مجھکو دیکھا اور فرمایا کہ اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ روایت ہے کہ صدیق اکبر نے اپنی بیماری مین عثمان ذی النورین اور علی مرتضی اور دوسرے کبار صحابہ سے مشورت کر کے خلافت عمر فاروق کے نام سے تفویض کی - کہتے ہین کہ عثمان ذی النورین جو انکی خلافت مین کاتب تھے انہی کو بلا کے خلافت نامہ لکھنے کا حکم فرمایا اور یہ فقرے لکھوائے ھٰذَا مَا عَہِدَ اَبُوْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ اسقدر فرما کے بیہوش ہو گئے - عثمان ذی النورین اس قلم

لکھہ کے اپنے طرف سے تحریر کی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب کیونکہ اسکے آگے انھون نے ابوبکر صدیق سے یہہ بات سنی
تھی - پہر صدیق اکبر جب ہوش مین آے سو پوچھے کہ تم نے کیا لکھا - عثمان ذوالنورین نے وہ فقرہ پڑھ کے سنایا -
جب عمر فاروق کا نام لئے صدیق اکبر نے بہت خوش ہو کے فرمائے کہ ای عثمان اللہ تعالی تمکو اسلام سے جزائے خیر دیوے
پہر فرمائے کہ لکھو فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْهُ فَاِنَّهٗ عَدْلٌ ذٰلِكَ ظَنِّيْ بِهٖ وَعِلْمِيْ فِيْهِ - وَاِنْ جَاءَ
فَلِكُلِّ امْرِءٍ مَّا اكْتَسَبَ فَالْخَيْرَ اَرَدْتُ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا
اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ - وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ - جب اس خلافت نامے کی تحریر سے فراغت ہوی صدیق اکبر
نے دعا کے لئے اپنے ہاتھہ بلند کئے - اور کہنے لگے کہ خداوندا مین نے عمر کو خلیفہ کیا - اور اس امر مین بجز اصلاح مسلمین کے
دوسری بات نہ چاہی - مین نے جو یہہ کام کیا تو خوب جانتا ہی کہ مین نے اس باب مین بہت سی کوشش کی مسلمانون مین
جس کو بہتر پایا اس کو ان پر والی ٹھہرایا - تو جانتا ہی کہ اس باب مین مین نے عمر کی کچھہ حمایت نہین کی اب مین دنیا سے
آخرت کی طرف چلا ہون آگی تو ان پر خلیفہ رہ - کیونکہ وے تیرے بندے ہین انکے والی کو انکی اصلاح کی توفیق دیجیے
اور خلفاء راشدین سے جو تیرے پیغمبر کی سیرت کی متابعت کرین عمر کو انسے ہی کیجیو اور اسکے رعیتون کے کام کو درست
فرمائیو - پس اس عہدنامے پر مہر کروائی اور اطراف جوانب مین جو امرا روانہ ہوئے تھے ہر ایک امیر کے نام سے ایک ایک
عہدنامہ نقل کر کے اسپر بہی مہرین کروائین - پہر عمر فاروق کو بلوا کے فرمایا کہ اے عمر مین نے تم کو سب اصحاب رسول کا
خلیفہ کیا ہون - انھون نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ یہہ کام میرے سے دور رکھو مجھے خلافت کی حاجت نہین ہی صدیق
اکبر نے فرمایا کہ تم کو اسکی حاجت نہین تو اسکو تمہارے ساتھہ حاجت ہی وہ تم کو پہنچیگی - القصہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین
کے باب مین انکو بہت سی وصیتین فرمائین - اور ختم کلام اس بات پر کئے کہ اگر تم میری وصیت نگاہ رکھوگے جب تمہاری موت
آویگی اسوقت کوئی چیز اس سے زیادہ دوست تمہارے پاس نہوگی - اگر میری وصیت ضایع کروگے کوی چیز اسوقت
تمہاری موت سے زیادہ مکروہ نظر نہ آویگی - حالانکہ تم موت کو عاجز نہ کر سکوگے - معیقیب ابن ابی فاطمہ سے منقول ہی
کہ مین صدیق کے خرچ کا وکیل تھا جب انکی بیماری سخت ہوی - مین انکے پاس گیا اور سلام کیا - خلیفہ ٹھہرانے کے
کام مین مشغول تھے جب فارغ ہوئے مجھکو دیکھہ کے فرمائے ای معیقیب آجتک تو ہمارے خرچ کا متصدی تھا
تیرے میرے درمیان کیا معاملہ ہے بیان کر - مین نے کہا کہ میرے پچیس درہم آپ پر باقی ہین اسکو مین نے چھوڑ دیا فرمائے
کہ خاموش رہ میری راہ آخرت کا توشہ اسکو نہ ٹھہرا مین نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپکے اور میرے درمیان
یہہ آخر مجلس اور آخر صحبت ہے - پس مجھے رقت غالب ہوی بے اختیار رونے لگا - ابوبکر صدیق نے فرمایا ای معیقیب آہ وزاری

اور بیقراری مت کر اور صبر و شکیبائی لے - کیونکہ مین امید رکھتا ہون کہ ایسی جگہ جاتا ہون کہ وہ جگہ اس دنیا سے فانی
سے بہتر ہے اور باقی - پس اسیوقت بی بی عائشہ صدیقہ کے پاس سے پچیس درم منگوا کے مجھکو دئے - اور بی بی
عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق اپنے مرض الموت مین آخر روز بیہوش ہوتے تھے مین نے رو رہی
تھی اور کہتی تھی کہ میرے والد ماجد پر کیا سخت بیماری ہے - جب آپنے ہوش مین آتے میرے سے وہ بات سنکے فرماتے ای
بیٹی ویسی بات نہین جو تونے کہتی ہے ولیکن **جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ**
پھر پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑون سے کفن دئے مین نے کہا کہ تین کپڑے کہ جن مین پیرہن
اور عمامہ نہین تھا - پھر پوچھے کہ حضرت کون سے روز دنیا سے نقل فرمائے کہی کہ پیر کے دن - پھر پوچھے کہ آج کیا روز ہے
مین نے کہا کہ پیر کا ہی روز ہے - تب کہے کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ میری موت آجکے دن اور ابکے درمیان
ہو - پھر اس بیماری مین جو چادر اوڑہی تھی اسین کچھ زعفران کا اثر تھا اسپر نظر کرکے فرمائے کہ اس کپڑے کو دھو و
اس پر اور دو کپڑے زیادہ کرکے مجھکو کفن دو مین کہی کہ یہہ چادر پرانی ہے فرمائے - **اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ**
وَالْمَيِّتَةَ اِنَّمَا يَصِيْرُ اِلَى الْبِلَاءِ وَالصَّدِيْدِ پس اپنی زوجہ اسما بنت عمیس کو اور ایک سے اپنے فرزند عبدالرحمن کو وصیت
کئے کہ اکو غسل دین - اور اپنے فرزند عبداللہ کو فرمائے کہ غسل مین انکی مدد کرین - اور کہے کہ مین نہین چاہتا ہون کہ ان کے
سوا کوئی میرا جسد برہنہ دیکھے - شب کے وقت دنیا سے نقل کئے انکی وصیت کے موافق جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوے عمر فاروق
نے انکے جنازے پر نماز پڑہی - اور بی بی عائشہ صدیقہ کے حجرے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پہلو مین
قبر کھودے - انکے فرزند عبدالرحمن اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور طلحہ انکو قبر مین اتارے - اور سب کے ہی وقت
دفن کئے **جَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ** نقل ہے کہ جب انکے موت کی خبر انکے والد ابو قحافہ کو پہنچی انھون
نے کچھ بیقراری نہ کئے اور انکے چہرے پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا اور کہے کہ **لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى** **حضرت
ابو بکر صدیق کے اولاد اور ازواج کا ذکر** - جاہلیت مین انکی دو عورتین تھین ایک کا نام قتیلہ بعضون نے کہا
قتیلہ اسکے شکم سے ایک فرزند عبداللہ اور ایک دختر اسما کہ جسکا لقب ذات النطاقین ہے متولد ہوے اور دوسری عورت
ام رومہ بنت عامرہ ہے اسکے شکم سے عبدالرحمن اور عائشہ صدیقہ ولادت پائے اور اسلام مین بھی انکی دو عورتین تھین
ایک اسما بنت عمیس ان کے شکم سے محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوی اور دوسری عورت حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری
وہ بی بی حاملہ تھین کہ ابی بکر صدیق کی وفات ہوی انکی رحلت کے بعد انسے ایک دختر پیدا ہوی انکا نام ام کلثوم ہے رضی اللہ
عنہم - تنبیہ رئیس المحدثین امام المفسرین قدوۃ الحکما و الفقہا مصداق العلماء ورثۃ الانبیاء مولانا شاہ عبدالعزیز

دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب کرامت انتساب تحفۂ اثنا عشریہ مین جو شیعہ کے رد مین نہایت مستند و بے عدیل ہے لایا ہے کہ تتبع اور استقراء کے بعد معلوم ہوا کہ جہان مین کوئی شخص ایسا نہین کہ بدگویون اور عیب جویون کی زبان اسکے طعن و قدح مین جاری نہوئی ہو یہان تک کہ بعضے سادہ لوح جناب کبریائی آلہی مین بھی حرف زن ہوے ہین۔ اور معتزلہ نے انبیا علیہ السلام کی عصمت کا انکار کر بیٹھیا۔ بلکہ اپنے زعم باطل سے اسکو آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہین۔ اور فرقہ یہود نے بھی عصمت ملایکہ کے انکار مین یہی راہ لی ہے اور خوارج و نواصب بھی حضرت امیر اور اہلبیت کرام کے جناب مین اور شیعہ خلفاے ثلثہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی خدمت مین پیش آتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا۔ لاکن عاقلون پر پوشیدہ نہین کہ یہ سب غوغا صرف ان کی نادانی اور کج فہمی اور تعصب کا سبب ہے۔ اس سے ان بزرگون کے مرتبے کا نقص لازم نہین آتا ہے۔ غرض صدیق اکبر کے جناب مین شیعہ کے جو چند مطاعن ہین صاحب تحفۂ اثنا عشریہ نے ہر ہر کا جواب باصواب لکہا ہے۔ یہ فقیر یہان اختصار کے لئے ان سے بعض مطاعن کا جواب جو عوام کے قریب الفہم ہو لکہتا ہے۔ باقی کو اسی پر قیاس کرلین۔ **مطاعن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پہلا طعن**۔ مالک بن نویرہ نے ایک عورت جمیلہ رکھتا تھا۔ خالد بن ولید جو ابوبکر صدیق کے فوجون کا امیر الامرا تہا اس عورت کو اپنی نکاح مین لانے کی طمع سے مالک کو جو مرد مسلمان تھا قتل کیا۔ اور اسی شب اس عورت کو اپنی نکاح مین لاکے اسی شب ہمبستر ہوا شوہر کی موت کے بعد عدت کے ایام جو چار مہینے دس روز ہین گذرے تک توقف نہ کیا۔ یہ تو اس سے زنا واقع ہوا۔ کیونکہ اثناے عدت مین نکاح درست نہین ہے۔ اور ابوبکر صدیق نے نہ خالد پر زنا کی حد جاری کی۔ نہ اس سے قصاص لیا۔ حالانکہ قصاص لینا اور حد جاری کرنی ابوبکر صدیق پر واجب تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے اس باب مین اس پر انکار کیا۔ اور خالد سے کہا کہ مین اسکام کا والی ہوؤن تو تیرے سے قصاص لونگا۔ **جواب** اس طعن کا اس قصے کے بیان پر موقوف ہے۔ سیر و تواریخ کی معتبر کتابون سے جو ثابت ہے یہی ہے کہ طلیحہ بن خویلد اسدی تمیمی نے جو اغوائے شیطانی سے نبوت کا دعوی آغاز کیا تہا خالد نے اس کے مہم سے فارغ ہوکے بعد نواحی بطاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اطراف و جوانب مین فوجین روانہ کین۔ اور حضرت کے طریقہ مسنونہ پر حکم کیا کہ جس قوم پر تاخت لاوین اگر اس قوم سے اذان کی آواز آوے قتل اور غارت سے ہاتھ رکہین۔ اگر اذان کی آواز نہ آوے اس مقام کو دار الحرب قرار دیکے قتل اور غارت مین ہاتھ دراز کرین۔ مالک بن نویرہ جو حضرت کے حکم سے بطاح کی حکومت اور وہان کے لوگون سے صدقات حاصل کرنیکی خدمت پر مقرر تھا سو اس کے قبیلے پر ایک ٹکری روانہ کی۔ اس ٹکری مین ابو قتادہ انصاری بھی حاضر تھے۔ سو اس ٹکری والون نے مالک بن نویرہ کو پکڑ کے جب خالد کے پاس لے آیا۔ ابو قتادہ نے گواہی دی کہ مین نے اس کی قوم سے اذان کی آواز سنی ہون۔ اور دوسری ایک جماعت جو اس ٹکری مین حاضر تھی

اسکے بالعکس ظاہر کی کہ اس سے اذان کی آواز نہ آئی - اور اس نواح کے اطراف و جوانب کے لوگونکی گواہی سے یہہ
بات تو آگے ہی ثبوت کو پہنچی تھی کہ جب حضرت کی رحلت کی خبر قیامت اثر اس نواح مین پہنچی - مالک بن نویرہ کے گھر مین
عورتین ہاتھہ پاؤن کو مہندی لگا کے دف بجانے اور گانے اور دوسری خوشی کے لوازم ادا کرنے مین مشغول ہوئین
تھین - غرض اتفاقاً مالک نے خالد کے حضور مین جب سوال و جواب کر رہا تھا - حضرت کی جناب مین یہ کلمہ کہا کہ قَالَ
رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کَذَا یعنے کہا مرد تمہارا یا صاحب تمہارا اس طرح حضرت کی جناب مین ایسا کلمہ کہنا
اس زمانے کے کافرونکا شیوہ تھا نہ اہل اسلام کا - اور اسکے آگے یہ بات بھی تحقیق کو پہنچی تھی کہ حضرت کی خبر رحلت
سننے کے بعد مالک بن نویرہ نے اپنی قوم سے جو صدقہ وصول کیا تھا سو اسکو واپس کر دیا - اور کہا کہ تم نے اس شخص کے
بارے سے خلاصی پائی - ایسا شخص جب خالد کے حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت ویسی بات کہا اسکا ارتداد (مرتد کی ۱۲)
ثابت ہو چکا اسیوقت خالد نے حکم فرمایا کہ اسکو قتل کر دو - جب مالک بن نویرہ مارا گیا اور یہہ خبر مدینہ منورہ مین
پہنچی اور خالد کی اس حرکت سے ابو قتادہ (صحابی ۱۲) انصاری بھی غصہ ہو کے دار الخلافت مین آکے خالد کی خطا بیان کیا -
اور عمر بن الخطاب بھی اول ہی سوجھا کہ یہہ قتل بیجا واقع ہوا اور خالد پر قصاص اور حد آتا ہے - جب ابوبکر صدیق نے خالد
کو اپنے حضور مین بلوا کے دریافت فرمائے تو حقیقت واقعی ظاہر ہوی - تب انکو یقین ہوا کہ حق بجانب خالد ہے - اسلئے
اُنسے کچھہ تعرض نکی - بلکہ پھر انکو وہی منصب امیر الامرائی عنایت کیا - اب اس قصے مین تامل کیا چاہئے اور اس صورتکا فقہی
حکم سوجھئے کہ کس طرح خالد پر قصاص آویگا - اور حد زنا کسلئے ان پر واجب ہوگی - اور وہ جو کہتے ہین کہ حربیہ عورت
کو بھی ایک حیض کا استبرا ضرور ہے اور خالد اس مدت کا بھی انتظار نکیا - اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ طعن خالد پر ہے
نہ ابوبکر صدیق پر اور خالد معصوم ہین نہ امام عام - اور رہا یہ خالد اسی شب اس عورت سے ہمبستر ہونے کی روایت
کسی معتبر کتاب مین پائی نہین جاتی - اگر بعض غیر معتبر کتابون مین بھی پائی جاوے اسکا جواب بھی اسی روایت کے
ہمراہ موجود ہے کہ اس عورت کو مالک نے طلاق دیکے ایکمدت سے رسم جاہلیت کے موافق مقید کر کے رکھا تھا اُسی رسم
فاسد کے دفع کرنے مین یہ آیت شریف وارد ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ
پس اسکی عدت کے ایام منقضی ہوے تھے اور نکاح اسکا حلال - اسی سبب خالد نے دوسری مدت کی انتظار نہ کی یہی
مذہب ہے جمیع فقہاے اہل سنت کا - جب اس باب مین اہل سنت کو الزام دینا منظور ہو تو مطاعن انہین کی روایت
اور مذہب سے ثابت کیا چاہئے - والا مقصود حاصل نہ ہوگا - استیعاب مین لایا ہے وَاَمَّرَهُ اَیْ خَالِدًا اَبُوْبَکْرِ
الصِّدِّيْقُ عَلَى الْجُيُوْشِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْيَمَامَةَ وَغَيْرَهَا وَقُتِلَ عَلٰى يَدَيْهِ اَكْثَرُ

اَهْلِ الرِّدَّةِ مِنْهُمْ مُسَيْلِمَةُ وَمَالِكُ بْنُ نُوَيْرَةَ الی آخر ما قال- دوسرا جواب یہ ہے کہ سلّمنا مالک
بن نویرہ مرتد نہین تھا لاکن بلا ریب اسکے ارتداد کا شبہہ خالد کے ذہن مین جائگیر ہوا وَالْقِصَاصُ يَنْدَرِئُ
بِالشُّبُهَاتِ کیا فرماتے ہین مذہب امامیہ اور اہل سنت کے علمای دین اور مفتیان شرع متین اس صورت مین
کہ اگر ایسے حرکات وکلمات جو مالک بن نویرہ سے صادر ہوئے کسی شخص سے واقع ہووے یا عاشورے کے دن جشن
و شادی کرے اور حضرت امام حسین کے جناب مین اہانت کے کلمات اپنی زبان پر لاوے- اور خاندان رسول اور اولاد
بتول کی ایک جماعت جو اس روز سخت مصیبت مین مبتلا ہون ان کی تحقیر کرے ایسے شخص کو کیا کیا چاہئے اگر اس کی
مرتدی پر حکم کرین فبہا- والا کسی شخص نے ایسے حرکات اور کلمات کسی سے پاکے یہ گمان کیا کہ وہ مرتد ہوگیا اور اس گمان سے
اس کو قتل کیا تو اسپر قصاص آتا ہے یا نہین- تیسرا جواب ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے تھے نہ
سنی وشیعہ کے- تا سنی وشیعہ کی فرمایش وخواہش پر عمل کرین- بلکہ انکو حضرت کی سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے حضرت
کے زمانے مین تو بھی خالد بن ولید صدہا مسلمانون کو بتہمت ارتداد کے شبہے سے مار ڈالا- اور حضرت ہرگز اسکے متعرض نہوئے
چنانچہ اہل سیر وتواریخ کے اجماع سے ثابت ہے- اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت نے خالد کو ایک لشکر پر امیر بناکے روانہ فرمایا تھا سو
انھون نے ایک قوم پر تاخت کی- وہ قوم اسلام لائی تھی لاکن ہنوز اسلام کے قواعد اچھی طرح نہین جانتے تھے- جب خالد
کا لشکر انکے قتل مین مشغول ہوا وہ قوم والون نے اسلام ظاہر کرنے کے مقام مین کہنے لگا کہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا یعنے ہم بیدین
ہوئے بیدین ہوئے- اسکی مراد یہہ تھی کہ ہم اپنے دین قدیم سے توبہ کی اور دین اسلام مین آئے- خالد نے انکو قتل کا حکم
فرمایا- اور عبداللہ بن عمر کہ خالد کے متعینون سے تھے اپنے یارون اور رفیقون کو تاکید کیا کہ اس قوم سے جو لوگ باقی رہگئے ہین
ان کو مت مارو بلکہ اسیر کرو- جب حضرت کے حضور مین پہنچے سب ماجرا عرض کئے- حضرتؐ یہ سنتے ہی غصہ ہوئے اور بہت افسوس
کئے اور فرمائے- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ اور خالد پر قصاص جاری فرمائے نہ انسے دیۃ دلوائے
کیونکہ خالد کی خاطر مین اس قوم کی ارتداد کا شبہہ پڑا تھا- پس ابوبکر صدیق بھی ایسے ہی بلکہ اس سے قوی تر شبہے سے ایک
شخص کے خون کی بابت مین خالد کے ساتھ تعرض نفرمایا تو کیا برا کیا- حالانکہ انہون نے مالک کی دیت بھی بیت المال سے لوا دی
چوتھا جواب اگر مالک بن نویرہ کے قصاص مین ابوبکر صدیق کا توقف کرنا انکی خلافت مین قادح ہو عثمان بن عفان
کے قصاص مین جناب امیر کا توقف بطریق اولی قادح ہوگا- کیونکہ حضرت عثمان کو قتل کرنیکا کوی موجب نہ متحقق تھا نہ متوہم
جب اہل سنت حضرت امیر کے توقف کو قادح نہین جانتے ہین حضرت ابوبکر کے توقف کو کس لئے قادح جانینگے پس یہ الزام
عاید نہین ہوتا ہے- پانچوان جواب خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص لینا ابوبکر صدیق کے ذمے پر اس وقت جب

ہوتا کہ مالک کے وارثوں نے قصاص طلب کریں - اس کے وارثوں سے تو قصاص طلبی ثابت نہیں ہوی - بلکہ اسکا برادر متمم بن نویرہ جو مالک کے ساتھ بڑی محبت رکھتا تھا اور ایکمدت اسکے فراق میں نعرے مارتا اور کپڑے پھاڑتا اور مرثئے کہتا تھا عرب میں اسکے مرثئے مشہور اور ضرب المثل ہوے تھے سو اسنے بھی عمر فاروق کی خدمت میں اپنے بھائی کا ارتداد کا اقرار کیا - جب حضرت عمر نے یہ بات سنی صدیق اکبر کے زمانے میں خالد پر جو انکار کرتے تھے اس سے نادم ہوے - اور اقرار کیا کہ صدیق اکبر نے جو عمل کیا محض حق اور عین صواب تھا - اس بات کی دلیل صریح بھی ہی کہ عمر فاروق کو حد جاری کرنے اور قصاص لینے میں جو بڑی شدت تھی - اور اپنی خلافت میں بڑا اقتدار پایا باوجود اس کے ہرگز خالد کے متعرض نہوے نہ حد جاری کیا نہ قصاص لیا - **دوسرا طعن** ابوبکر صدیق کہتے تھے لَسْتُ بِخَيْرِكُمْ وَعَلِيٌّ فِيكُمْ پس اگر اس قول میں صادق ہیں تو امامت کے قابل نہیں - کیونکہ مفضول باوجود افضل کے لایق امامت نہیں - اگر کاذب ہیں تو بھی امامت کے قابل نہیں کیونکہ کاذب فاسق ہی وَالْفَاسِقُ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ **جواب** اول تو یہ روایت اہل سنت کی کتابوں سے کسی کتاب میں موجود نہیں نہ بطریق صحیح نہ بطریق ضعیف پہلے یہ روایت اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا چاہئے اسکے بعد جواب طلب کریں شیعہ اپنے مذہب کے مفتریات سے اہل سنت کو الزام دینا کمال نادانی ہی - **دوسرا جواب** یہ اگر شیعہ کے موافق ہم اس روایت کو قبول کریں تو بھی یہ جواب دیا جاتا ہی کہ حضرت امام ہمام امام زین العابدین کا صحیفہ کاملہ جو شیعہ کے پاس صحیح اور معتمد طریقوں سے ثابت ہی اس میں امام سے مروی ہی کہ فرماتے تھے أَنَا الَّذِي أَفْنَيْتُ الذُّنُوبَ عُمْرًا اگر امام اس کلام میں صادق ہیں شیعہ کے کہے موافق قابل امامت نہوے لِأَنَّ الْفَاسِقَ الْمُرْتَكِبَ لِلذُّنُوبِ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ اور اگر اس کلام میں صادق نہیں تو بھی قابل امامت نہیں کیونکہ کاذب فاسق ہی وَالْفَاسِقُ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ پس شیعہ اس خدشے کا جو جواب دینگے اہل سنت کے طرف سے بھی ابوبکر صدیق کے باب میں وہی جواب قبول کریں - اسکے سوا اور بھی بہت سے جوابات ہیں اختصار کے لئے نہیں لاے گئے - **تیسرا طعن** یہ کہ حضرت نے کبھی ابوبکر صدیق کو کسی کام پر جو دین متین و شرع مبین سے علاقہ رکھتا ہو والی نہ فرمایا - جب مسلمانوں کے ایک کام کی ولایت کا قابل نہو عامہ مسلمین کی ولایت کا قابل کسطرح ہو سکیگا **جواب** اس طعن کا کئی وجہ پر ہی - اول تو یہ دعوا دروغ محض و بہتان صرف ہی کیونکہ سنی و شیعہ کے اہل سیر و تواریخ کے اجماع سے صحت کے ساتھ ثبوت کو پہنچا ہی کہ شکست احد کے بعد جب یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان نے احد سے مراجعت کے بعد بہت نادم ہوکے چاہتا ہی - کہ مدینے پر تاخت لاے تب حضرت نے ابوبکر صدیق کو اسکے مقابلے پر روانہ فرمایا - اور ہجرت کے چوتھے سال بنی النضیر کے غزوے میں ایکشب حضرت نے ابوبکر صدیق کو لشکر کی امارت دیکے آپ دولتخانے میں تشریف فرمائی - اور ہجرت کے چھٹویں سال جب غزوۂ بنو لحیان کے لئے

نکلے وہ قبیلے والون نے یہ خبر سُنکے پہاڑون مین جا کر پناہ لی - حضرت نے ان کی منزل مین دو روز اقامت کرکے اطراف
سرآیا روانہ کئے - انھین سے ایک عمدہ ٹکڑی پر ابوبکر صدیق کو امارت دیکے کراع الغمیم کی طرف رخصت فرمایا - اور غزوۂ
تبوک مین حضرت کا ارشاد ہوا کہ اسلام کی فوجین مدینے کے باہر ثنیۃ الوداع مین فراہم آوین اور لشکرگاہ کے امیر ابوبکر صدیق رہی اور لشکر کی موجودات
انھین پر مقرر ہوی - اور غزوۂ خیبر مین جب حضرت کو درد شقیقہ عارض ہوا بار بار قلعے کا محاصرہ کیا جاتا تھا تب حضرت نے ابوبکر صدیق کو اپنی نیابت دیکے
قلعے کے فتح کرنیکے لیے روانہ فرمایا اس روز ابوبکر صدیق نے بڑا ہی جنگ کیا - اور ساتوین سال ابوبکر صدیق کو بنی کلاب کی ایک جماعت پر روانہ فرمایا - اور سلمہ
بن الاکوع بھی اپنے رسالے کے ساتھ انھین کے تابع تھے - پس صدیق اکبر نے بنو کلاب کے ساتھ بڑا ہی جنگ کیا - سو انکی آدھی
جماعت ماری گئی اور ایک گروہ اسیر ہوئی - اور بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر صدیق اکبر تھے چنانچہ حاکم نے سلمہ بن اکوع سے
روایت کرتا ہے کہ أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي فَزَارَةَ
فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَاءِ أَمَرَنَا أَبُو بَكْرٍ فَعَرَّسْنَا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الصُّبْحَ أَمَرَنَا أَبُو بَكْرٍ فَشَنَنَّا الْغَارَةَ
الی آخر الحدیث - اور مدارج النبوۃ اور حبیب السیر مین مذکور ہے کہ غزوۂ تبوک کے بعد ایک اعرابی نے حضرت کی جناب فیض مآب
مین آکے عرض کیا کہ اعراق کی ایک قوم وادی الرمل مین جمع ہو کے شبخون کا ارادہ رکھتی ہی تب حضرت نے اپنا خاص جھنڈا
ابوبکر صدیق کو دیکے اور امیر لشکر بنا کے اس جماعت پر روانہ فرمایا - اور جب بنی عمرو ابن عوف مین خانہ جنگی واقع ہوی
ظہر کے بعد حضرت کے حضور مین یہ خبر پہنچی سو انکی اصلاح کے لئے انکے محلے کے طرف تشریف فرما ہوے - اور بلال کو حکم
فرمایا کہ نماز عصر کا وقت پہنچے اور مین نہ آون تو ابوبکر صدیق کو کہدے کہ امام ہو کے نماز پڑھے
اس روز حکم کے موافق صدیق اکبر ہی نے نماز عصر کی امامت کیا - اور نوین سال جب حج فرض ہوا -
اور بعضے مہمات کے سبب سے حضرت کا تشریف لیجانا نہوسکا تب صدیق اکبر کو امیر حاج بنا کے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کثیر
کے ساتھ مکہ معظمہ کے طرف روانہ فرمایا تا وہان جا کے حج قایم کرے اور خلایق کو اس عبادت کبری کے قاعدون سے آگہی
دین اور حضرت نے اپنے مرض موت مین نماز کی امامت جو ان کے تفویض کی پنجشنبے کی شب سے دوشنبے کی صبح تک جو انہون
نے نماز پڑھوائی اسقدر مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہین - اور تامل کیا چاہئے کہ امور دینیہ جو رئیس کے ساتھ متعلق ہین
یہی تین چیزین ہین - اول جہاد - دوسرے حج - تیسری نماز - ان تینو چیزون مین حضرت نے انکو اپنے حضور مین اپنی نیابت
عنایت کی ہی - پہر دوسرا کونسا امر دین باقی رہا کہ اس مین ابوبکر صدیق کو امامت کی لیاقت نہین تھی - دوسرا یہ کہ کہنا
حضرت نے ابوبکر صدیق کو کسی کام کے والی نہ فرمایا - لاکن انکو تو اپنے وزیر و مشیر جانتے تھے اور انکے بلا حضور دین کا کوئی
کام سرانجام نہین پاتا تھا - اور ہمیشہ بادشاہونکی بھی یہی عادت رہی ہی کہ اپنے وزیرون اور امیرون کو عملداری اور فوجداری

پر نہیں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے عمدہ کام انکے نہ رہنے سے ابتر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ وجہ تو خود حضرت نے ہی ارشاد فرمایا۔ کہ حاکم نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتا ہے کہ میں حضرت سے سنا ہوں فرماتے تھے کہ میرا قصد ہے کہ لوگوں کو دور دراز کے ملکوں پر دین اور فرائض کی تعلیم کے لئے روانہ کروں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے تھے۔ حاضرون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ حضور معلی میں موجود ہیں جیسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق۔ حضرت نے فرمایا کہ اِنَّہٗ لَا غِنٰی لِیْ عَنْہُمَا اِنَّہُمَا مِنَ الدِّیْنِ کَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ یعنے وے دونوں از روئے دین کے بجائے سمع وبصر کے ہیں اور انسے مجھکو استغنائی نہیں۔ اور بھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد کی۔ اہل زمین سے دو وزیر ہیں ایک ابوبکر ہے دوسرا عمر اور اہل آسمان سے دو وزیر ایک جبرئیل دوسرے میکائیل۔ تیسرا یہ کہ کسی کام پر روانہ نفرمانے سے امامت کی عدم لیاقت کا موجب لازم نہیں آتا ہے۔ اگر شیعہ کے اس دعوے کو تسلیم کریں تو یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرات حسنین میں بھی امامت کی لیاقت نہیں تھی معاذ اللہ من ذلک۔ کیونکہ حضرت امیر نے ان ہر دو امام عالیمقام کو کسی جنگ میں اور کسی مہم پر نہیں بھیجتے تھے۔ بلکہ انکے برادر علاتی محمد بن الحنفیہ کو اکثر مہمات پر مامور فرماتے۔ یہان تک کہ لوگون نے انسے سوال کیا کہ آپکے پدر بزرگوار جنگون میں اور خطرناک جگہون میں آپکو ہی روانہ فرماتے ہیں۔ اور حسنین کو آپسے جدا نہیں کرتے ہیں اسکا کیا سبب ہے۔ اس امام زادہ با الضافت نے فرمایا کہ میرے والد ماجد کے اولاد میں حسنین کریمین انسان کے بدن میں دو آنکھ کی جائے پر ہیں اور دوسرے ہاتھ اور پیر کے جائے پر جب کام ہاتھ اور پاؤن سے سرانجام پاوے آنکھ کو کس لئے رنج دین بلکہ انسان کی جبلی عادت ہے کہ آفت کے وقت ہاتھ کو اپنی آنکھ کی ڈھال بناتا ہے۔ **چوتھا طعن** ابوبکر صدیق نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے سے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حصہ ندیا۔ تب بی بی نے فرمایا کہ اے پسر ابو قحافہ تم اپنے باپ سے میراث لینا اور میں اپنے باپ سے نہ لینا کونسا انصاف ہے۔ اور بی بی کے مقابلے میں ایکہی شخص کی روایت سے حجت لائی اور وہ شخص واحد آپ ہی تھے سو اس طرح روایت کی کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے کہ ہم لوگ جو فرقہ انبیا ہیں نہ کسی سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئی ہم سے میراث لیتا ہے یہ حدیث صاف نص قرآنی کی مخالف ہے وہ نص یہ ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ اور یہ نص عام ہے نبی اور غیر نبی کو شامل ہے۔ اور وہ حدیث اس دوسری حدیث کی بھی مخالف ہے وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ۔ وَہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا۔ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ پس معلوم ہوا کہ انبیا وارث بھی ہوتے اور ان کے وارث ان سے

میراث بہی لیتے ہین- جواب اس طعن کا یہ ہے کہ ابو بکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جو میراث نہ دیا محض اس نص کے سننے کا سبب ہے نہ کچہہ بغض و عداوت کا موجب اس دلیل سے کہ میراث پہنچنے کی تقدیر مین ازواج مطہرات کو بہی حضرت کے ترکے سے حصہ پہنچتا تہا- اور صدیق اکبر کی دختر جناب عائشہ صدیقہ بہی انہین سے تہین- بہلا ابو بکر صدیق کو فاطمہ زہرا کے ساتھہ عداوت تہی تو ازواج مطہرات اور اسکے پدرون اور برادرون خصوصًا اپنی دختر کے ساتہہ کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم المیراث کر دیا- اور حضرت کے متروکے سے نصف کے قریب آپکے عم بزرگوار عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچتا تھا- اور عباس ہمیشہ صدیق اکبر کی ابتدای خلافت سے انکے رفیق اور مشیر تھے انکو کس لئے محروم المیراث کرتے- اور وہ جو کہتے ہین کہ انہون نے اپنی ہی ایک روایت سے جناب خاتون جنت کو جواب دیا- دروغ محض ہے کیونکہ یہ حدیث اہل سنت کی کتابون مین حذیفہ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو دردا اور ابو ہریرہ و عباس و علی مرتضی و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت سے ثابت ہے- اور یہ سب اجلہ صحابہ سے ہین- اور انمین بعضے جنت سے بہی بشر ہین- اور حذیفہ کے باب مین تو ملا عبد اللہ مشہدی نے اظہار الحق مین حضرت کی یہ حدیث لائی ہے- کہ مَا حَدَّثَكُمْ بِهٖ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ اور انمین علی مرتضی بہی ہین کہ شیعہ کے اجماع سے معصوم اور اہل سنت کے اجماع سے صادق ہین- گو کہ عائشہ صدیقہ و صدیق اکبر و عمر فاروق کی روایت کو اس مقام مین اعتبار نہ کرین- اخرج

الْبُخَارِیُّ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ الْبَصْرِیِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِيْهِمْ عَلِیٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِیْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِیٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا اللّٰهُمَّ نَعَمْ

پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث بہی قطعیت مین آیت کے برابر ہے- کیونکہ یہ جماعت جن کے نام مذکور ہوی انمین ایک راوی کی خبر بہی یقین کا افادہ دیتی ہے- کیا پوچہنے کہ جب یہ جماعت کثیر علی الخصوص علی مرتضی کہ شیعہ کے پاس معصوم ہین- اور معصوم کی روایت یقین کا افادہ دینے مین انکے نزدیک قرآن کے برابر ہے- روایت کرے ان سب روایتون کے قطع نظر شیعہ کی صحیح کتابون مین امام معصوم سے بہی موجود ہے کہ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الرَّازِیُّ فِی الْكَافِیْ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ لَمْ یُوْرِثُوْا۔ وَفِیْ نُسْخَۃٍ لَمْ یَرِثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

اور کلمۂ اِنَّمَا شیعہ کے اعتراف سے قطعاً مفید حصر ہی۔ چنانچہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ مین گذرا۔ پس معلوم ہوا کہ انبیا علم و احادیث کے سوا کسی کو کسی چیز مین میراث نہین دے ہین فَثَبَتَ الْمُدَّعٰی بِرِوَایَۃِ الْمَعْصُوْمِ (یعنے ثابت ہوا مدعا روایت معصوم سے) اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ پیغمبر کی خبر جسنے بلا واسطہ اس جناب سے سنا ہو بلا شبہ اسکے حق مین علم یقینی کا افادہ دیتی ہی۔ اور اپنی سماعت پر عمل واجب ہی۔ خواہ دوسر ے لیے سنے یا نہ سنے۔ اور اجماع اصولین مین سنی و شیعہ کے ثابت ہی کہ خبر متواتر و غیر متواتر کی تقسیم ان لوگون کے بہ نسبت ہی جو پیغمبر کو نہ دیکھے بلکہ دوسرونکی وساطت سے سنے ہون۔ نہ ان لوگون کے حق مین جو رسول کا مشاہدہ کئے۔ اور بلا واسطہ اس سے ایک خبر سنے۔ کہ یہہ خبر اسکے حق مین متواتر بلکہ متواتر سے زیادہ کا حکم رکھتی ہی جب ابوبکر صدیق نے یہہ خبر خود سماعت کی تھی دوسر ے لیے تفتیش کرنے کی حاجت نہ ہی۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ یہہ خبر آیت کی مخالف ہی یہہ بھی غلط ہی۔ کیونکہ اس آیت مین کُمْ کا خطاب امت کی طرف ہی نہ پیغمبر کے جانب پس یہہ حدیث آیتہ کے تعین خطاب کی مُبَیِّن ہی نہ اُسکی مُخَصِّص۔ اور اگر مخصص ہی ہو پس آیت کی تخصیص لازم آویگی مخالفت کہان۔ اور یہ آیت تو بہت تخصیص پائی ہی مثلا کافر کی اولاد وارث نہین اور غلام وارث نہین اور قاتل وارث نہین ہی۔ اور شیعہ ہی روایت کرتے ہین کہ خود ائمہ اپنے باپ کے بعض وارثون کو ان کے بعض ترکے سے منع فرمائے۔ اور وہ میراث آپ ہی لئے ہین جیسے اپنے پدر کی شمشیر اور مصحف اور انگشتری اور پوشاک اس سند سے کہ اسکے راوی خود آپ ہی ہین۔ اور اہل سنت کے پاس تو ابھی عصمت ثابت نہین ہی۔ اور وہ حدیث حضرت امیر سے لیکے سب ائمہ اہلبیت کے پاس جو صحیح اور ثابت ہی اسکی دلیل یہ ہے کہ جب جناب کا ترکہ انکے ہاتھہ آیا عباس کو اور انکی اولاد کو خارج کئے اور ازواج مطہرات کو بھی حصہ نہین دئے پس اگر پیغمبر کے ترکے مین میراث جاری ہوتی ہے ایمہ جو شیعہ کے پاس معصوم اور اہل سنت کے پاس محفوظ ہین کسطرح یہ صریح حق تلفی روا رکھتے کیونکہ اہل سیر و تواریخ اور علماے حدیث کے اجماع سے ثابت ہی کہ حضرت کا متروکہ خیبر اور فدک وغیرہ سے حضرت کے زمانے مین حضرت علی و عباس کے ہاتھہ آیا حضرت علی نے حضرت عباس پر غلبہ کیا اور حضرت علی کے بعد حضرت امام حسن کے ہاتھہ آیا اور اسکے بعد حضرت امام حسین کے تصرف مین آیا پہر علی بن الحسین اور حسن بن حسن کی ملک مین آیا یے ہر دو حضرات اس مین تداول کرتے تھے۔ انکے بعد زید بن حسن بن علی جو حسن بن حسن کے برادر تھے متصرف ہوے رضی اللّٰہ عنہم اجمعین۔ اسکے بعد جب مروان کی حکومت مین انکے ہاتھہ آیا سو حکام مروانیہ کی ہی تصرف مین رہا جب حکومت عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہنچی انھون نے جب کمال عدالت

سے ضعیف تھے اس کو اولاد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی طرف رد کیا۔ پس اہلبیت کے ائمہ معصومین کے عمل سے معلوم ہوا
کہ حضرت کے ترکے میں میراث جاری نہیں ہے۔ اور آیت مواریث حدیث مذکور سے تخصیص پائی ہے۔ اب ہم رجوع کرتے ہیں اس
بات کی طرف جو کہتے کہ آیت وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ (وارث کیا سلیمان کو داؤد نے ۱۲) انبیا وارث ہونے اور انبیا سے بھی میراث لینے پر دلالت
کرتی ہے سوا اس حدیث قطعی کی مخالف ہے جو معصومین کی روایت سے ثابت ہوئی۔ اب ہم نے اس اشکال کے حل کرنے میں بھی
قول معصوم کی طرف رجوع لیا۔ اور شیعہ کے ہی کتب میں یہ روایت ملی کہ رَوَی الْکُلَیْنِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ
اَنَّ سُلَیْمَانَ وَرِثَ دَاوٗدَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَیْمَانَ (یعنے وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور محمد وارث ہوا سلیمان کا ۱۲) پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم و نبوت اور
کمالات نفسانی کی ہے نہ مال و متروکے کی۔ اور عقل قرینہ بھی قول معصوم کے مطابق اسی وراثت پر دلالت کیا۔ کیونکہ اجماع اہل
تاریخ سے حضرت داؤد کے انیس فرزند تھے سب کے سب وارث ہوتے تھے حالانکہ حق تعالیٰ حضرت سلیمان کے اختصاص
اور امتیاز کے مقام میں فرمایا وَاَوْرَثْنَا۔ انکو حضرت داؤد کے ساتھ جو اختصاص تھا دوسرے برادروں کو اس میں شرکت
نہیں تھی۔ وہ خصوصیت بھی علم و نبوت کی وراثت ہے کیونکہ دوسرے برادروں کو یہ چیزیں حاصل نہیں تھیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ
کہ ہر پسر اپنے پدر کی میراث لیتا ہے۔ اور باپ کا وارث ہوتا ہے۔ پس اس سے خبر دینی لغو محض ہوگا۔ کلام الٰہی میں تو ہرگز لغو نہیں
اور جس چیز میں سب عالم شریک ہیں اس چیز میں سلیمان کی شرکت بیان کرنی کیا بزرگی کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے فضائل
و مناقب میں یہ وراثت عامہ مذکور فرما دے۔ اور کلام آئندہ صریح اس بات پر ناطق ہے کہ وراثت سے مراد وراثت علمی ہے
جہاں ارشاد ہوا۔ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ (پرندوں کی بولی معلوم ہے ہمیں) الیٰ آخرہ۔ اگر کہیں کہ لفظ وراثت علم میں مجازی ہے۔ اور
مال میں حقیقی۔ پس لفظ کو بلا ضرورت مجاز کی طرف کس لیے پھیرا جاتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ قول معصوم کی حفاظت کی ضرورت ہے
تا تکذیب لازم نہ آوے۔ اور وراثت مال میں حقیقی ہے سو بات بھی ہم مسلم نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقہا کے عرف میں غلبہ استعمال
سے تخصیص پائی ہے جیسے منقولات عرفیہ اور حقیقت میں علم و منصب کی وراثت پر اسکا اطلاق صحیح ہے۔ سلمنا کہ وہ مجاز
ہے لاکن مجاز متعارف اور مشہور ہے۔ خصوصاً استعمال قرآنی میں اس حد کو پہنچا ہے کہ حقیقت کے ساتھ پہلو مارتا ہے۔
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ۔ لاکن
دوسری آیت یعنے یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ (وارث ہووے میرے سے اور آل یعقوب سے) پس اس جگہ ہدایت عقلی سے قطعاً وراثت سے منصب مراد ہے کیونکہ اگر لفظ
اٰلِ یَعْقُوْبَ سے مجاز کی راہ کرتے حضرت یعقوب کی نفس ذات مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ حضرت یعقوب کا مال انکے زمانے سے
حضرت زکریا کے زمانے تک کہ دو ہزار سال سے زیادہ گذرے تھے تقسیم نہ ہوکے باقی تھا۔ حضرت زکریا کی وفات کے بعد اسکی
تقسیم ہوکے حضرت یحییٰ کا حصہ یحییٰ کو پہنچا وَهُوَ سَفْسَطَةٌ کیونکہ اگر حضرت زکریا کی وفات کے آگے تقسیم پایا ہو وہ مال

حضرت زکریا کا ہوگا اور یَرِثُنِیْ مین داخل - اور آل یعقوب سے مراد اولاد یعقوب ہون تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحیی تمام بنی اسرائیل کے وارث ہین کیا مُوے کیا زندے اور یہہ سَفسَطہ تو پہلے سے اشد و افحش ہی - پس یہ آیت اس مقام مین لانی اس فرقے کے علما کی کمال خوش فہمی ہے - اور بھی حضرت زکریا و لفظ فرمائے وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ جناب الٰہی سے ایک ولی ایسا چاہئے کہ صفت وراثت سے موصوف رہے - پس اگر خاص وراثت علمی مراد نہو تو یہہ صفت محض لغو پڑیگی - اور اس کے ذکر مین کچہہ فایدہ نہین - کیونکہ سب شرایع مین باپ کا وارث بیٹا ہی - اور لفظ ولی سے مال کی وراثت معلوم ہوتی ہے - اور انبیا کے ہمم عالیہ اور نفوس قدسیہ تو اس عالم بے ثبات کے تعلقات سے بری ہین سوائے جناب الٰہی کے دوسرا تعلق نہین رکھتے ہین - اور تمام متاع دنیوی کو ایک جو کے برابر شمار نہین کرتے ہین خصوصاً حضرت زکریا علیہ السلام جو کمال بے تعلقی کے ساتھہ مشہور و معروف ہین - ایسے پیغمبر گرامی قدر مال و متاع کی وراثت سے جو انکی نظر مین ادنی قدر نہین رکہتی تھی اندیشہ کرنا محالات عادیہ سے ہی اور اسواسطے کمال اندوہ و ملال بارگاہ ایزد متعال مین ظاہر کرنا صراحۃً ولی کی کمال محبت اور تعلق کو چاہتی ہے اور حضرت زکریا اگر اس بات سے ڈرے ہوتے کہ میرا مال میرے چچیرے بھائیون کو پہنچیگا اور وے امور ممنوعہ مین خرچ کرین گے - اول تو یہ مقام ڈرنیکا نہین تھا - کیونکہ جب صاحب مال فوت ہووے اور وہ مال وراثت کی راہ کر دوسرے کی ملک مین آوے خواہ بجا خرچ کرے یا بیجا اسکا بازپرس اسی کے ذمے پر ہی موقوف پر کچہہ مواخذہ اور عتاب نہین - مع ہذا ایسہ خوف بارگاہ الٰہی مین ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی - اسکا دفع خود انہی کے ہاتھہ تھا کہ تمام مال اپنے وفات کے آگے لِلّٰہ خیرات کر دینا اور بدروِش وارثون کو محروم چھوڑ دینا ممکن تھا - ابنیا کو تو ان کی موت سے آگاہ کرتے ہین اور موت و حیات مین انکو اختیار دیتے ہین پس انکو مرگ مفاجات کا بھی خوف نہین تھا - الحاصل اس جگہہ یَرِثُنِیْ سے منصب کی وراثت مراد ہی کہ کہین اشرار بنی اسرائیل میرے بعد غلبہ کر کے احکام الٰہی و شرائع ربانی کی تحریف و تبدیل نکرین - اور میرے علم کے محافظ اور عامل نہو کے فساد عظیم کے موجب ہووین - پس انکا قصد طلب ولد سے احکام الٰہی کا جاری کرنا - اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان مین نبوت کا باقی رہنا ہے - تا اجر کی زیادتی اور مدت دراز تک اسکے بقا کا موجب ہو نہ بخل مال کا سبب - اور بعضے علما اس جگہہ بحث کرتے ہین کہ پیغمبر سے کسی کو میراث نہ پہنچی تو ازواج مطہرات کے حجرے کس لئے انکی میراث مین دئے - **جواب** اس بحث کی غلطی پر ظاہر ہے کیونکہ ازواج مطہرات کے حجرے انکی ملکیت کے سبب سے انکے تصرف مین تھے نہ میراث کی جہت سے - بدستور حضرت زہرہ کا حجرہ - کہ حضرت نے ہر ایک حجرہ ایک ایک

بی بی کے نام سے بنا کے انکے حوالے فرمائے تھے پس ہبہ مع القبض متحقق ہوا اور وہ ملکیت کا موجب ہے
بلکہ حضرت زہرا اور حضرت اسامہ کے واسطے بھی اسی طرح مکانات بنا کے ان کے تحویل فرمائے تھے اور وے
ان مکانات کے مالک ہو کے حضرت کے حضور مین تصرف مالکانہ کرتے تھے - اور اس دعوے پر دلیل یہ ہی کہ شیعہ اور
سنی کے اجماع سے ثابت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی رحلت نزدیک پہنچی - آپنے ام المومنین عائشہ
صدیقہ سے رخصت طلب کی کہ میرے دفن کے لئے میرے جد امجد کے ہمسایہ مین جگہہ دیجئے - اگر ام المومنین کا
حجرہ انکی ملک مین نہوتا انسے اذن طلب کرنا کچھہ معنی نہین رکھتا ہی - ازواج مطہرات جو اپنے مکانات کے مالک تھین
انکی ملکیت قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی ہے - کہ گھرونکی اضافت ازواج مطہرات کے طرف کرکے ارشاد ہوا کہ
وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ والا مقام یہ تھا کہ ایسا فرماوین وَقَرْنَ فِیْ بَیْتِ الرَّسُوْلِ اور بعضے علمائی شیعہ
کہتے ہین کہ ایسا ہو تو شمشیر اور زرہ اور دلدل اور ایسی ہی چیزین کس سے لئے جناب امیر کو پہنچین - ہم کہتے ہیں کہ یہی دینا دلیل صریح
اس بات پر ہی کہ حضرت کے متروکے مین میراث نہین تھی - کیونکہ حضرت امیر کو آپکی میراث نہین پہنچی تھی اگر انکو میراث پہنچتی
حضرت زہرا اور ازواج طاہرات اور حضرت عباس بھی وارث ہوتے پس وے چیزین جو حضرت امیر کو عنایت ہوین اسکا سبب
یہ ہی کہ حضرت کا مال آپکی وفات کے بعد سب مسلمانوں پر وقف کا حکم رکھتا ہی - خلیفہ وقت جسکو چاہیگا ایک چیز کے ساتھہ مخصوص
کریگا - حضرت امیر کو ان چیزون کے لایق بلکہ الیق سمجھہ کے خلیفہ اول نے خاص کیا - اور حضرت کے متروکے سے بعض اشیا زبیر بن
العوام کو بھی جو حضرت کے پھپی کے فرزند تھے دین - اور محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی بعضی چیزین عنایت کین پس یہ تقسیم میراث
نہونے پر دلیل صریح ہے اور اسکو معرض شبہہ مین لانا اہل سنت کے واسطے دوسری دلیل زیادہ کرنی ہی سے عدو شود سبب
خیر گر خدا خواہد ٭ خمیر مایۂ دوکان شیشہ گر سنگ است ٭ اسجگہہ اور ایک فایدۂ عظیمہ یہ ہے کہ شیعہ پہلے یہ طعن کئے کہ صدیق
اکبر نے منع میراث کیا - جب ائمہ معصومین کے عمل سے اور ان حضرات کی روایات سے آنحضرت کی عدم توریث ثابت ہوی اس دعوے
سے انتقال کرکے دوسرا دعوی تراشے وہ یہ ہے پانچوان طعن - ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کو باغ فدک نہ دیا
حالانکہ حضرت نے بی بی کے لئے ہبہ کیا تھا - اور بی بی کا دعوا مسموع نکیا اور اس پر گواہی طلب کی جب بی بی نے حضرت
علی اور ام ایمن کو شاہد لایا - انکی گواہی ردکی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کفایت نہین کرتی ہی - بلکہ دوسری
ایک عورت بھی چاہئے - تب حضرت فاطمہ نے غصہ ہوین اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا حالانکہ حضرت نے جناب فاطمہ کے
حق مین ارشاد فرمایا ہی مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ (جسنے غصے کیا انکو غصے مین لایا مجھے غصے مین لایا) جواب اس طعن کا یہ ہی کہ حضرت زہرا ہبہ کا دعوا کرنا - اور حضرت
علی اور ام ایمن یا حسنین کریمین علی اختلاف الروایات گواہی دینی اصلا اہل سنت کی کتب مین موجود نہین محض شیعہ کے

مزخرفات سے ہے۔ ایسی بات اہل سنت کو الزام دینے کے مقام مین لانا اور اسکا جواب طلب کرنا کمال
سفاہت ہے۔ بلکہ اہل سنت کی کتابون مین اسکے برخلاف موجود ہے چنانچہ مشکوٰۃ مین ابو داؤد نے مغیرہ سے
روایت کی ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا بنو مروان کو جمع کر کے کہا انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کانت لہٗ فدك وكان ينفق منها ويعود منها على صغير بنی هاشم ويزوج
منها أيّمهم وانّ فاطمة رضی اللہ عنہا سالتہٗ ان يجعلها لها فابى فكانت كذلك
فی حيات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتى مضى بسبيله فلما ان ولی ابو بكر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حيوا تہ حتى مضى بسبيله فلما ان ولی عمر بن
الخطاب عمل فيهما بما عملا حتى مضى بسبيله ثم اقطعها مروان ثم صارت لعمر بن
عبد العزيز فرأيت امرا منعه رسول اللہ صلی اللہ وسلم فاطمة ليس لی بحق وانی اشهدكم
انی رددتها على ما كانت يعنی على عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بكر وعمر
پس جب ہبہ واقع مین تحقق نرکھتا ہو دعوے کا صدور اور شہادت کا وقوع ان بزرگون سے جو شیعہ کے
نزدیک معصوم اور ہمارے نزدیک محفوظ ہین امکان اور گنجایش نہین رکھتا ہے۔ دوسرا جواب شیعہ کے کہے
موافق ہم نے اس روایت کو قبول کیا۔ لاکن یہ مسئلہ شیعہ و سنی کا مجمع علیہ ہے کہ موہوب ملک موہوب لہ کی نہین
ہوتی ہے جب تک کہ اسکا قبض و تصرف مین نہ آجاوے۔ فدک تو حضرت کے حین حیات حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا
کے تصرف مین نہین آیا تھا۔ بلکہ حضرت کے ہی ہاتھ تہا۔ اس مین تصرف مالکانہ کرتے تھے اور ابوبکر صدیق نے
ہبہ کے دعوے مین جناب فاطمہ زہرہ کی تکذیب نہ کی۔ بلکہ تصدیق کی۔ لاکن یہ فقہی مسئلہ بیان کیا مجرد ہبہ
ملک کا موجب نہین ہوتا ہے۔ جب تک کہ قبض متحقق نہ ہووے اور اس صورت مین ہرگز گواہ طلب کرنی کے
حاجت نہین تھی۔ اگر بالفرض حضرت علی و ام ایمن محض خبر دینے کے طور پر ظاہر کئے ہون اس کو ردِ شہادت کہنا
عجب جہل ہے۔ ہان ابوبکر صدیق نے اس جگہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حکم نہین کیا نہ ان کہ رد شہادت کی بہ نسبت
اسکو کھتے ہین کہ شاہد جہوٹ کی تہمت باندہین۔ اور دروغگو سمجہین۔ شاہد کی تصدیق کرنا اور بات ہے اور اسکی شہادت
کے موافق حکم کرنا۔ اور جسنے ان سر دونین فرق نکرے اور حکم کرنے کو شاہد کی تکذیب سمجہے۔ علما کی نزدیک
قابل اعتماد نہین رہتا ہے۔ اور جب مسئلہ شرعی قرآن سے منصوص ایسا ہو کہ جب تک ایکمرد دو عورت گواہی نہ دین
حکم کرنا نہین پہنچتا ہے اس صورت مین صدیق اکبر کا حکم نا کرنا شرع کے تجویز رہنے کا سبب ہے اور وہ جو کہتے ہین کہ

حضرت نے فرمایا کہ مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ اس حدیث سے الزام دینا لغت عرب سے کمال ناواقفی کا سبب
کیونکہ اغضاب وہ ہے کہ ایک شخص اپنے قول و فعل سے کسی کو غضب میں لانے کا قصد کرے - پر ظاہر ہے کہ ابوبکر صدیق نے
جناب فاطمہ زہرا کی ایذا کا قصد نکیا - بلکہ بارہا عذر کے مقام میں کہتے تھے کہ وَاللّٰهِ یَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّ
قَرَابَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ
پس جب اغضاب انکی طرف سے متحقق نہوا کس طرح وعید میں داخل ہونگے - ہاں حضرت زہرا بحکم بشریت غضب
میں آئی ہوں لاکن جب وعید لفظ اغضاب سے آئی ہے نہ لفظ غضب سے - اس صورت میں ابوبکر صدیق وعید میں داخل
نہیں ہوتے ہیں اگر وعید اس لفظ سے آئی ہوتی کہ مَنْ غَضِبَتْ عَلَيْهِ غَضِبْتُ عَلَيْهِ البتہ ابوبکر صدیق
داخل وعید ہوتے - اور حضرت امیر پر حضرت زہرا کا غضب بارہا خانگی مقدمات میں واقع ہوا ہے - از انجملہ جب حضرت
امیر نے ابوجہل کی بیٹی کی خواستگاری کی حضرت زہرا نے غمگین ہوگئے حضرت کی جناب میں آکے ظاہر کیا حضرت نے اسی
تقریب سے بر سر منبر یہ خطبہ پڑھا اَلَا اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّيْ يُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا وَيُرِيْبُنِيْ مَا رَابَهَا فَمَنْ
اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ اور از انجملہ یہ کہ حضرت امیر نے حضرت زہرا سے رنجیدہ ہو کر گھر سے تشریف لیجا کے مسجد
میں بے فرش زمین پر استراحت کی تھی - جب حضرت کو اس بات پر اطلاع ہوئی - حضرت زہرا کے پاس آکے پوچھا
اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ بی بی نے عرض کی کہ غَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ وَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ یہ ہر دو روایت صحیح اور متفق علیہ
ہیں - اور یہ بھی روشن بدیہیات سے ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم بشریت سے حضرت ہارون
پر جو برادر کلان اور اللہ تعالیٰ کے نبی مقرب تھے - یہانتک غضب کیا کہ انکی ریش مبارک پکڑ کر کھینچا اور یقین ہے
کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے غضب کا قصد نکیا تھا کیونکہ نبی کا اغضاب کفر ہے لاکن حضرت موسیٰ کے غضب میں
تو کچھ شبہ نہیں پس اگر یہ معاملہ اغضاب کا ہوتا - بالضرور حضرت ہارون اسوقت کفر سے متصف ہوتے وَلَيْسَ فَلَيْسَ
نعوذ باللہ منہا - **تیسرا جواب** سنئے کہ حضرت زہرا نے میراث نہ دینے یا ہبہ کا دعوا نہ سننے سے غصہ ہوئیں
اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا - لاکن شیعہ اور سنی کی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ بات ابوبکر صدیق پر نہایت
شاق ہوئی چنانچہ جناب زہرا کے دروازے پر حاضر ہو کے امیر المومنین مرتضیٰ علی کو اپنے شفیع ٹھہرایا - تا حضرت زہرا انکی
معذرت قبول کر کے آپسے خوشنود ہوویں - چنانچہ اہل سنت کی روایتیں مدارج النبوۃ اور بیہقی کی کتاب الوفا اور
مشکوٰۃ کے شروح میں موجود ہیں بلکہ شیخ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق نے اس قضیہ کے بعد حضرت
فاطمہ زہرا کے مکان پر آیا اور آفتاب کی گرمی میں گھر کے دروازے پر کھڑے رہکر عذر خواہی کی حضرت زہرا نے انسے راضی

ہوئیں۔ اور ریاض النضرہ میں بھی یہ قصہ مفصل مذکور ہے اور فصل الخطاب میں بیہقی کی روایت سے شعبی سے یہ قصہ
مروی ہے۔ اور ابن السمان نے کتاب الموافقت میں اوزاعی سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق جناب فاطمہ زہرا کے دروازے
پر آکے سخت دھوپ میں کھڑے رہے اور کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مجھ سے راضی نہ ہوویں۔ پس حضرت علی ان پر گذرے اور جناب زہرا کو سوگند دی کہ انسے راضی ہوویں تب راضی
ابوبکر صدیق سے خوشنود ہوئیں۔ اور شیعہ سے بھی یہ تمام جواب میں بعینہ اہل سنت کے موافق روایت کئے ہیں اور
امامیہ سے صاحب محجۃ السالکین اور انکے دوسرے علماء روایت کرتے ہیں۔ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا رَأَى أَنَّ فَاطِمَةَ
انْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَرَتْهُ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي أَمْرِ فَدَكَ كَبُرَ ذَلِكَ عِنْدَهُ فَأَرَادَ اسْتِرْضَاهَا
فَأَتَاهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتِ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ فِيمَا ادَّعَيْتِ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ أَنْ يُؤْتِيَ مِنْهَا قُوتَكُمْ وَالصَّانِعِينَ
بِهَا. فَقَالَتْ افْعَلْ فِيهَا كَمَا كَانَ أَبِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ
فِيهَا فَقَالَ لَكِ اللهُ عَلَيَّ أَنْ أَفْعَلَ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ أَبُوكِ فَقَالَتْ
وَاللهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ ذَلِكَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ
فَرَضِيَتْ بِذَلِكَ وَأَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
يُعْطِيهِمْ مِنْهَا قُوتَهُمْ وَيَقْسِمُ الْبَاقِيَ فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
یہ عبارت محجۃ السالکین اور امامیہ کی دوسری کتب معتبرہ میں مروی ہے اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ
صدیق اکبر نے جناب زہرا کے دعوے کی تصدیق کی۔ لیکن بی بی اسکے قابض نہ ہونا اور تا مدت حیات حضرت کے مصرف میں
نہ لانا ملک نہ سمجھے تھے جیسا کہ یہ بات مقرر ہے جمیع امت کے پاس۔ جب ابوبکر صدیق اس دعوے ہبہ کی تصدیق
کی ہو پھر حضرت علی اور ام ایمن کی گواہی کی حاجت رہی۔ الحمد للہ امامیہ کے روایات سے ہی حق ظاہر ہوا
صدیق اکبر پر جو طعن اور تہمت باندھتے تھے کہ بی بی کا دعوا نہ سنا اور شیعوں کی یہ بات صریح دروغ ہوئی
وَاللهُ يُحِقُّ الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ شیعہ کے علما جب دیکھے کہ ہبہ واسطے قبض کے ملک نہیں
ہوتا ہے پس حضرت زہرا کیسلئے غصب میں آئی ہیں۔ اور ابوبکر صدیق کی کیا تقصیر تھا چار ہی زمانا لئے
دعوے سے انتقال کر کے دوسرا دعوی نکالے اور یہ دوسرا طعن تراش دیا ہے۔ چھٹا طعن۔ حضرت جناب زہرا
فدک کے واسطے وصیت فرماتی تھی۔ ابوبکر صدیق نے آنحضرت پر تصرف نہ دیا حضرت کا وصیت کا خلاف کیا

جواب اس طعن کا کئی وجہ سے ہے۔ اول یہہ کہ وصیت کا دعوا جناب زہرا سے اہل سنت یا شیعہ کہ کسی کتاب
سے ثبوت کو پہنچایا جائیے اسکے بعد جواب طلب کرین۔ دوسرا یہہ کہ شیعہ و سنی کے اجماع سے وصیت میراث کی
بہن سے ہیں جس مال مین میراث جاری نہو وصیت کس طرح جاری ہوگی۔ کیونکہ وصیت اور میراث ہر دو موت کے
بعد انتقال کرتے ہیں انبیا تو موت کے بعد کسی چیز کے مالک نہیں رہتے ہین۔ بلکہ انکا مال اللہ تعالی کا مال ہوتا ہے
اور بیت المال مین داخل کیا جاتا ہے اسمین رمز یہہ ہے کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یَشْهَدُوْنَ مِلْکًا مَعَ اللّٰہِ پس جو چیز کہ انکے ہاتھ
آوے اللہ تعالی کی عاریت جانتے ہین۔ اور اسی نفع لیتے ہین اسواسطے نہ اپر زکوۃ واجب ہوتا ہے نہ انکے ترکے ادا کین
اور مال عاریت مین بداہتہً وصیت کرنی اور میراث دینی نافذ نہین۔ جب انبیا کے مال مین عدم توریث معصومین کی روایت سے
قطعاً ثابت ہوئی وصیت کا نافذ ہونا بالطریق اولی ثبوت کو پہنچا کیونکہ توریث وصیت سے بمراتب اقوی ہے اور وصیت
توریث سے بمراتب ضعیف۔ تیسرا یہہ کہ وصیت بالخصوص اس شخص کے واسطے درست ہوتی ہے کہ پہلے اس وصیت کے خلاف
موصی سے صادر نہوئی ہو۔ اسجگہ لفظ ما ترکناہ صدقۃ اپنا کام کرکے گذرا ہے۔ اور پیغمبر کا سب متروکہ وقف فی سبیل اللہ
ہوا۔ وصیت کی گنجایش نہین رہی۔ چوتھا یہہ کہ اگر بالفرض وصیت واقع ہوئی ہو اور ابوبکر صدیق کو اس سے اطلاع نہوئی
اسکے پاس گواہوں سے ثبوت کو نہ پہنچی اس صورت مین ابوبکر صدیق معذور رہے۔ لاکن حضرت امیر کو اپنی خلافت مین
ما نع نہ تہا کہ وصیت جاری کی۔ بلکہ دستور سابق پر فقرا و مساکین اور مسافرون پر تقسیم فرماتے تہے۔ اگر اپنا حصہ
و فدا ہی صرف کرتے یعنی منع نہین ان حسنین کریمین اور انکی خواہرونکو انکی والدہ ماجدہ کی میراث سے کس لئے محروم فرمایا
شیعہ اس بات کے جواب سے عاجز ہوئے انکے ہر جواب مین حال کا خلل ہے۔ یہان لکہا جاتا ہے انکا پہلا جواب یہہ ہے کہ جو چیز کہ
مغصوب ہو اہل بیت کرام انکو پہر نہین لیتے ہین جبکہ حضرت نے اپنا مکان مغصوب جب کہ معظمہ مین تہا فتح کے
بعد غاصب سے نہین لیا۔ اس جواب مین خلل ہے کیونکہ عمر ابن عبد العزیز نے اپنے وقت مین فدک حضرت امام محمد باقر کے سپرد کر دیا
کیا انہین کے ہاتہ تہا۔ پہر خلفائے عباسیہ اسپر متصرف ہوئے یہانتک کہ سن دو سو بیس مین مامون عباسی نے
عامل قثم بن جعفر کو لکہا کہ فدک اولاد فاطمہ کو دیجئے سو اس نے حضرت امام علی رضا کے تحویل کیا پہر متوکل عباسی اسپر متصرف ہوا
اسکے بعد معتضد اسکو رد کیا چنانچہ قاضی نور اللہ مجالس المومنین مین بتفصیل ذکر کیا ہے۔ پس اگر اہلبیت کوئی چیز مغصوب
کو نہین لیتے ہین تو یہ حضرات کسواسطے لئے۔ اور حضرت امیر بہی عثمان ذوالنورین کی شہادت کے بعد خلافت
کس سے مشغول فرمایا حالانکہ شیعہ کے قول سے وہ خلافت تو مغصوب تہی۔ دوسرا جواب شیعہ کے طرف سے یہہ ہے
کہ حضرت امیر نے حضرت فاطمہ زہرا کا فدک انکے آپ ہی اسکے انتقال سے در گذرا اس جواب مین بہی بڑا خلل ہے

کیونکہ بعض ائمہ تو فدک کو لیکے اس سے منتفع ہوے۔ کس لئے حضرت فاطمہ زہرا کا اقتدا نہین کئے اور یہہ اقتدا امر
تھا یا نہ۔ اگر فرض تھا دوسرے ایمہ یہہ فرض کس لئے ترک کئے اگر فرض نہین تہا حضرت امیر نے نفل کے واسطے کس لئے
یہہ فرض ترک کیا جو حقدارون کا حق نہین پہنچایا۔ اور اقتدا اپنے افعال اختیاریہ مین ہوتا ہی نہ افعال اضطراریہ مین
اگر حضرت زہرا کیسے ظلم و ستم کے بہ سبب فدک سے نفع لینے کی قدرت نہ پائین ہون۔ تو یہہ مظلومیت اور مجبوری اور
ناچاری کا سبب تھا یہان اقتدا کیا معنی رکہتا ہے۔ اور اقتدا کرتے تو بہی آپ منتفع ہوتے حضرات حسنین اور انکی
ہمشیرگون کو کس لئے محروم المیراث کرتے۔ تیسرا جواب شیعہ کے طرفسے یہہ ہے کہ ایمہ اہلبیت سے اسباب مین جو واقع
ہوا وہ سب تقیہ کا سبب تھا اس جواب مین یہہ خلل ہی کہ جب امام خروج کرے اور جنگ و قتال مین مشغول ہوے اسکو تقیہ
حرام ہی۔ یہی مذہب ہے سب امامیہ کا۔ اسیواسطے حضرت امام حسین نے ہرگز تقیہ روا نرکہا اور اللہ تعالی کی راہ مین
اپنی جان نثار کی۔ پس حضرت امیر اپنی خلافت مین کسلئے تقیہ اختیار کیا ہو معاذ اللہ من ذلک۔ ان سب باتونکے
قطع نظر شیخ ابن مطہر حلی نے کتاب منہج الکرامت مین ایک بات ایسی لکھی ہے کہ سب اشکالین اپنی بیخ و بن سے
اکھیڑی جاتی ہین۔ اور ابوبکر صدیق پر بھی ہرگز طعن کی جگہہ باقی نہین رہتی ہے وہ یہہ ہے اَنَّہٗ لَمَّا وَعَظَتْ
فَاطِمَۃُ اَبَا بَکْرٍ فِیْ فِدَکٍ کَتَبَ لَہَا کِتَابًا وَرَدَّہَا عَلَیْہَا پس اس روایت کی صحت کی تقدیر مین جو دعوی کہ صدیق اکبر پر
تھا خواہ میراث کا ہو یا ہبہ کا یا وصیت کا ساقط ہو گیا پس شیعہ کو کسی وجہ سے طعن کی جگہہ نرہی۔ باقی رہے
یہان دو شبہے کہ اکثر شیعہ و سنی کی خاطر مین گذرتے ہین۔ پہلا شبہہ یہہ کہ ہرچند میراث اور ہبہ کا دعوا جو حضرت
زہرا سے وقوع مین آیا صدیق اکبر کے پاس ثبوت کو نہین پہنچا۔ لاکن جب جناب زہرا کی مرضی فدک کے لینے پر آگئی
صدیق اکبر کسلئے استادگیا اور بی بی کی جناب مین نہین گذرانا کہ رنج کا سبب نہوتا صلح اور صفائی کا موجب تھا
اس شبہہ کا رفع یہہ ہے کہ صدیق اکبر کو اسباب مین ایک ابتلاے عظیم پیش آئی تہی کہ اگر حضرت زہرا کی استرضا
و خوشنودی مقدم رکہین دو وجہ سے رخنہ عظیم دین متین مین پڑا ہوتا۔ پہلا یہہ کہ لوگ یقیناً یہہ سمجھے ہوتے کہ خلیفہ نے
مسلمانون کے کام مین بہ تفاوت حکم کرتا ہی اور رعایت خاطر پیش نظر رکہتا ہی۔ دعوا بغیر ثابت ہونیکے خواص کا
مدعا جاری کر دیتا ہی۔ اور دوسرے جو عوام الناس سے ہین اپنے دعوے کا ثبوت اور شاہد و گواہ اپنی خاطر خواہ
چاہتا ہی۔ اور یہہ بدگمان دین مین تیام قیامت تک فساد عظیم کا موجب تھا۔ دوسرے قضات اور حکام
مین دستور العمل کو اپنا پیشوا سے کار ٹھہراتے اور جابجا سستی اور مداہنت اور رعایت اور جانبداری آتی
دستاویز سے وقوع مین آتی۔ دوسرا یہہ کہ حضرت زہرا کو یہہ زمین تملیک کے طور پر دی جاتی اور ملک وراثت

حقیقت مین ملک موروث ہے۔ بحکم ما ترکناہ صدقتہ کے اس زمین کا اعادہ خاندان رسول مین لازم آتا
حالانکہ ابوبکر صدیق نے جناب رسالت آب سے صدقہ واپس لے لینے کے باب مین وعید شدید سنی تھی
پس اپنے ایسی حرکت کا صدور ہرگز ممکن نہین ۔ یہہ دینی وجہ کے سوا دنیوی وجہہ بھی یہہ تھا۔ کہ اس
صورت مین حضرت عباس اور ازواج مطہرات بھی اپنی خواہش کے موافق زمین اور باغات اور دیہات
طلب کئے ہوتے ۔ صدیق اکبر کو بڑی تنگی رد دیتی ۔ اگر ان مصلحتون کی رعایت کرین اور انکو مقدم رکھین
حضرت زہرا کی آزردگی کا سبب ہوتا ۔ پس انہون نے بحکم حدیث نبوی المؤمن اذا ابتلی ببلیتین اختار اھونھما
اسی شق کو اختیار کیا کیونکہ اسکا تدارک ممکن تھا چنانچہ واقع ہوا ۔ اور دوسرے شق کا تدارک ممکن نہین تھا اور دین مین
فساد عام کا سبب ہوتا ۔ دوسرا شبہ یہ کہ جب حضرت زہرا اور ابوبکر صدیق کے درمیان صلح ہوگئی ۔ اور کچھہ کدورت
باقی نرہی پھر کیا سبب تھا کہ بی بی نے اپنے جنازے پر صدیق اکبر کا حاضر ہونا گوارا نکئین ۔ اور حضرت امیر نے
بی بی کی وصیت کے موافق شبا شب دفن کئے اس شبہے کا رفع یہہ ہے کہ حضرت زہرا کی وصیت کمال حیا اور
پردہ داری کے سبب سے تھی ۔ چنانچہ روایات صحیحہ مروی ہین کہ حضرت زہرا نے اپنی مرض الموت مین فرمائی تہین
کہ مین شرم رکہتی ہون کہ میری موت کے بعد مجھے بے پردہ کرکے لوگون کے حضور مین باہر لاوین اور عادت
اس زمانے کی ایسی تھی کہ مردون کے مانند عورات کے جنازے بھی باہر لاتے تھے ۔ اسما بنت عمیس نے
کہا کہ مین حبش مین دیکھی ہون کہ خرمے کی شاخون سے گہوارے کے مانند جنازہ بناتے ہین ۔ حضرت
زہرا نے فرمایا کہ میرے حضور مین بنوا کے مجھے دکھلائے ۔ تب اسما نے اس کو تیار کرکے تبلایا حضرت
زہرا نے دیکھہ کے بہت خوش ہوئین اور تبسم کیا ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بی بی کو کبھی خوشوقت
اور تبسم کرتی ہوئین نہ دیکھے تھے پس اسما کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد تم اور علی مرتضی ل کے
مجھے غسل دیجئے اور کسی کو آنے ندین سو اسیواسطے حضرت نے بی بی کے جنازے پر کسی کو بھی نہین
بلوایا ۔ اور ایک قول سے حضرت عباس نے چند اہلبیت کے ساتھہ نماز جنازہ ادا کرکے شب مین ہی دفن
لیا ۔ اور بعض روایات مین آیا ہے کہ دوسرے روز ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور دوسرے صحابہ
تعزیت کے لئے حضرت علی مرتضی کے مکان پر آئے اور گلہ کرنے لگے کہ کس لئے ہمکو آپنے
خبر ندی ۔ تاہم نماز جنازہ اور حضوری کا شرف پائے ہوتے ۔ حضرت علی نے فرمایا کہ فاطمہ زہرا
علیہا السلام کی وصیت تھی کہ مین جب دنیا سے سدہارون مجھے شب کے وقت دفن کیجیو۔

تا مجھہ پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے - پس ان کی وصیت بموجب عمل کیا - یہی ہے روایت مشہور
لاکن فصل الخطاب مین لایا ہے کہ ابو بکر صدیق اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف و زبیر
بن العوام نماز عشا کے وقت حاضر ہوے اور حضرت زہرا کی رحلت مغرب و عشا کے درمیان
شنبے کی رات رمضان المبارک کی تیسری مین حضرت کے بعد چھے مہینے کو ہوی - اور
بی بی کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور ابو بکر صدیق حضرت علی کے کہنے موافق پیش امام
ہوے اور جنازے پر نماز پڑہا اور چار تکبیر کہا - اور دلیل عقلی سے بھی ابو بکر صدیق جنازے
پر حاضر نہونے کا یہی سبب ہے - نہ کچھہ کدورت و ناخوشی کا موجب - اور صدیق اکبر جنازے
پر نماز پڑہنی بی بی کو ناگوار تھا کہین تو بھی ہو نہین سکتا - کیونکہ شیعہ و سنیون کے اجماع
مورخین سے ثابت ہے کہ جب حضرت امام حسن کی رحلت ہوی تب معاویہ کی طرف سے
سعید بن العاص مدینے کا امیر تھا - جب ان کا جنازہ لے آئے حضرت امام حسین نے
سعید بن العاص کے طرف اشارہ کر کے فرمایا - کہ اگر میرے جد امجد کی سنت نہ ہوتی کہ جنازے
کا امام امیر وقت رہے ہر گز تجھے آگے (نہ کیا) ہوتا - پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا نے
وہ وصیت اسلئے نہین کی تھین کہ ابو بکر صدیق نماز جنازہ نہ پڑہے - والا حضرت امام حسین
حضرت زہرا کی وصیت کا خلاف کیسا کئے ہوتے - اور ظاہر ہے کہ سعید بن العاص امامت
کی لیاقت مین ابو بکر صدیق سے ہزار ہا مرتبہ کم تھے - اور چھے مہینے گذرے تھے کہ جناب
زہرا کے پدر بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو سب مہاجرین و انصار کی امامت
کا حکم فرمایا - اور نماز کی امامت کے باب مین ان ہی کو خاص کر کے تاکید اکید کی سو اس احتمال
کو بھی گنجائش نہین کہ اس عرصہ قلیل مین حضرت زہرا نے یہہ واقعہ فراموش کیا ہو - چھٹے
طعن کا جواب باصواب بیان تمام ہوا - اسکے سوا اور مطاعن کے جوابات بھی کتاب باصواب
تحفہ اثنا عشریہ مین شرح و بسط کے ساتھہ مسطور ہین جو چاہین اوس مین دیکھہ لین - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ - وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ
ذَوِي الْخُلُقِ الْجَسِيْمِ - وَاَصْحَابِهِ الْمُهْتَدِيْنَ اِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝

دوسرا گلزار خلیفہ دوم عمر بن الخطاب الملقب بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال مین - یہہ گلزار کئی خیابان اور شاخین اور گل و دستے پر شامل ہے **پہلی خیابان** حضرت عمر کے نام و نسب اور کنیت کے بیان مین - آپ کی کنیت ابوحفص ہے اور بعضے ابوحفصہ لکھے ہین - انکا اصلی نام عمر ہے بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی العدوی القرشی - انکا نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھہ کعب بن لوی مین منتہی ہوتا ہے - اور انکی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے - اور کہتے ہین کہ انکی والدہ ابوجہل کی بہن ہے - اور دوسری روایت سے ابوجہل کے چچا کی بیٹی ہے - عمر بن الخطاب اشراف اور اکابر قریش سے تھے اور سفارت و وکالت کا منصب رکھتے تھے جاہلیت کے زمانے مین قریش اور دوسرے قبیلون کے درمیان کچھہ نزاع و خصومت ہو دیوے تو انہی کو سفیر اور وکیل ٹھہراتے تھے - اور قریش ان کے ساتھہ فخر کرتے - اور ان کی عزت و تکریم بجا لاتے تھے **دوسری خیابان** حضرت عمر کے حلیہ و شمائل کے بیان مین - ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت عمر بلند قامت اور فربہ اندام تھے - جب پیادہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہین - اور ایک روایت ہے کہ اور لوگون کے بہ نسبت ایک گز بلند تھے - جب کسی کے ساتھہ بیٹھتے تو بھی سے اونچے نظر آتے - اور جسم کی فربہی انکے درازی کے مطابق تھی - اور جو کام داہنے ہاتھہ سے کرتے وہ کام بائین ہاتھہ سے بھی کرتے تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ انکا رنگ مبارک گندم تھا - اور بعض کہتے ہین کہ ابیض یعنے نہایت سفید رنگ تھا کہتے ہین کہ انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا جس کو عام الرمادہ کہتے ہین اس قحط مین آپنے نہین چاہا کہ کھانے پینے مین فقیر اور مساکین سے آپ ممتاز ہین - رات دن زیتون کے روغن پر ہی اکتفا کرتے تھے دوسری چیزین ترک کردین اسیواسطے انکے رنگ مین تغیر آیا تھا - پس ہر دو قول کی تطبیق یہی ہے کہ پہلے انکا رنگ گورا تھا بعد روغن زیتون پر مداومت کرنے اور کلفت کھینچنے سے تغیر پایا گندم گون ہوا - اور انکی آنکھین نہایت سرخ او سداڑہی اور مونچھہ کے بال انبوہ تھے - اور اکثر کہتے ہین کہ اپنی داڑہی کو مہندی سے خضاب کرتے تھے - اور ایک روایت ہے کہ انکی ایک کنیز نے ایکبار انکی داڑہی کو خضاب کرنا چاہا تو آپنے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میرے نور کو دور کرے جیسے فلان نے اپنے نور کو دور کیا ہے - **نقل** ہے کہ انسے پوچھے کہ آپ کس لئے اپنی پیری کو نہین بدلاتے ہو - جیسا ابوبکر صدیق خضاب کرتے تھے تب فرمایا کہ مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ حدیث پہنچی ہے - **مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ** یعنے جسنے اسلام مین بوڑہا ہوا - وہ بڈہاپا اس کے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا - اسواسطے مین اپنے بڈہاپے کو نہین بدلاتا ہون - جب ہر دو روایت صحیح ہون ان کی جمع و تطبیق یہی ہے کہ شاید پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی اقتداء سے خضاب کرتے تھے - پھر جب حدیث صحیح ملی اسکو ترک کر دیا - ملیتھری خیابان حضرت عمر کے سبب
اسلام کے بیان مین - جاننے کہ عمر بن الخطاب ایمان لانے کے باب مین متعدد روایتین منقول ہین ہو سکے کہ دے
سبکے سب ظہور مین آئی ہون - یہہ فقیر حبان السیر اور مناہج النبوہ مین انسے بعض روایات طویلہ نقل کیا ہے - اب اور
ایک دوسری روایت جو ان ہر دو کتاب مین نہین آئی یہان روضۃ الاحباب سے نقل کیجاتی ہے - عمر فاروق کہتے ہین
کہ مین ایمان لانے کے آگے ایک شب حضرت کے ساتھہ متعرض ہونیکا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلا جب مسجد الحرام
پر گذر ہوا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت نماز مین مشغول ہین مین بھی جا کے آپکے پیچھے کھڑا رہا - آپنے سورہ فاتحہ کی تلاوت
آغاز کی مین سنے نظم قرآنی اور اسکی فصاحت و بلاغت سنکے نہایت متعجب اور حیران ہو گیا - اور اپنے دل مین کہنے لگا
کہ واللہ جیسا قریش کہتے ہین یہہ مرد شاعر ہے یہ بات میرے دل مین گذرتے ہی حضرت کی زبان مبارک پر یہہ آیت
جاری ہوی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا
مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آخر سورے تک تلاوت فرمایا - میرے دل مین ایمان کی
رغبت پیدا ہوی - اور ایک روایت ہے کہ فاروق اعظم نے کہا کہ ایک شب میری ہمشیرہ کو تولد کا درد شروع ہوا مین نے
گھر سے نکلا - اور کعبے کی دہلیز کے نیچے آکے کھڑا رہا - اس شب مین سردی بڑی شدت سے تھی ایسے مین حضرت نے
تشریف لائی اور حجر کے پاس نماز مین قیام فرمایا اور قرآن عظیم کی تلاوت شروع کی - وہ کلام ایسا تھا کہ مینے ویسا کلام
کبھی نہ سنا - جب نماز سے فارغ ہوکے تشریف فرما ہوے - مین بھی پیچھے چلنے لگا - پوچھے کون ہے مین کہا کہ عمر ہون فرمایا
ای عمر تو رات دن ہمارا قصد کرتا ہے - مین سمجھا کہ اب میرے حق مین بد دعا کرینگے - تب میرے دل مین ایک تغیر اور ایک رقت
پیدا ہوی - ایمان کی توفیق آگئی سو کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت نے فرمایا کہ ای
عمر اپنا اسلام پوشیدہ رکھہ - مین نے کہا قسم ہے اس پروردگار پاک کی یا رسول اللہ جس نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا
مین نے توحید کے تئین ہملا آشکار کرونگا - جیسا کہ شرک آشکار کیا تہا - کہتے ہین کہ اس وقت فاروق اعظم کی عمر چہبیس [26] سال
کی تھی انچالیس مرد اور گیارا عورت اور ایک قول سے تیرا عورتون کے بعد انھون نے ایمان لایا - جب انھون اسلام سے مشرف
ہوے حضرت نے تین بار یہہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِیْ صَدْرِهٖ وَاَبْدِلْهُ اِیْمَانًا اور اس وقت جبرئیل نازل
ہوکے کہا یا رسول اللہ عمر کے ایمان لانے سے سب اہل آسمان خوش ہوے - اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ کہتے تھے
كَانَ اِسْلَامُهٗ فَتْحًا وَّكَانَتْ هِجْرَتُهٗ نَصْرًا وَّكَانَتْ اِمَامَتُهٗ رَحْمَةً وَّمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّيَ
حَوْلَ الْبَيْتِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ اور مرتضی علی سے مروی ہے کہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ مسلمانون سے

کسی نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی ہو مگر پوشیدہ۔ لاکن جب عمر بن الخطاب نے ہجرت کا ارادہ کیا اپنی شمشیر حمائل
کی اور کمان کندھے پر رکھی اور چند تیر ہاتھ مین لے کے مسجد الحرام کی طرف آئے۔ سات بار کعبے کا طواف بجا لایا
اور دوگانہ نماز ادا کیا۔ اشراف قریش گروہ گروہ جمع ہو کے کعبے مین بیٹھے تھے سو انکی طرف متوجہ ہو کے کہا شاہت الوجوہ
جس نے چاہتا ہو کہ اپنی ماں کو غمگین اور اپنی عورت کو بیوہ اور بچون کو یتیم کرے۔ سو چاہئے کہ اس وادی کے پیچھے میری ملاقات کرے
سب کو یقین ہوا کہ مدینے کے طرف ہجرت کرتے ہین کوئی شخص بھی انکے ساتھ تعرض نکر سکا **پہلی شاخ** حضرت عمر کا
لقب فاروق ہونیکے سبب مین۔ ابن عباس سے مروی ہو کہ مین نے عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ آپکو فاروق کب سے کہنے لگے فرمایا
کہ مین ایمان لانے کے آگے سب صحابہ انچالیس تھے نماز پوشیدہ پڑھتے مین جب ایمان سے مشرف ہوا اسلام آشکارا کیا
سب صحابہ کو دارارقم سے مسجد الحرام مین لے گیا۔ اور ہم سب نماز علانیہ پڑھے ہے۔ سو اسی روز حضرت نے مجھے فاروق فرمایا اور
علی مرتضی سے منقول ہو کہ سَمَّاهُ اللهُ الفَارُوقَ وَفَرَّقَ بَيْنَ الحَقِّ وَالبَاطِلِ اگر نام اللہ تعالی نے فاروق کر
رکھا۔ یہہ فرمانا جناب امیر کا اسواسطے ہے کہ نام رکھنا حضرت کا اللہ تعالی نام رکھنے کے حکم مین ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے
قرآن مجید مین حضرت کی وصف کرتا ہو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۔ یا جناب
امیر کا کہنا اسلئے تھا کہ حق سبحانہ تعالی شانہ اگلے آسمانی کتابون انکو فاروق فرمایا ہو۔ اور مفسرون نے کریمۂ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
کے سبب نزول مین لایا ہو کہ حضرت کے زمانے مین بشر نام ایک منافق تھا اسکے اور ایک یہودی کے درمیان خصومت
واقع ہوی۔ یہودی اس منافق سے کہا حضرت کے پاس چل تا ہمارے درمیان حکم کرے اس منافق نے بحکم کریمہ قَدْ
بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ کے اس کو کعب بن اشرف یہودی کے پاس بلایا اسنے
کہا افسوس ہو تجھ پر کہ تو اسلام کا دعوا کرتا ہو حضرت کے باوجود کعب بن اشرف سے فیصلہ چہتا ہو۔ منافق یہہ بات سنکے
شرمندہ ہوا آخر حضرت کے پاس آیا اور اپنا احوال ظاہر کیا حقیقت مین سب حق یہودی کی جانب مین تھا حضرت نے اسی
دعوے کے موافق حکم کیا۔ جب حضرت کی مجلس سے ہر دو باہر نکلے منافق نے اس یہودی کو عمر بن الخطاب کے پاس بلایا جب
ہر دو گئے یہودی نے اپنا دعوا بیان کرکے کہنے لگا کہ ہم ہر دو حضرت کے پاس گئے تھے تا ہمارے درمیان حکم کرے حضرت
نے ہر دو کا اظہار سنکے حکم فرمایا کہ حق بجانب یہودی۔ جب حضرت کی مجلس سے ہم ہر دو باہر نکلے یہ شخص حضرت کے فیصلے پر
راضی نہو کے تجھے آپکے پاس طلب کیا تا آپ اس باب مین حکم کرے۔ عمر بن الخطاب نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا حقیقت
واقعی یہی ہو۔ منافق نے کہا کہ ہان۔ تب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم ہر دو یہین رہو مین گھر مین جاکے آتا ہون پس
گھر مین گئے اور اپنی شمشیر نیام سے کھینچ کے لے آیا ایک ہی ضرب مین اسکو مار ڈالا اور فرمایا کہ هَكَذَا أَقْضِي

لِمَن لَا یَرضَی بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُولِہٖ یہودی نے یہہ حالت دیکھتے ہی بھاگ گیا جبرئیل اسیوقت نازل ہوئے
اور یہہ آیت لائے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ
یعنے آیا تونہین دیکہا ان لوگون کے طرف جو گمان کرتے ہین کہ وے ایمان لائے ہین ان چیزون پر جو تیرے پر
نازل ہوئین یعنے قرآن کریم اور جو چیزین نازل ہوئین تیرے آگے یعنے توریت وانجیل وغیرہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ
یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ یعنے وے لوگ باوجود دعوی ایمان کے چہتے ہین کہ مرافعہ کرین اپنے معاملے کو طرف طاغوت
کے یعنے کعب بن اشرف کے طرف جو بڑا طاغی اور باغی تہا- وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ
اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا حالانکہ حکم کئے گئے ہین ایمان کے دعوا کرنے والے کہ انکار کرین اس سے یعنے طاغوت کے
حکم سے اور ارادہ کرتا ہے شیطان یہہ کہ گمراہ کرے انکو گمراہی دور کی کہ ہرگز اس سے پہرنہ سکین- نقل ہے کہ جب جبرئیل
علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئی حضرت سے کہا کہ اِنَّ عُمَرَ فَارِقٌ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ تب حضرت نے عمر بن الخطاب
کو کہکے فرمایا اَنْتَ الْفَارُوْقُ پہلی روش ان آیتون کی تفسیر مین جو حضرت عمر فاروق کی
شان مین نازل ہوئین- پہلی یہہ آیت جو سورۂ انعام مین آئی ہے- اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ
یعنے وہ شخص جو کفر وجہالت کے سبب مردہ تہا- پہر ہم نے اسکو زندہ کئے اسلام اور علم وہدایت کے ساتھ- وَ
جَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ اور دئے ہم اسکو ایک نور یعنے دلیل وبرہان کہ جس کے سبب سے حق باطل
مین تمیز کرتا ہے اور اسی نور کے سبب سے لوگون مین سیدہی راہ چلتا ہے سو ایسا شخص کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ
کیا اس شخص کے مانند ہے جو کفر کی اندہیری مین پڑا ہو یعنے صاحب نور صاحب ظلمت کے مانند نہین ضحاک جو بڑا مفسر ہے کہتا ہے
کہ صاحب نور سے مراد عمر فاروق ہین اور صاحب ظلمت سے مراد ابوجہل لعین- جب یہہ ہر دو حضرت کی بدخواہی پر کمر باندہے
تہے اور انہین سے مشرکون کو بڑا غرور تہا حضرت نے دعا کی کہ الہی ان دونون سے ایک کو ایمان نصیب کر کہ اس
سے اسلام کو قوت دیجئے- پس اللہ تعالی نے یہہ دعا عمر بن الخطاب کے حق مین مستجاب کیا سو فرماتا ہے کہ یہہ ہر دو
برابر نہین کیونکہ یہہ نور ہدایت مین ہے اور وہ ظلمت ضلالت مین دوسری آیت جو سورۂ جاثیہ مین آئی ہے
ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی غفار سے ایک شخص عمر فاروق کو گالی دیتا تہا سو انہون نے چاہتے تہے کہ اس کو پکڑکے
بدلہ لین- تب یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنے کہدے ای میرے پیغمبر ان لوگون کو جو ایمان لائے ہین یعنے عمر
بن الخطاب کو کہدیجئے یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ تا بخشدین ان لوگون کو جو نہین ڈرتے ہین
ہلاکت کے دنون سے- عرب لوگ وقایع کو ایام سے تعبیر کرتے تہے اس موقع مین آیت کے معنے یہہ ہین کہ درگذر کرین

اس قوم سے جو کافرون کی ہلاکت کے دنون مین تامل نہین کرتے ہین اور اس سے نہین ڈرتے ہین لیجزی قوما بما کانوا یکسبون تا بدلہ دیوے اللہ تعالی اس قوم کو ان چیزون کا جو کسب کرتے ہین - اور امام ثعلبی کی تفسیر مین مذکور ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یعنے کون ہی وہ شخص جو قرض دیوے اللہ تعالی کو قرض حسنہ - تب ایک یہودی کہ جسکا نام فنحاص تھا ان کے طور پر کہنے لگا شاید کہ اللہ تعالے محتاج ہے جو قرض مانگتا ہی - جب یہہ خبر عمر فاروق کو پہنچی شمشیر برہنہ لے کے اسکو ڈہونڈہنے لگے تا جہان اسکو پاوے قتل کر دے جبرئیل علیہ السلام نے یہہ آیت لے آئی - تب حضرت نے فاروق اعظم کو بلوا کے فرمایا کہ اے عمر اب تلوار رکہہ دیجئے کہ اللہ تعالی نے عفو کا حکم فرمایا ہی - اور آیت تلاوت کی - عمر فاروق نے عرض کی کہ قسم ہے اس پروردگار عز شانہ کی جسنے آپ کو رسول برحق کر کے بہیجا - پہر بار دیگر میرے چہرے پر غصہ کا اثر نہ دیکہو گے - کہتے ہین کہ یہہ آیت قتال سے منسوخ ہے - **تیسری آیت** جو سورۂ فتح مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ حسن بصری سے منقول ہی کہ اشداء علی الکفار سے مراد عمر فاروق ہین چنانچہ اس آیت کی تفسیر آگے گذری **چوتھی آیت** جو سورہ انعام مین آئی ہی وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ یعنے وے لوگ جو دئے ہم انکو کتاب جانتے ہین کہ وہ قرآن اتارا گیا ہی تیرے پروردگار کے طرف سے ساتھ راستی کے عطا بن ابی رباح نے کہا کہ عمر فاروق انہین لوگون سے ہین - **پانچوین آیت** جو سورہ نسا مین آئی ہے - فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنے جو لوگ خدا و رسول کی اطاعت کرتے ہین وے لوگ قیامت کے دن ان کے ساتھ رہین گے کہ انعام کیا ہی اللہ نے انپر سو وے انبیا و صدیقین ہین اور شہدا و صالحین - عکرمہ نے کہا کہ شہدا سے مراد عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی مرتضی ہین - **چہٹی آیت** جو سورۂ نسا مین آئی ہی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تمہارے مین اولی الامر کی - عکرمہ اور امام ثعلبی کہتے ہین کہ اولی الامر سے مراد صدیق اکبر و عمر فاروق ہین

دوسری روش ان آیتون کے بیان مین جو حضرت عمر کی راے کے مطابق شرف نزول پائین

- اور بہت سے آیتین عمر فاروق کی راے کے موافق نازل ہوئین مین **پہلی آیت** جو مقام ابراہیم کو مصلی ٹھہرانے کے باب مین آئی ہی - روایت ہی کہ ایکبار حضرت کا گذر مقام ابراہیم پر ہوا عمر فاروق بھی ہمراہ تھے سو عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ یہہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کا نہین ہی فرمائے ہان کہا پہر کس لئے ہم اسکو مصلی یعنے نماز پڑہنے کی

جگہہ ٹھہراوین حضرت نے فرمایا کہ ہم کو اسکا حکم نہین ہوا ہی اس روز ہنوز آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہہ آیت جو سورۂ
بقرہ مین آئی ہی نازل ہوی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى یعنے اے مومنون مقام ابراہیم سے نماز کی جگہہ
مقام ابراہیم اسکو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑا رہکے کعبے کی تعمیر کرتے تھے جیسے جیسے کعبے کی دیوار بلند
ہوتی تھی وہ پتھر بھی بلند ہوتا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ظاہر ہوا ہے۔ دوسری آیت
طلاق کے باب مین ہے ایکبار حضرت نے اپنے بی بیون سے ناخوش ہوکے کنارہ لیا تب عمر فاروق نے اپنی دختر بی بی حفصہ
کے پاس جاکے بہت غصہ کیا اور فرمایا کہ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ اس طرح
بول کے جب حضرت کے حضور مین آئے اسیوقت یہہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ تحریم مین آئی ہی عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ
اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ یعنے شاید کہ حضرت تم کو طلاق دیوین تو آپکا پروردگار آپکو بدل دیویگا
تم سے بہتر عورتین۔ تفسیر حسینی مین لایا ہی کہ یہہ بات قدرت الٰہی سے خبر دینی ہے نہ وقوع اسکا لازم۔ کیونکہ اللہ تعالی اپنے جانتا ہے
کہ حضرت طلاق نہین دیوینگے پھر وسے عورات کی تعریف کرتا ہی مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ
عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا حکم الٰہی پر گردن رکھنے والیان ایمان لانیوالیان نماز پڑھنے والیان توبہ
کرنے والیان اور اللہ تعالی کے طرف رجوع لانے والیان عبادت کرنے والیان ہجرت کرنے بروزہ رکھنے والیان شوہر دیکھے ہوئین
اور باکرہ لڑکیان۔ ابن عباس نے کہا کہ ثیبہ سے مراد بی بی آسیہ اور باکرہ سے مراد بی بی مریم ہین جو حق سبحانہ تعالی نے وعدہ
کیا ہی کہ بہشت مین ان ہردو کو حضرت کے نکاح سے مشرف فرماویگا۔ تیسری آیت بدر کے قیدیون کے باب مین ہی یعنے جنگ بدر
مین قریش کے کافرون سے جب ستر شخص اسیر ہوے حضرت نے ان کے باب مین صحابہ سے شوری کیا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی
کہ یارسول اللہ اگرچہ ان کافرون سے سخت مصیبتین پہنچی ہین لاکن انسے فدیہ لیکر چھوڑ دین تو امید ہی کہ شاید آیندہ ایمان
لاوینگے۔ عمر فاروق نے گذارش کی کہ یارسول اللہ یہہ لوگ سخت کافر اور کافرون کے پیشوا ہین انکو قتل ہی کر دیا چاہیئے اللہ تعالی
نے آپکو تو فدیہ سے مستغنی کیا ہے انصار سے سعد بن معاذ عمر فاروق کے ساتھ شریک ہوے لاکن حضرت جو رحمۃ للعالمین
ہین صدیق اکبر کی رائے کے موافق ان کے قتل سے درگذر کئے اور فدیہ مقرر فرمالے۔ تب یہہ آیت جو سورۂ انفال مین آئی ہے
جناب فاروق کی رائے کے موافق نازل ہوی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ
یعنے نہین سزاوار ہی کسی پیغمبر کو کہ ہووین اسکے پاس قیدیان تو انسے فدیہ لیکے چھوڑ دیوے یہان تک کہ انمین بہوتون کو قتل کرے
زمین مین کہ اس مین کافرون کی ذلت اور مسلمانون کی عزت و شوکت کا سبب ہی تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ
يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ تعالی چاہتا ہی تمہارے واسطے ثواب آخرت کا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

قضیہ شرطیہ وقوع کا مستلزم نہین

اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے دوستون کو دشمنون پر غلبہ دیتا ہے اور حکمت والا ہے۔ **چوتھی آیت** منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے کے باب مین ہے۔ **نقل ہے** کہ ابن اُبی جب بیمار ہوا حضرت اسکی عیادت کے لئے تشریف لیگئے۔ اُسنے عرض کی کہ آپکا پیرہن مرے کفن کے لئے عنایت کیجئے اور میرے دفن کے وقت تشریف لائیے۔ اور میرے جنازے پر نماز ادا کرکے میری بخشش طلب کیجئے۔ کہتے ہین کہ اس وقت حضرت دو پیرہن پہنے تھے اوپر کا پیرہن نکال کے اسکو دیا اور اُسکے جنازے پر تشریف لائے چاہتے تھے کہ اسپر نماز پڑہین۔ عمر فاروق نے بہت اضطراب کیا۔ اور اسکی برائیان یاد دلا کے اسپر نماز پڑہنے سے بہت ہی مانع ہوئے۔ لاکن حضرت نے نہایت مہربانی سے قصد کیا کہ اسپر نماز پڑہین۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ توبہ مین آئی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ نماز پڑہے بعد اترے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا یعنے نماز مت پڑھ کسی کے اوپر انسے یعنے منافقون سے جو مریگا ہرگز وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ یعنے مت کہڑے رہ اسکی قبر پر دفن یا زیارت یا دعا و استغفار کے لئے مقرر منافق لوگ کافر ہوے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو شرک کئے۔ اور اسکے رسول کے ساتھ جو اسکی فرمان برداری نہ کئے اور مرگئے حالانکہ وے ایمان سے نکل گئے ہین۔ **پانچوین آیت** رمضان کی راتون مین رخصت کے باب مین ہے روایت ہے کہ اوایل اسلام مین ایسا حکم تھا کہ روزہ دار رمضان کی راتون مین نماز عشا پڑھ کے سو گئے بعد کہانا پینا اور عورت سے جماع کرنا حرام تھا۔ عمر فاروق کو اس بات کی آرزو تھی کہ آب طعام اور جماع طلوع صبح صادق تک جائز ہو جاوین تو بہتر ہے۔ ایک شب دیر تک حضرت کی حضور مین رہے جب اپنے گھر گیا دیکھا کہ اپنی بی بی سوتی ہین۔ انکو بیدار کرکے ہمبستر ہونا چاہئے ان کی بی بی نے کہین کہ مین تو سو گئی تھی۔ فاروق اعظم نے کہا کہ تو نہین سوئی۔ پھر ہم صحبت ہوے۔ کعب بن مالک بھی ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن عمر فاروق جب یہ حال حضرت کی جناب مین ظاہر کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم ایسا کرنا سزاوار نہین تھا تب یہ آیت جو سورہ بقرہ مین آئی ہے نازل ہوئی۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ یعنے حلال ہوا تم کو روزے کی راتون مین بے پردہ ہونا اپنی عورتون سے یعنے انسے جماع کرنا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وے پوشاک ہین تمہارے اور تم پوشاک ہین اُن کے یعنے جیسا لباس بدن سے لگا رہتا ہے مرد و عورت مین ایسی ہی یگی ہے پس اُنسے کنارہ لینا بہت دشوار ہے۔ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ سو معاف کیا تمکو اور درگذر کی تم سے فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ پھر اب ملو اُنسے یعنے مجامعت کرو اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمہارے واسطے یعنے فقط شہوت رانی کا قصد نکرو بلکہ نسل جاری ہونے کی نیت رکھو۔ **چھٹی آیت** جنگ بدر کے

باب مین ہے۔ روایت ہی کہ حضرت نے جنگ بدر کے باب مین صحابہ سے مشورت کی کہ مدینے سے باہر جاکے جنگ
کرین یا مدینے مین ہی رہین کفار آوین تو اُنسے لڑین۔ عمر فاروق نے گذارش کی کہ باہر جاوین تب یہہ آیت جو سورہ انفال
مین آئی ہے نازل ہوئی۔ کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ یعنے جیسا کہ باہر لایا تجھے تیرے پروردگار نے
تیرے گہر سے یعنے مدینے سے جنگ کے واسطے راستی کے ساتھ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِھُوْنَ
اور مقرر ایک گروہ مومنون سے باہر جانے کے لئے البتہ کراہت طبعی رکھتی تہی سفر کی بے اسبابی سے نہ حکم کی مخالفت
کے سبب سے ساتوین آیت فَتَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ہے۔ روایت ہی کہ جب یہہ آیت جو سورہ
مومنون مین ہے نازل ہوی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ یعنے مقرر جب ہم نے پیدا کئے انسان کو خلاصہ
سے مٹی کے ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ پہر گردانے ہم اس کو نطفہ ایک قرارگاہ مین یعنے رحم مین چالیس روز
ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً پہر بنائے ہم نطفے کو جو سفید پانی تہا ایک خون بستہ سرخ رنگ چالیس روز تک فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً پہر بنائے ہم اس خون بستہ کو ایک گوشت کا ٹکڑا چالیس روز فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا
پہر بنائے ہم اس گوشت کے ٹکڑے کو ہاڑ یا اسکو محکم کئے تین چلون کے بعد فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پہر پہنایا ہم
اس ہاڑ کو گوشت۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پہر پیدا کئے ہم اس کو دوسری پیدائش یعنے ماں کے شکم مین اسکے
بدن مین ہم نے روح پہونکی وہ جو مردہ تہا سو زندہ ہوا۔ عمر فاروق نے جب یہہ آیت سنی بے اختیار کہا فَتَبَارَکَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پس بزرگ ہی اللہ تعالی یا بڑی برکت ہی اللہ تعالی کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہی تب انہی لفظ سے
آیت نازل ہوئی۔ آٹھوین آیت بی بی عائشہ کی رفع بہتان مین ہے۔ روایت ہے کہ جب منافقون نے
جناب صدیقہ پر بہتان کیا۔ اور بعضے مومنین بہی خطا سے انکے ساتھہ شریک ہوے حضرت نے ملول ہو کے بی بی کو
ان کے ماں باپ کے گہر روانہ کر دیا۔ اور اس باب مین جب صحابہ سے مشورت کی تو سب نے بی بی کی عصمت و طہارت
کے قرینے بیان کرنے لگے۔ اور عمر فاروق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بی بی عائشہ کو آپکے ساتھہ نکاح کون کر دیا۔ فرمایا
کہ اللہ تعالی نے۔ تب فاروق اعظم نے کہا کیا اللہ تعالی آپکے ساتھہ فریب کریگا سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ
تب بی بی کی ثبوت طہارت اور رفع تہمت مین دس آیتین نازل ہوئین جو سورہ نور مین آئی ہین۔ انہین آیات مین اسی لفظ
سے جو عمر فاروق نے کہا تہا یہہ آیت نازل ہوی سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۔ پاک ہی اللہ تعالی اس بات سے
کہ اپنے پیغمبر کے حرم محترم مین ایسی برائی روا رکہے۔ یہہ بڑا بہتان ہی جو منافقون نے باندہا۔ نوین آیت
جبرئیل و میکائیل کی فضیلت مین ہے۔ روایت ہی کہ ایکبار عمر فاروق کو چند احبار یہود کے ساتھہ قیل و قال ہوا اسواسطے

کہا کہ توراۃ مین ہمارے پیغمبر کی اوصاف و علامات مذکور ہین اور تم یہہ بات جانتے ہین پہر عجب ہی کہ تم باوجود اس علم کے حضرت پر ایمان نہین لاتے ہو۔ یہودون نے کہا کہ حضرت پر جبرئیل نازل ہوتے ہین وہ تو ہمارے دشمن ہین کہ ہمارے باپ دادون پر قہر اور آفتین لایا۔ میکائیل بارش کے فرشتے ہین۔ اگر حضرت پر ملعون نازل ہووین تو ہم ایمان لاوینگے عمر فاروق نے پوچھا کہ بارگاہ الٰہی مین ان ہردو فرشتون کی قرب و منزلت کیسی ہی۔ یہودون نے کہا کہ ہردو بڑے مقرب فرشتے ہین جہان تجلی الٰہی ظہور فرما وے داہنے طرف جبرئیل بائین طرف میکائیل رہتے ہین۔ تب عمر فاروق نے کہا کہ تم گدہون سے بدتر اور سخت کافر ہین کیونکہ جب کہ ہردو فرشتون کی قرب و منزلت معلوم ہوی پس ان مین سے ایک کا دشمن دوسرے کا بھی دشمن ہے ان ہردو کا دشمن خدا تعالیٰ کا دشمن ہی ایسا جواب دیکے حضرت کے حضور مین آئے اسیوقت انکے آنے کے آگے یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ بقرہ مین آئی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنے جس نے دشمن ہوگا اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتونکا اور اسکے پیغمبرون کا اور جبرئیل و میکائیل کا۔ پس مقرر اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافرونکا۔ **دسوین آیت** اس امت کے کثرت دخول جنت کی بشارت مین ہی۔ روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ واقعہ مین آئی ہی فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے جنتون مین رہینگے کہ جن مین طرح طرح کی نعمتین ہین۔ ایک گروہ اگلے پیغمبرون کی امتون سے اور تھوڑے پچھلون سے جو امت محمدی سے ہون۔ عمر فاروق یہہ آیت سنتے ہی رونے لگے اور عرض کئے کہ یا رسول اللہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے باوجود اسکے ہمارے سے تھوڑے لوگ نجات پائینگے۔ بالفور یہہ آیت نازل ہوی جو اسی سورے مین ہی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے اصحاب الیمین جو اہل جنت ہین ایک گروہ اگلون سے ہوگی اور ایک گروہ پچھلون سے۔ حضرت نے فاروق کو بلاکے یہہ آیت سنائی انہون نے بہت خوش ہوے اور کہا کہ رَضِيْنَا عَنْ رَبِّنَا حضرت نے فرمائے کہ آدم سے میرے زمانے تک جتنے مومن ہوے ہین ایک گروہ ہی۔ اور میرے زمانے سے قیامت تک جو مومن ہونگے ایک گروہ ہی۔ حدیث شریف مین آیا ہی اَنَا اَكْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جنتیون کے تمام ایک سو بیس صفین ہونگے اور اس امت مرحومہ کی اسی صف اور سب اگلی امتون کے چالیس صف رہے گی۔ **گیارہوین آیت** شراب حرام ہونے کے باب مین۔ روایت ہی کہ شراب کی برائی مین اگرچہ تین آیتین نازل ہوی تہین لاکن نص قطعی نہین آئی تہی ایک مجلس مین چند لوگ کہانے سے فارغ ہوے بعد شراب پیئے پہر آپس مین جدال ہوا ایک کے سر کو زخم ہوا جب یہہ فریاد حضور نبوی مین پہنچی۔ عمر فاروق حاضر تہے

دست التجا بلند کر کے نہایت تضرع و نیاز سے دعا کرنے لگے اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا یعنے الٰہی ظاہر کر ہمارے واسطے شراب کے باب مین بیان شافی۔ تب شراب کی تحریم مین آیت نازل ہوئی جو سورہ مائدہ مین آئی ہی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ یعنے اسے ایمان والو مقرر شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیرن پلید اور شیطان کے عمل سے ہین فَاجْتَنِبُوْا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پس پرہیز کرو اس سے شاید کہ تم مراد کو پہنچو اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ۔ مقرر چاہتا ہی شیطان کہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور عداوت شراب پینے اور جوا کھیلنے مین وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ اور روکے تم کو اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے پھر اب تم اس سے باز آؤگے یعنے باز او موضح القرآن مین لائے ہین ف شراب جس چیز کا پانی ٹھرائے بعد نشہ لانی لگی وہ تھوڑا ہو یا بہت حرام اور نجس ہے باقی جو چیز نشہ لاوے اور رسٹر ہی نہو وہ نجس نہین لیکن حرام ہے۔ اور جوا شرط باندہنا کسی چیز پر جس مین جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہین باقی جو کھیل کہ انمین شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط کھیلے تو جوا نہوا لیکن یہہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے اللہ کی یاد اور نماز سے بارہوین آیت صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے باب مین۔ صفا مروہ دو پہاڑ ہین ان دونون کے درمیان ساتھہ بار دوڑنے کو سعی کہتے ہین۔ روایت ہی کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنی جو حج کے فرضون مین ایک فرض ہی مروہ سے شروع کیا چاہئیے۔ عمر فاروق نے کہا کہ صفا سے ابتدا کیا چاہئیے تب یہہ آیت نازل ہوی جو سورہ بقرہ مین آئی ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ یعنے مقرر صفا اور مروہ حج بیت اللہ کی نشانیون سے ہین۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس سے ابتدا کیا ہی تم بھی اس سے ابتدا کرو یعنے حق تعالی نے پہلے صفا کا نام لیا ہے سو تم بھی سعی صفا سے شروع کرو۔ تیرہوین آیت عورت سے نسبت مجامعت کے باب مین۔ روایت ہی کہ ایک یہودی نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ عورت سے مباشرت کے وقت عورت کی پشت مرد کی طرف ہو تو بچہ احول پیدا ہوتا ہی۔ عمر فاروق نے کہا کہ یہہ بات غلط ہے۔ بلکہ جس طرف چاہین اسطرح صحبت کرین بشرطیکہ لواطت نہو۔ تب یہہ آیت نازل ہوئی نِسَاءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ یعنے تمہاری عورتین تمہاری کھیتی ہین پس آؤ تم اپنی کھیتی کی جگہ مین جس طرف سے کہ چاہتے ہو۔ خواہ آگے سے خواہ پیٹھ کے پیچھے سے خواہ بٹھا کے خواہ لٹا کے وَفِیْ مَوْلَانَا الْفَیْضِ

اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنے طلب اولاد اور اپنے نفس کو بُرائی سے بچانیکی نیت کرو - ف جاننے کہ
اللہ تعالی نے عورتون کو تمہاری کھیتی فرمایا پس ایسی جگہہ جماع کیا چاہئے کہ جہان سے پھل ہونیکی امید ہو یعنے
اولاد ہو جس جگہہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہین وہان سے جماع مقصود قرآنی کا خلاف ہے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ یعنے عورات جب حایضہ ہوون انسے نزدیکی مت کرو جب
تک وے پاک ہون - یہہ ممانعت نجاست کا سبب ہے پس دُبُر سے مجامعت کرنے مین بھی وہی نجاست کی حالت موجود ہے
پس جیسا حیض کی حالت مین وطی کرنی حرام ہے ویسا ہی دُبُر سے بھی حرام ہے یہہ بات قیاس قرآنی سے ثابت ہے
اور مرد سے مرد لواطت کرنے کی حرمت قیاس سے نہین بلکہ صراحۃً قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت ہے نعوذ
باللہ منہا چودھوین آیت استیذان یعنے اذن چاہنے مین ہے - روایت ہے کہ حضرت نے ایک روز ایک غلام انصاری
کو کہ جس کا نام مدلج بن عمر تھا دوپہر کے وقت عمر فاروق کو بلانے کے لئے روانہ فرمایا اُس نے بے اجازت گھر مین چلا گیا
جناب فاروق سوتے تھے اور انکے بعضے اعضا سے کپڑا سرکا تھا - اور ایک قول ہے کہ بیدار تھے اور اپنی زوجہ کے
ساتھ ملاعبہ کر رہے تھے - اس غلام کے آنے سے انکے دل مین ایک کراہت پیدا ہوی تب انکی زبان پر بے اختیار
یہہ بات گذری کہ ایسے وقتون مین باپ اور فرزند برادر اور نوکر غلام و خادم سب بے اجازت گھر مین آنے سے منع فرماتا
تو کیا بہتر تھا تا ہمارے مخفی حالات پر مطلع ہون - پس جب حضرت کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوے - اسیوقت
یہہ آیت شریف نزول پائی جو سورہ نور مین آئی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
یعنے اے ایمان والو چاہئے کہ تمہارے سے اذن طلب کرین وے لوگ کہ جنکے مالک ہوے ہین تمہارے ہاتھ یعنے تمہارے
باندی غلام وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ اور وے لڑکے بھی جو ہنوز حد بلوغ کو نہ پہنچے ہین تمہاری قوم سے
یعنے تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تمہارے سے اجازت لے کے تمہارے گھر آوین - ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ
صَلٰوةِ الْفَجْرِ تین بار پہلے نماز فجر کے آگے کہ آدمی جب خواب سے بیدار ہوتا ہے جامہ خواب نکال کے دوسرے کپڑے
پہننے مین رہتا ہے وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ دوسرا وقت جب نکال رکھتے ہو تم اپنے کپڑے
دوپہر کا وقت ہے وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اور تیسرا وقت نماز عشا کے بعد ہے جو اپنے بدن سے لباس اتار نیکا
وقت ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ اونہین سے تم پر اور ان غلامون اور لڑکون پر کچھ گناہ
ان تین وقتون کے بعد بے اذن تمہارے پاس آنے مین طَوّٰفُونَ عَلَيْكُمْ ان تین وقت کے سوا تمہارے
غلام طواف کرنے والے یعنے تمہارے پاس آنے جانیوالے تمہاری خدمت کے واسطے پس ہر وقت اذن لینا دشوار ہے

بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اور آیا کرتے ہین بعض تمہارے بعضون پر یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیَاتِ بیان کرتا ہے اللہ تعالی
تمہارے واسطے سچی دلیلین اور شرع کے احکام وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالی جانتا ہے کہ بندون کی بہتری
کس بات مین ہی اور حکم کرتا ہے اس کے موافق ۔ تیسری روش اُن حدیثون کے بیان مین جو عمر
فاروق کی شان مین آئین ہین ۔ پہلی حدیث جو صحیحین مین آئی ہے عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم
محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر یعنے تمہارے آگے جو امتین ہوئین انمین محدث تھے محدث
دال کی تشدید اور زبر سے ہے ۔ سو میری امت مین ایسا شخص ہے تو مقرر عمر ہے ۔ ف سمجھا چاہئے کہ یہہ کلمہ
شک و تردد کا نہین بلکہ تاکید و تخصیص ہے جیسا کہ کہا کرتے ہین کہ دنیا مین میرا دوست ہی تو فلان ہی اس سے مراد آپ
فلان کی کمال صداقت کی تخصیص ہے ۔ محدث اس کو کہتے ہین کہ جس کے طرف الہام کیا جاوے سو وہ اسکے موافق خبر دیتا ہے
اسی طرح سے نہایہ مین ۔ اور مجمع البحار مین لایا ہی کہ محدث اسکو کہتے ہین کہ غیب سے اسکے دل مین ایک بات ڈالی جاتی
ہے سو اسنے فراست ایمانی کے ساتھ اس سے خبر دیتا ہی ۔ اللہ تعالی نے اپنے بندگون سے جسکو چاہتا ہے اسکو
اس مرتبے سے مخصوص کرتا ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ محدث وہ ہی کہ ملائک اسکے ساتھ کلام کرتے ہین دوسری
حدیث جو ترمذی مین آئی ہے عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وآلہ وسلم ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ مقرر اللہ تعالی نے پیدا کیا ہی حق بات کو عمر کے زبان
اور دل پر ۔ اور ابی داؤد کی روایت مین ابی ذر سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا ان اللّٰہ وضع الحق علی لسان
عمر یقول مقرر اللہ نے رکھا ہی حق بات کو عمر کی زبان پر سو وہ اسی سے کلام کرتا ہی ۔ تیسری حدیث
جو بیہقی کی دلائل النبوۃ مین آئی ہے عن علی رضی اللّٰہ عنہ ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی
لسان عمر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہین کہ ہم یہہ بات دور نہین سمجھتے تھے کہ سکینہ کلام کرتا ہی عمر کی زبان پر
یعنے جس بات سے دل کو چین و سکون حاصل ہو وہ بات عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہے ۔ اور وہ بات غیب سے عمر کی
زبان پر پڑتی ہی ۔ اور یہہ بھی احتمال ہے کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہے جو عمر کی زبان پر الہام کرتا ہے ایسا ہی کہا ہی تورا
پشتی نے چوتھی حدیث صحیحین مین آئی ہی عن جابر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم
دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نے
فرمایا کہ معراج کی شب جبکہ مین جنت مین داخل ہوا ناگاہ رمیصا ابی طلحہ کی عورت کو دیکھا رمیصا رے کے پیش اور میم کے

زبر اور یا کے جزم اور صاد مہملہ سے ہو وہ ایک بی بی کا نام ہے جو انصاریہ اور عاقلہ اور عابدہ تھی۔ انس بن مالک کی والدہ ہے مالک کی رحلت کے بعد ابی طلحہ کے نکاح مین آئی۔ اس بی بی کے صبر و رضا کا ایک نادر قصہ بغیر حقوق الزوجین مین لایا ہو۔ غرض حضرت نے فرمایا ہے کہ مین نے اس بی بی کو بہشت مین دیکھا۔ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً اور مین نے چلنے کی ایک آواز سنی فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا سو پوچھا کہ یہہ کون ہے قَالُوْا ھٰذَا بِلَالٌ کہے کہ یہہ بلال ہے وَ رَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ اور مین نے ایک حویلی دیکھا کہ اسکے صحن مین ایک جوان عورت تھی فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا مین نے کہا کہ یہہ حویلی کس کی ہے قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کہے کہ یہہ عمر بن الخطاب کی حویلی ہے فَأَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ پس مین نے چاہا کہ اس مکان مین جاؤن اور اس کو دیکھون۔ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ سو مین نے یاد کیا تیری غیرت کو اے عمر اسواسطے اسکے اندر نہین گیا فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ تب عمر نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہووین یا رسول اللہ کیا مجھے آپ سے غیرت ہو اور بعضے روایات مین آیا ہو کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ نہ مجھے بلند نہین کیا اللہ تعالیٰ مگر آپ کی حرمت سے اور مجھے ہدایت نہین دیا مگر آپکی برکت سے۔ پانچوین حدیث صحیح ترمذی مین آئی ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا بَعْدِىْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عقبہ بن عامر سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا اس بات سے حضرت کے بعد دوسرا نبی ہونا لازم نہین آتا ہے کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہو کہ حضرت خاتم النبیین ہین آپ کے بعد اور کوئی نبی نہو گا۔ پہر حضرت نے عمر فاروق کے باب مین جو یہہ ارشاد فرمائے یہہ فرضی بات ہے۔ اور حضرت کے فرزند ارجمند ابراہیم نے جب عالم طفلی مین رحلت کی آپنے انکے باب مین بہی ایسا ہی فرمایا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا یعنے ابراہیم جیتا تو نبی ہوتا۔ یہہ قضیہ شرطیہ ہے وقوع کو مستلزم نہین۔ شیخ الہند عبد الحق محدث دہلوی کی شرح مشکوٰۃ مین اگلی حدیث کے تحت مین لکہا ہے کہ ایسی عبارتین مبالغہ کے رو سے محالات مین بہی استعمال کرتے ہین۔ حاصل کلام جب عمر فاروق کو الہام ہوتا تھا اور فرشتہ ان کے دل مین حق بات ڈالتا تھا انکو عالم وحی کے ساتھ ایک مناسبت حاصل تھی اسلئے حضرت نے ان کے باب مین ایسا ارشاد فرمایا واللہ اعلم انتہی۔ اور عمر فاروق سے روایت ہے کہ مین نے کعبۃ اللہ کے بجا و عمرہ کا ارادہ کرکے حضرت سے پروانگی چاہی تب آپنے اجازت دیکے فرمایا اَشْرِكْنَا يَا اُخَىَّ فِىْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَانَا یعنے اسے میرے برادر اپنی دعا مین ہم کو بہی شریک کر اور ہم کو فراموش نکر۔ عمر فاروق نے کہتے مین کہ حضرت کے اس ارشاد سے مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اسکے عوض مین تمام دنیا مجھے ملتی تو بہی اتنی

قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہین

خوشی حاصل ہوتی۔ اور منقول ہے کہ حضرت نے عمر فاروق کے باب مین فرمایا ھُوَ قَرنٌ مِن حَدِیدٍ لَا تَاخُذُہٗ فِی اللّٰہِ لَومَۃُ لَائِمٍ اور ایسے ہی بہت سے حدیثین آئی ہین خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کیا گیا۔ نقل ہے کہ حضرت عمر نے ایک حبر سے پوچھا کہ آسمانی کتابون مین تو نے میری کچھ صفت دیکھی ہے اسنے کہا ہان۔ پوچھا کیا دیکھی ہے کہا قَرنٌ پوچھا کہ قرن کیا ہے۔ کہا قَرنٌ مِن حَدِیدٍ اَمِینٌ اَمِیرٌ شَدِیدٌ لَا یَاخُذُہٗ فِی اللّٰہِ لَومَۃُ لَائِمٍ یعنے لوہے کی سنگ کے مانند استوار اور امیر امانت دار اور محکم کہ راہ خدا مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا پروا نہین رکھتا ہے پھر سوال کیا کہ جسنے میرے بعد ہوگا اسکو تو آسمانی کتابون مین کیسا پاتا ہے کہا خلیفہ نکوکار ہے سب مسلمانون سے اپنی قرابت والون پر ایثار کریگا۔ اور ظالمون کی گروہ اسکے قتل پر اقدام کریگی۔ جناب فاروق نے یہ سنکر کہا رَحِمَ اللّٰہُ عُثمَانَ یعنے اللہ تعالی عثمان پر رحمت کرے۔ پھر اس سے پوچھا کہ ان کے بعد جو خلیفہ ہوگا اسکی توصیف تو نے کس طرح پائی ہے کہا کہ آہن کا ملازم رہیگا یعنے اسکے زمانے مین جنگ و قتال بہت ہووین گے پھر کہنے لگا یا امیر المومنین وہ خلیفہ راست گفتار اور نیکو کردار ہوگا لاکن شمشیرین برہنہ ہون اور خونریزی ہوئیگی۔ پہلا گل ان اخبار و آثار کے بیان مین جو صحابہ کبار نے عمر فاروق کی مدح و ثنا کی ہین۔ نقل ہے کہ صدیق اکبر نے کہا کہ عمر بن الخطاب سے کوئی میرے پاس زیادہ دوست نہین۔ نقل ہے کہ عثمان ذوالنورین کی ایام خلافت مین انلوگون نے کہا کہ آپ کس لئے عمر فاروق کے مانند سلوک نہین کرتے ہو فرمایا کہ لَا اَستَطِیعُ اَن اَکُونَ مِثلَ لُقمَانَ الحَکِیمِ یعنے مین نہین سکتا ہون کہ لقمان حکیم سا ہوون۔ اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خَیرُ النَّاسِ بَعدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَبُو بَکرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللّٰہُ اَعلَمُ بِالثَّالِثِ یعنے حضرت کے بعد سب لوگون سے بہتر ابوبکر ہین انکے بعد عمر انکے بعد اللہ تعالی جانتا ہے کہ تیسرا کون ہے اور انہین سے منقول ہے کہ فرمایا کہ کَانَ اَبُو بَکرٍ اَوَّاھًا وَکَانَ عُمَرُ مُخلِصًا نَاصِحًا لِلّٰہِ کہتے ہین کہ جناب امیر کی خلافت مین نجران والون نے مدینہ آئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم کو عمر فاروق نے نجران سے نکال دیا۔ آپ ہمکو ہمارے وطن کی طرف بھیجین تو کرم ہے۔ امیر نے فرمایا کہ کَانَ عُمَرُ رَشِیدَ الاَمرِ فَلَا اُغَیِّرُ شَیئًا صَنَعَہٗ یعنے عمر کا ہر کام رشید تہا مین اسکے کئے کو نہین بدلاونگا۔ عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ عمر فاروق کا علم ایک پلے مین اور ساری جہان کا علم ایک پلے مین تولین تو عمر کے علم کا پلہ غالب آویگا۔ زید بن وہب سے نقل ہے کہ مین نے ایکبار عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اسنے اثناے کلام مین عمر فاروق کو یاد کی اور رونے لگے اس قدر روئے کہ ان کے اشک سے زمین کے سنگریزے تر ہوگئے پھر فرمائے کہ عمر فاروق اسلام کے حصن حصین یعنے قلعہ محکم تھے مسلمان اس قلعے مین داخل ہوتے اور باہر نہین آتے تھے۔ اور انکی رحلت سے اسلام کے قلعے مین ایک

ہنستے پڑا سواس سے باہر جاتے ہین اور پھر نہین آتے ہین - اور ایسا ہی کلام انکی شان مین جناب امیر سے بھی منقول ہے - اور ابوطلحہ انصاری سے نے کہتے ہین کہ مسلمانون سے کسی کا گھر ہوگا مگر فاروق کی رحلت سے اس گھر والون کے دین یا دنیا کے امر مین خلل نہ آیا ہو - اور عروہ بن زبیر نے بی بی عایشہ سے روایت کی ہے کہ فرمائین کہ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَبِذِکْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنے تمہاری مجلسون کو زینت دیجیو حضرت پر درود پڑھنے اور عمر بن الخطاب کا ذکر کرنے سے - امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مین اس سے بیزار ہون جو ابوبکر اور عمر کو بدی سے یاد کرے - اور تم عدل کا ذکر کرو جب عدل کو یاد کرو گے تو گویا حق سبحانہ تعالی کو یاد کئے - مجاہد سے منقول ہے کہ ہم کہتے تھے کہ عمر فاروق کے زمانے مین شیاطین قید و زنجیر کئے گئے تھے جب انکی شہادت ہوی شیاطین چھوٹ گئے اور زمین پر منتشر ہوئے

دوسرا گل حضرت عمر کے مرویات کے بیان مین - حدیث کی معتبر کتابون مین پانسو چالیس [۵۴۰] حدیث انسے مروی ہین - انسے متفق علیہ چھبیس اور فقط بخاری مین چونتیس [۳۴] اور فقط مسلم مین اکیس [۲۱] آئے ہین اور باقی دوسرے کتب مین منقول ہین اور صحابہ کی ایک جماعت کثیر انسے روایت کرتی ہے جیسے عثمان بن عفان - اور علی بن ابی طالب - وطلحہ بن عبداللہ اور سعد بن ابی وقاص - وعبدالرحمن بن عوف - وعبداللہ بن مسعود - وابوذر - وعبداللہ بن عمر - وعبداللہ بن عباس - اور عمرو بن العاص - وعبداللہ بن زبیر - وانس بن مالک - وابوموسی اشعری - وجابر بن عبداللہ - وابولبابہ بن عبدالمنذر وبراء بن عازب - وابوسعید خدری - وابوہریرہ - وعقبہ بن عامر - ونعمان بن بشیر - وعمرو بن عبسہ - وعدی بن حاتم وسفیان بن وہب - وعبداللہ بن سرجس - وخالد بن عرفظ - واشعث بن قیس - وابوامامہ باہلی - وعبداللہ بن انیس وبریدہ بن حصیب اسلمی - وفضالہ بن عبید - وشداد بن اوس - وسعد بن العاص - وکعب بن عجرہ - واسود بن سریع - وسائب بن یزید - وعبداللہ بن ارقم - وجابر بن سمرہ - وحبیب بن مسلمہ - وعبدالرحمن بن ابزی - وعمرو بن جندب - وطارق بن شہاب - وسمرہ بن عبداللہ - ومسیب بن حزن - وسفیان بن عبداللہ - ابوالطفیل - وبی بی عایشہ صدیقہ - وبی بی حفصہ اور بہت سے تابعین بھی انسے روایت کئے ہین جیسے عاصم بن عمر بن الخطاب - ومسروق - ومالک بن اوس - وعلقمہ بن وقاص - وابوعثمان - واسلم مولائی عمر - وقیس بن ابی حازم - وغیرہم رضی اللہ عنہم -

گلدستہ اس بیان مین کہ حضرت عمر نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد جو بالاے منبر خطبہ پڑھا - نقل ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دفن سے فراغت حاصل ہوی اسکے دوسرے روز فاروق اعظم نے منبر پر سوار ہوکے خطبہ پڑھا اللہ تعالی کی حمد وثنا اور حضرت سید انام پر صلوات وسلام کے بعد اسکا مضمون یہی تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت کئے تک میرے سے راضی اور خوشنود رہتے - اور مین خلافت کا طالب نہین تھا لیکن صدیق اکبر نے

یہہ کام میرے تحویل کیا۔ اللہ تعالی نے امر خلافت کی سربراہی مین جو اجر جزیل اور ثواب جمیل رکھا ہی۔ اس کی امید نہوتی تو مین اس بار عظیم کا عامل ہوتا۔ اور مین عدل و انصاف کی بڑی رعایت کرونگا اور مین کسی کی خاطر نرکہون گا۔ اور حق سے تجاوز نکرونگا اور لوگون سے اپنی تعظیم و تکریم نچاہونگا۔ اور سب مسلمانون کے مانند ایک شخص رہونگا۔ اور اپنا ضعف و انکسار ظاہر کرکے ایسے ہی مرغوب اور دلجوئی کی باتین کہین اور لوگون کو ورع و تقوی اور نفس کی مخالفت اور حدود آلہی کی محافظت پر ترغیب و تحریص دئے اور حضرت پر درود و سلام پڑہکے خطبے کو ختم کرکے منبر سے اُتر گئے۔ **دوسری شاخ حضرت عمر امیر المومنین سے ملقب ہونے کے بیان مین**۔ روایت ہی کہ عمر بن الخطاب جب مسند خلافت پر بیٹھے مجمع صحابہ مین کہنے لگے کہ ابوبکر صدیق کو خلیفۂ رسول اللہ کہتے تھے مجھے خلیفہ رسول اللہ کہو گے تو درازی سے خالی نہین کلام کرنا لوگون پر دشوار ہوگا۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم مومنین ہین اور آپ ہمارے امیر پس آپ امیر المومنین ہو عمر بن الخطاب یہہ سنکے اس لقب سے راضی ہوے۔ دوسرا قول یہہ ہی کہ اپنی خلافت کی ابتدا مین جب عاملون کو نامہ لکہتے تو آپکو خلیفہ ابوبکر تحریر فرماتے تھے۔ ایکبار عراق کے عامل کو لکہا کہ تمہارے لشکر کے علما سے دو مرد زیرک اور ہوشیار کو روانہ کیجیے۔ تا عراق کے لوگون کے حالات اور اس مملکت کا ضبط و نسخ ان سے دریافت کرون۔ عراق کے عامل نے لبید بن ربیعہ عامری کو اور عدی بن حاتم طائی کو روانہ کیا۔ جب یہہ ہر دو مدینہ آپہنچے مسجد نبوی کے پیچھے اپنے اونٹون کو لٹا کے مسجد مین آے عمرو بن العاص کو مسجد مین دیکہہ کے کہے کہ ہماری باریابی کے لئے امیر المومنین سے اذن طلب کیجئے۔ عمرو بن العاص سنکے بہت خوش ہوے اور کہا کہ تم نے خلیفے کے لئے بہت اچھا نام اختیار کیا کہ ہم مومنین ہین اور انھون ہمارے امیر پس آپ اُسی وقت اٹھا اور خلیفے کے پاس جا کے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عمر فاروق سنکے پوچھے کہ تم نے یہہ نام کیسا ایجاد کیا انہون نے صورت حال گذارش کی۔ اور کہا کہ آپکے لئے یہہ نام بہت بہتر اور سزاوار تر ہے۔ خلیفے نے قبول فرمایا اسی روز وہ نام مقرر ہوا اور وہی لقب لکہنے لگے۔ **چوتھی خیابان حضرت عمر کے زہد و ورع اور کثرت عبادت و ریاضت اور قلت اکل و شرب اور حلم و تواضع کے بیان مین**

طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہی کہ کہا کَانَ عُمَرُ اَزْهَدَنَا فِی الدُّنْیَا وَاَرْغَبَنَا فِی الْاٰخِرَةِ یعنے تھے عمر ہمارے مین زیادہ زہد کرنے والے دنیا مین اور زیادہ رغبت کرنے والے آخرت مین۔ اور ایسا ہی سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہی۔ روایت ہی کہ ایکبار اپنی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے بی بی نے چینی کے کاسے مین ٹھنڈی آش اور اُسپر روغن زیتون ڈال کے لے آئی۔ عمر فاروق نے ہرگز نہ پیا کاسۂ چینی اسباب تنعم سے رہنے کے سبب اس سے احتراز کیا اور فرمایا کہ ناز و تنعم نہین چاہتا ہون جب تک دنیا سے سدہارون۔ اور ابن عباس سے مروی ہے

کہ ہمیشہ عمر فاروق کا کھانا دس لقموں سے زیادہ نہیں تھا- لائے ہیں کہ ایکبار خویشوں کی ایک جماعت بی بی حفصہ سے
کہنے لگی کہ تم اپنے والد ماجد سے کہیں کہ ہمیشہ جو ایسی شدت ریاضت میں مشغول ہیں بڑی ناتوانی آگئی ہے بارے کبھی کبھی لذیذ
آب وطعام تناول فرماویں- بی بی نے یہہ سبکے اپنے پدر بزرگوار سے گذارش کی تو فاروق اعظم نے فرمایا کہ غششت
اباک ونصحت لقومک یعنے ای بیٹی تو کیا اپنے باپ کو دھوکا دیتی ہے اور اپنے خویشوں کی بھلائی کرتی ہے- انس بن مالک سے
روایت ہے کہ عمر فاروق کے پیرہن کو چہار پیوند لگے تھے ایک روایت ہے کہ دو کندھوں کے درمیان چار پیوند تھے نقل ہے
کہ فاروق اعظم جب ملک شام کے طرف رونق افزا ہوے وہاں کے ارکان دولت واعیان سلطنت استقبال آ ے اس وقت
جناب فاروق اونٹ پر سوار تھے انکے خواص عرض کئے کہ یا امیر المومنین یہاں کے اکابر واشراف آپکے استقبال آرہے ہیں
آپ گھوڑے پر سوار ہوویں تو آپ کی شوکت اور دبدبہ ان کے دلمیں جاے گیر ہوگا فرمایا کہ ایسی باتوں سے مطلب یابی نہیں
ہوتی ہے بلکہ کام اسجگہہ سے نکلتا ہے تب آسمان کی طرف اشارہ کیا- نقل ہے کہ ایکبار قیصر روم کی طرف سے ایک وکیل مدینہ کو آیا
اور دریافت کرنے لگا کہ امیر المومنین عمر فاروق کہاں ہیں تا اپنے بادشاہ کا پیام پہنچاوے لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین مسجد میں
ہوگے- پس اس نے مسجد کی طرف آیا کیا دیکھتا ہے کہ کسی ندہ پوش نے ایک اینٹ سرہانے لیکے لیٹا ہے- یہہ دیکھکے پھر گیا- اور پھر
لوگوں سے پوچھنے لگا کہ امیر المومنین کہاں ہیں کہے کہ مسجد میں ہوگے- وکیل نے کہا کہ میں مسجد میں جاکے دیکھا تو ایک ندہ پوش
کے سواے دوسرے کو ندیکھا کہ ایک اینٹ سرہانے لے کے لیٹا ہے- کہے کہ اس کو حقارت سے ندیکھے کہ ہمارا امیر او خلیفہ وہی ہے
لقد جاد لی ای فادس ۵ بر در میکدہ رندان قلندر باشند ٭ کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی ٭ خشت زیر سر و بر تارک
ہفت اختر پای ٭ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی ٭ وکیل قیصر نے پھر مسجد کی طرف گیا اور امیر المومنین کے حضور میں شرط تحیت بجا لا
باادب کھڑا رہا اور ایسا رعب اور وہ مہابت اس کے دل میں جاے گیر ہوی کہ کسی بادشاہ کے دربار میں اسکی حالت نہوی تھی
۵ ہیبت حق کی ہیں ہے خلق کی ٭ کہ نہیں ہیبت یہہ صاحب دلق کی ٭ جس نے مولا سے سدا ترساں رہی ٭ انس و جان
اس سے یقین لرزاں رہی ٭ غرض وکیل نے ترساں ولرزاں بادشاہ کا پیام پہنچایا اور امیر المومنین سے رخصت لیا اور کہتا تھا کہ
میں بہت سے بادشاہوں سے ملا ہوں اور سلاطین کے دربار میں رہا ہوں کہیں ایسا رعب نہیں پایا جو امیر المومنین کے حضور میں
پایا- نقل ہے کہ عامر بن ربیعہ نے کہا کہ جب امیر المومنین عمر فاروق نے مدینے سے کعبے کی زیارت کا عزم کیا میں بھی ہمراہ تھا
جانے اور آنے کے وقت کہیں ان کے واسطے خیمہ او خرگاہ نہیں تھا جیسا خلیفوں اور امیروں کو ہوا کرتا ہے بلکہ امیر المومنین جس
جگہہ نزول فرماتے ایک جھاڑ پر اپنے کپڑے ڈال دیتے اور اسی کے سایے میں آرام پاتے- او عبد اللہ بن عمر سے منقول
ہے کہ میرے والد کے ایام خلافت میں شام کے طرف جہاد کے لئے جانے ایک لشکر تیار ہوا سو مجھے بھی آرزو ہوی کہ میں بھی

اس لشکر کے ساتھہ جاؤن اور جہاد کا ثواب حاصل کرون۔ تب میرے والد بزرگوار سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ ای فرزند مجھی
اسبات کا خوف ہی کہ کہین تو زنا مین مبتلا ہو جاوے۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین کیا آپ میرے سا شخص پر یہہ گمان
کرتے ہو۔ فرماے کہ مجھے اسبات کا احتمال ہی کہ جب مسلمانون کو کافرون پر فتح و نصرت حاصل ہوگی اور کفار مارے جائینگے
اور ان کے عورت بچون کو قید کرکے سبایا مین لائینگے کسی جاریہ پر جو جمیلہ ہے تیری خاطر مایل ہو جائیگی میرے ساتھہ تیری
فرزندی کی نسبت جو ثابت ہی اسکی رعایت کرتے اس کو کم قیمت سے تیرے حوالے کرین گے ظاہر مین تو اس کو خرید کیا ہوگا او
فی الحقیقت زنا کیا ہوگا سو مصلحت اسبات مین ہی کہ اب تو نجاوے اپنی جہاد نفس مین مشغول رہے۔ اور نقل ہی کہ ایکدن
منبر پر سوار تھے اور لوگون کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اثناے کلام مین مہر کا ذکر آیا سو فرمانے لگے عورتون کا مہر چالیس
اوقیے سے جو ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی زیادہ نہ بندھنا چاہئے کیونکہ بہترین عالم سید اولاد آدم اپنے ازواج مطہرات کا
مہر چالیس اوقیے سے زیادہ نہ باندھا ہے جس نے اس حد سے تجاوز کریگا تو مین حکم کرتا ہون کہ اسکی زیادتی کو بیت المال
مین داخل کرین۔ تب ایک بوڑہی سے نے اٹھی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین آپکے منصب بزرگ کے لائق نہین کہ ایسی بات فرماوے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی۔ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا عمر فاروق یہہ سنتے ہی متنبہ ہوے
اسی وقت انصاف کے مقام مین آکے فرمایا إمْرَأَةٌ أَصَابَتْ وَرَجُلٌ أَخْطَأَ یعنے ایک عورت راستی پر آئی اور مرد خطا کیا
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب امیر المومنین منبر سے اترے اور تشریف لیچلے قریش کی ایک عورت سر راہ پر انسے ملکے عرض کی کہ مہر کے
باب مین آپنے جو فرمایا وہ بات نص قرآن کے مخالف ہی اور آیت مذکور پڑہی۔ عمر فاروق وہ سنتے ہی متنبہ ہوے اور اسیوقت آکے
منبر پر سوار ہوکے فرمایا کہ لوگو مین نے مہر کی زیادتی جو منع کی تھی وہ میرے سے خطا ہوی اب اس سے رجوع کیا ہون۔ اب ہر شخص
اپنے مال سے جس قدر چاہئے اپنا مہر باندہلے اور کہتے ہین کہ ایکبار ایک رعیت سے بات کر رہے تھے سو اثناء کلام مین اسنے
کہا کہ اتَّقِ اللهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اے مومنون کے امیر اللہ سے ڈرو تب حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کیا تو امیر المومنین سے
ایسی بات کہتا ہے تب فاروق اعظم نے کہا کہ اسکو چھوڑ دو تا حق بات مجھے پہنچاوے اور تم کو بہی جب ضرورت ہوگی میرے
ساتھہ ایسا ہی کہا کرو۔ روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی حویلی پر ایک پرنالہ تہا ایک روز فاروق اعظم نے لباس پاکیزہ
پہن کے مسجد کی طرف تشریف لیجاتے تھے جب انکا گذر عباس رضی اللہ عنہ کی حویلی کے نیچے سے ہوا اس روز ان کے
گہر دو مرغ ذبح کئے تھے سو اسکا لہو پانی کے ساتھہ آمیزش کے اس پرنالے سے ٹپک رہا تھا ناگاہ اس سے چند قطرے فاروق اعظم کے
کپڑون پر پڑے اس پرنالے سے لوگون کو ضرر پہنچتا ہی کہکے حکم کیا کہ اس پرنالے کو اسکی جگہہ سے نکالدین بعد اپنے گہر کیطرف
مراجعت کی پہر لباس بدلا کے مسجد کے طرف تشریف لے گئے جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی عباس کہنے لگا یا امیر المومنین

قسم ہے اللہ پاک جلشانہ کی کہ وہ پیالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھہ سے لگایا تہا پس عمر فاروق یہہ بات سنتے ہی نہایت مضطر اور بیقرار ہوگئے اور کہنے لگا کہ یا عباس مین تمکو قسم دیتا ہون پروردگار پاک جلت عظمتہ کی کہ تم میرے کہندون پر چڑہکے اس پنالے کو جہان حضرت نے رکہا تہا وہان رکہہ دیجئے۔ جب اس بات مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کئے عباس نے قبول کرکے اس پنالے کو اسی جگہہ لگا دیا۔ اور عمر فاروق سے مروی ہے کہ اپنی خلافت مین فرماتے تھے کہ اگر ایک بکرا بہی دریاے فرات کے کنارے ہلاک ہوگا میرا گمان یہہ ہے کہ میرے سے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے حال سے سوال کریگا۔ اور منقول ہے کہ فاروق اعظم کی خلافت مین ایک روز جناب علی مرتضی نے انکو دیکہا کہ بڑی جلدی سے دوڑتے ہوے جاتے ہین سو اس جلدی کا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ صدقات کے اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہے اسکے ڈہونڈہنے کیلئے جاتا ہون۔ جناب امیر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپکے بعد جو خلیفہ کہ ہوگا آپنے اس کو رنج و مشقت مین ڈالا فاروق اعظم نے کہا کہ یا ابو الحسن مجہے اس باب مین ملامت نہ کیجئے قسم ہے اس پروردگار جلشانہ کی کہ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستی کے ساتہہ خلق کی طرف بہیجا کہ اگر ایک بکری کا بچہ بہی آب فرات کے کنارے ضایع ہوگا تو قیامت کے روز عمر اسکے سبب سے خطاب و عتاب مین پڑیگا۔ پس جس شخص کے واسطے ایسا روز درپیش ہو اس کو ایسی جلدی پر ملامت کی جگہہ نہین۔ اور لائے ہین کہ لوگون نے ابن عباس سے سوال کیا کہ عمر فاروق کا حال انکی خلافت مین کیسا تہا انہون نے جواب دیا کہ انکا حال اس پرندے کے مانند تہا جو نہایت حیران اور ترسان ہے اور وہ جسطرف جانا چاہتا ہے ادہر جال ہی دیکہتا ہے اور باہر جانے کی جگہہ نہین پاتا ہے۔ اور منقول ہے کہ عمر فاروق نے روتے ہوے ایسا کہا کرتے تھے کہ کاش مین بکرا ہوتا تب مجہے فربہ کرتے جب کوئی مہمان آتا مجہے ذبح کرتے اور مہمان کو کہلاتے کاش مین انسان نہ ہوتا۔ اور ایکبار زمین سے تنکا اٹہالئے اور کہنے لگے کاش مین یہہ تنکا ہوتا کاش مین پیدا ہی نہوتا کاش میری ماں مجہے نہ جنی ہوتی کاش مین بہولا جاتا۔ نقل ہے کہ خوف الہی سے اس قدر روتے تھے کہ ان کے چہرہ و رخسار پر دو لکیرین پڑگئین تہین۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین عمر فاروق کا ہمسایہ تہا کسی کو ان سے فاضل تر نہ دیکہا تمامی شب نماز و نیاز مین گذارتے اور دن کو روزہ رکہتے اور لوگون کی حاجتین ادا کرتے تہے۔ اور منقول ہے کہ آپکی ایک بی بی نہایت خوبصورت اور جمیلہ تہین بمقتضاے حدیث اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ کے اس بی بی کے ساتہہ بڑی محبت رکہتے تہے جب مسند خلافت پر بیٹہے اس بات کا خوف ہوا کہ کہین خلاف شرع کوئی بات مین اپنی بی بی سفارش کرین تو آپ کمال محبت کے سبب قبول نہ کرلین اس اندیشے سے انکو طلاق دیا اور انکا سبب ظاہر نہ کیا جب اس پر ایک مدت گذر گئی انکو خلافت اور بادشاہت کے مہمات مین بڑا ملکہ اور رسوخ حاصل ہوا ان کے دل مین یہہ بات قرار پائی اور درجہ یقین کو پہنچی کہ میرا نفس مغلوب ہوگیا کسی مخلوق کی خاطر کے واسطے سر مو خلاف شریعت کی طرف میل نہ کریگا تب پہر اسکو

بلوا کے اپنے نکاح مین لایا ان دنون انکی بی بی رحلت کی تہین - اور نقل ہے کہ آپنے ایک روز اپنی خلافت مین حکم کیا کہ
ندا کردین تا سب اہل مدینہ مسجد مین حاضر ہووین پس جب ندا کئے اور سب لوگ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوے تہوڑا وقت
خاموش بیٹہے یہان تک کہ مسجد لوگون سے بہر گئی تب کہنے لگے کہ شکر و سپاس اس خالق تعالی کو سزاوار ہے جو پروردگار عالم ہے
مقرر مین آپ کو ایسا دیکہا کہ اپنے نفس کو ایک مزدور کا طعام دیا کرون اور اس وقت اللہ تعالی نے مجہے ایسی عزت کے مرتبے
کو پہنچایا کہ تم دیکہتے اور جانتے ہو پس منبر سے اتر گئے - لوگون نے اسکا سبب پوچہا تو فرمائے کہ مین نے اللہ تعالی کا شکر
ظاہر کیا - ایک روایت ہے کہ ان کے فرزند عبد اللہ نے پوچہا تو فرمایا کہ تیرے باپ کو نفس امارہ عجب اور پندار مین لایا تہا سو
مین نے چاہا کہ اسکو شمالی دون تا اس پندار کا بدلہ ہو جاوے - اور کہتے ہین کہ کبہی پانی کا مشک اپنے کہندے پر لیکے
اپنے گہر کے طرف جاتے اسکا سبب پوچہے تو فرماتے کہ میرا نفس عجب مین آیا تہا سو مین نے اسکو ذلیل کیا - پانچوین

خیابان بیت المال سے حضرت عمر کے تصرف اور انکی دانائی و فراست اور انصاف و عدالت اور اتباع سنت و احتراز بدعت کے بیان مین

- روایت ہے کہ اصحاب فرماتے
تہے کہ جانیو اور آگاہ ہو کہ مسلمانون کے بیت المال سے عمر کو دو جفت لباس ایک سردی کے موسم کے لئے دوسرا گرمی کے
ایام کے واسطے اور مرکب ایسا کہ حج و عمرہ اور جہاد کے سفر مین کام آوے - اور طعام اتنا کہ اسکا اور اسکے اہل و عیال کا قوت ہو سکے
اور وہ قوت بہی قریش کے ایک میانہ شخص کا ہے کہ انکا نہ غنی ہو نہ فقیر حلال ہے - ایک روایت ہے کہ فرماتے کہ بیت المال
مین میرا تصرف اس تصرف کے مانند ہے کہ یتیم کو پرورش کرنے والا یتیم کے مال مین بقدر احتیاج تصرف کرے - مین غنا کے
حال مین رہون تو اس سے تعفف کرونگا - اور فقر کی حالت مین رہون تو احتیاج کے موافق بطور معروف لیا کرونگا - اور جب
مین تیسیر ہونگا بیت المال سے جو لیا ہون پہیر دونگا - یہہ بات جناب فاروق اعظم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے
مَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کہتے ہین کہ امیر المؤمنین کو جب احتیاج ہوتی صاحب المال
سے قرض لیتے اور جب صاحب تیسیر ہوتے قرض ادا کرتے - اور کبہی تنگی ہوتی تو صاحب بیت المال انسے تقاضا کرتا اور
جب بیت المال سے انکا حصہ نکلتا تب وہ قرض ادا کر دیتے - اور انکی فطانت اور فراست ایسی تہی کہ ابن عمر کہتے ہین کہ کوئی
چیز ایسی نہین کہ عمر فاروق نے کہا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ وہ کام ایسا ہوگا تو ویسا ہی رہتا جو آپ گمان کئے ہون ایکروز
ایک قریش کے مجمع مین تشریف رکہتی تہی ایسے مین ایک شخص ادہر گذرا اسکو دیکہہ کے فرمایا کہ مین ایسا سمجہتا ہون کہ میرا گمان
خطا کرے کہ یہہ مرد جاہلیت مین اپنے قوم کے دین پر یا کاہن - پہر فرمایا کہ اسکا حال دریافت کرین ایجب استفسار
کئے تو وہ کاہن تہا - اور انکی عدالت ایسی تہی کہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب دو شخص باہم جہگڑتے انفصال کے لئے

ان کے پاس آتے تو امیر المومنین رونا شروع کرتے اور کہتے بار خدایا کہ مجھے مدد کیجئے تا ان ہر دو کے درمیان عدل وداد سے
حکم کرون کیونکہ یہہ دونون میرا دین لیجانے سکے در پے ہین سو تیری امداد کا امیدوار ہون - لائے ہین جب کسی عامل کو کسی
ملک پر مقرر کرتے تو ایک دستور العمل ایسا لکھہ دیتے کہ تنعم اور تجمل سے دور رہے اور زینت و رفاہیت بیجا سے اور ترکی گھوڑے
پر سوار نہووے اور جامئہ گران قیمت اور نرم نہ پہنے اور فقط سوجی کی روٹی نہ کہاوے اور اپنے مکان کا دروازہ بند
نہ رکہے اور ڈیوڑہی پر دربان نہ رکہے تا لوگ آسانی سے آوین اور سہولت سے اپنی حاجتین ظاہر کرین اور عامل سے عہد لیتے
کہ فرمان کے مضمون سے تجاوز نکرے اور عدالت کی راہ مستقیم عدول نکرے - اور ابن عمر سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق
لوگون کو امر و نہی کرتے اسیوقت اپنے گہر آکے اپنے اہل و اولاد کو اور خویشون و تابعون کو اور دوستون اور یارون کو
جمع کر کے فرماتے کہ مین نے لوگون کو فلان کام سے منع کیا ہون اور مقرر وے لوگ تمہارے طرف ایسا تکتے ہین جیسے جانور
گوشت پر - کہ تمہارے سے کسی نے اس کام کا مرتکب ہوگا تو وے بہی اسپر جسارت اور اقدام کرین گے اور تم اس سے پرہیز کرو گے تو
وے بہی اس سے دور رہین گے - آگاہ رہو کہ اگر تمہارے سے کسی نے وہ کام کیا ہوگا کہ جس کو مین نے منع کیا تہا تو اسکو دوسرے کے
بہ نسبت دونا عذاب دونگا - اور منقول ہے کہ جب امیر المومنین کعبے کے حج کے واسطے نکلتے اطراف و نواحی کے عاملون کو لکہتے کہ
وے بہی حج کے لئے آوین تا حج کے موسم مین ملاقات ہو جب مکہ معظمہ مین سب اکٹھے ہوتے تو فرماتے کہ ای لوگو مین عاملونکو
تم پر اسواسطے نہین مقرر کیا کہ تمہارے عملون سے کوئی چیز انکو پہنچے بلکہ ان کو عامل اسلئے کرواتا ہون کہ تمہارے مین پردہ اور
حائل رہین - تا تم ایک دوسرے پر ظلم وستم نہ کرین - اور وے حقدار کا حق دلاوین - پس میرے عاملون کے گردن پر تمہارے سے
کسی شخص کا حق باقی رہے تو چاہئے کہ اُٹھے اور صاف کہدیوے اور کسی کی رورعایت کر کے ہرگز پوشیدہ نہ رکہے یہہ حکم
سنکے اگر کوئی اُٹھہ کہڑا ہوتا اور کسی عامل پر اپنا حق ثابت کرتا تو اسیوقت اسکو دلاتے - اور اس عامل کو بڑی تادیب فرما اسکو
معزول کرتے اور اگر کوئی نہ اُٹھہ کہڑا ہوتا تب عاملون کو قسم دیکے پوچہتے کہ تمہارے سے کسی نے ظلم کیا ہے اور اسکا حق کسی کی
گردن پر باقی - تب جو عامل قسم کہا کے اپنی پاکی ظاہر کرتا اس کو خدمت پر بحال رکہتے - اور جو کوئی سوگند نہ کہاتا اس کو معزول کر کے
دوسرے کو اسکے قایم مقام کرتے - تا ثمرہ عدل و داد کا اور بدلہ ظلم و فساد کا خلق پر آشکارا ہو - سبحان اللہ اسی ضبط و سیاست
کے سبب ان کے ایام خلافت مین عدل و انصاف اس حد کو پہنچا تہا کہ کسی عامل کو یہہ طاقت نہین تہی کہ سر مو شریعت سے
تجاوز کرے بلکہ ان کے زمانے مین زمین عدل و انصاف سے بہر گئی - اور کفار کے بہت سے شہر و دیار قبضہ اسلام مین آگئے
اور بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کے مضمون کا بہید اس کے ایام حکومت مین جلوہ گر ہوا - اور اتباع سنت انکی ملکہ تہا
شریعت مین ایسی تہی کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق جب حج کے مناسک ادا کرتے اور جمرہ کے نزدیک

آتے اسکو خطاب کرکے فرماتے کہ حقیقت مین تو ایک پتھر ہے تجھہ سے کسی کو نہ نفع ہے نہ ضرر۔ اگر حضرت تجھہ کو بوسہ دیتے ہوے
نہ دیکھتا تو ہرگز مین بھی تجھکو نہ دیتا۔ اس طرح کہہ کے بوسہ دیتے۔ کہتے ہین کہ ایکبار جناب مرتضی علی سے حاضر تھے جب فاروق
نے حجر اسود کو اس طرح خطاب کیا تب فرمایا کہ یا امیر المومنین اگر آپ اس آیت کی پوری معنی پر مطلع ہووین تو ظاہر ہو ویگا کہ حجر
سے بھی ایک طور سے نفع وضرر کی امید ہے۔ پس یہہ آیت تلاوت کی وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ
وَذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى یعنے جب نکالا تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشتون
سے ان کی اولاد اور گواہ رکھا انکو انکے جانون پر کیا مین نہین پروردگار تمہارا۔ سب کے سب بولے ہان البتہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ یعنے
روز میثاق مین جب اللہ تعالی نے سب اولاد آدم سے یہہ عہد لیا یہہ اقرار ایک کاغذ پر لکھا گیا۔ اور حجر اسود جو بہشت کے یاقوت سے ایک
تھا کے وہ عہد نامہ اسکے منہہ مین رکھا جنھون نے اس اقرار پر قایم رہا یا نرہا قیامت کے دن حجر اسود اسکے حق مین گواہی
دیویگا اسکو زبان اور دو آنکھین ہون گے پس جس کے حق مین ایسی گواہی دیگا کہ یہہ بندے نے اس عہد پر قائم تھا اسو
اسکو نجات ہوگی اس صورت مین حجر اسود سے اسکو نفع پہنچا۔ اور جس کے حق مین ایسی شاہدی دیگا کہ اس بندے نے اس عہد
پر قایم نرہا اسکو ہلاکت ہوگی اس صورت مین حجر اسود سے اسکو ضرر پہنچا۔ اور جس نے اس کے پاس آیا اور اسکو بوسہ دیا اسو اسکو
پہچان کے اس کے حق مین گواہی دیگا اور وہ اس مکان مین حقتعالی کا امین ہے۔ عمر فاروق نے سنکے کہا لَا اَبْقَانِيَ
اللهُ بِاَرْضٍ لَسْتَ بِهَا يَا اَبَا الْحَسَنِ نہ رکھے مجھے اللہ تعالی اس زمین مین جہان تم نہو یا ابو الحسن ف مخفی نرہے کہ عمر فاروق
کا کہنا اعلام کے طور پر تھا کہ اہل جاہلیت پتھرون کو بہت دوست رکھتے اور ان کی عبادت مین مشغول ہوتے تھے یہہ بوسہ دینا
حاشا ویسا نہین بلکہ محض حضرت کی اتباع سنت کے لئے ہے۔ اور اشارہ اس بات پر ہے کہ سنت کی متابعت مین نجات ہے اور اسکے
مخالفت مین ہلاکت ہے۔ شعر خلاف پیمبر کسی رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ۔ محال است سعدی کہ راہ صفا ۔
توان رفت جز در پی مصطفی ۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت مین آکے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین ہم نے جب مداین
کی فتح کی تب ایک کتاب میرے ہاتھہ لگی اس مین ایسی مرغوب باتین لکھی ہین کہ جس سے خاطر کو اطمینان حاصل ہوتی ہے حضرت
عمر نے پوچھا کہ کیا وے باتین کتاب اللہ سے مستند ہین۔ اسنے کہا نہین تب اس کو درے سے تادیب کی۔ اور یہہ آیت
تلاوت فرمائی الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ
اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ
پھر فرمایا کہ مقرر اگلی امتون کی ہلاکت کا سبب یہی تھا کہ اگلے حکیمون کی کتابون کو مانا اور توریت و انجیل کے احکام سے منہہ پھیرے
جناب فاروق کے کلام کا مصداق یہہ حدیث شریف ہے کہ اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى

هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

چھٹی خیابان حضرت عمر اپنی خلافت مین مدینہ کے بازار مین رات کے وقت گشت
کرنے اور بیکسون کی اعانت وامداد بجالانے اور فتنہ وفساد دور کرنیکے بیان مین

حدیث شریف مین آیا ہے کہ كُلُّكُمْ عَلَى كُلِّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ یعنے خبردار رہو کہ
تم سے ہر فرد رعیت رکھنے والا ہے اور تمہارے سے ہر ایک اپنی رعایا سے سوال کیا جانے والا ہے۔ اب جاننے کہ راعی یعنے بکری
چرانے والے کو ہمیشہ یہہ بات چاہئے کہ سب وقت اپنے بکرون کا نگہبان رہے اور کوئی دم ان کی محافظت سے سستی نکرے
اور غفلت روانہ رکھے تا لانڈگون اور درندون کے پنجے مین گرفتار نہووین اور ان کے چارے اور پانی اور ان کو رکھنے کی جگہ
سے خبردار رہے۔ کسی وقت انسے بیخبر نہ رہے تا انکو کچھ خلل نہ پہنچے اسی طرح نوع انسان سے ہر فرد خصوصاً حاکمون کو دائم
اور لازم ہے کہ اپنے رعایا کے حال سے واقف رہین انکی عہدہ برائی سے غافل نہووین انکے کھانے پانی کی چیزین اور جن چیزون کے
ساتھ انکو احتیاج رہے اچھی طرح سے انکو پہنچایا کرین بلکہ ان پر تربیت پدری اور شفقت مادری مبذول رکھے نقل ہے کہ جب
عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے اللہ تعالی نے انکو رعیتون کی حالت اور انکی تربیت پر ایسا متوجہ کیا اور انکے دل مین ایسی
شفقت ڈالی کہ جسکا بیان میدان تحریر وتقریر مین سما نہین اپنی خلافت مین رات کے وقت مدینے کے بازار مین سیر کرتے
اور غربا وفقرا کے حال پر شفقت فرماتے تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ ایک رات امیر المومنین فاروق اعظم گشت کیلئے
نکلے ہم بھی ہمراہ تھے جب آپکا گذر ایک خیمے پر ہوا اس خیمے سے ایک غمگین آواز آئی امیر المومنین نے ہم کو فرمایا کہ تم یہان ٹھہرو کہ مین
نزدیک جاکے سنتا ہون کہ یہہ کیسی آواز ہے پس نزدیک تشریف لے گئے تو اس خیمے کے اندر ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ چرخہ کات
رہی ہے اور یہہ بیتین کمال رقت سے پڑہتی اور حضرت کو یاد کرکے شوق لقا ظاہر کررہی ہے ؎ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَوٰةُ
الْأَبْرَارِ * صَلَّى عَلَيْهِ الطَّيِّبُونَ الْأَخْيَارُ * قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بُكَاءً بِالْأَسْحَارِ * يَا لَيْتَ شِعْرِي
الْمَنَايَا أَطْوَارٌ * هَلْ تَجْمَعُنِي وَحَبِيبِي الدَّارُ پس یہہ سنتے ہی امیر المومنین کو ایسی رقت غالب ہوئی کہ بلند آواز سے رو دئے
پھر ہمکو بلایا جب ہم سب پہنچے کے دروازے کے پاس گئے تین بار اذن طلب کرنے کے طور پر سلام کئے جب اسنے اذن دیا اندر گئے
امیر المومنین نے خواہش کی کہ وے بیتین پھر دہراوے اس بوڑھی نے وے بیتین پڑہی۔ امیر المومنین کو رقت بہت غالب ہوئی اور
روتے لگے پھر اس سے کہا کہ عمر کا ذکر بھی اس مین داخل کرے تب اسنے یہہ مصراع کہی ؏ وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ۔ ابن
جبیر جو ابن عباس کا مولی ہے نقل کرتا ہے کہ امیر المومنین ایکشب مدینے کے بازار مین سیر کرتے تھے اتفاقاً ایک ضعیفہ کے دروازے پر
ان کا گذر ہوا اس نے اپنے گھر مین مغموم ایک شعر پڑہ رہی تھی انہین سے یہہ بیتین ہین ؎ تَطَاوَلَ هٰذَا

اللیل تسری کواکبہ ٭ وارقنی ان لا صبیح الاعبہ ٭ فواللہ لولا اللہ انی اراقبہ ٭ لحرک
من ھذا السریر جوانبہ پھر آہ سرد کھینچ کے کہتی تھی کہ واللہ میری وحشت اور تنہائی اور میرے شوہر کی جدائی عمر بن الخطاب
پر نہایت آسان ہے۔ اور افسوس اپنے گھر مین اپنے اہل وعیال کے ساتھ خوش گذران اور مرفہ الحال ہین۔ اور میرا شوہر غربت
وکربت اور سفر کی رنج ومشقت اور وطن کی مفارقت مین گرفتار۔ اور مین اسکی جدائی کے درد مین راتین زار زار۔ جب
امیر المومنین نے یہہ دردآمیز ورقت انگیز باتین سنی بیقرار ہوکے رو دئے اور کہا یرحمک اللہ جب صبح ہوئی نفقہ
اور لباس لائق اس عورت کے واسطے روانہ فرمایا اور امیر لشکر کو حکم لکہا کہ اسکے مرد کو جلد روانہ کرین۔ ایک روایت مین ہے
کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت اپنے مرد کی مفارقت پر کس قدر مدت صبر کر سکتی ہے بی بی نے
کہین کہ چھہ مہینے پس حکم فرمایا جو شخص کہ عورت رکھتا ہو اس کو چھہ مہینے سے زیادہ لشکر مین نہ رکھین مولاے عمر سالم سے
منقول ہے کہ ایک شب امیر المومنین نے جب گشت کے لئے نکلے مین بھی ہمراہ تھا استراحت کے لئے ایک گھر کی دیوار کو تکیہ
دیکے ایکساعت آرام کیا آدہی شب سے تجاوز کر گئی تھی۔ اس گھر مین ایک بوڑہی نے اپنی لڑکی سے کہنے لگی کہ اُٹھہ اور دودھ مین
پانی ملادے۔ لڑکی نے غصہ ہوکے اپنی ماں سے کہا کہ کیا تو نہین جانتی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق منادی کروائے ہین کہ۔
لا یشاب اللبن بالماء یعنے دودھ مین پانی نہ ملادین۔ اسکی ماں نے کہا کہ مین جیسا کہتی ہون ویسا عمل کر کہ اس وقت
نہ امیر المومنین ہے نہ منادی ان کو ہمارے حال سے کیا خبر لڑکی نے کہا کہ ای ماں اگرچہ عمر حاضر نہین لاکن عمر کا پروردگار حاضر
وناظر ہے واللہ یہہ بات سزاوار نہین کہ لوگون کے روبرو اسکے فرمان بردار رہین اور خلوت مین اسکی بیفرمانی کرین امیر المومنین
کو یہہ بات پسند آئی بہت خوشوقت ہوے راوی کہتا ہے کہ مجھے حکم کیا کہ ای سالم اس گھر کا نشان دیکھ پھر دوسرے روز
مجھے اسکے گھر بھیج کے اس دختر نیک اختر کی نسبت اپنے فرزند ارجمند عاصم کے ساتھہ مقرر کی جب ہر دو کا نکاح منعقد ہوا اس
بی بی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکے شکم سے عمر بن العزیز پیدا ہوے۔ اسلم سے ہی منقول ہے کہ ایک شب امیر المومنین
جب گشت کے لئے نکلے مین بھی ملازم تھا مدینے کے باہر رونق افزا ہوے دور سے آتش کی روشنی نظر آنے لگی فرمایا
کہ ای اسلم یہہ روشنی جو نظر آتی ہے مین سمجھتا ہون کہ وہان چند غربا اترے ہون پس بہت جلدی سے ان کے پاس گیا کیا
دیکھتے ہین کہ ایک عورت چولہے پر ہانڈی چڑہائی ہے اسکے اطراف چند بچے گھیرے ہوے بہوک سے فریاد کرتے ہین۔ وہ عورت
انکو سمجھاتی ہے کہ تم تھوڑا وقت لیٹ جاؤ مین تمہارے واسطے ہانڈی چڑہائی ہون تم ہوشیار ہوے تک آتش پک جائیگی
امیر المومنین بکمال شفقت سے آگے بڑھے اور کہا السلام علیکم یا اصحاب النار اس عورت نے سلام کا جواب دیکے
کہی کون ہے سو آگے آوے امیر المومنین نے آگے جاکے اسکا احوال دریافت کیا۔ وہ عورت نے شب کی اندہیری اور اپنی

غربت وکربت کی شکایت کرکے کہنے لگی - کہ میرے بچون کے باطن مین بھوک کی آتش سلگی ہے سو وے نالہ وفریاد
کرتے ہین اسیواسطے مین نے چولا سلگھا کے یہہ ہانڈی چڑہائی ہون اس مین پانی کے سوا اور کچھہ نہین یہہ حیلہ اسلئے کی
ہون تا انکو تسکین حاصل ہو اور رات کو نیند آجاوے اللہ تعالی ہماری داد عمر بن الخطاب سے لیوے کہ اسکی خلافت مین
ہمارا حال اس نہج پر ہے - امیر المومنین نے یہہ سنکے کہا کہ اسکو تمہارے حال سے کیا خبر - تب اس عورت نے کہا کہ جب وہ
اپنی رعیتون کے حال سے خبر نہین رکھتا ہی تو کس لئے اتنے شہرون کی حکومت کا بار اپنے سر لیا ہی - امیر المومنین سنتے
ہی بیقرار ہوگئے اور مدینہ کی طرف بہت جلدی سے چلنے لگے - مین بھی پیچھے چلا تھا بیت المال کے خزانے کا دروازہ
کھولا ایک تھیلا بھر کے آٹا اور جن چیزون کے ساتھہ احتیاج ہو ان سب چیزونکا ایک بستہ باندھکے اپنے کاندھے
پر اٹھا لئے مین ہر چند التماس کیا کہ یہہ بستہ مجھکو دیجئے تا مین اٹھا لے آؤن ہرگز قبول نکیا اور فرمایا کہ فردائے قیامت
میرا بار تو اٹھائیگا القصہ اسیوقت وے چیزین بہت جلدی سے لیجا کے اس عورت کو پہنچائین - اور فرمایا کہ جلد اسکے روٹیان
تیار کرکے اپنے بچون کو کھلوا دے اس عورت نے بہت خوش ہوکے جب پکانے لگی پکوان کے کام مین آپ بھی اعانت
فرمائی جب وے بچے تناول کئے اور تسکین پائے آپ وہان سے اٹھکے چلدئے اس عورت نے دعا کی کہ جزاک اللہ
خیراً انہین پہچانی کہ وہ عمر فاروق ہین سو کہنے لگی کہ مسلمانون کی حکومت اور خلافت کے لئے تم ہی بہت انسب سزاوار
ہو - اور نقل ہے کہ احنف بن قیس عرب کی ایک جماعت کے ساتھہ عراق کی طرف سے امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت مین
آیا اور اس وقت دیکھا کہ اپنا عبا کمر پر باندھے ہوئے اور دامن سمیٹے ہوئے ایک اونٹ کے ڈھونڈہنے مین جو صدقے
کے اونٹون مین گم ہوا تھا دھوپ کی شدت مین دوڑا دوڑی کر رہے ہین - احنف کو دیکھتے ہی کہا کہ ای احنف صدقے کے
اونٹون سے ایک اونٹ گم ہوا ہی اور وہ یتیمون اور مسکینون کا حق ہی مین نے اسکے ڈھونڈہنے کے لئے نکلا ہون تو بھی
اسکی جستجوئی مین ایکساعت میری رفاقت کیجئے تب اس جماعت سے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین رحمک اللہ صدقے
کے غلامون سے کسی غلام کو کس لئے آپ حکم نہین فرماتے ہو تا اس کام پر قیام کرے فرمایا جو شخص کہ مسلمانون کا والی ہووےگا
اسپر انکی خیرخواہی اور شفقت اور ادائے امانت ایسی واجب ہوا کرتی ہی کہ غلام پر اسکے آقا کے لئے واجب ہو - اور مروی ہے
کہ ایکدن دھوپکی نہایت شدت مین اپنی ازار چڑہائے ہوئے کمر باندھے ہوئے صدقے کے اونٹون کو مالش دے رہے تھے
تب ایک مرد نے عرض کی یا امیر المومنین آپکے منصب کو یہہ بات لایق نہین ہے کہ اپنے ہاتھہ سے یہہ کام کرین حکم کیجئے تا
دوسرے یہہ کام بجا لاوین تب فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے ان اونٹون کا نگہبان کیا ہی کل قیامت کے دن میرے سے
سوال کریگا نہ دوسرون سے - اور عبد الرحمن ابن عوف سے منقول ہی کہ ایکشب مین نے نماز عشا سے فارغ ہوکے اپنے

فرش پر لیٹا تھا ناگہان ایسے مین امیر المومنین عمر فاروق میرے گہر تشریف ارزانی فرماے مین نے گذارش کی کہ کیا چیز
باعث ہوی کہ اس وقت قدم رنجہ فرماے کاش مجھے اطلاع ہوتی تو حاضر خدمت ہوتا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدینے کے باہر
ایک قافلہ آکے نزول کیا ہے - اس قافلے کے لوگ جب سفر کی تاب اور مشقت کھینچے ہین ان پر خواب غلبہ کریگی سب کے سب
استراحت مین مشغول ہوجاوینگے پس بہتر ہے کہ تم میری رفاقت کرین تا آج کی شب ہم قافلے کے نگہبان رہین یہین
یہہ بات سنتے ہی اٹھا ہم ہر دو نکلے چلدیے وہ قافلہ ایک ٹیلے پر نزول کیا تھا جب وہان جا پہنچے امیر المومنین نے حکم کیا کہ
تم استراحت کرو حسب الحکم مین نے لیٹا تو جلد نیند آگئی - امیر المومنین آپ تنہا بیدار رہے اور تمام شب قافلے کی نگہبانی کی
میرے سواے اس بات پر اور کوی مطلع نہ ہوا - اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے اللہ تعالی عمر بن الخطاب
کے روضۂ پاک پر ابر رحمت برساوے جب انکی خلافت مین ایک سال بڑا قحط پڑا تھا جس کو عام الرماد کہتے ہین اسی قحط کے
ایام مین ایک روز مین نے دیکھا کہ انہون نے اناج کے دو بستے اپنے کندھے پر اٹھائے ہوے اور گھی کی ایک مشکی اپنے ہاتھ
مین لئے ہوئے چلے ہین اسلم جو انکا مولی تھا وہ بھی انکے ہمراہ ہے اور دوسری چیزین اٹھانے مین وہ بھی مدد کر رہا ہے - جب مجھے دیکھے پوچھنے
لگے ای ابو ہریرہ تم کہان سے آتے ہو مین نے کہا یا امیر المومنین ایک کام کے لئے گیا تھا پس مین بھی ہمراہ ہوگیا اور وہ اسباب
اٹھانے مین ان کی یاری کرنے لگا یہان تک کہ ہم نے چشمۂ حرار تک جا پہنچے - کیا دیکھتے ہین کہ وہان بنی محارب کے بیس گھر والے تباہی زدہ
آفت کشیدہ آکے اترے ہین امیر المومنین نے انسے پوچھنے لگے کہ تم اس سرزمین پر آنے کا کیا سبب ہے تب انہون نے عرض کی کہ ہم
قحط سالی کے سبب سے بہت کلفتین کھینچ کے اپنے وطن سے نکلے اور اپنی قوم و قرابت سے جدا ہوگئے اور ایک مدت سے ہم نے کھانے
پانی سے تھم گئے ہین کہین جھاڑون کا پتا ملجاوے تو کھاتے ہین اور خشک سالی کے سبب سے وہ بھی ملتا نہین جب امیر المومنین نے
یہہ بات سنی وہین اپنے کندھے سے وہ اناج کے بستے زمین پر ڈالے اور چادر مبارک نکال کے رکھی پھر آپ پکوان شروع کیا
جب کھانا تیار ہوا ان سب کو سیری سے کھلایا وے سب لوگ بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لایا امیر المومنین اسی وقت
اسلم کو مدینے کی طرف بھیج کے انکے واسطے کئی اونٹ اور لباس و اناج منگوا کے ان پر تقسیم فرمائی پس وہ لوگ بڑی خوشی سے
مرفہ الحال و فارغ البال ہوکے اپنے وطن کی طرف ہوے - **تیسری شاخ حضرت عمر کے بعضے خصائص
کے بیان مین** - ملت اسلام مین اول جو امیر المومنین سے ملقب ہوے آپ ہی ہین - اور جماعت کے ساتھ اول جس نے
نماز تراویح قایم کی آپ ہی ہین - اور قرآن مجید کا مذہب جمع کرنے پر اول جو باعث ہوے آپ ہین - اور اسلام مین اول جس نے
جو تاریخ وضع کی آپ ہی ہین - اور شراب خمر کو حتی کہ کوڑے مارنا اول جس نے جو مقرر کیا آپ ہی ہین - اور خلیفون سے اول جو رات
مین گشت کرنے لگے آپ ہی ہین - اور اپنے رعیتون کا احوال اول جو خود دریافت کرنے لگے آپ ہی ہین - اور اسلام مین بیت المال

کا خزانہ جسنے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور لوگوں کی ہجو کرنے والوں کو اول جسنے سزا دی آپ ہی ہیں۔ اور ماؤں اور بچوں
کا بیچنا اول جسنے منع کیا آپ ہی ہیں۔ اور جنازے کی نماز پر اول چار تکبیریں اول جسنے مقرر کیں آپ ہی ہیں۔ کہ اس کے آگے
پانچ اور چھ تکبیریں بھی کہتے تھے۔ اور اسلام میں اول جسنے وقف ٹھہرایا آپ ہی ہیں۔ اور دیار اسلام میں اول جسنے مسجدیں
بنائیں آپ ہی ہیں۔ اور دُرّے سے اول جو تادیب کرنے لگے آپ ہی ہیں۔ اور ان کی خلافت میں بہت سے ملک فتح ہوئے
اور انکا خراج ہر سال مسلمانوں کو پہنچنے لگا۔ جیسے کوفہ اور حیرہ اور سواد عراق اور جبال اور آذربیجان۔ اور بصرہ اور شام
اور فارس اور کرمان اور جزیرہ اور موصل اور مصر اور اسکندریہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تکملہ اکمل حضرت عمر کے
بعضے کلمات مواعظ سمات کے بیان میں۔ منقول ہے کہ فرمایا عَلَیْکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ یعنے لوگو
ذکر الٰہی کو آپ پر لازم کر لو۔ ؎ ہرچہ جز ذکر خدائے احسن است ٭ گر شکر خوردن بود جان کندن است ٭ اور فرمایا
کہ ہزل اور مزاح سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ آبرو لیجاتی ہے اور دلوں میں کینہ لاتی ہے ؎ ہزل بہت آب فراست ریختن
یا کلاہ بے برنجاست ریختن ٭ اور فرمایا اَلدِّیْنُ مَرَاسِمُ الْکَرَمِ یعنے دین مراسم کرم ہے اور فرمایا مَنْ قَلَّ وَرَعُہٗ
قَلَّ حَیَاءُہٗ وَمَنْ ذَہَبَ حَیَاءُہٗ مَاتَ قَلْبُہٗ یعنے جس کی پرہیزگاری تھوڑی ہے اسکی حیا بھی تھوڑی
ہے اور جس کی حیا جاتی رہی دل اسکا مر گیا۔ اور فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا اَہْدٰی اِلَیْنَا مَسَاوِیْنَا یعنے اللہ تعالیٰ رحم کرے
اس مرد پر جو ہمارے طرف ہمارے برائیاں ہدیہ لاوے۔ یعنے ہمارے عیوب ہمارے بیان کر دے۔ اور فرمایا قَلَّ
مَا اَدْبَرَ شَیْءٌ فَاَقْبَلَ یعنے بہت کم ہر وہ چیز جو ہاتھ سے گئی پھر آوے۔ اور فرماتے ہیں لَاَنْ اَدْمَعَ دَمْعَۃً خَشْیَۃً
لِلّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ یعنے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت ہو میرے پاس زیادہ
دوست ہے اسبات سے کہ وہ راہ خدا میں ہزار دینار صدقہ دیوے ؎ قطرۂ در خدا در دل ترا ٭ بہتر از ملک جہان حاصل ترا
اور انہیں کے مواعظ سے ہے کہ فرماتے تھے کہ تین خصلت ایسے ہیں کہ جس نے انسے متصف نہوگا اسکا ایمان کامل نہ ہوگا
علم ایسا کہ جاہلوں کے جہل کو رد کرے۔ پرہیزگاری ایسی کہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرے۔ اور حسن خلق ایسا کہ اس
سے لوگوں کے ساتھ مدارا کرے۔ اور فرمایا کہ امامت کے سزاوار نہیں مگر وہ شخص کہ جس میں چار خصلتیں ہوں۔ نرمی بے ضعف
اور درشتی بے عنف اور اکرم بے اسراف۔ نگاہداشت بے بخل یہ قول سب امور میں اقتصار یعنے میانہ روی کرنے کی طرف
اشارہ ہے خصوصا کرم اور امساک میں وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎ فراخ دستی ز اندازہ مگذران چندان ٭ کہ آفتاب
معاشت بدل شود بسہا ٭ نہ نیز در پی امساک لاابالی باش ٭ چنانکہ دامن ہمت کنی ز دست رہا ٭ چو ہر دو قسم نکوہیدہ گشت
آمد ٭ بر بصیرت ارباب فضل و علم و سخا ٭ پس اختیار وسط راست در میان امور ٭ بآن دلیل کہ خیر الامور اوسطہا ٭

کہ لا تظنن بکلمۃ خرجت من مسلم شرا و انت تجد لہا فی الخیر محملا یعنے کسی مسلمان سے کوئی کلمہ صادر ہو تو اس سے بدی کا گمان مت کر کیونکہ نیک تاویل کر سکتا ہے یہہ کلام گمان بد سے بچنے کے باب مین اشارہ ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم یعنے اے ایمان دارو اکثر گمان سے بچو کہ بعضا گمان گناہ ہے۔ اور فرمایا۔ کفی بک عیبا ان یبدو لک من اخیک ما یخفی علیک من نفسک یعنے بس ہے تجھکو وہ عیب جو تیرے بھائی سے تجھ پر ظاہر ہووے تیرے عیب جو تجھ پر پوشیدہ ہے ولنعم ما قال ؎ بر تو خوانم ز دفتر اخلاق ✿ آیتی در وفا و در بخشش ✿ ہر کہ بخراشدت جگر بجفا ✿ ہمچو کان کریم زر بخشش ✿ کم مباش از درخت سایہ فکن ✿ ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش ✿ از صدف یادگیر نکتہ حلم ✿ آنکہ برد سرت گہر بخشش ✿ اور فرمایا استشر فی امرک الذین یخشون فانہ یقول انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اپنے کامون مین ایسے لوگون سے مشورت کر کہ ڈرین اللہ تعالی سے کیونکہ حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے سوا نہین ڈر رکھتے ہین اللہ تعالی کا اس کے بندگون سے مگر علما اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب لوگون مین زیادہ حلم والا اور بہت کرم کرنے والا کون ہے آپ جانئے کہ کریم ترین مردم وہی ہے کہ وہ ایسے کو عطا کرے جو اس کو محروم کیا ہو۔ اور حلیم ترین خلق وہی ہے کہ اسیکو بخشدے جو اسپر ظلم کیا ہو ؎ مشورت را زندہ می باید نکو ✿ کہ ترا زندہ کند آن زندہ گو ✿ اور فرمایا اربع عادات محمودۃ مساعدۃ الاقرباء والاحتراز عن الاعداء واعمال المشورۃ واستعمال النطافۃ۔ یعنے چہار عادتین نیک ہین قرابتدارون کی مدد اور دشمنون سے دوری اور مشورت سے کام کرنا اور فرمایا علیک بالصدق وان قتلک یعنے بات راست ہی کہے اگر تجھے قتل کرین۔ اور فرمایا ایاک ومواخاۃ الاحمق فانہ ربما اراد ان ینفعک فیضرک یعنے احمق کی دوستی سے بہت ڈرتا رہ کیونکہ وہ بہت چاہیگا کہ تجھے نفع پہنچا وے اس سے ناگاہ تجھے ضرر پہنچ جاویگا۔ اور فرمایا لا تؤخر عمل یومک الی غدک یعنے آج کا عمل کل پر مت رکھ۔ **ان فتوحات کے بیان مین جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین واقع ہوئین۔ روانہ کرنا مثنی کو عجم کی طرف۔** لائے ہین کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے اول جو کام کہ ان سے وقوع مین آیا یہی تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو انکی جاے پر قایم کیا چنانچہ یہہ قصہ مذکور ہوا اس سبب سے سب مسلمانون کے دل محزون و ملول ہو گئے۔ کیونکہ خالد بن ولید سے دین محمدی کی اعانت اور ملت احمدی کی بڑی حمایت وقوع مین آئی تھی۔ غرض صدیق اکبر کی وصیت کے موافق عمر فاروق نے مثنی بن حارثہ کو عجم کے جنگ پر مقرر فرمایا انہون نے عرض کی کہ مہاجر و انصار کی ایک جماعت ہمراہ دین تا ان کے اتفاق امداد سے

عجم والون کے جنگ وجہاد پہ کمر باندھی - اور بعضے تو یہی لائے ہین کہ مثنی نے صدیق اکبر کے حین حیات ہی اپنے ملک گیری کر امیت
کی تھی جب عجم والون نے ابوبکر صدیق کی رحلت سنکے سر اٹھایا اور مثنی سے جنگ کرنے کا ارادہ کر کے اطراف ونواحی کو
تاراج کرنے لگے - اسلئے مثنی نے جناب خلافت مآب سے مدد طلب کی - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مثنی نے اپنے خواب
مین دیکھا کہ ایک خوبصورت مرد نے اپنے ہاتھ مین ایک علم لیا ہوا ان کے طرف آتا ہے جب نزدیک آیا وہ علم مثنی کے ہاتھ دیا
اور کہا کہ ملوک فارس کی دولت واقبال قریب الزوال ہے - تجھکو چاہئے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس جاوے اور اس سے
مدد طلب کرے اور مجوسیون کو تباہ کر دے - مثنی اس خواب سے جاگ اٹھے بہت خوش ہوئے اور اپنے لشکر کے سردارون سے
یہہ واقعہ ظاہر کر کے ان سے مشورت کی اور مدینے کے طرف روانہ ہونے پر سب کی رائے متفق ہوئی پس سفر کا سامان آمادہ
کر کے اپنے خواص کو ہمراہ لے کے مدینہ کے طرف روانہ ہوئے اثنائے سفر مین رات ہوئی سبکے سب متحیر ایک جائے پر ٹھہر گئے
ایسے مین ہاتف غیب سے چند بیتین سنی کہ جن مین دین اسلام کی شوکت ونصرت اور کفر کی شکست وذلت مذکور تھی سب کو ایک
طمانیت اور تسلی حاصل ہوئی مثنی کا غلام اور خواص جدہر وہ آواز آئی تھی اودہر چلنے لگے تو راہ سیدھی ملی - پھر منزلین قطع
کرنے لگے مع الخیر مدینہ پہنچے اور دریافت کی کہ امیر المومنین کہان ہین لوگون نے کہا کہ اکابر مہاجر وانصار اور تابعین کبار
کے ساتھ مسجد مین تشریف رکھی ہین - مثنی نے مسجد مین جا کے سلام کیا حضرت عمر نے جواب دیکے پوچھا مَنْ اَنْتَ کہا
اَنَا مُثَنّٰی بْنُ حَارِثَۃَ الشَّیْبَانِیُّ یعنے مثنی بن حارثہ شیبانی ہون جناب فاروق نے فرمایا مَرْحَبًا بِکَ وَاَھْلًا
مین نے تیری وصفین سنی ہے اب تو کہان سے آتا ہے اور آنیکا سبب کیا ہے - کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے خلیفہ رسول اللہ یعنے ابوبکر صدیق کے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین اہل فارس کے ساتھ جنگ کر رہے تھے بعضے دین کے دشمنون سے انتقام لے چکا تھا
بعضے باقی رہ گئے خلیفہ کی رحلت کے بعد سننے مین آیا کہ اہل فارس ہمارے سے جنگ کرنیکا ارادہ کر کے لشکر جمع کر رہے ہین - اسلئے
مین حاضر ہوا ہون کہ عراق مین جو فوج اسلام رہتی ہے آپ ہماری تائید پر انکو مقرر فرماوین ہم اور وے متفق ہو کے کفار سے
مقابلہ کرین عمر فاروق نے یہہ عرض قبول کی اور پوچھنے لگے کہ عراق عرب کی زمین کیسی ہے اور وہانکے لوگونکی کیا حالت ہے مثنی کہنے
لگے کہ عراق عرب کی زمین بہت ہی بہتر اور زرخیز ہے اس سرزمین مین خاک اور زر برابر ہے لاکن وہان کے لوگ اگرچہ قوی ہیکل
عظیم الجثہ ہین لاکن بہت کم قوت اور بددل ہین - منقول ہے کہ حضرت عمر نے چند روز متواتر برسر منبر خطبہ پڑہتے تھے اللہ تعالی
کی حمد وثنا اور حضرت پر درود وسلام کے بعد لوگون کو مجوسیون سے جہاد پر ترغیب وتحریص دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالی تمہین فتح ونصرت دیویگا اور کسری کے خزانے اور بہت غنیمتین تمہارے
ہاتھ آوین گے - پس تم کو چاہئے کہ فارسیون کے جنگ مین دلیری کرین دین کے دشمنون کو مستاصل کرین - کوئی شخص

جواب نہین دیتا - اور اسباب مین اقدام نہین کرتا تھا - کیونکہ خالد بن ولید کو معزول کر دینے سے اکثر لوگ بہت دلگیر
اور ملول تھے اور بعضے فارسیون کی کثرت اور شوکت سنکے سستی کرتے تھے - مثنی یہہ حالت دیکھکے اُٹھ کھڑے رہے اور
کہنے لگے کہ اے مسلمانون سستی نہ لو اسباب مین جرأت کرو بارگاہ الٰہی جلشانہ سے فتح وظفر کی امید قوی رکھو اب جانیو کہ اہل
فارس سے جنگ کرنا مشکل نہین بلکہ سہل اور آسان ہے انہین مین تفرقہ اور پریشانی آگئی ہے حیرہ اور سواد کوفہ ہمارے تصرف
مین آگیا ہے اور ہمارے دس ہزار مرد جنگی وہان حاضر اور ہمارے منتظر ہین ہمارے طرف سے تھوڑی مدد بھی پہنچیگی وے قوی دل ہوجاتے
ہین - ابو عبیدہ ثقفی جو کبار تابعین سے تھے اٹھکر کھڑے رہے اور عرض کی کہ اسباب مین سب سے اول مین عزم کرتا ہون - اور یہہ بات
نہایت صدق واخلاص سے کہتا ہون - اور سلیط بن قیس انصاری جو اہل بدر سے تھے اور سعد بن عبید انصاری ان کے موافق
ہوے اور مسلمانون کی ایک جماعت اسباب مین ان کے تابع ہوئی - پھر مثنی کھڑے اور ترغیب دینے لگے پس سب لوگون نے
ان کی موافقت کی اور فارسیون کے جہاد پر تیار ہوگئے - پس امیر المؤمنین فاروق اعظم نے صحابہ سے ہزار مرد جنگی کو اختیار کرکے
ابو عبیدہ ثقفی کو انپر امیر بنایا حالانکہ اکابر صحابہ موجود تھے لاکن انکو تاکید اکید کی کہ جنگی مہمات مین اصحاب کرام سے مشورت
کرے اور فرمایا کہ سلیط بن قیس کو امارت دینے کے لئے مجھے کوئی چیز مانع نہین ہوئی مگر یہی بات کہ ان مین جلدی ہے جنگ
جدال کے درمیان جلدی کرنے مین لوگون کی ہلاکت کا خطر ہے - کہتے ہین کہ عمر فاروق کے خلافت مین پہلا لشکر جو کفار
کے جہاد پر نکلا وہی تھا اسکے بعد یعلی بن امیہ کو ایک جماعت پر امارت دیکے یمن کی طرف بھیجا تا نجران کے نصاری کو جلائے
وطن کردین حضرت کی وصیت تھی کہ جزیرہ عرب مین دو دین جمع نہو وینگے جب تک نجران کے نصارا جلا نکرین - روایت
ہے کہ ایک روز عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہوکے اسکا راستہ دیکھنے کے واسطے نکلے تھے سو ناگاہ گھوڑے سے جدا ہوتے
اس وقت انکی ران سے کپڑا سرکا اس حالت مین بعضے اہل نجران جو حاضر تھے ان کی ران پر ایک خال سیاہ دیکھکر
کہنے لگے کہ یہہ وہی مرد ہے جو ہم کو ہمارے وطن سے اخراج کریگا ہم اپنے کتابون مین ایسا ہی پائے ہین - القصہ ابو عبیدہ
اور مثنی ہزار مرد اور ایک روایت سے چہار ہزار مرد کے ساتھ کوفے طرف روانہ ہوے - جب اس ملک کے نزدیک پہنچے مثنی
نے آگے حیرہ مین جاکے دریافت کی تو اہل عجم کے کاروبار کو آگے سے زیادہ قوی پایا - کیونکہ رستم بن فرخ زاد کو جو
شجاعت اور دلاوری مین مشہور تھا اہل عجم امیر بنا کے سواد کے سرحد پر بھیجے تھے سواسنے بعضے حدود پر غلبہ پاکے
کئی قریون کو جلا دیا تھا اس سبب سے خالد بن ولید کے عمال جو سواد کے قریون مین رہتے تھے وہان سے نکل جاکے حیرہ مین
آکے قرار پایا تھا - اسلئے عجم کے کفار خیرہ ہوکے حیرہ پر دست یاب ہونیکے ارادے سے نکلے تھے ایسے مین مثنی کی خبر

سنکر سواد مین ہی توقف کئے اور وہان کے قریہ باشون کو حکم کئے کہ ایک لشکر جمع کرکے مثنی کے جنگ پر جاوین
پس رستم جابان کو جو دہقانیون کا سردار تھا اور بڑی شوکت اور شجاعت رکھتا تھا پیادہ اور سواد سے ایک لشکر جرار جمع
کرکے شہر نمارق کو لشکرگاہ ٹھہرایا اور رستم بھی قریب تیس ہزار کے اسکی مدد پر روانہ کیا۔ مثنی یہہ خبر سنتے ہی نمارق کی طرف
متوجہ ہوے اور ابو عبیدہ ثقفی نے جب حیرہ کو پہنچکے یہہ خبر سنی بہت جلدی سے وہ بھی مثنی کے پیچھے روانہ ہوے
نمارق کے قریب ہر دو ملے مثنی بن حارثہ نے امیر المومنین عمر فاروق کے حکم موافق لشکر کی امارت ابو عبیدہ کے تحویل کر دی
پھر لشکر اسلام تعب سفر سے آرام پانے کے لئے تین دن اسی جگہہ مقام کیا۔ پس ابو عبیدہ اپنے فوج کو ہمراہ لے کے لشکر جابان
کے طرف متوجہ ہوے۔ جابان بھی خبر سنکے اپنا لشکر لیکے نکلا اثناے راہ مین ہر دو فریق ملے۔ دونون مین ایک جنگ عظیم
واقع ہوا۔ آخر بحکم وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کے اہل اسلام فتح و نصرت پائے اور جابان اسیر ہوا۔ اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے
اور باقی فرار ہوے اور بیحساب غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ لکھتے ہین کہ لشکر اسلام سے مطر بن فضہ نے جابان کو گرا کے
اس کے سینے پر چڑھا اور سر کاٹنا چاہتا تھا اس نے رونے لگا اور امان چاہا اور کہا کہ دو غلام اور ایک کنیز اور دو ہزار درم دیتا ہون
مجھے چھوڑ دیجئے۔ مطر نے اسکے قتل سے ہاتھ رکھا۔ جب دوسر غازیون نے واقف ہوے کہ وہ لشکر کفار کا سردار ہے
اس کو اسیر کرکے ابو عبیدہ کے پاس لائے اور بہت مبالغہ کئے کہ کافرون کے لشکر کا سردار ہے بہت مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ سیاست کے واسطے اس کو قتل کر دین۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ جب ایک مسلمان اس کو امان دیا ہو اس کو
کس طرح قتل کرون حالانکہ سب مسلمان ایک حکم رکھتے ہین۔ اور لوگون نے مطر سے کہنے لگے کہ جابان جو لشکر کفار کا سرخیل
ہے تم نے اس سے اسقدر فدیہ جو قبول کیا نہایت کم ہے اگر اس کے سو مقدار چاہتے تو وہ دیا ہوتا۔ مطر نے جواب دیا کہ مین
اول اس سے اقرار کر چکا اپنے وعدہ سے بدل نہین سکتا ہون۔ غرض جابان نے مطر سے عذر خواہی کی اور دو غلام
اور ایک کنیز اور دو ہزار درم انکو دیکے روانہ ہوا۔ لکھتے ہین کہ دوسرے کفار کے لشکر کے ساتھ آکے مسلمانون سے جنگ
کرنیکے لئے آیا تھا سو مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا واللہ اعلم۔ **حصار سقاطیہ کی فتح اور جالینوس
کا قصہ** منقول ہے کہ لشکر جابان کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے چاہا کہ مال غنیمت کی تقسیم کرے ایسے مین یہہ خبر
پہنچی کہ عجم کے سپہ سالارون سے ایک شخص نرسی نام جو کسری کی خالہ کا بیٹا تھا رستم کے حکم سے ایک لشکر انبوہ جمع کرکے
سقاطیہ کا قلعہ اپنی تصرف مین لاکے اس کو اپنا ملجا و ماوا ٹھہرایا تھا۔ اور اس انتظار مین تھا کہ جابان کا انجام کار کیا ہوتا ہے
اسکے لشکر کی شکست کی خبر سنکے رستم کے پاس کسیکو بھیجا اور اس واقعے سے اس کو آگہی دیکے اس سے مدد طلب کی رستم نے
جالینوس کو سردار بنایا اور اسکے ہمراہ بیس ہزار مرد کو دیکے اہل اسلام کے جنگ پر مقرر کیا اور جابان کے لشکر سے بھاگے ہوے کو

بھی اس کے ساتھ ملحق ہوئے۔ یہہ خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے تقسیم غنایم موقوف رکھ دے کے سقاطیہ کی طرف روانہ
ہوئے۔ اور نرسی سقاطیہ کے قلعے سے تیس ہزار مرد کو ساتھ لیکے نکلا جب ہر دو فریق مقابل ہوئے بڑا مقابلہ رو دیا
تائید ربانی و نصرت یزدانی سے مسلمانون کو فتح و نصرت ہاتھ دی اور کافرون کی ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور بہت سے
لوگ مارے گئے اور باقی ہزیمت پائے اور نرسی نے بھاگ کے رستم سے جا ملنا غنیمت جانا۔ اور سقاطیہ کا قلعہ اور نرسی کا
بہت سا مال اور خزانے مسلمانون کے ہاتھ آئے اور کفار کا ملک خراب اور وے بد دولتون کی دولت کا باغ بے آب ہوا
اور جالینوس اثناے راہ مین نرسی کی ہزیمت سنکے اسی جگہہ توقف کیا اور بھاگے ہوئے اسکے پاس آ کے جمع ہوئے جب
یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی بلا توقف جالینوس کی طرف قصد کیا۔ جب ہر دو فریق ایک جگہہ ملے بڑا ہی کارزار ہوا آخر الامر کفار کا
لشکر فرار کیا اور جالینوس بھی بھاگ کے مازندران مین جا کے رستم سے ملا ابو عبیدہ کو اس لشکر سے بھی بہت سے غنیمت حاصل
ہوئی اور اسباب ہاتھ آئے۔ غنایم کا خمس مع خبر فتح و ظفر حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا اور باقی اپنی فوج مین تقسیم کر دیا
اور چو طرف عاملون کو روانہ کیا پھر عراق مسلمانون کے قبضۂ تصرف مین آیا الحمد للہ۔ **ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت**
لاے ہین کہ جب جالینوس فرار ہو کے رستم سے جا ملا رستم نے اپنے ارکان دولت سے استفسار کی کہ عرب کے ساتھ جنگ
کرنے کے کون سزاوار ہے تجربہ کارون نے کہا کہ بہمن جادو اس کام کے لایق ہے۔ یہہ بات سنکے رستم نے حکم کیا کہ فارس کے
نامور سپاہ اور سردار گھوڑے اور ہاتیون کا ایک لشکر جرار بہمن جادو اپنے ہمراہ لے کے جاوے اور لشکر عرب کو دفع
کرنے مین بڑی کوشش کرے۔ اور یہہ بھی حکم کیا کہ اس بار جالینوس منہ پھیراوے تو بہمن جادو اسکو قتل کر دیوے۔ لکھتے ہین
کہ ایک سفید ہاتی جو پرویز بادشاہ کے وقت سے عجم کے بادشاہون کے پاس چلا آیا تھا اور وے اسکی بڑی قدر و عزت
کرتے تھے کیونکہ ان کے زعم مین یہہ بات مقرر تھی کہ وہ ہاتی جس لشکر مین رہے وہ لشکر فتحیاب ہوتا ہی اور سلاطین عجم کے
خزانے مین فریدون کے وقت سے ایک جھنڈا بھی چلا آیا تھا اسکو درفش کاویان کہتے تھے وہ بالکہ سے پوست کا تھا اسکی
درازی بارہ گز کی اور اسکی چوڑائی آٹھ گز کی تھی اسکو جواہر اور یاقوت سے مرصع کئے تھے اس جھنڈے کے باب مین
بھی عجمیون نے یہہ خیال خام رکھتے تھے کہ یہہ جھنڈا جس لشکر مین رہا اس کو فتح حاصل ہوتی ہی غرض رستم نے وہ سپید ہاتی اور وہ
جھنڈا بہمن جادو کے ساتھ دیکے روانہ کیا۔ اسنے کوچ کرکے فرات کے کنارے پر اترا۔ اور اسکو منزل ٹھہرایا۔ کہتے ہین
کہ اس لشکر کا عدد اسی ہزار کو پہنچا تھا جب یہہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ بھی اپنا لشکر ساتھ لے کے نکلے اور فرات کے دوسرے
کنارے پر نزول فرمایا ان کے ساتھہ ہزار غازی تھے۔ اسی منزل مین ابو عبیدہ کی زوجہ نے اپنے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک
شخص نازل ہوا اس کے ہاتھ مین ایک شربت کا پیالہ تھا سو ابو عبیدہ کو دیا انہون نے اسکو نوش کیا اور مسلمانون کی ایک

جماعت بھی اسکو پی - جب وہ بی بی بیدار ہوئین یہہ خواب اپنے شوہر سے کہا - انہون نے سنکے بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ ہم شہادت پاوینگے سبحان اللہ اگر میسر ہو یہہ بڑی دولت ہے - القصہ ابو عبیدہ نے چاہا کہ فرات پر پل باندھکے اس سے پار ہووین اور لشکر کفار کا مقابلہ کرین مگر سلیط بن قیس انصاری اور مثنی بن حارثہ انکو ہر چند منع کئے لاکن انہون نے قبول نکیا پس ابو عبیدہ نے ابن الصلوباہ کو حکم کیا کہ فرات پر ایک پل جلد بندہا دین جب پل تیار ہوچکا ابو عبیدہ نے سب لشکر ہمراہ لیکے پار ہوگئے - اور ایک میدان مین نزول کیا - اور جنگ کے آگے ایک روز ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ کل مین شہید ہو جاؤن تو فلان امیر ہووے وہ بھی شہادت پاوے تو فلان امارت پاوے ایسا ہی چند غازیون کا نام لیا ان کی بی بی اپنے خواب مین جو دیکھی کہ اپنے شوہر کے بعد ایک جماعت وہ شربت نوش کئی سو وے وہی لوگ تھے جو ابو عبیدہ نے ایک کے بعد دوسرے کو امیر ٹھہرایا - سب کے آخر فرمائے کہ اگر فلان بھی شہید ہو تو مثنی بن حارثہ امیر ہووے - غرض دوسرے روز جو قتال مقرر تھا عجم کے بڑے بڑے ولاور لوگ ہاتیون کو آراستہ و پیراستہ کرکے ان پر سوار ہوے اور ان کے اطراف گھوڑون کے سوار اور پیادہ لوگ با ہتھیار گھیرے ہوے نکلے اور لشکر اسلام کے طرف متوجہ ہوے لشکر اسلام سے پہلے جو میدان مین آیا قیس بن سلیط انصاری تھے کمال جوانمردی سے رجز پڑہتے اور کافرون پر حملہ کرتے تھے - کافرون نے چوطرف سے تیرین چلانے لگین - قیس بن سلیط کو بہت زخم لگے سو سست ہوکے اپنے لشکر کیطرف پھرے اور دوسرے سپاہ اسلام بھی زخمی ہوے اس اثنا مین کافرون کی ایک ٹکڑی جو مقدمۃ الجیش تھی نمود ہوئی اپنے لشکر کے سفید ہاتھی کو بہت ہی سنوار کے اسپر ایک بیش قیمت دیبا کی عماری باندھے تھے اور انکا سردار کہ جسکا نام شہریار تھا چند سرہنگ کو اپنے ہمراہ لیا ہوا اس عماری میں بیٹھا تھا جب اس ہاتھی کو بیش کئے وہ بڑے زور شور سے بہت ہی جوش و خروش کرتا ہوا چلنے لگا بعضون کو اپنے سونڈھ سے کھینچ کے ہلاک کرتا اور بعضون کو اپنے پاون کے نیچے لیکے مارتا تھا - اور اس کے پیچھے دوسرے ہاتیون کو آراستہ و پیراستہ کرکے کفار اپنے چھوڑے تھے - اور گھوڑون کے سوار اور پیادہ باہتھیار لوگ ہاتھیون کو گھیرے تھے اور چوطرف سے تیرین چلانے لگے لشکر عرب کے گھوڑے جو کبھی ہاتھیون کو نہین دیکھے تھے بیک رم گئے لشکر اسلام کے غازیون کو یہہ بات نہایت دلگیر کی تب ابو عبیدہ نے حیرہ والون سے پوچھے کہ ان جانورونکو دفع کرنے کی کیا تدبیر انکو قتل کرنیکا کون سا عضو ہے - لوگون نے کہا کہ ہاتھی کی خرطوم یعنے سونڈھ کو کاٹ دیا چاہئے قیس بن سلیط انصاری نے ابو عبیدہ کا غرض پہچان کے نصیحت کے طور پر کہنے لگے کہ اب دوسرے طرف توجہ لائے اس نجس العین کے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ نکیجے - ابو عبیدہ نے انکی ممانعت قبول نکی حضرت سید انام اور آپ کی آل پر اور اصحاب کرام پر درود و سلام بھیجا اور اپنے لشکر کے دلاورون

بہادرون کی ایک جماعت کو ندا کیا کہ پیادہ ہو کے ان ہاتیون کے سونڈہون پر شمشیرین چلاؤ اول آپ گھوڑے سے
اتر کے اس سفید ہاتھی کے طرف رخ لایا اور نزدیک جا کے اس کے نطاق یعنے اسکے کمربند پر تیغ چلائی اسکا کمربند کٹتے
ہی عماری گر پڑی - اور ہاتھی نے ابوعبیدہ کی طرف اپنی سونڈھ دراز کی وہ شیر بیشۂ شجاعت نے تلوار کی ایک ضرب سے
اس کی سونڈھ کو قطع کر دیا - اور چاہے کہ لوٹ کے اپنے لشکر مین داخل ہووین ایسے مین انکا پاؤن پھسلا اور وہ ہاتی
ان پر گرا سو شہید ہوئے - ان کے بعد ابوعبیدہ کے یارون سے سات جوانمرد کہ جن کو انہون نے تعین کیا تھا لشکر
اسلام کا جھنڈا اٹھاتے اور شجاعت کی داد دیکے شہادت پاتے تھے اور دو شجیعون نے جو ابوعبیدہ کے حکم پر گھوڑون
سے اترے تھے جب ہاتیون پر حملے کرنے لگے بہت سے ہاتیون کو مار کے گرا دئے - اور لشکر اسلام سے بہت سے غازیون
نے شربت شہادت نوش کیا جب بہت سے مسلمان شہید ہو گئے لشکر اسلام مین ایک تزلزل آگیا بعضے لوگ فرار
اختیار کئے فرات پر جو پل باندہے تھے مسلمانون سے ایک شخص نے یہہ سوچا کہ اس پل کو توڑ دیوین تو لشکر اسلام کے سپاہ
فرات سے پار ہو کے کافرون کے ساتھ جنگ کرنے قیام کرین - اس ارادے سے پل کو توڑ دیا بعضے لوگ پانی مین غرق
ہوے ایسے مین مثنی بن حارثہ نے جو دوسے ساتون سردار شہید ہونیکے بعد جھنڈا آپ اٹھایا تھا اپنے لشکر کے باقی سپاہ
کو جنگ پر تقویت اور تحریص دینے لگے اور صف میدان مین جوانمردے کے کرشمے دکھلانے لگے - اس عرصے مین نصرت
غیبی مسلمانون کو یار ہوی کفار بہاگنے لگے اہل اسلام ان کی ہزیمت کو غنیمت جانکے فرات کے کنارے پر آئے اور جلد پل
پل باندھ کے بہر صورت اس سے پار ہو گئے - اور لیتس کو اپنی منزل ٹھہرا کے اسیوقت پل کو توڑ دیا - تا کفار کا لشکر
نہ آسکے - کہتے ہین کہ اہل اسلام سے جنگ مین اور پانی مین جو ڈوب کے شہید ہوے ان سب کا عدد چہار ہزار تک پہنچا تھا
مثنی بن حارثہ نے اپنے لشکر کے زخمیون کی تیمارداری مین مشغول ہوے اور اس سرگذشت کا ایک عریضہ لکھ کے عروہ
بن زید کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ کیا عمر فاروق جب ابوعبیدہ ثقفی کی اور دوسرے حامیان اسلام کی شہادت
سے آگاہ ہوے بے اختیار آواز بلند کر کے اس قدر روئے کہ سب حضار محفل کو بھی رقت غالب ہوی - پھر عروہ کو بہت
جلدی سے روانہ فرمایا اور مثنی بن حارثہ کو یہہ پیام بہیجا کہ تم اسی مقام مین رہو انشاء اللہ تعالی مین عنقریب ایک لشکر مدد
کے لئے روانہ کرتا ہون - ایک روایت ہی کہ اس جنگ مین چہار مجاہد شہید ہوے - اور دو ہزار مدینے کی طرف مراجعت
کی - اور تین ہزار مثنی کے ساتھ رہے بہمن جادو نے جب لشکر اسلام کی قلت سنی چاہا کہ فرات پر پل باندھ کے ان پر تاخت
کرے ایسے مین اسکو یہہ خبر پہنچی کہ لشکر عجم مین بڑا ہی خلل اور اختلاف ردو یا ہی جنہون نے رستم کی اطاعت کرنے پر متفق ہو کے
عہد کیا تھا - انہین مین خلاف آ کے دو فرقے ہو گئے ہین - اسلئے بہمن جادو کے لشکر مین تزلزل پڑ گیا سو وے سب کے سب

مداین کی طرف مراجعت کی

ہجرت سے چودہوین سال کے وقایع - روانہ کرنا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا دمشق سے طرف بعلبک کے اور روانہ کرنا جناب خالد کو طرف حمص کے

کہتے ہین کہ جب عمر فاروق کا مکتوب ابو عبیدہ کے نام سے خالد کی معزولی اور انکی منصوبی اور بعلبک اور حمص وغیرہ شہرون کے
طرف روانہ ہونیکے باب مین شرف ورود پایا جناب ابو عبیدہ نے صفوان بن عامر الاسلمی کو مع پانسو مسلمان دمشق
مین چھوڑکے آپ بعلبک کی طرف کوچ کیا اور خالد کے ساتھ ایک لشکر دیکے حمص کی طرف روانہ فرمایا جب ابو عبیدہ بعلبک
کی طرف نکلے ایک بطریق جو سیہ آیا اور اسکے ساتھ ہدیے اور تحفے تھے اسنے ایک سال کی صلح اسطرح پر چاہی کہ اگر تم حمص
اور بعلبک کو فتح کرلیوین ہم بھی تمہارے تابع رہین گے اور کسی بات مین تمہارا خلاف نکرین گے پس ابو عبیدہ نے اس
شرط کو قبول کرلیکے چہار ہزار درم اور دیباج کے پچاس کپڑون پر مصالح کرلیا - اس صلح کو موکد کرکے جب آگے روانہ ہوئے
ایک قاصد ناقہ سوار جو مدینہ منورہ سے آتا تھا راہ مین ابو عبیدہ سے ملا اور حضرت عمر کا حکمنامہ جبان کے نام سے مرقوم تھا
پہنچایا - چنانچہ اسکا ترجمہ یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ نامہ جانب عبداللہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے
ہے طرف ابو عبیدہ امین امت کے - السلام علیک اسکے بعد مین حمد کرتا ہون اس اللہ عزوجل کی کہ جسکے سوائے کوئی معبود
نہین اور درود بھیجتا ہون اسکے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اسکے معلوم ہووے کہ اللہ تعالی کی قضا وقدر کو کوئی پھیرنیوالا
نہین - اور جسنے لوح محفوظ مین کافر لکھا گیا ہو اسکے واسطے ایمان نہین - صورت حال یہہ ہے کہ جبلہ ابن الایہم غسانی بنے
بنی اعمام سمیت میرے پاس آیا پس اسکو مین اُتارا اور اسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا - اور انہون نے میرے ہاتھ پر اسلام
لایا مین اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالی نے انسے اسلام کا بازو قوی کیا - اور مین نہین جانتا تھا کہ پردۂ غیب مین
کیا ہے اور مین حج کے لئے مکۂ معظمہ کی طرف گیا تھا - جبلہ نے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا - ناگاہ اسکی لنگ ایک شخص
فزاری کے پیر مین آکے گر پڑی - تب جبلہ غصہ ہوکے اس فزاری کو کہا کہ عذاب اور سختی ہو تجہ پر کہ تونے اللہ تعالی کے حرم
محترم مین مجہ کو برہنہ کردیا - اس فزاری نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالی کی مین نے قصداً یہہ کام نہین کیا تب جبلہ اسکو ایسا
طمانچہ مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی اور اسکے اگلے چارون دانت گر پڑے پس اس فزاری نے میرے پاس آکے فریاد لائی
مین نے جبلہ کو حاضر کرنیکا حکم کیا - اور اس سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تو نے اپنے بھائی مسلمان کو طمانچہ مارا کہ جس سے اسکے
اگلے چارون دانت اور ناک ٹوٹ گئی جبلہ کہا کہ اسنے میری لنگ کھُندل کے گرادیا قسم ہے اللہ کی اگر بیت اللہ کی حرمت
نہوتی مین اسکو مار ہی ڈالتا - مین کہا تو اپنے جرم کا تو اقرار کرچکا اب اس سے معاف کروالے وگرنہ تیرے سے قصاص لیا جائیگا
جبلہ نے کہا آیا میرے سے اسکا قصاص لیتے ہو حالانکہ مین بادشاہ ہون اور وہ بازاری - مین نے کہا کہ اسلام تجہکو اور اسکو گھیر ابھی تم نہین

فرق کرتے ہین مگر بسبب اسلام کے جب تم ہر دو مسلمان ہین ہر دو برابر ہین جبلہ کہا کہ مجھے آج مہلت دو اور کل قصاص
مین سے اس فزاری سے پوچھا تو اس نے اس بات پر راضی ہوا - جبلہ اسی شب اپنے بنی اعمام کے ساتھ شام کی طرف
منھ کالا کیا اور سگان بیغیرتان کے پاس چلا گیا ہے مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس پر فتحمند کرے تم حمص پر پہنچ کر
اور وہان سے دور نہو - وہان کے لوگ تمہاری صلح چاہے تو مصالحہ کرو اگر وے لڑنا چاہیں تو لڑو اور انطاکیہ کی طرف
جاسوسون کو بھیجو اور عرب متنصرہ سے ہوشیار رہو سلام ہو تمپر اور تمہارے ساتھی سب مسلمانون پر اور رحمت و برکات
اللہ تعالیٰ کی انتہی - جب یہ خط ابو عبیدہ کو پہنچا وہین سے حمص کی طرف پھر گئے - خالد تو اسکے آگے ہی جمعے کے دن ۹
شوال سنہ ۱۴ھ چودہ ہجری مین وہان پر پہنچ گئے تھے - جب ابو عبیدہ بھی جا پہنچے حمص والون نے بارہ ہزار دینار اور دیباج
کے دو سو تہان دیکر ایک سال کی صلح کی - اور ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ تم معرات کا
قصد کرو اور حلب کے نزدیک پہنچو اور بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کرو - پس خالد نے وہان سے معرات کی طرف کوچ کیا
اور وہ سرمان تک پہنچ کے اسکو لشکرگاہ ٹھہرایا اور وہان سے فوجین روانہ کین انہون نے دائین بائین تاخت کرتے ہوئے
بہت سی غنیمت اور قیدیونکو لانے لگے - جب قیدی اور غنایم زیادہ ہو گئے خالد ان سبکو ہمراہ لئے ہوئے ابو عبیدہ
کی خدمت مین لوٹ آئے - ایسے مین اہل قنسرین نے جو صلح حمص کی خبر سنی اپنے طرف سے ایک ایلچی کو بھیجکے ویساہی ایک
سال کی صلح کر لی اگرچہ انکی صلح پر جناب خالد کی مرضی نہین تھی پس حضرت ابو عبیدہ نے وہین اقامت کی اور یہ ہر دو شہر
کے سوائے اطراف و جوانب کے بلاد پر اپنے لشکر کی ٹکڑیون کو بھیج کے تاخت و تاراج کرواتے تھے - اور دیر ہوئی کہ ابو عبیدہ
کی طرف سے کوئی خط یا کسی فتح کی خبر حضرت عمر کی خدمت مین نہین پہنچی انہون نے گمان کیا کہ ابو عبیدہ کی مزاج مین سستی
آگئی ہے اسواسطے جہاد چھوڑ کے بیٹھ گئے ہین تب ان کے نام سے ایک خط زجر آمیز روانہ فرمایا جب وہ خط پہنچا ابو عبیدہ
نادم ہوئے اور سب مجاہدین بھی رو دئے اور ابو عبیدہ حلب کا قصد کر کے نکلے جب مقام رستن پر پہنچے وہان کے
لوگ بھی آکے مصالحہ کیا - اور جب حمات کی طرف آئے وہان کے لوگ بھی ان کے استقبال آئے ان کے
راہبون کے ہاتون مین انجیلین تھین اور ان کے قسیسین قوم کے آگے تھے ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو انہون
نے کہا کہ ہم صلح چاہتے ہین پس انسے بھی مصالحہ کیا - پھر جب شیزر پہ پہنچے وہان کے لوگ بھی استقبال آکے مصالحہ کر لیا
ابو عبیدہ نے انسے پوچھا کہ ہرقل کی کچھ خبر تم کو معلوم ہے انہون نے کہا کہ قنسرین والونے تمہارے سے ایکسال کا جو
مصالحہ کیا ہے وہ صلح مکر و فریب کی ہے کیونکہ انہون نے ہرقل کو لکھ بھیجا ہے کہ ہم نے ظاہر مین مصالحہ کیا ہے تو جلد ہمارے لئے
کمک روانہ کیجئے ہم عرب سے جنگ کرین گے اسواسطے ہرقل نے جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ جو مدینے سے بھاگ نکلا تھا

دس ہزار سوار دیکے روانہ کیا ہو اور عرب نصرہ اور حاکم عمو دیہ بھی اسکے ہمراہ ہر وہ لشکر لوبے کے پل پر آکے ٹھہرا ہے تم انسے ہوشیار ہو۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہہ سنتے ہی کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جناب خالد نے کہا اے امیر کیا مین نہین کہا تھا کہ ان سے صلح نہ کیجئے کیونکہ قنسرین والونکا ایلچی جو آیا تہا اسکے کلام سے دغا اور فریب پایا جاتا تھا۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکا کر و فریب انکو کچھہ نفع نہ دیگا۔ غرض اہل قنسرین کے ساتھہ جو ایکسال کی صلح ہوئی تھی وہ سال تمام ہونے کے لئے ایک مہینا یا اس سے کچھہ کم مدت باقی رہگئی تھی۔ ابو عبیدہ منتظر تھے تا سال تمام ہو تو ہی انسے جہاد آغاز کرے۔ کہتے ہین کہ اس نواح مین لکڑیان نزدیک نہین ملتی تھین اسواسطے لشکر عرب کے غلام بہت دور جاکے لکڑیان لاتے تھے سعید بن عامر کا ایک غلام شریف کہ جسکا نام مہجع تھا ایک روز شیرز کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کے لکڑیان لانے کے لئے بہت دور گیا تھا ناگاہ ایک لشکر نظر آیا جو اہل قنسرین کی مدد پر ہرقل بھیجا تھا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ جبلہ بن ایہم جو قوم عرب سے تھا اور مدینہ منورہ سے مرتد ہو کے بھاگ نکلا تھا سو ہرقل سے جا ملا ہرقل نے دس ہزار سوار کا اسکو سردار بنا کے اہل قنسرین کی مدد پر بھیجا سو اسکا لشکر اس روز جنگل مین آپہنچا شیرز کی ایک جماعت جو لکڑیان جمع کر رہی تھی ان کو دور سے دیکھہ کے اس لشکر سے چند سوارون نے آکے ان کو گھیر لیا اور باہم لڑنے لگے سعید بن عامر کا غلام زخمی ہو کے گر پڑا اور اس کے ہمراہی دس شخص کو قید کر کے لے گئے سعید بن عامر نے اپنا غلام آنے مین بہت دیر ہونے سے اسکی تلاش مین نکلے اور اس بیابان مین اسکو زخمی اور بیہوش پایا تب اسکے منہہ پر پانی چھڑکا اسنے ہوش مین آکے سب ماجرا ظاہر کیا آپنے اس کو گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کر والیکے پلٹنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین اس لشکر کے چند سوارون کو دیکھہ کے گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے اور انکو اپنے سردار جبلہ کے پاس لے گئے سعید بن عامر کہتے ہین کہ مین نے جاکر دیکھا جبلہ نے سونے کی کرسی پر بیٹھا تہا اور اس کے کپڑے دیباج کے موتی جڑے ہوے اور اس پر لڑیان جواہر کے تھین۔ اور اسکے گلے مین ایک صلیب یاقوت کی تھی اسنے مجکو دیکھتے ہی پوچھا کہ تم کس عرب سے ہو مین نے اپنا نسب بیان کیا کہ اولاد حزرج سے ہون۔ وہ سنکے کہنے لگا کہ مین بھی تمہاری قوم اور غسان سے ہون مین جبلہ بن ایہم ہون جو اسلام سے پھر گیا کیونکہ تمہارے سردار نے ایک شخص حقیر کے عوض میرے سے قصاص لینا چاہا حالانکہ مین سردار قوم غسان کا اور بادشاہ ہمدان کا ہون۔ مین کہا اے جبلہ اللہ تعالےٰ کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے اور ہمارا دین نہین پایدار ہوتا ہی مگر انصاف سے اور حضرت عمر حقوق خدا ادا کرنے مین کسیکی رعایت نہین کرتے ہین۔ پھر جبلہ نے کہا مجھکو مین بیٹھا پوچھنے لگا کہ حسان بن ثابت کی خبر کیا ہے مین کہا وہ شاعر ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکی آنحضرت نے انکی شان مین فرمایا ہے اَنْتَ حَسَّانٌ وَلِسَانُکَ حُسَامٌ پوچھا کہ تم انسے جدا ہو کے کیا عرصہ ہوتا ہے

مین گذرا ہوا ماجرا بیان کیا پھر کہا انکے کچھ اشعار مجھکو یاد دلواؤ گے مین نے کہا ہان تب خوش ہو کے مجھ کو ایک
کتان ہدیہ دیا اور پوچھا کہ تمہارے لشکر کی کیا خبر ہے مین کہا ہمارے سردار ابو عبیدہ حلب اور انطاکیہ کا اراده
رکھتے ہین وہ کہا کہ ہرقل نے مجھے اور اس بطریق کو قنسرین کی مدد پر بھیجا ہے اب تم جا کے اپنے سردار کو خبر دو کہ جہان
سے آئے ہین وہان لوٹ جاوین قریب ہے کہ ملک شام جو تمہارے تصرف مین آیا ہے ہم تم سے چھین لینگے راوی کہتا ہے کہ مین اٹھا
اور اپنے غلام کو اپنے پیچھے سوار کر لیکے نکلا اور لشکر اسلام مین آپہنچا سب مسلمان میری فکر مین نہایت دلگیر اور حیران تھے مجھکو دیکھکے خوش ہوے
اور شکر بجا لایا پس ابو عبیدہ کی خدمت مین جا کر مین نے سب سرگذشت ظاہر کی انہون نے صحابہ کو جمع کر کے مشورت کی جناب خالد نے فرمایا کہ قنسرین کا بطریق
ہمارے ساتھ دغا سے پیش آیا ہے اچھا کچھ پروا نہین ہمکو تائید الٰہی بس کرتی ہے ۔ مین دس صحابی کو ساتھ لے کے جاتا ہون کہ کافرون کے
دس ہزار کے مقابل ہین ابو عبیدہ بہت خوش ہوے اور کہا کہ تم جس کو چاہتے ہو چن لو پس خالد نے عیاض
بن غانم اشعری ۔ اور عمرو بن سعد الیشکری اور سہل بن عامری اور رافع بن عمیرۃ الطائی اور سعید
بن عامری انصاری اور عمرو بن معدیکرب اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور ضرار بن الازور ۔ اور
مسیب بن نجبتہ الفزاری اور قیس بن ہبیرہ کو ہمراہ لیکے نکلے ۔ اور خالد نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام
ہمام تھا اپنے ہمراہ لیا ابو عبیدہ ان کے حق مین دعا کی ۔ خالد نے سعید بن عامر سے پوچھا کیا جبلہ تمہارے سے
کہا تھا کہ حاکم قنسرین اسکے پاس آویگا سعید نے کہا ہان ۔ خالد نے کہا جب بات ایسی ہے ہم ایک جگہہ پوشیدہ
رہین جب حاکم قنسرین قابو مین آجاوے ہم اس کو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالین پس ویسا ہی جا کے ایک جائے
مین پوشیدہ ہو رہے جب رات گذر کے صبح ہوئی خالد اپنی جماعت کو ہمراہ لیکے نماز پڑہی ایسے مین جبلہ کا لشکر
چل دیا ۔ جب نزدیک آپہنچا جناب خالد نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم اس لشکر مین جا ملو ایسا کہ گویا اسی لشکر
والون سے معلوم ہوا ہین تک کہ حاکم قنسرین ہمارے ہاتھ آجاوے رافع بن عمیرۃ الطائی سے منقول ہے کہ ہم سب
اس کے لشکر مین جا کے مل گئے جب تھوڑی دور چلے ہوئے اودہر سے حاکم قنسرین بھی آنکلا اس کے آگے صلیب
اٹھائی ہوئین اور قسیسین انجیل پڑھ رہی ہتین ۔ حاکم قنسرین نے جبلہ سے ملنے کے لئے آگے آیا تب خالد اپنے
ساتھیون کو لئے ہوے جلدی کر کے اس کے روبرو ہوے ۔ اس نے کہا کہ مسیح اور صلیب تم کو سلامت رکھے ۔ خالد
نے کہا کہ سختی ہو تجھ پر ہم بندگان صلیب سے نہین بلکہ ہم بندگان خدا و اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے ہین یہ بول کر اپنا ڈہاٹا کھول دیا اور آواز بلند پڑہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور کہا مین خالد بن ولید ہون پس اسکے نزدیک گیا اور ہاتھ دراز کر کے گھوڑے

زین سے اسکو کھینچ لیا اور اسکے ساتھی مجاہدون نے وہین اس کو گھیر لیا اور کلمۂ توحید سے اپنی آوازین بلند
کین اور کفار کلمۂ کفر کا شور مچایا جبلہ اور حاکم عموریہ نے جب تکبیر وتہلیل کی آواز سنی ان کو بڑی حیرت ہوی اور سب
کفار جنبش مین آئے اور مسلمانون کو گھیر لیا لاکن وے مجاہدین جو دس ہزار کے مقابل دس تھے کمال جوانمردی کے ساتھ
ثابت قدم رہے اور کچھہ لغزش نہین لائی۔ خالد نے حاکم قنسرین کو جو پکڑ لیا تہا اسکو مار ڈالنے کے ارادے سے تلوار اٹھائی
یہہ دیکھکے اوس نے ہنسنے لگا جناب خالد نے متعجب ہوکے پوچھا کہ کس لئے ہنستا ہے کہا کہ تم اور ساتھی بھی مارے جاوگے
پھر میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہو اگر تم مجھہ کو باقی رکھوگے تم بھی باقی رہوگے۔ تب خالد نے حاکم قنسرین کو اپنے غلام
ہمام کے تحویل کرکے فرمایا کہ اسکو مت چھوڑ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہے کہ اگرچہ دشمنون کا لشکر انبوہ ہم کو
گھیر لیا تہا پر ہم کو ذرہ بھی اندیشہ نہین تھا کیونکہ اللہ تعالی پر اعتماد کامل تھا۔ حاکم عموریہ نے جب مسلمانون کی یہہ جوانمردی
اور ثبات دیکھا بہت ہی گھبرایا اور جبلہ سے کہنے لگا کہ حاکم قنسرین جوان کے ہاتھہ مین پڑ گیا ہے کہین اسکے قتل مین جلدی
نکروین تو جاکے انسے کلام کر اور اس کو قید سے چھڑالے تا اس کے بعد ہم ان سب کو ہلاک کردین۔ تب جبلہ ہمارے
طرف آیا اور اس کے ساتھہ قوم غسان سے عرب متنصرہ کی ایک جماعت بھی تھی اور پکارکے پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم لوگ محمد صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کے صحابہ مشہورین ہو یا عرب تابعین سے۔ جناب خالد نے جواب دیا کہ ہم حضرت کے صحابہ مشہورین سے ہین
پوچھا کہ تم کون ہو آیا تم عرب کے سردار ہو خالد نے فرمایا مین سردار نہین بلکہ انکا بھائی ہون اور یہہ میرے ساتھی فلان فلان
بہادر ہین پھر حضرت خالد نے پوچھا کہ صلیب کی عبادت کرنیوالے عربون سے تو کون ہے کہا مین سردار غسان کا اور
بادشاہ ہمدان کا ہون خالد نے کہا تو وہی ہے جو اسلام سے پھر گیا روشنی سے ظلمت کی طرف ہدایت سے ضلالت کی طرف
رجوع کیا۔ جبلہ کہا کہ حاکم قنسرین تمہارا قیدی ہوجانے سے ہم نے تمہارے ہاتھہ رکھا ورنہ تم کو مار ڈالے ہوتے ہم لوگ
زیادہ ہین اور تم نہایت کم پس اسکو چھوڑدو ہم بھی تمکو چھوڑدینگے خالد نے فرمایا مین تو اس کو کبھی نہ چھوڑونگا بلکہ اسکو
قتل ہی کرونگا اس کے بعد اگر تمہارے سے جنگ کرکے ہم بھی مارے جاوینگے اسکا کچھہ پروا نہین ہم لوگ شہادت
کے جویان ہین۔ اور تو جو اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتا ہے ہمکو اسکا کچھہ ڈر نہین باوجود ہماری قلت اور تمہاری
کثرت کے ہم مقابلہ کے لئے حاضر ہین لاکن لڑائی انصاف کی چاہئے۔ انصاف یہہ ہے کہ ہر دو طرف سے ایک ایک
شخص نکل کے لڑے جبلہ نے یہہ بات حاکم عموریہ کو سنوائی اس نے غضبناک ہوکے آپ ہی نکلنا چاہا پر جبلہ اسکو
روکدیا۔ پھر لشکر کفار سے پانچ سوار نکلے تب ان کے مقابلے مین خالد ہی نکلنا چاہا لاکن عبدالرحمن بن ابی بکر
ان کو منع کرکے آپ میدان مین آئے اور ایک کے بعد ایک ان پانچون سوار کو مار ڈالا۔ پھر قلب لشکر مین حملہ کرنیکا ارادہ

کیا تب جبلہ ان کے مقابلے کے واسطے نکلا عبد الرحمن نے اس پر تلوار کا ایک ضرب ایسا کیا کہ اوسکا خود کٹ جا کے سر
تک پہنچ گیا اور خون جاری ہوا پھر جبلہ نے تلوار چلائی سوا نکا مونڈھا زخمی ہوا۔ جب مسلمانون نے یہہ حال دیکھا ان کو گھیر کے
سے پھیر کے لایا اور زخم کو پٹی باندہی یہہ حال دیکھنے سے حضرت خالد کو بڑا ہی ملال ہوا اسیوقت حاکم قنسرین کو جو قیدی
ہوا تھا مار ڈالا جبلہ نے بہت ہی برہم ہو کے عرب متنصرہ سے کہا کہ اب تم مسلمانون سے کسی کو نچھوڑو سبکو مار ڈالو
ربیعہ بن عامر نے کہا ہی کہ جب کافرون نے ہمارے پر حملہ کیا خالد کو ہم گھیرے ہوئے تھے عجب تائید غیبی ظاہر ہوی
کہ خالد نے بذات خود ایسی جوانمردی کی کہ انکو دفع کر دیا پھر بڑی سختی سے لڑائی ہو رہی تھی اور ہمپر تشنگی غالب ہوی
اور ہم سب پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہتا ہی کہ جب مین نے یہہ حال دیکھا خالد سے کہا کہ ہماری
قضا آپہنچی انہون نے کہا افسوس ہی کہ مین اپنی کلاہ مبارک کہ جس مین حضرت کے موے شریف رکھے ہین فراموش کر کے
آیا جب لڑائیون مین وہ میرے ساتھ رہتی تھی اسکی برکت ظاہر ہوا کرتی تھی شاید اس کو نہین بھولا مگر بسبب قضا کی آفت
کے پس مسلمان بڑی سختی مین مبتلا تھے لاکن صابر اور ثابت قدم تھے ایسے مین ہاتف غیبی سے یہہ آواز آئی خُذِلَ
الْاٰمِنُ وَنُصِرَ الْخَائِفُ یَا حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ جَاءَکُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَنُصِرْتُمْ عَلٰی عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ ترجمہ
یعنے خوار ہوا بے ڈر۔ اور مدد دیا گیا اللہ سے ڈرنیوالا۔ ای قران کے حاملو آئے تمھارے لئے کشود کا رحمن کی طرف سے
اور مدد دی اس نے تم کو صلیب کی عبادت کرنیوالون پر مسلمانون نے جب یہہ آواز سنی انکو ایک طمانیت اور شجاعت
حاصل ہوی ابو مسلم نے روایت کی ہی کہ ہم حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ مقام شیزر مین تھے۔ انہون نے ایک شب دفعتہ
اپنے خیمے سے باہر آئے اور مسلمانون کو پکار کے کہدیا اَلنَّفِیْرُ اَلنَّفِیْرُ فَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ ترجمہ
یعنے اے قوم چلو تم کہ جوان مرد موحد لوگ گھیرے گئے ہین۔ پس ہم نے ابو عبیدہ کے طرف دوڑے اور کہا کہ کیا حال
ہی۔ انہون نے فرمایا کہ مین سوتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو جگا دیا۔ اور فرمایا یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَنَائِمٌ
عَنْ نُصْرَةِ الْقَوْمِ الْکِرَامِ فَقُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللِّئَامُ فَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِهٖ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی
بِمَشِیَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ترجمہ یعنے ای ابن جراح آیا تم سوتے ہو اور غافل ہو۔ مدد دہی سے قوم بزرگ کے۔ پس اٹھو اور
جا ملو خالد سے کیونکہ قوم ناکس نے انکو گھیر لیا ہے اگر چاہے اللہ تعالی تم پہنچ جاوگے انکے پاس پروردگار عالم کی مشیت سے
جب مسلمانون نے یہہ حکم سنا جلد با ہتھیار اور گھوڑون پر سوار ہو کے جناب ابو عبیدہ ان سب کو ہمراہ لے کے خالد کی تائید
کے لئے چل دئے۔ ناگاہ راہ مین ایک سوار نہایت تیز رفتار نظر پڑا ابو عبیدہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ جلد اس سے ملین
انہون نے ہر چند گھوڑے دوڑایا لاکن اس سے نہین مل سکے ابو عبیدہ نے کہا شاید یہہ سوار کوئی فرشتہ ہی کہ اللہ نے ہماری

فوج کے آگے بھیجا ہے اسلئے کوئی اس سے نہین مل سکا پھر اسکو پکار کے فرمایا کہ ٹھہر جا ای سوار رحمت کرے اللہ
تجھپر۔ پس وہ ٹھہر گیا معلوم ہوا کہ وہ سوار خالد کی زوجہ ام تمیم ہین حضرت ابو عبیدہ نے انکو پوچھا کہ ای ام تیم تم نکلنے
کا کیا سبب ہوا۔ وہ بی بی بولی کہ اے سردار جب مین نے یہہ خبر سنی کہ خالد کو دشمنون نے گھیر لیا ہی مین نے اپنے دل
مین تعجب کیا کہ خالد کسی جنگ مین بھی مغلوب نہوے آج وہ مغلوب ہوئیگا کیا سبب ہے یکبیک مین نے دیکھی کہ انکی کلاہ مبارک
کہ جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوے شریف تھین گھر مین ہی رہ گئی پس مین اس کو لیکے سوار ہوئی لیجا کر انکو
پہنچاؤن۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ برکت دیوے اللہ تمکو تمہارا یہہ کام محض اللہ ہی کے واسطے ہے پس ابو عبیدہ کی فوج
جب لشکر کفار کے قریب ہوی سب سلمان تکبیر کہنے لگے جب تکبیر کی آوازین بلند ہوئین جناب خالد کے ساتھیون نے سمجھا
کہ اللہ نے ہمارے لئے مدد بھیجی ایسے مین ام تمیم نے لشکر کفار تک پہنچ کے دیکھا کہ کافرون کی تلوارین اور نیزے بلند ہو رہے ہین اور
مسلمانون کو گھیر لیا ہی تب ام تمیم کمال شجاعت سے لشکر مین درکے جب خالد کے روبرو ہوئین انہون نے پوچھا کہ تو کون ہے
وہ بولی کہ مین ام تمیم تمہاری زوجہ ہون پس وہ کلاہ مبارک ان کے ہاتھ دی اور گیسوئے مبارک سے ایک نور بجلی کے
مانند چمکا خالد نے بڑی خوشی سے وہ کلاہ شریف لیکے اپنے سر پر رکھی اور کافرون پر ایک سخت حملہ کیا اور ادھر سے
ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی لوگ بھی مارنے لگے کافرونکو ہزیمت ہوی سب آگے جبلہ اور عرب متنصرہ بھاگنے لگے اہل اسلام
نے لشکر کفار کا پیچھا کر کے بعضون کو قتل اور بعضونکو زخمی کیا اور بعضون کو اسیر کر لیا پھر سب مجاہدین جناب ابو عبیدہ کی
نشان کے پاس جمع ہوے خالد اور ابو عبیدہ ایکدوسرے کو سلام اور مصافحہ کیا اور شکر آلہی بجالایا۔ پھر وہان سے
قنسرین کی طرف روانہ ہوے قنسرین والے جلد صلح کر لی ہر جوان بالغ کی طرف سے چہار دینار دینے پر راضی ہوے ابو عبیدہ
فتح قنسرین کے بعد غنیمت کا خمس مدینہ طیبہ کی طرف حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا۔ کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اسی سال
ماہ رمضان مین مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد مین جو اسلام کے تصرف مین آئے تھے جماعت کے ساتھ نماز تراویح کا
حکم کیا روایت ہی کہ پہلی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر سے باہر آکے مدینے کے مساجد مین جب نظر فرمایا
کہ جماعت کے ساتھ نماز تراویح قایم ہوی ہے اور حفاظ قرآن مجید پڑھ رہے ہین اور مسجدین قنادیل سے روشن اور
آراستہ ہین یہہ دیکھکے بہت خوش ہوے اور دعا کی کہ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ الْمَسَاجِدَ یعنے اللہ تعالے
عمر کے دل کو روشن کرے جیسا انہون نے مسجدین روشن کین۔ اور اسی سال ملک سامان شرجیل بن حسنہ کے ہاتھ
پر۔ اور طبریہ ابو الاعور کے ہاتھ پر مفتوح ہوے۔ اور ان شہرون کے لوگ بھی صلح کر کے جزیہ دینا قبول کیا۔ اور اسی
سال بعلبک کی فتح خالد کے ہاتھ پر واقع ہوی اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب ابو عبیدہ نے خالد کو اپنے ہمراہ لیکے دمشق سے

سنگلے عمرو بن عاص کے ساتھ ایک لشکر دیکے فلسطین کے طرف بھیجدیا - اور حکم فرمایا کہ اگر مخالفین صلح
کرین بہتر والا ان کے ملک کو غارت کرنے پر ہاتھ دراز کرین عمرو بن عاص نے جو فلسطین کے طرف روانہ ہوسے اور
وہان کے لوگون نے سُنا کہ دمشق مسلمانون کے تصرف مین آگیا اور عمرو بن عاص فلسطین کے طرف متوجہ ہوسے ہین
نہایت گھبراے رومیون سے جتنے لوگ کہ سب کو ایک جگہہ جمع کرکے قتال وجدال کا اسباب جمع کرنے مین کمر
باندھے اور قاصدون کو انطاکیہ کے طرف روانہ کرکے قیصر روم سے مدد طلب کئے تب قیصر نے بیس ہزار سوار نیزہ گذار فلسطین
والون کی مدد پر روانہ کئے - جب وہ لشکر قطع منازل کرکے آپہنچا عمرو بن عاص کو یہہ خبر پہنچی کہ بعلبک مین بھی مخالفون
کے بیس ہزار سوار جمع آئے ہین عنقریب بعلبک سے وہ لشکر بھی آکے فلسطین والون کے ساتھ ملحق ہوویگا اسبات سے
اندیشناک ہوکے ابو عبیدہ بن الجراح کی خدمت مین ایک عرضی روانہ کی - **توجہ لانا خالد بن ولید کا بعلبک کے
طرف اور ہزیمت پانی مخالفون کی اور تشریف لانی ابو عبیدہ کی** - نقل ہی کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح اپنے
لشکر روم کے جمع ہونے پر مطلع ہوسے سمجھے کہ عمرو بن العاص کو ان کے مقابلے کی طاقت نہین تب مخالفون کو دفع
کرنیکے باب مین خالد بن ولید سے شورت کی انھون نے کہا کہ میری راے یہی ہی کہ عمرو بن العاص اور دوسرے امرا جیسے
شرجیل بن حسنہ اور یزید ابی سفیان جو روم کے نصارے اور عرب کے مرتدون کے مقابلے مین کھڑے ہین انکے نام سے
آپ ایک نامہ لکھین کہ تم جنگ مین جلدی نکیجئے تا مین بعلبک کے طرف جاؤن اور فلسطین والون کے مدد پر جو کفار جمع
ہوسے ہین ان کے مہم سے فراغت پاؤن اس کے بعد دوسرے کفار کو دفع کرنے کی تدبیر کرین ابو عبیدہ نے جب یہ
بات سنی بہت پسند کی اور اسیوقت عمرو بن عاص کیطرف ایک قاصد کو بھیجکے یہہ پیغام کیا کہ خالد بن ولید تمہارے پاس
آئے تک جنگ وقتال مین جلدی نکیجئے پھر ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ پانچہزار سوار دیکے بعلبک کے طرف روانہ کیا جب
خالد نے منزلین طے کرکے دشمنون کی سرزمین مین جا پہنچے مخالفین یہہ خبر سنکے جنگ پر تیار ہوسے اور اپنے لشکر کو
آراستہ کرکے مقابلے مین آسے پھر ہر دو طرف جنگ شروع ہوا طلوع آفتاب سے لیکے زوال تک جنگ وقتال
جاری تھا جب خالد بن ولید نے مخالفون کی سختی اور جوانمردی دیکھی تب ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین مین ان کافرون
پر حملہ کرتا ہون تم بھی میری موافقت کرو شاید کہ اللہ تعالی اسنے لشکر اسلام کو فتح و ظفر دیویگا پھر جب خالد نے حملہ لایا
سب غازیان اسلام نے انکی موافقت کی ہر دو طرف سے ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون سے زمین رنگین ہوگئی آخر عنایت
ایزدی سے لَا تَیْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ کی نسیم نصرت شمیم لشکر اسلام کے اعلام پر بہنے لگی مسلمانون کو فتح نصیب ہوی
اور کافرون بیحساب کے داخل دوزخ ہوے بعضے [illegible] کیطرف اور بعضے فلسطین کی طرف فرار ہوسے اور بیحساب غنیمت مسلمانون کے ہاتھ

آئی خالد بن ولید نے وہ سب فتح نامے کے ساتھ ابو عبیدہ کی خدمت مین روانہ کئے انہون نے شکر الٰہی بجالا کے
خالد بن ولید کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ نے بعلبک پر فتح و نصرت دی اور تم نے
اسکام سے فارغ ہوا اب اپنے وعدے کے موافق فلسطین کے طرف جا کے اپنے بھائیون کی تائید مین کوشش بجا لائے
جب یہہ حکم نامہ خالد کو پہنچا اسیوقت فلسطین کیطرف روانہ ہوے جب رومیون نے دیکھا کہ دن بدن اہل اسلام کو مدد
پہنچتی ہے اور بخطر بلحاظ انکی قوت و شوکت بڑہتی ہی بہت گہبرا کے اپنے لشکر گاہ سے پیچھے ہٹکے دوسرے مقام مین نزول کیا
اور اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا ایسے مین ابو عبیدہ بن الجراح نے جو دمشق مین تھے وہان اپنے طرف سے ایک نائب کو چھوڑ
کے اسلام کے دلاورون کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے فلسطین کے طرف متوجہ ہوے جب قطع منازل کر کے اس سرزمین
مین جا پہنچے اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص سے ملاقات ہوی رومیون نے یہہ خبر سنکے ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ
اس مضمون کا بہیجا کہ تم جلد اس ولایت سے چلا جانا بہتر ہے و الا یہہ لشکر جرار جب تمہارے جنگ پر ہٹیگا ایسا جنگ
کریگا کہ اس ملک مین کسی مسلمان کا نام باقی نرہیگا یہہ نامہ قاصدون نے لا پہنچایا ابو عبیدہ بن الجراح نے ایسے جواب
لائق دیئے کہ قاصدون نے خاموش اور ملزم ہو گئے پھر انسے رخصت لے کے اپنے لشکر کے طرف روانہ ہوے
ابو عبیدہ کے وے مہابت آمیز باتین جب رومیون نے سنی ان پر بڑا ہی خوف اور رعب ہو گیا پھر دوسرے قاصد
کو روانہ کر کے یہہ التماس کی کہ صلحا است محمدی سے ایک شخص کو ہمارے نزدیک روانہ کیجئے تا ہم اسسے معلوم کرین
کہ تم اس ملک مین اقامت کرنے سے مقصود اور مطلوب کیا ہی اور جنگ و جدال مین اس قدر مبالغہ کرنیکا سبب کونسا
ہی تب ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو حکم کیا تا مخالفون سے جا کے ملاقات کرین تب انھون نے ایک کشادہ کپڑا پہر لیا
اور دستار سرخ اپنے سر پر باندہی اور ایک مشکی گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہوے جب تھوڑی مسافت قطع
کی اور رومیونکی مجلس کے نزدیک جا پہنچے گھوڑے سے اتر کے اس کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوے چلدئے
جب روم کے وزیرون اور امیرون نے یہہ حال دیکھا ایک امیر نے اپنے غلام کو حکم کیا کہ آگے جا کے ان کے گھوڑے
کو پکڑ لیوے وہ غلام ان کی خدمت مین آ کے گھوڑا پکڑ لینا چاہا معاذ نے گھوڑا اس کے ہاتھ نہ دیا اور فرمایا کہ اپنا گھوڑا
نگاہ رکھنے کیلئے دوسرے سے مین زیادہ احق ہون ویسا ہی اسکی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوے اس جماعت کی
طرف چلے جب اس قوم کے نزدیک گئے کیا دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے امیر اور ارکان دولت قیمتی فرشون اور کرسیون
پر بیٹھے ہین تب ایک شخص نے کہا کہ اپنا گھوڑا میرے ہاتھ دیجئے اور یہہ قوم قیصر روم کے ارکان دولت جو بیٹھے ہین
ان کے نزدیک آ کے بیٹھئے اور انسے باتین کیجئے۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ مین ان لوگون کے فرش پر قدم نرکھونگا

اور ان کے ساتھ ملکر نہ بیٹھونگا جو بات کہ کہنا ہی کھڑا رہکر ہی کرونگا - مترجم نے کہا کہ روم کے سردارونکی اس بات کو
مکروہ رکھتے ہین کہ تم کھڑا رہکے کلام کرین اور وے بیٹھے رہین - معاذ نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے مخلوق کے آگے کھڑا رہنے سے منع فرمایا ہی سو مین اس جماعت کے روبرو کھڑا رہنا نہین چاہتا ہون لیکن
بڑی کراہت رکھتا ہون کہ اس فرش پر جو دنیا کی زیب و زینت ہی بیٹھون جب بیٹھنے کے سوائے چارہ نہین زمین
پر بیٹھونگا پس ان کے فرش کا ایک کنارہ اٹھا دیکے زمین پر بیٹھ گئے - مترجم نے کہنے لگا کہ رومیون نے تمہارے
زہد اور پرہیزگاری سے کچھ تھوڑا بیان سنے ہین سو چاہتے ہین کہ تمہاری عزت و اکرام بجا لاوین پس آپکو ایسا عمل
کیجیے کہ غلام و خدام کے اطوار سے گذر جائے کیونکہ بر سر خاک بیٹھنا غلامون اور بندگون کا کام ہے - معاذ نے کہنے لگے
کہ مین بھی رب الارباب کے بندون سے ایک بندہ ہون اور یہہ زمین اسی پروردگار کا فرش ہے پس اس مین کیا عیب ہے
کہ اپنے پروردگار کے فرش پر بیٹھون - مترجم نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم قوم عرب کے بہترین افراد سے ہو معاذ
نے کہا کہ مجھے اندیشہ اسبابات کا ہی کہ مین عرب کے بدتر لوگون سے ہونگا - غرض معاذ بن جبل کو روم کے بطارقہ
یعنے علماے نصاری کے ساتھ اتنا مناظرہ رو دیا کہ اس مختصر مین اسکی تفصیل کی گنجایش نہین آخر الامر روم کے امیرون
نے معاذ سے پوچھا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت کرتے ہو معاذ نے کہا کہ مقصود ہمارا یہی ہی کہ تم کتاب اللہ پر
اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاوین اور اسلام کے احکام جیسے نماز روزہ حج و زکوۃ وغیرہا
قبول کرین اور گوشت خوک اور شراب اور دوسرے محرمات سے دور رہین اور ایمان نہین لاتے ہین تو جزیہ دینا
قبول کرو اگر ان دونون باتون سے ایک بھی اختیار نہین کرتے ہین تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار چلیگی جب رومیون
نے یہہ باتین سنی اپنے مطلب سے مایوس ہوے اور کہنے لگے کہ ہم جو کہتے ہین اور تم جو چاہتے ہو ویسے دونون کے درمیان
بڑا تفاوت ہے اب ایک بات باقی ہی اگر تم قبول کرین بہتر معاذ نے پوچھے وہ کیا ہے رومیون نے کہا کہ بلقا کا
ملک جو تم نے ہم سے چھین لیا ہی وہ تم کو ہی بحال رہے اور دوسرے ملکون پر ہاتھ دراز نکیجیے اگر تم یہہ بات
قبول نہین کرتے ہو تو عجم اور فارس کے لوگون کے ساتھ جو تمکو ہی ہم انہین کی مدد کرینگے معاذ نے جواب دیا کہ بلقا
کا ملک اور دوسرے امصار و دیار جو تمہارے ساتھ علاقہ رکھتے تھے اب بعونہ تعالی ہمارے تصرف مین آگئے ہین
اللہ تعالی کی تائید سے جتنے ملک کہ اب تمہارے تصرف مین ہین وے سب ہمارے ہاتھ آجاینگے ع فکر زاہد دگر
و وسوسہ عاشق دیگر است ہو روم بطارقہ اور امرا نے یہہ بات سنتے ہی برہم ہوے اور زبان تہدید مین کھول
کے انکو شکست دی معاذ بھی ان کے جواب مین سختی سے کلام کرکے اٹھے رومیون نے ان کے پیچھے ابو عبیدہ کی خدمت

مین ایک قاصد کو روانہ کرکے یہہ پیغام کیا کہ ہم نے تم سے التماس کی تھی کہ تم ایسے شخص کو روانہ فرماوین کہ وہ
منصف رہے اور سخن کے دقایق کو پہنچے پر تم نے ایسے شخص کو بھیجا کہ اس نے انصاف نہین رکھتا ہے اور کلمۂ حق قبول کرنے
سے اعراض کرتا ہے ہر چند ہم نے صلح کی بات کی پر اسنے جنگ و جدال کی بات درمیان لائی ہم نہین سمجھتے ہین کہ
انھون نے جو کہا آپ کے استصواب سے ہوگا اب التماس یہی ہے کہ ایک دوسرے شخص کو روانہ کرین کہ تا جس باب مین
آپ کی اور ہماری بہتری کا سبب ہو ہم اس سے کہین والا رخصت دیجئے کہ ہم کسی معتمد کو آپ کے پاس روانہ کرین
تا جو کچھہ کہ کہنا ہے آپ سے عرض کریگا ابو عبیدہ نے اسی بات کو قبول کی تب رومیون نے ایک شخص کو جو بڑا فصیح اور
چرب زبان تھا وکالت دیکے روانہ کیا اسنے ابو عبیدہ کی خدمت مین آکے ہر چند صلح کے باب مین بہت سی باتین
کہین پر کچھہ فایدہ نہ دیا کیونکہ وہ صلح جو رومیان چاہتے تھے شریعت کے موافق اور سنت کے مطابق نہین تھی تب
انکا وکیل نے مایوس ہوکے اٹھا اور اپنے لشکر مین جاکے خبر دی ۔ **جنگ کرنا غازیان اسلام کا بطارقہ**
روم کے ساتھہ نقل ہے کہ جب رسل و رسائل سے چند روز گذر گئے اور مصالحت کی صورت نہ ٹھہری ابو عبیدہ
بن الجراح نے اپنا لشکر تیار کرکے میدان مین لے آیا خالد بن ولید کو اور عرب کے دلاورون سے ایک جماعت
کو اپنے ہمراہ لے کے آپ قلب لشکر مین کھڑے رہے اور یزید بن ابی سفیان کو میمنہ پر اور شرجیل بن حسنہ کو میسرہ
پر مقرر کیا اہل روم بھی اپنا لشکر آراستہ کرکے جھنڈے اور چلیپہ کی لکڑیان اٹھائے ہوئے میدان پر آئے
جب ہر دو جانب سے جنگ شروع ہوا روم کے پہلوانون کی ایک ٹکڑی یزید ابی سفیان پر حملہ لائی ہر چند سعی اور
کوشش کی لیکن ان کے پیر نہ اکھڑے ۔ اور دوسری ٹکڑی والون نے شرجیل بن حسنہ پر متواتر حملے لائے لاکن
شرجیل نے اپنی جگہہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور دس ہزار شخص جو جنگ اور جرأت مین بڑے نامور تھے قلب لشکر کی
طرف متوجہ ہوکے اپنی طاقت کی موافق کوشش کئے لاکن کچھہ فایدہ نہوا خالد بن ولید اور ان کی حمایت مین جو
مجاہدین حاضر تھے رومیون کے ساتھہ بڑا ہی جنگ کئے خالد بن ولید نے ثابت قدم رہکے تیرین چلائین لشکر غازیان
اسلام نے ایسی تیر اندازی کی کہ رومیون نے تاب نہ لا سکے منھہ پھرایا اور اس جماعت کی شجاعت اور جوانمردی
دیکھہ کے تعجب کرنے لگے تب ابو عبیدہ بن الجراح نے ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین اللہ تعالی کی عنایت مجاہدون
کے شامل حال ہے کافرون کے ساتھہ سخت حملے جو ہوئے ہین اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہوتا اکھڑ جاتا الحمد للہ کہ لشکر
اسلام کے جوان مردون سے کسینے پیچھے نہ ہٹا اور اپنی جگہہ دشمن کو نہ دی اب مصلحت یہی ہے کہ تم سب ہیئت
اجتماعی سے کفار پر ایکبارگی حملہ کرو اور یقین جانو کہ جس نے معرکے مین شہادت پائیگا بہشت برین مین جائیگا اگر زندہ

رہیگا نیک نام ہوویگا اور نصرت و غنیمت اس کے ہاتھ آئیگی یہہ بات سب مسلمانون کو پسند آئی تب سب کے سب [illegible]
امیر کی اسبات مین دین و دنیا کے فائدے حاصل ہین غرض جب ابوعبیدہ نے قلب لشکر سے جنبش کی میمنہ اور میسرہ والے
بھی حرکت مین آئے نیزے اور شمشیر سے خنجر اور تیر سے ایسا سخت جنگ کیا کہ رومیون کی صفین پھوٹ گئین اور
ایکدوسرے سے جدا ہوگئے اور ان کی ایک جماعت مارے پڑی اور باقی فوج ہزیمت پائی اپنے نقارے بنک کے
اور بنے کا بجانا موقوف کر کے نالہ و فریاد کرنے لگے مردونکی نعشون سے وہ بیابان ایسا بھر گیا تھا کہ گھوڑونکو
دوڑنیکا مجال نرہا ایک ساعت کے بعد از روم کا لشکر جنگ سے ہاتھ رکھ کے اپنی جگہہ کھڑا تھا قیس بن ہبیرہ صف
لشکر اسلام سے نکل کے کفار کے طرف متوجہ ہوے اور اس قدر نیزہ زنی کی کہ ان کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر اپنے لشکر مین سے
ایک تیغ اپنے ہاتھہ مین لے کے دوسرے بار میدان مین آیا اور ایسا جنگ کیا کہ تیغ بھی ٹوٹ گئی۔ نقل ہے کہ
اس معرکے مین قیس کے دس نیزے اور دس شمشیر ٹوٹ گئین اور سینتالیس زخم بدن کو لگے تھے جب قیس کے زخمون
کی کثرت سرحد موت تک پہنچگئی تب خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ شجیعون کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے نکلے اور
رومیون پر ایسے حملے لائے کہ انکی صفین درہم و برہم ہوگئین غرض بعضے کفار کو قتل اور بعضونکو زخمی کر کے پھر اپنے مقام
مین آکے کھڑے رہے خالد بن ولید اور ہاشم بن عتبہ اپنے لشکر کے طرف لوٹ گئے کے بعد اہل روم اپنے لشکر کے
استی صف بنا کے زہر آلود تیرین چلاتے ہوے لشکر اسلام کی طرف آہستہ آہستہ چلے آئے تب خالد بن ولید نے اپنے
لشکر والونکو طمانیت اور تسلی اور جنگ پر ترغیب و تحریص دیکے بلند آواز سے سب کو کہدیا کہ جب میرے تکبیر کی آواز
تم سنوگے جان لو کہ مین حملہ کیا تب چاہئے کہ تم بھی میری موافقت کرو مین امید رکھتا ہون کہ عنقریب فتح و ظفر کی
نسیم اقبال اسلام پر پہنچیگی اور کافرون کو ایکبارگی استیصال کر دیگی پس تکبیر کہتے ہوے جب حملہ کیا ناچار کافرون نے تاب
نہ لا سکے بھاگتے تھے اس حملے مین غازیان اسلام نے ایسی جانبازی کی کہ گیارہ ہزار کافر مارے گئے اور انکی پلید نعشین
کتّون اور چیلون کے نوالہ ہوگئے اور جو بچگئے تھے انمنے بعضے معل کے قلعے مین جاکے پناہ لئے اور بعضے انطاکیہ
کے طرف بھاگ کے قیصر کے پاس جا پہنچے غنیمت بیشمار مسلمانون کے ہاتھ آئی ابوعبیدہ نے غنیمت کا خمس فتحنامے
کے ساتھ مدینے کی طرف کیا اور باقی غنیمت لشکر اسلام مین تقسیم فرماے کہتے ہین کہ اس معرکے مین رومیونکی فوج
ساٹھ ہزار کی تھی اور مسلمان سینتیس ہزار سے زیادہ نہین تھے اب بس لشکر روم پر مسلمانونکو یہہ فتح و نصرت حاصل ہوئی
اہل اسلام کا رعب اور دبدبہ چوطرف لوگون کے دلون مین بیٹھ گیا الحمد للہ علی ذلک ۔ **واقعہ ہونا جریر بن عبداللہ
بجلی کا حکم سے حضرت عمر کے طرف عراق کے** ۔ نقل ہے کہ اسی سال جریر بن عبداللہ بجلی جنگ

سوار کے ساتھ یمن سے مدینہ کے طرف آکے امیر المومنین فاروق اعظم کی ملازمت سے مشرف ہوے تب
امیر المومنین سنے بجیلہ اور کندہ اور دوسرے قبیلوں سے چہار ہزار مرد جمع کئے اور جریر کو اس لشکر کا امیر بنا کے عراق
کی طرف مثنی بن حارثہ کی مدد پر روانہ فرمایا پہلے جریر اور ان کی قوم مثنی کے محکوم ہونے سے پہلوتہی کی پر حضرت عمر نے
انکی تالیف کر کے انکے واسطے یہہ مقرر فرمایا کہ انکی مدد سے جو غنیمت کہ مسلمانون کے ہاتھ آوے انکے حصے کے سوا
غنیمت کے خمس سے ربع انکو پہنچاوین اور مثنی بن حارثہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جریر بن عبد اللہ بجلی کو
مین تمہاری مدد پر روانہ کیا جب وہ لشکر عراق سے ملحق ہووے تو تم ان کی بہت تعظیم و تکریم بجالاؤ کیونکہ جریر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت سے مشرف ہین اور حضرت نے یہان تک انکا اکرام کرتے تھے کہ اپنی ردا مبارک
انکے واسطے بچھاتے تھے۔ کافرون نے جب اس مکتوب کے مضمون سے واقف ہوے ایک بڑا لشکر جمع کیا اور مہران
بن بازان ہمدانی کو اس لشکر کی امارت دیکے مثنی اور جریر کے جنگ پر روانہ کیا جب مثنی کو یہہ خبر پہنچی اسیوقت ایک
عریضہ لکھ کے حضرت عمر کی جناب مین روانہ کیا جناب فاروق اعظم نے ہر قبیلے سے ایک جماعت فراہم کر کے لشکر عراق
کی تائید پر بہت جلدی سے جانے کے لئے حکم فرمایا اور مثنی نے بھی عراق کے قریون سے جب لوگون کو جمع کرنے لگے
بتیس ہزار مرد جنگی فراہم ہوگئے القصہ ادہر سے لشکر اسلام اور ادہر سے لشکر کفار تیار ہو کے نکلے نخیلہ کے مقام مین
ہر دو لشکر ملاقی ہوے۔ **نقل** ہے کہ جب جنگ کے لئے ہر دو لشکر کی صفین آراستہ ہوین مہران نے ایک اسپ
ابلگون پر چڑہا ہوا اور اطلس کا زین پوش اسپر ڈالا ہوا اور ایک جوشن زر اندود پہنا ہوا اور ویسی ہی ایک تاج اپنے
سر پر رکھا ہوا اور جڑاو کا پٹکا اپنے کمر باندہا ہوا اپنے گہوڑے کو کداتا ہوا میدان پر آیا ایسے مین لشکر اسلام سے ایک
غلام نے ایک تیر اسکی طرف چلائی وہ تیر اُس کی آنکہہ کو پہوڑ کے پار پہوڑ کے پار ہوگئی مہران اسیوقت اپنے گہوڑے سے
گر پڑا جب عجم کے سپاہیون نے دیکھا کہ اپنا سردار مارا گیا اور آپ بے سر ہوگئے سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام
کے شجیعون نے شیرونکے مانند انکا پیچھا کر کے قتل کرتے تھے کہتے ہین کہ لشکر کفار کا عدد و لاکھ سے زیادہ تھا مسلمانون کے
لشکر کا ہر ایک غازی دس دس کافر کو قتل کر کے داخل جہنم کیا بہت سے غنیمت اور باندی غلام لشکر اسلام کے ہاتھ
آئے جس قدر مال و متاع اس فتح مین ہاتھ آیا کسی واقع مین نہین۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَعَزَّ الاِسلَامَ
وَنَصَرَ اَولِیَاءَہٗ وَاَذَلَّ الکُفرَ وَخَذَلَ اَعدَاءَہٗ ۔ اور اسی سال مین مثنی بن حارثہ سنے
بشیر بن خصاصہ کو جو اصحاب کرام سے تھے حیرہ مین اپنا خلیفہ بنا کے آپ بلدۂ انبار کی طرف متوجہ ہوے پھر اس
خنافس ولایت کے بعضے لوگونکی رہنمائی سے سوق خنافس کو غارت کرنیکا ارادہ کیا وہ ایک بازار تھا کہ ہر سال چو طرفسے کفار

وہان جمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے تھے مثنی نے یک بیک وہان جا پہنچے اور بہت سے کافرون کو
مار ڈالا اور بعضون کو اسیر کیا اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانون کو بہت سی غنیمت ہاتھ آئی پھر وہان سے سوق
بغداد کا قصد کیا وہ بھی ایک بازار تھا کہ اب جہان شہر بغداد واقع ہے ہر سال مین ایکبار بہت سے کفار اس مقام مین جمع
ہوتے تھے اکثر ملک کسریٰ کے لوگ اور بعضے عرب کے قبیلے جیسے بنو خزاعہ اور ربیعہ وغیرہم بھی وہان آکے خرید و فروخت
کرتے تھے اور اس سال اس بازار مین اتنا مال جمع ہوا تھا کہ عراق اور مداین کے ایکسال کا خراج ہو مثنی نے فرصت
نگاہ رکھکے یک بیک اس بازار پر تاخت لائی بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی فرار ہوے مثنی نے حکم کیا کہ
زر سرخ اور روپا اور جواہر اور نفیس اور بہتر چیزونکے سواے کوئی دوسری چیز نہ اٹھاوے مسلمانون نے ایسا ہی
کیا تب بھی ہزار اونٹ کا بوجھ ہوا اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سالم و غانم اور مظفر و منصور وہان سے مراجعت کی
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمانا مثنی کی تائید
کے لئے ۔ نقل ہے کہ عروہ کو مثنی کے پاس روانہ کیے کے بعد عمر فاروق نے قبائل عرب حاضر ہونیکا حکم فرمایا
سو تھوڑے عرصے مین مخنف بن سلیم ازدی اپنے قبیلے سے آٹھسو بہادرون کو اور حصین بن معبد زرارہ نے
بنی تمیم سے ہزار دلاورونکو اور عدی بن حاتم طائی اپنے قبیلے سے ایک جماعت کثیر کو ۔ اور منذر بن حصین نے
بنی علیبہ سے ایک جم غفیر کو ۔ اور انس بن ہلال نے قبیلہ ہمر بن قاسط سے ایک بڑی گروہ کو اپنے ہمراہ لے کے
حاضر ہوے جب مدینے مین ایک فوج عظیم فراہم ہوی امیر المومنین نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو جو کیاست اور شجاعت
کے زیور سے آراستہ تھے اس فوج پر امارت دے کے سواد عراق کی طرف روانہ کیا جریر نے قطع منازل کر کے
ثعلبہ مین جا پہنچے اور مثنی بن حارثہ کے لشکرگاہ مین نزول کیا پھر دو لشکر باتفاق وہانسے نکلے اور حیرہ کے
ملک مین جا کے دیر منذر کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا اور لشکریون کو سواد کے اطراف متفرق کر کے غارت و تاراج کرنیکے
باب مین مطلق العنان کر دیا جب یہہ خبر مداین مین پہنچی توران دخت نے رستم فرخ زاد کے ساتھ ایک روایت سے
مہران بن مہرویہ کے ساتھ بارہ ہزار جنگی سپاہ کو دیکے جریر بن عبد اللہ کے جنگ پر روانہ کیا جب یہہ خبر لشکر
اسلام مین پہنچی اس لشکر کے امیرون نے سپاہ متفرق کو جمع کر کے انتظار کرتے جب مہران جنین کے نواح مین
پہنچا جریر بن عبد اللہ اپنے لشکر کو ہمراہ لے کے اس کے طرف متوجہ ہوے جب ہر دو فریق باہم ملے مثنی بن
حارثہ نے اسلام کے دلاورون کی ایک ٹکڑی لے کے جو لشکر اسلام کے میمنہ پر تھے کافرون کے میسرہ پر حملہ کر کے
جنگ آغاز کیا پھر لشکر عجم کے سپاہ بھی بڑے سخت حملے کئے پہلے بار لشکر اسلام کے قدم پھسل گئے مثنی بن حارثہ

نے بیقرار ہو کے ایک ندا کی کہ اے مسلمانون صف میدان سے پاؤن نہ پھیلاؤ تم سب میرے پاس آؤ مین
مثنی بن حارثہ ہون اس ندا سے مجاہدون کو ایک تقویت حاصل ہوئی اسیوقت ان کے جھنڈے کے پاس
جمع آئے اور لشکر اسلام کے میسرہ پر جو لوگ تھے عدی بن حاتم نے انکو کافرون کے جنگ پر تحریص دینے لگے
اور جریر بن عبد اللہ نے لشکر اسلام کے بیچون بیچ کھڑا رہکے سب نمازیونکو تقویت دی تب سب لشکر جنبش مین آیا
اور بڑی جوانمردی کے ساتھ شمشیر سے جنگ کرنے لگا کافرونکا سردار مہران جو تیر چلانے مین اور شمشیر سے
جنگ کرنے مین شہیر آفاق تھا اور اس جنگ مین بہت ہی جد و جہد کر رہا تھا لشکر اسلام سے منذر بن حسان
نے جب اس پر نیزہ چلایا اپنی گھوڑے سے زمین پر گر پڑا جریر بن عبد اللہ نے اسکا سر کاٹا جب لشکر عجم کے ہیونیون
نے دیکھا کہ اپنا سردار معرکہ مین سر کٹا ہوا پڑا ہے سب کے سب بزدل ہو گئے اور انکے لشکر مین تزلزل پڑ گیا
سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام سے عبد اللہ بن سلیم ازدی اور عروہ بن زید طائی نے انکا پیچھا کر کے بعضونکو
قتل کر دیا اور بعضون کو اسیر کیا اور ان کی ایک جماعت افتان و خیزان مداین کی طرف بھاگ گئی جب مہران
اور فارس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اہل اسلام نے عراق عرب کے شہرونکو غارت اور تاراج کرنے پر
کمر باندہی بہت سا مال و متاع اور سبایا ہاتھ آئے اس اثنا مین حنین والون سے بعضون نے مثنی کی خدمت
مین عرض کی کہ ہماری ولایت کے قریب جو ایک قریہ کہ جسکا نام بغداد ہے ہر مہینے مین ایکروز وہان بہت سے
کفار جمع ہوتے ہین اور بہت سے تجار بھی خرید و فروخت کے لئے آتے ہین اگر لشکر اسلام اسکے غارت پر مستعد
ہو تو چہار طرف کے لوگون کے دلونمین مسلمانونکا بڑا رعب پڑ جاویگا مثنی یہ بات قبول کر کے اپنے لشکر سمیت
انبار کی طرف روانہ ہوئے اور اس سرزمین مین جو ایک قلعہ تھا اسکا محاصرہ کیا جب اس قلعہ کا حاکم عاجز ہوا
اس کو امان دیکے بلوایا جب اس نے مثنی کی خدمت مین آیا بازار بغداد کو غارت کرنے کا ارادہ اس سے ظاہر کر کے
فرمایا کہ چند راہ دکھلانے والونکو ہمارے ساتھ کیجئے اور فرات پر ایک پل باندھ دیجئے اسنے یہ ہر دو بات قبول
کر کے راہ دکھلانے والون کو ہمراہ دیا اور فرات پر پل بھی بندھوایا پس مثنی قطع مسافت کر کے جب اس بازار
مین پہنچے تاخت و تاراج شروع کیا فارس اور اہواز اور خوزستان اور دوسرے شہرون کے کفار جو جمع آئے
تھے بھاگنے لگے اس قدر نقد و جنس سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب ممکن نہ تھا اور اس بازار سے بھاگے
ہوئے لوگون نے مداین مین جا کے کسریٰ کی دختر سے جو اسوقت تخت نشین تھی فریاد کی پھر اس اثنا مین یہ خبر
پہنچی کہ سوید بن قطبہ اور عطیہ بن غزوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر بہت سے شہر و دیار جو سلاطین عجم

سے علاقے مین تھے اپنے قبضہ تصرف مین لائے ہین یہ خبر سنتے ہی فارس کے امیرون اور عمدگون کے دلون
مین بڑی دہشت بیٹھ گئی کسریٰ کی بیٹی نے رستم فرخ زاد کو حکم کیا کہ ایک لشکر ہمراہ لیکے جلد نکلے اور لشکر عرب سے
بدلہ لیوے رستم کو یہ بات پسند نہ آئی عجم کے ارکان دولت سے پوشیدہ کہنے لگا کہ ہمارے مملکت مین یہ اختلاف
و پریشانی رو دی ہے اسکا سبب یہی ہے کہ ہماری زمام اختیار ایک عورت کے ہاتھ مین ہے ؎ شکوہی نماند دران
خاندان ؏ کہ بانگ خروس آمد از ماکیان ؏ یہ بات سب فارس کے عمدگون نے پسند کی اور سب ملکے اس بات پر اتفاق
کیئے پرویز کی اولاد سے کسی کو ڈھونڈ کے تخت پر بٹھلا دین بہت جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ شہریار کا بیٹا یزدجرد اصطخر
بلا حکومت متفکر روزگار بسر لیجاتا ہے لیکن بہت جلدی سے اس کو بلوایا جب اس نے قطع منازل کرکے مداین پہنچا
اسکو نوشیروان کے تخت پر بٹھلائے جب ہجرت سے پندرہوان سال شروع ہوا سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ
کی طرف روانہ ہوے اور امیر المومنین عمر ان کے پیچھے بالتواتر مدد روانہ کرتے تھے ازانجملہ مغیرہ بن شعبہ کے چہار سو
مرد نامدار کو دیکے بھیجا اور طلیحہ بن خویلد اسدی کے آٹھ سو پیادہ اور سوار - اور عمرو بن معدیکرب کے ہمراہ پانسو اور عاصم
بن عمرو کے ہمراہ چہار سو سپاہی اسیطرح ہر قبیلہ سے جو جماعت کہ مدینہ مین فراہم آتی تھی حضرت عمر نے جوق جوق
روانہ کرتے تھے - اور ابو عبیدہ بن الجراح کو نامہ لکھا کہ ہزار سوار جو شجیعون مین نامدار ہون عراق کی طرف روانہ
کرین - اور ایک لشکر جو خالد کے ساتھ عراق سے روم کی طرف آیا تھا اس کو بھی اپنی فوج سے جدا کرکے ہاشم بن عتبہ
بن ابی وقاص کو جو سعد کے برادر زادہ تھا اس فوج کی امارت دیکے روم سے عراق کی طرف انکی مدد پر بھیجدین اور
حضرت عمر بھی اکثر شجیعون اور فصیحون اور بلیغون اور مدبرون کو ہر قبیلے سے روانہ فرماتے تھے سعد بن ابی
وقاص ایسا بڑا لشکر لے کے قادسیہ کیطرف متوجہ ہونے کی خبر جونہی یزدجرد کو پہنچی حکم کیا ایک بڑا لشکر جمع ہووے
عرصہ قلیل مین ایسے خلق کثیر جمع آئے کہ شہر اور بیابان انہین سے بھر گیا جب ایسا لشکر عظیم جمع ہوا یزدجرد نے
دیکھکے بڑی خوشی کی اور رستم فرخ زاد کو اسپر امارت دی اور حکم کیا کہ مدت مدید و آوان بعید سے جو خزانے
مداین مین مدفون تھے اسکو کھولدین جب وہ خزانے کھولدئے سب لشکریونکو ان کے حسب مراتب انعام دیا
اور سواد عراق کے اہالی اور موالی کو اس مضمون کے خطوط روانہ کیا کہ تمہارے سے ہر شخص جسقدر کہ قوت رکھتا ہو
اعراب کی تباہی مین مصروف کرے اس باب مین ہرگز سستی روا نہ رکھے جب یہ خطوط سواد عراق کے لوگونکو
پہنچے وے اپنے دہقانیون اور عیتیونکو اسباب مین دلیر کر دئے اور روے دغا بازون نے ہر جگہہ دغا اور فریب سے
مسلمانون کے قتل مین ہاتھ دراز کیا دن بدن اہل عجم کا کام قوت پکڑنے لگا اور سپاہ عرب مین ایک ضعف

آگیا تب جریر بن عبد اللہ اور مثنی بن حارثہ نے ایک قاصد کو مدینہ کیطرف بھیجا اور سب حالتین حضرت فاروق
اعظم کی خدمت مین ظاہر کین جب وہ قاصد نے مدینہ آیا امیر المومنین عمر فاروق مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوے تھے
وہ قاصد نے مدینہ سے امیر المومنین کے پاس جاکے جب یہ خبر دو امیر کا عریضہ پہنچایا حضرت عمر انکا جواب
اس مضمون سے تحریر فرمایا کہ تمہارا مکتوب جو روانہ کئے تھے پہنچا اور وہان کے سب حالات سے مطلع کیا۔
انشاء اللہ تعالی جب مین مکہ معظمہ سے مراجعت کرونگا تمہاری اعانت کیلئے بضرور دلاوران اسلام کی ایک
جماعت کو بھیجونگا غرض جب حضرت عمر نے داخل مکہ ہوے اور مناسک حج سے فراغت حاصل کی بہت جلدی
سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور کفار عجم کے جنگ وجدال کے باب مین مشورت کی کہ آپ ہی ایک لشکر لے کے
مداین کی طرف جانا مناسب ہے یا کسی شخص کو جو شجاعت وجوانمردی مین نامور رہی روانہ کرین حضرت عباس اور
حضرت علی مرتضی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جو ہر باب مین انجام کار کو سوچتے تھے یہی تدبیر ٹھہرائے کہ امیر المومنین
آپ تشریف نہ لیجاوین بلکہ دوسرے کسی کارآزما کو روانہ فرماوین پس انہین کے راے کے موافق سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ کو سب افواج اسلام کی امارت دیکے ایک لشکر جرار کے ساتھ مداین کیطرف روانہ کیا اور حضرت عمر نے
رخصت کے وقت سعد کو یہہ نصیحتین کین کہ جس منزل مین تم پہنچوگے اور جس منزل سے آگے بڑھوگے وہان کی
حقیقت حال سے مجھے اعلام کیجئے۔ اور جب تم قادسیہ پہنچوگے اسی جگہہ کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرائے۔ القصہ
سعد نے یہہ وصیتین قبول کرکے چھے ہزار غازیان اسلام کے ساتھ منزلین طے کرکے قادسیہ مین نزول فرمایا
اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ جو اسی نواح مین بعضے شہرون پر حکومت رکھتے تھے سعد بن وقاص کی روانگی کے بعد
حضرت عمر نے ان کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ مین نے سعد بن وقاص کو مداین کیطرف بھیجا ہے تو
تم بھی انکی تابعداری کرو یہہ نامہ پہنچتے ہی ابو موسی اشعری نے مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ ہزار آدمی اور قیس بن ہبیرہ کے
کے ساتھ ہزار سپاہ کو دیکے قادسیہ کیطرف روانہ کیا کہتے ہین کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور اشعث بن
قیس اور مالک اشتر قیس کے ہی ہمراہ تھے۔ نقل ہے کہ سعد بن وقاص کے لشکر مین اصحاب بدر سے انتیس صحابی
داخل تھے مکہ کی فتح کے دن جو صحابہ نامدار وشجیعان با وقار حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت
تھے ان سے تین سو اصحاب اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم سے نو سو جوانمرد حاضر تھے۔ کہتے ہین کہ سعد بن وقاص
قادسیہ کو پہنچنے کے آگے مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے طرف عالم باقی رحلت کی تھی ان کے
بی بی کا نام جو سلمی تھا جب عدت کے ایام گذر چکے سعد بن وقاص نے اس بی بی کو اپنے نکاح مین لایا۔ القصہ لشکر اسلا

قادسیہ مین نزول کیا ہی سو خبر یزدجرد پہنچتے ہی اس نے سعد بن وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہہ
التماس کی کہ اپنے لشکر کے اعیان ارکان سے چند شخص کو مداین کی طرف روانہ کرے تا انسے ہم کلام ہو وے سعد نے
اس گذارش کو قبول کر کے اپنے لشکر سے نعمان بن مقرن اور حنظلہ بن ربیع اور عدی بن سہیل اور عطارد بن الحاجب
واشعث بن قیس وعاصم بن عمرو ومغیرہ بن شعبہ وعمرو بن معدیکرب اور کئی عمدگونکو مداین کیطرف روانہ کیا - وے
اشراف عرب بہتر عربی گھوڑون پر چڑھے ہوے بردہاے یمانی اوڑھے ہوے اور باریک تازیانے اپنے ہاتھہ مین
لئے ہوئے اور بہتر نعلین اپنے پاؤن مین پہنے ہوے کسریٰ کی ماڑی کے پاس پہنچے - یزدجرد ان کو باریابی کی
پروانگی دیکے اپنے دربار مین بلوایا اور بعزت اکرام سے بٹھلایا اور مترجم کو بلوایا - کہتے ہین کہ خود یزدجرد بھی
عربی زبان جانتا تھا - سو اس جماعت کے طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ ای جماعت عرب تم ہمارے ملک مین آنے
اور ہمارے جنگ پہ اقدام کرنے پر تم کو کیا چیز باعث ہوی - شاید کہ ہم نے جو تمہارے تغافل اور تساہل کی ہے
تم اسلئے ہم پر دلیر ہوے - مغیرہ بن شعبہ نے جوابدیا کہ ای بادشاہ ہم نے ایکمدت شرک وضلالت اور جہالت و
غباوت مین سرگردان تھے - اللہ تعالی نے اپنی کمال رحمت وعنایت سے ہمارے سے ہی ایک پیغمبر جلیل القدر
کو جو ہمارے مین والا نسب عالی حسب اور بہت ہی معزز ومکرم تھے مبعوث کیا وہ پیغمبر نے اللہ تعالی کو ایک جاننے
اور اس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرنے پر ہم کو دعوت کی اور نماز وروزہ اور حج وزکوۃ اور کفار کے ساتھہ جہاد اور پاک
اخلاق اور نیک اطوار کا حکم کیا اور برے عقیدے اور بد اخلاق اور برے اعمال وافعال سے منع فرمایا اور اپنی
پیغمبری پر معجزات بین اور دلائل روشن بتلاے سو ہم کو علم الیقین حاصل ہو کہ آپ رسول مطلق اور پیغمبر برحق
ہین - اور آپ نے جو دین متین لایا ہی وہی دین سچا اور برحق ہے اور ہم نے آگے جس راہ پر تھے وہ راہ باطل اور
گمرہی اور آخرت مین عذاب وعقاب کی موجب تھی - پس ہم نے اس پیغمبر برحق پر ایمان لایا اور انکا دین متین
اور ان کے احکام شرع بمین جان ودل سے قبول کئے - اب وہ پیغمبر گرامی قدر نے دنیا سے رحلت کی اور رفیق
اعلی کی مصاحبت اختیار کی اور ہم کو وصیت فرمائی کہ خلق کو دین اسلام اور شریعت محمدی کے احکام کیطرف دعوت کرین
تا لوگ عذاب دوزخ سے نجات پا کے جنت الماوی کی مستحق ہوویں - سو ہم نے آپکی وصیت پر کمر باندہی عرب کے اطراف
ونواحی مین جو لوگ تھے ان کو دعوت کی وے قبول کر کے سعید دارین ہوے - اور جنہون نے قبول نکیا ہم
ان پر تلوار باندہی بعضے مقتول ہوے اور بعضے جزیہ دینا قبول کیا سو ہم اب اسلئے یہان آئے ہین کہ اس دین
حق کی طرف دعوت کرین - اور تجھے سیدہی راہ بتلاوین - یزدجرد نے جب یہ باتین سنی کہنے لگا کہ اے گروہ عرب مین

نہین جانتا ہون کہ روم زمین پر کوئی قوم تمھارے سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہو - اور تم بہت ہی رنج ومحنت
اور افلاس ومشقت مین رہتے تھے اور ہمارے پاس بہت خوار وذلیل تھے - جب تمہارے تھوڑے سے لوگ
تجارت کے لئے اور تھوڑے سفارت کے وسیلے سے ہمارے ملک مین آنے جانے لگے اور ہمارے ملک کے
لذیذ کھانے اور آب شیرین نوش کرنے لگے سو اب تمکو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے سے مقابلہ کرین اور جنگ کر کے ہمارا
ملک چھین لین مین سمجھتا ہون کہ تمھاری تنگی اور بے برگی تم کو اس بات پر لے آئی ہے - اب یہی بہتر ہے کہ تم اپنے
ملک کی طرف چلے جاوین - مین حکم کرتا ہون کہ گیہون اور کھجور جس قدر تم چاہین تمہارے اونٹون پر لادوین
اور تمہارے سردارون اور عزت مندون کو لباس فاخرہ پہناوین اور عزت اکرام کے ساتھ روانہ کرین اور
تمہارے پر ایسے شخص کو حکومت دونگا کہ وہ عدل وانصاف کی بڑی رعایت کرے اور نرمی وملایمت سے
موصوف رہے - مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ای بادشاہ اگر تیرا یہ گمان ہے کہ تو ہمارے بہ نسبت ایسی باتین کرنے سے
ہم کو کچھ عیب لگے تیرا یہ گمان بیشک خطا پر ہے کیونکہ ہماری قابلیت کا نقد اَلاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ
کے سکے سے بڑی رونق اور زینت رکھتا ہے یعنے اسلام کی زینت اور ایمان کی عزت جاہلیت کی عیوب لوث
کو نابود کر دیتی ہے ؎ سنگ بد گوہر اگر کاسہ زرین شکند ؛ قیمت سنگ نہ افزاید و زر کم نشود ؛
جو مشقتین کہ تو نے لکھی ہم دیکھے ہین اور اقسام کی مصیبتین کھینچے ہین بلکہ ہمارے مین بڑا فاضل وہی تھا جو اپنے
بھیچیرے بھائی کو قتل کرے اور اسکا مال لوٹ لے اور ہم مردار کھاتے خون اور ہاڑ کو مباح جان کے اپنے استعمال
مین لاتے تھے ہمارا حال ایسا ہی تھا یہانتک کہ حق سبحانہ تعالی نے اس پیغمبر دین پرور کو ہمارے سے ہی
مبعوث کیا اور ہمارے پر بڑی منت رکھی اور بڑی عزت وحرمت دی اور ہم اس رسول مقبول پر ایمان لائے
اور اس نے ہم کو حکم کیا کہ کفار ومشرکین کے ساتھ جہاد کرین اور ہم کو بشارت دی کہ ہمارے سے جس نے کفار کے
جنگ مین شہادت پاوے تو وہ اسیوقت داخل جنت ہوگا اور بہشت کی نعمتون سے ہمیشہ محظوظ رہیگا
اور جس نے زندہ رہیگا وہ دین کے دشمنون پر غالب ہوگا اور وہ پیغمبر برحق اور مخبر صادق نے ہم کو یہ بھی خبر
دی ہے کہ فلان فلان ملک تمھارے ہاتھ پر فتح ہووین گے اور اس کے خزانے اور دفینے مسلمانون مین
قسمت پاوین گے سو تیرا ملک اور اسکی پہاڑیان اور خزانے بھی اسمین داخل ہین اب ہم تجھکو دعوت کرتے
ہین کہ تو خدا ورسول پر ایمان لاوے اور یہ دین متین قبول کرے اور تیرے آبا واجداد جس رسم پر تھے اسکی
قباحت سے آگاہ ہو جاوے - جب تو ایمان سے مشرف ہوویگا دولت ابدی اور سعادت سرمدی تیرے نصیب

تیرا ملک عجمی پر بحال رہیگا کوئی تیرے بے اجازت تیرے ملک مین آئیگا اور تو زکوٰۃ اور عشر اور خراج دیا کرے
اور اگر تو ایمان نہین لاتا ہی تو ذلت وخواری کے ساتھ جزیہ دیجیے تب ہم تیرے خون اور مال کے ساتھ تعرض نکرینگے
اگر تو جزیہ بھی دینا نہین قبول کرتا ہے تو جنگ پر تیار ہو جا ہم تیرے ساتھ قتال کرین گے تا اللہ تعالے ہمارے اور
تیرے درمیان حکم کرے - جب یزدجرد نے یہ باتین سنی اپنے تکبر اور نخوت سے بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ مین
تم پر رحم کیا تھا اور چاہتا تھا کہ تم کو اناج اور لباس دے کے عزت واکرام کے ساتھ روانہ کرون لاکن تم نے
کلام مین جب ایسی جسارت کی اور بے ادبی سے پیش آیا اب وہ رحم میرے دل سے جاتا رہا اگر بادشاہون مین قاصدون
کو قتل کرنا درست ہوتا مین تم کو قتل کرواتا اب تمہارے واسطے میرے نزدیک سواے خاک کے اور کچھ نہین پس
حکم کیا کہ ایک زنبیل مین خاک بھر کے لے آوے اور گروہ عرب کے عہدگون سے کسی کے سر پر رکھے اسکا غلام نے ویسا ہی
جب خاک لے آئی عاصم بن عمیر تمیمی جلد اٹھے اور وہ خاک کی زنبیل اس کے ہاتھ سے لے کے اپنے کندھے پر
رکھی پس سب اکابر عرب یزدجرد کی مجلس سے اٹھ کے چلدئے - عاصم نے راہ مین کہتے تھے کہ اے گروہ عجم تم نے
ایسا کام کیا کہ اپنے ملک کی خاک ہمارے حوالے کر دی - انشاء اللہ تعالے اب قریب ہی کہ ہم تمہارے پر فتحیاب
ہون گے اور تمہارے ولایت کی خاک توبرے مین ڈال کے ہم دیار عرب مین لیجاینگے - القصہ جب یزدجرد کی مجلس
سے نکلے اور سعد بن ابی وقاص کی خدمت مین آپہنچے سب ماجرا ظاہر کیا - وہ خاک کا قصہ سنکے سعد نے بہت خوش
ہو گئے اس سے اقبال کی فال لی اور کہا واللہ ہو نے اپنی اقلیم کی کیلیان ہمارے حوالے کردین کیونکہ خیرات کی
مرکز اور برکات منشا خاک ہی ہی قرآن مجید مین ارشاد ہوا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا
کہتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص نے ولایت عجم کے اطراف ونواحی مین اپنے لشکر کی ٹکڑیان روانہ کرتے تھے آمد و
غارت کرکے لاتے تھے - اگرچہ لشکر اسلام مین سب چیزین وافر تھین - لاکن گوشت میسر نہین آتا تھا کیونکہ اس ملک
والون نے اپنے جانورون کو پہاڑون مین رکھ کے نگہبانی کرتے تھے اور لشکر اسلام کے غازیونکو جہاد کا کام ورزش
رہنے سے اپنے اونٹون کو نحر نہین کرتے - نقل ہے کہ لشکر اسلام کی ایک جماعت جو غارت کے لئے نکلی تھی
راہ مین بعضے شکاریونکو دیکھی کہ دوسو خروار ماہی لیجاتے ہین انکو پکڑ کے اپنے لشکرگاہ مین لے آیا اور چند روز وہی ہمکو کام
آئی - اس ایام کو ایام صیاد کہتے ہین - اور عاصم نے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ لے کے گاو اور گوسفندونکی تلاش مین نکلے
تھے سونگاہ ایک بیابان مین پہنچے وہان کفار کی ایک فوج اتری تھی ان سے پوچھا کہ بکرے اور بیلون سے تم کچھ خبر
رکھتے ہو سب کہے کہ نہین - تب ایک گائی جو اس بیابان مین چر رہی تھی فصیح زبان سے کہنے لگی کہ یہ دشمن خدا

جسو ہلڈ کہتا ہے کہ گائیون اور بکرون کا ایک بڑا شدہ اس جنگل مین چھپا ہے - تب عاصم نے اس چند سے کو ہانک کے
اپنے لشکرگاہ مین لا پہنچایا - سو چند روز اسی مین گذر گئے - اس ایام کو ایام بقری کہتے ہین - نقل ہے کہ یزدجرد نے
رستم فرخزاد کو لشکر عرب سے جنگ کرنے کے باب مین بہت ہی تحریص دیتا اور ایک لشکر جرار امادہ کرنے مین
بہت ہی مبالغہ کرتا تھا - رستم نے علم نجوم اور کہانت کے فن مین بڑی مہارت رکھتا تھا اوضاع فلکی اور تاثیرات
کواکب سے بیعیات جانتا تھا کہ ان دنون عرب کی دولت و سعادت اور عجم کی نکبت اور ہلاکت مقرر ہے اسواسطے اس
باب مین سستی اور دیری کرتا تھا اہل عجم کے نحوست سعادت سے بدلجاوے اور عرب پر نکبت کے ایام آویتے
نہین سمجھا تھا کہ تقدیر ربانی کے آگے تدبیر انسانی کچھ کام نہین آتی قال اللہ تعالیٰ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْءً
فَلَا مَرَدَّ لَہٗ اور وہ عجب نادان تھا کہ اعلام اسلام کی بلندی اور شریعت سید انام کی ترقی اور فتحمندی جو تائید غیبی
اور نصرت لاریبی ہوا کرتی ہے اور لحظہ بہ لحظہ غلبہ پا رہی ہے ستارگون کی اتصالات سے اسکے زوال پر استدلال
کرتا تھا شعر لَا یَرْقُبُ النَّجْمَ فِی اَمْرٍ یُحَاوِلُہٗ ۔ فَاللّٰہُ یَفْعَلُ لَا جَدْیٌ وَلَا حَمَلُ ۔ مَعَ السَّعَادَۃِ مَا لِلنَّجْمِ مِنْ
اَثَرٍ فَلَا یَضُرُّکَ مِرِّیْخٌ وَلَا زُحَلُ ۔ دل بحق بند کہ زو قایم شد چرخ و نجوم ۔ ہیچ عاقل نہ نہند دل بحروف تقویم ۔ بندہ او
شود شاکر و درویش غنی ۔ داشت اول کلمہ فرعون و شبان بود و کلیم ۔ ہر کہ را طبع سلیم است کند فہم سخن ۔
ہمہ را بخشش خدایا بکرم طبع سلیم ۔ القصہ یزدجرد نے رستم فرخزاد کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار نیزہ دار اور خنجر گذار
سپاہ ہونکو دے کے لشکر عرب پر روانہ کیا رستم نے کئی منزلین طی کین ناگاہ ایک منزل مین سعد بن ابی وقاص
کے لشکر سے ایک سپاہی کو لشکر رستم کے میرہ والون نے پکڑ لایا رستم نے اس سے پوچھا کہ اس ملک مین آنے
کے لئے تمکو کیا چیز باعث ہوی وہ عربی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان
فیض ترجمان سے ہمکو وعدہ دیا ہے کہ تمہاری دولت اور حکومت ہمارے ہاتھ آویگی اور تمہارے عیال و اطفال
ہمارے اسیر ہووینگے اور تمہارے خزانے مسلمانون پر تقسیم پاوینگے - اگر تم اسلام قبول کرین تمہاری
مملکت تم پر ہی بحال رہیگی والا یہ سب باتین بلاشک واقع ہووینگے - رستم نے پوچھا یہ سب باتین حاصل
ہونے کے آگے تم ہی مارے جاوین تو کیونکر ہوگا - وہ عربی نے جواب دیا کہ ہمارے بیچ جسنے تمہارے ہاتھ سے
مارا جاویگا وہ داخل جنت ہوگا اور ہمیشہ راحت و آرام مین رہیگا اور ہمارے سے جو لوگ باقی رہینگے اللہ تعالیٰ
یہ وعدہ ان کے حق مین وفا فرماویگا ہم کو اس بات پر یقین کلی حاصل ہے - یہ بات سنتے ہی اس کے سینہ مین
آتش غضب شعلہ مارنے لگی اسیوقت اس عربی کو قتل کروایا - وہان سے کوچ کرکے آگے چلا گیا

قریئے کے نزدیک اپنے لشکر کو اترنے کا حکم کیا اس کے لشکریون نے اسجگہ بڑا ظلم و فساد آغاز کیا لوگون کا مال
لوٹنے اور ان کے عورت بچون کو قتل کرنے مین اپنے ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور طرح طرح کے فسق و فجور مین مشغول ہوئے
تب اس ملک کے لوگون نے رستم فرخزاد کے پاس فریاد لائے اسنے ان کی فریاد سنکے ناخوش ہوا اور اپنے لشکر کے
عمدگون کو جمع کرکے غصہ کرنے لگا کہ ای گروہ فارس واللہ وہ مرد عربی تھے جو کلام کیا نہایت راست باتین یعنی
کہ یہہ تمہارے برے اعمال ہی تمکو خوار و ذلیل کرینگے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ لشکر عرب باوجودیکہ اس ملک والون سے
جنگ و قتال کرنیکے لئے آیا ہی لاکن انمین کسی نے رعایا پر ایسا ظلم و ستم نہین کرتا ہی جو تم نے کیا اسکے آگے تم نے
جب تک عدل و انصاف رکھتے تھے اللہ تعالی تمہارے دشمنون پر تم کو نصرت دیتا تھا اور تمہارے ملک مین تم کو بحال
رکھا تھا جب تمہاری اچھی انصاف بدل گئی اور ظلم و ستم شروع کئے تمہارے ملک و دولت مین بھی خلل آگیا اب مین
گمان نہین کرتا ہون کہ تمہارا ملک و اقبال تم پر بحال رہے پس حکم کیا کہ اپنے بعضے لشکریونکو جو ظلم و ستم کئے تھے
حاضر کرین اور انپر سیاست جاری کرین۔ عجب ہی کہ رستم نے اورونکے ظلم و ستم کو ناپسند کیا پر اپنے نفس کو
جو آپ ظلم کرتا تھا اور دین حق نہ قبول کرکے برے اعمال کا مرتکب ہوا تھا اسکو برا نہین جانا غرض جب اس مقام سے
کوچ کرکے دوسری منزل مین جا اترا اسی شب یہہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ زمین پر اترا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسکے ہمراہ ہین وہ فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیار
چھین لے کے حضرت کے ہاتھ دیتا ہی اور حضرت نے وے ہتھیار عمر فاروق کے تحویل کرتے ہین رستم جب
خواب سے بیدار ہوا نہایت ملول و بیقرار ہو گیا۔ آخر ملول و دق کرہا آگے بڑہا جب دیر اعور پر پہنچا وہین نزول کیا
اور اسی کو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا کیونکہ وہان سے لشکر اسلام تھوڑی مسافت پر تھا جب سعد بن ابی وقاص کو
یہہ خبر پہنچی طلحہ بن خویلد کے ہمراہ عرب کے دلاورون کی ایک ٹکڑی دیکے لشکر کفار کی خبر لانیکے لئے روانہ کیا
وہ ٹکڑی قطع مسافت کرکے جب یہانتک پہونچی کہ کافرون کا لشکر نظر آنے لگا طلحہ کے رفیقون نے کہا کہ ابھی
ستاہے یہہ پھر جاوین طلحہ کہنے لگے کہ مین البتہ لشکر عجم تک جاکے ان کے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہون رفیقون نے
کہنے لگے کہ یہہ بات مناسب نہین ہی طلحہ نے جواب دیا کہ تم خوف کہاتے ہو جہان سے چاہتے ہو پھر جاؤ یہہ بات سنکے
وہ جماعت وہین سے پھر گئی۔ طلحہ وہین ٹھہرے جب ساعت آئی تب تنہا لشکر عجم مین داخل ہو کے گشت کرنے لگے
اور معکان فارس کے دو مکلل خیمون سے کہ طنابین کاٹ کے گرا دئے اور ایک شخص جو عجم کے بڑے شہیرون سے تھا اور
اسکو ہزار مرد کے مقابلہ مین جانتے تھے اس نے اپنے گھوڑے کو اپنے نزدیک باندھکے سو گیا تھا۔ طلحہ اپنے گھوڑے سے

اترے اور اس کے گھوڑے کو کھول کے اسکا باگ ڈور اپنے گھوڑے کے فتراک بند سے باندھکے پھر اپنے گھوڑے پر
سوار ہوکے لشکر عجم سے باہر آئے جب اسنے ہوشیار ہوکے دیکھا کہ اپنا گھوڑا نہین ہے متعجب ہوا دوسرے ایک اسپ
باد رفتار پر سوار ہوا اور چند سپاہیونکو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب رات گذر گئی۔ طلوع فجر کے بعد اثنائے راہ مین
اسنسے ملا۔ طلحہ نے تن تنہا بڑی جوانمردی سے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور تلوار کی ایک ایک ضرب سے اس پہلوان
عجم کو جہنم کی طرف روانہ کیا۔ دوسرے نے جو اسکے ہمراہ تھا مقابلہ کیا اسکو بھی قتل کر دیا۔ تیسرا سوار جب مقابلہ
مین آیا اسپر بھی غالب ہوئے لاکن اسکے قتل سے ہاتھ رکھ کے اسکو اپنا ردیف بنا کے اپنے لشکرگاہ کے طرف
چلدئے۔ جب اہل اسلام نظر کئے کہ طلحہ سالم و غانم آرہے ہین بہت خوش ہوئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے
جب اپنے اسیر کو ساتھ لئے ہوئے سعد بن ابی وقاص کے حضور مین پہنچے سعد نے دشمنون کے لشکر کا احوال دریافت
کیا تو طلحہ نے اپنے اسیر کے طرف اشارہ کیا کہ وہ میرے سے زیادہ جانتا ہے تب ایک مترجم کو بلا کے لشکر عجم کی اخبار اس سے
استفسار کی اس نے کہنے لگا کہ پہلے اس پہلوان کی شجاعت یعنے طلحہ کی دلاوری سے ایک شمہ بیان کرتا ہون
پھر لشکر عجم کا جو احوال تم پوچھتے ہو کہہ دیتا ہون جانئے کہ میری ابتدا جوانی سے اب تک بہت سے پہلوانون کو
دیکھا ہون اور جدال و قتال مین بہت سے دلاورون کے ساتھ مقابلہ کیا ہون اور کتب و تواریخ سے بھی بہت سے
جوانمردون کے قصص و حکایات دیکھا اور سنا ہون پر ایسے بہادر کا کہین نظیر نہین اگرچہ لشکر عجم کا تعداد ستر ہزار
سے زیادہ ہے لاکن آج کی شب تن تنہا یہ جوانمرد نے ویسے انبوہ لشکر مین داخل ہوا اور اسکی بلند ہمت اور
جوانمردی کی غیرت نہین چاہی کہ جیسا لشکر مین آیا تھا ویسا نکلجاوے بلکہ اس لشکریون کے خیمون کے طنابے
کاٹ کے ان کے سر پر گرایا اور اس لشکر کا ایک اسپ باد رفتار کھول لیکے بلا دغدغہ لشکر سے نکل گیا اور اس لشکر
کے دو پہلوان جو ہر ایک ہزار مرد کے مقابل تھا اثنائے راہ مین آکے اس پہلوان عالی شان سے مقابلہ کئے تن تنہا
ہر دو کو زمین پر گرا کے تہ تیغ کیا اور مین بھی ایسا پہلوان ہون کہ لشکر عجم مین میرا نظیر نہین سو مجھکو بھی میرے ہاتھ
گردن پر باندھکے اسیر کیا ہزار ہزار آفرین ہو اسکی جوانمردی پر۔ پھر لشکر عجم کی سب حالتین تفصیل کے ساتھ گذارش
کین اور اسیوقت اسلام سے مشرف ہوا سعد بن ابی وقاص نے اسکا نام مسلم رکھا اور قادسیہ جنگ مین اس سے
جوانمردی کے عجب کرشمے ظاہر ہوئے۔ القصہ رستم فرخ زاد جنگ پر اقدام کرنے سے اندیشناک تھا اور ہر منزل
مین چند روز توقف کرتا تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ اس نے مداین سے نکل کر قادسیہ پہنچنے تک چہار مہینے منقضی ہوئے
اس کے تاخیر کرنیکا یہی سبب تھا کہ شاید لشکر اسلام مصالحت پر راضی ہوکے اپنے ملک کیطرف مراجعت کرے

اور اہل عجم کے طالع کی نحوست سعادت سے مبدل ہو وے اور ہر روز کئی قاصد کو لشکر اسلام مین بھیجکے صلح کی سلسلہ جنبانی کرتا اور لشکر اسلام سے بھی چند اشخاص کو بلوا کے اس با بین ہمکلام ہوتا تھا - سعد بن ابی وقاص نے کبھی ایک جماعت کو اور کبھی ایکہی شخص کو روانہ فرماتے تھے اور وہی سوال و جواب ہوتا جو نیز و جبر کے ساتھ ہوا تھا جب کسیطرح سے بھی صلح کی صورت نہ ٹھہری رستم نے چڑ گیا اور کمال نخوت سے کہنے لگا کہ کل مین عجم کے شیرون کو حکم کرونگا تا ایسا جنگ کرین کہ عرب کے سرکشون کے سرونکو گوئے چوگان کے مانند میدان مین منتشر کردین تا انکو پھر عجم کے ساتھ جنگ کرنے کی ہوس باقی نرہے اور اسیوقت حکم کیا کہ سب اہل لشکر مٹی اور پتھر اینٹ اور لکڑی چوطرف سے جمع کرکے بڑی جلدی سے نہر عمیق پر ایک پل باندہکے دین اور اسی شب واقعہ مین دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتے نے اترا اور لشکر عجم مین جتنے کمانین تھین چھین لیکے اسپر مہر کی اور آسمان پر لے گیا علی الصباح یہہ خواب اپنے مصاحبون سے ظاہر کیا اور اس خواب کی بڑی دہشت اسکے دل مین جاگیر ہوی لاکن جب سوا مقابلہ کے چارہ نرہا - آخر چار و ناچار جنگ پر تیار ہوا - **قادسیہ کا جنگ** - نقل ہے کہ اس رستم فرخ زاد نے ایک بیش قیمت بکتر پہنا ہوا اور ایک زرانداز خود سر پر رکھا ہوا اور ایک شمشیر یمانی حمائل کیا ہوا نکلا اور حکم کیا کہ ایک اسپ باد رفتار حاضر کرو جب گھوڑا لے آئے بغیر رکاب مین پاؤن رکھنے کے جست کر کے اس پر سوار ہوا اور اس وقت اسکی زبان ناپاک پر گذرا کہ کل عرب کے لشکر کو درہم و برہم کرونگا - اس مقام کے حاضرون سے ایک شخص کہنے لگا کہ اللہ تعالی چاہا تو - اس ملعون نے کہا کہ نہ چاہا تو بھی - نعوذ باللہ من ذلک - ~~~ ہر آنکہ گیتی گردش بکین او برخواست ؛ بغیر مصلحتش رہبری کند ایام ؛ کبوتری کہ دگر آشیان نخواہد دید ؛ قضا ہمی بروش تا بسوی دانہ و دام ؛ غرض جب اس پل سے عبور کیا حکم کیا کہ ایک بلند پشتہ پر خیمہ دیکے اس کے سایہ مین اپنا تخت رکھین - اور آپ اس تخت پر بیٹھکے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرتا تھا - اور چھتیس ہاتی جو اسکے ہمراہ تھے اس سے اٹھارہ ہاتھی قلب لشکر مین رکھا - اور کئی صندوق اور تخت ان ہاتیون پر باندہکے تیرانداز و نکو اسپر بٹھلایا اور باقی ہاتیون کو میمنہ اور میسرہ اور ساقہ اور کمین گاہ پر مقرر کیا اور یز و جرد حکم کیا تھا کہ اپنی مداین سے لے کے رستم کے لشکر گاہ تک چند چند قدم کے فاصلے پر ایک ایک شخص کھڑا رہے اور رستم کے لشکر مین جو کچھہ گذرتا سو ایک دوسرے سے پکار کے کہدیوے تا ہر وقت اس لشکر کا حال آپکو معلوم ہوتا رہے - غرض سعد بن ابی وقاص بھی اپنا لشکر تیار کرکے بر سر میدان روانہ کیا لاکن ان دنون انہون نے عرق النسا کی بیماری سے بہت عاجز آگئے تھے اسلئے اس میدان مین جو ایک پہاڑی تھی حکم کیا کہ اس پر اپنی مسند بچھاوین اس مسند پر بیٹھکے تکیہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہر دو لشکر کا نظارہ کر رہے تھے - نقل ہے کہ سلمی جو مثنی کی زوجہ تھی اور انکی شہادت کے بعد سعد بن

ابی وقاص کے نکاح مین آئی تھی اپنے شوہر کے ساتھ مہاڑی پر بیٹھ گئے وہ بھی جنگ کا نظارہ کر رہی تھی سو افسوس کر کہنے لگی کہ تمنی ساجوان مرد ایسے ہی روز کے واسطے ضرور تھا سعد بن ابی وقاص نے اپنے غلبہ مرض کے سبب سے جو جنگ سے مقصر تھے کمال غیرت اور حسرت کے سبب سے اپنے رخسار پر آپ طمانچے مار لیتے تھے - پھر مہاڑی سے نیچے اتر کے اپنے لشکر کے سردارون کو بلوایا اور اپنے بدن پر جو دمل نمود ہوے تھے اور سینے مین جو درد تھا ان کو تبلا کے اپنا عذر ظاہر کیا - تا سب کو معلوم ہو جاوے کہ یہہ عذر صحیح ہے پس سردارون کو یقین ہو گیا کہ انکو اس بیماری کا عذر واقعی ہے غرض جب گھوڑے پر سوار ہونے سے عاجز تھے - خالد بن عمر قصبہ کو اپنی نیابت دیکے قلب لشکر مین متعین فرمایا لاکن اس لشکر کے بعضے اوباش انکی نیابت قبول نہ کر کے غوغا کرنے لگے - تب سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ انکو اسکے اس مہاڑی مین قید کر دین - ابو محجن ثقفی بھی انہین قیدیون مین داخل تھا - لاکن صحیح بات یہہ ہے کہ شراب پینے کے سبب سے اسکو قید کئے تھے - القصہ سعد بن ابی وقاص نے ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجے کہ خالد بن عمر کو مین بھیجا ہون اور اس کو میرے قایم مقام کیا ہون وہ جو حکم کریگا تم قبول کرو اور نقل ہے کہ اپنے لشکر کے سردارونکو بلوا کے بے ثباتی آ آخرت کے نعمتون کی ہمیشگی اور فارس کے خزانون کی تقسیم مسلمانون مین ہونے کے باب مین جو حضرت سے بشارتین آئی تھین بیان کین اور یہہ آیتین تلاوت کین اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ایضا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہہ آیت پڑہی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اور فرمانے لگے کہ معلوم کیجیو کہ دیار عجم انہین جگہون سے ہے جو اللہ تعالی نے وہ زمین اپنے نیک بندونکو میراث دینے کا وعدہ کیا ہے - اور جس نے شجاعت کا قدم آگے بڑہایگا اور کلمہ اسلام کو بلند کرنے کی نیت خالص رکھیگا اور یقین جانیگا کہ مجھے شہادت نصیب ہو تو جنت مین ہمیشہ کی نعمتین اور راحتین اور دیدار الٰہی کی کرامتین عنایت ہونگی اور متاع دنیا کی حرص اپنے دلسے دور کریگا اور محض آخرت سے مقصود رکھیگا تو اللہ تعالی اسکو دنیا و آخرت ہر دو عنایت فرماویگا - اور یقین جانئے کہ ہر انسان کی پیشانی پر جو کہ لکھا ہو وہی ظہور مین آئیگا اور دیکھئے کہ مدت تین سال سے ہم اہل عجم کے جنگ پر کمر باندہے ہین - سو آج تم نے جوانمردی کروگے اور شجاعت کا قدم میدان مین رکھوگے تو امید ہے کہ اللہ تعالی کافرون پر فتح و نصرت دیویگا اور ان کے مال مین تمہارا التصرف جاری ہوویگا اور ہر دو جہان کی سعادت تمہارے ہاتھ آوے گی اور ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ اپنے ماتحون کو یہی نصیحت کرے اور جہاد کی ترغیب و تحریص دیوے اور جنکو شعر مین مہارت ہو ان کو حکم کرین کہ شجاعت انگیزی اور جانبازی مین اشعار دلاویز پڑہین

اور خوش الحان قاریون کو کہدین کہ سورۂ انفال تجوید و ترتیل کے ساتھ تلاوت کرین - غرض جب لشکر کے امیر اس
حکم پر عمل پیرا ہوئے اور قاریون نے سورۂ انفال کی تلاوت شروع کی سبحان اللہ اس سورہ مبارک کے سننے سے
غازیان اسلام کو ایک ذوق و سرور حاصل ہوا - اور جہاد کا شوق بڑہنے لگا - اور انکی شجاعت اور جوانمردی جوش
مارنے لگی - اور شہادت کی تمنا انکو مضطر اور بیقرار کی - جب سورے کی قرات سے فارغ ہوے سعد بن ابی وقاص
نے حکم کیا کہ سب مجاہدین اپنی اپنی جگہہ پر قرار لین - اور اس مبارک ساعت کے منتظر رہین جو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کے جنگ مین جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - یعنے نماز ظہر کا وقت آوے
اور جماعت کے ساتھ فرض ادا کرین کیونکہ اسوقت رحمت الٰہی کا نزول اور نصرت غیبی کا حصول ہے - جب وقت آویگا تو مین
تکبیر کہونگا تم بھی تکبیر کہو اور جنگ پر آمادہ ہوجاؤ - جب دوسری تکبیر کہونگا تم بھی میری موافقت کرو اور جب تیسری تکبیر کہونگا اپنے جوشن اور بکتر اور ہتیار درست کرکے اپنے گھوڑونکو آگے بڑہاؤ - اور جب چوتھے بار تکبیر کہونگا تم سب کلمۂ لاحول ولاقوۃ الا باللہ
کہو اور دشمن پر حملہ کرو - جاننے کہ ہر دو فریق مین تین رات دن جنگ ہوا چوتھے روز فتح ہوی - ہر روز کا ایک
نام ہے - پہلا روز ارماث ہے کیونکہ اس مین گروہین جمع آئین تھین سو اس کو ارماث کہتے ہین - اس روز لشکر
عجم کے سپاہ بیش قیمتی گھوڑونکو سونے روپے کا اسباب پہنائے ہوے - اور یاقوت و جواہر کے تاج مرصع اپنے
سرون پر دہرے ہوے اور بکتر آہنی کہ جس پر سنہری کام ہوا تہا پہنے ہوے - اور جڑاؤ کے پٹکے کمر پر باندہے
ہوے - اور شمشیر یمانی حمائل کئے ہوے اور نیزہاے آبدار ہاتھ مین لئے ہوے اور ہاتیون کو بھی عمدہ اسباب سے
سنوارے ہوے - انپر تیر اندازونکو بٹھلاے ہوئے اور پیادونکی جماعت کو ہاتیون کے گرد و پوش لئے ہوے بڑی
شان و تزک سے گھوڑون پر سوار ہوکے جنگ کا نقارہ بجاتے ہوے نکلے - انکا زرق و برق اس درجے مین تھا
کہ ان پر نظر ٹھہر نہین سکتی تھی دیکھنے والون کی آنکہین خیرہ ہوتی تہین - لشکر اسلام سے اکثر فقرا اور غربا کا یہ حال تھا
کہ بے تکلف اور بلا آراستہ اپنے گھوڑون اور برہنہ اونٹون پر چڑہے ہوے اور اپنے سر پر بجاے دستار کے
نوار لپٹے ہوے اور کمبل اور نمد کے قبا اپنے بر مین کھینچے ہوے اور ساٹہ آہنی بکتر پہنے ہوے نکلے - اور ایسے شجیع بہادر
تھے کہ انمین ایک ایک نے ساتھ دس کا فرنکا مقابلہ کر نہین سکتے تھے - جب انھون محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے
اور کفر و شرک کو توڑکے دین اسلام کے جھنڈے کھڑا کرنے کے لئے اپنی جان عزیز ہتیلی مین لئے ہوے نکلے
تھے - نصرت ربانی و تائید آسمانی پر توکل کرکے آپکو کوہ آہن پر گراستے اور کچھہ خوف نہین رکھتے تھے - غالب بن عبد اللہ
اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی لشکر اسلام سے سبقت کرکے سر میدان مین آکے کھڑے رہے اور لشکر کفار کے سردارون

سے ایک شخص کہ جس کا نام ہرمز تھا اور صاحب تاج وحشم اور مالک طبل وعلم تھا غالب بن عبد اللہ کے مقابلے
مین آیا - ہر دو مین نیزہ بازی ہوی آخر بعونہ تعالی شانہ غالب نے ہرمز پر غالب آکے اس کو گھوڑے سے گرایا اور
کمند شجاعت اسکی گردن مین ڈال کے سعد بن ابی وقاص کے حضور مین لے آیا - پھر لشکر کفار سے دوسرے نے
نکل کے عاصم پر حملہ لایا جب انھون نے اسکے حملے کو دفع کیا اس نے مقابلے کا تاب نہ لا کے بھاگنے لگا عاصم
نے باد صرصر کے مانند اسکا پیچھا کیا لاکن کافرونکی ایک جماعت اسکی کمک کر کے عاصم کے ہاتھ سے اسکو بچا لیا
اور اس ہجوم مین کافرونکا ایک سردار عاصم کا مقابلہ کیا - انھون نے اس پر غالب آئے اور اسکو اسیر کر کے
سعد بن ابی وقاص کے دربار مین پہنچایا - سعد نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ عاصم کو ہی دیا - پھر عمرو بن معدیکرب
میدان مین آئے فارس کے نامورون سے ایک شخص نے نکل کے انپر تیر چلائی اس کی تیر کے مارے عمرو کی کمان کی
زہ ضایع ہوگئی تب انھون نے بہت ہی برہم ہو کے اسکی کمر بند پر ہاتھ ڈال کے کھینچا اور اسکو ایسے قوت سے
زمین پر گرایا کہ اسکی گردن ٹوٹ گئی - جب وہ داخل دوزخ ہوا عمرو نے اسکی دستار اور کمر بند اور دیبا کا قبا نکال لیکے
اہل اسلام کی طرف خطاب کیا کہ ہکذا فاصنعوا بھم فقالوا یا ابا الثور من یستطیع کما تصنع
یعنے اے مسلمانو تم بھی اپنے دشمنونکے ساتھ ایسا ہی کرو - انھون نے کہا کہ ای ابو ثور کس مین طاقت ہی کہ جیسا تونے
کیا ہی ویسا کرے - اور لشکر عجم مین ایک سوار تیر اندازی مین ایسی مہارت رکھتا تھا کہ اسکی تیر خطا ہنین کرتی تھی اسنے
عمرو بن معدیکرب کا قصد کر کے میدان مین آیا مسلمانون نے عمرو کو اسکے قصد سے واقف کیا - انھون نے
سبقت کر کے اس پر ایک تیر چلائی - وہ تیر اسکے گھوڑے کو لگتی ہی گھوڑا اور سوار ہر دو زمین پر گر پڑے عمرو نے
بڑی جلدی سے اسپر جا پھنچا اور اسکا سر اس کے تن سے جدا کیا اور اسکا قیمتی ٹیکا اور ہتھیار وغیرہ اپنے لشکر مین
لائے - اور مہران جو آذربایجان کا حاکم تھا ایک اسپ باد پا پر سوار ہو کے میدان مین جولان کرتا ہوا آیا تب
لشکر اسلام سے منذر بن حسان نے برق خاطف کے مانند نکلے اور اس ملعون پر نیزہ چلا کے زمین پر گرادیا اور
منذر اپنے گھوڑے سے اترے تا اس ملعونکا سر اسکے بدن سے جدا کرے ایسے مین منذر کا گھوڑا چمک کے بھاگا سو
انھون نے اپنے گھوڑے کا پیچھا کیا - اس اثنا مین جریر بن عبد اللہ بجلی نے باد صرصر کے مانند اس پر جا پہنچے
اور اسکا سر جدا کر کے میدان مین ڈالدیا اور جب منذر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے دیکھتے کیا ہین کہ جریر بن
عبد اللہ نے اسکا کام تمام کر چکا جب وہ مقتول دو قاتل کا ہوا اسکا اسباب لینے کے باب مین ہر دو مین مناقشہ
واقع ہوا آخر الامر سعد بن وقاص کے حکم سے یہ بات ٹھہری کہ مقتول کا کمر بند منذر بن حسان لیوے اور باقی اسباب

جریر بن عبداللہ کو دیوے - کہتے ہین کہ اس کے کمربند کی قیمت پچاس ہزار اور باقی چیزونکی قیمت دس ہزار دینار
کی تھی جب عجم کے سپاہیون نے دیکھا کہ مہران جو اپنے لشکر کا سردار نامدار تھا ایسی ذلت دخواری کے ساتھ مارا گیا
اپنے لشکر کے ہاتیون کو حرکت مین لایا اور لشکر اسلام پر حملہ کرکے ان کو متفرق کیا - اہل اسلام چوتھی تکبیر کے انتظار
مین تھے - سعد بن ابی وقاص نے چوتھی بار تکبیر کہی لشکر اسلام کے مجاہدون نے وہ سنتے ہی لا حول ولا قوۃ
الا باللہ کہتے ہوے کفار پر حملہ لایا اور دلاوران مردی کی دی - کہتے ہین کہ لشکر کفار کے ہاتی جب لشکر اسلام کے
میمنہ و میسرہ کا قصد کرتے غازیان اسلام کے گھوڑے چمک کے بھاگتے تھے - جب سعد بن ابی وقاص نے یہ حال دیکھا
کہ عاصم بن عمر کے پاس یہ پیام بھیجا - کہ اول ان ہاتیونکا شر دفع کرنے کی فکر کرو - جب عاصم نے یہ پیام سنکے اپنے
لشکر مین ندا کی لشکر اسلام کے جانبازون نے کمال جوانمردی اور ہوشیاری سے ان ہاتیون کا پیچھا کرکے ہاتی
کے نزدیک پہنچ کر اسکے کمربند پر تلوار چلاتے جب توار کٹ جاتی اس پر بیٹھے ہوے کفار عماری سمیت زمین پر گرتے
تب ان کو دم لینے کی فرصت نہ دیکے قتل کرتے تھے نماز ظہر سے لے کے عشا تک یہی جنگ جدال جاری رہا اسکو
کواراث کہتے ہین - نقل ہے کہ اس روز مسلمانون سے دو ہزار پانسو شخص شربت شہادت پلاش کئے جب تھوڑی رات گذری
ہر دو طرف کے لوگ قتال موقوف کرکے آرام پانے کی ندا کی - جب دوسرے روز خسرو انجم نے خونی لباس پہنا ہوا طلوع کا
علم کھڑا کیا یعنے آفتاب طلوع ہوا سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے شہیدونکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اثنا
مین گھوڑون کی ایک فوج کثیر شام کی طرف سے نظر آنے لگی - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کا نامہ سعد بن ابی وقاص کی تائید کے باب مین جو ابو عبیدہ ابن الجراح کو لکھا تھا سو پہنچا المضمون نے یہ حکم کیا کہ ربیعہ اور مضر
کے قبیلون سے بڑے بڑے دلیرونکو جمع کرین جب ایک لشکر صف شکن آمادہ ہو گیا حکم کیا کہ قادسیہ کی طرف روانہ ہو اور
کہ سعد بن ابی وقاص کے لشکر کی مدد کرین اور اس فوج کی امارت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو دیکے فرمایا کہ اکابر عرب سے
جیسے قعقاع بن عمرو اور قیس بن ہبیرہ اور حارث بن عمرو اور انس بن عباس اس امیر کے تابع رہین - پس ہاشم نے
شخص اور ہاشم کی روایت سے دس ہزار جوانمرد کو اپنے ہمراہ لے کے دیار شام سے نکلے اور منزلین طی کرکے سعد بن
ابی وقاص کے لشکرگاہ مین اس روز جا پہنچے - غرض جب شہیدون کے دفن سے فارغ ہوے اور سعد بن ابی وقاص کا
لشکر اہل فارس کے ساتھ مقابل ہوا قعقاع بن عمرو کو حالانکہ تاب سفر باقی تھا یا این میدان مین آکے کافرونکو
مقابلہ کے لئے بلوایا - تب عجم کے پہلوانون سے دو شخص پہلا ذوالحاجب دوسرا بہمن جادو قعقاع کے مقابل آئے
قعقاع نے اول بہمن جادو کو قتل کرکے جہنم کی طرف روانہ کیا پھر ذوالحاجب پر تلوار چلائی وہ بھی بہمن جادو کے

کندہ و رنج ہوا جب یہ ہر دو نامور پہلوان مارے گئے کفار نہایت دلگیر ہوئے - اور قعقاع نے ویسا ہی بر سر
میدان کھڑا ہو کے ندا کرتے تھے اور فارسیون کو جنگ کے واسطے بلاتے تھے تب دو شخص نکلے ایک کا نام فیروزان
تھا دوسرے کا نام بندوان - لشکر اسلام سے حارث طبیبان نے میدان پر آکے بندوان کو مار ڈالا - اور قعقاع بھی
فیروزان کو قتل کیا اس روز اہل اسلام اپنے اونٹون کو آراستہ کر کے اور جوانمردان عرب ان پر سوار ہو کے لشکر کفار
پر ویسی ہی حملے کرنے لگے جیسے پہلے روز عجمیون نے ہاتیون پر سوار ہو کے عرب کے گھوڑون پر حملے کئے تھے - لکھتے
ہین کہ اس روز قعقاع نے تیس حملے کئے ان کے ہر حملے مین عجم کے سردارون سے ایک شخص مارا جاتا تھا سب کے آخر
بزرجمہر ہمدانی مارا گیا - اس روز صبح سے دوپہر تک ایسا ہی جنگ و جدال جاری رہا اسکے بعد آرام کے لئے ایک ساعت
ہر دو فریق جنگ سے ہاتھ رکھے - جب آفتاب ڈھلا نماز ظہر سے فارغ ہو کے پھر جنگ شروع کئے - نقل ہے
کہ ابو محجن ثقفی جو عرب مین کرم اور شجاعت اور قوت و شہامت کے ساتھ بڑی شہرت رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے
جس مہاڑی مین نزول فرمایا تھا وہ بھی اسی مہاڑی مین مقید تھا وہ شراب پینے سے سعد نے اسکو قید کا حکم فرمایا
تھا اس روز اس مہاڑی کے دریچے سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا - جب دیکھا کہ لشکر اسلام مین کچھ ضعف آیا بہت
ہی بیقرار ہو کے ایک کنیزک کو اپنی سفارش ٹھہرا کے سعد کی بی بی سلمی کے پاس روانہ کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ اب
میرے پاؤن سے زنجیر نکالدین اور سعد کا خاص ابلق گھوڑا اور ہتھیار مجھے عنایت کرین تو ان کافرون سے ایسا جنگ
کرون کہ قیامت تک یاد رہے والا اگر زندہ رہون پھر اسی مہاڑی مین آکے یہ زنجیر اپنے پاؤن مین ڈال لیتا ہون
جب سلمی کو اس کی بات پر اعتماد تھا اس کے پاؤن سے زنجیر نکال کے سعد کا گھوڑا اور ہتھیار اسکے حوالے کرنیکا حکم کی
ابو محجن نے اس ابلق گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے چہرے کو پوشیدہ کر لیکے معرکے مین آیا اور بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگا کبھی
میمنہ اور کبھی میسرہ پر اور آگے اور پیچھے گھوڑا دوڑاتا اور ضرب تلوار سے ایک حملے مین کئی کافرون کو گراتا تھا - اہل اسلام اسکو
دیکھ کے تعجب کرتے تھے کہ یہ کون مرد ہے ناگاہ جب مہاڑی پر سے سعد بن وقاص کی نظر اس پر پڑی تو پوچھنے لگے کہ یہ سوار
کون ہے تو حاضرون نے عرض کی کہ ہم بھی نہین پہچانتے ہین - اور اس دوڑا دوڑی مین جب مہاڑی کے نزدیک پہنچا سعد نے تامل سے
نظر کر کے فرمایا کہ یہ گھوڑا اور یہ جوشن جو میرے نظر آتے ہین اور یہ جوانمردی و شجاعت ابو محجن کی معلوم ہوتی ہے وہ شخص تو اب
مہاڑی مین مقید ہے - غرض جب شام ہوئی ابو محجن تب مہاڑی کے نزدیک آیا اور دروازے کا حلقہ مارا محافظون نے دروازہ
کھولا ابو محجن نے مرکب سے اتر کے گھوڑا اور ہتھیار دے دیا اور قید خانے مین آکے پھر وہ زنجیر اپنے پاؤن مین ڈالی
سعد کی بی بی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج کے جنگ کی حالت کیسی تھی سعد نے فرمایا کہ اہل اسلام کی شکست قریب تھی

لاکن ایسے مین اللہ تعالی نے ایسے ایک سوار کو ظاہر کیا کہ مسلمانونکو تقویت ہوی - ان کی بی بی نے پوچھا کہ وہ سوار
کون ہے سو آپ جانتے ہو - فرمایا مین نہین جانتا ہون لاکن اسکا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ
مشابہت رکھتے تھے - تب ان کے بی بی نے ابو المحجن کا سب قصہ اول سے آخر تک ظاہر کیا سعد نے بہت خوش ہوکے
اس کے پاس آئے اور بہت آفرین اور تحسین کی اور اسکے پاؤن سے زنجیر نکلوا دی اور فرمایا کہ پھر تجھے حد نہ مارونگا
ابو المحجن نے کہنے لگا کہ مین بھی عہد کیا کہ پھر کبھی شراب نہ پیونگا اس روز مسلمانون سے ہزار شخص شہادت پائے اور
کافرونسے دس ہزار داخل جہنم ہوے - اس روز کو اغواث کہتے ہین - جب سیاہ انجم کا بادشاہ دیار مغرب کیطرف مائل ہوا اور
نورانی جہان پر ایک چادر ظلمانی کھینچدیا یعنے جب شام ہوئی دو پہر رات گذر گئی ہر دو لشکر تھک گئے اور جنگ سے ہاتھ اٹھا
کے اپنے منازل مین آکے آرام پائے اور ہر ایک لشکر کی حراست کے لئے ایک ٹکڑی مقرر کئے - کہ تا صبح تک اپنے ہاتیون
کی تلوار درست کرنے مین مشغول رہے جب تیسرا روز آیا ہر دو لشکر تیار ہوکے صف میدان مین آئے - اہل عجم نے اپنے ہاتیونکو
آراستہ کر کے ان کے دو جوق بنایا ان مین دو ہاتی بڑے شجیع تھے ایک فیل ابیض دوسرا فیل اجرب - فیل ابیض کو قعقاع
اور عاصم نے اور فیل اجرب کو حمال بن مالک اسدی کے مقابل کیا - پھر جنگ شروع ہوا اس روز ایسا جدال و قتال
ہوا کہ خون کی نہر جاری ہوی - **نقل** ہے کہ اس روز ابو ثور کمال شجاعت سے چو طرف گھوڑا دوڑاتے اور ایسے
حملات کرتے تھے کہ ہر حملے مین کئی کافر مارے جاتے تھے اور اس وقت ایک تند باد چلنے لگا اور ایک ایسی گرد و غبار
اٹھی کہ اس مین ابو ثور ناپیدا ہوے ایسے مین ان کے گھوڑے کو ایک زخم لگا وہ گرنے کے آگے انہون نے ایک جست کر کے
زمین پر آگئے - اور دیکھا کہ کافرون کے لشکر سے ایک سوار چلا ہے اس کے گھوڑے کا پاؤن ایسی زور سے پکڑ لیا کہ اسکو چلنے کی
طاقت نرہی جب اس کے سوار نے یہ حال دیکھا بہت ہی گھبرایا اور اپنی جان بچانا غنیمت سمجھا فی الحال گھوڑے سے
کود پڑا اور گھوڑا چھوڑ دے کے اپنی راہ لی - اور ابو ثور اسکے گھوڑے پر سوار ہوکے لشکر عجم مین جولان کرتے اور جنگ
پر بلاتے تھے - **نقل** ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے دیکھا کہ وہ فیل ابیض و فیل اجرب سے لشکر اسلام مین بڑا ہی صدمہ پہنچ رہا ہے
اور دوسرے ہر دو ہاتی کے حملے سے اہل اسلام کے گھوڑے چمک کے متفرق ہو رہے ہین - تب قعقاع اور حمال بن اسدی
کے پاس یہ پیام بھیجا کہ تم ہر دو ایک حسن تدبیر ایسی کرو کہ اول ان ہاتیون کا شر اسلام کے لشکر سے دفع ہو جاوے - تب قعقاع
اور عاصم ہر دو اپنے نیزے لئے ہوے فیل ابیض کے مقابل ہوے اور حمال بن اسدی اپنے ساتھ ایک جوانمرد
کو لے کے فیل اجرب کے طرف آئے - اور جو سوار و پیادے کہ ان ہر دو ہاتیون کو گھیرے ہوئے تھے لشکر
اسلام سے تیر اندازون کی ایک جماعت انکی طرف متوجہ ہوی - قعقاع اور عاصم نے اپنے نیزے فیل ابیض کے

انکھون پر چلائے بعونہ تعالے ان کے ہر دو نیزے برابر اسکی انکھو نمین جا لگے وہ ہاتی پکارتا اور سر ہلاتا ہوا زمین پر گر پڑا - اسی حال مین قعقاع نے اپنی شمشیر سے اسکی سونڈ ھ پر ایک وار کیا سو وہ کٹ گئی - حمال اسدی اور ان کے رفیق نے ایسا ہی فیل اجرب کی بھی آنکھین ضایع کردین - وہ ہاتی لشکر کفار کے صفونکو چیر کے مداین کیطرف بے اختیار بھاگنے لگا لشکر کفار کے سب ہاتی بھی اسی کے پیچھے بھاگنے لگے مداین تک کہین توقف نہ کئے جب اہل اسلام ان ہاتیون کے شر سے امین ہو وسے نہایت خوشی سے باواز بلند تکبیر کھے اور کمال شجاعت سے جنگ کرنے لگے اس روز کو یوم الاغماص کہتے ہین - غرض اسدن ہر دو فریق مین ایسی لڑائی ہوی کہ خون کی نہر بھی شام تک بھی تلوار چل رہی تھی - اس شب کو لیلۃ الہریرہ کہتے ہین - جب اہل اسلام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوے ہر دو لشکر مین شعلین روشن کرکے پھر جنگ آغاز کیا - ہر دو طرف جدال کی آتش کمال شدت سے شعلہ بار ہونے لگی ضرب شمشیر اور صدمہ تیر اور نیزے اور گرز کی سخت آوازین گویا پل آہنگران کے مانند فلک الافلاک تک پھینچنے لگین حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کمال لطف و کرم سے مسلمانون کے جانون مین ایسا صبر و شکیب اور قوت و شجاعت العا فرمائی کہ معرکہ سے کسی کا قدم بھی نہ پھسلا آیت باکرامت رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ کا مضمون ہدایت مشحون عالم غیب سے ہر مومن کے گوش ہوش مین پہنچ رہا تھا منتظم ابن جوزی کے مختصر مین مذکور ہے کہ فَلَمَّا اَمْسَوْا اشْتَدُّوا الْقِتَالَ فَاقْبَلُوا اِلَی الصَّبَاحِ وَهٰذِهِ اللَّیْلَةُ تُسَمّٰی لَیْلَةَ الْهَرِیْرَةِ لِتَرْکِهِمُ الْکَلَامَ فَکَانُوْا یَهْرُّوْنَ هَرًّا وَّکَانَ حَقَّ مُسْلِمِیْنَ یعنے جب وان پاوے سخت جنگ کرنے لگے اور صبح تک مقابلہ کئے اور اس شب کو شب ہریرہ کہتے ہین کیونکہ انہونے ترک کلام کیا تھا - سعد بن ابی وقاص نے وہ شب اسطرح گذاری کہ کبھی نہ گذرا تھا - اور عرب و عجم کے لشکر کو ایسا سخت مہم پیش آیا کہ کبھی نہ آیا تھا - سعد نے محراب عبادت مین کمال التضرع و زاری سے دعا کرنے لگے اور تمام شب ذکر و تسبیح و دعا مین گذاری کہ بمقتضای مَنِ اسْتَعَانَ بِاللّٰہِ کَفَاہُ - بشارت اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ - کی آن آن مژدہ دے رہی تھی - جب صبح صادق طلوع ہوی اجابت دعا کا پرتو سعد کے منزل پر درخشان ہوا اسوا سنے لشکر مین یہہ ندا کی کہ ای گروہ قریش کئی روز سے تم نے بڑی مشقت کھینچی اور رنج اٹھایا اب ایک ساعت صبر کرو کہ بموجب اِنَّ الظَّفَرَ مَعَ الصَّبْرِ کے صبر کے ساتھ فتح و ظفر ہے انشاء اللہ تعالیٰ آج نصرت ہاتھ دیگی اور دین محمدی کی عزت و شوکت ظاہر ہوویگی غازیان اسلام کو ان باتون سے بڑا ہی اطمینان اور قوت حاصل ہوا سو سبھون نے ایکبار حملہ کیا اور داد مردانگی کی دی اور کریمہ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِیْکُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

کافرون کی فوج مین ندا دے رہی تھی - اور ہاتھ لذات جام ممات اپنے ہاتھ لئی ہوی کھڑی تھی اور آیت فیض اشارت

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِمْ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - لشکر اسلام مین بشارت دے رہی تھی - اتفاقاً اسی روز رستم نے حکم کیا تھا کہ اپنا تخت نہر عمیق کے کنارے ایک جھاڑ کے نیچے ڈال کے اس پر سایہ بان کھڑا کرین - اسکے ملازمون نے ویسا ہی کیا اپنے بعضے خواص اور مصاحبونکو ساتھ لیا ہوا بڑے غصہ کی حالت سے بیٹھا تھا - اللہ تعالی نے اس روز ایک سخت بادِ روانہ کیا لشکر عجم کو زیر و بالا کر رہا تھا - وہ سخت بارے نے رستم کے خیمے کے طناب لے اور میخین جو برسر تخت کھڑا کیا تھا زمین سے اکھیڑ کے نہر عمیق مین ڈالین - رستم نے آفتاب کی حرارت کا تاب نلا کے اٹھا چند خچر پر دینار و درہم جو لدے تھے آنکے سایہ مین پناہ لی - ایسے مین قعقاع نے دلاوران اسلام کی ایک تکڑی اپنے ہمراہ لئے آ پہنچے - ہلال بن علقمہ نے اس خچر کے کمربند پر ایک تلوار کا وار کیا - اس کا کمربند کٹ کے وہ تھیلی رستم پر گری سواس کی کمر ضایع ہوی رستم نے جان کی خوف سے وہان سے اٹھا اور افتان و خیزان جا کے پانی کی ایک نہر عمیق مین گرا جب ہلال نے دیکھا کہ ایک شخص تاج بیش قیمت اپنے سر پر دھرا ہوا اور جڑاو کا پٹکہ کمر سے باندھا ہوا - اور ایک جوشن زر اندود اپنے بر مین پہنا ہوا آپ کو پانی مین ڈالا اور مصداق آیت مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا کا ہوا - ہلال نے سمجھ لیا کہ بادشاہ یہی ہے پس جلد اپنے گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس کا پاؤن کرڑ کے پانی سے کھینچتے ہوے باہر لایا اور اسکا کاٹ کے اپنے نیزے پر چڑھایا اور اسکے تخت پر چڑھ کے بلند آواز سے ندا کی کہ قَتَلْتُ الرُّسْتَمَ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے کعبے کے رب کی قسم ہے کہ مین نے رستم کو قتل کیا جب رستم مارا گیا عجم کے سپاہ کو سواے فرار کے چارا نرہا سو بے اختیار بھاگنے لگے - عرب کے بہادرون نے انکا پیچھا کر کے مارنے لگے - **نقل** ہے کہ جب ایک مومن مجاہد کسی بھاگنے والے کافر کا پیچھا کرتا اور اس پر ایک ہانک مارتا تو وہ کافر وہین خشک کھڑا رہجاتا تب وہ مومن اس کے نزدیک پہنچ کے اسکو قتل کر دیتا تھا اور کبھی اسکی ہتھیار چھین لے کے اسی سے قتل کرتا - اور کبھی ایک مومن عربی دو کافر عجمی کو کھڑا کر دیکے ایک کو حکم کرتا کہ دوسرے کی گردن مارے اسیوقت ایک کافر دوسرے کافر کو مار ڈالتا تھا - یہ علامات کرامات جو ظاہر ہوئین نصرت ربانی و تائید آسمانی کے سوا نہین - **نقل** ہے کہ جالینوس فارسیونکی ایک جماعت کثیر ہمراہ لے کے بھاگنے لگا تب لشکر اسلام سے زہرہ بن جویہ تیمی نے تین سو سوار کے ساتھ اسکا پیچھا کر کے ملایا ہر دو مین جنگ ہوا زہرہ کی تلوار کے ضرب سے جالینوس مارا گیا اور اس کے ہتھیار و پوشاک کہ جس کی قیمت ستر ہزار درہم تھی سعد بن ابی وقاص کی خدمت مین لے آئے انہون نے وہ زہرہ کو ہی عنایت فرمایا اور حکم کر دیا کہ جو مومن کسی مشرک کو قتل کرے اس کا اسباب اسی مومن کا حصہ ہے - کہتے ہین کہ اس عرصہ مین وہ جڑاو کی ڈہال زرار بن الخطاب کے ہاتھ آئی انھون نے اسکی قیمت نہ جان کے تیس ہزار درہم کو فروخت کیا حالانکہ

وے ہر دو ڈہال کی قیمت دو لاکھ دو ہزار درہم تھی - کہتے ہین کہ سعد بن ابی وقاص کو رستم کا حال معلوم نہ ہونے سے ایک
شخص کو ہلال کے پاس روانہ کیا - ہلال ابھی اسکا پوشاک پہنین نکالا تہا سو ویسا ہی ایک نعش کہینچے ہوے لے آئے جب سعد کی
نظر اس پر پڑی شکر الٰہی بجا لایا اور اسکا پوشاک و ہتھیار ہلال کو ہی عنایت فرمایا - کہتے ہین کہ اسکی کمر بند کی قیمت ستر ہزار
دینار اور اس کی تاج کی قیمت لاکھ دینار زرین کی تھی قلعہ قادسیہ کی فتح اسی روز ہاتھ آئی - کتاب مستقصی مین مذکور ہے
کہ رستم اور جالینوس مارے جانیکے بعد کفار عجم کا لشکر بہاگنے لگا غازیان اسلام انکا پیچھا کرکے قتل کرتے اور بندی پکڑتے
تھے یہان تک کہ لاکھ کافر مارے گئے اور بعضے اسیر ہوے - اور لشکر اسلام سے تین ہزار شخص شہادت پائے اور اتنا
سونا روپا اور نقد و جنس مسلمانون کے ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہوگا نقل ہے کہ جب اہل عجم نے ہزیمت پائی ایک عرب کو
دیکہا کہ کہہ رہا تھا کہ کون ہے کہ صفرہ سرخ لیوے اور صفرہ سفید اس کے عوض مین دیوے یعنے زر سرخ جو سونے کی اقسام مین
بہتر ہے روپے سے معاوضہ کرے - کہتے ہین کہ یزدجرد نے حکم کیا تھا کہ اپنی دار الامارت سے لیکے عرب و عجم کی فوجین جنگ
کرنے کی جگہ تک لوگ ایک ایک بازو سے دوسرا بازو لگا کے ایک قطار کہڑی رہے جو حادثہ کے رو دیتا ہی بہ ترتیب ایک سے دوسرا
کہے تا اسیوقت لشکر کی خبر آپکو پہنچ جاوے اس لشکر کی خبر لحظہ بلحظہ اس کو پہنچ رہی تہی - جب فارس کے بڑے بڑے
سردار مارے گئے اور لشکر عجم کے سپاہ مقتول اور مقید ہوگئے یزدجرد نہایت مضطر اور بیقرار ہو گیا - نقل ہے کہ رستم
مارا جانے کے اور لشکر عجم ہزیمت پانیکے آگے ایک شخص کو جو عقل اور شجاعت مین ممتاز تھا اور اسکا نام تخارجان تھا
بلواکے یزدجرد نے سواری دی اور بڑے دلاور دنکی ایک فوج اسکے ہمراہ دیکے رستم کی مدد پر روانہ کیا تھا اسنے جب دیر کعب
کے پاس آ کے اترا تھا ایسے مین لشکر عجم سے بہاگے ہوے لوگ اس کے پاس آ کے اپنے لشکر کی تباہی ظاہر کئے تخارجان
اسی منزل مین توقف کرکے سب بہاگے ہوے لوگونکو جمع کرتا تھا - جب غازیان اسلام اسبات سے آگاہ ہوے پھر اپنا
لشکر لیکے نکلے جب دیر کعب کے نزدیک آ پہنچے تخارجان اپنے لشکر کی صفین آراستہ کرکے انسے مقابلہ کیا اور بڑی جوانمردی
سے اول آپ ہی میدان مین آ کے جنگ کرنے کے لئے مسلمانونکو بلانے لگا تب زہیرہ بن سلیم ازدی نے مجاہدونکی صف سے
باہر آکے کہڑے رہے تخارجان اپنے گہوڑے سے زمین پر کود پڑا زہیر نے یہ دیکہتے ہی آپ بہی پیادہ ہوے اور ایکدوسرے
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے ہر دو کشتی کرنے لگے - تخارجان نے زہیر کو زمین پر گرایا اور ان کے سینے پر چڑہکے اپنی خنجر کہینچا
ایسے مین تخارجان کی انگلی زہیر کے منہ مین پڑ گئی انکو ایسا چابنے لگے کہ وہ بیتاب ہوا تب زہیر نے ایک جست کرکے
اسکی خنجر چہین لی - اور اسی خنجر سے اسکا کام تمام کیا اور اسکا گہوڑا اور بکتر اور قبا اور کمر بند اپنے تصرف مین لاکے سعد
بن ابی وقاص کے پاس حاضر کئے انہون نے وہ سب زہیر کو ہی عنایت کرکے فرمایا کہ تخارجان کا لباس تم پہن لیکے

اسکے گھوڑے پر سوار ہو۔ کہتے ہیں کہ عرب کے جوانمردون سے جواہر کی پوٹچی اول جو اپنے ہاتھ مین ڈالی سو زہیر تھے
اور قیس بن جبیر نے سیاہ عجم کے میمنہ پر حملہ لاکے اس لشکر کے امیر الامرا کو جسکا نام جالوس تھا گرایا اور غازیان
اسلام اطراف وجوانب سے کافرونکو ایسا قتل کرنے لگے کہ کفار ہزیمت کو غنیمت جان کے رو بفرار ہوے اور دراین تک
کہین توقف نہ کیا۔ پھر سعد کا حکم ہوا کہ انکی مسند بہاڑی سے نیچے لاکے بچھاوین۔ پس بہاڑی کے دروازے کے پاس لاکے
بچھائے جب انہون نے نیچے آکے اپنی مسند پر بیٹھا لشکر اسلام کے امرا اور سردارا اور بہادران شجاعت شعار جوق جوق
آکے تہنیت اور مبارکبادی دینے لگے اور انکی توصیف وتحسین مین زبان کھولنے لگے۔ سبکے سب شکر آلہی بجالائے۔ تب سعد
نے ایک مکتوب لکھکے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین روانہ کیا اس مین حمد آلہی ونعت ودرود جناب رسالت پناہی
کے بعد جنگ کا سب احوال اور فتح ونصرت کی بشارت ظاہر کی تھی۔ کہتے ہین کہ یہ فتحنامہ پہنچنے کے آگے ہی جنیون نے
خبر دینے سے بطور اجمال کے یہ خبر مدینے مین پہنچی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ان دنون حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ عراق کی
طرف ایک فرسنگ کے قریب تشریف لیجاتے اور ادہر کے آنے والون سے مجاہدون کا احوال دریافت فرماتے تھے ایک
عادت پر ایکروز جو نکلے تھے انکی نظر ایک سوار پر پڑی دور سے پوچھنے لگے کہ مَا الْخَبَرُ۔ یعنے کیا خبر ہے۔ اسنے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو مظفر ومنصور کیا اور کافرونکو مخذول ومقہور۔ حضرت عمر یہ سنکے نہایت مسرور ہوے
اس شتر سوار کے ساتھ مدینے کے طرف پھر گئے۔ اثنائے راہ مین جنگ کا احوال اس سے دریافت کرتے تھے اور وہ
تفصیل وار بیان کرتا تھا۔ اور اس کو خبر نہین تھی کہ یہ پوچھنے والے کون ہین جب داخل مدینہ ہوا تب اوسکو اطلاع ہوئی
کہ یہ حضرت عمر ہین۔ تب بہت شرمندہ ہو کے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کس لئے آپ اپنے نام سے مجھے آگاہ نفرمایا
حضرت عمر نے کہا کہ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ یعنے کچھ خوف واندیشہ مت کر۔ پھر فتحنامہ اسکے ہاتھ سے لیکے سب مسلمانونکو
پڑھکے سنایا۔ سب امیر وفقیر اور صغیر وکبیر نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا مین زبان کھولے اور شکریہ سجدے بجالائے۔ اور اغنیا
محتاج ومساکین کو صدقہ دئے۔ **نقل** ہے کہ قادسیہ کے جنگ مین جو اہل اسلام شہید ہوے سعد کے حکم سے
ان کے مبارک لعشون کو ایک مناسب جگہہ دفن کئے اور کفار کی پلید لعشین ویسا ہی چھوڑ دئے ان کے اجساد ناپاک
جانورون کے لقمہ ہوے پھر سعد نے حکم فرمایا کہ مال وہتھیار نقد وجنس اور جانور وغیرہ جو لشکر کفار سے مسلمانون
کے ہاتھ آئے تھے جمع کرین۔ جب سب جمع کئے کافرون کے لشکر کا بڑا جھنڈا جو نہایت بیش قیمت تھا اور وہ ضرار
بن الخطاب کے ہاتھ آیا تھا ضرار نے اسکو اپنے ہی تصرف مین لانا چاہا۔ سعد نے تیس ہزار دینار اسکے عوض مین انکو دلوا کے وہ جھنڈا
غنیمت کے مال مین داخل کروایا۔ جالینوس کے ہتھیار اور پوشاک کی قیمت اس قدر زیادہ تھی کہ صحابہ نے زہرہ بن حویۃ

کو تنگ کیا - سعد نے صورت واقعہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین تحریر کی - تب جواب آیا کہ زہرہ نے
لشکر اسلام مین بڑی دلاوری کی ہے ایسے ہی جنگ وقتال اور بھی تمہارے درپیش ہیں مناسب ہے کہ اسی کو دین - غرض غنیمت
کا مال و فور اس قدر جمع آیا کہ جسکا شمار دشوار تھا - کہتے ہین - کہ لشکر کفار مین رستم کے ساتھ چھے لاکھ درہم دینار
تھے - خمس نکالنے کے بعد جب سعد نے اس کو چالیس ہزار مردین تقسیم کرنیکا حکم کیا تو ہر ایک سوار کو ستائیس ہزار
دینار نقد اور بیترا جانور ملے - سونے روپے کی صراحی اور پیالے اور دوسرے ظروف بیحساب مسلمانون کے ہاتھ آئے جس کو
سنہری پیالہ ملا تھا دوسرے کے پاس پھیری جام نہایت شفاف اور براق دیکھ کے حیران تھا اور کہتا کہ کون ہے اس
پیلے جام کو سفید سے بدلا دے بہت سے لوگ جام طلائی جام نقرئی سے بدلا دئے - کہتے ہین کہ بھاگے ہوئے کافرون
سے تین ہزار شخص ایک مقام مین جمع ہو کے باہم مشورت کر کے یہ تدبیر ٹھہرائے کہ ہم کو بڑی شرم آتی ہے کہ اس حالت سے
کسریٰ کے پاس جاوین - اور اس کو منہ دکھلاوین - بہتر یہی ہے کہ پھر لشکر عرب کا مقابلہ کر کے بدلہ لین یا مارے جاوین جب
یہ خبر سعد کو پہنچی اپنے لشکر سے دس ہزار شجیعونکو اختیار کر کے روانہ فرمایا - ان مجاہدونکی ٹکڑی جب ان کافرون تک پہنچی
ہر دو لشکر مین مقابلہ ہوا اللہ تعالےٰ نے مسلمانونکی ایسی تائید کی کہ غازیون کے ایک ہی حملے سے کفار کے پاؤن اکھڑ
گئے ان کی ایک جماعت کثیر تہ تیغ ہوئی - اور ایک ہزیمت کو غنیمت جانکے فرار ہوئی اور باقی کفار اسیر لشکر اسلام
کے سردارون نے انکے ہاتھ گردن پر باندھ کے غنیمت کے مال کے ساتھ سعد کے حضور مین انکو لے آیا - انہون نے
اس مال کا بھی خمس نکال کے اگلے مال کے خمس کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ کیا - بار اول وہ سوار جو فتح نامہ لے کے
آیا تھا ابھی لوگ امیر المومنین فاروق اعظم کے حضور مین آ کے تہنیت اور مبارکباد ادا کر رہے تھے اور خوشی مناتے اور شکر الٰہی
بجا لاتے تھے بحکم آیت پر بشارت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کے انہین دنون دوسرے قاصد نے غنیمت کا
بہت سا مال و منال اور قلعہ قادسیہ کے خزانے سے جو خمس نکالا گیا تھا اپنے ہمراہ لے کے مدینہ آیا سب اہل اسلام کو
خوشی پر خوشی حاصل ہوئی - امیر المومنین عمر فاروق نے شکر ایزدی بجا لایا اور وہ مال کثیر مہاجرین و انصار کے فقرا
و مساکین پر خرچ کیا - اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے بڑی آفرین و تحسین کے ساتھ ایک مکتوب روانہ فرمایا اور
حکم کیا کہ لشکر اسلام کے آرام کے لئے قادسیہ مین توقف کرین - جب تک ہمارا دوسرا حکم نامہ نہ پہنچے تب تک مداین
کا قصد نہ کرین - اور اسی سال امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ عتبہ صحابی کو حکم کیا کہ ابلہ کے طرف جاوے اور دریائے
فرات کے کنارے ایک شہر بنا کرے - اسکا سبب یہ ہوا کہ اس نواح مین ایک جگہ تھی کہ اسکو عمان کہتے تھے - عجم
کے لوگ اس طرف سے ہند کی سرزمین مین آمد و شد کر سکتے تھے - سو حضرت عمر کے دل مین یہ بات آئی کہ کہین عجم کے

لوگ ہندوالون کے پاس جاکے مدد طلب نکرین - اسواسطے چاہا کہ وہان ایسا ایک شہر بنا کرین کہ ان کے آمد و شد کی راہ
بند ہوجاوے - اور سپاہ اسلام جو اس نواح مین منتشر ہین اُنکے لئے ایک ملجا ہووے - غرض عتبہ نے موافق حکم کے وہان
جاکے عاقلون اور دانشمندون کی اعانت سے وہ شہر بنا کیا سو تین سال کے عرصے مین تمام ہوا اسکا نام بصرہ رکھا گیا
اسکا وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اس شہر کی بنا ایسی جگہہ مین واقع ہوی کہ اسکے اطراف سنگلاخ ہی عرب اسکو بصرہ کہتے ہین جب
اس کی تعمیر سے فراغت حاصل ہوی - لوگون نے یہہ خبر سنکے اطراف واکناف سے آکے وہین سکونت اختیار کی اور اُس
شہر مین معاملے کا بازار بہت ہی گرم ہوا - انواع کی نقد و جنس آنے لگی لوگونکی بڑی کثرت ہوی - تھوڑے عرصے مین
ایک بڑا ہی شہر ہوگیا عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو وہان کی امارت دیکے آپ مدینہ کی طرف مراجعت کی - تب امیر المومنین
فاروق اعظم نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کی حکومت دیکے روانہ کیا - مغیرہ ایک مدت تک وہان کی حکم رانی پر سرگرم رہے
ایسے مین بصرے کے بعضے اہل غرض لوگون نے ان پر زنا کی تہمت باندہی - اور حضرت عمر کی خدمت مین لکھہ بھیجا
دریافت ہوی اور وے لوگ شرع شریف کے موافق ان پر زنا ثابت نہ کرسکے امیر المومنین نے انپر حد قذف جاری کی ہے غرض
وہ فعل شنیع مغیرہ پر ثابت نہ ہوا - فاروق اعظم کی فراست بھی انکی پاکی پر حکم کی لاکن جب عدالت کا نام ان سے
اٹھہ گیا بحکم اتقوا مواضع التھم حضرت کا صلابت اور معدلت یہہ بات چاہی کہ انکو معزول کردین - پس مغیرہ
کو معزول کرکے ابوموسی اشعری کو جو مشاہیر صحابہ سے تھے ان کی جاے پر نصب فرمایا اور اسی سال شہر حمص اور
قیسریہ اور انطاکیہ اور حلب وغیرہ کی فتح ہوی - اور مرج الروم کا واقعہ بھی اسی سال مین ہی اس واقعہ کی شرح یہہ ہے کہ جب
ابوعبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے دمشق کے مہمات سے فارغ ہوے شہر حمص کے طرف توجہ لائی - جب انکے
فوج کی خبر ہرقل کو پہنچی بطارقۂ روم سے ایک شخص کے ساتھہ کہ جسکا نام نودر تھا - سوار اور پیادونکی ایک فوج دیکر ان کے
مقابلے کے واسطے روانہ کیا - اور امراے روم سے دوسرے کے ساتھہ کہ جس کا نام سنس تھا ویسا ہی ایک لشکر دیکے اسکی مدد پر بھیجا پس
نودر مرج الروم کے مقام مین پہنچ کے اسکو اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا - جسدن ابوعبیدہ وہان پہنچے اتفاقاً سنس بھی اسی روز
وہان آکے اترا تھا پس ابوعبیدہ سنس کے مقابل اور خالد نودر کے مقابل لشکرگاہ ٹھہراے - نودر کی عقل ناقص مین یہہ
بات آئی کہ خالد کو پیچھے چھوڑ دیکے شام کے طرف توجہ لاوے - اور اس نواح کو اہل اسلام کے قبضے سے نکال لے اور یہہ خیال
کیا تھا کہ خالد اور ابوعبیدہ کے ہر دو فوجین سنس سے لبسرعت آسکین گے پیچھا کرنا تو کہان اِذَا جَاءَ القَضَاءُ عَمِیَ البَصَر
اسواسطے اس نے خالد کی طرف پیٹھ دیکر کے شام کی طرف منہ کالا کیا تھا - اور یہہ نہین سوچا کہ اسکی عمر کا آفتاب شام کے
مغرب فنا مین ڈوب جائیگا جب اس نے ایک منزل طی کیا یزید بن ابی سفیان جو والی دمشق تھا اہل اسلام کا ایک لشکر

جرار ہمراہ لے کے نکلا جب اثناے راہ مین ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا - ایسے مین ناگاہ خالد بھی اپنی فوج لیکے اوپر سے پہنچا گیا - لشکر اسلام کے ہر دو لشکر کے درمیان تو در میان نوذر سٹر گیا حیران و پریشان ہوا ہر دو طرف سے نمازیان اسلام ایسا سخت جنگ کئے کہ کفار نابکار سے ایک نفر بھی باقی نرہا سب کے سب داخل جہنم ہو گئے - پھر خالد وہان سے لوٹ کے ابو عبیدہ کے ساتھ جا ملے - اور ہر دو متفق ہو کے سنس کے ساتھ مقابلہ کئے بڑا ہی جنگ ہوا آخر فتح و نصرت لشکر اسلام کے نصیب ہوئی اور سنس گھوڑے سے گر کے پیادہ ہوا اور اس کے لشکر کی ایک جماعت کثیر داخل جہنم ہوئی - اور ابو عبیدہ خالد کی رفاقت سے حمص کیطرف روانہ ہوے - اگرچہ شہر حمص کی تسخیر فتح مداین کے بعد ہی ہوا لیکن بعضے وقایع جو فتح مداین کے آگے ہوئین اسکے ساتھ متعلق رہنے سے اہل تاریخ فتح حمص کا ذکر مقدم رکھتے ہین چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب بھی ایسا ہی لکھا ہے - **فتح حمص** نقل ہے کہ جب مداین کی فتح ہوئی حمص والون نے اپنے قلعے کا بند و بست کر لیکے قیصر روم کے پاس ایک عریضہ روانہ کیا اور اس سے مدد چاہی - کہتے ہین کہ جب خالد اور ابو عبیدہ حمص کے طرف روانہ ہوے سو خبر ہرقل کو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور ایک بطریق کو حکم کیا کہ جلد حمص کو جا پہنچے - اور آپ شہر رہا کی طرف آیا - اور وہان اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا - ابو عبیدہ اور خالد جب آ کے حمص کے باہر نزول کئے اسکا حاکم نے باوجود کبر و نخوت کے نہایت ترسان و لرزان ہوا - اور بوم شوم کے مانند اپنے آشیانہ مین گھس جا کے قدم باہر نرکھ سکا اور شہر کے دروازونکو بند کروا دیا اور اپنی جُبن اور نامردی کو لوگون کی نظر مین حزم و احتیاط کی صورت پر تبلا یا اور کہنے لگا کہ اب سرمے کا موسم ہے لشکر عرب کو اس ملک مین ٹھہرنیکی طاقت نہین کیونکہ انمین اکثر لوگ برہنہ پا ہین اگر وے محاصرہ کر کے میدان مین رہین سردی کی شدت سے ان کے پاون ساق تک شل ہو جائین گے آخر تنگ آ کے اس ملک سے نکل جائینگے - لاکن اس احمق نے یہہ نسمجھا مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنے جس کا کاروبار اللہ ہی کے واسطے ہوا اسکے سرانجام کار کے واسطے اللہ تعالی کفیل ہے اللہ تعالی کا فضل مسلمانونکو اسطرح پر گھیر لیا کہ کسی کی انگلی کو بھی کچھ آسیب نپہنچا - اور بہت سے رومیون کے پاون سردی کی شدت سے ضایع ہوے حالانکہ وہ انہین کا ملک تھا - کہتے ہین کہ محاصرے کے ایام مین حمص کے بعضے اوباشون نے اپنے حاکم کے ساتھ سختی سے پیش آیا اور مسلمانون کی قتال پر غیرت دلائی - اسنے لا علاج ہوا آخر سوار و پیادونکی ایک فوج لے کے نکلا لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے شکست فاحش پائی سواے فرار کے چارہ نرہا کئی بار ایسا ہی اتفاق ہوا - اور ہر روز ہرقل کے پاس ایلچیان اور ساعیان تائید کی نوید پہنچاتے تھے - اور اہل جزائر کو خطوط لکھا تھا کہ سب اتفاق کر کے حمص والونکی مدد پر جلد جا پہنچین وے وہان ہی جمع ہو کے حمص کے طرف متوجہ ہوے - اور انہین دنون سعد بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو اس نواح کے ہر طرف منتشر کیا تھا تا غارت کرین - جب اس لشکر کی چند ٹکریون نے جزائر کا قصد کیا وے جزائر والون نے جو حمص کی طرف روانہ ہو سکے

یہہ خبر سنتے ہی حمص والونکی مدد سے اپنے اہل وعیال اور زرومال کی محافظت کو مقدم جان کے اثنا ے راہ سے مراجعت کی۔ روم والون سے ایک پیر مرد نے جو حمص مین رہتا تھا شفقت کی راہ سے حمص والونکو نصیحت کی کہ اہل اسلام سے مصالحت کرلین۔ اور جنگ نہ کرین لاکن انہون نے اسکی بات نہ مانی۔ پھر بھی قتال کا ارادہ کیا غازیان اسلام بھی تیار ہوکے نکلے اور قلعے کے نزدیک آکے ایکبار تکبیر کہی حمص والون کے عمارات مین زلزلہ عظیم پڑگیا۔ اور بسبب اسکے عمارتین ڈہل گیئن اور دیوارین گرپڑین۔ جب دوسری بار تکبیر کہی پہلی حالت سے ایک سخت حالت ظاہر ہوی۔ مسلمانونکا بڑا ہی خوف اور رعب ان پر غالب ہوا سوا اسکے امان چاہی۔ اور انہیں یہہ حادثہ کہ در دیا تھا مسلمانونکو اسکی خبر نہین تھی۔ اور محاصرے کے ایام مین بہت مشقت بھی پہنچی تھی۔ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ تیسری تکبیر کی آواز پر شہر کی بعضے دیوارین بھی منہدم ہوئین۔ پس دمشقیون سے جیسی صلح ہوی تھی ویسی ہی صلح کی۔ مصالحت کے بدلے مین جو کثیر مال ہدست ہوا ابو عبیدہ اسکا خمس نکال کے سو فتح نامہ عبد اللہ بن مسعود کے ہمراہ امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور قبائل عرب سے ایک جماعت کو وہانکی سکونت پر حکم کرکے آپ منتظر تھے کہ امیر المومنین کیطرف سے کیا حکم آتا ہے تا اسکے عمل پیرا ہون۔ ایسے مین ایک حکم نامہ اس مضمون کا شرف صدور پایا کہ تم وہین رہو۔ اور نواح شام سے اچھے شجیعون اور جوانمردونکو طلب کرو۔ جب ایک لشکر فراہم آوے اس نواح کے دوسرے شہرون اور قلعون کی تسخیر پر کمر باندہو۔ اور خاطر جمع رہو کہ تمہاری مدد پر فوجین روانہ کرنے مین ہرگز قصور نکرونگا۔ جب یہہ نامہ نامی موصول ہوا ابو عبیدہ نے اسی حکم کے موافق ایک لشکر جمع ہونے کے بعد عبادہ بن صامت کو جو حضرت کے صحابہ سے تھے حمص کی حکومت پر مقرر کرکے آپ حمی کے طرف کوچ کیا۔ اور اس نواح کو بھی صلح کی طور پر فتح کیا۔ اس شرط سے کہ ہر شخص ایک مبلغ معین ہر سال جزیے کے طور پر پہنچایا کرے اور ان کے باغات اور زراعت کی زمین پر خراج بھی مقرر فرمایا۔ پھر وہان سے شہر شنبروار کی طرف آئے اور اس کو بھی اسیطرح پر اپنے قبضہ تصرف مین لاکے وہانسے معرہ حمص کی طرف مراجعت کی۔ اب اس شہر کو معرۃ النعمان کہتے ہین کیونکہ نعمان بن بشیر کو وہانکی حکومت تھی سوا اس شہر کو بھی اسیطرح فتح کرکے وہانسے لاذقیہ کی طرف متوجہ ہوے اور اس شہر کے رہنے والون نے لشکر اسلام پر شہر کا دروازہ بند کردیا اس شہر کا دروازہ ایسا بلند اور بڑا تھا کہ اسکے بند کرنے اور کھولنے کے لئے ایک جماعت کثیر کی اعانت ضرور تھی ایکدو آدمی سے ہو نہین سکتا تھا غازیان اسلام جب اس حال سے واقف ہوے ایک ایسے مقام پر اپنا لشکرگاہ ٹھہرا ے کہ اس شہر سے دور واقع تھا۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ اپنے لشکر کے گرداگرد ایک ایسی عمیق خندق کھودین کہ اسمین سوار کھڑا ہو تو ہرگز ظاہر نہووے۔ جب ایسی خندق تیار ہوچکی اَلْحَرْبُ خَدْعَۃٌ کے موافق عمل کرکے جدہر سے آئے تھے وہی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طے ہوی نزول کیا۔ جب شام ہوی اور شہر کے لوگ سوگئے وہانسے مراجعت کرکے اس خندق مین داخل ہوئے علی الصباح اس

شہر والون نے دروازہ کھولدیا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے کام کے لئے مستعد ہوا۔ ناگاہ غازیان اسلام اس خندق
سے نکل کے داخل شہر ہوئے اور اس شہر کو جبرًا و قہرًا اپنے تصرف مین لایا نصارا ایک قوم جو اس شہر مین سکونت رکھتی تھی
بھاگ گئی اور روم کا قصد کیا پھر پشیمان ہو کے اپنا دل وطن سے اٹھا نہ سکے آخر ناچار لوٹ آ کے صلح کئے اس شرط پر کہ
اپنے اپنے باغات اور زمین آپ پر چھوڑ دین اور اپنے کلیسونکو نہ توڑین اور ہر سال آپ سے جزیہ لیا کرین۔ اہل اسلام صلح
قبول کئے پھر عبادہ بن صامت کی سعی و اہتمام سے اس شہر مین ایک مسجد بنا ہوئی۔ اور روم کی نصارا کی ایک جماعت جو
وہان کی سکونت اختیار کی تھی جزیہ دینے پر راضی نہوئی اسواسطے ایک گروہ مقتول ہوئی اور دوسری گروہ فرار ہوئی
ابوعبیدہ نے جب وہان کے بندوبست سے فارغ ہوئے خالد بن ولید کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے قنسرین کے طرف بھیجا
اثنائے راہ مین روم کا ایک لشکر ملا اسکا سردار میناس تھا روم کے عمدگون مین وہ مشہور تھا۔ اور ہرقل بھی اسی سرزمین
مین تھا بالفور ہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا لشکر کفار کا سردار اور اسکے اکثر سپاہ مارے گئے۔ اور باقی اہل لشکر منہزم ہوئے
پھر خالد مظفر و منصور وہان سے آگے بڑھے شہر قنسرین کے دروازے پر آ کے لشکرگاہ ٹھہرایا۔ جب وہان کے لوگ یہ حال
دیکھا اپنے شہر کا دروازہ بند کر دئے۔ خالد نے اس شہر کے دروازے کے پاس بلندی پر چڑھ کے اس شہر کے سردارونکو بلا کے
کلام کیا اور فرمایا کہ تم کب تک دروازہ بند رکھوگے ہمکو اللہ تعالی کے کرم سے امید قوی ہے کہ بہر صورت ہم کو آتشی شعلہ
کے مانند تمہارے درمیان پہنچا دیویگا یا تم کو اب باران کے مانند ہمارے تک لا دیگا۔ یہ بات سنتے ہی وے گھبرائے
اور کہے کہ جیسا حمص والون کے ساتھ مصالحت واقع ہوئی ویسی ہی صلح کرے۔ خالد ویسی صلح پر راضی نہوے۔ اور کہا کہ
تمہارے قلعے اور معابد و راہبون کے کلیسے گرا دیوینگے اس شہر کے لوگ عاجز اور لاعلاج ہو کے یہ بات بھی قبول کر کے
صلح کئے۔ پھر خالد نے وہان کے سب مہمات سے فارغ ہو کے ابوعبیدہ کی صوابدید سے لشکر کے تھٹے مین تھے کہ رہا کی
طرف ہرقل پر جا پہنچین۔ جب یہ خبر ہرقل کو پہنچی نہایت خوف کھایا اور شہر رہا سے نکل کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
جب شمیساط پر پہنچا چند روز وہین لشکرگاہ ٹھہرایا اور اہل اسلام کے اخلاق و حالات دریافت کیا۔ لوگون نے کہا کہ محمدیون
کی حالت یہ ہے کہ تمام روز باہتھیار ہو کے میدان شجاعت مین قدم رکھتے ہین اور جنگ و جدال مین داد جوانمردی کی
دیتے ہین۔ اور جب شب آتی ہے محراب عبادت مین آ کے قیام کرتے ہین بحکم حدیث رجعنا من الجہاد الاصغر الی
الجہاد الاکبر کے توکل کا درع پہنے ہوئے ہمت کا عمامہ باندھے ہوئے اور یقین کا خود اپنے سر پر دھرے ہوئے۔ محراب
عبادت مین آ کے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہین۔ جب مجاہدی کے مقام مین ثابت قدم ہوتے ہین تو مشاہدے کے ابواب
ابواب انپر کھلتے ہین جب انبیا و اولیا کی ارواح طیبہ سے توسل کر کے ان ہستیون سے مخاطب ہوتے ہین ~ ای شہان

ماخصم را کشتیم خصمی بترز اندرون ۞ کشتن این کار عقل و ہوش نیست ۞ شیر باطن سخرہ خرگوش نیست ۞ چونکہ واگشتیم ز پیکار برون ۞ روی آوردیم بہ پیکار درون ۞ قد رجعنا من جہاد الاصغریم ۞ با نبی اندر جہاد الاکبریم ۞ قوت از حق خواہیم و توفیق لاف ۞ تا بسوزن برکنیم این کوہ قاف ۞ سہل شیری دان کہ صفہا بشکند ۞ شیر آن باشد کہ خود را بشکند ۞

ہرقل سنکے کہنے لگا کہ تیرا کلام مطابق واقعہ کے ہے اور تو قریب ہے کہ یہ لوگ یہہ زمین جو میرے پیرون کے نیچے ہے لیوین گے پس تہیہ سفر کا کر کے قسطنطنیہ کا قصد کیا اور روایت ہے کہ وداع کر کے کہنے لگا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَرْضَ سُورِيَّةَ السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْبِلَادُ سَلَامًا لَا اجْتِمَاعَ بَعْدَهُ وَلَا يَعُودُ إِلَيْكِ رُومِيٌّ أَبَدًا إِلَّا خَائِفًا

جب قسطنطنیہ مین آیا اسیکو دار السلطنت ٹھہرایا۔ اور شام کے بعضے بلاد بورم کے قریب واقع تھے جیسے اجنادین اور قیساریہ اور انطاکیہ وغیرہ کو مستحکم کیا۔ اور ہر ایک جگہ کی حفاظت کے لئے ایک لشکر مقرر کیا۔ ابو عبیدہ نے فرصت غنیمت جان کے شہر حلب کا محاصرہ کیا۔ اس شہر کے لوگ امان طلب کر کے صلح کر گئے۔ اس صلح کے بعد پھر ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی طرف جا کے شہر کے باہر لشکر گاہ ٹھہرایا۔ جب اس شہر مین بڑا لشکر فراہم آیا تھا وہان کے لوگ غرہ کر کے جدال و قتال کے ارادے سے نکلے بعونہ تعالی لشکر اسلام غالب آیا۔ تب کفار بہت پا کے داخل شہر ہوئے اور دروازہ بند کر دیئے اور یہہ امید رکھتے تھے کہ ہرقل کی طرف سے مدد پہنچیگی آخر جب اس سے بھی مایوس ہوئے صلح طلب کئے۔ ابو عبیدہ نے چند شرطین ٹھہرائین اور فرمایا کہ جس نے اسکو قبول کرے شہر مین رہے والا جلائے وطن اختیار کرے۔ پس ایک طائفہ جلا اختیار کیا اور دوسرے گروہ وے شرطین قبول کر کے سکونت اختیار کی پس ابو عبیدہ نے حضرت عمر کے حکم پر لشکر انطاکیہ سے ایک جماعت کو وہان ساکن کر کے انکو تحفہ جات اور انعامات مقرر فرمایا۔ اور پیاپے بھیجا کرتے تھے۔ اور امیر المومنین عمر فاروق کے حکم پر معاویہ کے ساتھ پانچہزار سوار جرار دیکے قیساریہ کی طرف قسقاریر جو ہرقل کے جانب سے وہان کی سرداری رکھتا تھا روانہ کیا حالانکہ اس وقت قسقار کے لشکر مین پچاس ہزار مرد تھا اس کے سوائے انطاکیہ اور اسکے اطراف و نواحی سے بھی بہت سے لوگ آ کے اس لشکر کے ساتھ ملحق ہوئے پس اللہ تعالی کی تائید سے وہ جماعت قلیل اس لشکر کثیر پر غالب آئی۔ اکثر کفار مارے گئے اور باقی ہزیمت پائے اور معاویہ نے قیساریہ کی سرداری پر قیام کیا۔ پھر ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص کو ارطبون پر جو ہرقل کے طرف سے اجنادین کا حاکم تھا روانہ کیا۔ ارطبون روم کی لغت مین زیرک اور عاقل کو کہتے ہین۔ جب اس نے بڑی عقل اور دانائی رکھتا تھا اس کو ارطبون کہتے تھے جب عمرو بن العاص عرب کے بڑے عاقلون سے تھے انہین کو ارطبون کے غنیم ٹھہرایا جب لشکر اسلام جنادین پر پہنچا ارطبون بھی ایک لشکر کثیر لیا ہوا شہر سے باہر گیا پھر دو لشکر مین بڑا جنگ واقع ہوا کافرونکو شکست فاحش ہوی اور ارطبون بھاگ کے بیت المقدس مین جا کے پناہ لیا۔ نقل ہے کہ قیصر کے بعضے امیرون نے جب حمص کے جنگ سے روگردان ہو کے انطاکیہ ہو کے

ان کے پیچھے فتح حمص کی خبر پہنچی اس واقعہ کے سننے سے شہر انطاکیہ باوجود اس کشادگی اور وسعت کے ہرقل کی نظر
مین حلقہ میم سے تنگ نظر آنے لگا - اپنے امیرون کو زجر و ملامت کر کے کہنے لگا کہ کہو کہ اعراب تم سے کیسے بنی آدم ہین یا نہ
بطارقہ کہے کہ ہان بنی آدم ہین - پھر پوچھا کہ عدد و شوکت تمہاری زیادہ ہے یا انکی - وے کہے ہماری - ہرقل نے کہنے لگا
پھر باوجود اس کے تم جو انسے بھاگتے ہین اور مقابلہ کر نہین سکتے ہین اس سے مین بہت عجب کرتا ہون یہہ بات سنکے پشیمان
ہوئے کمال ندامت سے سر جھکائے - لائے ہین کہ جب ہرقل نے ولایت شام چھوڑ دیکے قسطنطنیہ کا عزم کیا اس کے
مصاحبون سے ایک بوڑھے نے اس سے کہنے لگا کہ تیرے اور عرب کے درمیان بغیر جنگ ہونے کے شام کا ملک مفت ہاتھ سے
چھوڑ دینا سزاوار نہین بلکہ آئین سلطنت مین بڑا ننگ ہے - اب تدبیر یہی ہے کہ جو ملک تیرے تصرف مین ہین ہر ملک کے
سردارون اور دلاورون کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے عرب مین بھیجے تا انسے جنگ کرے اگر ان پر فتح پاوین فہو المراد - اگر تیرا
لشکر مغلوب ہو جاوے ناچار اس وقت ملک شام تو ان پر چھوڑ دیگا اس صورت مین تیری عقل پر کچھ حرف نہ آویگا اور عاقلون کے پاس تو
معذور ہو ویگا - اس بوڑھے کی نصیحت ہرقل کو پسند آئی بلاشبہ قبول کیا اس کے ممالک کے سردارون سے تین سردار بڑے
مشہور اور نامدار تھے پہلا ماہان دوسرا قطار تیسرا دیرجان ان تینون کو بھی بلوا کے ہر ایک کو مبلغ کثیر اور جامہ و تاج و کمربند
انعام دیا ہر ایک کو لاکھ مرد کا امیر ٹھہرایا - اور تینون لشکر کی امارت ماہان کو دیکے اہل اسلام پر روانہ کیا - جب یہہ خبر ابو عبیدہ
کو پہنچی اسیوقت لشکر اسلام کے امیرون و سردارون کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب تمام جمع ہوے اسباب مین انسے مشورت کی
ہر شخص کے خاطر مین جو بات آئی اور مناسب سمجھا ظاہر کیا - یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری راے مین یہہ بات آتی ہے کہ شام
کا ملک جو ہمارے تصرف مین آچکا ہے اور اسلام کے فوجین جو اس کے اطراف و نواحی مین منتشر ہین ان سب کو خطوط اس مضمون
کے روانہ کرین کہ وے سب جمع ہو کے ہمارے پاس آوین اور ہم سب اپنے اہل و عیال کو شہر حمص مین چھوڑ دیکے دشمن کا مقابلہ
کرین شرحبیل بن حسنہ نے کہا کہ اگرچہ یہہ رائے مسلمانون کی بھلائی مین تو نے ظاہر کی ہے لاکن مین مناسب نہین جانتا
ہون کیونکہ حمص والون کو رومیون کے ساتھ دین و ملت مین موافقت ہے - اور ہمارے ساتھ مخالفت اس صورت مین اسبات
کا بڑا خطرہ ہے کہ وے رومیون کے ساتھ مل جاکے عہد شکنی کرین گے اور ہمارے زن و اطفال کو پکڑ کے انکے حوالے
کر دین گے جب ضرورت کے لئے وے ہمارے ساتھ صلح کئے ہین سو انپر چندان اعتماد نہ کیا چاہئے - ابو عبیدہ نے کہا
کہ حمص والونکو طاقت نہین کہ ہمارے ساتھ ایسا غدر کرین کیونکہ ہمارا قوت و شجاعت سے واقف ہین - اور ہمارا خوف ان کے دلمین
غالب ہے - لاکن جب تم نے اسکا اندیشہ تبلایا حزم و احتیاط کی رعایت کرتے البتہ اسکو قبول کیا چاہئے - اب
مصلحت اسی مین ہے کہ حمص والونکو ان کے گھرون سے نکالدین - اور ہمارے اہل و عیال کو انہین کے مکانات مین رکھین

اور مسلمانونکی ایک فوج کو قلعے کی حفاظت کے واسطے ان کے پاس چھوڑ دین۔ شرجیل نے کہا کہ حمص والون کے ساتھ ہم نے
عہد کیا ہی کہ ان کے وطن مالوف سے نہ نکالین پھر اب کس طرح عہد توڑین حالانکہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی کریمہ أَوْفُوا بِالْعَهْدِ
إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا اور حدیث شریف مین آیا ہی لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ میری راے مین یہہ
بات آتی ہی کہ ہم یہین رہین اور امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت مین لکھ کے اس حال سے اطلاع دین تا ہمارے لئے مدد
روانہ فرما دین۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فرصت نہایت تنگ ہی ہمارا قاصد مدینے پہنچے تک دشمن سر پر پہنچتا ہی۔ میسرہ بن مسروق
نے کہا کہ صلاح اسی مین ہے کہ ہم شہر حمص کو چھوڑ دیکے دمشق کے طرف جاوین کیونکہ حمص والون سے زیادہ اعتماد ہم کو دمشق
والون پر ہے۔ اور وہان سے امیر المومنین کو خبر دین تا مدد روانہ کرین۔ اور ہم جنگی سامان کے مہیا کرنے اور لشکر جمع
کرنے مین مشغول رہین۔ اگر لشکر روم پہنچنے کے آگے مدینہ سے مدد آجاوے فبہا والا جو لشکر کہ جمع آیا ہو اسیکو لیکے توکلاً
علی اللہ دشمن سے مقابلہ کرین۔ ابو عبیدہ اور سب صحابہ اس راے کو قبول کئے اور کہے کہ اس سے بہتر تدبیر نہین سب کے سب
اسپر اتفاق کئے۔ اور ابو عبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہرقل نے ایک ایسا لشکر انبوہ
جمع کیا ہی کہ ویسا بڑا لشکر ذوالقرنین کے سواے کسی بادشاہ کے نزدیک فراہم آیا تھا۔ تین لاکھ سوار و پیادون کو بڑی شوکت
و ابہت کے ساتھ ہم پر روانہ کیا ہی۔ اور ہم سب مشورت کے بعد ایک بات پر اتفاق کئے ہین سو ہمارا قاصد عرض کریگا والسلام
یہہ نامہ سفیان بن معقل ازدی کے ہاتھ دے کے مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ نے دوسرے روز دمشق کے طرف
مراجعت کی جب سفیان مدینہ پہنچا اور ابو عبیدہ کا نامہ امیر المومنین کی خدمت مین پہنچایا۔ جناب خلافت مآب نے وہ مکتوب
ملاحظہ فرما کے لشکر دشمن کا احوال دریافت فرمایا سفیان نے جو جانتا تھا بیان کرنے لگا۔ اور ابو عبیدہ شہر حمص سے
لشکر اسلام اپنے ہمراہ لے کے جو دمشق کے طرف روانہ ہوے یہہ مذکور بیان کرتے ہی حضرت عمر کے چہرے پر کراہت
کے آثار ظاہر ہوے۔ پس ابو عبیدہ کے مکتوب کا جواب ایسا لکھا کہ تمہارے قاصد کے اظہار سے حقیقت معلوم ہوی شہر حمص کو
چھوڑ دیکے دمشق کے طرف روانہ ہونا مناسب نہین تھا۔ کیونکہ اللہ تعالی نے ایک شہر نعمتونکا بھرا ہوا اور قلعہ محکم مسلمانون
کو دیا تھا بلا سبب اسکو چھوڑ دینا سزاوار نہین تھا۔ لاکن جب اس لشکر کے اہل حل و عقد کی اتفاق سے یہہ کام وقوع مین
آیا امید قوی ہے کہ اللہ تعالی اسکا انجام خیر کرے۔ تمکو چاہئے کہ دشمنونکی کثرت لشکر کا اندیشہ کرین۔ فتح و نصرت لشکر کی
کثرت اور تدبیر انسانی پر نہین۔ بلکہ تائید ربانی سے ہوا کرتی ہی ؎ بخت و دولت بکاردانی نیست ؛ جز بتائید
آسمانی نیست ؛ چاہئے کہ اپنے دل کو خلق سے منقطع کر دین۔ تائید الہی پر تکیہ کرین تا حق سبحانہ تعالی شانہ سب مہمات پر
کفایت کرے اور تمام مقاصد بر لاوے۔ سفیان بن معقل نے امیر المومنین کا نامہ نامی لیکے روانہ ہوا۔ جب دمشق پہنچا

ابو عبیدہ کی حضور مین پہنچا دیا تب ان کے ساتھ سینتیس ہزار مجاہد جمع آ گئے تھے پھر مدینہ سے انکی مدد پر تین ہزار غازی
آ پہنچے اربعین کا عدد کامل ہوا اور ماہان بھی حمص سے ایسا ایک لشکر انبوہ پر شکوہ لے کے نکلا کہ جنگل اور بیابان کفایت
نہین کرتا تھا انکی کثرت سے وہ سرزمین تنگ آئی تھی۔ ساحل کے پاس یرموک کے میدان مین ہر دو فریق ملے۔ ہر دو لشکر
مین ایسا جنگ عظیم واقع ہوا کہ زبان قلم اسکے بیان سے عاجز ہے۔ خالد بن ولید نے اس روز ایسی جوانمردی کی داد دی کہ کبھی
چشم زمانہ دیکھا نہین۔ نصرانیون پر ایسی تیغ رانی کی کہ ساتھ تلوار اس یگانہ روزگار کے ہاتھ مین ٹوٹ گئین۔ آخر محمدیون
نے عیسویون پر غالب آیا امداد ربانی ونصرت آسمانی سے فتح ونصرت پائی لشکر کفار سے ستر ہزار شخص مقتول ہو کے خاک
وخون مین غلطان تھے۔ اور بعضے نصارا نہر یرموک مین غرق ہوے۔ اور جو باقی رہے مخذول ومقہور ہزیمت پا کے افتان وخیزان
آپ کو ہرقل کے پاس پہنچایا۔ بہت سے غنیمت اور سبایا مسلمانون کے ہاتھ آئین کریمہ الحمد للہ الذی اذھب
عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور ہر یک کے ورد زبان ہوی۔ بکمال خوشی وخاطر جمعی سے تقسیم غنایم سے فارغ
ہو کے فتحنامہ مع خمس غنیمت مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا۔ بعضے مورخون نے یہ واقعہ اخیر خلافت صدیق اکبر مین مذکور کیا ہے
لاکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ جنگ فاروق اعظم کی خلافت مین واقع ہوا۔ اور محققون نے یہ تطبیق دی ہے کہ موضع یرموک مین
دو بار جنگ ہوا بار اول صدیق اکبر کی اخیر خلافت مین بار ثانی عمر فاروق کے عہد مین واللہ اعلم پہنچنا رومیون
کا شہر حمص پر۔ نقل ہے کہ ماہان نے ایک لاکھ سپاہ کا لشکر اپنے ہمراہ لے کے انطاکیہ سے نکلا جب منزلین طی کر کے
حمص پر پہنچا حمص والون نے جو اہل اسلام سے صلح کی تھی انکو سرزنش کی وے لوگ جوابات معقول دیکے اسکو ملزم کئے بعد
ماہان حمص سے آگے روانہ ہو کے موضع یرموک مین اترا اور اسی جگہہ کو مناسب جانکے اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا۔ اور تین امیر جو
اسکی اعانت کے لئے مقرر ہوے تھے وے بھی اسکے پیچھے آ کے ملحق ہوے جب مسلمانونکو اسبات کی خبر ہوی پریشان خاطر
ہوے۔ ابو عبیدہ نے ایک نامہ لکھ کے ایک پیک تیز رفتار کے ہاتھ سے مدینے کے طرف روانہ کیا وہ نامہ مخالفونکی کثرت
وشوکت اور مسلمانون کی ضعف وقلت پر متضمن تھا وہ قاصد بہت جلدی سے امیر المومنین کی خدمت مین جا پہنچا فاروق
اعظم نے جب وہ مکتوب ملاحظہ کیا اسکے جواب مین کلمات دلپذیر تحریر فرمائین اور ابو عبیدہ کو رومیونکے جنگ پر بہت تحریص
دی اور قاصد کو فرمایا کہ ابو عبیدہ کو میرے طرف سے بعد سلام کے یہ پیام پہنچائے کہ خاطر جمع رہو کہ انشاء اللہ تعالے تم کو رومیون
کے ساتھ جنگ واقع ہونیکے آگے مدد روانہ کرونگا پس قاصد کو رخصت دی جب قاصد روانہ ہوا سوید بن صامت انصاری
کے ساتھ تین ہزار دلاور انکو دیکے روانہ کیا تاریخ حاتم کوفے مین مذکور ہے کہ امیر المومنین کا نامہ پہنچنے کے آگے سوید لشکر
لشکر بہت جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوی۔ اور ماہان نے اپنے امرا سے مشورت

کرکے ابو عبیدہ کے پاس ایک وکیل کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ ہمارے سننے مین آیا ہی کہ اس کے آنے کے لشکر اسلام
کی امارت جس شخص پر مقرر تھی وہ امیر زیور حسب ونسب سے آراستہ اور لباس عقل وشجاعت سے پیراستہ ہی سو
ہمکو اسکی ملاقات کی کمال احتیاج درپیش ہے تا ہمارا مقصود اس سے بیان کرین اور تمہارا مطلب بھی اس سے معلوم کرلین ابو عبیدہ نے
ماہان کی التماس قبول کرکے حکم کیا کہ دوسرے روز خالد بن ولید اسکے پاس جاوے جب صبح ہوی خالد نے حکم کیا کہ اپنا قبہ
سرخ جو تین سو دینار سے خرید کیا تھا لیجا کے ماہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کرین جب ویسا ہی اس کو لیجا کے کھڑا کئے اور
خالد نے اس مین تشریف رکھی ماہان نے اپنے خیمے سے نکل کے ان کے پاس آیا ان کے پہلے جو بات کی یہی تھی کہ یہہ تمہارا
قبہ مجھے نہایت پسند آیا ملتمس یہی ہی کہ مجھکو عنایت کیجئے اور تم جو چاہتے ہو سو میرے سے لیجئے خالد نے یہہ بات سنکے فرمایا
کہ مجھے تیرے مال وزر کی کچھہ احتیاج نہین ہے۔ یہہ قبہ مطلوب ہو تو لیجئے کہتے ہین کہ ماہان کو اس بات سے خالد کی تالیف کرنی
مقصود تھی۔ اور بعض تواریخ مین مذکور ہے کہ ماہان بڑے تجمل سے اپنے خیمے مین بیٹھ کے خالد کو بلوایا جب خالد پر اسکی نظر پڑی تعظیم
کیلئے اٹھا اور انکی دلجوئی مین چند باتین کرکے کہنے لگا کہ اگر اس جنگ سے تمہارا مقصود تحصیل مال ہے تو ہم نے قبول کیا کہ والی
عرب یعنی عمر بن الخطاب کو ہم دس ہزار دینار اور ابو عبیدہ کو پانچ ہزار دینار دیتے ہین اور تمہارے سپاہیون مین جو عمدہ ہون
ان سے سو شخص کو لاکھہ دینار پہنچاتے ہین شرط یہی ہے کہ تم ہمارے ملک سے چلا جاوین جب ماہان اپنا کلام تمام کیا خالد بن
ولید نے ایسے کلمات مسجع اپنی زبان گوہر فشان پر لائین کہ ماہان حیران ہوا کہنے لگے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ فتنے اور منازعت کی
غبار جو بلند ہوی ہے بیٹھ جاوے اور پایہ دوستی اور مصالحت کا مستحکم ہو جاوے تو چاہئے کہ تم اسلام لاوین اگر تم کو اس بات
کی توفیق رفیق نہ ہووے اور تم اپنے مال اور اہل وعیال کو بچانا چاہتے ہو تو جزیہ قبول کرین ورنہ تمہارے ہمارے درمیان تیغ چلنی
مقرر ہے ماہان کہنے لگا کہ ای خالد اہل روم اپنے دین سے باز نہ آئین گے اور جزیہ دینا بھی اہانت وذلت کا سبب جان قبول
نہ کرین گے ہمکو قتال وجدال سے نہ ڈراتے تم دیکھتے ہو کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر جنگ پر ہی تیار ہے خالد نے یہہ بات سنکے اسکی
مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکرگاہ مین آکے جو باتین چلی تھین ابو عبیدہ کی خدمت مین ظاہر کردین۔ کہتے ہین کہ ماہان ہرقل کے نام ایک
مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ جب ہم نے نہر یرموک پر اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا عرب کا لشکر بھی وہین آکے نزول کیا امرائے اسلام سے خالد
بن ولید کو کہ جسکی تعریف وتوصیف تم نے سنی ہی ہم نے بلوایا اور مال وزر کی بہت کچھہ طمع انکو بتلائی یہہ بات کچھہ فائدہ نہ دی ہمارے
لشکر کی کثرت وشوکت سے ڈرایا یہہ بات بھی مفید نہ پڑی ہم دیکھتے ہین کہ عرب ہمارے استیصال پر کمر باندھے ہین اپنی موت پر
تیار ہوکے سوائے جنگ وجدال کے کچھہ نہین چاہتے ہین اب قلیلا روز جنگ سلطانی مقرر ہوا ہی لاکن ایک شب مین نے یہہ خواب
دیکھا ہے کہ کسی نے مجھے خطاب کرکے کہتا ہے کہ ای ماہان ہرگز لشکر عرب کے ساتھ جنگ نہ کیجئے اگر تو جنگ کریگا شکست فاش ہوگی اور

تو مارا جاویگا اس وحشت ناک خواب سے مین نے بہت تشویش ہوا جب بیدار رہا سمجھا کہ یہہ خواب اضغاث احلام سے ہے
اب میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے کہ تو اپنے خزانے استنبول کو روانہ کردیجے آپ انطاکیہ مین توقف کرے تا دیکھین کہ پردۂ غیب سے
کیا ظہور ہوتا ہے۔ نقل ہے کہ جب جنگ کا روز قریب پہنچا بطارقہ روم سے ایک شخص نے ماہان سے کہنے لگا کہ مین نے کل کی
شب ایک خواب دیکھا ہون رخصت ہے تو تقریر کرتا ہون ماہان نے کہا کہ بیان کیجیے اسنے کہنے لگا کہ خواب مین ایسا دیکھا ہون
کہ لوگ سفید لباس پہرے ہوے اور سبز دستار باندہے ہوے آسمان سے زمین پر اترتے ہین اور ہمارے ہاتھونکو باندہکے ہمارے
نیزون سے سنان نکالتے ہین اور ہمارے تلوار ذنکو نیام سے نکال کے توڑتے ہین اور ہم کو ہر طرف ہانکتے ہین اور ہم کو کہتے
ہین کہ بھاگو والا سب سب ہلاک ہوجاوگے ناچار ہم نے بھاگنے لگے اور اس بھاگنے مین بعضے گر پڑے اور بعضونکی ایسی حالت
ہوی کہ قدم نہین اٹھا سکتے تھے اور ہمارے سپاہ کی جماعتین جوق جوق حاضر ہوتین اور اسیوقت ایسے غایب ہوجاتین کہ
پھر نظر نہین آتی تھین اسی ہزیمت کی حالت مین مین اپنے خواب سے چونک پڑا ماہان یہہ خواب سنتے ہی بہت ہی ملول اور دلتنگ
ہوکے کہنے لگا کہ ای منحوس تیری آنکھین راحت نہ دیکھین تو نے اپنے خواب سے مجھے ناخوش اور پریشان خاطر کردیا تو جو خواب
مین دیکھا ہے کہ بعضے گر پڑے اور بعض کھڑا رہگئے اب جانتے کہ وے سب کے سب مارے جاینگے میری آرزو یہی ہے کہ سب سے اول تو ہلاک
جاوے کیونکہ تو نے ہم کو ہلاکت کی خبر دی کہتے ہین کہ ابو عبیدہ بھی ایک ایسا خواب دیکھا کہ کافرونکی شکست اور مسلمانون
کے غلبے پر دلالت کرتا تھا **مسلمانون اور روم کے ترسایون کا جنگ** جب دوسرا روز آیا ماہان نے
اپنا لشکر تیار کرکے میدان مین آیا اور اپنے لشکر کے بیس صفین بنائین ہر صف مین بیس ہزار سوار تھے ہر صف مین ایک بطریق
کو مقرر کیا تا ان کو جنگ پر تحریص کرے اور میمنہ پر قناطرہ اور جرجین کو اور میسرہ پر علقمہ بن منذر کو کھڑا کیا اور آپ ایک جڑاؤ کی
تاج سر پر رکھا ہوا اور ایک بکتر پہنا ہوا اور اسکے نیچے دیبا ے زربفت کھینچا ہوا اور ایک شمشیر کہ جس کی دوال جواہر قیمتی سے
بنی گئی تھی حمائل کیا ہوا اور ایک مشکی گھوڑے پر کہ جس کی زین ولجام در و یاقوت سے بنای ہوئی تھی سوار ہوکے صفون کے
آگے کھڑا رہا مسلمانون نے لشکر روم کی یہہ آراستگی دیکھ کے تعجب کرنے لگے اور ادہر ابو عبیدہ بھی لشکر اسلام ظفر انجام
کو تیار کرکے اس کے مقابل کیا میمنہ پر عمرو بن عاص اور یزید بن ابی سفیان کو اور میسرہ پر معاذ بن جبل اور سعید بن صامت
انصاری کو مقرر فرمایا اور میمنہ کے بازو پر شرحبیل بن حسنہ کو اور میسرہ کے بازو پر سعد بن عامر کو مدد کے واسطے کھڑا
کیا اور سعید بن زید بن عمر ثقفی کو حکم کیا کہ چہار ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے کمین گاہ مین رہے اور آپ قلب لشکر مین کھڑا رہکے یہہ حکم کیا کہ جب
سوار خالد بن ولید کے صوابدید سے تجاوز نکرین اور پیادے ہاشم بن اتباع بن ابی وقاص کے حکم مین رہین پس جب صفین
آراستہ ہوین غازیان اسلام اپنی جان عزیز سے ہاتھ اٹھا کے درجہ شہادت کے مشتاق ہوکے آہستہ آہستہ مخالفون کی طرف

چلنے لگے جب چند قدم طی کئے صلاح وقت اسی مین دیکھے کہ توقف کرین خالد بن ولید نے سوارونکو فرمایا کہ سب خاموش رہو ایک دوسرے سے بات نہ کرو اور جب تک مین رخصت ندون دشمنون پر حملہ نہ لاو۔ روم کے پیادے اپنے جھنڈون پر چلیپے لٹکائے باندے ہوے اپنے مقام سے جنبش مین آئے نصاریکے عالمون اور راہبون نے انجیل پڑھنے اور اپنے لوگون کو قتال وجدال پر ترغیب دینے لگے ان کے پڑھنے کی آواز رعد کی آواز کے مانند آنے لگی اس اثناء مین عرب کا ایک شخص جو مرتد ہو کے دین ترسائی اختیار کیا تھا میدان مین آکے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا رہا اور چند بیہودہ باتین اپنی زبان پر لاکے جنگ پر بلایا تب مسلمانون سے کئی شخص چاہے کہ کوی اس سے جاکے جنگ کرے لاکن خالد مانع ہوے آخر قیس بن ہبیرہ کو رخصت دی تب قیس نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا۔ اور ایک شمشیر کا وار اسکے سر پر کر کے اسکو گھوڑے سے گرایا اور اسی وقت اس کا سر کاٹ کے نیزے پر چڑہایا یہہ صورت جو شروع جنگ مین ظاہر ہوی سب اہل روم تنگدل اور اہل اسلام خوشدل ہوے اور ایسے مین خالد بن ولید کے حکم سے شجعان اسلام کی ایک ٹکڑی نے لشکر روم پر تاخت لاکے انکی صفون کو درہم وبرہم کردیا اس حملے مین کافرون سے ایکہزار شخص کے قریب مارے گئے اسکے بعد رومیونکی ایک فوج موت پر تیار ہوکے کوہ آہن کے مانند حرکت مین آئے مسلمانون کے قلب لشکر مین گرنے کا خیال کئے تب خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے حکم سے دس ہزار سوار کے ساتھ کہ شجاعت مین جنکا نظیر نہین تہا مصر کے مین قدم رکھا اور ایسی جوانمردی کی کہ اس فوج سے ایک شخص باقی نرہا ایک حملے مین سب کو قعر دوزخ کے طرف روانہ کیا اہل روم یہہ حالت دیکھ کے بہت گھبرائے اور ان کے لشکر مین بڑا ہی خلل واقع ہوا جب سوا جنگ کے چارہ نہین تھا ناچار میدان مین ثابت قدم ہوے اور لشکر اسلام پر تیرین چلانے لگین ناگاہ ایک تیر مالک بن حارث کی آنکہہ پر پہنچکے پلک کو پھاڑدی۔ مالک نے نہایت غضب مین آیا شمشیر انتقام اسیوقت نیام سے کھینچ کے اپنے سر پر ڈہال کا آسرا کئے ہوے اپنے گھوڑے کو لشکر کفار پر ہانکا ایک ہی حملے مین کئی کفار کو جو بڑی جوانمردی سے مشہور تھے مار کے زمین پر گرایا اور یزید بن ابی سفیان اور عمر بن عاص بھی متواتر حملے کر کے بہت سے مخالفون کو قتل کئے اس اثنا مین عکرمہ بن ابی جہل کہ شجاعت اور مردانگی مین ممتاز تھے اپنے گھوڑے کو پی کر کے پیادہ ہوے اور دشمنون کے لشکر کی طرف دوڑنے لگے خالد بن ولید نے کہا کہ ہرگز پیادہ جنگ پر نجائیے اور آپ کو ورطہ ہلاکت مین نڈالئے تا تمہاری موت سے غازیان اسلام کی خاطر پریشان نہو۔ عکرمہ نے کہا کہ جاہلیت کے ایام مین میرے سے کئی حرکات ناشایستہ وجود مین آئی ہین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار میرے سے رنجیدہ ہوے ہین سو چاہتا ہون کہ آج کے روز ایسے سخت کام پر اقدام کرون کہ میرے گناہون کی بخشش کا سبب ہو بس یہہ کہکے لشکر کفار پر جا گرے اور بہت سے رومیون کو داخل جہنم کیا آخر جام شہادت نوش فرمایا۔ جب عکرمہ کی

شہادت ہوئی مجاہدوں نے جنگ وجہاد میں بڑی کوشش بجالائی دشمنونکو انکی جاے سے ہٹا کے نہر یرموک تک
پہنچا دیا رومیوں سے بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے جب اس نہر میں گرے وہیں مر کے قعر دوزخ میں پہنچ گئے
تب ماہان نے بہت ہی مضطر ہو کے ہر ہر بطریق کا نام لے کے پکار کے کہنے لگا کہ سبکے سب ایکبار حملہ کرو کہ لشکر عرب کو
انکی جگہہ سے سرکا دیں تب اسکے لشکر سے تین ٹکڑیاں جو دلیری میں بڑے نامور تہیں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کے
بڑی جد وکوشش سے کئی قدم ان کو پیچہے ہٹائیں تب خالد بن ولید اور دوسرے سرداروں نے غازیونکو تسلی دیکے کہنے
لگے کہ لشکر کفار میں جو بڑے بڑے دلاور تھے اور ماہان انکی جوانمردی پر غرہ کر رہا تھا وے سبکے سب مارے گئے اور بعضے
پانی میں ڈوب کے موے اور جو لوگ کہ باقی رہے ہیں وے بھی نیم جان ہو گئے ہیں سو انکا وجود محسوب نہیں تم انکا کچھ
پروا نہ کرو سبکے سب ہیئات اجتماعی سے ان پر ایکبار حملہ لاؤ امید قوی ہے کہ اللہ تعالی ہمکو فتح ونصرت دیویگا یہ باتیں
سنتے ہی غازیان اسلام کو ایک تازگی آگئی اور انکے دلوں میں ایک تسکین وشجاعت حاصل ہوئی سبکے سب ایکبار ایسا حملہ
کئے کہ رومیوں نے بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے شام تک ایسا قتل عام کئے کہ ہزاروں کافر مارے گئے
نقل ہے کہ رومیوں سے اس گروہ کثیر کے ستر ہزار مرد مقتول ہو کے پڑے تھے اور ماہان بھی مرا ہوا پڑا تھا ہر چند جستجو
کئے اس کے ناپاک جسد پر کہیں زخم نہ پائے غنیمت کا مال واسباب کہ جسکا حساب نہو سکتا تھا مسلمانونکے ہاتھ آیا معلوم
نہوا کہ وہ خیمہ سرخ جو ماہان خالد سے لیا تھا کس کے ہاتھ لگا جب یہ فتح عظیم دوسری فتوحات کے علاوہ ہوئی ابو عبیدہ
نے غنیمت کا خمس فتحنامے کے ساتھ مدینہ طیبہ کے طرف بھیجا جب قاصد نے وہ مکتوب فاروق اعظم کی خدمت میں پہنچایا
بہت ہی خوش ہوے جناب خلافت مآب اور دوسرے اکابر اصحاب جو حاضر مجلس تھے خوشی سے ایسا تکبیر کہنے لگے کہ اونکی
آواز فلک الافلاک تک پہنچی شکر الہی بجالائے اور مجاہدوں کے حق میں دعائے خیر کئے **مسلمانوں کا غلبہ اور
ہرقل کا رجوع قسطنطنیہ طرف**۔ کہتے ہیں کہ لشکر روم سے تہوڑے لوگ جو یرموک سے بھاگے ہوے تھے
انمیں پہلا شخص جو ہرقل کے دربار میں آپہنچا عموریہ والوں سے ایک مرد تھا ہرقل کی نظر اس پر پڑتے ہی اس سے پوچھنے
لگا کہ لشکر کی کیا خبر ہے اس نے جواب دیا کہ لوگ منہزم ہوے قیصر نے پوچھا کہ کونسے لوگ اس نے کہا کہ ہمارے لوگ قیصر نے
اسباب سے تغافل کر کے پھر دریافت کی کہ ہمارے لوگ کیا لشکر عرب کو ہزیمت دئے یا لشکر عرب سے ہمارے لوگ ہزیمت
پائے اس وقت اس شخص پر اتنی دہشت غالب آئی تھی کہ قیصر کے جواب میں کچھ کہہ نہ سکتا تھا تب دربار میں جو لوگ کہڑے
ہوے تھے ہرقل نے انکو خطاب کر کے کہا کہ یہ شخص گھبرایا ہے اسلئے بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسواسطے دوسرے
ایسے شخص کو میرے نزدیک لاؤ کہ وہ کلام کر سکے اور اسکے قول پر اعتماد ہے سرہنگوں نے قیصر کی مجلس سے نکل کے

اپنے لشکر سے جو لوگ ہزیمت پا کے آرہے تھے ان کے استقبال کو گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک جماعت نہایت مضطر ترسان
و لرزان آرہی ہے سرہنگون نے اُنسے پوچھا کہ ماہان اور دوسرے سردارون کی کیا خبر ہے انھون نے جواب دیا کہ سب بطارقہ
مارے گئے یہ بات سنکے سرہنگون نے ہرقل کے پاس آکے حقیقت حال بیان کی قیصر نے بیقراری آغاز کیا اور کہنے لگا یہ کیا غضب
ہے جو تم کہتے ہو مین ایسے شخص کو چاہتا ہون کہ جنگ کے حالات تفصیل سے بیان کرے تب اس کے مقربون نے جزیمہ بن
عمر کو جو عرب کے سے بھاگ گیا تھا اور سب حالات پر اطلاع رکھتا تھا حاضر کیا قیصر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کی کیا حالت
تھی بیان کر - کہا کہ اس سے کچھ بدتر خبر نہین ہے - تب ہرقل نے ان امیرونکا حال پوچھنے لگا جو اطراف و جوانب سے جمع ہو کے
لشکر عرب کے کینے پر کمر باندھے تھے - وہ جسکا نام لیتا تھا وہ کہتا تھا مارا گیا - وہ جس جس کا نام لے کے پوچھا انمین سے کوئی باقی نرہا - تب ہرقل نے اسسے پوچھا
تو جزیمہ ہے اس نے کہا ہان - قیصر نے کہا کیا تجھکو وہ بات یاد ہے کہ محمد عربی کا نامہ نامی پہنچا تھا اور اپنا دین قبول کرنیکے
باب مین انھون نے مجھے دعوت کی تھی مین چاہتا تھا کہ انکی متابعت کرون تب سب سے آگے تو ہی مجھپر انکار کیا اس نے کہا
کہ ہان - تب قیصر نے غصہ ہو کے حکم کیا کہ جزیمہ کو قتل کرو اسیوقت اسکا سر تن سے جدا کر دیے - جب قیصر نے دیکھا کہ
اب ملک شام مین رہنا مناسب نہین اپنے خواص کو ہمراہ لے کے ایک کوہ بلند پر جو انطاکیہ کے قریب تھا چڑھا اور حسرت
سے اس ملک پر نظر کر کے بلند آواز سے رو دیا اور کمال درد سے کہنے لگا السلام علیک ایھا الارض المقدسۃ
سلام ہو تجھ پر ای زمین پاک - اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پُر خیر و برکت - اور سلام ہو تجھ پر ای بہشت دنیا یہ سلام
وداع کرنے والے کا ہے کہ جس کو پھر رجوع کی امید نہین ایسا کلام دردانگیز اپنی زبان پر لا کے بڑی جلدی سے قسطنطنیہ
طرف روانہ ہوا - یرموک کے جنگ مین ساٹھ غازیان اسلام ساٹھ ہزار کفار روم سے
مقابلہ کر کے فتح پائی محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر دو بار جنگ عظیم ہوا جنگ
اول سے جنگ دوم اعظم ہے بار اول ابو بکر صدیق کی خلافت مین - بار ثانی عمر فاروق کی خلافت مین - دوسرے بار کا
جنگ پی درپی کئی روز واقع ہوا آخر اللہ تعالی نے مسلمانونکو ہی کافرون پر غالب کیا - اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوانمردی
کے ایسے کرشمے ظہور مین آئے کہ کبھی چشم زمانہ دیکھے نہین اور ایسا واقعہ عظیمہ کوئی سنا نہین - کہتے ہین کہ جب
جبلہ نے جنگ قنسرین سے شکست فاحش کھا کے بھاگ نکلا ہرقل کے پاس گیا تب ہرقل نے اپنے ملک کے حاکمونسے
باہان کو جو برین کا بادشاہ تھا پسند کر کے اسکے ہمراہ لشکر انبوہ دیا اور جبلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع عرب متنصرہ
باہان کے ہمراہ کیا اور وے عرب متنصرہ ساٹھ ہزار سوار تک تھے جبلہ کا لشکر مقدمۃ الجیش تھا جب یہ ہر دو لشکر مقام
یرموک پر آکے اترے لوگ اسکو دیکھ کے حیرت کرنے لگے عرض و طول مین چھ فرسخ تک انہین سے بھر گیا لشکر اسلام

بھی اسی مقام پر آکے نزول کیا۔ فریقین کے درمیان تین فرسخ کا میدان جنگ کے واسطے خالی تھا۔

جب حضرت ابو عبیدہ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ہرقل نے ایک ایلچی کو
باہان کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ابو عبیدہ سے صلح کا پیام کرائے کہ جابیہ سے حجاز تک جو ملک ہے
انہیں کے قبضے میں رہے۔ باہان نے جرجیر کو ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا یہہ پیام انکے پاس مقبول
نہوا۔ پھر باہان نے جبلہ کو انکے پاس روانہ کیا ابو عبیدہ نے اسکا کہا بھی نہ مانا پھر وہ بھی مایوس ہو کے
اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔ پس جناب خالد نے حضرت ابو عبیدہ سے گذارش کی کہ جبلہ کے ساتھ عرب متنصرہ
سے ساٹھ ہزار سوار ہیں اور ہمارے تیس ہزار۔ اب میں چاہتا ہوں کہ لشکر اسلام سے تیس جوانمردوں کو
چن لوں اور اس ساٹھ ہزار سے مقابلہ کروں تا نصرت ربانی جو مسلمانوں کی یار ہے ظاہر ہو۔ اور اگر اس حملے
میں جبلہ مارا جاوے باہان کے لشکر پر ہمارا رعب پڑ جائیگا۔ یہہ بات سنکے سب حیران ہوگئے
ابو سفیان نے جناب خالد سے کہنے لگا ای ابا سلیمان اس صورت میں ایک مسلمان دو ہزار کافر کے مقابل
ہوتا ہے۔ میری رائے یہہ ہے کہ ساٹھ غازیوں کو چن لیں تا ایک ہوں ایکہزار کافر کے مقابل ہو جناب
ابو عبیدہ بھی اس رائے کو پسند کی۔ تب خالد نے ساٹھ جوانمردوں کو انتخاب کیا ان میں اکثر صحابہ انصار سے
تھے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ آجکی شب تم اپنا ساز و سامان مہیا کرلو۔ کل علی الصباح توکلا علی اللہ جنگ
آغاز کرو۔ پس وے ساٹھ مجاہدین اسباب جنگی مہیا کرلئے اور تمام شب ذکر و تسبیح عبادت و ریاضت
اور جہاد و نفس میں بسر لے گئے۔ کہتے ہیں کہ جب ضرار اپنے خیمے میں با ہتھیار آ اپنی بہن خولہ کو رخصت
کی خولہ نے کہا کہ ای بھائی آج تمہاری رخصت مجھے ایسی معلوم ہوتی ہے کہ پھر ملنے کی امید نہو ضرار نے
سب احوال ظاہر کیا۔ خولہ رونے لگیں اور کہا کہ اے بھائی جب کوئی مصیبت تمہارے نزدیک ہو خولہ
بھی تم سے جدا نہو وے گی اپنی جان کو راہ خدا میں صرف کریگی اب تم اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل
کرنیکے لئے دشمن خدا کی طرف جاؤ۔ پس ابو عبیدہ نے سب مسلمانوں کو ہمراہ لیکے نماز صبح ادا کی جب نماز سے
فراغت حاصل ہوئی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوے۔ ابو عبیدہ سب کے پیچھے تھے اور انکے ایک
طرف زبیر بن العوام اور ان کے ساتھ ان کی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ اور دوسری طرف
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے اور بی بی اسما نے انکی سلامتی کے لئے دعا کی اور اپنے برادر

سے کہا کہ ای بھائی یہہ زبیر بن العوام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھپی کے بیٹے ہین حملہ کرنیکے وقت تم ان سے جدا نہو اور حتی المقدور انکی حفاظت مین کوشش کرو۔ القصہ جناب خالد اس فوج کے درمیان تھے پس سبکو ہمراہ لئے ہوے میدان مین آئے۔ جبلہ نے جب انکو دور سے دیکھا یہہ گمان کیا کہ یہہ لوگ جو تھوڑے ہین ہماری کثرت سے گھبرا کے مصالحہ کرنے کے لئے آتے ہین۔ جب نزدیک ہوے خالد نے آگے بڑہا اور پکارا کہ ای صلیب پرستو اب میدان مین آؤ اور جنگ کرو جبلہ حیران ہوگیا اور سمجھا کہ یہہ لڑائی کے لئے آئے ہین ان سے کوی ہمارے ہاتھ سے نہ بچیگا۔ پس ہردو جانب سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوی جب لڑائی گرم ہوی **خالد** اپنے گھوڑے سے اترے اور **مرقال** بن ہاشم بھی پیادہ ہوگئے کافرون نے انکو گھیر لیا ہردو پہلوان شیر کے مانند حملے کرتے تھے ایک ایک حملے مین کئی کافر مارے جاتے زبیر بن العوام اور **فضل** بن عباس ان دونون سے دشمنونکو دور کرتے اور انکو بچانے مین مصروف تھے فضل بن عباس پکار کے کہتے تھے۔ کہ ای کتو دور ہو اصحاب سے مین شہسوار ابن عم رسول اللہ ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر خالد اور مرقال کے ہاتھ سے جو بہت سے کفار مقتول ہوے انکے دو گھوڑے جو بہتر تھے ان پر وے ہردو سوار ہوگئے اور دشمنون کو قتل کرنے لگے تائید ربانی نے عجب کرشمہ دکھلائی کہ خالد کے کوئی مقابل نہین ہوسکتا تھا **عبادہ** بن الصامت سے منقول ہے کہ فضل بن عباس جب حملات شروع کئے مین شمار کر رہا تھا کہ بیس حملے کئے ہر ہر حملے مین ایک سوار کو قتل کرتے تھے۔ غرض صبح سے غروب آفتاب تک جنگ ہوا آخر جبلہ کا لشکر تاب نہ لاسکہ کے بھاگنے لگا اور صحابہ کرام آواز بلند سے کہنے لگے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر۔ جناب خالد جو دشمن کے لشکر مین دہس گئے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے مسلمانونکو ان کے مارے جانیکا گمان ہوا سو بڑا قلق و اضطراب تھا خصوصاً حضرت ابو عبیدہ بہت مضطر ہوگئے تھے اور ابو سفیان انکو اطمینان دے رہے تھے ایسے مین خالد وسط معرکے سے باہر آئے اور بہت تشنہ تھے ابو عبیدہ اور مسلمان انکو دیکھ کے شکر الٰہی بجالایا خالد نے اپنے ساتھیونکو تلاش کرکے دیکھا تو بیس مجاہد نظر آئے اور باقی گم تھے خالد کو ان کا بڑا ہی درد لاحق ہوا سو اپنے منہہ پر آپ طمانچے مارتے اور کہتے تھے کہ تہ لے مسلمانونکو ہلاک کیا قیامت کے دن بارگاہ الٰہی مین کیا عذر لائیگا۔ ابو عبیدہ نے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے خالد نے کہا ای سردار کہ چالیس مجاہد گم ہین منجملہ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور جابر اور ایوب اور فلان فلان ابو عبیدہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پس مشعلین روشن کرکے لڑائی کی جگہہ مین ڈہونڈہنے لگے دیکھتے کیا ہین کہ جبلہ کے لشکر والے قوم غسان کے پانچہزار کافر مارے پڑے ہین۔ اور صحابہ سے دس آدمی شہید ہوے ہین۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ باقی اصحاب قیدی ہوگئے

یا دشمنونکا پیچھا کیا ہی پس یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ امْنُنْ عَلَيْنَا بِالْفَرَجِ وَلَا تَفْجَعْنَا بِابْنِ عَمَّةِ نَبِيِّكَ وَلَا بِابْنِ عَمَّةِ الْفَضْلِ ترجمہ یعنے یا اللہ احسان کر تو ہمپر کشود کار سے اور نہ غمگین کر ہم کو تیرے نبی کے پھپیرے بھائی اور چچیرے بھائی کے سبب - پھر ابو عبیدہ نے فرمایا کہ ای مسلمانو کون ہی تم سے کہ دشمن کے قدمونکی نشان کا پیچھا کرے اور اپنے بھائیونکی خبر لاوے اللہ تعالیٰ اسے بڑے ثواب کا مستحق ہووے جناب خالد نے کہنے لگا کہ مین جاتا ہون ابو عبیدہ نے کہا کہ تم یہ کام مت کرو کہ آج بہت تھکے اور مشقت اٹھائے خالد نے کہا واللہ مین ضرور جاؤنگا - پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیکے جازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہوے اس گھوڑے کا نام ہرطال تھا تیز روی مین بارے سے باتین کر رہا تھا - اور خالد کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی نکلی بہت دور نہین چلے کہ آواز تکبیر و تہلیل کی آنے لگی خالد بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا پس دیکھا کہ جماعت غازیونکی لوٹ آتی ہے انکے آگے زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور مرقال بن ہاشم تھے - جب خالد نے انکو دیکھا سلام کیا اور جھا کہا اور پوچھا کیا حال ہی تمہارا انہون نے کہا کہ ہم سے چند لوگ قیدی ہوگئے سو انکی رہائی کے ارادے سے ہم نے دشمنونکا پیچھا کیا لاکن انکا پتا نہ ملا اغلب ہے کہ وے مارے گئے جناب خالد نے فرمایا کہ وے مارے گئے ہین بلاشک قید کئے گئے ہین زبیر بن العوام نے پوچھا کہ صاحب تم کو کیونکر معلوم ہوی - خالد نے کہا کہ ہم جنگ کے میدان مین تلاش کرکے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو مقتول نہ پایا اور ہم بیس ہین اور تم پچیس اور پانچ شخص قیدی ہوگئے ہین وے پانچ قیدی یہی ہین رافع بن عمیرہ الطائی اور ضرار بن الازور - اور ربیعہ بن عامر اور عاصم بن عمر - اور یزید بن ابی سفیان - پس یہ معاملہ مسلمانون پر سخت گذرا - جناب ابو عبیدہ نے اپنے گھوڑے سے گر زمین پر سجدہ کیا خالد نے کہا ای مسلمانو واللہ مین نے اپنی جان کو خرچ کیا لاکن مجھے شہادت روزی نہوی - پانچ آدمی جو تم سے اسیر ہوگئے ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکی رہائی میرے ہاتھ پر ہے پس سب مسلمان وہ رات بہت خوشی اور شکر و سپاس آلہی مین گذرانے اور مشرکین بہت ہی درد و غم مین رہے - اور باہان نے جبلہ کو بلوا کے لڑائی کا حال دریافت کیا جبلہ کہنے لگا اے بادشاہ ہم نے صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی یکبیک پکارنے والے نے پکارا تو ہم سب متفرق ہوگئے اور بہت لوگ مارے گئے مسلمانون کو تائید غیب سے پہنچتے ہی آسمان کا معبود ان کو غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہو تا انکے ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے مقابلہ نکر سکتے - باہان یہ سنکے کہنے لگا قسم ہے صلیب کی مین کل ان سے مقابلہ کرونگا اور ان پر سخت حملے کرکے شکست دونگا

نامہ روانہ کرنا ابو عبیدہ بن الجراح کا مقام یرموک سے خدمت مین

امیر المومنین عمر فاروق کے روایت ہی کہ ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین ایک نامہ لکہا اور عبد اللہ بن قرط کے ہاتھ دیکے روانہ کیا۔ عبد اللہ بن قرط کہتے ہین کہ مین نے ذیحجہ کی تیرہوین جمعے کے دن عصر کے بعد یرموک سے سوار ہوکے نکلا۔ دوسرے جمعہ کو مدینہ طیبہ جا پہنچا۔ مسجد نبوی لوگون سے معمور تھی مین نے اپنی اونٹنی کو باب جبرئیل پر بٹھلایا اور روضۂ مبارک مین آیا اور حضرت کی مرقد مطہر اور صدیق اکبر پر سلام کیا سب مسلمان مجھ کو دیکھ کے خوشی سے شور کرنے لگے۔ عمر فاروق کی دست بوسی کی اور جناب ابو عبیدہ کا نامہ پہنچا دیا۔ اکابر صحابہ سے دس آدمی کی شہادت اور پانچ کا قید جب اسمین لکہا تہا اسکو دیکھتے ہی عمر فاروق کا رنگ بدل گیا۔ حضار صحابہ نے مضطر ہوکے کہا ای امیر المومنین ہمارے بہائیون کے احوال سے ہمکو آگاہ کیجئے۔ تب فاروق اعظم نے منبر پر سوار ہوکے اور وہ نامہ پڑھ کر سنا دیا اسکا مضمون سنتے ہی سب صحابہ رو دیے اور کہنے لگے ای امیر المومنین ہمارے بہائیون کی مدد پر ہمکو روانہ کرو

راوی کہتا ہے کہ جناب خلافت مآب نے پوچھا کہ رومیوں کا سردار کون ہے میں نے کہا پانچ بطارقہ ہیں ایک قل
کا بہائجا قوریر دوسرا ریحان تیسرا قناطیر چوتھا جرجیر یہ چارون باہان کے تابع ہیں ان چارون کی صلیب
باہان کی صلیب کی تحت میں عمر فاروق نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر یہ آیت پڑہی یریدون
لیطفؤا نور اللہ بافواہھم الخ پھر صحابہ سے اسباب میں شورت طلب کی حضرت علی نے فرمایا کہ یہ جنگ جو
مسلمانوں کو نصارا کے ساتھ رو دیا ہے اللہ تعالی کی آزمائش ہے اپنے بندون سے جس نے اسپر صبر کیگا اور ثواب
کی امید رکہیگا وہ اللہ تعالی کے پاس صابرین میں لکہا جائیگا۔ اور جس نے ڈریگا او سستی کیگا وہ اوہ نیک
سے دور پڑیگا جاننے کہ یہ وہ جنگ ہے کہ حضرت نے جسکی خبر مجھ کو دی تھی۔ اور اسکا ذکر ہمیشہ باقی رہیگا
اور یہ فتنہ ہلاک کرنے والا ہے۔ حضرت عباس نے پوچھا کسکو ہلاک کرنے والا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا
جس نے اللہ کے ساتھ کفر کریگا او صلیب کو پوجیگا اور اللہ واحد کو بیٹا قرار دیگا نعوذ باللہ منہا۔ بس تم اللہ
ہی پر بھروسا کرو اور ابو عبیدہ کو جواب لکہو اور انکی نیک خواہی اور دلدہی کرو۔ بس عمر فاروق نے اسی روز
انکا جواب لکہا اور میرے ہاتھ دیکے حکم کیا کہ تم جاؤ جب مجاہدین اسلام کے معرکے میں اپنے لشکر کی صفین باندہے
ہوے جنگ پر آمادہ رہیں تب یہ نامہ پہنچاؤ اور سب مجاہدون کو میرا سلام کہو اور کہہ دو کہ تم صادق دل سے جہاد کرو
اللہ تعالی مدد دیگا اور یہ آیت پڑہو۔ ان حزب اللہ ھم الغالبون میں نے عرض کی یا امیر المؤمنین میری
سلامتی اور جلد جا پہنچنے کے لئے دعا کیجئے تب یہ دعا کی حملک اللہ تعالی وسلمک وطوی لک البعید
یعنے کفایت کرے اللہ تعالی تمہاری اور سلامت رکہے تمکو اور لپیٹ دیوے تمہارے واسطے مسافت بعید کو
بس میں نے انکو اور سب مسلمانون کو سلام کر کے نکلا۔ جب دروازے پر آیا اپنے دل میں کہا کہ اسکے بعد روضہ شریف کی زیارت
مجھے میسر ہوتی ہے یا نہیں بس قبر شریف کے پاس گیا۔ بی بی عائشہ صدیقہ اور بی بی حفصہ اور بی بی ام سلمہ اور
علی مرتضی اور عباس قبر مبارک کے پاس بیٹھے تھے۔ امام حسن عباس کے گود میں۔ اور امام حسین مرتضی علی کے گود میں
بیٹھے تھے عباس سورہ انعام اور مرتضی علی سورہ ہود تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر سلام کیا اور حضرت
علی سے عرض کی کہ اگر میں یرموک پر ایسے وقت جا پہنچوں جبکہ مسلمان صف جنگ پر آمادہ رہیں اور میرے ساتھ
مدد کا لشکر نہ دیکہیں دلگیر ہو جاوینگے اس لئے میں دوست رکہتا ہون کہ آغاز جنگ کے آگے ہی پہنچ جاؤن
تا اپنے بہائیون کو تسلی دون تب حضرت علی نے حضرت عمر کی چند فضیلتیں بیان کر کے پوچھا کیا تم نے
ان سے دعا چاہی میں نے کہا ہان۔ آپکی اور حضرت کے چچا کی بھی دعا چاہتا ہون تب حضرت علی نے یہ دعا کی

اللّٰھم انی اتقرب الیک بھذا الرسول المجتبیٰ والنبی المصطفیٰ الذی توسل بہ آدم فاجبت دعوتہ وغفرت خطیئتہ الا سھلت علیٰ عبد اللّٰہ طریقہ وطویت لہ البعید وایدت اصحاب نبیک بنصرک یا ذا الجلال والاکرام اور سب حاضرین آمین کہے راوی کہتا ہی کہ مین بہت خوش ہوا اور حجرہ شریفہ سے باہر آیا جس روز مدینہ طیبہ مین پہنچا تہا اوسی روز عصر کے بعد وہان سے نکلا اور راہ طی کرنے لگا جب شب ہوئی اور تاریکی آئی مین نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈہیلی کردی پس ایسے بیابان مین جا پہنچا کہ جس مین نہ چارہ تہا نہ پانی اور اللہ نے اوس اونٹنی مین ایسی تیزی دی کہ گویا وہ ہوا مین اڑتی ہی مین سمجہا کہ یہہ تیزی ان بزرگوارون کے دعا کی برکت ہی پس تیسرے دن عصر کے وقت یرموک پر جا پہنچا اور جب جناب ابو عبیدہ کی خدمت مین گیا اونکو اور سب مسلمانون کو سلام کیا میرے جلد پہنچنے سے سب کے سب متعجب ہوئے ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ایسا جلد کسطرح آئے تم ہمارے پاس سے جدا ہوئے سوان روز ہے مین کہا حضرت علی و حضرت عباس و ازواج مطہرات کی دعا کا سبب ہے ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکی دعا مستجاب ہے پہیری جاتی ہین پہر حضرت عمر کا نامہ ابو عبیدہ نے

ہنون نے سب مسلمانون کو پڑھ کر سنایا سب کے سب خوش ہوے اور کہنے لگے ہم تو شہادت کے مشتاق ہین واقدی
نے ایک مرد ثقہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب عبداللہ بن قرط لشکر اسلام مین داخل ہوے اسیوقت
ہمکو آدمیون اور گھوڑون کی آوازین آنے لگین ہم باہر نکلے دیکھنے کیا ہین کہ بلاد یمن اور حضرموت وغیرہ سے چند
قبیلون کے مسلمان جمع ہوکے جہاد کے لئے آئے ہین انکی تعداد چھے ہزار کی ہے ہم نے انکو سلام کیا اور
مرحبا کہا۔ دو دن گذرے کہ ابہی شب ہنین آئی ہنین ہتی کہ مکہ معظمہ اور طائف سے ایک ہزار سوار جلد سے
نکلے سردار سعید بن عامر تھے کہ عمر فاروقؓ نے انکو فوج کا علم اور سرداری دیکے روانہ کیا اور نیک باتون
کی وصیت کی تھی سعید بن عامر نے کہا ہی جب نکلا اور راہ دراز طی کی اور تبوک پر آپہنچا وہ مقام اہل اسلام کے صلح
مین تہا اس لئے وہان ٹہرا اور اسکے پیچھے **جندل** تھا جسکو عیاض بن غانم نے فتح کیا تہا۔ پہر مین نے جابیہ کا ارادہ
کرکے وہان سے کوچ کیا اور جب مین نے میرے ہمراہی مسلمانون کے باب مین دشمن سے خوفناک تہا شاہ راہ چھوڑ دیکے
جنگل کی راہ لی ایک بڑا ایسا سخت بیابان پیش آیا کہ کبہی ویسا مین نے دیکھا ہنین تھا سو حیران ہوگیا اور کہا لاحول
ولاقوة الا باللہ العلی العظیم جب دوسرا دن آیا ایک بڑا پہاڑ ملا مجھے اسکی پہچانت تھی اس لئے مین مضطر
ہوگیا اور اپنے دلمین کہا کہ تو نفس کے فریب مین آگیا اپکو اور ان مسلمانون کو رنج مین ڈالا پہر خیال کیا شاید یہہ پہاڑ
بعلبک کا ہوگا وہ پہاڑ جو ہمکو شروع روز مین ملا شام تک بہی ہم نے اوسکو طی نکیا۔ پہر ہمکو ایک ایسا بڑا وحشت ناک جنگل ملا
کہ جس مین راہ نہ تھی میرے ہمراہی لوگ بہت گہبرائے بعضون کو بعض اُٹھاتے تھے پہر ایک چشمہ پانی کا ملا سب مسلمانون
نے کہا کہ ہم تہک گئے ہین ہمکو تھوڑا آرام دو مین نے کہا اچھا تب وہان نزول کیا وضو کرکے سبھون نے نماز پڑہی
پانی پیا اور جانورون کو پلایا بعضے سو رہے تھے بعضے دعا کر رہے تھے اور بعضے جانورون کو چراتے تھے مجھے بھی خواب کا غلبہ ہوا
سو سو گیا اور یہہ خواب دیکھا کہ گویا مین سبز باغ میت ہون جس مین اشجار پہلدار بسیار ہین مین انکے پہل کہاتا ہون اطراف نہر کو دیکھتا
ہون اور اس نہر کا پانی پیتا ہون اور خوش ہون ایسے مین ان درختون سے ایک شیر نکلا اور میرا قصد کیا اسیوقت دو شیر نکلے اسکو
مار ڈالے تب مین نے اس سے ایک آواز سنی اور بیدار ہوگیا۔ اور اس خواب کی یہہ تعبیر کی کہ یہہ مال مسلمانون کی غنیمت مین آئیگا
پس مین تم آپ مجید پڑہتا تہا دفعتہ سنا کہ کسی نے غیب سے اشعار تقویت و بشارت پڑہتا ہے اور سوتے ہوے مسلمان بھی وہ تفرعی کا آواز
سنکے نیند سے جاگ اُٹھے اور خوش ہوے۔ اور وہ پہاڑ جو پہلے ہمکو ملا تہا تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رقیم ہے ہم سب تکبیر کہنے لگے ہمنے
اس پہاڑ کا ذکر حضرت سے سنا تہا اس لئے اسکے غار مین آئے اور وہان نماز پڑھکر آگے بڑھے تو شہر **عمان** پر پہنچے وہان سے
آگے بڑہا تو ایک گانون ملا جسکا نام انجاب تہا اور گانون والے ہرگک ملن کرکے جا رہے تھے میرے ساتھیون نے

ان پر حملہ کیا وے گھبرائے مین انکو پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا کہ ہمکو حاکم طلب کیا ہے تا اسکی حمایت مین رہین
اے عرب تم سے یہ بات ہو سکتی ہے کہ تم ہمکو اپنے امان اور ذمہ داری مین رکھین مین نے کہا اچھا پس دس ہزار درہم
پر انکے ہمارے درمیان صلح قرار پائی اور مین انکو صلحنامہ لکھدیا تب انہون نے کہا کہ حاکم عمان نقیطا کی طرف سے تم کو سختی
پہنچیگی اگر تم اس پر فتحمند ہون تمہاری اور ہماری بہتری ہے۔ مین پوچھا کہ اسکی کیا خبر ہے۔ وے کہنے لگے کہ ملک باہان نے
اسکو لکھا ہے کہ دریائے قیساریہ کے کنارے پر قسطنطین ہرقل کا بیٹا جا اترا ہے نقیطا بھی اس سے جا ملے اسلئے اسنے
پانچہزار ہتیار بند کے ساتھ نکلا ہے حوران کے راہ سے آتا ہے سعید نے یہ سنکے اپنے ہمراہیون سے مشورہ کیا انہون نے
کہنے لگے کہ اسکی طرف چلو اگر ہم غالب ہووین انکا مال ہمارے لئے غنیمت ہے ورنہ ہمکو شہادت ہے پس وہان سے نکل کر ایک جنگل
مین آپہنچے ایکدن رات وہان پوشیدہ رہے دفعتاً ایک جماعت وہان آپہنچی کمل کا لباس پہنے ہوے اور اپنے وسط سر کو
منڈائے ہوے اور اپنے ہاتھون مین صلیبین لئے ہوے تھے مسلمانون نے انہین پکڑ لے آئے سعید نے پوچھا تم کون ہو انمین
ایک بوڈھا تھا سو کہنے لگا کہ ہم لوگ ان دیرون کے راہب ہین ہرقل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جاتے ہین
تا اسکی غلبے کے لئے دعا کرین سعید نے فرمایا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ پھر پوچھا اور کیا خبر ہے
انہون نے عرض کی کہ عمان کا حاکم پانچہزار کی جمعیت کے ساتھ آتا ہے وے سب بڑے لڑنیوالے اور نصرانیت مین پکے اور
صلیب کی عبادت کرنے والے ہین مسلمانون نے کہا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ غَنِيمَةً لَنَا سعید نے فرمایا کہ اے بوڈھے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا حکم ہے کہ جو راہب لوگ اپنے جگہہ اپنی ذات کو قید کیا ہو اور ہمارے لڑنیکا ارادہ
نرکھین ہم ان سے تعرض نکرین۔ اگر تم لوگ حاکم عمان سے ہم کو ملاتے ہم تمکو چھوڑ دیتے پس حکم کیا کہ ان راہبون کے
زنارون سے ان کی مشکین باندہین۔ اسی حال مین تھے کہ دفعتہ حاکم عمان کا لشکر نمودار ہوا اگرچہ اہل اسلام جنگی ساز و
سامان سے مہیا نہین تھے تہلیل و تکبیر کہتے ہوے ان پر جا گرے اور بعضون کو مار ڈالا حاکم عمان جو پیچھے تھا اسکو اس
حال سے خبر ہوی اس نے حکم کیا مسلمانون پر حملہ کرو پس ہر دو فریق ایکدوسرے پر حملے گئے اللہ تعالی مسلمانونکو نصرت دی
سو کافرونکو ایسا مارا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور نقیطا بھاگ نکلا بعضے مسلمانون نے اسکا پیچھا کیا اور بعضے
قیدیونکی نگہبانی کرتے تھے۔ اور دو سوار مانند دو شیر کے نقیطا کا پیچھا کیا ایک تو فضل بن عباس تھے دوسرے
زبیر بن العوام بس اس ملعون کو زبیر نے نیزے سے مار کے زمین پر گرادیا۔ زبیر کا قصہ یہ ہے کہ ابو عبیدہ نے انکے ہمراہ
ایک ٹکڑی دیکے عمان کو تاخت و تاراج کرنیکے لئے بھیجا تھا سو اس مقام مین ملاقی ہوے۔ القصہ سعید نے حکم کیا کہ راہبونکو
چھوڑ دین پس مسلمانون نے انکو چھوڑ دیا اور چار ہزار کافرون کے سر لیکے نیزون پر چڑہائے ہوے اور ایکہزار

قیدی کو ساتھ لئے ہوئے وہانسے کوچ کیا اور یرموک پر آپہنچے اور تکبیر و تہلیل سے اپنی آوازیں بلند کیں لشکر ابو عبیدہ
کے مسلمان جب انکی آوازیں سنیں آپ بھی تکبیر و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے استقبال آئے اور انکو دیکھکر بہت خوش
ہوئے جناب ابو عبیدہ نے سجدۂ شکر بجالایا واقدی رح سے منقول ہے کہ وے پانچ صحابی قیدی ہوجانیسے تمام
صحابہ کو بڑا رنج ہوا خصوصاً ابو عبیدہ بہت ہی درد سے روتے اور بارگاہ الٰہی میں بکمال عجز سے دعا کرتے تھے اور
ان قیدیونکا قصہ یہہ ہے کہ جب ان کو باہان کے پاس لے گئے اسنے پوچھا کہ یے کون لوگ ہیں اسکے لوگوں نے کہا
کہ یہہ پانچ شخص اس جماعت سے ہیں جو ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے بعضے تو
انمیں مارے گئے اور یے ہمارے قیدمیں آئے اور جو بچ گئے انہیں میں سے ہے وہ جوان مرد بھی کہ جسنے تدمر اور
یعنی خالد بن ولید ۱۲
حوران اور بصرے اور دمشق کو فتح کرلیا۔ اور لشکر اجنادین کو توڑ دیا اور توما اور ہربیس کا پیچھا مرج الدیباج
تک کر کے ان دونوں کو مار ڈالا اور ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو پکڑ لیا باہان یہہ سنکر بیقرار ہوا اور کہا کہ اب مجھے ضرور ہوا کہ کچھہ
مکر و حیلہ کر کے اس مرد کو یہاں تک بلواؤں اور یہہ پانچ قیدیوں کے ساتھ اس کو بھی قتل کر دوں۔ پس دوسرے روز ایک
مرد رومی کو کہ جسکا نام جرجہ تھا اور بڑا دانا اور زبان عرب میں فصیح تھا اپنا ایلچی بنا کے روانہ کیا اور اسکو بڑی تاکید کی کہ تو
جا کے سردار عرب سے بول کہ ایک ایلچی کو یہاں تک روانہ کرے تا صورت مصالح کی ٹھہرے۔ اور تو ایسی کچھہ تدبیر کر کہ خالد بن
ولید ہی انکا ایلچی بن کے آوے۔ جرجہ نے ابو عبیدہ کے حضور میں حاضر ہو کے یہہ پیام پہنچایا اسکی طلب سے آگے جناب خالد نے
کہنے لگے کہ میں ایلچی بن کے جاتا ہوں ابو عبیدہ نے فرمایا اچھا تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمکو سلامت رکھے شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہاری
وساطت سے ان کو اسلام کی توفیق دے یا مصالح کی صورت بن آوے خالد تنہا ارادہ کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے مناسب
سمجھا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ ایک سو سوار کو لیجاؤ۔ تب خالد نے صحابۂ مہاجر و انصار سے ایک سو دلاوروں کو چن لیا ہر ایک
فرد ان میں ایسا تھا کہ ایک لشکر کے مقابل ہو سکتا تھا جب یہہ جماعت سوار ہو کے نکلی ابو عبیدہ ان کے حق میں دعا
کرتے تھے اور ان کے آنکھوں سے اشک جاری تھے نصر بن سالم نے لکھا ہے کہ میں نے کہا ای سردار کس لئے روتے ہو
فرمایا کہ واللہ یہہ لوگ مدد دینے والے اس دین متین کے ہیں اگر ان کو کچھہ مصیبت پہنچے اللہ کے نزدیک ابو عبیدہ کی سرداری کا
کیا عذر باقی رہیگا۔ جناب خالد نے اپنے غلام ہمام کو حکم کیا کہ اپنا قبۂ سرخ کہ جسکا ذکر آگے گذرا ہے لیجا کر باہان کے خیمے
کے نزدیک کھڑا کریں پس وہ جماعت تکبیر کہتی ہوی روانہ ہوی جب خیمہ باہان کے نزدیک جا پہنچے اپنے گھوڑوں سے اترے
اور اس کے حجاب اور بطارقہ نے جو تلوار کھینچی ہوئے کھڑے تھے انکا کچھہ پروانہ کیا بلکہ انکی صفیں چیرتے ہوئے اور تکبیریں
کہتے ہوئے اس کے خیمے میں چلے گئے یہاں تک کہ ان کے دیبائی مسندوں اور تکیوں تک جا پہنچے باہان اپنے تخت پر

بیٹھا ہوا تھا حکم کیا کہ صحابہ کے واسطے کرسیاں بچھا دیں لا کن ان بزرگواروں نے نہ کرسیوں پر بیٹھے نہ انکی مسندوں پر
بلکہ ان کی مسندیں اٹھا دیں اور زمین پر بیٹھے باہان جب اسکا سبب پوچھا تو جناب خالد نے فرمایا کہ تمہارے بچھونے سے
اللہ تعالیٰ کا بچھونا پاک ہے اور یہ آیت پڑہی منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اخری
یعنے اسی سے پیدا کیا ہم نے تمکو اور اسی میں پھیرینگے ہم نے تمکو اور اسی سے باہر لا دینگے ہم تمکو دوبارہ پھر خالد نے
تھوڑا وقت خموشی لی اور سب صحابہ نہایت بے پروائی سے کمال وقار سے بیٹھے ہوے تھے اور دشمنوں کی زیب و زینت
کیطرف گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھتے تھے - باہان ان کی یہہ حالت دیکھ کے حیران ہوگیا اور جناب خالد سے کہنے لگا کہ میں
کلام میں اقدام کرنا کردہ جانتا ہوں - خالد نے فرمایا کہ تو جو چاہتا ہے سو بول میں جواب باصواب دونگا تب باہان نے کلام
آغاز کیا - اور کہا تعریف ہے اس اللہ کی جس نے کیا ہمارے سید مسیح کو بزرگترین انبیا کا اور کیا ہمارے بادشاہ کو بزرگترین بادشاہوں کا
اور ہماری امت کو بہترین امت جب باہان نے اس قدر کہا خالد نے اسکے کلام کو کاٹ ڈالا - اور آپ حمد الٰہی آغاز کی کہ
سب تعریف ثابت ہے اس اللہ کو جس نے ہمکو ایمان کی توفیق دی سو ہم ایمان لائے اپنے نبی پر اور تمہارے نبی پر اور سب
انبیا پر اور گردانا اس نے ہمارے سردار کو کہ جس کے سپرد کیا ہے ہمنے اپنے کاروبار ہمارے ایک مرد کے مانند - اگر ہمارے
سردار محض آرزو سرداری کی کریں ہم ان کو اوپر کی حکومت سے معزول کرتے ہیں اور ہم اسکو بزرگ نہیں مانتے مگر اس
حال میں کہ وہ ہمارے سے دین میں زیادہ ہو - اور زیادہ اللہ سے ڈرتا ہو - اور مقرر اللہ تعالیٰ ہماری گروہ کو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے پابند کیا ہے - اور ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں - اور ہم اس اللہ واحد کی
عبادت کرتے ہیں کہ جس کا کوی شریک نہیں - باہان نے جب یہ باتیں سنی اسکا رنگ زرد ہوگیا اور دیر تک خاموش رہا پھر دونوں
میں کلام نہایت طول ہوا - وردان نے خالد کی فصاحت و بلاغت اور عقل و فراست اور شجاعت و صلابت پر نظر کرکے
متحیر اور نقش دیوار ہوگیا - آخر خالد نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور فرمایا کہ تو کہہ لا اله الا الله وحده
لا شريك له وان محمد عبده ورسوله یا جزیہ دو و الا تمہارے ہمارے درمیان تلوار ہے - باہان
نے کہا ایا کلمہ طیبہ پڑہنے کے بعد اور کوئی چیز بھی مجھہ پر لازم ہوگی - جناب خالد نے فرمایا اسکے بعد پانچ وقت کی نماز پڑہے
اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ ادا کرے اور کافروں کے ساتھ جہاد کرے اور احکام
شریعت کا حکم کرے اور منہیات شرعیہ سے مانع ہووے اور اللہ کے کام میں آپس میں دوستی رکھے اور خدا کے دشمنوں
کے ساتھ دشمنی سے پیش آوے یہی باتیں لازم ہیں تجھکو اور تیری قوم کو - اگر تم اس سے انکار کریں تمہارے ہمارے درمیان
جنگ متحقق ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا اپنی زمین کا مالک اور وارث ٹھہرائیگا - باہان نے کہنے لگا کہ جو تم کو منظور ہو کرو

ہم نے اپنے دین سے نہ پلٹین گے اور جزیہ بھی نہ دین گے - اور تم نے جو کہا کہ اللہ تعالی جس کو چاہیگا اپنی زمین کا مالک کریگا یہہ تو سچ ہے اب تم جنگ پر آمادہ ہو جاو - خالد نے کہا واللہ کہ ہم تمہارے سے زیادہ جنگ کے خواہشمند ہین اور گویا مین تمہارے لشکر کو ایسا دیکھتا ہون کہ شکست کھایا ہے اور غلبہ ہم کو ہے اور تو خوار و ذلیل ہوا ہے اور تیری گردن مین رسی ہے اور مجھے حضور مین امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے لے آئے ہین اور انکے حکم سے تیری گردن مارتے ہین - باہان نے یہہ باتین سنتے ہی سخت غضبناک ہوا اور اسکے حجاب اور بطارقہ جو کھڑے تھے خالد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن باہان کے حکم کا انتظار کرتے تھے - باہان نے کہا اے خالد میرے دل مین اب تک تمہارے نسبت مہربانی تھی اب جاتی رہی قسم ہے مسیح کی کہ اب تمہارے وے پانچو قیدیونکو بلوا کے مار ڈالونگا خالد نے فرمایا قسم ہے اللہ واحد کی اگر تو انکو ماریگا مین بھی تجھکو مار ڈالونگا اور میرے ساتھیون سے ہر ایک جوان مرد تمہارے ایک ایک شخص کو قتل کریگا - یہہ کہکے جناب خالد نے جلد اٹھے اور نیام سے تلوار کھینچی اور انکے ساتھی لوگ بھی تلوارین کھینچ لین اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا رسول اللہ یہہ حال دیکھ کے باہان بہت گھبرایا اور کہا اے خالد جلدی نہ کرو تم ایلچی ہو ایلچی کو ماریگا دستور نہین مین نے یہہ بات آزمایش کے لئے کہی اب ان قیدیون کو اپنے ساتھ لے کے جاؤ اور جنگ کا تہیہ کرو اللہ تعالی جسکو چاہیگا غلبہ دیگا - جناب خالد نے جب یہہ کلام سنا اپنی تلوار نیام کی اور خوش ہوے - ایک روایت مین آیا ہے کہ خالد کا وہ خیمہ سرخ کہ جسکا ذکر اوپر گذرا باہان نے اس مقام مین چاہا - یعنے جناب خالد نے جب وہان سے نکلنے کا ارادہ کیا تب باہان کہنے لگا کہ تمہارے سے ایک چیز کا سوال کرتا ہون خالد نے فرمایا وہ کیا ہے باہان کہا کہ تمہارا وہ قبہ سرخ مجھکو عجب مین ڈالا ہے وہ مجھکو دیجئے اور ہمارے چیزون سے جو تم کو پسند ہو لیجئے خالد نے فرمایا کہ تو ہم کو خوش کیا مین نے بھی اپنی خوشی سے وہ قبہ تجھکو دیا ہے اور اس کا عوض لینا مجھے ضرور نہین - باہان بہت خوش ہوا اور کہا تم اللہ والے لوگ ہو - پس خالد ان پانچون قیدیون کو ہمراہ لئے ہوے سوار ہوے - اور باہان کے حکم سے اس کے حجاب اور بطارقہ سرحد لشکر تک انہین لا پہنچایا جب لشکر اسلام مین آئے قیدیون کی رہائی پر مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الہی بجا لائے - اور حضرت ابو عبیدہ نے سب ماجرا سنکے فرمایا کہ باہان مرد دانشمند ہے لاکن اسکی عقل پر شیطان غالب آیا ہے نعوذ باللہ منہا - جب صبح سر اوپر آیا حضرت ابو عبیدہ نے سب غازیون کو ہمراہ لے کے نماز صبح اول وقت ادا کی اور میدان مین آکے لشکر کی صفین آراستہ کرنیکا حکم کیا جناب خالد نے آفتاب بلند ہونے سے آگے صفین آراستہ کردین - اور باہان بھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور مسلمانون کے مقابل ہوکے اپنے لشکر کی صفین باندہین تو تیس صف ہوئین - تمام لشکر اسلام اسکے لشکر کی ایک صف کے برابر معلوم ہوتا تھا - پس لشکر کفار مین ایک بطریق جو بڑا جسیم اور قوی تھا نکلا اور لڑائی طلب کی دفعۃ لشکر اسلام سے ایک سوار میدان پر آیا جناب خالد نے اپنے غلام

ہمام کو حکم کیا کہ یہہ سوار کون ہی دریافت کرکے آ ہمام نے جاکر پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ مین روماس بصرے کا حاکم
ہون ہمام نے یہ بات آکر خبر دی خالد نے اسکے حق مین دعا کی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَزِدْہُ فِیْ نِیَّتِہٖ پس جب
روماس اس بطریق کے روبرو ہوا اس نے روماس کو پہچان کے پوچھا کہ تم نے کسلئے اپنا دین چھوڑ دیکے دین اسلام کی طرف
میل کیا - روماس کہنے لگے کہ دین اسلام ہی دین حق ہی جس نے اسکا تابع ہوا راہ راست پائی اور جس نے اسکی مخالفت
کی وہ گمراہ ہوا - پھر وہ بطریق اور روماس ہر دو ایک گھڑی تک ایک دوسرے پر ایسے حملے کئے کہ ہر دو لشکر کے لوگ ان کو
دیکھ کے تعجب کرتے تھے آخر بطریق کافر نے روماس کو زخمی کیا روماس لشکر اسلام کی طرف لوٹ آئے انکے منہ سے خون
جاری تھا مسلمانون نے انکے حق مین دعا کی اور زخم پر پٹی باندہی - پھر مسلمانون سے کئی شخص اس بطریق کے جنگ پر نکلنا
چاہا پر لوگ اسکے برابر جسیم اور قوی نہونے سے جناب خالد نے انکو منع کیا آخر قیس بن ہبیرہ نے قصد کیا خالد نے ان کو
رخصت دی اور فرمایا کہ تم البتہ اسکا مقابلہ کروگے اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت کریگا - پس قیس نے گھوڑا کدا کے میدان مین آئے
اور اس بطریق پر تلوار چلائی اس نے ڈہال پر اوڑلیا سو اسکی ڈہال کٹ گئی اور تلوار اسکے خود مین دہس گئی قیس نے ہرچند کوشش
کی پر خود سے نہ نکلی جب وے نہتیار ہوگئے اس ملعون نے ان پر ایک وار کیا قیس اس سے دلاور ہوکے کھڑا رہی مارے غصے کے
گوشۂ چشم سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنی کمر سے خنجر نکالی خالد نے یہ حال دیکھ کے فرمایا کہ کون ہی کہ تلوار قیس کو لیجا کر دیوے
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے کہا مین جاتا ہون پس تلوار لیکے چلدئے کافرون نے سمجھا کہ شاید قیس کی مدد کے لئے آتے
ہین تب ان کے لشکر سے دو شخص نکلے عبدالرحمن نے وہ تلوار قیس کو پہنچا کے کہا کہ تم مشقت اٹھائے ہو تھوڑا وقت ٹھہرو مین
ان ہر دو کا مقابلہ کرتا ہون پھر ایک ہی حملے مین ایک کو قتل کیا دوسرے حملے مین دوسرے کو - اسکے بعد قیس بھی اس بطریق پر حملہ کرکے
مار ڈالا - رومیون نے جب یہہ حال دیکھا متحیر ہوکے ایکدوسرے سے کہنے لگا نہین ہین یہہ گروہ مگر شیطان - ایسے مین ایک
بطریق نے باہان کے پاس جاکر کہنے لگا ای بادشاہ مسلمانونکو ہی غلبہ ہوگا کیونکہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا ہی کہ سوارون
کی ایک فوج سبز اور ابلق گھوڑون پر چڑہے ہوے آسمان سے زمین پر اتری ہمکو اور ان عرب کو گھیر لیا اور ہم ان کے سامنے کھڑے
تھے ہمارے سے جو نکلتا تھا اسکو وے قتل کرتے تھے اکثر لوگ ہمارے مارے گئے پس باہان کہنے لگا کہ تم لوگ گناہ کرتے
ہو اور مسلمان عبادت کرتے ہین اسواسطے انکو ہی غلبہ ہوتا ہی ایسا بول کے اس کو دفع کیا غرض قیس اور عبدالرحمن جب ان تینون
بطریق کو مار ڈالا ان کے گھوڑے اور اسباب لئے ہوے اپنے لشکر مین آئے قیس تو اپنے مقام پر ٹھہرے اور عبدالرحمن پھر
برسر میدان آکے لشکر روم کے میمنہ پر ایک حملہ کرکے دو سوار کو مار ڈالا پھر قلب لشکر اور اسکے میسرہ پر حملہ کرکے اور دو سوار
کو قتل کیا جناب خالد نے انکی شفقت اور بہادری دیکھ کے اسکے حق مین دعا کی اور انکو قسم دیکے سر کے سے پھیرا - پھر دوسرے

جوانمرد بھی ایسا ہی ایک ایک سے نکل کے جنگ کیا۔ ایسا ہی غروب آفتاب تک جنگ جاری رہا جب رات آئی ہر دو فریق اپنی
اپنی جگہہ پر پھر سے۔ مسلمانونکی بی بیان اپنے شوہرون کے آگے آکر انکے چہرون سے گرد و غبار پونچھتی اور کہتی تھین کہ بشارت
ہو تمکو بہشت کی اے دوست اللہ کے۔ پھر سب مسلمان ذکر و عبادت مین رات گزرانی۔ اس روز مسلمانون سے دس آدمی شہید
ہوے تھے۔ حضرموت کے دو شخص ایک کا نام مازن دوسرے کا نام قادم تھا۔ اور قوم غسان سے تین شخص ایک رافع
دوسرے محلی تیسرے جازم اور انصار سے ایک شخص جسکا نام عبدالرحمن بن الاخرم اور قوم بجیلہ سے تین شخص۔ اور قیس
بن ہبیرہ کے ایک بھتیجے۔ کہتے ہین کہ قیس نے اپنے بھتیجے نظر نہ آنے سے سمجھا کہ وہ شہید ہوے پس انکی نعش ڈھونڈھنے کے
لئے شعلین سلگھا کے اور اپنی قوم سے چھ شخص کو ہمراہ لئے ہوے نکلے اور معرکے مین آکر بہت ڈھونڈھا تو انکی نعش کا
پتا نہ لگا ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ رومیون کے لشکر سے بھی ایک جماعت روشنی لئے ہوی نکلی ہے انکا ایک بڑا بطریق جو مارا
گیا تھا انکو بھی اسکی نعش کی تلاش تھی سو انکو دیکھتے ہی قیس نے اپنے لوگون کو فرمایا کہ تم شعلین بجھا دو واللہ مین اپنے بھتیجے
کا بدلہ لونگا وے کفار باہتھیار ایک سو آدمی تھے اور قیس کے ساتھی سات شخص جب رومیون نے اپنے بطریق کی نعش
ڈھونڈھ کر نکالی اور اپنے کندھون پر لیکے اپنے لشکر کی طرف چلدئے۔ قیس نے بلند آواز سے انکو پکارا رومیون نے مارے
گھبراہٹ کے اس نعش کو زمین پر ڈال دیا پھر مسلمانون نے انکا پیچھا کر کے مارنا شروع کیا قیس جب کسیکو قتل کرتے اسوقت
کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کے طرفسے ہے یہان تک کہ سولہ کافر کو مار ڈالا اور ان کے ساتھی لوگ بھی بہتونکو قتل کیا اور
باقی بھاگ نکلے۔ قیس انکے قتل سے فارغ ہو کے پلٹ گئے پھر اپنے بھتیجے کی نعش کی تلاش کرنے لگے۔ ایسے مین ایک
آواز نالہ آئی دیکھتے کیا ہین کہ وہ قیس کے بھتیجے ہین۔ قیس انکو دیکھہ کے رو دئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہون نے
کہا اے چچا مین نے ایک کافر کا پیچھا کیا تھا ناگاہ اس قوم سے ایک شخص میرے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اسکی نوک میری پشت سے
نکل گئی اور مین اسکے سبب سے ایک عجیب معاملہ دیکھہ رہا ہون کہ بہشتی خوبصورت عورتین میرے اطراف بیٹھی ہین اور میری روح
نکلنے کی انتظار مین ہین۔ قیس بہت رونے لگے پھر ان کے بھتیجے نے کہا کہ مجھہ کو یہان سے اٹھا کے مسلمانون مین لے چلو تب
قیس نے انکو اپنی پشت پر لے کے آئے۔ جناب ابو عبیدہ نے ان کے سرانے آکے سلام کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔
انہون نے جواب دیا کہ میرا حال اچھا ہے اللہ تعالی ہمارے طرفسے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزاے نیک عطا فرمائے
وہ اپنے قول مین سچے تھے اور درست ارشاد فرمایا یہی باتین کرتی تھین کہ انکی روح پاک انکے تن سے پرواز کی پس ان پر
نماز پڑھکے دفن کیا۔ منقول ہے کہ ہامان اس شب آزردگی کے سبب سے کھانا نہ کھایا اور بیخواب رہا بلکہ راویون نے کہا ہے
کہ سات دن تک لڑائی کا قصد نہ کیا اسکا مطلب یہہ تھا کہ مسلمانون کو غفلت مین ڈال کے یکبیک ان پر جا گرے پس اللہ تعالی

شب اپنے لشکر پر حکم کیا کہ جنگ کا ساز و سامان مہیا کرلین اور علی الصباح جب مسلمان بے ہتھیار اپنے کاروبار مین
ہین دفعتہ ان پر تاخت لادین اُسید بن علقمہؓ سے روایت ہو کہ ہم کو باہان کے قصد سے خبر ہوئی تھی جب رات
گذر گئی حضرت ابو عبیدہ سب مسلمانونکو ساتھ لے کے نماز مین قایم ہوئے پہلی رکعت مین سورۂ والفجر پڑہی جب اس آیت
پر پہنچے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ہاتف غیب سے یہ آواز آئی ظَفِرْتُمْ بِالْقَوْمِ وَمَا يُغْنِيْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَمَا
اَجْرَى اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى لِسَانِ اَمِيْرِكُمْ اِلَّا بِشَارَةً لَّكُمْ پھر دوسری رکعت مین سورۂ
والشمس تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰىهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا
پھر ہاتف غیبی نے کہا تَمَّ الْمِقَالُ وَصَحَّ الزَّجْرُ هٰذِهٖ عَلَامَةُ النَّصْرِ ابو عبیدہ جب نماز سے فارغ ہوئے
لوگون سے پوچھا کیا تم نے سنا کہ ہاتف غیبی نے کیا ندا کی کہے ہان ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہمکو نصرت دیگا۔ اور
مین نے ایک خواب دیکھا ہو وہ بھی ہماری نصرت پر دلالت کرتا ہو وہ خواب یہ ہو کہ مین دشمنون کے روبرو کھڑا ہون دفعتہ
مجھکو ایسے لوگون نے آگے گھیر لیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے اور ان کے مانند مین نے کیسو نہ دیکھا تھا اور انکے نور کی
چمک بینائی کو ڈھانپ لیتی تھی اور انکے سرون پر سبز عمامے اور ہاتون مین زرد نشان تھے اور سبز سبز گھوڑون پر سوار
تھے۔ جب انہون نے میرے اطراف صف باندہی مجھکو کہا کہ تم اپنے دشمنون پر آگے بڑہو تم غالب اللہ تعالی تمہاری
مدد کریگا۔ پھر انہون نے تمہار ےسے چند لوگونکو بلایا اور انکے ہاتون مین شراب پاک کے جو پیالے تھے انکو پلائی گویا مین
نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ روم مین داخل ہو گیا۔ اور رومیون نے ہمکو دیکھ کے بھاگ نکلے۔ سب مسلمان یہ خواب سنکے
بہت خوش ہوئے۔ اور قوم خولان سے ایک شخص اٹھا او رکہنے لگا کہ مین بھی ایک خواب دیکھا ہو کہ ہم دشمنون سے لڑتے
ہین ایسے مین آسمان سے سفید پرندے اُترے ان کے پر سبز اور انکی چنگل گرس کیسی تھے وے اپنی چنگل سے دشمنون
کو توڑتے تھے اتنے مین ایک شخص نے تیزی کی تو ایسا چنگل مارا کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مجاہدون نے یہ سنکے بہت
ہی خوشی کی کہ اللہ تعالی فرشتون سے ہماری تائید کریگا جیسا غزوہ بدر مین کی تھی سعید بن رفاعہ نے خبر دی کہ تب
ہم اسی قیل و قال مین تھے کہ ناگاہ لشکر روم کی آواز آنے لگی دیکھتے کیا ہین کہ دشمن کا لشکر ہمارے طرف چلدیا ہو۔ اتنے
مین سعید بن نجیبہ عمرو بن طفیل العدوی جو اس رات میں لشکر اسلام کے نگہبان تھے دوڑتے آئے اور کہا کہ باہان نے
دیر تک لڑائی سے باز رہ کے ہمارے سے فریب کیا ہو اب اپنا لشکر لیکے نکلا ہے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا ہو کہ ای غازیو
تم بھی آمادہ ہو جاؤ۔ پس مسلمان جلد ہتھیار ہین اٹھالین اور گھوڑون پر سوار ہوئے۔ جناب خالد بھی پانسو
سوار کو ہمراہ لیکے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون سے تیس ہزار آدمی جو بڑے سپاہی تھے دس دس شخص نے ایک زنجیر سے اپنے

بھاگنے نہ پاوے اور خندقین کھدوا کے ان مین اترے ہین اور مسیح بن مریم اور صلیب اعظم
چارون کینسون کی قسم کھائی تھی کہ معرکے سے نہ بھاگین - اور باہان نے اپنے لشکر کے
ایک لاکھ آدمی کو ثابت قدمی کے لئے لشکر کے آگے رکھا تھا ورقہ بن مہلیل التنوخی جو
رتھے کہتے ہین کہ لشکر اسلام سے پہلے جو نکلا ایک شخص کم سن قوم اُزد سے تھا - اُسنے
ان کے کہنے لگا کہ ای سردار مین میدان پر جاتا ہون اور چہتا ہون کہ جہاد مین کوشش بجا لاؤ
نثار کرون اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب فیض مآب مین اپنا کوئی پیام ہو تو کہ
سنکے رونے لگے اور کہا اِقرا محمدًا مِنّی السَّلَامَ وَاَخبِرہُ اِنَّا وَجَدنا
حضرت کے جناب عالی مین میرے طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے کہ مقرر پای ہم نے وہ جو
رب پروردگار نے حق اور راست - پس وہ مرد ازدی نے اپنا گھوڑا کدا کے میدان مین آیا
بڑے قد و قامت والا نکلا - ازدی نے اس نیزے سے مار کے زمین پر گرا دیا اور اسکا گھوڑا
قوم کے ایک مرد کے سپرد کیا - پھر میدان پر آیا دوسرا رومی اسکے مقابلے کو نکلا وہ ازدی اسکو بھی مار ڈالا
یا - پھر پانچوان رومی نکلا اور اس ازدی کو شہید کیا رحمۃ اللہ علیہ - اُزدی کو قوم والون نے
ار اگیا غصے مین آئے اور لشکر روم کے نزدیک ہوے اور انکا لشکر بھی لشکر اسلام کے میمنہ کے قریب
نے دیکھا کہ دشمنان خدا بہت ہی نزدیک آپہنچے اور حملے پر آمادہ ہو گئے ہین آواز بلند سے فرمایا
قدم رہو اللہ تعالی تمہارے ساتھ ہے - اور گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھ کے دعا کر رہے تھے
لشکر اسلام کے میمنہ پر حملہ کیا میمنہ پر قوم اُزد اور مذحج اور حضرموت اور حمیر
مسلمانون نے ثابت قدم رہے اور اچھی لڑائی کی کافرون کے لشکر جو متعدد تھے ہر حاکم ایک لشکر پر
لشکر تھک گیا پھر دوسرا لشکر حملہ کیا اہل اسلام نے اسکو دفع کر دیا - پھر تیسرا لشکر حملہ کیا تب
ایک جماعت یعنی قوم زبید مین تزلزل آیا سو پیچھے ہٹی اور دوسری گروہ ثابت قدم رہے
ید کے سردار جاہلیت اور اسلام مین عمرو بن معدیکرب تھے تب ان کی عمر ایکسو دس برس کی تھی
جنگ پر ترغیب دی - تب قوم زبید اور حمیر اور حضرموت اور خولان نے سب بالاتفاق ہو کے
پر آگئے اور دو میمنہ کو ہٹا دیا - پھر ابوہریرہ جو قوم دوس کے سردار اور نشان بردار تھے
پیچھے اپنی قوم کو لئے ہوے ہٹے گئے تب رومیون کا دوسرا لشکر بڑھ کر آیا اور مسلمانون پر سخت حملہ کیا

سے مسلمانون کے گھوڑے منھ پھیرنے لگے اور اپنے مقام سے ہٹ گئے لشکر اسلام کی عورتین جب انکی شکست دیکھین انکو سخت غیرت ہونے لگین۔ عاصم خولان کی بیٹی سعیدہ نے بیان کیا ہی کہ مین سب بی بیونکے ساتھ مقام یرموک مین ایک ٹیلے پر تھی۔ جب لشکر عرب کے میمنہ والون نے اپنی جگہ کو چھوڑدیا تب غفار کی بیٹی غفیرہ نے کہنی لگین کہ ای عورات عرب یہ تم اپنے بچون کو گود مین اٹھالو۔ اور اپنے مردون کے آگے جاکر انکو لڑائی کی ترغیب دو۔ جب دوسری عورتین یہ بات سنی آگے بڑھین معرکے سے جن مردون کے گھوڑے منھ پھیرے تھے وہ عورات ان گھوڑون کے منھ پر پتھر مارتے اور پکار کے کہتی تھین کہ اللہ تعالی ویسے مرد کا منھ برا کرے جو اپنی عورت کو دشمن کے حوالے کر کے بھاگے۔ اور اپنے شوہرون کی طرف خطاب کر کے کہتی تھین کہ تم اگر ہمکو ترسایون سے نہ بچاؤگے تو تم ہمارے شوہر نہین عیاض بن سہیل بن سعید الطائی نے بیان کیا ہی کہ آزر کی بیٹی خولہ اور مالک بن عاصم کی بیٹی کعوب اور ہاشم کی بیٹی سلمی اور ثعلبہ کی بیٹی خولہ الضباریہ اور قنا بن نعم اور عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند اور المحریر کی بیٹی لبنی سب عورات کے آگے تھین اور دف بجاکر اشعار نصیحت آمیز پڑھتی تھین انکی ترغیب دلانے سے پھرے ہوئے لوگ پھر معرکے مین آکے جنگ کرنے لگے ہند ابن عتبہ نے ایک گروہ کو منہزم دیکھا اور کہا کہ تم اللہ تعالے سے اور اسکی بہشت سے کہان بھاگتے ہو وہ تمہارے سامنے ہی اور تمکو دیکھ رہا ہی اور ہند نے اپنے شوہر ابو سفیان کو پھرے ہوئے دیکھ کے خیمے کی چوب سے ان کے گھوڑے کے منھ پر مارا اور بولی کہان جاؤگے تم ای بیٹے صخر کے تم لڑائی کی طرف پھرو اور اپنی جان کو راہ خدا مین خرچ کرو تا زمانہ جاہلیت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارا جو معاملہ گذرا ہی اللہ تعالی ان چیزون سے تم کو پاک کرے جب ابو سفیان نے یہ کلام سنا معرکے کی طرف پھرے اور ان کے ساتھ مسلمانونکی ایک جماعت بھی لڑائی پر دلیر ہوی راوی کہتا ہی کہ مین نے دیکھا کہ عورات بھی ابو سفیان کے ہمراہ ہوکر جنگ کرنے لگین۔ یہان تک کہ عورتین مردون پر سبقت کرتی تھین اور ایک عورت نے ایک سوار سے مقابلہ کیا تھا دیر تک اس سے جدا نہوی یہان تک کہ اسکو گھوڑے سے اوندھا گرا کے مار ڈالا اور بولی کہ یہ مدد اللہ کی ہی اور اُن کی قوم والون نے ابو ہریرہ کے ہمراہ ہوکر سخت حملے کئے اور اکثر انہین سے شہید ہوے سعید بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہی کہ لشکر اسلام کے میمنہ مین سخت لڑائی ہوی تھی کبھی ہمکو غلبہ تھا اور کبھی کفار کو ایسے مین جناب خالد کی نظر جب میمنہ پر پڑی اپنے ہمراہی غازیون کو پکارا اور انکو لئے ہوے جلد آپہنچے اور تکبیر کہتے ہوے چھ ہزار کفار کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمنون کو میمنہ سے ہٹا دیکے ان کے قلب لشکر تک پہنچے پھر ایسا مارنے لگے کہ لشکر روم اپنی جگہ سے ہٹ گیا آخر دشمنون نے تاب نہ لاکے بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کر کے قتل کرتے تھے یہان تک کہ دریجان جو انکا ایک سردار تھا اور جس مقام مین وہ کھڑا تھا وہان تک پہنچ گئے۔ کہتے ہین کہ دریجان اس ہزار اپنی قوم کی شکست دیکھ کر ریشمی کپڑا اپنی منھ

لپیٹ لیتا تھا غرض جب اس کے نزدیک آئے اپنے نیزے سے اس کو گرا کر مار ڈالا واقدی رح سے منقول ہی کہ اس
دن قتادہ رض نے ایسی سخت لڑائی کی کہ ان کے ہاتھ مین تین نیزے اور دو تلوارین ٹوٹ گئین جب لشکر روم اپنی جگہہ
سے ہٹ گیا باہان نے مضطر ہوا اور اپنے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تب اس کے لشکر سے ایک بطریق نکلا وہ بڑا قوی
ہیکل اور سخت تھا۔ تب قوم ازد سے ایک مسلمان میدان پر آکے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت جنگ کر کے شہید ہوا پھر
اس بطریق نے دوسرے کو بلایا۔ تب معاذ ابن جبل رض نے نکلنا چاہا پر ابو عبیدہ نے انکو منع کیا معاذ کہنے لگے اے
مسلمانو تمہارے سے کون ہی کہ یہہ میری ہتھیار لے اور یہہ میرے گھوڑے پر سوار ہو کے اس دشمن خدا سے جنگ کرے تب
ان کے فرزند عبد الرحمن جو نوجوان تھے کہنے لگے مین جاتا ہون پس اپنے والد کے گھوڑے پر سوار اور انہین کی
ہتھیار ہاتھ مین لئے اور کہنے لگے ای میرے باپ اب مین اس دشمن خدا کی طرف جاتا ہون اگر اللہ تعالی چاہیگا اس پر
مجھکو غلبہ دیگا۔ اگر مجھکو شہادت نصیب ہو آپکو یہہ میرا اخیر سلام ہی اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
فیضدرجت مین آپکی کچھہ عرض ہی تو وصیت کیجئے۔ معاذ نے کہا ای فرزند میرے طرف سے حضرت کی جناب مین سلام پہنچا اور عرض
کر کہ اللہ تعالی تمام امت کی طرف سے آپکو جزاے خیر دیوے۔ پس عبد الرحمن بن معاذ شعلۂ آتش کے مانند میدان مین
آکے اس بطریق پر حملہ کیا اور اسپر تلوار چلائی لاکن تلوار اچھل آئی اور کارگر نہوی۔ پھر بطریق نے ان پر تلوار ماری سو انکا
عمامہ کٹ جاکے سر زخمی ہوا۔ بطریق نے سمجھا کہ وہ مارے گئے یہہ سمجھکے اس نے پھرا۔ معاذ نے جب یہہ حال دیکھا جلد آکے
انکے زخم کو پٹی باندہی۔ باذن اللہ انکا زخم اسیوقت درست ہو گیا۔ پھر اس ملعون نے کہا اکبر سے تین حملے کئے لاکن
قوم ازد نے اس کے حملون کو پھیر دئے۔ ابو عبیدہ نے فرمایا ای مسلمانو کون ہی تمسے جو اس ملعون کا مقابلہ کرے تب عامر
بن الطفیل الدوسی جو اصحاب الرایات سے تھے اور یمامہ مین خالد بن ولید کے ساتھہ مسیلمہ کذاب کے جنگ مین حاضر تھے
میدان پر آے۔ کہتے ہین کہ یمامہ کے جنگ مین ایک شب انہون نے یہہ خواب دیکھا کہ ایک عورت نے انکے لئے اپنی فرج کو
کھولدیا عامر اس مین داخل ہوے پھر انکے بیٹے بھی دیکھ کے آپ بھی اس مین داخل ہونے کے لئے دوڑے ایسے مین
عامر بیدار ہوے اور یہہ خواب مسلمانون سے بیان کیا کوی اسکی تعبیر نہین جانا۔ عامر نے آپ ہی یہہ تعبیر کہی کہ وہ عورت
زمین ہی اسکی فرج مین جو مین نے داخل ہوا اس سے مراد یہہ کہ مین جنگ مین مقتول ہو کے زمین مین مدفون ہونگا اور
میرے بیٹے کو زخم لگیگا اور قریب ہے کہ وہ مجھہ سے آملیگا۔ پس عامر جنگ یمامہ مین تو سلامت رہے لاکن ان کے خواب کی تعبیر کا
ظہور جنگ یرموک مین تھا۔ القصہ جب عامر نے میدان پر آیا ایک حملہ ایسا کیا کہ لشکر روم کے میمنہ کو میسرہ پر الٹ دیا پھر
اس بطریق کے طرف باگ پھیری بجلی کے مانند اس کے نزدیک ہو گیا اور اسپر نیزہ چلایا تو وہ نیزہ ٹوٹ گیا اسی نیزے سے

انہون نے عرب کے مرتدون سے لڑائی کی تھی۔ اور جنگ یمامہ مین بھی انکے ہاتھ مین تھا۔ غرض جب وہ نیزہ ٹوٹ
گیا عامر نے اس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیکے تلوار کھینچ لیا اور ابن بطریق کے شانے پر ایسا ضرب کیا کہ تلوار اسکے
انتڑیان تک پہنچ گئی اس دشمن خدا نے اپنے گھوڑے سے اوندھا ہو کے گر پڑا۔ عامر نے اسکا گھوڑا اور ہتھیا لیکے اپنے
بیٹے کے سپرد کر دیا پھر لشکر روم کی طرف گھوڑا اٹھایا اور پے در پے تین حملے کئے ایک میمنہ پر دوسرا میسرہ پر تیسرا قلب لشکر پر
اور اپنے حملے مین عرب منتصرہ کو بلایا اور انسے ایک سوار کو مار ڈالا تب جبلہ نے انکے مقابلے کے لئے نکلا وہ ایک زرہ کیشمی
طلائی کام کیا ہوا پہنا تھا اور اسکے سر پر ایک ایسا خود تھا کہ شعاع آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اسکی سواری کا گھوڑا عاد کے
گھوڑون کی نسل سے تھا پس جناب عامر اور جبلہ ہر دو ایک دوسرے پر حملے کئے لاکن عامر نے جو اس پر وار کیا وہ وار بیکار رہا۔
اور جبلہ کا وار کارگر ہوا اسوان کے گیسو سے شانے تک کٹ گیا عامر شہید ہوے رضی اللہ عنہ۔ پھر عامر کے بیٹے جندب
نے میدان پر آیا اور پکار کر کہا کہ ای قاتل تو ٹھر مین اپنے باپ کا بدلہ لونگا۔ جبلہ نے کہا کہ مین تمہارا قتل نہین چاہتا ہون کیونکہ تم
کم سن ہو تم پلٹ جاؤ میرے مقابلے کے لئے اور کوئی آوے۔ جندب نے کہا کہ مین کس طرح پھر جاؤن حالانکہ مین غم دیدہ
ہون واللہ مین نہین پھرونگا اپنے باپ کا بدلہ لونگا یا انسے جا ملونگا۔ پھر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے جندب کی ایسی بہادری
ظاہر ہوئی کہ لوگون کو بڑی حیرت ہاتھ دی۔ ابو عبیدہ بھی دیکھکے بہت خوش ہوے اور کہے کہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہین جو
اپنی جان کو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین پھر انکے حق مین دعا کی جابر بن عبداللہ انصاری لکھتے ہین کہ مین یرموک مین
حاضر تھا جندب سے کسی جوان کو شریف تر نہ دیکھا لاکن جب موت آ پہنچی نہ شدت نفع دیتی ہے نہ ہتھیارون کی کثرت آخر صورت
یہہ ہوئی کہ جندب نے جبلہ پر تلوار کا ایک ضرب ایسا کیا کہ اسکو سست کر دیا پھر جبلہ نے وار کیا تو جندب بھی شہید ہوگئے
اور عامر کا خواب راست آیا۔ اور جبلہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا اور اپنی دلیری پر بہت نازان تھا اور ماہان اسکا شکریہ بجا
لایا اور مسلمان ان باپ بیٹے کے مارے جانے سے غمگین ہوے دوس کی قوم والون نے پکار کر کہنے لگے الجنۃ

اَلْجَنَّۃُ خُذُوْا بِثَارِ سَیِّدِکُمْ عَامِرٍ وَّوَلَدِہٖ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰہِ

یعنے بہشت روبرو ہے بہشت روبرو ہے تم بدلا اپنے سردار عامر اور انکے فرزند کا خدا کے دشمنون سے یہہ سنتے ہی
دوس کی قوم جنگ کے لئے آگے بڑہی اور قوم ازد جو انکی ہم سوگند تھی وہ بھی انکے ہمراہ ہوئی پس یہہ ہر دو قوم لکم
قوم غسان اور لخم اور جذام پر حملے کئے یہانتک کہ ان کے صفون کو ہٹاکے انکی صلیب تک پہنچ گئی۔ قوم غسان سے
ایک شخص جو صلیب اٹھایا تھا ایک مسلمان اسکو نیزے سے مارکے اسکو گھوڑے سے گرا دیا اور اسکی صلیب الٹ دی
گر پڑی اور بہت کافر مارے گئے۔ اسدن بڑا سخت جنگ ہوا وہ تیسرا دن یرموک کا بڑا سخت تھا تین بار مسلمانون

جندب بن عامر کی بہادری

شکست آئی تھی پھر اللہ نے ان کو کفار پر فتح و نصرت دی یہان تک جنگ ہوا کہ رات کی تاریکی آگئی بہت سے
مشرکین تہ تیغ ہوئے اور تھوڑے مسلمان شربت شہادت نوش کئے ابن حویرث کی صحیح روایت سے ثابت
ہوا ہے کہ اس روز مسلمانونکی جمعیت اکتالیس ہزار کی تھی۔ غرض جب رات آئی فریقین اپنی اپنی جگہہ پہ گئے۔ ابو عبیدہ
سب مسلمانون کو ساتھ لیکر دو نمازین جمع کرکے ادا کیا۔ اس کے بعد جناب خالد کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلمانون کے ہر
خیمے مین تشریف لاتے اور اپنے ہاتھ سے ان کے زخمون کو پٹی باندھتے اور انکو تسکین دیتے اور ثواب آخرت کے
امیدوار کرتے تھے صبح تک یہی حال رہا جب صبح ہوئی ابو عبیدہ نے خوف کی نماز پڑھوائی۔ اور باہان اپنے لشکر کی
شکست دیکھ کے جو ملول تھا۔ اپنے لوگون کو بہت جھڑکی دی وے سب معذرت کئے اور کہے ہمارے مین جو بہت شجیع ہین
ابتک نہین لڑے ہین کل ہم اچھی لڑائی لڑینگے۔ غرض وہ شب کافرون پر درد و حسرت سے اور مسلمانون پر شکر و فرحت
سے گذری۔ جب اہل اسلام نماز صبح سے فارغ ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ رومیون نے اپنے لشکر کے صلیب ظاہر کئے
ہین۔ پس ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لیکے میدان پر آیا یرموک کے مقام پر وہ پہونچے تھے روز جنگ تھا باہان نے اپنا تخت ایک
ٹیلے پر دلوایا تھا تا ہر دو لشکر کا حال معاینہ کرے۔ غرض جب ہر دو لشکر مقابل ہوئے ابو عبیدہ نے اپنے لشکر کے
سوار اور پیدل کی صفین آراستہ کر میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر کے سردار اور نشان بردار ٹھہرا دئے اور تیر اندازون
اور نیزہ بازون اور شمشیر زنون کے ٹکڑیان جدا جدا مقرر کرکے آپ درمیان کھڑے رہے اور جہاد کی فضیلتین اور جنگ
کے قواعدین اور تدبیرین بیان کین۔ پھر ابو سفیان نے اپنے فرزند یزید کے نشان کے پاس آئے انھون نے اپنے
ساتھیونکو لئے ہوئے حملہ کرنیکا ارادہ کیا تھا سو اپنے فرزند کو جہاد مین ثابت قدم رہنے اور دین اسلام کی مدد کرنے
پر وصیت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور ثواب آخرت یاد دلوائی۔ پس یزید بن ابو سفیان نے دشمنون کے
قلب لشکر پر حملہ کیا اور انکی ٹکڑی بھی ان کے ساتھ تھی ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ لوگون نے اُن غازیونکی ہا دیکھکے
تعجب کرنے لگے۔ ایسے مین لشکر روم سے ایک بطریق نکلا بڑا قوی ہیکل اور شدید تھا اس کے ہاتھ مین ایک نیزہ تھا
جس مین سونے کی صلیب جڑی تھی اور دس ہزار رومی سوار اسکو گھیرے ہوئے تھے۔ وے سب کے سب لشکر اسلام
کے میمنہ کی طرف باگین پھیرین عمرو بن العاص جو میمنہ پر تھے ان پر شکست روی سو اپنی جگہہ سے پیچھے ہٹے یہان
تک رومیون نے مسلمانون کے اول لشکر مین داخل ہوگئے تھے عمرو بن العاص ٹکڑی پر حملہ کرتے کرتے اس ٹیلے تک
ہٹا دئے کہ جس پر مسلمانونکی عورتین تھین۔ اور رومیون نے اس ٹیلے کو بھی گھیر لیا۔ تب ایک عورت انصاریہ نے
آواز کی کہ کہان ہین دین کو مدد دینے والے کہان ہین اسلام کی حمایت کرنے والے راوی کہتا ہے کہ اس وقت

زبیر بن العوام کی آنکھ آشوب کیئں تھیں سوانکی بی بی اسما بنت ابی بکر صدیق انکا علاج کر رہی تھیں سو اپنی بی بی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو عورت نے آواز دی۔ تب بی بی عفیرہ بنت عفار نے کہا کہ ای رسول خدا کے پھپی کے فرزند لشکر اسلام کے میمنہ پر شکست رو دی ہے یہان تک کہ دشمنون نے میمنہ والون کو ہمارے تک ہٹا دیا اور ہمکو بھی گھیر لیا۔ زبیر نے کہا واللہ مین دین کے مددگارون سے ہون پس اپنی آنکھ سے کپڑے کو نکالدیا۔ اور اپنا چھوٹا نیزہ اٹھا لیکے گھوڑے پر سوار تھا۔ اور تن تنہا دس ہزار سوار پر ایسے حملے کئے اور بہادری کے ایسے کرشمے تبلائے کہ کسی کی آنکھین نہ دیکھین ہون اور حملہ کرنیکے وقت پکارکے کہتے تھے کہ مین زبیر بن العوام ہون مین رسول اللہ کی پھپی کا بیٹا ہون۔ یہان تک نیزہ بازی کی کہ لشکر روم کو پھیر دیا ان کے گھوڑے منھ پھیرنے لگے لیث بن جابر کہتا ہے کہ مین نے آنکھون سے دیکھا ہے کہ زبیر اپنی ذات سے دس ہزار سوار کو پھیر دیا اور انکے ساتھ کوئی شخص نہین تھا پس عمرو بن العاص اور ان کے ہمراہی لوگ بھی ان پر حملے کئے یہان تک کہ اُن کافرونکو شکست ہوگئی واقدی رح سے منقول ہے کہ جرجیر ارمنی نے تین ہزار کی جمعیت سے شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا شرجیل کی ٹکڑی والون کے قدم پھسل گئے شرجیل مع چند شخص اپنی جگہ نہ چھوڑے بہت ثابت قدم رہے اور ایسی تیر اندازی کی کہ قوم ارمن کو ہزیمت ہوئی پھر جب شرجیل انکا پیچھا کرکے اپنی جگہ پر لوٹ آئے ان کی قوم کے سب لوگ آکر ان کو گھیر لئے۔ تب شرجیل ان پر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ تمہین کیا صدمہ پہنچا تھا جو تم نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اور ان بے ختنہ عجمی کافرون سے شکست اٹھائی حالانکہ تم لوگ دین کے حامی اور فرمان بردار اور اہل قرآن اور بندگان رحمان ہو۔ آیا تم نے نہین سنا کہ اللہ تعالے اپنی کتاب مجید مین فرماتا ہے وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ آیا نہین سنا ہے تم نے یہ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ آیا تم موت سے بھاگتے ہو اور بہشت سے گریز کرتے ہو۔ انھون نے کہا یا صحابی رسول اللہ یہ لغزش شیطان کی طرف سے تھی جیسے احد اور حنین مین ہوئی۔ اب ہم تمہارے ساتھ ہین تم حملہ کرو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ کرتے ہین۔ شرجیل نے یہ سنکے ان کی حق مین دعا کی۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے نزدیک اپنے مقام پر قیام کیا تا نگہبان رہے۔ جب قیس بن ہبیرہ نے دیکھا کہ شرجیل کی ٹکڑی اپنی جگہ پر ٹھہری ہے آپ اپنی قوم کو ساتھ لیکے رومیون پر میمنہ کی طرف حملہ کیا۔ اور جناب خالد نے یسرہ کی طرف سے حملہ لایا۔ پھر زبیر بن العوام اور ہاشم قاسم بھی ایسے سخت حملے کئے اور کافرون کو مارتے مارتے یہان تک بڑھے کہ باہان کے خیمے تک پہنچ گئے۔ جب باہان نے یہ حال دیکھا اپنے تخت سے اتر کر بھاگا۔ اور اپنے لوگون کو بڑی شدت سے سرزنش کی۔ تب وے پھر مسلمانون کی طرف پھرے اور انکو

بھی سعید بن زید کو پکارے تب انھون نے اپنی ترکی کو لئے ہوے سخت حملے کیا آؤ مجاہدین کہتے تھے لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ بارگاہ الٰہی سے مسلمانون کو مدد ہوی - اور لڑائی ہو رہی تھی کہ ایسے مین ابو سفیان نے اپنے
بیٹے یزید کے نشان کے پیچھے کھڑا رہکے آواز کی اور مسلمانون کو جہاد کی ترغیب دی مسلمانون کے سردارون نے جو ان کے
قریب تھے جب ان کی آواز سنی بڑی شدت سے لڑنے لگے - رومیون سے وہی لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہی جو اپنے
پیرون کو زنجیرون سے باندھ لئے تھے وے تیر اندازی مین بڑا کمال رکھتے تھے جو انکی طرف قصد کرتا اس پر تیر چلا کے
پھیر دیتے تھے وے ایک لاکھ شخص کم تھے انکی تیرون کا بڑا صدمہ تھا اگر اعانت الٰہی شامل حال نہوتی مسلمان ہلاک ہو جاتے
غرض اہل اسلام اس حملے مین مظفر و منصور ہوے اور مشرکون سے بہت لوگ ہلاک ہو گئے راوی نے بیان کیا ہی
کہ رومیون سے ایک کافر نکلا قد و قامت اور ڈیل و ڈول مین ایک بہاری درخت کے مانند تھا اور اس کے بدن پر
ایک سنہری زرہ اور اس کے سر پر ایک خود طلائی کام کا تھا جس مین ایک صلیب سونے کی جڑاو کی لگی تھی اور اسکے
ہاتھ مین ایک نیزہ تھا اس نے میدان مین آکے لڑائی طلب کی - تب ذو الکلاع حمیری کا ایک غلام سیاہ رنگ والے
نے نکلا - لاکن جب وہ پیدل تھا اور اس پر زرہ نہین تھی اسواسطے اسکے مالک نے اسکو پھیر دیکے آپ معرکے مین
آیا تھوڑا وقت ہر دو مین خوب نیزہ بازی ہوی جب ہر دو تھک گئے - اپنی تلوارین کھینچین حمیری اس رومی پر ایک
وار کیا سو اسکی ڈھال کٹ گئی اور وہ رومی جب وار کیا حمیری کا ہاتھ زخمی ہو گیا - جب ہاتھ بیکار ہوا حمیری نے
اپنی جگہہ پر لوٹ آیا انکے ہاتھ سے خون جوش کر رہا تھا - انکی قوم نے انکے زخم کو پٹی باندھی - پس حمیری نے اپنی قوم
کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ کون ہی تمسے کہ میرا بدلا اس کافر سے لے - تب قوم حمیر سے ایک شہسوار نکلا مانند شعلہ نار کے
نکلا اور ایک دلیرانہ حملہ کیا اور اپنے نیزے سے اسکے سینے ایسا سخت ضرب کیا کہ اسی ضرب مین وہ موا اور کندۂ دوزخ ہوا
جب وہ شہسوار نے اس مقتول کا اسباب نکالنا چاہا تب رومیون کی ایک ٹکڑی آکے اس کو گھیر لئی - وہ شہسوار نے
کمال دلاوری سے انکو پھیر دیا اور اسکا اسباب نکال لیکر ابو عبیدہ کے پاس لے آیا انہون نے اسی کو دئے اس نے
اپنی قوم کے حوالے کر دیکے پھر میدان پر آیا - لشکر روم سے ایک بطریق نکلا وہ شہسوار نے اس کو بھی قتل کیا - پھر تیسرا
آیا اسکو بھی مار ڈالا پھر چوتھا نکلا سو اس شہسوار حمیری کو شہید کیا وہ ملعون نے اس شہید کا اسباب نکالنا چاہتا تھا کہ ایسے
مین ایک انصاری نے اسکے سینہ پر مارا وہ کافر نے زمین پر گرا اور مر گیا - یہ بطریق رومیون مین بڑے مرتبے والا تھا
جب وہ مارا گیا رومیونکو بڑی گھبراہٹ ہوی - باہان نے انکو تسکین دی - تب لان کا بادشاہ مریس نکلا اور وہ شاہانہ
زرہ پہنے تھا اور اسکا لباس ایسا تھا کہ اس کو جواہر لگے تھے - اور اسکے کمر مین جڑاو کا پٹکہ تھا میدان مین آکے کہنے لگا کہ مین بادشاہ

لان کا ہون پس میرے مقابلے کے لئے کوی سردار ہی نکلا چاہئے - تب شرحبیل بن حسنہ نکلے ان کے بدن پر زرہ
آہنی اور کمر بند پوست کا تھا اور سبز گھوڑے پر سوار تھے شرحبیل اشعار رجز پڑہتے - مر یوس کچھ زبان عربی
جانتا تھا سو پوچھا کہ کیا کہتے ہو شرحبیل نے کہا کہ عرب کا معمول ہی کہ جنگ مین ایسے اشعار پڑہتے ہین کہ جس سے
شجاعت حاصل ہوتی ہی کیونکہ اس مین وے وعدے مذکور ہین جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیئے ہین - اس نے
پوچھا کہ وے کیا وعدے ہین شرحبیل نے کہا کہ حضرت نے ہم کو یہہ وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے نے ہمارے واسطے طول
اور عرض مین شہرون کو فتح کریگا - اور ہم شام اور عراق اور خراسان کے مالک ہو جائین گے - اور خزر اور لان
سے ہم لڑینگے اور اللہ تعالی کی مدد سے ہم غالب ہو جاینگے - اس ملعون نے کہا اللہ تعالی ظالم کو مدد نہین دیتا
تم ظلم کرتے ہو ہم سے وہ چیز مانگتے ہو جس کے تم مستحق نہین - شرحبیل نے کہا کہ ہم وہ قوم ہین کہ اللہ تعالی نے ہمکو اسکا
کا حکم دیا ہی - اور زمین کا مالک اللہ تعالی ہی جسکو چہتا ہی اسکو وارث کرتا ہی اور عاقبت کی خوبیان پرہیزگارون کے واسطے
ہی - اور مین پاتا ہون کہ تو بعض لغت عربی جانتا ہی - پس اگر تو صلیب کی عبادت چھوڑ دیگا اور دین اسلام مین داخل
ہوگا تو اہل بہشت سے ہو جائیگا - اس شقی نے کہا کہ مین اپنے قول سے پھرنے والا نہین اور اپنی گردن سے ایک
صلیب نکالی اور اس کو بوسہ دیا اور اپنے آنکھون پر رکھا اور اس سے مدد طلب کی - یہہ دیکھتے ہی شرحبیل خشمناک
ہوے اور فرمائے کہ سختی ہو تجھپر اور تیرے ساتھیون پر اور ان لوگون پر کہ جنکا قول تیرے قول کے سا ہو - پس
ہر ایک جنگ پر آمادہ ہوے ایک گھڑی تک ہر دو گرادے دیتے رہے - جب شرحبیل نے اس دشمن خدا کی تیزی
دیکھی اسکو اپنے قابو مین لینے کے واسطے اسکو پیٹھ دی اس مشرک نے انکا پیچھا کیا شرحبیل نے قصدا اپنے
گھوڑے کو دوڑانے مین کمی کی جب تھوڑی ادھی ہوی اور وہ نزدیک پہنچ گیا - شرحبیل اپنے گھوڑے کی باگ
پھیری اور اس پر نیزہ مارا لاکن وہ مار خالی ہو گیا پھر ہر دو اپنی تلوارین کھینچ لے کر یہان تک لڑے کہ ہر دو کے
تلوارین ٹوٹ گئین اور ہر دو ایکدوسرے کو سخت لپٹ لئے - وہ ملعون قد وقامت مین بڑا اور مضبوط اور بھاری تھا اور
شرحبیل نحیف اور لاغر تھے کیونکہ وہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے جب وہ مشرک نے بہت زور سے ان کو دبایا
قریب تھا کہ انکو اٹھالے ایسے مین ضرار نے یہہ حال دیکھکے بیقرار ہوا اور پیدل ان کی طرف ایسا دوڑا جیسے ہرن
اور ان کے ہاتھ مین خنجر تھا جب نزدیک پہنچا اس ملعون کی پشت مین ایسا سخت مارا کہ اسکے دل تک پہنچ گیا پس
وہ مردہ ہوکے گر پڑا - جب ضرار نے بادشاہ لان کو مار ڈالا رومی بہت خشمناک ہوے تب انسے ایک سوار بڑا بہادر
نکلا اور لڑنے والے کو طلب کیا - تب زبیر بن العوام نکلے اور اس سوار کو مار ڈالا - پھر دوسرا سوار نکلا - زبیر نے اسکو

بھی مار ڈالا - پھر تیسرا نکلا اسکو بھی قتل کیا - پھر چوتھا نکلا وہ بھی مارا گیا - اور ان چارون کا اسباب لے لیا - جب خالد نے انکی یہہ جوانمردی دیکھی ابو عبیدہ سے کہا کہ زبیر نے آج جہاد فی سبیل اللہ مین بڑی کوشش کی ان کے تھک جانیکا اندیشہ ہے تب ابو عبیدہ ان کو قسم دیکے میدان سے پھیرا - پس پانچوان رومی جو ملک روسیہ اور دمار کا حاکم تھا نکلا تب خالد اسکے مقابلے کو نکلا اور اس کو مار ڈالا - اور اسکا اسباب جو بیش قیمت تھا لے لیا - راوی کہتا ہی جب باہان نے یہہ بات سنی بہت خشمناک ہوا اور کہا کہ یہہ دو بادشاہ ہم سے مارے گئے مسیح ہماری مدد نہین کرتے ہین - پس تیر اندازون کو حکم کیا کہ سب ملکر تیر چلاوین تب ایک لاکھ تیر انداز ایک ہی وقت تیر چلانے لگے سو لشکر اسلام مین برف کے مانند گرتے تھے مسلمانون کو اس سے بڑا رنج پہنچا سات سو آدمی ایک چشم ہو گئے اسدن کا نام یَوْمُ التَّعْوِیْر رکھا گیا انہین تیر کی (تعویر یک چشم شدن ۱۲) زخمیون سے ہین مغیرہ بن شعبہ - سعید بن زید بن نفیل اور بکیر بن عبداللہ التیمی اور ابو سفیان صخر بن حرب اور راشد بن سعید روایت ہی کہ جب ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تمہین کیا مصیبت پہنچی اس نے جوابدیا کہ اس کو مصیبت نہ کہو بلکہ یہہ آزمایش اور محنت ہی اللہ کے طرف سے غرض اسدن مسلمانون پر بڑا صدمہ پہنچا انکے گھوڑے تیرون سے مارے پھرتے تھے - باہان شقی نے مسلمانونکی لشکر کا اضطراب دیکھ کے اپنے لوگونکو ترغیب دی تب وے لوگ کہ جن کے پیر زنجیرون مین تھین لشکر مسلمین کے طرف بڑہنے لگے اور جرجیر اور قناطر اور قورین نے حملے کرنے لگے - باہان نے کہا کہ تم حملے سے بلکہ انکو تیرون سے بھگاؤ اسکے سوا اور کوی تدبیر نہین - پس تیرون کا بڑا ہجوم ہوا - عباد ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ مین نے جب مسلمانونکا تزلزل اور شکست کی صورت دیکھا مجاہدین انکے قوم و قبیلون کے نام لیکے پکارنے اور انکو ترغیب جہاد کی دینے لگا اور کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ - اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا نَصْرَكَ الَّذِیْ نَصَرْتَنَا بِهٖ فِی الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا پس تھوڑا عرصہ نہین گذرا تھا کہ مدد آسمانی نازل ہوی - عبداللہ بن قرط ازدی نے بیان کیا ہی کہ شام کی لڑائیون مین مین موجود تھا مقام یرموک مین یوم التعویر کے جنگ سے کوئی جنگ سخت نہین تھا مسلمانون کے سردار بذات خود جنگ کرتے تھے اور ان کے ہاتون مین نشان تھے ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابو سفیان اور عمرو بن العاص اور شرجیل بن حسنہ اور ضرار بن الازور اور ہاشم بن مرقال اور مسیب بن نجبتہ الفزاری اور عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم راہ خدا مین اپنی جان کو بہت خرچ کر رہے تھے ایسے مین اللہ تعالی نے اپنی بی بیون کی حملات سے مدد کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رکاب غزوات مین حاضر ہوئین تھین جنگ کرنا عورات صحابیہ کا کفار روم کے سامنے مقام یرموک مین معمر بن راشد زہری نے بیان کیا ہی کہ حضرت کے ہمراہ رکاب عورتین جو جنگون مین

حاضر ہوتی تھیں وے مجاہدین کو پانی پلایا کرتیں اور انکی زخموں کو علاج کیا کرتیں تھیں میں کسی قریشیہ عورت
کو جنگ کرتی ہوی نہیں دیکھا نہ حضرت کے ہمراہ رکاب نہ خالد کے ساتھ جنگ یمامہ میں - حضرت عمر کی خلافت میں
ایسے بہادر عورتیں نکلیں کہ بسا مردوں پر انکو سبقت تھی خصوصا یرموک کے جنگ میں عورتوں نے عجب شجاعت
کی داد دیں رومیوں پر جب حملہ لاتیں اپنے قوم و قبیلے کا نام ظاہر کرتیں اور کہتیں کہ میں فلان کی بیٹی ہون اور
بعض عورتیں مشرکوں سے لڑیں اور بعض ان مسلمانوں پر حملہ کرتیں کہ جنکے گھوڑے معرکے سے پھر گئے ہیں -
یہان تک کہ وے مسلمان پھر میدان کی طرف رخ کئے ان بی بیون سے خولہ بنت الازور بن طارق اور ام حکیم بنت
ہرث اور لبینی بنت سالم اور سلمی بنت لوی بن عاصم نے چوبوں سے انکے منھ اور سر پر مارتے اور انکو غیرت دلا کے
معرکے کی طرف پھیرتے تھے - ام حکیم نے کمال بہادری سے لشکر کے آگے ہوکے تلوار سے جنگ کرتیں اور مشرکون کو
پھیر دیتی تھیں - واقدی ابی عون سے بیان کیا ہی کہ میں نے ہند بنت عتبہ کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ہندی تلوار
تھی اور مشرکون کو قتل کرتیں اور پکار کے کہتی تھیں کہ ای گروہ عرب ان بے ختان کافرون کو کاٹ ڈالو - اور اسوقت
ابوسفیان کی آواز کے سوائے اور کسی کی آواز نہیں آتی تھی اور وہ باواز بلند نصیحت کرتے تھے کہ ای مسلمانو یہ آزمایش
کا ایکدن ہی تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرو - اور اسما بنت ابی بکر صدیق کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی باگ کو اپنے شوہر
زبیر بن العوام کی باگ کے ساتھ ملا دیا تھا - جیسا زبیر تلوار مارتے اسما بھی ویسا ہی وار کرتی تھیں - ابن عساکر لکھتا ہی کہ
ضرار کی بہن خولہ نے ایک کافر کا مقابلہ کیا اور وہ کافر اس کے آگے ہمارے پر حملہ کیا تھا خولہ نے اس پر تلوار کا
ایک ایسا وار کیا کہ انکی تلوار اڑ گئی - جب وہ بے تلوار ہوگئیں اس ملعون نے ان پر تلوار چلائی اس بی بی کے سر پر
سخت زخم لگا سو خون جاری ہوا اور وہ زمین پر گر پڑیں - جب بی بی عفیرہ نے یہ حال دیکھا اس کافر پر حملہ کرکے
تلوار سے ایسا مارا کہ اس کے سر کو جدا کر دیا پس خولہ کے پاس آ کے انکو اٹھایا تو ان کے سر کے بال خون سے رنگین
ہو گئے تھے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے خولہ نے کہا الحمد للہ میں بخیر ہون لاکن میرا گمان یہ ہی کہ میں بالضرور مر جاؤنگی
پھر خولہ نے دریافت کئی کہ میرے بھائی ضرار کا کیا حال ہی تم کو کچھ معلوم ہے عفیرہ نے کہا کہ میں انکو نہیں دیکھا - خولہ نے
یہ دعا کی اللّٰھم اجعلنی فداءً لاخی ولا تفجع به الاسلام یعنے یا اللہ مجھکو عوض کر میرے بھائی کا
اور نہ غمگین کر اسکے سبب اسلام کو - بی بی عفیرہ نے بیان کیا ہی کہ میں نے خولہ کو اٹھانے میں بہت کوشش کی لیکن
تب وہ اٹھکے کھڑی نہ ہو سکیں - پھر اللہ تعالی نے انکی صحت عطا کی کہ ہنوز رات نہ آئی تھی کہ انہون نے لشکر اسلام میں پھرتیں
اور پانی پلاتی تھیں - گویا ان کو کچھ اذیت ہی نہ پہنچی - اور ان کے بھائی ضرار نے انکے سر کا زخم دیکھ کے پوچھا کہ ای بہن

تمہارا کیا حال ہے۔ خولہ نے کہا کہ ایک کافر نے تلوار کا ضرب کیا تھا اسی وقت عفیرہ نے اسکو
مار ڈالا۔ ضرار نے کہا ای بہن ای بہن تم خوش ہو کہ ایک زخم کے عوض مین سنے بے شمار کفار کو قتل
کیا ہے **واقدی** رح نے صفوان بن راشد سے روایت کی ہے کہ یوم التعویر مین جب مسلمانون کی
شکست ہوئی تب نجم بن مفرج کا کلام اہل اسلام کو بڑا قوت دیا۔ نجم بن مفرج بن محارب کی قوم
سے تھے بڑے حاضر جواب اور خوش بیانی اور فصاحت لسانی مین سب فصحا سے ممتاز اور بلند آواز
تھے اور انکا کوی کلام سجع اور قافیہ سے خالی نہین تھا۔ جنگ یرموک کے دن انھون نے جو سجع کے
مین وعظ فرمایا بعضے لوگون نے اس کو یاد کرلیا اسکا ترجمہ یہ ہی۔ انکا وعظ سنتے ہی غازیون کی
شجاعت اور جوانمردی زیادہ ہوی۔ آتش قتال شعلہ مارنے لگی۔ کہتے ہین کہ جناب خالد نے اس روز
سر بند لوح سرخ باندھا تھا۔ اور ایک بطریق سے مقابل ہوے کہ جسکا نام نسطورا تھا اور وہ ریشمی لباس
پہنا تھا بڑا سخت اور جوان تھا ایک دوسرے پر جو حملے کرتے رہے تھے دفعتہ خالد کا گھوڑا زانو بجبہ مین
ہوا تب خالد اس کے سر کی طرف جھکے اس لعون نے خالد کی پشت پر تلوار چلائی لاکن اسکی تلوار
کچھ کام نہ کی۔ اور گھوڑا بھی سیدھے ہو کے اٹھا لاکن خالد کا تاج انکے سر سے زمین پر گر پڑا۔ خالد نے پکارا
کہ تاج اٹھا کر دو تب بنی مخزوم سے ایک شخص دوڑا اور تاج کو اٹھا کر دیا۔ اور پوچھا کہ ای سردار ایسی سخت
لڑائی مین اس تاج کے واسطے آپ کس لئے مضطر ہوے۔ فرمایا کہ حجۃ الوداع مین جب حضرت نے اپنا
سر مبارک منڈھوایا اور موے شریف تقسیم کئے مجھے بھی پیشانی کے چند موے مبارک عنایت ہوے
تھے مین نے بڑی خوشی سے لئے۔ تب حضرت نے پوچھا کہ تم انکو کیا کروگے مین نے عرض کی کہ اسکو تبرک
کے طور پر رکھونگا۔ اور کافرون کے جنگ مین اس کا وسیلہ لا کے بارگاہ الٰہی سے اعانت طلب کیا
کرونگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک یہ بال تمہارے پاس رہینگے تم دشمنون پر فتحیاب ہوگے پس
مین نے اسکو اس تاج مین رکھا ہون اسی کی برکت سے ہر جنگ مین کافرون پر فتح پاتا ہون غرضکہ

خالد نے اس تاج کو اپنے سر پر رکھا اور سربند سرخ سے مضبوط باندھ لیا - اور اس بطریق پر حملہ کرکے اسکے شانے پر
ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دوسرے شانے تک کٹ گیا - دوسرے وار کا ارادہ کیا تھا کہ ایسے مین اسکے ساتھیون نے
اس کو کھینچ لیا اور وہ بطریق اسی وقت مرگیا - یہہ حال دیکھتے ہی لشکر روم مین جو لوگ باقی تھے ان کی ہمتین پست ہوگئین
اور پیش قدمی کرنے کی کسی کو طاقت نرہی - خالد بار بار انکو میدان پر بلاتے تھے پر انکے مقابلے کے لئے کوئی نہین نکلتا تھا
اس روز خالد سے ایسی کوششین ظاہر ہوئی کہ انکے ہاتھ سے نو تلوارین ٹوٹ گیئن - جیسے حضرت کے وقت جنگ موتہ مین
نو تلوارین ٹوٹین تھین - یہان تک لکھے ہین کہ اس روز خالد کی لڑائی ایک سو بہادر شہسوار کی لڑائی کی سی تھی - القصہ اس
روز شام تک بڑی شدت سے لڑائی ہوی جب آفتاب زرد ہوا کفار بھی زرد ہوکے پیٹھ پھیری اور بے اختیار بھاگنے
لگے - اور لشکر اسلام جو انکا پیچھا کیا تھا انکے لشکر کا ایسا ریلا ہوا کہ اہل روم سے جو لوگ اپنے پیرون مین زنجیرین باندھی تھین
لشکر اسلام کے ریلے مین آکے پامال ہوگئے - اس روز کفار جو تہ تیغ ہوے انکا شمار دشوار تھا - یرموک کا بیابان مقتولون
کی کثرت سے بھر گیا اور نعشون کا ہی فرش ہوگیا - اور جا بجا خون بھر رہا تھا اگرچہ ہر دو طرف لوگ زخمی ہوے لاکن رومیون
سے بہت زخمی ہوتے تھے - جب آفتاب غروب ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور خورم و مسرور اپنے لشکر گاہ کی طرف پھرے
عورتین غازیون کی زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوین - اور ابو عبیدہ نے مسلمانون کی نگہبانی کے لئے ایک سردار کو مقرر
فرمایا اور آپ سوار ہوکے لشکر مین گشت کر رہے تھے - ایسے مین دیکھتے کیا ہین کہ اور دو سوار گشت کر رہے ہین ابو عبیدہ
نے انکو دیکھکے کہا لا الٰہ الا اللہ ان سوارون نے جواب دیا محمد رسول اللہ وے ہر دو سوار ایک زبیر
بن العوام تھے - دوسری انکی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق - ابو عبیدہ نے انکو سلام کیا اور پوچھا کہ ای ابن عمہ رسول اللہ
کس لئے تم نکلے ہو - کہا کہ میری بی بی اسما نے کہا کہ آج کی شب سب ہے ماندے ہین بہتر ہے کہ ہم انکی نگہبانی کے لئے نکلین
ابو عبیدہ نے ان کے حق مین دعا کی اور شکریہ بجا لایا اور کہا کہ تم تصدیع نہ اٹھاؤ اب اپنے خیمہ مین جاکے آرام پاؤ لاکن وے
نہ پھرے تمام شب گشت کرتے رہے - طرفہ یہہ ہے کہ اسی شب کافرون کے لشکر پر ایک معاملہ عجیب گذرا وہ یہہ ہے کہ انمین کے
سردارون سے ایک شخص کہ جسکا نام ابو الجعید تھا - یرموک کے قریب اپنا مسکن ٹھہرایا تھا رومی لوگ مسلمانون سے جنگ
کرنیکے ارادے سے جب نکلے اور ابو الجعید کے کھیتون مین اترے - اسنے انکی مہمانی کی اور اکرام کیا - رومیون کی ایک ٹکڑی
ابو الجعید کی عورت پر نظر بد کرکے اس سے بدفعلی چاہی اسنے انکو منع کیا جب نہین مانے انہین گالیان دین اور اس کی عورت
بھی کنارہ لیا آخر ان ظالمون نے بجبر اس سے زنا کیا اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا - پس ابو الجعید اور اسکی عورت ان کے سردار کے
پاس فریاد ولیگئے اسنے التفات نہ کیا اور ان کی داد نہ دی سو ابو الجعید اس بات کا بڑا کینہ رکھتا تھا - جنگ یرموک مین جس روز

رومیون کو بڑی شکست ہوی اسی شب ان کے لشکر مین آکے ایک بڑا زبیب کیا کہ لشکر اسلام آج بہت تھک گیا ہی تم
ان پر شب خون کرو راہ مین تبلاتا ہون اور لشکر اسلام مین جاکے کہا کہ تمہارے پانسو سوار میرے ہمراہ آو تمہاری فتح کی
تدبیر دکھلاتا ہون پانسو سوار کو لیجاکے یرموک کی ندی کے دوسرے طرف اتارا اور روشنی کرایا - اور لشکر روم کو دوسری راہ
سے لے چلا درمیان ندی حایل تھی سوان کو خبر نہین تھی - وہ روشنی تبلا کے کہا کہ اب تم گھوڑے دوڑاو - تب وے
گھوڑے دوڑائے ہزارون سوار اس ندی مین ڈوب کے موے - علی الصباح جب باہان اس حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکر
کی کمی دیکھی بہت اضطراب کیا اور سمجھا کہ اب قریب ہے کہ اپنا لشکر ہلاک ہوجاییگا اور عرب غالب ہوجاینگے پس ابو عبیدہ
کی خدمت مین پیام کھلا بھیجا کہ آج کے دن ہمکو مہلت دو تا ہم اپنا ساز و سامان مہیا کرلین اور کل لڑائی کرین حضرت ابو عبیدہ
اس پیام کو قبول کرنا چاہتے تھے لاکن جناب خالد نے منع کیا تا ایکدن کی مہلت مین کچھہ مکر و فریب سے اپنی مدد کی
فکر نہ کرلین - تب ابو عبیدہ نے فرمایا کہ ہم کو اپنے کام کی جلدی ہی آج مہلت نہ دینگے - اسکا ایلچی نے جاکے جب یہہ حال
بیان کیا باہان پر یہہ معاملہ نہایت دشوار گذرا اسو سراسیمہ ہوا اور کہا کہ اب عرب سے صلح کی امید نہین - پھر صلیب کی قسم کھاکے
کہنے لگا کہ کل ان کے مقابلے کے واسطے مین ہی نکلونگا - پس رومیون سے جو لوگ بادشاہ کے ارکان دولت سے تھے
اور جن پہلوانون پر اس کو اعتماد تھا ان لوگون کو پکارا تا جنگ کا ساز و سامان مہیا کرین پس ان سب کو اپنے آس پاس
اور باقی لشکر کو پیچھے لیا ہوا نکلا اور صلیب آگے رکھی اور لشکر اسلام بھی نکل کے مقابل ہوا جرجیر جو رومیون کے لوگ
سے تھا پہلے میدان مین آیا - اور پکارا کہ نہ نکلے میرے مقابلے کو مگر سردار - تب ابو عبیدہ نے اپنا علم خالد کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجھے اس علوق پر فتح دے تو یہہ علم پھر لونگا - اگر مین مارا جاون تو تم سردار ہو - یہان تک کہ
عمر فاروق اپنی راے کے مطابق تجویز کرین - خالد نے ہرچند مبالغہ کیا اور کہا کہ اس کے مقابلے کے لئے مین جاتا ہون
اور سب مسلمان بھی مناسب نجانتے اور منع کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے نہ مانا آپ ہی میدان پر آئے پھر ایکدوسرے
پر حملہ کیا ہر دو مین لڑائی طول ہوی سب مسلمان دیکھتے تھے اور ابو عبیدہ کی سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے - جرجیر نے
اپنے لشکر کے میمنہ کے طرف چلدیا ابو عبیدہ نے بھی اسکا پیچھا کیا جرجیر نے تھوڑی دور جاکے یکبیک اُن پر ایسا حملہ
کیا گویا ایک بجلی ہی اور شمشیر چلائی - ابو عبیدہ نے سبقت کر کے اس کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے دوسرے
شانے تک پہنچ گئی - پس ابو عبیدہ نے تکبیر کہی اور سب مسلمان بھی خوشی سے تکبیر کہنے لگے - پھر ابو عبیدہ اسکی نعش اور
اس کی جسامت کو دیکھہ کے تعجب کیا اور اس کے اسباب سے کوئی چیز نہ لی - پس خالد نے پکارا اور کہا کہ ای سردار جو کام
تمہارے ذمے پر تھا ادا ہوچکا اب اپنے نشان کی طرف پھرو لاکن ابو عبیدہ نہین پھر سکتے تھے آخر سب مسلمانون نے

قسم دیکھے پھیرا۔ باہان جب دیکھا کہ اپنے لشکر کا ایک بڑا رکن مارا گیا یہہ معاملہ اس پر بہت ہی سخت گذرا اور بہت
ہی ملول اور فکرمند ہوا۔ پھر اسکے لشکر سے جرجیس جو نصاریٰ مین بڑا عابد تھا اور جرجیر سے اسکو قرابت تھی میدان پر
آیا تب ضرار بن الازور شعلۂ آگ کے مانند اس کے طرف نکلے جب اسکی بھاری ڈیل ڈول کو دیکھا خیمے مین گئے اپنا
لباس اُتار کے فقط ازار باقی رکھی ڈھال اور کمان لئے ہوے باہر نکلے۔ اس عرصے مین مالک نخعی سرخس سے
مقابلہ کر رہے تھے اور اس کو اس لفظ سے خطاب کرتے تھے تَقَدَّمْ یَا عِبَادَ الصَّلِیْبِ اِلَی الرَّجُلِ النَّجِیْبِ
نَاصِرِ مُحَمَّدٍ الْحَبِیْبِ اسنے مارے خوف کے جواب نہ دیا مالک نخعی نے چاہا کہ اسپر نیزہ چلاوے لاکن اسنے زرہ
ایسا پہنا تھا کہ سارا بدن اسی مین ڈھپ گیا تھا کہین نیزہ مارنے کی جگہہ نپائی آخر اسکے گھوڑے کے سرین پر
ایسا سخت نیزہ مارا کہ دوسرے جانب مین نکل گیا۔ مالک نے ہرچند چاہا کہ نیزہ کھینچ لے لاکن وہ ایسا در آیا تھا
کہ نہین نکلا بلکہ ٹوٹ گیا۔ گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ ملعون نے جب زنجیرون سے آپکو زین سے باندھ لیا تھا گھوڑے
پشت سے اتر نہ سکا۔ ضرار نے جب یہہ حال دیکھا جلد اسکے طرف دوڑے اور اس کے سر پر ایسی شمشیر زنی کی
کہ سر کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اسکا اسباب لے لیا تب مالک نخعی نے ان کے روبرو آکے کہا کہ یہہ کیا ہے اے ضرار کہ تم
شریک ہوے میرے شکار مین۔ ضرار نے کہا کہ مین شریک نہین بلکہ مین مالک ہون۔ مالک نے کہا کہ اسکے گھوڑے کو
تو مین نے مارا ہے تم کیسا مالک ہوگے ضرار نے کہا رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ آکِلٍ غَیْرِ حَامِدٍ مالک ہنسے اور کہا کہ لو
تم اپنے شکار کو گوارا کرے اللہ تعالیٰ یہہ شکار تم کو۔ ضرار نے کہا کہ مین نے یہہ بات بطور مزاح کے کہی تھی لو تم اس کو
واللہ مین اس سے کوئی چیز نہین لونگا۔ یہہ بول کر اسکا اسباب اپنے کندھے پر اٹھا لیکے چلدئے مالک سوار تھے
اور ضرار پیادہ اور اسباب گران بار ہونیسے انسے پسینہ ٹپکتا تھا جب اپنی لشکر مین پہنچے وہ اسباب مالک کے خیمے
مین ڈال دیا ہرچند مالک بجد ہوے کہ لیوے پر ضرار نہین لیا۔ ابو عبیدہ نے یہہ حال دیکھ کے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ
کی یہہ قوم اپنی جانون کو اللہ ہی کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ اور دنیا نہین چاہتی ہے۔ **واقدی** سے منقول ہے کہ
جب جرجیس مارا گیا باہان کے بازو ٹوٹ گئے بہت ہی غمگین اور اپنے جینے سے بے امید ہوا اور اپنے ہمراہیون
سے کہنے لگا کہ تم ہرقل بادشاہ کو یہہ میرا پیام پہنچا دو کہ مین نے اپنے دین کی حمایت مین اور جنگ مین بہت ہی
کوشش کی لاکن کچھہ فائدہ نہ دی۔ عرب کی تائید آسمان کے پروردگار سے آرہی ہے اور انکو بار بار ہم پر غلبہ
ہو رہا ہے اور ہم شکست ہی اٹھا رہے ہین پس مین بادشاہ کے پاس کیا منھہ لیکر جاؤن۔ بہتر ہے کہ
مر جاؤن۔ اسواسطے چاہتا ہون کہ اب لڑائی کے لئے خود مین ہی جاؤن۔ اگر مارا جاؤنگا تو ننگ و عار سے

اور بادشاہ کی سرزنش سے بچ جاونگا اور اگر غلبہ نصیب ہوگا مسلمانون سے بدلہ لونگا۔ اس کے لوگون نے کہا کہ ای دشنا
جب تک ہم زندہ رہین تو لڑائی کا خیال نہ کر جب ہم سب مارے جائینگے تب تجھے اختیار ہے۔ باہان نے نہ مانا اور چاروں کنیوں کی
قسم الٰہی کہ کوئی اس سے سبقت کرکے جنگ پر نجاوے۔ پھر صلیب اپنے بیٹے کے ہاتھ دی اور کہا کہ میری جگہہ پر ٹھہرا رہ
پس اپنا جنگی سامان پہن لیا وہ سب جڑاو کا تھا اسکی قیمت تخمیناً ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی جب میدان پر آیا اور لڑنے والے کو
بلایا اول اسکو خالد نے پہچان کر کہا کہ یہہ سردار قوم باہان ہے۔ واللہ یہہ نہین نکلا مگر کوئی مطلب ہے۔ پس دوس کی قوم سے ایک
جوان اسکے مقابلے کے لئے نکلا اور کہا کہ مین بہشت کا مشتاق ہون۔ باہان کے ہاتھ مین ایک سونیکا عمود دکھا جب ہر دو
کا مقابلہ ہوا باہان نے وہ عمود ایسی شدت سے مارا کہ اس دوسی نے شہید ہوا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب وہ جوان
گھوڑے سے گرا اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا مین نے سمجھا کہ اس نے بہشتی حورون کو دیکھا ہے۔ باہان نے اس جوان
کی نعش کے اطراف پھرا اور اسکا دل قوی ہوا۔ پھر مالک نخعی میدان پر آئے اور کہا کہ اس جوان کے مار ڈالنے پر غرور مت کر
یہہ جوان بہشت کا مشتاق تھا ہمارے مین کا ہر شخص ایسا ہی مشتاق ہے۔ باہان نے پوچھا کیا تم خالد ہو۔ جواب دیا۔ مین مالک
نخعی صحابی رسول ہون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اس ملعون نے حملہ کیا اور عمود سے انکے خود پر سخت ضرب کیا سو خود ایسا
دھس گیا کہ انکی آنکھ کی ہڈی پھر گئی اور اس سے خون جاری ہوا اسدن سے انکا نام مالک اشتر ہوا۔ اور اس دشمن خدا نے سمجھا
کہ مین نے انکو مار ڈالا کوئی دم مین وہ گھوڑے سے گرینگے۔ ایسے مین مالک اشتر نے اللہ تعالی سے مدد طلب کی اور حضرت پر درود
بھیجا۔ اور سدھر کر باہان پر ایک وار کیا وہ ملعون زخمی ہوکے اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ جناب خالد نے باہان کو بھاگتا ہوا دیکھ کے
اپنے لشکر مین ندا کی کہ ای مجاہدو اب رومیون پر خوف غالب ہوا ہے یہی وقت ہے حملہ کرینگا۔ پس اول آپ ہی اپنی فوج کو ہمراہ
لئے ہوے حملہ کیا پس انکی تبعیت کرکے ہر سردار اپنی ٹکڑی لے کے حملہ کیا۔ ہر مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوے۔ تلوار چلاتے
تھے بڑی سخت لڑائی ہوئی یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی رومیونکو شکست فاش
ہوئی سو اپنی جگہہ چھوڑ دیکے بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کرکے قتل کرتے تھے اور انسے بعضے پہاڑون پر چڑھنے لگے
اور جنگلون مین چھپنے لگے مسلمان انکو قید کرکے لاتے تھے جب تھوڑی رات گذر گئی جناب ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ تعاقب
انکو چھوڑ دو تب مسلمان مال غنایم لئے ہوے پھرے۔ اور ابوعبیدہ کے حکم سے سب مال غنیمت ایک جگہہ کیا سب مسلمان
بڑی خوشی سے وہ رات شکر الٰہی مین گذاری جب صبح ہوئی جناب ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ مقتولون کا حساب کرین بڑی
محنت سے حساب ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار کفار مارے گئے تھے اور چالیس ہزار قیدی ہوے اور بہت
سے کافر ندی مین گرکے موے انکا تعداد معلوم نہوا اور مسلمانون سے چار ہزار سے کچھ زیادہ شہید ہوے اور بعضے

سر نظر آئے لاکن پہچانے نہین جاتے تھے کہ وے عرب متنصرہ سے ہین یا مسلمانون سے پس جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ سبکو غسل دینا پھر ان پر نماز پڑھ کے دفن کروایا ۔ رومیون سے جو لوگ باقی رہگئے تھے ان کی کچھ خبر معلوم نہوی اہل اسلام انکی تلاش مین نکلے ۔ جنگل مین ایک چرواہا ملا اس سے پوچھے کہ رومیونکی کسی گروہ کو تونے دیکھا اسنے کہا کہ ہان مین نے ایک بطریق کو دیکھا کہ اسکے ساتھ چالیس ہزار آدمی کے قریب جاتے تھے وہ بطریق باہان شقی تھا ۔ جناب خالد نے یہ خبر سنی لشکر زحف کو اپنے ساتھ لیکے انکی جستجو مین چلدئے آخر انکو دمشق کے پاس پایا اور ان پر حملہ کیا بہت سے مشرک مارے گئے ۔ باہان نے گھبرا کے اپنی جان بچانے کے لئے پا پیادہ ہوگیا تھا ایک مسلمان کی تلوار سے مارا گیا اختلاف ہی کہ اس کے قاتل نعمان بن ازدی ہین یا عاصم بن خولی یربوعی ۔ جب باہان ملعون مارا گیا اور مسلمانون کو فتح و نصرت حاصل ہوی ۔ اہل دمشق پر اور بھی رعب ہوا سب کے سب جناب خالد کی حضور مین حاضر ہوے اور کہا کہ ہم نے اسی عہد پر ثابت ہین جو تم سے کیا ہی پھر خالد وہان سے رومیون کی تلاش مین آگے بڑھے جسکو پاتے وہین قتل کر دیتے ایسا ہی ثنیتہ العقاب تک جا پہنچے اور وہان ایکدن اقامت کر کے پھرے ۔ اور لشکر اسلام کے دوسرے سردار بھی ملک شام مین کفار چوطرف منتشر ہوگئے تھے بہتونکو قتل کر کے واپس آئے ۔ پس سب جمع ہوکے دمشق کے طرف روانہ ہوے اور وہین مقیم ہوے اور مال غنایم جمع کروا کے ابو عبیدہ نے خمس نکالا ۔ اور فتح یرموک کی بشارت مین ایک نامہ لکھ کے حذیفہ بن الیمان کے ہاتھ دس سوار کو دیکے مع فتحنامہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا واقدی رح سے منقول ہی کہ ابو عبیدہ کا خط پہنچنے کے آگے ایکشب عمر فاروق نے یہ خواب دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مقدسہ مین ہین اور ابو بکر صدیق بھی حاضر جناب ہین ۔ عمر فاروق نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا دل مسلمانون کے واسطے متعلق ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ ان کے دشمنون کے معاملے مین اللہ تعالے ان کے ساتھ کیا کیا مین نے سنا ہی کہ رومی انکے مقابلے مین آٹھ لاکھ تک آئے ہین ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عمر خوش رہو مقرر اللہ تعالی نے مسلمانونکو ہی فتح دی اور انکے دشمنونکو شکست ہوی ۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت کی تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ پھر جب صبح ہوی حضرت عمر نے لوگونکو نماز صبح پڑھوائی اور اپنا خواب بیان کیا سب مسلمان بہت خوش ہوے ایسے مین حذیفہ بھی دس مجاہدین کو ہمراہ لئے ہوے آپہنچے اور ابو عبیدہ کا خط پہنچایا جب اس خط کا مضمون حضرت کے ارشاد کے مطابق تھا حضرت عمر نے سجدہ شکر بجالا اور وہ نامہ فرحت شمامہ سب مسلمانونکو پڑھکے سنایا ۔ سبکے سب بہت خوش ہوے اور شکر آلہی بجالایا حضرت

عمر نے پوچھا آیا ابوعبیدہ نے مال کی تقسیم کی یا نہ - حذیفہ نے کہا نہین بلکہ پانچوان حصہ جدا کیا ہی اور آپکے حکم کے منتظر
مین - عمر فاروق نے اسیوقت ابوعبیدہ کے نام سے جواب لکھ کے حذیفہ کے ہاتھ سے روانہ فرمایا اسکا خلاصہ مضمون
یہی تھا کہ اللہ تعالی نے تمکو جو کافرون پر فتح دی مجھے اور سب مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوی سبھون نے شکر ایزدی
بجالایا - جب تمکو یہہ میرا خط پہنچے غنایم کی تقسیم کر دو اور میرا حکم آسے تک تم دمشق مین ہی رہو - جب یہہ حکم نامہ ابوعبیدہ
کو پہنچا انہون نے غنایم کی تقسیم کرکے دمشق مین ایک مہینا اقامت کی - اسکے بعد حضرت عمر کا حکم آیا کہ حلب کے طرف
روانہ ہووین **حلب کی فتح** - **واقدی** رح سے منقول ہی کہ حضرت عمر نے حکم کیا کہ ابوعبیدہ بن الجراح حلب اور
انطاکیہ کے طرف جاوے ان کے ساتھ بیس ہزار سوار تھے اور عمرو بن العاص مصر کے طرف کوچ کرے ان کے ہمراہ دس ہزار
سوار تھے اور یزید بن ابی سفیان دریاے شام کے کنارون کے طرف روانہ ہووین ان کے ہمراہ چھے ہزار سوار تھے جب
یزید بن ابی سفیان نے وہان جا پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل کا بیٹا قسطنطنین جو قیساریہ کا حاکم تھا اسکے پاس اسی ہزار کا
لشکر جمع آیا ہی - یزید بن ابی سفیان وہین نزول کیا قسطنطنین نے مسلمانونکا لشکر دیکھ کے ہرقل سے مدد طلب کی تو اسنے
اور بیس ہزار کی فوج روانہ کی - یزید بن ابی سفیان بھی حضرت عمر کی خدمت مین عریضہ لکھ کے مدد طلب کی حضرت عمر نے
ابوعبیدہ کو لکھا کہ جس قدر ہوسکے مدد روانہ کرے تب ابوعبیدہ نے تین ہزار سوار حرب بن عدی کے ہمراہ دے کے
روانہ فرمایا - اور قنسرین اور حاضر کے لوگ ابوعبیدہ سے مصالحہ کرلیا ابوعبیدہ اور خالد اور مسلمانون کے چند سردار داخل
شہر ہوکے مسجد کا خط کھینچا - حلب والون نے یہہ خبر سنکے گھبرایا اور حلب مین اس وقت دو برادر حقیقی کا ایک کا نام
یوقنا اور دوسرے کا یوحنا برسر حکومت تھے انکا باپ برسون تک حلب کا اور اسکے اطراف وجوانب کا حد فرات
تک حکم تھا اور مکر و فریب مین یکتا اور لوگون کو ورغلانے مین یکتا تھا - اسکے بعد اسکا بڑا بیٹا یوقنا حاکم ہوا اور اسکا چھوٹا
بیٹا یوحنا ترک سلطنت کرکے راہب ہوگیا اور اپنے زمانے کا بڑا عالم تھا - اسنے عرب کے جنگ پر راضی نہوا بلکہ اپنے
بھائی کو منع کیا لاکن یوقنا نہ مانا - جب ابوعبیدہ نے قنسرین کو صلح سے فتح کیا کعب بن ضمرہ کے ساتھ ایک ہزار
سوار دیکے حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ مین بھی تمہارے پیچھے پہنچتا ہون - اور یوقنا نے ابوعبیدہ کا قصد
حلب پر آنیکا سنکے جاسوسون کو رکھا تھا جب کعب کی فوج آنے کی خبر سنی دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کے
نکلا اور پانچہزار سوار کو اپنے ساتھ رکھا اور پانچہزار سوار کو حکم کیا کہ دوسرے راستے سے جاکر لشکر کعب کی پشت پر آ جاوے
تا اپنا لشکر ہر دو طرف سے ان کو احاطہ کرے غرض جب یوقنا نکلا حلب سے چھے میل کے فاصلے پر لشکر اسلام سے ملاقی
ہوا ہر دو طرف سے لڑائی شروع ہوی ایسے مین وے پانچہزار سوار مسلمانون کی پشت سے آکے گھیر لئے کعب نے

باوجود قلت لشکر کے بڑی جوانمردی کی اور ان کے ساتھی لوگ جو ایکہزار تھے دس ہزار کافر سے بڑا ہی سخت جنگ کی
ایک سو ستر صحابی شہید ہوئے سعید بن مفلح کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے انمین سے ہر ایک ایسا جوانمرد تھا کہ بہت سے
مشرکون کو قتل کیا تھا سعید بن مفلح ایک ایسے جوانمرد صحابی تھے کہ ان کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے کوئی زخم انکی
پشت پر نہین تھا وے سب اکابر صحابہ سے تھے جو حضرت کے ہمراہ غزوہ ذات السلاسل اور تبوک مین اور خالد کے
ہمراہ جنگ یمامہ مین حاضر تھے - اور مشرکون مین بد دلی ظاہر ہوئی قریب تہا کہ بھاگے لاکن یوقنا انکو غیرت دلاتا تھا -
اہل اسلام منتظر اور چشم براہ تھے کہ ابو عبیدہ کی طرف سے مدد آوے - اور ابو عبیدہ کو تاخیر ہونیکا یہہ سبب تھا کہ یوقنا
جنگ کا ارادہ کر کے نکلا بعد حلب کے لوگ اتفاق کر کے دوسری راہ سے ابو عبیدہ کی خدمت مین آ کے صلح کر لئے اسلئے انکو
تاخیر ہوئی تھی جب وہی اہل صلح سے معلوم ہوا کہ یوقنا دس ہزار کے لشکر سے نکلا ہے ابو عبیدہ جو کعب کے ہمراہ ایکہزار کی فوج
دیکے بھیجے تھے اسپر بہت تاسف کرنے لگے پس بڑی جلدی سے اپنا لشکر ہمراہ لے کے حلب کے طرف کوچ کئے اور کعب بن ضمرہ تو
یوقنا کے ساتھ لڑائی مین سرگرم تھے ایسے مین حلب کے لوگ جو ابو عبیدہ سے مصالحہ کر کے پھرے اور داخل شہر ہوئے صلح کی
مذکور ہوئی ایک بطریق نے شہر سے دوڑا اور معرکے مین جا کے یوقنا کو خبر دی اسنے یہہ خبر سنتے ہی جنگ موقوف کیا اور اپنے
لشکر کو لیکے حلب کی طرف پھر گیا - اور کعب بن ضمرہ حیران تھے کہ ناگاہ لشکر کفار میدان کارزار سے پھر جانیکا کیا سبب ہے - القصہ
سب مسلمان بھی اپنے لشکرگاہ کی طرف پھرے پیہم ایک رات اور دوسرے صبح تک جو لڑائی مین مصروف تھے اور ایک لمحہ بھی آرام نہین
پائے تھے اسکی بڑی ماندگی تھی سوا اس شب سو گئے اس شب ابو عبیدہ کا لشکر آ پہنچا سب کے آگے خالد بن ولید تھے سو ندا کئے
اَلنَّفِیْرُ اَلنَّفِیْرُ یَا اَنْصَارَ الدِّیْنِ (اے مددگاران دین کے چلو) یہہ ندا سنتے ہی سب مجاہدین خواب سے جاگ اٹھے اور بہت خوشی سے ملے ابو عبیدہ جو
لشکر کے پیچھے تھے آ پہنچے جب کعب بن ضمرہ کو صحیح و سالم پایا شکر الٰہی بجا لائے اور جنگ کے میدان پر آ کے جب شہیدونکی نعشون
پر نظر کئے تو بہت مغموم ہوئے اور کہے کاش ابو عبیدہ مارا جاتا اور یہہ یار سے بچ جاتے پس سب پر ایک ہی نماز پڑھے اور حکم کئے کہ انہین
کے خون آلودہ کپڑون مین دفن کرین مین نے حضرت سے سنا ہے یَحْشُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی الشُّهَدَاءَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَدِمَاءُهُمْ عَلٰی جُرُوْحِهِمْ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ
الْمِسْكِ وَالنُّوْرُ عَلَیْهِمْ یَتَلَأْلَأُ فَیُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور یوقنا جب معرکے سے پھر آ کے قلعے مین داخل
ہوتے ہی جو لوگ صلح کر کے آئے تھے انکا قتل شروع کیا تھوڑے عرصہ مین تین سو آدمی کو مار ڈالا - تب یوحنا جو اسکا بھائی
تھا آ کے یوقنا سے کہنے لگا کہ تو ناحق ان پر کیون ظلم کرتا ہے ان کے قتل سے ہاتھ رکھ یہہ بات سنتے ہی یوقنا اس پر برہم ہوا
اور کہا شاید کہ ان کو صلح کی ترغیب تو نے دی ہے مین تجھکو قتل کرونگا یہہ کہکے اپنی تلوار کھینچ لیا - تب یوحنا آسمان کی طرف نظر اٹھا کے

کما اللھم اشھد علی انی مسلم الیک مخالف الدین ھولاء القوم اشھد ان محمدا رسول اللہ وان مسیح نبی اللہ پھر یوقنا کی طرف متوجہ ہو کے کہا مین تو مسلمان ہوگیا اب تو جو کرنا چاہتا ہے کر۔ اگر تو نے مجھے قتل کریگا مین بہشت کے طرف جاونگا۔ یوقنا چڑھ گیا اور اسیوقت یوحنا کو قتل کر ڈالا اللہ تعالی اس پر رحمت کرے جب یہہ خبر لشکر اسلام مین پہنچی ابو عبیدہ اسیوقت اپنے اہل صلاح کی تائید کے لئے اپنا لشکر لیکے نکلے خالد بن ولید نشان لئے ہوے سب کے آگے تھے یوقنا کے لشکر پر آگرے اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اس کے لوگون سے تین ہزار آدمی مارے گئے یوقنا گھبرا کے بھاگا اور قلعے مین جا کے پناہ لیا۔ اور لشکر اسلام محاصرہ کیا تھا ایک شب یوقنا فریب کر کے اپنی فوج ہمراہ لیا ہوا لشکر اسلام پر شب خون گرا سب مسلمانونکو جب اطمینان حاصل تھا سو رہے تھے کفار جب شب خون گرے سب ہوشیار ہو کے جلد سوار ہوے تلوار چلنے لگی مسلمانون سے ساٹھ غازی شہید ہوے اور پچاس آدمی کے قریب قیدی ہوگئے یوقنا شکست کھا کے اور قلعے مین داخل ہو کے دروازہ بند کر لیا اسکے ہمراہی لوگ بھی قلعے کی طرف متوجہ ہوے جناب خالد نے یہہ حال دیکھکے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ ایک سو کافر مارے گئے باقی قلعے مین داخل ہوگئے جب صبح ہوی یوقنا نے ان پچاس مسلمانون کو جو قیدی ہوے تھے قلعے پر ایسی جگہہ کھڑا کروایا کہ لشکر اسلام سب کے لوگ کو نظر آتے اور انکی آوازین پہنچتے تھے اور ان سب کو قتل کروایا اور وے کہتے تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہانتک کہ سب کے سب شہید ہوگئے رضی اللہ تعالی عنہم۔ پھر یوقنا دوسرے مکر و فریب کے تدبیرون مین تھا ایسے مین اس کے ایک جاسوس نے آکر خبر دی کہ عرب کے ایک جماعت اونٹون اور خچرون پر غلہ اور چارہ وغیرہ لئی ہوئی فلان جنگل سے آرہی ہے یوقنا نے یہہ سنتے ہی ایک ہزار سوار کو روانہ کیا تا اس جماعت کو مار ڈالے اور انکا اسباب غارت کرے پس اسکی فوج پوشیدہ راہ سے شبا شب روانہ ہوی اور علی الصباح ان سے جا ملی۔ وہ عرب کی جماعت لشکر اسلام کے واسطے جو رسد لانیکے لئے اس جنگل کی طرف آئی تھی وے سب ایک سو مسلمان تھے ان کے سردار سنادش بن ضحاک الطائی تھے۔ جب ہر دو فریق سے لڑائی شروع ہوی باوجود قلت کے ہر مجاہد نے داد جوانمردی کی دی ملنسے ستیس شخص شہید ہوے اور وے کفار انکا اسباب لوٹ لیکر ایک کوہستان کی راہ لئے اور ایک پہاڑ پر جا کے پوشیدہ ہوے تا لشکر اسلام سے کوی بدلہ لینے کے واسطے نہ آوین۔ اور شب کے وقت اپنے قلعے مین داخل ہو جاوین۔ وہ عرب کی جماعت جو شکست کھائی تھی اسمین سے یعقوب بن الصباح الطائی جو سنادش کے بھتیجے تھے جلد لشکر اسلام مین جا کے یہہ خبر دی جناب ابو عبیدہ نے یہہ سنکر بہت مضطر ہوے اور خالد بن ولید کو فرمائے کہ انکا بدلہ تمہارے سے ہی ہوگا۔ خالد یہہ سنتے ہی آپ ہی تنہا جانیکے لئے تیار ہوے ابو عبیدہ بہت ہی بجد ہو کے ان کے ہمراہ چند سوارون کو دئے جناب خالد نے یلغار ان پر پہنچے اس ہزار سوار کا سردار ایک بطریق تھا خالد نے سمجھا کہ یوقنا بھی ہوگا پس تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے

ترجمہ اے اللہ گواہ رہ تو اس امر پر کہ مین اسلام قبول کرنیوالا اور گردن رکھنے والا ہون تیری طرف اور خلاف رکھنے والا ہون واسطے دین اس قوم کے گواہی دیتا ہون مین یہہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین یہہ کہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم بھیجے ہوے اللہ کے ہین اور مسیح نبی خدا کے ۱۲

پھر ایسا سخت قتال ہوا کہ کفار بھاگنے لگے مسلمان انکا پیچھا کرکے مارتے تھے آخر کوئی نہ بچا تین سو شخص سے زیادہ قید میں آئے
باقی سب مارے گئے سات سو سے کچھ کم مقتولوں کے سران تھے اور انکے جانور اور اسباب اور ہتھیار سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے
پس خالد ان سب کو لئے ہوئے تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے مظفر و منصور بیچ لشکرگاہ اسلام میں آئے سب اہل لشکر بھی تکبیر و تہلیل سے
جواب دیتے ہوئے انکے استقبال آئے بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجا لائے جناب ابو عبیدہ نے ان قیدیوں پر اسلام عرض
کیا وے لوگ قبول نہیں کئے اور کہے کہ ہمارے سے مال لے کے چھوڑ دو خالد نے کہا جیسا یوقنا نے ہمارے لشکر سے پچاس مومن
کو جو قید کرکے مار ڈالا ایسا ہی ان قیدیوں کو بھی مار ڈالنا بہتر ہے جناب ابو عبیدہ اس رائے کو پسند کئے اور انکے قتل کا حکم فرمایا
پس انکو قلعے کے روبرو کھڑا کرکے قتل کر دئے قلعے کے لوگ یہ حال دیکھ رہے تھے اس بات سے انکو بڑی دہشت ہوئی غرض
چار یا پانچ مہینے کے قریب مسلمان محاصرہ کئے تھے لیکن اہل قلعہ عاجز نہیں آتے تھے بلکہ مسلمانوں کو بڑی تصدیع تھی کیونکہ یوقنا
بر سر میدان آکے جنگ نہیں کرتا تھا بلکہ راتوں میں جب غفلت کا وقت پاتا تب شبخون کرتا اس لئے مسلمان تنگ آگئے تھے
آخر سراقہ بن مرداس کندی کے غلام کہ جنکا نام دامس اور انکی کنیت ابو الہول تھی اپنے قبیلے کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے تھے
وہ بھی بڑے سخت پہلوان اور جوانمرد تھے اور لڑائی کے مکر و فریب سے خوب آگاہ تھے سو انہوں نے بھی پینتالیس دن تک
بڑی سعی و کوشش کی اور بہت مکر و فریب بھی پیش آیا لیکن کچھ فایدہ نہ دیا - آخر دامس نے ایک شب جناب ابو عبیدہ سے عرض کی
کہ میرے ہمراہ تیس جوانمردوں کو دیں تا کچھ تدبیر کروں امید ہے کہ اللہ تعالی فتح و نصرت کی صورت آئینہ مقصود میں دکھلائیگا
ابو عبیدہ نے قبول کرکے حکم فرمایا کہ تیس غازی ان کے ساتھ جاوے پس دامس نے ایک بکرے کی پوستین پہن لیکے چلدیا اور
تیس جوانمرد انکے پیچھے چلے تھے اندھیری میں انکو چھپائے ہوئے جاتے تھے کہیں کسی کی آواز پاویں تو دامس اپنے ہر دو ہاتھ
اور پاؤں پر چلتے تا لوگ جانور سمجھیں اور اثنائے راہ دو شخص کو واپس ابو عبیدہ کے پاس بھیجے تا انکو خبر دیں کہ علی الصباح
لشکر روانہ فرماویں - پس دامس اٹھائیس جوانمرد کو ساتھ لئے ہوئے قلعے کے ایک برج کے پاس آئے اور اپنے رفیقوں
سے سات شخص کو جو بڑے سخت اور صاحب قوت تھے چن لئے اور ایک شخص کو اپنے کندھوں پر چڑھا لیکے کہے کہ بیٹھ جاؤ
بیٹھ گیا تیسرے کو کہے کہ اسکے کندھوں پر چڑھکے بیٹھ جاوے اور ہر شخص قلعے کی دیوار کو مضبوط پکڑ لیوے ایسا ہی ساتوں
پہلوان ایک پر ایک چڑھ گئے - اور ساتویں کو کہے کہ اٹھ کھڑا رہ ایسا ہی ایک کے بعد ایک ساتوں بھی ایستادہ ہوتے
ساتواں شخص دیوار کے کنگرے تک پہنچ گیا پھر دامس کہو موافق جست کرکے قلعے کے اندر جا آرہا - اس برج کا چوکیدار شراب
پیکر مست پڑا تھا اس جوانمرد نے اسکو اٹھاکے قلعے کے اوپر سے ڈال دیا وہ مرگیا - اور دو نگہبان کو دیکھا تو وے
بھی بیہوش پڑے تھے ان ہر دو کو ذبح کر ڈالا - پھر اپنا عمامہ قلعے پر لٹکایا ساتواں شخص اسکو پکڑکے اوپر چڑھ گیا اسیطرح

تشریف لاوین اور عہد وپیمان کرین ہم اطاعت کرنیکے لئے حاضر ہین۔ تب ابو عبیدہ نے یہہ سب احوال امیرالمومنین کی خدمت
مین لکھ بھیجے حضرت عمر نے اکابر مہاجر و انصار سے اس باب مین مشورت کی حضرت عثمان نے صلاح وقت اقامت مین دیکھی
اور حضرت علی نے امیرالمومنین کے کوچ کو اقامت پر ترجیح دی۔ حضرت عمر کو جناب امیر کی ہی رائے پسند آئی پس حکم کیا کہ عباس بن
عبدالمطلب مدینے کے باہر خیمہ دیکے لشکرگاہ بناوین تا صحابہ وہان جمع آوین جب ایک لشکر فراہم آیا حضرت علی کو مدینہ طیبہ
مین اپنی نیابت دیکے آپ شام کی طرف متوجہ ہوے۔ جب بیت المقدس پانچ روز کے فاصلے پر تھا ابو عبیدہ نے چند
سردارون کو اپنی ساتھ لے کے استقبال آے اور ایک بہتر عربی گھوڑا اور سفید لباس اپنے ہمراہ لے آیا کہتے ہین کہ جب امیرالمومنین
سے ملاقات ہوئی کیا دیکھتے ہین کہ حضرت عمر نے اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کروا اسکی مہار اپنے ہاتھ مین لئے ہوے تشریف
لاتے ہین ابو عبیدہ اور دوسرے امرا اور سپاہ جو اسکے ہمراہ تھے ان کی حالت دیکھ کے تعجب کرنے لگے اور سوال کئے کہ غلام کو
اونٹ پر سوار کروا اور آپ پیادہ تشریف لانیکا کیا سبب ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میرے اور غلام کے درمیان بھی ایک اونٹ ہے
ایک منزل مین وہ سوار رہتا اور ایک منزل مین مین۔ سو آج اسکی سواری کی نوبت ہے سبحان اللہ یہہ کس تبہ کا تواضع تھا۔
غرض ابو عبیدہ نے التماس کی کہ یہہ لباس سفید پہن کے اس گھوڑے پر سوار ہووین حضرت عمر نے قبول کر کے وہ لباس
پہنا اور گھوڑے پر سوار ہوے پھر ایک لحظے کے بعد یک بیک گھوڑے سے اترے اور وہ پوشاک اپنے بدن سے نکال دیا
اور اپنا وہی لباس کہنہ پہن لیکے اونٹ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ اس لباس اور گھوڑے سے مین اپنے نفس مین ایک عجب
پایا سو سمجھا کہ یہہ عمل شیطان سے ہے اسواسطے اس سے باز آیا۔ ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ اگر یہہ کپڑے نکال
کے دوسرا لباس پہرے تو مسند خلافت کو سزاوار ہے کیونکہ شامیون نے لباس و پوشاک مین بڑا تجمل رکھتے ہین فرمایا کہ مین بھی لباس
سے ہمیشہ پانچ وقت دربار الٰہی مین حاضر ہوتا ہون اور اسی لباس پر نماز پڑہتا ہون پھر شفقت و نصیحت سے چند باتین کر کے انکو
سمجھا دیا۔ پھر جب لشکرگاہ مین پہنچے اور نزول فرمایا اور تھوڑا سفر کی مشقت سے آرام پایا ابو عبیدہ نے ایک قاصد کو بیت المقدس والوں
کے پاس بھیجکے حضرت عمر کی تشریف لانے سے اعلام کیا تب اس شہر کے لوگ ایک عرب کو کہ جس کی کنیت ابوالجعد تھی امیرالمومنین
کی خدمت مین روانہ کئے تا عہد وپیمان کر کے جزیہ قبول کر کے اس شرط کے ساتھ کہ ان سے کسی کو جلاوطن نہ کرین جب اس
عرب نے ان کے عرض کی۔ جناب فاروق اعظم نے اہل بیت المقدس والون کی التماس قبول کر کے حکم فرمایا کہ اصحاب مین ایک عہدنامہ لکھ کے
ان کے تحویل کرین۔ جب حسب الحکم عہدنامہ لکھا گیا وہان کے نصارون نے شہر کے دروازے کھول دئے۔ اہل اسلام بڑی خوشی سے داخل شہر
ہوے جب نماز کا وقت پہنچا۔ عمر فاروق نے بلال موذن کو جو صدیق اکبر کے خلافت مین آ کے شام مین سکونت کی تھی حکم کیا
تمہاری اذان ہم نے سنے ایکمدت مدید منقضی ہوی اگر آج بقعہ شریف و مقام منیف مین اذان کہین تو بہت مناسب ہے بلال نے کہا

کہ مین نے اپنے دل مین یہہ بات قرار دی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہرگز اذان نہ کہون لاکن جب خلیفے کی اطاعت واجبات سے ہی سواے قبولیت کے چارہ نہین پس جب بلال نے اٹھکے اذان شروع کی اصحاب کرام کو یکبیک سرور انبیا علیہ الصلواۃ والسلام کی مجلس مبارک یاد آئی بے اختیار آہ وزاری شروع کئے اس مجلس مین ایک شور قیامت برپا ہوا خصوصاً ابو عبیدہ ابن الجراح اور معاذ بن جبل مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپتے تھے جب بلال نے اذان سے فارغ ہوے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا حضرت عمر نے سب جماعت کو ساتھ لیکے نماز ادا کی اور نماز کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثنا اور شکر وسپاس بجالاکے فرمانے لگے کہ شہر بیت المقدس جو ربع مسکون کے معظم مکانات سے ہی اللہ تعالی نے بے رنج وکلفت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعون کو ارزانی فرمایا الحمد للہ ہم نے آج کے دن مسجد اقصی مین نماز ادا کی پس ملک شام کے نظم ونسق سے جب فراغت حاصل ہوی ابو عبیدہ کو ولایت شام کے سب شہرون پر حکومت دیکے آپنے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور اسی سال مین دفتر اور دیوان مقرر ہوا اس کا قصہ یہہ ہے کہ خمس غنایم اور ملکونکا خراج اور اہل کتاب کا جزیہ چو طرف سے ایکہی وقت جناب خلافت مآب کے دربار مین جمع آیا سو وہ مال کثیر ومبلغ خطیر تھا۔ روایت ہی کہ اس سال آٹھ لاکھ درم داخل بیت المال ہوے جب امیر المومنین نے اسکے مقدار سے واقف ہوے اس شب مین فرش سے پہلو نہ لگا نہایت بیقراری سے خواب نہ کیا ان کی بی بی نے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب کہ آج کی شب آپکو اس قدر اضطراب ہے کہ استراحت نہین فرماتے ہو۔ فرمایا کہ عمر کو کس طرح خواب آویگا کہ چو طرف سے اتنا مال وفور جو حق مسلمین ہے فراہم آیا ہی کہ کبھی نہ آیا تھا۔ اسلئے ایسا ڈرتا ہون کہ کہین اسکو مصارف شرعیہ مین خرچ کرنیکے آگے میری موت آجاوے تو بارگاہ الٰہی عز شانہ مین ماخوذ ہونگا القصہ اسی اضطراری مین شب گذر گئی جب نماز صبح سے فارغ ہوے۔ صحابہ کی طرف متوجہ ہوکے فرمانے لگے کہ یہہ مال کثیر جو جمع آیا ہے اس بابمین ایکبات میری خاطر مین آئی ہے سو تم سے مشورت کرتا ہون تا معلوم ہو کہ اسباب مین تمہاری آرا کیا اقتضا کرتی ہی۔ میری راے یہی ہی کہ پیمانے سے ناپکے تقسیم کرین۔ یہہ بات سنکے صحابہ کہنے لگے کہ یا امیر المومنین تائید ایزدی وعنایت سرمدی سے اہل اسلام روز بروز زیادہ ہورہے ہین۔ یہہ مال جو آپ آیا ہی انشاء اللہ تعالی دن بدن اس سے زیادہ آویگا سو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایکدفتر اور دیوان وضع کرین اور حکم فرماوین کہ مال مستحقون کو حساب وکتاب سے دیا کرین اور ہر ہر کو جو دیتے ہین لکھا کرین۔ حضرت عمر کو یہہ راے بہت ہی پسند آئی پس حکم فرمایا کہ دیوان ودفتر کی ترتیب مین۔ اور لوگون کے طبقے اور مرتبے قرار دئے۔ اور پہلے حضرت کے عم بزرگوار عباس بن عبد المطلب سے شروع کیا۔ حضرت کی قرابت کا اکرام پیش نظر رکھکے ان کے نام سے سالیانہ بارہ ہزار اور ایک روایت سے بیس ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اسکے بعد سادات اہل البیت کو مقدم کیا اور حضرت کے ازواج مطہرات سے ہر ایک کو دس ہزار درہم۔ اور اہل بدر سے ہر ایک کو پانچہزار درہم تعین فرمائے امیر المومنین

امام حسن و امام حسین و ابو ذر و سلمان کو بدریون مین داخل کیا۔ اس کے بعد جنکو اسلام مین سبقت تھی اور مشاہد
مین حاضر تھے ان کے مراتب ٹھہرائے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنین اگر تھوڑا مال مسلمانون کے واسطے بیت المال
مین ذخیرہ کر رکھین بہتر ہے۔ فرمایا کہ ایسی بات مت کر کیونکہ میرے بعد جو مسلمانون کا والی ہوویگا یہ بات اسکے حق مین فتنہ
کا سبب ہوگی یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ مسلمانون کا ذخیرہ اطاعت خدا و اطاعت رسول ہے وبس
سے بجز امروز نقد ما حضر نیست ٭ کہ دی بگذشت و از فردا خبر نیست ٭ ز فردا و ز دی کس را نشان نیست ٭ کہ دی رفت
است و فردا در میان نیست ٭ یک امروز است ما را نقد ایام ٭ بران ہم اعتمادی نیست تا شام ٭ **سولوین
سال کے وقایع** ۔ لائے ہین کہ سولھوین سال مین حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا
روانہ فرمایا کہ سب مجاہدون کے اہل و عیال کو قادسیہ مین چھوڑ کے اس شہر کی حراست و حفاظت کے لئے مقرر کرے
اور اپنے ساتھ لشکر اسلام کو لے کے مداین کی تسخیر کے واسطے روانہ ہووے پس سعد بن ابی وقاص نے حسب الحکم ہجرت کے بندرہوین
سال اواخر شوال مین جنگ کے ساز و سامان کو ترتیب دیکے لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے مداین کی طرف کوچ کیا اور اثنائے راہ
مین کئی شہر جنگ اور صلح سے ہاتھ آئے۔ ایک لشکر عجم مین تھا سخت جنگ و جدال کے بعد اس کے سپاہ متفرق ہو کے ادہر ادہر کی
طرف بھاگ نکلے۔ اور بعضون نے دجلے پر پل باندھ کے پار ہو کے پھر پل کو توڑ دیا تا اہل اسلام پیچھا نہ کرین اور بڑی
جلدی سے آپ کو مداین مین پہنچایا۔ اور سعد بن ابی وقاص نے ساباط تک پہنچ کے جب لشکر کی موجودات دیکھی تو ساٹھ ہزار
سوار حاضر تھے۔ جب سعد بن وقاص تشریف لانے کی خبر یزدجرد کو پہنچی اس نے اپنے لشکر کی امارت پر کسی کو مقرر کرنا چاہا تو
کوئی بھی قبول نہ کیا۔ آخر یہ بات ٹھہری کہ مداین کے درمیان جو دجلہ جاری تھا اس سے گذر جاوین۔ اور جانب غربی جو
سواد کے ساتھ ملحق تھا عرب کے واسطے چھوڑ دین۔ اور جانب شرقی جو اکاسرہ کے ایوان اور خسروان عجم کی حویلیان اسی
مین تھین انکی حفاظت کرلین پس اپنے زر و مال اور اہل و عیال کو ہمراہ لے کے لب دجلہ پر آئے اور پل تیار کر کے کشتیون
مین بیٹھ کے پار ہو گئے۔ پھر کشتیان نکالدین جب سعد نے دجلے کے کنارے پر پہنچ کے دیکھا تو نہ پل ہے نہ کشتی نہایت
متفکر ہو گئے۔ اور لشکر کے امیرون سے مشورت کی بعضون نے کہا کہ ہم کشتیان تیار کرین اور پل باندھکے دجلے سے پار
ہو دین سلمان فارسی نے کہا کہ یا ایہا الامیر ہم پل باندھے اور کشتیان بنائے تک اہل عجم اپنے خزینے اور دفینے
لے کے مداین سے نکل جاوینگے **نقل** ہے کہ سعد نے اسی شب اپنے خواب مین دیکھا کہ اپنے لشکر کے سوار دریا پیرتے ہوئے
سلامتی کے ساتھ پار ہو کے مداین مین جا پہنچے۔ صحابہ کے روبرو یہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے توکلا علی اللہ دریا
پیر کے جا کر ان کافرون سے جنگ کی کے سوائے گریز نہین یہ سنتے ہی سب کے سب کہا اٹھے کہ اللہ تعالی ہم اور آپ کو قوت

کرامت فرماوے امید قوی ہی کہ جیسا اللہ سبحانہ وتعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہم کو اس خاک کے تختۂ نیلگون پر نگاہ رکھا
ویساہی اپنی رحمت فاضلہ سے اس پانی کو صفحہ نیلگون پر نگاہ رکھیگا ؎ کسی را کہ ایزد نگہدار اوست ؎ سعادت بہ مُو
بہ بربار اوست ؎ سعد کہنے لگے کہ ہمارے لشکر سے کون ہی کہ اول اس امر خطیر مین اقدام کرے اس کنارے سے دوسرے کنارے
پر ہماری حراست ومحافظت کرے تا لشکر عجم ہمارے عبور کے مانع نہووین - تب عاصم بن عمرو اور قعقاع اور ارباب
شجاعت وجلادت سے چھ سو دلاورون کے قریب اتفاق کرکے کمر باندہی سعد نے ان سب پر عاصم کو امیر بنا کے
عبور کا حاکم کیا - کہتے ہین کہ اول قعقاع اللہ تعالی پر توکل کرکے اسی کا نام پاک لے کے اپنے گھوڑے کو دریا مین چلایا
ایک ساعت مین بجلی کے مانند دوسرے کنارے تک جاکے پھر سلامتی سے لوٹ آیا جب عاصم نے قعقاع کی یہہ حالت
ملاحظہ کی اس چھ سو جوانمردون سے ساٹھ شخص کو انتخاب کرکے اپنے گھوڑے اور اونٹ دریا مین اتارے جب دریا کے بیچون
بیچ پہنچے اس کنارے پر عجمیون کا لشکر آپہنچا تا مسلمانونکو آنیسے منع کرین - تب عاصم نے اپنے یارون کو ندا کی کہ اپنے
نیزے اٹھاؤ اور کافرون کی آنکھون پر نشان باندہکے نیزے چلاؤ - غازیون نے ویساہی کیا بعضے کافرون کو مارکے
دریاے عدم مین غوطہ دیا پھر سعد نے باقی لشکر کو دریا مین اترنیکا حکم کیا - اور فرمایا کہ یہہ دعا پڑھتے ہوے مرکبون کو
چلاؤ - نَسْتَعِيْنُ بِاللهِ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ - القصہ وے ساٹھ ہزار مرد بھی اپنے جانور اور سامان سمیت
جان ومال کی حفاظت کے ساتھ ایسا پار ہوگئے کہ کسی کی کوئی چیز بھی نہ گئی - مگر مالک بن عامر کا ایک قدح اونٹ سے دریا
مین گر پڑا - مالک نے کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین اسکی رحمت سے امید رکھتا ہون کہ میرا قدح مجھکو پھر دیویگا بحکم حدیث صحیح
اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهُ کے جب سب کے سب پار ہوگئے ایک موج ایسی آئی کہ وہ
قدح کنارے پر لا ڈالی لشکر اسلام سے ایک شخص نے اسکو پہچان کے اٹھایا اور مالک کو پہنچا دیا ؎ اولیا را ہست قوت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؎ **نقل** ہی کہ یزدجرد نے پہاڑی پر بیٹھ کے دور سے دیکھ رہا تھا کہ غازیان اسلام بغیر پل اور
کشتیون کے دریا سے عبور کرکے آتے ہین اسکے دل پر ایسا رعب اور دہشت غالب آئی کہ وہان دم لینے کی طاقت
نہ رہی - بے اختیار کہنے لگا کہ ہم کو جنّیون سے مقابلہ پڑا ہی - نہ آدمیون سے - فی الحال جھنڈی اتارا اور اپنے خواص کو ہمراہ
لے کے حلوان کی طرف بھاگا اسکے آگے اپنے اہل وعیال کے ساتھ تھوڑے خزانے اور اموال نفیس حلوان کی طرف
روانہ کیا تھا - اور باقی خزینے اور دفینے اور بہت سا مال ومتاع اور ظروف وجواہر کہ نہایت لطیف اور بیش قیمت تھے اور
بکرے اور گایون کے منہ سے جو وہین چھوڑے تھے اتنی کثرت انکی تھی کہ جسکا شمار وشمار نہ تھا - القصہ سعد نے قعقاع بن
عمرو کو ایک فوج کی امارت دیکے یلغار یزدجرد کے پیچھے روانہ کیا اور آپ طالع سعد کے ساتھ مداین مین داخل ہوے جب ان کی

نظر اس عمارت بلند دلنشین و مکانات رفیع و مزین پر پڑی اور باغات خوش و بساتین دلکش کا نظارہ کیا اپنی زبان شکر آگین
کہولی اور یہ آیت پر بشارت پڑہنے لگے۔ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَ
نَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ اور اپنا لشکر ایوان کسری کی اطراف مین چہوڑ
کے خواص اصحاب کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لئے ہوے ایوان مین تشریف لائے۔ کہتے ہین کہ اسکا عرض ایک سو بیس آرش اور طول
تین سو آرش تہا جس روز مظالم کی دریافت ہوتی اس ایوان مین ایک تخت لا کے رکہتے کسری بڑی شان و تجمل سے اس تخت پر بیٹہ کے
انصاف کرتا تہا۔ اور اس ایوان مین تصویرین کہینچی ہوئین تہین سعد نے حکم کیا کہ ان صورتون کے بدن سے انکے سر محو کردین صحابہ نے
اسیوقت سبکے سر مٹا دئے۔ جیسا حضرت نے فتح مکہ کے دن آٹہ رکعت نماز سبک ادا کی تہین ویسا ہی سعد بہی حضرت کا
اقتدا کر کے خفیف آٹہ رکعتین ادا کین پہر سب یارون نے اس ایوان کی صفائی اور نقش و نگار ملاحظہ کیا پس سعد نے عمرو بن مقرن
مزنی کو غنایم پر امیر بنا کے منادی کو حکم کیا کہ ایسی ندا کردین کہ جس نے جہان کہین جو مال و متاع پایا ہو عمرو بن مقرن کے پاس حاضر
کرے اور مداین کے اوباش یزدجرد کی ہزیمت کے وقت جو ہاتہ تاراج مین دراز کر کے جو مال جمع کئے تہے مسلمانون نے وے
سب ان سے نکال کے غنیمت کے ساتہ عمرو بن مقرن کے پاس لا کے حاضر کئے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو تقسیم غنایم پر تعین کیا۔
کہتے ہین کہ عجمیون نے طرح طرح کے لذیذ حلوے اور کہانیکی چیزین زہرآمیز تیار کر کے اپنے مکانات مین چہوڑ کر چلا گئے تہے
تا عرب اسکو تناول کر کے ہلاک ہو وین جب اہل اسلام انکے مکانون مین داخل ہوے بسم اللہ بول کے کہانے لگے اللہ تعالے کے
فضل سے انمین سے کسیکو کچہ ضرر نہ پہنچا۔ اور خزانون مین بہت سا روپا اور اقسام کے قیمتی جواہر اور دریتیم ملے تہے اور ظروف نقروی و
طلائی اور زربفت و زری فروش خسروانی اور دوسرے نفیس چیزین کہ جنکا حساب مشکل تہا اور مدت چہار ہزار سال سے عجم کے بادشاہان
مین بطن بعد بطن چلی آئی تہین مسلمانون کے ہاتہ آئین اور یزدجرد جو خزینے اور دفینے اور متاع نفیس اپنے ہمراہ لے کے مداین
سے فرار ہوا تہا قعقاع نے اسکا پیچہا کیا تہا وے سب مال و متاع اسکے سپاہ سے چہین کے پہیر لیا اور عمرو بن مقرن کے پاس
پہنچا دیا۔ ملوک عجم کا وہ متاع نفیس جو مسلمانون کے ہاتہ آیا اگرچہ اسکی تفصیل اور تعداد مشکل ہے لاکن بمضمون ما لا یدرک
کلہ لا یترک کلہ کے اسنے بعضے چیزونکا ذکر کیا جاتا ہی۔ ازانجملہ ایک تاج ایسا تہا کہ جس کا وزن تین سو من کا تہا اس کو ایسے
یاقوت رمانی اور لعل بدخشانی اور زمرد سے مرصع کئے تہے کہ جسکی قیمت ہو نہین سکتی تہی۔ کہتے ہین کہ اس تاج کو سنہری زنجیر
لگا کے کسری کے طاق سے لٹکاتے اس کے سر پر اسطرح آویزان رہتا کہ دیکہنے والے دور سے ایسا گمان کرتے کہ کسری کے سر
پر ہی۔ ازانجملہ ایک عمدہ مروارید آبدار سے مرصع اسکا ہر دانہ دو دینار کا موزون اور ہر دانے پر یاقوت سرخ کا ایک قبہ تہا اور سبز
زبرجد کے پہول اور لعل وغیرہ کے شاخ و برگ اسپر نمودار تہے۔ بادشاہان عجم جشن اور عید کے ایام مین فخر و مباہات کیلئے اسکو

پہنا کرتے - از انجملہ شہیر کلنو او خنجر او بہتر تلوارین جو بجلی کے مانند درخشان تھین - از انجملہ ایک گھوڑا اور سوار جو ہر دو زرسرخ سے بنے تھے ایک قول سے سوار بجائے چاندی کا اور لباس نرم لبعت جواہر سے مرصع پہنا ہوا اس گھوڑے پر سوار تھا - اور اسکی زین چھنے روپے سے بنی ہوی تھی اور اسکا دوسرا اسباب بھی جواہر سے مرصع تھا - از انجملہ ایک ناقہ جو سیم خام سے اور اسکا ایک بچہ زر خالص سے بنا ہوا تھا اور ایک جھول جواہر و یاقوت سے مکلل اس پر ڈالی ہوی اور اسکا مہار بھی ویسی تھی اور اسکے پستان کا دایرہ یاقوت رمانی سے اور سر پستان مروارید سے بنائے تھے - از انجملہ ایک فرش ابریشمی کہ جسکی درازی تین سو گز اور چوڑائی شاٹھ گز کی - اور اس کے اطراف زمرد سے بنے ہوے تھے - اور اسکے دس ارش رنگ برنگ کے گوہر سے اور دس ارش زمرد سبز سے اور دس ارش بلور سفید سے اور دس ارش یاقوت سرخ سے اور دس ارش یاقوت زرد سے بنے ہوے اور اسکے درمیان طرح طرح کے گوہر لگے ہوے اور اس پر اقسام کے گل و ریاحین بنائے ہوئے تھے دور سے دیکھنے والے ایسا گمان کرتے کہ یہ ایک سبزہ زار ہے - اور اس پر بہتر عمارتین منقش او مزین اور اسکے احاطے مین ایک چمن اور مرغزار نقش کیا ہوا اور جداول اور اشجار بھنے روپے کے اور اسکے اوراق زمرد کے اور اسکے پھل جواہر آبدار سے بنا ہوے تھے اسکا نام بہارستان رکھے تھے - ایک روایت ہے کہ اہل عجم اسکو زمستان گاہ رکھتے تھے کیونکہ سرمے کے موسم مین اس پر بیٹھ کے شراب پیتے تھے انجملہ ایک بساط زر بفت شطرنجی نہایت تکلف وبیش قیمت ہاتھ آیا کہ جس مین حیوانات شطرنج کی شکلین نمودار تھین ایک نیمہ اسکا یاقوت سرخ سے اور دوسرا نصف یاقوت کبود سے مرصع تھا - اور جب عطریات کے خزانے کھولے تو بہت سے خم عطر اور مشک کافور و عنبر اور دوسری خوشبوئیان ہاتھ آئین - سعد اپنے یارون سے کہنے لگے کہ اللہ تعالے اپنے کمال فضل وکرم سے تمکو سرفراز کیا اور بیحساب غنیمتین عطا فرمائین یہ فرش زیبا اور بساط بے بہا کی تقسیم مجھ پر نہایت دشوار آئی ہے - بڑے بڑے جواہر شناس اسکے قیمت ٹھہرانے مین متحیر ہین اور مشتریان کثیر الاساس اسکے خرید کرنے مین قاصر - مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اسکی تقسیم سے گذر جاوین بلکہ اسکو امیر المومنین فاروق اعظم کی حضور معدلت گنجور مین بھیجدین تا جو مصلحت جانین کرین - سب صحابہ اس بات پر راضی ہوے - پس حکم کیا کہ غنیمت کا خمس جدا کرے جب خمس نکالے تو اونٹ سوا دو ٹٹ کا بار ہوا سو بشیر کے ہمراہ امیر المومنین کی خدمت مین روانہ کیا - اور دوسری چیزین جیسے پوشاک وزیور اور تاج وکمربند اور کسری کی شمشیر وغیرہ جو سوا غنیم کئے وہ خمس مین داخل نہین تھے اور باقی مال ساٹھ ہزار مجاہدین پر تقسیم کردیا تو ہر سوار کو بارہ ہزار درہم پہنچے اور اس لشکر مین سب سوار ہی تھے جب فتح مداین کی بشارت مع خمس غنیمت حضرت عمر کی خدمت مین پہنچی حکم فرمایا کہ مسجد نبوی مین جمع کرین اور سب اشراف اور مہاجر و انصار اور مدینے کے سب اخیار کو بلوا دے تا یہ مال خدا داد ملاحظہ کرین - جب تمام اہل مدینہ نے دیکھا اس مال کی کثرت ولطافت پر نظر کرکے حیران ہوے اور زبان شکر وسپاس مین قادر منان جل سلطانہ کے کھولے اور بہ سلین کہ تمام سے مینا

امانت گزین تھے انکی امانت و دیانت کی اور سخاوت و شجاعت کی تعریف و توصیف کرنے لگے جناب خلافت مآب نے اسی مجمع مین ان کی شان مین فرمایا اولئک اعیان العرب نقل ہے کہ حضرت عمر نے اس فرش مستانی کی تقسیم کے باب مین صحابہ سے مشورت کی کہ تمہاری کیا رائے ہے سب کے سب خاموش رہے۔ ایک روایت ہے کہ بعضون نے کہا کہ اسکو خزانہ بیت المال مین ذخیرہ کرین۔ اور ایک جماعت یہہ بات امیر المومنین کی رائے پر ہی تفویض کی۔ جناب مرتضی علی نے جو اہل مشورت سے تھے فرمایا کہ یا امیر المومنین کس لئے اپنے علم کو جہل کے ساتھہ اور اپنے یقین کو شک کے ساتھہ مبدل کرتے ہو۔ انہ لیس لک من الدنیا الا ما اعطیت فامضیت او لبست فابلیت او اکلت فافنیت یعنے مال دنیا سے کچھہ تیرا نہین مگر جو اللہ کی راہ مین خرچ کرے اور اپنے آگے آخرت کی طرف بھیجے یا تو جو پہنے اور پرانا کرے یا جو کھائے اور فانی کر دے ؎ خور و پوش و بخشاے رحمت رسان ؛ نگہ می چہ داری ز بہر کسان ؛ ازان نعمت آید کسے را بہ کار ؛ کہ دیوار عقبی کند در نگار ؛ بدنیا توانی کہ عقبی خری ؛ بخر جان من ورنہ حسرت بری ؛ کز رہی فردا دان طمع زن برند ؛ کہ تخمی بیفشاند و خرمن برند ؛ بران خورد سعدی کہ بیخی نشاند ؛ کسے برد خرمن کہ تخمی فشاند ؛ امیر المومنین سنے جب حضرت علی سے یہہ باتین فرمایا۔ کہ الحق تمنے راست کہا پس حکم کیا کہ اس فرش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ پر تقسیم کرین۔ حضرت علی کے حصہ مین بھی ایک ہتیلی کے مقدار پر ایک ٹکڑا آیا تھا سو بیس ہزار درہم سے فروخت ہوا۔ **جلولا اور جلوان کی فتح** ۔ لاتے ہین کہ جب یزدجرد نے مداین سے ہزیمت پاکے جلوان کی طرف گیا لشکر عجم کے بہت سے لوگ نہایت خستہ اور شکستہ جاکے جلولا مین جمع ہوئے اور مہران رازی کو آپ پر امیر بنائے اور با کدیگر عہد باندہے کہ معرکے سے ہرگز نہ بھاگین۔ بھاگے ہوے لوگ جو چوطرف منتشر ہوئے تھے یہہ خبر سنتے ہی انہین کے پاس آکے جمع ہونے لگے۔ اور اس مقام مین ایک بڑی خندق کہو دکے اسی کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے اور بعضے دوسرے بھاگے ہوے موصل مین جاکے فراہم آئے سو اس نواح مین شہر تکریت مین عجم والونکو بڑی جمعیت ہا تہر دی تب سعد بن ابی وقاص نے یہہ خبر حضرت عمر کی خدمت مین لکھی۔ جواب آیا کہ ہاشم بن عتبہ کو بھیجے ہاشم کے ساتھہ بارہ ہزار غازیون کو دیکے جلولا کے طرف بھیجے قعقاع بن عمرو کو مقدمۃ الجیش پر اور سعد بن مالک کو میمنہ پر اور عمرو بن مالک کو میسرہ پر مقرر کیجئے۔ اور عبداللہ بن المعتم کے ساتھہ پانچ سو سوار کو دیکے موصل اور تکریت کے طرف رخصت کیجئے۔ پس ہاشم بن عتبہ نے بارہ ہزار غازیونکو ہمراہ لے کے روانہ ہوے۔ جب مقام مین کافرون پر محاصرہ کیا چھہ مہینے محاصرے مین گذر گئے۔ اسمدت مین ہر دو فریق کے درمیان اسی بار جنگ ہوا چھہ مہینے کے بعد جو اخیر جنگ ہوا اس مین غازیان اسلام ایسی شجاعت کی داد دئے کہ جسکا بیان حیطۂ تحریر سے خارج ہے آخر الامر فتح و ظفر کی ہوا لشکر اسلام پر بہنے لگی اور لشکر کفار مین شکست فاحش ہوئی۔ جب کہ کفار اشرار نہ اسلام قبول کرتے نہ اہل اسلام کے تابع ہو کے جزیہ دینے پر راضی تہو بار بار جنگ پر آتے تھے

سو جب قہر ہوے سو قہار قدیر جل قدرتہ نے کافرون کے لشکر مین ایک باد تند ایسا بھیجا کہ ان کی فوج مین ایک
تزلزل پڑ گیا اور اہل فارس کی آنکھین ایسی خیرہ ہوگئین کہ اپنے بلاد و امصار فراموش کیئن جو خندق کہ وے کھودے
اسی مین گر کے مرنے لگے یہان تک کہ فارسیون سے ایک لاکھ شخص جو بڑے پہلوان تھے مہران کے ساتھ مارے گئے زمین
پر انکی ناپاک نعشون کی ڈھیگین ہوگئین اور وے ڈھیگین پہاڑون سے باتین کرتی تھین اور راہین بند ہوگئین اسی سبب سے
اسکا نام جلولا ہوا لاِنَّھَا جُلِّلَتْ بِالْقَتْلٰی اور ان کفار ظالم کی سزا کما ینبغی پہنچی کما قال تعالیٰ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ
رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ای کہ تو از ظلم چاہی میکنی
از برای خویش دامی میکنی۔ اور اس جنگ مین اس قدر غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی کہ لشکر اسلام کے فقرا کثرت مال و مواشی
اور نقد و جنس سے توانگر ہوگئے۔ کہتے ہین کہ ہر مجاہد کے حصہ مین ساٹھ ہزار درہم اور نو جانور آئے تھے نقل ہے کہ
شعار ابن الصلت نے فارسیون کے خیمون سے ایک خیمے مین داخل ہوے تو ایک ناقہ زرین کی تصویر جو جواہر یاقوت
سے مرصع کی گئی نظر آئی اور اسکے نیچے ایک مرد کی تصویر جو طلاے احمر سے بنی تھی دھری تھی یہ ہر دو صورتین انکے ہاتھ
آئین۔ ایسے اور بہت سے چیزین تھین کہ مسلمانون کے ہاتھ آئین اہل اسلام بہت خوش ہوے اور اسکا نام فتح الفتوح
رکھے۔ جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی بہت ہی گھبرایا اور جلوان مین ٹھہر نہ سکا اپنے ایک امیر کے ساتھ تھوڑی ایک فوج
دیکے جلوان مین رکھا اور آپ بڑی جلدی سے شہر رَی کے طرف روانہ ہوا۔ اور اس امیر کو یہ تاکید کی کہ اگر عرب کا لشکر
میرا پیچھا کرے تو مقابلہ کرکے اتنی دیر تک مشغول کردے کہ مین شہر رَی تک پہنچ جاون۔ جب یہ خبر ہاشم بن عتبہ کو پہنچی انہون
نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک مکتوب لکھا اور بڑی جلدی سے ایک پیک کے ہاتھ دیکے مداین کی طرف روانہ
کیا۔ انکی خدمت مین وہ نامہ پہنچتے ہی انہون نے ایسا جواب روانہ فرمایا کہ تم یہ رقیمہ دیکھتے ہی اپنا لشکر ہمراہ لے کے جلوان
کی طرف کوچ کیجئے اور مخالف سے مقابلہ کرکے بتائید ربانی جلوان کو اپنے قبضہ تصرف مین لیجئے پھر اس قاصد کے پیچھے قعقاع
کے ساتھ چار ہزار سوار جلاوت شعار ہاشم کی مدد پر روانہ کئے۔ اثناء راہ مین ہاشم اور قعقاع ملاقی ہوے پھر ہر دو لشکر
بالاتفاق قطع منازل کرنے لگے جلوان کا امیر یہ خبر سنکر اپنا لشکر لیکے نکلا اس شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہر دو
فریق ملے اور جنگ عظیم ہوا اللہ تعالیٰ اسلامیون کو فتح و ظفر دیا جلوان کا شہر ہاتھ آیا فارسیون کی شان و شوکت بالکل
ٹوٹ گئی کیخسرو اور کیقباد کی بادشاہی برباد ہوی۔ **تکریت اور موصل وغیرہ کی فتح**۔ لائے ہین کہ ان دنون موصل
رومیون کی قبضے مین تھا۔ ہرقل کے طرف سے انطاق اس نواح کا حاکم تھا۔ فارسیون سے ہزیمت پاے ہوے بعضے لوگ بھاگ کے
اسکے پاس ملحق ہوے تب وہ ایک بڑا لشکر جمع کرکے تکریت کی طرف آیا اور اس نواح کے قلعون کی تعمیر مین مشغول ہوا۔ اپنے

قبائل عرب سے بنی ایاد اور بنی تغلب جو نصرانی تھے وے بھی جا کے اس سے متفق ہوے - سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کی خدمت مین یہہ خبر لکھہ بھیجی - جناب خلافت پناہ نے عبداللہ بن معتمر کے ساتھہ پانچ ہزار غازیونکو دے کے اسکے جنگ پر روانہ کیا اللہ تعالی نے عبداللہ بن معتمر کو اس پر فتح و نصرت بخشا اتفاق مارا گیا - اور اسی سال مین سنبلان اور شروان جو حلوان کے نزدیک تھے ضرار بن الخطاب کے ہاتھہ پر مفتوح ہوے - اور اکثر کے قول سے سترہوین سال امیر المومنین نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے نامہ لکھا کہ اسلام کی فوجین اطراف بلاد مین روانہ کرین - تب انہون نے حسب الحکم عیاض بن غنم اور ابو موسی اشعری اور اپنے فرزند عمر کے ساتھہ فوجین دیکے جزایر کے طرف روانہ کیا جب ان امیرون کے ہاتھہ ان شہرونکی تسخیر ہوی عیاض نے وہین اقامت کی اور ابو موسی اشعری شہر نصیبین کی طرف اور عمر بن سعد راس العین کی طرف روانہ ہوے وہان کے لوگ بالراس والعین مطیع و منقاد ہو گئے - مگر بنی تغلب سرکشی کر کے روم کی طرف روانہ ہوے جب یہہ خبر حضرت کو پہنچی ہرقل کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا اور اس مین قسم دی کہ بنی تغلب کے نصارا کو جلد واپس بھیجیگا تو بہتر والا حکم کرونگا کہ ممالک اسلامیہ مین جہان جہان نصرانی کہ متوطن ہین انکو نہایت برے طور سے اخراج کر دین جب یہہ نامہ ہرقل کو پہنچا ترسان و لرزان ہوا اسیوقت حکم کیا کہ بنی تغلب کو فوراً روم سے نکال کے حضرت عمر کے حضور مین روانہ کرین - جب انہون نے دار الخلافت مین حاضر ہوے عاجز آ کے جزیہ قبول کیا کہ ہر سال ہم دونا دیا کرین گے تا خزانہ بیت المال مین داخل کرین لاکن چاہئے کہ اس کا نام جزیہ نہ کہین امیر المومنین نے فرمایا کہ تم جو دیا کرین وہ تمہارا جزیہ ہی ہے تم اسکا کچھہ بھی نام رکھین اور اسی سال حلوان کے سرحد مین جتنے شہر تھے وے سب قعقاع کے ہاتھہ پر مفتوح ہوے اور اسی سال اور بعضون کے قول سے سترہوین سال بصرے کی امارت ابو موسی اشعری کے نام پر قرار پائی اور چند حصار و دیار مفتوح ہوے کہ جنکی تفصیل نہایت تطویل چاہتی ہے اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین -

ہجرت سے سترہوین سال کے وقایع اور شہر کوفے کی بنا

جب ہجرت سے سترہوان سال شروع ہوا ماہ محرم مین شہر کوفہ کی بنا واقع ہوی - اسکا سبب یہہ ہوا کہ مداین کی آب و ہوا اہل اسلام کی مزاج کو موافق نہوی اکثر لوگ ورثے کی تپ سے بیمار ہوے اسلئے سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کی خدمت مین یہ احوال ظاہر کئے - ایک روایت ہے کہ سعد نے فتح مداین کی خمس غنایم کے ساتھہ ایک جماعت کو مدینہ کے طرف روانہ کیا تھا حضرت عمر کی نظر جب اس جماعت پر پڑی تو انکے چہرون کے رنگ متغیر اور انکے بدن نہایت ناتوان اور لاغر نظر آے اُسکا سبب دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کی کہ مداین کی آب و ہوا موافق نہین ہے امیر المومنین نے سعد کے نام سے نامہ لکھہ کے استفسار فرمایا تو ویسا ہی جواب آیا تب جناب خلافت مآب نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ عرب کی اقامت کو کوئی جگہ ایسی ہو کہ وسیع اور کشادہ رہے اور سبزہ زار و مرغزار اور آب دار ہوے اور وہان کی آب و ہوا مزاج عرب کے موافق ہووے اور اس مقام مین کوئی پل اور دریا

نزہی جست وجو کرکے لشکر اسلام کا مسکن وماوا ٹھہراوین - اور دار الہجرت اسکا نام رکھین - جب یہہ حکم نامہ شرفصدور پایا سعد بن ابی وقاص نے عثمان بن حنیف کو ایک قول سے سلیمان بن ربیعہ اور حذیفہ بن محص کو روانہ کیا تا ویسے مقام کی تلاش کرین سکتے ہین وسے ہر دو شخص کو اس مہم کے لئے جو خاص کیا سبب یہہ تھا کہ حضرت عمر نے اسلام کے لئے انہین کو مقرر فرمایا پس وسے ہر دو بزرگ جب نکلے سلیمان نے فرات کے جانب غربی سے اور حذیفہ جانب شرقی سے سیر کرنے لگے - ایسی ایک زمین ریگستان پر پہنچے کہ اسکی بالو کنکر آمیز تھی عرب ویسی زمین کو کوفہ کہتے ہین سلیمان اور ربیعہ کو اس مقام کی آب وہوا نہایت پسند آئی اور مرغوب طبیع ہوی - وہان ہر دو بزرگ اپنے مرکبون سے اترے اور دو رکعت نماز ادا کرکے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کمال تضرع وزاری سے درگاہ باری جلشانہ مین دعا کئے کہ خداوندا اس مقام کو ہمارا ملجا وماوا اور برکت کی جگہہ کیجیئے - جب دعا سے فارغ ہوے اپنے لشکر گاہ مین آکے خبر دئے - تب سعد بن ابی وقاص نے فوج کے جب وہان تشریف لیجاکے ملاحظہ فرمایا تو انکو بھی وہ جگہہ پسند آئی - پس اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرا کے امیر المومنین کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ آپکے حکم کے موافق ہم نے جگہہ کی تلاش کی کوفے کی جگہہ جو منزل بری وبحری ہی اور زمین صالح اور کثیر النباتات ہی اور چارہ وفور ہوا کرتا ہے اور وہان کی ہوا نہایت لطیف ہی نظر آئی - پس ہم نے اسیکو اپنی منزل ٹھہرایا - اور سب مسلمانونکو مین نے اختیار دیا کہ جو چاہین مداین مین رہین اور جو چاہین اس منزل مین - بعضے اسی کو ہی اختیار کئے اور بعضے اس منزل کو - مین مصلحت کے لئے انکو وہین چھوڑ دیا - کہتے ہین کہ جنہون نے مداین کی سکونت اختیار کی جب ایک مدت بسر لے گئے وہانکی آب وہوا انکو موافق ہوی ان کے رنگ وقوی حالت بحال آگئے تب امیر المومنین سے اجازت چاہی کہ عمارتین بنا کرین - جناب خلافت مآبنے اجازت دی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اینٹ اور چونے سے بنا نہ کرین بلکہ بانس اور لکڑی سے بے تکلف مکانات بنالین بصرے والون کو بھی یہی حکم صادر ہوا چند روز کے بعد ناگاہ ایک ان ہر دو جگہہ آتش لگ گئی سو وسے کاہی مکانات اور اسباب جل گئے - تب امیر المومنین کی خدمت مین لکھ کے خشت وگل سے عمارتین بنا کرنے کی رخصت حاصل کئے - سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ بصرے اور مداین مین جو معمار ہین حاضر ہو کے شہر کوفہ بنا کرین - تب عرب کے اشراف واکابر محکم اور لایق مکانات بنائے - جناب خلافت پناہ سے سعد کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا آیا کہ کوئی شخص تین گھر سے زیادہ نہ بناوے اور عمارت سازی مین شان وتجمل اور تکلف کی راہ نہ لیوے ~~ باسنت احمدی بنا بہ ٹ ~~ سنت احمدی فنا بہ ٹ ایک روایت ہی کہ امیر المومنین کا حکم ہوا کہ اس شہر کی بنا عدل پر ہو کیونکہ جس شہر کی بنا عدل پر ہوگی وہ استوار اور پائیدار رہیگا - بعضون نے کہا ہی کہ عدل سے مراد یہہ ہے کہ نہ بہت بلند رہے نہ زیادہ پست ایسی بنا محکم اور پائیدار ہوتی ہی - القصہ اول جو بنا کئے وہ مسجد کی

بناتھی اکاسرہ یعنے سلاطین عجم کے جو بڑے مکلف اور بلند مکانات واقع تھین انکو توڑکے سنگ رخام انسے نکالکر
مسجد کے ستون بناے اور انکے مکانات کا جو اسباب نہایت عمدہ تھا وہ سب مسجد کے کام مین لگا۔ اور سعد بن
ابی وقاص نے حکم کیا کہ مسجد کے مقابل ایک قصر عظیم بناکرین معمارون نے انکی خواہش کے موافق ایک قصر عالیشان
نہایت بلند وکشادہ ایسی بناکی کہ قصور مداین سکے برابر بلکہ اونسے بہتر تعمیر پائی۔ جب اسکا کام تمام ہوا مداین کے
قصر ابیض کا دروازہ نکال کے لاکر اسکو لگادئے اور اکثر اہل اسلام بھی مداین کی عمارت کا ہی سامان لاکے اپنے مکانات
مین مصروف کئے۔ جب سعد بن ابی وقاص کے اس قصر عظیم الشان کی خبر حضرت عمر کے حضور مین پہنچی نہایت برہم ہوے
محمد بن مسلمہ کو بلواکے ایک نامہ سعد کے نام سے لکھ کے انکے ہاتھ دیا اور حکم کیا کہ کوفے تک جاؤ اور سعد سے ہمکلام ہووے
اور حکم کرے کہ لکڑیان جمع کرے پس اس قصر مکلف کو جلا دیوے پھر اونسے بات نا کرکے بلا توقف مراجعت کرے۔ محمد بن مسلمہ
اسیوقت کوفے کی طرف روانہ ہوے امیر المومنین کا جو حکم ہوا تھا بجالایا اور نامہ سعد کو پہنچایا اور اونسے بات نکرکے مراجعت کی
سعد نے ہر چند التماس کی تا اقامت کرے تا آپ سنت ضیافت بجالاوے لاکن انہون نے اجابت نہ کی۔ اور مبلغ کثیر انعام وہدیہ
کے طور پر بھیجا اسکو بھی قبول نکیا۔ جب سعد نے امیر المومنین کا نامہ کھول کے ملاحظہ کیا تو مرقوم تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہی کہ تم نے ایک قصر عالی
مانند قصور ملوک عجم بنا کی ہی اور کوشک کسری کا دروازہ لاکے اپنے کوشک کو لگایا ہی۔ شاید کہ تم نے یہ کام اسواسطے اختیار کیا ہی تا
حاجبون اور دربانون کو اوسپر بٹھلا دے اور حاجتمندونکو اس کوشک مین داخل ہونے سے منع کرین۔ جیسے سلاطین عجم کے حاجب اور
پرمعنی داربون ۱۲
دربان کیا کرتے تھے جب صورت ایسی ہو مسلمانون کے مہمات معطل ہوجاوینگے اور انکے قضاے حاجات مین بڑا خلل پڑجاویگا معلوم ہوا
کہ تم نے ہمسائگی کے سبب سے اکاسرہ کی سیرت اختیار کی اور سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہے اے سعد یہ بات تم سے
نہایت ناپسند واقع ہوی۔ تم کو چاہئے کہ اصلاح خلق اللہ اور بند وبست ملک مین مشغول رہو۔ اور یہ کام تو اس سے پوری مخالفت
رکھتا ہی کیا تمہین معلوم نہین کہ اکاسرہ کو ایسے مکانات وقصور سے قبور کی طرف اور ہمارے پیغمبر جلیل القدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اس خاکدان فانی سے طرف جنت جاودانی کے پہنچاے ہین۔ غرض مین نے ایک شخص کو بھیجا ہون کہ تمہارا قصر امیرانہ وکوشک
شاہانہ جلاوے تا تمہین اس سے دل بستگی نہو۔ شعر: این سرائیست کہ البتہ خلل خواہد بود ٭ خنک آن قوم کہ دربند سرای دگرند
نظر آنانکہ نکردند برین مشتی خاک ٭ الحق انصاف توان داد کہ صاحب نظرند ٭ عارفان ہرچہ بقائی نکند ٭ گر ہمہ ملک جہانست
بہیچش نخرند ٭ شعر: بر آستان وفا دل منہ کہ جادوگر ٭ برای عشرت تو برکشیدہ اند قصور ٭ ترا مسافت دہ روزہ دراز در پیش است
ہمین دو روزہ اقامت چرا شوی مغرور ٭ شعر: بہرام کہ گور میگرفتی ہمہ سال ٭ این نادرہ بین کہ گور بہرام گرفت ٭ شعر:
کجا آن فریدون وضحاک وجم ٭ شہان عرب خسروان عجم ٭ ہمہ خاک دارند بالین وخشت ٭ خنک آنکہ جز تخم نیکی نکشت

القصہ سعد بن ابی وقاص نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق ایک ایسے مکان کی بنا کی کہ جس مین دو مکانات تھے ایک اپنی سکونت کے لئے دوسرا خزانہ بیت المال کے لئے اور وہ کوشک کہ جس کو آگ دے ئے معاویہ کے زمانے تک ویسی ہی ویران پڑی تھی جب انہون نے اپنی حکومت مین زیاد بن امیہ کو عراق کی سرداری دیکے بھیجا ۔ زیاد نے از سر نو اسکی تعمیر کر کے اسکا نام قصر الامارت رکھا ۔ اور اسی سال امیر المومنین نے نماز پنجگانہ کے اوقات مقرر کر کے جو ممالک کہ قبضہ اسلام مین آئے تھے ان سب ملکون مین حکم روانہ کیا ۔ اور اسی سال مدینہ طیبہ مین ایک مکان علحدہ لیکے دار الضیافت ٹھہرایا روغن اور کھجور اور ستو وغیرہ اس مین رکھ کے فقرا و مساکین اور مسافرون کی مہمانی کرنے لگے ۔ اور اسی سال تاریخ ہجری لکھنا مقرر ہوا اسکا سبب شعبی سے ایسا منقول ہے کہ جب ابو موسی اشعری نے امیر المومنین کی طرف سے بصرے کی حکومت پر مقرر ہوے اور جناب خلافت مآب کی طرف سے ان کے نام پر حکم نامے شرف صدور پانے لگے ۔ انہون نے یہ بات سوچی کہ بعضے پچھلے رقایم بعضے اگلون کے ناسخ ہین سو جب تک وضع تاریخ نہو معرفت اگلے اور پچھلے کی حاصل نہوگی ۔ اسلئے حضرت عمر کی خدمت مین گذارش کی کہ وضع تاریخ فرما دین ۔ تب فاروق اعظم نے صحابہ کو جمع کر کے اسباب مین مشورت کی بعضون نے کہا کہ حضرت کی ولادت شریف کی تاریخ ٹھہرا دین اور بعضون نے چاہا کہ بعثت کی تاریخ قرار دین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تاریخ ہجرت مقرر کرین کیونکہ حق و باطل کا فرق اور اسلام کا ظہور اور احکام شرعیہ کا نزول اور دین متین کا غلبہ زمان ہجرت سے شروع ہوا ۔ سب صحابہ نے یہ امر پسند کر کے اسی پر اتفاق کیا ۔ اور ابتدا سال محرم سے کئے **ف** مخفی نرہے کہ تاریخ ہجری مقرر کرنے کے آگے لوگون مین تواریخ مختلف کا معمول تھا ۔ چنانچہ حضرت آدم کے فرزند و بنی حضرت نوح کی بعثت تک حضرت آدم کی تاریخ رحلت کا شمار کرتے تھے ۔ پھر حضرت نوح کی تاریخ بعثت لکھنے لگے سو طوفان تک وہی معمول تھا پھر طوفان نوح کی تاریخ ٹھہرائے حضرت ابراہیم کے زمانے تک یہی بات جاری تھی ۔ جب حضرت ابراہیم آتش نمرود مین مبتلا ہوے اور اللہ تعالی نے انکو نجات بخشی انکی اولاد نے تاریخ نجات کا اعتبار کیا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے کعبہ کی بنا ہونے تک اسی تاریخ کا رواج تھا ۔ یہان تک کہ حضرت اسمعیل کی اولاد مکہ معظمہ سے نکل کے اطراف و اکناف مین منتشر ہوئی ہر قوم جو تہامہ کی زمین سے نکلتی ان کے خروج کی تاریخ لکھا کرتے ۔ کعب بن لوی کی موت تک یہی عادت رہی ۔ پھر رحلت کعب کی تاریخ لکھنے لگے ۔ واقعہ اصحاب فیل تک اسیکا معمول تھا پھر تاریخ عام الفیل کا رواج ہوا سو حضرت عمر کے زمانے تک اسیکی عادت تھی ۔ جناب فاروق اعظم نے حضرت علی کی راے سے تاریخ ہجری مقرر کی اور عرب کو اس سوا اور بھی تاریخین تھین جیسے حبش والون کا غلبہ ملک یمن پر اور عجم کا غلبہ عرب پر ۔ اور قوم جرہم کی لغوت عمالقہ پر اور بنو بکر کا جنگ ۔ اور عبس کا جنگ جو ظہور اسلام کے آگے ساٹھ سال کے ہوا ۔ اور عجم والون کے بھی مختلف تاریخین تھین علمائے بعضے عہد ذو القرنین کی تاریخ لکھا کرتے اور بعضے ہر بادشاہ کی جلوس کی تاریخ جو انصاف مشرب ہوتا اعتبار کرتے اور

قبطیون مین اس تاریخ کا رواج تھا جو بخت نصر کا غلبہ ملکون پر ہوا اور یہود و نصاری نے بعضے انبیا کی مولد و بعثت کی تاریخ اور ایک جماعت تعمیر بیت المقدس کی تاریخ ٹھہرائی تھی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

حمص کا جنگ دوسری بار

لاتے ہین کہ جب ہرقل نے دیکھا کہ لشکر اسلام کو عراق و شام پر پورا غلبہ و تسلط ہو گیا سو خوف کھایا کہ جب وے وان ہر دو مملکت کے بند و بست سے فارغ البال ہووین گے۔ روم کی مملکت کی طرف بھی طمع کرین گے۔ اور بعضے جزایر کے رہنے والے جو ظاہر مین مسلمان کہلاتے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ اس آیت شریف کے مطابق وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اور اس حدیث منیف کے موافق مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً رومیون کے ساتھ پیغام رکھتے تھے کہ ہم حسب مقدور سپاہ وہتھیار سے تمہاری مدد کرین گے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّفَاق القصہ رومیون نے اہل اسلام اپنے ملک کا قصد کرینگے اندیشہ سے ان کے آگے آپ ہی سپاہ و حشم اور اسباب جنگی جمع کرنے مین مشغول ہوے۔ جب ایک لاکھ نفر کے قریب مردان کاری فراہم آئے شام کی طرف کوچ کرکے اول شہر حمص کا قصد کیا کیونکہ ابو عبیدہ کی مسند حکومت وہین تھی جب ابو عبیدہ کو یہ خبر پہنچی انہون نے جلد جناب خلافت مآب کی خدمت مین اطلاع دی۔ اور شام کے اطراف و نواحی مین اسلام کی فوجین جو منتشر تھین ان سب کو خطوط روانہ کئے کہ سب تیار ہو کے آوین۔ اور ابو عبیدہ کا عریضہ جب حضرت عمر کی حضور مین پہنچا اسیوقت سب شہرون اور قبیلون مین جو اہل اسلام کے تحت و تصرف تھے حکم نامے روانہ کر دئے کہ ہر نواح کے مجاہدین سامان جنگی آمادہ کر لیکے نکلین اور بڑی جلدی سے ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچین۔ اور سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کئے کہ قعقاع بن مقرن کے ساتھ چار ہزار غازی کو دیکے ابو عبیدہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کرین اور سہل بن عدی کے ساتھ چار ہزار سوار دیکے جزایر کی طرف بھیجے تا رومیون اور جزایر والون کے درمیان حایل رہین۔ اور امیر المومنین خود بنفس نفیس مدینہ طیبہ سے نکل کے موضع جابیہ تک تشریف لے گئے اور اس جگہہ مدد پہنچنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ روانہ فرمایا کہ مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد سے پہنچے تک تم حمص کا دروازہ بند کرکے اسی شہر مین ساکن رہو۔ کہتے ہین کہ فوج شام کے امیران سے جیسے معاویہ اور شرحبیل بن حسنہ وغیرہما جو ابو عبیدہ کے ساتھ ملحق ہوتے تھے انکو بھی تحریص دیتے تھے کہ مدد کی فوجین آئے تک آپ حمص کے قلعے مین ہی مقیم رہین جنگ کیلئے باہر نکلنے کا قصد نکرین۔ مگر خالد بن ولید حمص کو پہنچتے ہی ابو عبیدہ کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی جب اس باب مین انکا الحاح و مبالغہ حد سے گذر گیا آخر ابو عبیدہ نے اپنا لشکر لیکے حصار باہر آکے رومیون کے ساتھ مقابلہ کیا بڑا ہی جنگ ہوا آخر الامر کافرون کو شکست فاحش ہوئی بحکم کریمہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کے اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت دی۔ نصارا کے لشکر سے ہزار نفر کی گٹری جابجا

امن طلب کی اور بہت سے اسیر ہوئے اور چہار ہزار شخص مارے پڑے اور جو باقی رہے ہزار محنت و مشقت سے اپنی وخیزان اپنی جان بچا لے کے بھاگ نکلے پھر بار دیگر شہر حمص اور اسکے توابع و لواحق کے بلاد میں ان کافرونکو گذر نہوا۔ اور وہ سرزمین پھر انکی فساد سے ملوث نہوئی ابو عبیدہؓ فارغ البال ہوکے دولت واقبال کی تزئین و زینت دی کریمہ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ کا مضمون اس واقعے مین ظاہر ہوا اس قدر اسباب اور غنایم ہاتھ آئے کہ جس کا شمار دشوار تھا مدد کی فوجین پہنچنے کے آگے ہی اللہ تعالی نے خالد بن ولید کی شجاعت و شہامت سے یہ فتح و نصرت عنایت کی۔ دوسرے روز ایک قول سے تین دن کے بعد قعقاع نے لشکر عراق لے کے پہنچا۔ رومیون کے لشکر سے وہان کسی کو نہ دیکھا۔ ابو عبیدہؓ خمس غنیمت مع فتح نامہ امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا حضرت عمرؓ نے اس نوید بشاشت جاوید کے سننے سے نہایت مسرور ہوکے شکر الٰہی بجا لایا۔ اور ابو عبیدہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ قعقاع کا لشکر جو تمہاری مدد کی نیت سے آیا انکو بھی غنیمت کے حصہ مین شریک کرنا نہایت ضرور ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی کی نظر نیت پر ہے سو تم بھی بحکم تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ حصہ غنیمت سے دریغ نکرنا تمہین ہوگا جب یہ نامہ ابو عبیدہ کو پہنچا انہون نے حسب الحکم قعقاع کے لشکر والون کو حصہ غنیمت مین داخل کیا۔ تقسیم کے بعد سب فوجوں کے امراؤن نے فوجین ہمراہ لیکے اپنی اپنی جگہ کی طرف مراجعت کی۔ **اعزاز کی فتح** کہتے ہین کہ حلب کی فتح کے بعد ابو عبیدہ کا قصد انطاکیہ کے طرف جانیکا تھا سو یوقنا سے مشورت کی یوقنا نے کہا کہ اسے سوار اعزاز کا حاکم جس کا نام دارس ہے میرے چچا کا بیٹا ہے وہ بڑا سخت ہے اور اسکے قلعے مین سامان جنگی خوب مہیا ہے اگر اسکا ملک تمہارے ہاتھ نہ آئیگا تو تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہوسکے بعد وہ تاخت و تاراج کریگا حلب و قنسرین اور عواصم وغیرہ چھین لیگا۔ ابو عبیدہؓ نے پوچھا پھر اسکی کیا تدبیر کیا چاہئے۔ یوقنا نے کہا کہ مین ایک فریب کرنا چاہتا ہون۔ میرے ساتھ ایک سو سوار کو دیجئے وے سب رومی لباس پہنے رہین اور میرے پیچھے ایک فرسخ کے فاصلے پر ایک ہزار سوار رہین گویا مین انسے بھاگتا ہون اور وے میرا پیچھا کئے ہین حاکم اعزاز جب مجھے روبرو آویگا تو کہون گا کہ مین مکر کی راہ سے مسلمان ہوا تھا پس وہ مجھے قلعے مین لیجائیگا جب آدھی رات گذریگی ہم دشمنون سے جنگ آغاز کرین گے صبح تک وے ہزار سوار بھی آ پہنچین گے پس یوقنا یہ تدبیر دکھلاکے ایک سو سوار کو ہمراہ لئے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور ابو عبیدہؓ نے مالک اشتر کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے ان کے پیچھے روانہ کئے۔ ناگاہ حاکم اعزاز کا ایک جاسوس اس وقت حلب مین حاضر تھا جب یوقنا نے ابو عبیدہ سے وہ تدبیر کی اسیوقت اس نے ایک خط لکھ کے ایک کبوتر کی دم سے باندھکے اڑا دیا وہ کبوتر تعلیم یافتہ تھا اسکو اعزاز سے ہی لایا تھا۔ لاکن اس خط مین مالک اشتر ہزار سوار سے آتے ہین سو خبر لکھنے سے

اسکو فراموشی ہو گئی قصہ کوتاہ جب وہ کبوتر اعزاز مین جا اترا وادریس وہ خط دیکھکے ہوشیار ہو گیا تھا یوقنا معہ ایک سو سوار
وہان پہنچتے ہی ان سب کو قید کر دیا - اور اسیوقت عرب متنصرہ سے ایک شخص کو کہ جسکا نام طارق بن سنان غسانی تھا حاکم
راوندلو قا بن شماس کے پاس بھیج کے مدد طلب کی سواسنے پانسو سوار کو روانہ کیا تھا مالک اشتر ایکہزار سوار کے ساتھ جو نکلے تھے اعزاز سے
ایک فرسخ کے مسافت پر اترے تھے - اسی شب حاکم راوند کی طرفسے پانسو سوار جو نکلے تھے اس جنگل مین آپہنچے - حاکم اعزاز کی
طرفسے طارق جو راوند کو گیا تھا وہبی اس فوج لگے آگے چلا تھا اسی شب مالک اشتر کے لشکر کے طلایہ کے سوارون کے ہاتھ پڑ گیا
سو اسکو مالک اشتر کی خدمت مین حاضر کئے جب اس کو پوچھے کہ سچی حقیقت کیا ہے بیان کر اس نے سب ماجرا ظاہر کر دیا اور طارق نے اس سے
آگے جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ مدینہ طیبہ کو آ کے حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا پھر جبلہ کے ہی ساتھ مرتد ہو کے بھاگا تھا مالک
اشتر نے پھر اس کو دعوت اسلام کی ایمان سے مشرف ہوا پھر مالک اشتر نے حکم کیا کہ راوند کے پانسو سوار کو پکڑو پس دو دو مسلمان ایک
ایک کافر کو آسانی سے پکڑ کر قید کر دئے اور یوقنا کا قصہ یہ ہے کہ جب اسنے اعزاز کے قلعے کے پاس گیا وادریس اس سے آکر ملا اور قلعے مین لیجا کے
اسکو گالیان دئین اور اس پر تھوکا پھر اس کو اور اسکے ساتھی ایکسو سوار کو اپنے بیٹے لاون کے گھر مین قید کر دیا اور لاون کو اسپر نگہبان
ٹھہرایا جب آدہی رات گذری لاون کو توفیق رفیق ہوی سو اسکے خاطر مین یہہ بات آئی کہ یوقنا میرے باپسے زیادہ علم رکھتا ہی آسمانی
کتابون سے بہت واقف ہے - یہی تو تھا ہی کہ پہلے مسلمانون سے بڑی عداوت رکھتا تھا اور انسے سخت جنگ کرتا تھا جب وہ مسلمان ہو گیا
البتہ دین اسلام کی حقانیت اسپر ظاہر ہوی بہتر ہے کہ مین ان قیدیونکو چھوڑ دون اور مسلمان ہو جاؤن - پس یوقنا کے پاس آ کے
کلمہ شہادت کا پڑہا اور قیدیونکو چھوڑ دئے - ایسے مین مالک اشتر بھی آپہنچے لاون نے قلعے کا دروازہ کھلوا دیا پس سب مجاہدین تکبیر و تہلیل
کہتے ہوے داخل قلعہ ہوے اور صبح ہوی لبعد اہل قلعہ جب اس لشکر کو دیکھے بہت گھبرائے اور ہتھیارین ڈال دیکے امان مانگنے
لگے تب مالک اشتر نے انکے قتل سے ہاتھ رکھا اور انکا مال و اسباب لے لیا اور یوقنا اور انکے ساتھیون پر مرحبا کہا یوقنا نے کہا کہ شکر تو
ادا کرو اللہ تعالی کا پھر لڑکے کا سب ماجرا بیان کیا مالک اشتر نے سنکر کہا اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا ھَیَّأَ اَسْبَابَہٗ پھر مالک اشتر
قلعے مین ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگے تو ایک جگہ پر وادریس کو مقتول پایا اور پوچھے کہ اس لعین کو کون قتل کیا - لاون نے کہا کہ میرے بھائی
لوقا نے اسکو قتل کیا ہے اور وہ میرے سے عمر اور عقل مین زیادہ ہے - مالک اشتر نے اسکو بلوا کے پوچھا کہ تو اپنے باپ کو قتل کرنیکا کیا سبب
ہوا - لوقا نے کہنے لگا اس قلعے کے کنیسہ مین ایک راہب رہتا ہے ہم اس سے انجیل پڑہا کرتے تھے جب لشکر عرب کا ہر طرف غلبہ
پایا اور اکثر ملک انکے تسخیر مین آ جانا مین نے سنا ایکروز اس راہب سے اسکا سبب پوچھا سو اس نے کہنے لگا کہ ای لڑکے ہرقل نے
آگے ہی خبر دی تھی کہ عرب بالضرور اسکے تخت گاہ تک مالک ہو جاوینگے اور ہم نے سنا ہے کہ اس قوم کے نبی نے فرمایا تھا -

زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا

پھر مین نے پوچھا کہ ای باپ تو کیا کہتا ہی مسلمانون کے نبی کے باب مین اس نے کہا اے بیٹے میرے ہماری کتابون مین لکھا ہی کہ اللہ تعالی نے ایک نبی کو حجاز سے بھیجیگا اور حضرت مسیح نے اس نبی کی بشارت دی ہی۔ مین نہین جانتا ہون کہ یہہ نبی وہی مین یا نہین۔ تب مین نے سمجھا کہ یہہ راہب اپنے ظاہر ہونے کے خوف سے اس امر کو چھپاتا ہی۔ اور مین بھی بعد گذشتہ تک اس کو پوشیدہ رکھا۔ پس جب یوقنا اور انکے ساتھی قیدیون کو دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہہ وہی لوگ ہین جنہون نے اپنے بہائی کو مار ڈالا اور عرب سے سخت لڑائی کی پھر جب ایسا شخص دین عرب کی طرف رجوع کیا تو یہی دین حق ہے پس مین نے چاہا کہ اپنے باپ کو مار ڈالون اور قیدیون کو چھوڑ دون میرے باپ نے شراب پی کے بیہوش پڑا تھا سو اوسکو مار ڈالا اور قیدیون کو چھوڑنے کے لئے آیا تو میرے بھائی نے ان کو چھوڑ دیا تھا اب مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مالک اشتر بہت خوش ہوے پس سعید بن عمر العنوی کو قلعے کی حکومت دی اور ایک سو مسلمان جو یوقنا کے ساتھ آئے تھے ان کو وہین رہنے کا حکم کیا اور اعزاز کی غنیمت کا مال اور قیدیون کو ساتھ لے کے حلب کی طرف روانہ ہوا لکھتے ہین کہ وے قیدی ایک ہزار مرد جوان رومیون سے تھے۔ اور دو سو سینتالیس مرد بوڈھے راہب تھے اور ایکہزار عورتین اور کنواری لڑکیان تھین اور ایک سو اسّی بوڈھیان تھین۔ اور راستے مین مالک اشتر نے ایک بوڈھے راہب کو دیکھا جو بہت خوشنما اور صاحب وقار تھا۔ مالک نے سوچا کہ یوقنا نے جس کا ذکر کیا تھا شاید کہ یہہ راہب وہی ہوگا۔ پس اس سے کہا کہ جب تو نصارا کے علما سے ہے پھر کس لئے امر حق کو چھپاتا ہے اس نے کہا واللہ مین نے نہین چھپایا اس کو اس کے مستحق سے لاکن مین رومیون سے ڈرتا تھا کہ وے مجھ کو مار ڈالینگے کیونکہ امر حق کا قبول کرنا بہت گران ہے مالک اشتر نے کہا کیا تمہارے دین کی طرف پھرے گا راہب نے کہا ہان پھر دونگا مگر میرے چند سوال ہین جنہین توقا کی انجیل مین پایا ہی مالک نے کہا وہ کیا ہے اس نے بیان کرنا چاہتا تھا کہ ایسے مین فضل بن عباس اپنی ایک فوج لئے ہوے آپہنچے کہ جناب ابو عبیدہ نے ان کو منبج اور اس کے پل کو اور براعہ کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے بھیجے تھے جب ہر دو لشکر اسلام ملے تکبیر وتہلیل کی آوازین بلند ہوئین اور ایک دوسرے کو سلام کئے مالک اشتر نے اعزاز کی فتح اور اس راہب کا احوال بیان کیا۔ تب فضل بن عباس

اس راہب کے طرف متوجہ ہو کے کہا تو جو پوچھنا چاہتا ہی پوچھ راہب نے چند سوال کیا فضل بن عباس
اسکے جوابات شافی دئے راہب نے اسیوقت ایمان لایا اور اعزاز کے لوگ جب دیکھے کہ ایسا بڑا راہب
اسلام قبول کیا انسے اکثر لوگ داخل اسلام ہوئے اور تھوڑے باقی رہگئے پس فضل بن عباس اور مالک اشتر
حلب کی طرف روانہ ہوئے۔ اور یوقنا نے کہا کہ مین انطاکیہ کے طرف ہرقل کے پاس جاتا ہون کچھ تدبیر کرتا ہون
شاید اللہ تعالی مسلمانونکی فتحمندی کی کچھ صورت کردے **روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ**
کے طرف نقل ہی کہ یوقنا کے قرابتی ایک جدی لوگون سے دوسو آدمی جو ہمراہ تھے یوقنا نے
انسے چالیس یا چہار شخص کو چنکے اپنے ساتھ لیا باقی لوگون سے کہا کہ تم عم اور ارتاح کی راہ سے چلو سطح
پر کہ گویا عرب کے لوگون سے بھاگتے اور مین ان چہار شخص کو ساتھ لیکے حارم کی راہ سے روانہ ہوتا ہون۔
انشاء اللہ تعالی تم ہم انطاکیہ مین ملینگے۔ پس ویسا ہی روانہ ہوئے جب یوقنا نے انطاکیہ مین داخل ہوا اور
ہرقل سے ملاقات کی ہرقل نے کہا مین نے سنا تھا کہ تم نے عرب کا دین اختیار کیا۔ یوقنا نے کہا ای بادشاہ
مین نے مکر سے اس دین مین داخل ہوا تھا اور انکو فریب دیکے ایکہزار اور ایک سو سوار کو ساتھ لے کے
اعزاز کی طرف گیا تا ان سب کو اعزاز کے قلعے مین قید کرون اور اسکے بعد ان قیدیونکو تیرے پاس
بھیجدون لاکن حاکم اعزاز نے میرے مطلب کو نہ پاکر جلدی کی اور جو ہونہار تھا ہوا اگر مجھے نصرانیت سے
محبت نہوتی مین اپنے بھائی یوحنا کو کسلئے قتل کیا ہوتا۔ یوقنا یہ کلام سنکے ہرقل کی مجلس مین جو بطارقہ
اور ملوک حاضر تھے اسکی تصدیق و تحسین مین زبان کھولے اور ہر ایک نے اسکی سفارش کی ہرقل نے
بہت خوش ہو کے اپنا لباس بادشاہی اور تاج و پٹکا اسکو دیا۔ اور کہا کہ اگر حلب تمہارے ہاتھ سے
جاتا رہی مین تمکو انطاکیہ کا سردار بناؤنگا۔ یوقنا نے اسکی تکریم بجالا کے دعا کی۔ اور ہرقل نے یوقنا کو بطریک

اکرام سے ایک علیحدہ مکان مین اُتارا۔ اور انکو بہت چاہتا تھا۔ ایسے مین ہرقل کی چھوٹی بیٹی زیتون کے طرف سے مقام مرعش سے
چند قاصد آئے کہ مین انطاکیہ کو آنا چاہتی ہون میری حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کرین۔ زیتون کا مرد مساقل کا حاکم تھا اسکا نام
نسطورس تھا سو جنگ یرموک مین مارا گیا تھا۔ غرض جب زیتون کے قاصدون نے یہہ پیام لایا ہرقل نے یوقنا کے ساتھ دو ہزار
سوار کو دیکے روانہ کیا۔ یوقنا نے مرعش تک جاکے زیتون کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کے طرف مراجعت کی اور یوقنا یہہ چاہتے تھے
کہ کاش کہین راہ مین مسلمانون کا کوئی جاسوس یا کوئی ذمی ملجاوے تو مین اپنا عزم ابوعبیدہ کی خدمت مین کھلا بھیجون اور
لشکر طلب کرون۔ جب مرج الدیباج کے مقام پر پہنچے وہان جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر ملا وہ ملعون دو سو مسلمانونکو قید کرکے
لاتا تھا اُن مین ضرار بن الازور بھی داخل تھے انکا قصہ یہہ ہے کہ جب فضل بن عباس اور مالک اشتر حلب مین جا پہنچے اور فتح
اعزاز کا سب ماجرا اور یوقنا کی روانگی انطاکیہ کی طرف ظاہر کئے ابوعبیدہ بہت خوش ہوے اور فرمائے کہ مجھے امید ہے کہ
اللہ تعالی یوقنا کو فتح دیگا۔ پس ضرار بن الازور کے ساتھ دو سو سوار کو دیکے ملک شام کے اطراف و نواحی مین تاخت و تاراج
کرنیکے لئے روانہ کئے۔ ضرار جب مرج دابق تک پہنچ کے نزول کئے شب کے وقت سب سوئے تھے ایسے مین جبلہ بن ایہم غسانی ایک
لشکر لیکے غمرہ کے طرف سے جو آتا تھا ان پر گذرا جب اسکو معلوم ہوا کہ یہہ مسلمان اترے ہین یکبیک ان پر جا گرا پھر مجاہدین ہڑبڑ کے
بیدار ہوکے جنگ پر قیام کئے ایک ایک مومن کئی کئی کافر کو قتل کیا ضرار بڑی بہادری سے جنگ کر رہے تھے جبلہ نے انکی دلیری دیکھکے حیران
ہوگیا آخر حکم کیا کہ انکے گھوڑے کو زخمی کرو جب انکا گھوڑا گرا ضرار پیدل ہوگئے کفار انکو گھیر کے پکڑ لئے ایسا ہی دوسرے مجاہدین بھی پکڑے گئے
ان سب کے مشکیان باندہکے انطاکیہ کی طرف لیچلے تھے سو مرج دیباج کے پاس یوقنا اور جبلہ کے ہر دو لشکر ملاقی ہوے جبلہ نے یوقنا
سے دل کے سب احوال ظاہر کیا یوقنا دل مین بہت غمگین ہوے لاکن بظاہر اس سے خوشی کے ساتھ گفتگو کی پس یہہ ہر دو لشکر انطاکیہ
کی طرف چلدئے آگے ایک شخص جاکے ہرقل کو یہہ خوشخبری دی کہ دو سو قیدی اور تیری بیٹی آتی ہے ہرقل بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر
استقبال بھیجا اور حکم کیا کہ کنیسہ آراستہ کرین اور لباس فاخرہ پہن کے حاضر ہووین پس آپ بھی کنیسہ مین جا بیٹھا اور مجمع عام کیا
پس جبلہ اور یوقنا مع لشکر ہرقل کے پاس آئے اسنے ان ہر دو کو خلعتین دئین اور اسکی بیٹی اپنے باپ کے قصر مین داخل ہوی اور وہ
دو سو قیدیون کے مشکیان باندہے ہوے ہرقل کے پاس لیے آئے اسکے مصاحبون اور خادمون نے چلانے لگے شاہی ادب بجالاؤ بادشاہ
کے روبرو زمین بوسی کرو ضرار نے کہا کہ مخلوق کے روبرو سجدہ کرنا جایز نہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرماتے ہین۔ ہرقل نے
چاہا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احوال شریف بلا واسطہ مترجم آپ ہی پوچھے تا اپنے سب بطارقہ اور مصاحبون کو معلوم
ہووے۔ کیونکہ ہجرت سے چھٹوین سال حضرت کا منشور فیض گنجور جب اسکے نام سے پہنچا اور اس مین دعوت اسلام مرقوم تھی ہرقل نے
اسکو دیکھتے ہی کہا کہ یہہ وہی نبی ہین کہ مسیح نے جنکی بشارت ہمکو دی تھی اس پیغمبر کا دین مشرق و مغرب مین پھیلیگا اور وہ حاکم وقت

ہوینگے قریب ہی کہ یہہ مملکت بھی لیوینگے بہتر ہے کہ ہم تابع ہو جاوین یہہ بات سنتی ہی رومیون نے ہرقل کو مار ڈالنا چاہا تھا سو اسلئے ہرقل نے اپنے قول کی سچائی بتلانا چاہا اور صحابہ سے سوال کیا کہ تم سے کون ہی کہ میرے سوالات علمی کا جواب دے ۔ صحابہ کرام نے قیس بن عامر انصاری کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ سب سے عمر اور حضرت کے حالات و معجزات سے خوب آگاہ تھے پس ہرقل نے ابتداء سے نزول وحی سوال کیا تب قیس نے وحی نازل ہونے کے آگے چھے مہینے حضرت رویا صادقہ کا دیکھنا اور جیسا خواب مین دیکھے ہین ویسا ہی بیداری مین پانا اور حضرت ان دنون خلق سے کنارہ لینا اور غار حرا مین خلوت کرنی اور شروع سورۂ اقراء کی پانچ آیتون کا نزول پھر سورۂ مدثر کا نزول بہ تفصیل بیان کیا ۔ اسکے بعد معجزات سے سوال کیا تو قیس نے چند معجزات بینات کا بیان فرمایا پھر ہرقل نے کہا کہ ہم اپنے کتابون مین پاتے ہین کہ ان کا امتی اگر ایک گناہ کیا تو ایک ہی لکھا جائیگا اور اگر ایک نیکی کی تو دس نیکیان لکھے جائین گے ۔ قیس نے کہا کہ ہان کہ یہہ بات ہمارے نبی کی امت کی ہی چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا پھر ہرقل نے کہا وہ نبی کہ مسیح نے جنکی بشارت دی ہی وہ دنیا و آخرت مین لوگون پر گواہ ہوگے قیس نے کہا ہان وہ ہمارے نبی ہین چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اور آخرت کی گواہی کے باب مین فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا اور آخرت مین حضرت کی امت جو دوسری امتون پر گواہ ہوگی اسباب مین فرمایا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ ہرقل نے کہا آیا حکم کیا ہی اللہ تعالی نے ان پر درود بھیجنے کا ان کی حالت حیات اور بعد ممات کے قیس نے کہا ہان اللہ تعالے نے یہہ حکم فرمایا ہی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ ہرقل نے کہا وہ نبی کہ جنکا ذکر مسیح نے کیا ہی وہ آسمان پر جاوینگے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہونگے قیس نے کہا ہان یہہ منصب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا چنانچہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا قیس بن عامر سے منقول ہے کہ ایک بطریق جو حاضر تھا ہمارا کلام سنکے کہا اے بادشاہ تو نے جس نبی کا ذکر کیا وہ آیندہ مبعوث ہونگے ۔ یہہ بات سنتے ہی ضرار بن الازور نے غصے ہوکے اس بطریق سے کہا کہ جھوٹی ہی یہہ تیری داڑھی پاک اسے رد کیجئے کہ ۔ بلا شک یہہ وہی نبی عربی مشہور ہین کہ جنکے صفات توریت و انجیل اور زبور اور قرآن مین مذکور ہین مگر پردۂ کفر تمہارے آنکھونکو ڈھانپ لیا ہی اسلئے تم انہین پہچان سکتے ہو ہرقل نے کہا کہ تم نے ہمارے بطریق سے بڑی بے ادبی کی ہی تم کون ہو ۔ قیس نے کہا ۔ یہہ ضرار بن الازور بن طارق الغزانی صحابی ہمارے مشہور ہین ہرقل نے کہا کیا یہہ وہی ہین کہ جنکا حال ہم یون سنا ہی کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہین اور کبھی سوار اور کبھی برہنہ لڑتے ہین اور کبھی صاحب لباس قیس نے کہا ہان ۔ کہتے ہین کہ ضرار نے جب اس بطریق کے ساتھ درشتی کی سب بطارقہ و جاثلیق غصے

انکا حال دیکھ کے ہرقل نے اپنی ہلاکت کا خوف کیا اور انسے کہا کہ تم اپنی تلواروں سے ضرار کو کاٹ ڈالو پس ان ناکسوں نے ضرار پر
تلواروں سے چودہ وار کیا لاکن جب اللہ تعالی نے انکو بچایا چاہا کسی کی تلوار بھی کارگر نہوئی۔ تب ابن بطریق ملعون نے کہا کہ اسکی زبان
کاٹ ڈالو۔ یہہ بات سنتے ہی یوقنا اٹھے اور زمین کو بوسہ دیکے کہنے لگے کہ ای بادشاہ یہہ بات مناسب نہین بلکہ بہتر یہی ہی کہ اس
جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دین اگر یہہ آج کی رات زندہ رہے تو کل علی الصباح اسکو شہر کے دروازے پر گردن مارین۔ یوقنا کا مطلب
یہہ تھا کہ ضرار بالفعل زندہ بچ جاوے اور ان ظالموں کا غصہ بھی تھم جاوے۔ غرض بادشاہ کو یوقنا کی راے پسند آئی انہین کو حکم کیا کہ تم اور
تمہارا بیٹا ہردو مل کر آجکی رات اس جوان کو اپنے پاس نگاہ رکھو۔ پس یوقنا انکو اپنے گھر لیگئے وہ اور انکا بیٹا ہردو ملکر ان کی غمخواری کی
ان کے زخموں کو دیکھا تو عنایت الہی سے انکی کوی رگ اور پٹھا نہین کٹا تھا پس انکی زخم بندی کئے کھانا کھلایا اور پانی پلایا تب ضرار
کو ہوش آئی اپنی آنکھین کھول کے دیکھے یوقنا کی تدبیر سے وہ آگاہ نہین تھے بلکہ یہہ سمجھے تھے کہ وہ مرتد ہو گیا۔ اسلئے ضرار نے
کہا کہ اگر تم ہردو کافر ہو پس بتحقیق اللہ نے فرمان بردار کیا ہی تمکو میرے واسطے اور اگر تم دونو مسلمان ہو پس خوشحالی اور مبارکی ہو
تمکو۔ میری ایک بہن ہمارے لشکر مین ہی ان پر میرا حال پوشیدہ ہی اگر ممکن ہو تو ان کو میرا سلام پہنچاؤ اور میرے حال سے آگاہ
کرو اور میری بہن میری ماں کو لکھ بھیجیگی میری ماں حجاز مین ہی وہ میرے حق مین دعا کریگی۔ یوقنا نے قبول کیا تب ضرار نے چند
درد انگیز بیتین لکھائے۔ تب یوقنا ایک ایلچی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا **واقدی** رح نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی انہون نے کہا
کہ مین ابو عبیدہ کے لشکر کے ساتھ زمین بلاط پر تھا اسوقت ایک رومی نے آیا اور کہا کہ مین ایلچی ہون ضرار کا خط لے آیا ہون
جب ابو عبیدہ نے اس خط کو کھول کے ضرار کے اشعار پڑھی تب مسلمان بے اختیار رو دئے اور سب سے زیادہ خالد بن ولید کو غم ہوا
اور ضرار کی بہن خولہ بھی یہہ خبر سنکے ابو عبیدہ کے پاس آئین اور کہا کہ میرے بھائی کے اشعار سناو۔ تب وہ بیتین پڑھنے لگے
ابھی تمام نہین کئے تھے کہ خولہ آہ آہ انا للہ پڑھین اور کہا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَاللّٰهِ
لَاٰخُذَنَّ بِثَارِیْ۔ پس ابو عبیدہ نے اپنا لشکر لیکے انطاکیہ کی طرف نکلے اور اثنا سے راہ حازم اور راوندان اور عم اور ارتاح
اور سواے انکے کئی شہر اور قلعے از روی صلح کے فتح کیا۔ اور جب لوہی کے پل تک پہنچے ہرقل کو یہہ خبر ہوی بہت گھبرایا اور اپنے
بطارقہ کو حکم کیا کہ لشکر آمادہ کرین اور اپنے خیمے لوہی کے پل کے قریب لگاوین اور خزانہ اپنے ہتھیاروں کا کھول کے لوگون میں
تقسیم کیا اور یوقنا کو خلعت دی اور کہا کہ یہہ سب لشکر پر تم کو حاکم کیا پھر سب بطارقہ اور ملوک اور حجاب اور راہبون کو لیا ہوا کنیسہ
قسیسین مین آیا اور حکم کیا کہ ان مسلمان قیدیون کو لے آوین تا انکی قربانی کرین پس جب کہ صحابہ کو لے آئے یوقنا نے اٹھا اور ہرقل کے
ہاتھ کو بوسہ دیکے کہنے لگا ای بادشاہ عرب نے ہمارا قصد کیا ہی معلوم نہین کہ غلبہ کس کے لئے ہی اگر تو ان قیدیون کو مار ڈالیگا بڑا اندیشہ
اسبات کا ہی کہ ہمارے لشکر سے بھی کوئی پکڑ جاوے تو وے بھی اسکو مار ڈالینگے۔ بہتر ہے کہ آج ان کے حال پر چھوڑ دین اور

دیکھیں کہ معاملہ کس جانب رجوع کرتا ہے یہ بات سنتے ہی سب ارکان دولت نے کہا کہ ای بادشاہ یہی مناسب ہے - اور ایک بطریق نے
کہا کہ ای بادشاہ آج یہ کنیسہ بہت آراستہ ہے جوان خوبصورت عورتیں اور لڑکیاں بہت جمع آے ہیں اب اُن قیدیوں کو
یہاں لانیکا حکم کیجئے شاید ان عورتوں کا حسن وجمال اور انکا زرق وبرق دیکھنے اور انکی خوشبوئی کی مہکار سونگنے سے ان قیدیوں کا
دل ہمارے دین کی طرف مائل ہو اور انکو نصرانیت کی طرف دعوت بھی کیجئے پس بادشاہ نے حکم کیا کہ قیدیوں کو لاویں جب
صحابہ کو لے آئے نصارا کے قسیسوں نے انجیل پڑہنے لگے اور آوازوں کو بلند کرنے - اور خوشبودار چیزیں جلانے لگے - صحابہ انکو
دیکھتے ہی تکبیر وتہلیل اور درود وسلام سے آواز بلند کئے اور کہا انہوں نے - كذب العادلون بالله وضلوا
ضلالاً بعيداً وخسروا خسراناً مبيناً ما اتخذ الله ولداً وما كان معه من اله
اور صحابہ میں رفاعہ بن زہیر جو یمن کے علما اور فصحاے مشاہیر سے تھے اور کتب حمیریہ سے آگاہ تھے جب انہوں نے دیکھا کہ نصارا نے
صلیبوں کی بڑی تکریم بجالاتے اور تصویروں کو سجدہ کرتے ہیں بہت ہی غضب میں آئے اور بکمال فصاحت کے اللہ تعالی کی بڑائی وحدانیت
اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اس طرح پر ظاہر کئے کہ کنیسہ جنبش میں آیا اور سب لوگ جو عصاؤں کو لئے ہوئے کھڑے
تھے جھک گئے - ہرقل نے کہا ای برادر عربی تمہارا کیا نام ہے - رفاعہ نے کہا ای بادشاہ تو میرے نام سے کیا چاہتا ہے میں تمہارے
جنس سے نہیں ہوں یہ بات سنکے ایک بطریق نے چڑھ گیا اور کہنے لگا ای بادشاہ یہ شخص سچ کہتا ہے کہ ہمارے جنس سے نہیں کیونکہ
وہ علم ومسایل حکمت سے آگاہ نہیں تاہم اس سے پوچھیں بلکہ وہ بدوی ہے جنگلوں کی سکونت اور بدوں کی صحبت کے سوائے
کچھ نہیں جانتا ہے - فن حکمت جوش مارتا یونانیوں سے اور بھر لیا اسکو سریانیوں کے سینوں نے - پس کہاں ہے عرب میں علم حکمت -
اس طرح کے بزرگیاں ہمارے عالموں میں ہے اور عدالت ہمارے بادشاہوں میں - اور ہماری ہی قوم سے ہوے ہیں اسکندر اور
بطلیموس اور ارمولی اور جوس اور ارسطاطالیس اور فیثاغورس توحیدی جس نے انطاکیہ کو بنایا تھا - اور ارمیوں جو نبی اور بادشاہ
تھے اور ططاغورس جو ہامرینج کو بنایا تھا اور اطلیس جو کاہن تھا اور اسنے بادشاہ عہد کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ
اپنے پروردگار سے کلام کریگا اور ایک حال اور ایک رتبہ بزرگ رکھیگا اور فیلاطون یعنے فرعون اسکے ہاتھ پر ہلاک کیا جائیگا - اور
منافیطش حکیم کہ معنی اس لفظ کا دریاے علوم ہے - اور امینو ہماری ہی قوم سے ہے جس نے رومۃ الکبری بنایا اور وہ اسیکے نام سے
منسوب ہوا - اور سیطانیوس جس نے پہلی کتاب لکھی جس میں زمین کی صورتیں اور پہاڑوں اور دریاؤں اور جانوروں اور
درختوں کی شکلیں ہیں اور اس میں ہر اقلیم کا اور اسکے رنگوں کا حال اور ہر اقلیم کے معدنیات کا بیان کیا ہے اور زمین کے شہروں اور
اسکے ناموں کا اور اسکے عجائبات کا بیان کیا ہے - واقدی رح سے منقول ہے کہ جب رفاعہ نے اس بطریق کا کلام سنا ہنسا اور کہا
کہ ای تبرک تو نے ایسی قوم کی تعریف کی کہ ان کے لئے کچھ بزرگی نہیں اور ان میں نہ کوئی فاضل ہوا نہ کوئی اللہ تعالی کی توحید کا قائل

پس ایسوں کا کیا حساب۔ ہاں بزرگی ہی تو اولاد اسمعیل ابن خلیل علیہما السلام کو ہی ابراہیم انہیں سے ہیں۔ اور انہیں کے واسطے
بیت الحرام اور زمزم اور مقام اور مشعر الحرام ہے۔ اور انہیں سے ہیں تبابعہ اور اقیال اور حماۃ اور انسال جو عرض وطول زمین کے
مالک ہوئے۔ اور انہیں سے ہی ملک الصعب ذو مراثد اسکندر جو دنیا کے مالک ہوئے اور ظلمات میں گئے تھے۔ اور آفتاب کے طلوع
غروب تک پہنچے اور سب زمین کے اور انکے سلاطین و ملوک انکے مطیع و منقاد ہوئے۔ اور اللہ تعالی انکا نام ذو القرنین رکھا۔ اور
انہیں سے ہوئے شداد بن عاد اور شدید بن عاد اور ذو المنار اور لقمان بن عاد اور ہدہاد اور عمرو ذو الاذعار اور بزار بن ہکسک اور
ہازیل بن عیان کہ جس نے حکمت کا کلام کرتا تھا۔ اور ہم سے ہی ہی سبا بن یشجب کہ جس نے پہلے تاج پہنا۔ پھر انکے بعد انکے بیٹے حمیر نے
والی ہوا پھر انکے بعد تبع کہ وہ بھی صاحب تاج تھا پھر مالک بن حمیر پھر عاد بن حمیر ہوئے۔ پھر ہم سے ہی ہوئے نبی اللہ حنظلہ بن صفوان
پھر ہم سے ہی ہوئے نغیلہ بن عبد المدان بن حشرم جو پانسو سال زندہ رہے اور انہیں نے بنایا مضبوط قلعے اور نکالا انہوں نے خزانے
اور تابع کیا تھا بہت سے لشکروں کو۔ اور انکو اللہ تعالی نے نبی حنظلہ بن صفوان کے علم کا وارث کیا اور جب اللہ تعالی نے نبی آخر الزمان
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری قوم سے مبعوث کیا ہماری بزرگی کو ختم کی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا۔ پس ہم لوگ رئیس ہیں اور تم غلام ہو
رفاعہ نے جب اس طرح اس تبرک کو الزام دیا اور کمال فصاحت وبلاغت سے کلام کیا۔ ہرقل نے دیکھ کے نقش دیوار بن گیا۔ اور اسنے
کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے خلیفے کا لباس مرقع ہے حالانکہ انکو ہمارا مال اور خزانہ اسقدر پہنچا ہے کہ جسکا بیان نہیں ہوسکتا ہے
پس کس چیز نے مانع ہے کہ وہ لباس شاہانہ نہ پہنیں۔ رفاعہ نے کہا کہ خوف خدا اور عالم آخرت ان کو شان وتجمل اور ناز ونعم سے
باز رکھا ہے۔ ہرقل نے کہا کہ انکے دار الامارے کا کیا حال ہے۔ رفاعہ نے کہا کہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہے ہرقل نے کہا کہ اسکے مصاحب اور
دربان کون ہیں۔ رفاعہ نے کہا انکے دربان محتاج اور غریب مسلمان ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ انکا فرش کیا ہے۔ رفاعہ نے کہا کہ ان کا فرش
عدالت اور تمکین ہے ہرقل نے کہا کہ انکا تخت کیسا ہے۔ رفاعہ نے کہا کہ انکا تخت یقین اور پاکدامنی ہے ہرقل نے کہا کہ خزانہ انکا
کیا ہے۔ رفاعہ نے کہا پروردگار عالم کے ساتھ اعتماد ہے ہرقل نے کہا کہ انکا لشکر کون ہے۔ رفاعہ نے کہا کہ انکا لشکر دلیران موحدین
وشہسواران مسلمین ہیں کیا نہیں جانا اور نہیں سنا تو نے ای بادشاہ کہ ایک جماعت نے انسے کہا تھا کہ یا عمر تمنے سلاطین روم کو
خزانوں کے مالک اور بطارقہ اور اکاسرہ کو ذلیل کیا پس کسلئے اچھا لباس نہیں پہنتے ہو۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ دنیا کی آرائش
اور تکلفات کو چاہتے ہو اور میں دنیا وآخرت کے پروردگار کی رضامندی چاہتا ہوں۔ سبحان اللہ حضرت عمر اس آیت قرآنی
کے مصداق ہیں الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر
ہرقل نے یہ حال سنکے حیران ہوگیا۔ پس اٹھا اور حکم کیا مسلمانوں کو قید خانے میں لیجائیں۔ اور آپ کنیسے سے لشکر کے طرف نکلا
بطارقہ کے خیمے کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سامنے لکڑی کے کنیسے تھے جن پر سونیکا کام ہوا تھا جو سفروں میں رکھتے

ہرقل نے لشکر مین گشت کر رہا تہا کہ ایسے مین چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے اور خبر دی کہ عرب کا لشکر لوہے کے پل تک آپہنچا۔ یہہ خبر سنتے ہی ہرقل کو اپنی زوال مملکت کا یقین ہوچکا سو مضطر ہوگیا۔ لشکر اسلام کی ٹکریان ایک کے پیچھے ایک نشان اٹھائے ہوے اور تکبیرین کہتے ہوے نمودار ہوے۔ سب کے پیچھے عورتون کی جماعت تھی خولہ بنت الازور اپنے بہائی کے غم مین دردآمیز اشعار پڑھتے تھے جب لشکر اسلام کا نزول کیا ہرقل نے قسیسین کے کنیسہ مین گیا اور سب بطارقہ اور ملوک کو جمع کرکے درمیان کھڑا رہا اور کہا کہ مین سنتے آگے ہی تم کو ان باتون سے خبر دی تھی تم نے میرا کہا نمانا بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا اب دیکھو عرب یہان تک پہنچ گئے اور ملک شام کے بہت سے قلعے ان کے ہاتھ آئے تمہارے عورتون اور لڑکون کو اپنی باندی غلام بنالیا پس تم اب بزدلی نکرو اور مردانہ جنگ کرو۔ القصہ دوسرے روز ہرقل کا لشکر آمادہ ہوکے میدان پر آیا جبلہ ملعون نے جو عرب متنصرہ کا سردار تھا اپنی فوج لیا ہوا ہمراہ تھا جناب ابوعبیدہ بھی اپنا لشکر لئے ہوے میدان پر آے۔ سب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا شور مچائے تھے جسکے سنتے ہی النصارا کے دلون مین لرزہ پڑگیا۔ ربیعہ بن عمر بڑے شاعر اور فصیح اور بلند آواز تھے ابوعبیدہ نے انکو حکم کیا کہ تم اسوقت وعظ کرو غازیونکو ترغیب جہاد کی دو۔ تب انہون نے ایسا وعظ فرمایا کہ جس کے سننے سے مجاہدون کے دلون کو تحریک ہوی اور انکی شجاعت بڑہگئی۔ ایسے مین لشکر روم سے بسطورس جوان مین بڑا بہادر تھا میدان پر آیا لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کے لئے دامس جو حلب کے قلعے کو فتح کئے تھے نکلے ایک نے دوسرے پر حملہ کیا ناگاہ دامس کا گھوڑا ٹھوکر کھایا سو دامس گھوڑے سے جدا ہوے۔ بسطورس نے قابو پاکر بڑی جلدی سے انکو پکڑ لیا اور کھینچتا ہوا اپنے خیمے کے پاس لے گیا اور اپنے لوگون کے سپرد کرکے پھر آیا تب ضحاک بن حسان طائی جو خالد بن ولید کے مشابہ تھے اسکے مقابلے کے واسطے نکلے رومیون نے سمجھا کہ خالد ہین ان کے دیکھنے کے لئے رومیونکا ایسا ہجوم ہوا کہ بسطورس کے خیمے کی رسیان ٹوٹ گئین اور خیمہ گرپڑا فراشون نے گھبرایا کہ کہین بسطورس ہم کو سزا ندے اور فراش تین ہی شخص تھے اور خیمہ اٹھانے کے لئے انکی اعانت کرنیوالا بھی کوئی نہ تھا کیونکہ لشکر روم کا ہر شخص جنگ کے مقام پر جاکے بسطورس اور اسکے خصم کی لڑائی دیکھنے مین مشغول تھا۔ اسواسطے ان فراشون نے دامس سے کہا کہ ہم تمہارے مشکیان کھولدیتے ہین اس شرط پر کہ خیمہ اٹھانے مین ہماری اعانت کرین پھر اسکے بعد ویسا ہی تم کو باندھ دیوینگے اور بسطورس آیا بعد تمہاری سفارش کرینگے البتہ وہ تمہین چھوڑ دیویگا۔ جب دامس کے بند کھولدئے انہون نے قابو پاکے ایک فراش کو دائین ہاتھ مین اور دوسرے کو بائین ہاتھ مین لے لیا اور ہر دوکو ایسی ٹکر دی کہ ہر دو مرگئے اور تیسرے کو بھی پکڑ کے مار ڈالا۔ اور خیمے مین کئی صندوق تھے ایک کو کھولا تو اس مین بسطورس کے کپڑے تھے اسکو پہن لے اور بسطورس کے گھوڑون سے ایک تیز گھوڑے پر سوار ہوکے عرب متنصرہ کے لشکر مین جا ملا حازم بن عبدیغوث غسانی جو جبلہ کا بھتیجا تھا جبلہ نے اسکو لشکر کا پیش رو سردار بناکے آپ اپنے بیٹے اور چند سردارون کے ساتھ لشکر کے بائین جانب مین تھا دامس نے حازم کے پاس جاکر کھڑا رہا۔ اور بسطورس جو ضحاک کے

ساتھ مقابل ہوا تھا ہر دو مین بہت سے حملے ہوے لاکن ایکدوسرے پر غالب نہوا آخر نسطوریس تھک جا کے آرام پانے کیلئے اپنے خیمے کی طرف آیا یہان تو گل دیگر شگفتہ تھا یعنے اسکا خیمہ تو سبز مین اور تینون فراش اور قیدی اور اسکا خاص گھوڑا گم تھین یہ حال دیکھ نسطوریس نے آتش پر کباب کے مانند پیچ کھایا اور مضطر اور بیحواس ہرقل کے پاس دوڑا اور کہا ای بادشاہ نہین ہین عرب مگر شیطان پھر قیدی کا قصہ بیان کیا یہہ حادثہ سنتے ہی سب لشکر روم جنبش مین آیا اور اکثر لوگ کہنے لگے کہ غالبا یہہ قیدی عرب منتصرہ کی فوج کی طرف ہی گیا ہوگا کیونکہ وہ انکا ہمجنس ہے۔ غرض جب لشکر روم مین جنبش ہوئی واثق نے سمجھا کہ یہہ شور وغل میرے ہی سبب سے ہوگا پس جلد وہ تلوار جو نسطوریس کے خیمے مین لیا تھا کھینچا اور حازم پر ایک وار ایسا کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے اگرچہ قوم غسان اسکا قصد کئے لاکن اللہ تعالی ان کے شر سے اس کو بچایا پس گھوڑے کو خیز کر کے لشکر اسلام مین آملا مسلمانون نے انکو دیکھ کے تکبیر و تہلیل سے اپنی آوازین بلند کین۔ اور واثق ابو عبیدہ کے سامنے آ کے سلام کئے اور اپنا ماجرا بیان کئے ابو عبیدہ بہت خوش ہو کے انکے حق مین دعا کئے۔ کہتے ہین کہ جبلہ نے جب اپنے بھتیجے حازم کا مارا جانا سنا بہت ہی خشمناک ہو ہرقل کے روبرو آ کے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا کہ ای بادشاہ یہہ عرب حد سے تجاوز کئے ہین اب مجھے صبر کی طاقت نہین ہمارے لشکر کو اجازت دیجئے تا سب ملکر ان پر حملہ کرین ہرقل اجازت دینی چاہتا تھا کہ ایسے مین چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوے آئے ہرقل نے پوچھا کہ کیا خبر ہی انہون نے کہا کہ ای بادشاہ رومتہ الکبری کا حاکم فلیطانوس تیری کمک کیلئے آیا ہی

رومتہ الکبری کے طلسم کا بیان

کہتے ہین فلیطانوس کے دادا کے نام پر رومتہ الکبری کا شہر بنا کیا گیا تھا۔ اور اس شہر مین تہایون کا ایک مکان تھا اس کا نام ابوشوفیا کیا گیا تھا۔ اور تانبے کی ایک تصویر بنائی گئی تھی اس پر سونے روپے کا کام ہوا تھا۔ اور اس مکان کو سونے کے سات دروازے لگے تھے اور ہر دروازے پر ایک بنا تھی اس کے سر پر ایک مرد تھا وہ گردش کر رہا تھا اور اس مرد کے ہاتھ مین سونے کے سات تختیان تھین ہر سال مین وہ مرد ایک تختی کو اس بنا پر آفتاب کی طرف کرتا تھا اور ہر چیز کو اس بنا سے ثابت ہوتی تھی اس تختی مین دیکھتا تھا بعد اس اقلیم مین جو چیز واقع ہوتی جو اس تختی سے خاص اور متعلق تھی اسکو وہ مرد معلوم کر لیتا تھا ہر بنا کا یہی حال تھا پس جو چیز عالم مین واقع ہوتی تھی۔ رومتہ الکبری کے لوگ اس طلسم کے ذریعے سے معلوم کر لیتے۔ یہہ بات ان کے اگلے حکیمون کے علوم کے سبب سے ہاتھ آئی تھی۔ اور ان مکانون کے درمیان ایک گنبذ ہشت پہلو تانبے کے ستونون پر تھی جس پر سونیکا کام تھا اور اسکو ایک دیوار گھیری تھی اور اس دیوار کو اس قبے پر ایک بڑا قسان پھرتا تھا اور اسکے سر پر پتھر کی ایک صورت تھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا تھی بلکہ وہ ایک سیاہ پتھر سپیدی کے ساتھ پیوند کیا ہوا معلوم ہوتا تھا جب مشرق و مغرب کی زمین مین زیتون کے اعتدال اظہار کا موسم آتا تھا لوگ اس قسان سے ایک ایسی آواز مہیب سنتے تھے کہ انکی عقل مین فتور آنیکا خوف ہوتا۔ جب دوسرا دن آتا ایک قسم کے پرندے کہ جنکو زاوذیر کہتے ہین۔ اس قسان کی طرف آتے انکے پاؤن مین زیتون رہتے وے اسکے سر پر ڈالدیتے یہان تک کہ

قسان جو دیوار کو پھر آتا عظیم ہو جاتا۔ پس لوگ آسکے ان ستونون سے روغن نچوڑ لیتے وہی روغن اس شہر والون کو ایک سال تک
کفایت کرتا تھا۔ اور اس مکان بلند کے اندر ایک گھر مقفل تھا جب سے کہ شہر رومۃ الکبری کی بنا ہوئی تھی اسکو کوئی نہین کھولتا تھا جب
فلیطانوس نے ہرقل کی مدد کے لئے نکلنا چاہا اسکو خرچ لشکر کے واسطے مال کی ضرورت ہوئی تب اس مقفل گھر کے پاس آیا اور اس کو
کھولنے کا قصد کیا علماؤس نامی ایک شخص جو اس مکان کا مہتمم تھا کہنے لگا ای بادشاہ اس گھر کو جو قفل لگا ہی سات سو سال
گذرے ہین عیسی مسیح کے آگے اکیسو ستر برس سے ایسا ہی بند ہی۔ اور اس زمانے سے ابتک جو اس مکان کا مہتمم ہوتا اس نے اپنے بعد
دوسرے کو یہی وصیت کرتا آیا کہ اس کو نہ کھولے اگلے حکیمون نے اسکو بنایا تھا اس وقت تیرا دادا رستوق اس شہر کی بنا کی اور ان
مکانات کو مضبوط کیا اور تین سو سال بادشاہ رہا اور اس گھر کو بند ہی رکھنے کی وصیت کی۔ پھر تیرا باپ لقیطانیوس نے تین سو
ستر سال سلطنت کی اس نے بھی یہی وصیت کی تھی اور تو بھی ایک سو برس سے اس ملک کا حاکم ہے۔ پس ان حکمت اور طلسمون کو جو اگلون
نے بنایا باقی رکھ۔ لاکن فلیطانوس نے ہرگز نہ مانا اور کھولنے پر ہی اصرار کیا۔ جب کھولا تو اس مین کچھ مال و زر نہین پایا ہان اسکے
اندر ایک گھر تھا اس مین کئی تصویرین تھین۔ بیت المقدس اور بلاد شام کی صورت اور ملک شام کے ملک کا شمار اور صفت اور آخر مین
ہرقل کی صورت تھی اور اس کے روبرو ایک تختی تھی گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہی۔ اور اس تختی پر یونانی زبان سے یہ مضمون لکھا تھا کہ اسے
ڈھونڈنے والے علم کے تجھ کو لازم ہے کہ علم بہت پڑھے اسواسطے کہ جب اچھی اور باریک باتین بار بار کانون مین گذرین گے اور کان
انکو سنینگے تو یہ امر قوت علم کو مضبوط اور محکم کریگا۔ اور علم کی دست اندازی کے واسطے حکم کرنیوالا ہوگا۔ کیونکہ سب علوم عقل سے
ہی نکالے گئے ہین اور اندازہ کرنا ہو سکتا نہین مگر بسبب کثرت کوشش اور محنت کے جو علم مین ہو۔ اور علم زیرکی اور دانائی پایان کار
دیکھنے کی ہے۔ اور پایان کار دیکھنے کی جگہ اور محل علم کا ہی۔ اور علم جگہ عقل کی ہے۔ اور عقل پوری کرنیوالی علم کی صورتون کی ہے
اور سقراط نے دیکھا ہی حکمت اور اسرار پوشیدہ مین یہ امر کہ ابر کوری کا اور سایہ گمراہی کا جب صفحہ زمین پر چھا جائیگا تو زمین تہامہ
سے ایک ہدایت کا چراغ نکلیگا۔ جہل کی اندھیری کو جو حس و ادراک کو تاریکی کرنیوالی ہے دور کریگا۔ اور وہ صاحب چراغ ہدایت
لوگو نکو اپنے دین کی طرف بلاوینگے جس سے حق تعالی کی توحید ٹھیک ہو۔ اور وہ صاحب شتر کبود چشم ہونگے۔ اور وہ دینو نکو
نسخ کرین گے اور زمین نرم اور پہاڑ انکی اطاعت کرین گے۔ پھر جب اس نور کی پاکی ہر موٹی اور زبون چیز پر بلند ہوگی اور انکی روح معظم
روح عالم کی طرف جاوینگی۔ تو اسکے بعد ایک مرد لاغر جسم کہ جسکا دل نور راستی کے ساتھ روشن ہوگا حاکم ہونگے اور ان کے
دین و شریعت کو مضبوط اور محکم کرین گے ایک مرد سیاہ جو ملک قیصر سے دور کرنیوالے ہونگے انسے ملک شام پر سختی آویگی اور عبدیہ اور
حملہ اس مرد کا سخت اور زبردست ہوگا اور انکی صورت کشادہ اور فراخ ہوگی اور عدالت انکی صفت اور پابندی حق کی انکا
ہنر ہوگا۔ اور انکا مرقع انکو آرایش دیویگا اور انکی تلوار انکا دشمنہ ہوگا۔ اور انکے زمانے مین دولتین دور کئے جائینگے اور دل

جاوینگے۔ اور اسکا سر نیست ونابود ہو جائینگے۔ اور دور کئے جاوینگے اور یہ معاملہ اسوقت ہوگا کہ جب یہ گھر کھولا جائیگا
جس مین تصویرین حکمت کی گھیرنیوالے نعمت کے ہین۔ پس پاکی اور خوشی اس شخص کو کہ جس کے دلمین حکمت نے یہ مضبوطی قیام کیا
اور چراغ حکمت کے اسکی عقل خالص مین روشن ہوئے ہین اور اس نے حق کی پیروی کی ہی اور اس کو پہچانا ہی اور باطل سے کنارا
لیا اور اسکا خلاف کیا ہی انتہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب فلیطانوس نے اس مضمون سے آگاہ ہوا بہت تعجب کیا اور اس
مکان کے مہتمم علماؤس سے کہا کہ ای پدر مہربان تو اس حکمت کے باب مین کیا کہتا ہی اس نے کہا ای بادشاہ بہ تحقیق مین جانتا
ہون کہ ہرقل کی دولت گذر گئی اور اسکی عزت کے ستون گر پڑے اور زمین سوریہ سے اسکے ملک کا قبہ کھو دا گیا اور روم کا
ملک اس زمین سے استنبول یعنے قسطنطنیہ کی طرف اسیطرح مہراس حکیم نے اپنی تصنیف اسلاروس یعنے جواہر الحکمت مین
خبر دی ہے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا ہی کہ جب یتیم کا نور پاک فاران یعنے مکہ معظمہ کے پہاڑون پر ظاہر ہوگا تو اس نور کی حکمت سے اذہان
تاریک روشن ہو جاینگے۔ اور آسمان نا دانستگی کی جمنے والی اندھیری اس صاحب نور کے عزم و قوت کے سبب سے روشن ہونگی
اور وہ لوگون کو اللہ تعالی کی طرف اچھی طرح سے اور نرمی سے بلاوینگے۔ اور نیکی اور نرمی کے مہارون سے انکو اپنے طرف
کھینچینگے۔ اور وہ آسمان پر جاینگے اور انکی صحابی اور انکے ساتھی لوگ جو ہیبت کے حایل سے آراستہ رہینگے۔ ان کے
دبدبہ سے زمین ایلیا پر سختی آویگی اور وہ زمین کے مالک فتوحات اور سلاطین کے ذلیل کرنیوالے ہوگے انکا تراز و عدل اور تقویٰ
انکا لباس ہوگا اور انکے زمانے مین صلیب اوندھی ہو جاینگی اور ترسایون کے گھر اور انکے تصویرین ویران ہو جاینگے اور انکے
قربانی کی جگہین ناپدید ہوینگے اور معمور یہ کے لوگ ذلیل ہوینگے۔ پس انکے حملے اور دبدبے سے نجات ہوگی مگر ان کے لئے
اور سردار کے شریعت کی پیروی کرنے سے۔ راوی کہتا ہی کہ جب فلیطانوس نے یہ احوال سنا اس نے اپنے حال کو اپنے دلمین
پوشیدہ رکھا اور ظاہر مین کہا کہ عرب کو دیکھنا اور ہرقل کو مدد دینا مجھے ضرور ہی۔ پس اپنے بیٹے اسقیلوس کو اپنا قایم مقام
کیا۔ اور بیت الحکمہ سے اسکندر یونانی کا نشان نکالا جس کو سیم وزر اور جواہر سے آراستہ کئے تھے۔ اور اسی نشان کو اسکندر نے
فتح ساحات کے دن بلند کیا تھا فلیطانوس لے اس نشان کو اور بتیس ہزار سوار کو ہمراہ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہرقل نے اسکے
استقبال کے واسطے نکلا ہر دو کے خیمے استادہ ہوئے اور ہرقل کے لشکر مین گھنٹے بجانے اور ناقوس پھونکنے لگے۔ بڑا ہی شور و
غل ہوا۔ جب ابو عبیدہ اس حال سے آگاہ ہوئے بارگاہ الٰہی مین اپنے ہر دو ہاتھ اٹھا کے یہ دعا کئے اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ
شَمْلَھُمْ وَفَرِّقْ کَلِمَتَھُمْ وَدَمِّرْ جُیُوْشَھُمْ وَذَلِّلْ اَقْدَامَھُمْ وَاجْعَلْ کَلِمَتَنَا
الْعُلْیَا وَکَلِمَتَھُمُ السُّفْلٰی وَانْصُرْنَا کَنَصْرِکَ لِنَبِیِّکَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ
اَللّٰھُمَّ رُدَّ کَیْدَھُمْ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ اور سب مسلمانون نے آمین کہا۔ واقدی سے منقول ہی کہ

جب ہرقل لشکر کی آمادگی کا حکم کیا اور آپ سوار ہو کے لشکرگاہ کے پاس آیا اطراف وجوانب کے لوگ بھی سوار ہو کے
اس کے پاس آئے وے سب بادشاہ تھے جب غلبہ عرب اور تباہی اہل روم کا ذکر آیا۔ فلیطانوس نے ہرقل کی طرف
متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ یہ شامت تمہارے اعمال کی ہے خلاف حق کی تبعیت اور رعایا پر ظلم وجفا اور کثرت زنا اور ایسے ہی برائیون
کے سبب سے تم کو مدد نہین ہوتی ہے۔ فلیطانوس کی یہ گفتگو سنتے ہی ہرقل کا ایک حاجب نے اسپر ہانک ماری اور کہا کہ ای سردار بادشاہ
کے دل پر ایسی گفتار سے بار انداز ہو کہتے ہین کہ اُن بادشاہون کے روبرو اس حاجب کا زجر کرنا اور ہرقل خموشی رہکے اس کو
منع نکرنا فلیطانوس کی خاطر پر دشوار گذرا آگے تو بعثت پیغمبر آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور حضرت کے دین
متین کی حقانیت کا مضمون اُس تختی پر دیکھا تھا اور وہ بات اس کے دل مین جا گئی تھی پھر اس حاجب کی حرکت اور ہرقل کا
سکوت اس کو مکدر کیا یہ سب اسکی ہدایت کا اسباب ہوا۔ پھر اسی شب اپنی قوم کو ان باتون سے آگاہ کرکے دین اسلام
کی طرف ترغیب دی۔ آخر یہ تدبیر ٹھہری کہ شبا شب اپنا لشکر لے کے نکلے اور لشکر اسلام مین داخل ہووے۔ اور ابوعبیدہ
کے ہاتھ پر اسلام لاوے۔ یہ تدبیرین ہین کہ اور یہی ہدایت کا سامان یہ ہوا کہ اسیوقت یوقنا بھی ہرقل کی طرف سے کچھ پیام
لے آئے۔ فلیطانوس نے اسنے کہنے لگا کہ مین سنا تھا کہ تم اسلام قبول کئے پھر اس سے بدلنے کا کیا سبب ہے یوقنا نے اپنے
مقصود کو پوشیدہ کرکے کہا کہ نصرانیت کی محبت اور اپنے خویشون کی پاس قرابت مجھے اس سے پھیری پھر فلیطانوس نے اسلام اور
مسلمانون کا حال دریافت کی تو یوقنا نے اسلام کی خوبی اور مسلمانون کی راستی اور کثرت عبادت وصداقت کا بیان کیا فلیطانوس
بھی اس تختی کا جو مضمون تھا ظاہر کردیا آخر ہوتے ہوتے ہر ایک نے اپنا اصل مدعا کہدیا اور ہر دو ہمراز و دمساز ہو گئے پس یوقنا
نے کہا کہ اب تم لشکر اسلام کی طرف جانیکا قصد نکرو دو سو صحابی قید مین آئے ہین سو میرے ہی قبضے مین ہین علی الصباح
مین انکو چھوڑ دونگا ادہر سے لشکر اسلام حملہ کریگا ادہر سے تم حملہ کرو اور شہر مین وے دو سو صحابی جو ہزارون پر بھاری
ہین جنگ شروع کرینگے انشاء اللہ تعالی ہمکو فتح نصیب ہوگی اور لشکر اسلام کے جاسوس ذمیون سے میری نوکری مین ہین
مین انسے ابھی کسیکو ابوعبیدہ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور ہمارے ارادے سے ان کو اطلاع دیتا ہون یہی گفتگو تھی کہ ایسے
مین عمرو بن امیۃ الضمیری جو ایک معمر صحابی تھے ابوعبیدہ کی طرف سے آئے اور یوقنا کو سلام کئے اور کہا کہ سردار عرب ابوعبیدہ
کہے ہین کہ اللہ تعالی تم کو جزاے خیر دیوے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضرت نے انہین خبر
دی کہ حاکم روم نے اسلام سے مشرف ہونیکا قصد کیا ہے اور اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینے کے لئے ایسی باتین کئین
ہین بشارت ہو تمکو اے ابوعبیدہ کہ انشاء اللہ تعالی شہر انطاکیہ کل فتح ہو جائیگا۔ اور رومی اس سے در در ہو جائینگے۔
کہتے ہین کہ فلیطانوس نے جب یہ حال سنا تھر تھرانے لگا اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس امر کی کہ وہ سچے پیغمبر ہین اور بھی

دین اسلام دین حق ہے - القصہ اسی شب ہرقل ایک وحشتناک خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص اُترا اور اس کے تخت
کو الٹ دیا اور اس کا تاج اس کے سر سے اُڑگیا - اور اس شخص نے کہا کہ تیری مملکت کا زوال نہایت قریب ہوا - اس کے بعد اس
شخص نے ہرقل کے لشکر مین پھونک کے آگ سلگھا دیا - ہرقل نے جب اس خواب سے جاگا بہت ہی گھبرایا اور اپنی زوال مملکت
کا یقین کیا - اسکا ایک خاص غلام بالینس نام ہرقل کے ساتھ بہت مشابہ تھا سو ہرقل نے اپنا لباس اسکو پہنایا اور کہا کہ مین
شبا شب نکل جاتا ہون کیونکہ عرب کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ رکھتا ہون تو میری جگہ پر ٹھہر پس ہرقل نے اپنا مال وزرا اور اپنے
گھر والون کو ساتھ لے کر پوشیدہ نکل گیا اور کشتیون مین سوار ہو کے روانہ ہوا جب صبح ہوئی لشکر اسلام جنگ پر آمادہ ہو کے
نکلا اور لشکر کفار بھی بڑے ساز و سامان سے نکلکے مقابل ہوا لشکر اسلام مین خالد بن ولید اپنی ٹکڑی سلئے ہوے سب سے آگے
تھے اور دوسرے سرداران کے پیچھے تھے - پھر فلیطانوس اپنا لشکر لئے ہوے نکلے - اور یوقنا بھی وے دو سو صحابی کو
قید سے چھوڑ دئے چو طرف سے اہل اسلام لشکر کفار کو گھیر لئے بڑا ہی جنگ ہوا ضرار اس جنگ مین عجب بہادری کے کرشمے دکھلا
رہے تھے ناگاہ عین جنگ مین ان کے بہن خولہ ملاقی ہوئین - اور سلام کیا کلام کرنا چاہا تو ضرار نے کہا کہ ای بہن تم کلام کرنے سے
کافرون کے قتال مین مشغول رہنا بہتر ہے - راوی نے خبر دی ہے کہ ضرار جب اپنی بہن سے کلام کر رہے تھے اسیوقت یوقنا
نے ایک ایسا حیلہ کیا کہ بالینس غلام پر قابض ہوگیا ایک شخص پکار کے کہہ دیا کہ یوقنا حاکم روم نے ہرقل کو پکڑا پھر آتش قتال
بہت ہی زور و قوت سے شعلہ زن ہوئی - رومیون نے اسکا تاب نلا کے پیٹھ پھیری اور بھاگنے لگے اتنے کافر مارے گئے
کہ سوائے اجنادین اور یرموک کے اور کسی لڑائی مین اس قدر مقتول نہین ہوے تھے - عرب متنصرہ سے بارہ ہزار نفر کے قریب
تہ تیغ ہوے جبلہ اور اسکا بیٹا ہر دو فرار ہوگئے نہ ان کے پلید نعشین ملین نہ ان کا نشان کسی کو ملا انہین کے ساتھ پانسو
آدمی جو اس کے قدیم رئیسون سے تھے بھاگے اور کشتیون مین سوار ہو کے ہرقل سے جا ملے - انہین سے ہی عرفطہ بن
عصمہ اور عروہ بن وائق اور مریف بن واقد اور ہجام بن سالم اور سوائے ان کے اور لوگ بھی تھے - کہتے ہین کہ افرانج
انہین کی نسل سے ہین - پھر رومیون کے خیمے اور کپڑے اور گھوڑے اور ساز و سامان کہ جس کا شمار اللہ تعالی کو معلوم ہے مسلمانون
کے ہاتھ آئے اور رومیون سے بیس ہزار آدمی قیدی ہوے اور ستر ہزار مارے گئے اور جو بھاگے ان سے بعضے رومی
اور متنصرہ انطاکیہ کی طرف اور بعضے قیساریہ کے طرف قسطنطین ابن ہرقل کے پاس اور بعضے دریا کے کنارے کے طرف
گئے - جب غنیمت کا مال و اسباب اور قیدیون کو حضرت ابو عبیدہ کے روبرو لے آئے انہون نے شکریہ سجدہ
ادا کیا اور ضرار ان کے ساتھی دو سو اصحاب کہ جو مقید ہوگئے تھے مع یوقنا اور ان کے تابعدار بھی آئے انکو دیکھتے
ہی ابو عبیدہ اور سب صحابہ بہت خوش ہوے اور انکی رہائی پر شکر الٰہی بجالاے اور فلیطانوس جب اپنی قوم کو

لئے ہوئے آئے - ابو عبیدہ ان کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے اور ان کا استقبال کیا اور تمام صحابہ کرام ان کی
تعظیم کے لئے اٹھے اور بڑے بڑے صحابہ ان کا اکرام کر کے آگے بڑھے - فلیطانوس نے انکی یہہ تواضع دیکھ کے متحیر
ہوا اور کہا قسم ہے اللہ تعالی کی یہہ وہی قوم ہے کہ مسیح نے جن کی بشارت دی تھی - پس ابو عبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لایا
اور اس کی قوم بھی مسلمان ہوی - اور بالینس غلام کو یوقنا جو اسیر کئے تھے ابو عبیدہ کے حضور مین لے آئے انہون نے
اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس ملعون نے انکار کیا تب ابو عبیدہ کے حکم سے اس کو قتل کر دئے - اور جب ابو عبیدہ
نے انطاکیہ کی مضبوطی طرف نظر کی آپنے ہاتھ اٹھا کے یہہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلًا وَافْتَحْ لَنَا
فَتْحًا مُبِیْنًا کھتے ہین کہ اس وقت انطاکیہ مین بادشاہ کے طرف سے صلیب بن قطس حاکم تھا اسنے ارادہ کیا کہ شہر پناہ
کی دیوار پر سے لڑے لاکن دوسرے رئیس لوگ اس کو منع کئے اسنے تین لاکھ دینار دیکے صلح کی - پھر ابو عبیدہ انطاکیہ
مین تشریف لے گئے ان کے روبرو وہی نشان تھا جو صدیق اکبر نے ان کو عنایت کی تھی ان کے دائین طرف خالد بن ولید
تھے اور بائین جانب میسرہ بن مسروق اور قاری سورہ فتح خوش الحانی سے پڑھتا تھا - باب الجنان پر آپہنچے اپنے گھوڑون
سے اترے اور اسجگہہ ایک مسجد کی بنا کئے ابتک وہ مسجد موجود ہے - میسرہ سے منقول ہے کہ جب شہر انطاکیہ بہت پاک
اور صاف تھا اور اس مین ہر طرف پانی کی نھرین جاری اور اچھے چیزین میسر تھین ہم سب اس بات کو دوست رکھتے
تھے کہ کاش ایک مہینہ وہین ٹھہرین اور آرام پاوین لاکن حضرت ابو عبیدہ نے تین روز سے زیادہ وہان کی اقامت کا
حکم ندیا - اور اس فتح و نصرت کی بشارت مین ایکنامہ حضرت عمر کی خدمت مین زید بن وہب کے ہاتھ سے روانہ کر کے آپ انطاکیہ سے
کوچ کیا - زید سے منقول ہے کہ جب مین مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت عمر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمراہ
لئے ہوئے حج بیت اللہ کے واسطے نکلے ہین - اور ان بی بیون کی عماریان آگے ہین ان کے دائین جانب حضرت علی ہین اور
بائین جانب حضرت عباس - اور حضرت عمر عماریون کے پیچھے پاپیادہ چلتے تھے اور ان کے غلام کو کہ جسکا نام برتا تھا آپ کی
اونٹنی کی مہار لئے ہوئے ان کے پیچھے چلتے تھے اور اسکو گلیم قطوانیہ سے آراستہ کیا تھا اور انکا توشہ اور کاسہ بھی اسی پر تھا
مین نے جلد اپنی اونٹنی سے اترا اور حضرت عمر کے روبرو آکر سلام کیا انہون نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ کون ہے مین نے کہا
یا امیر المومنین مین زید بن وہب ہون - جناب ابو عبیدہ کے پاس سے خوشخبری لے آیا ہون کہ اللہ تعالی نے شہر انطاکیہ ان کو فتح دی
حضرت عمر یہہ بات سنتے ہی سجدے مین گر پڑے اور اپنے منھ کو خاک پر رکڑتے تھے دیر کے بعد سر سجدے سے اٹھائے تو آپکا
چہرہ اور داڑہی خاک آلودہ تھی اور کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ عَلٰی نِعْمَتِکَ السَّابِغَۃِ یعنی ابو عبیدہ
کا نامہ دیا اسکو پڑہے اور بحال خوشی سے رو دئے - پس وہ نامہ حضرت علی کے ہاتھ دئے انہون نے پڑہکر سب کو سنایا

پس حضرت عمر اسی جگہ کاغذ اور دوات اور قلم منگائے اور اسکا جواب لکھ کے میرے ہاتھ دئے اور اپنے توشہ سے ایک صاع
خرما اور ایک صاع ستو عنایت کئے اور فرمائے کہ مجھے معذور رکھو کیونکہ ان کے مکان مین اسیقدر تھا پس میری پیشانی پر بوسہ
لیا مین نے رو دیا اور کہا کہ یا امیر المومنین مین اس حد کو نہین پہنچا ہون کہ آپ میرے سر کو بوسہ دین حالانکہ آپ مسلمانون کے سردار
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مقرب اور متمم الاربعین ہین حضرت عمر یہہ بات سنکے رونے لگے اور فرمائے کہ
مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ تمہاری گواہی کے سبب سے عمر کو بخشدے - زید بن وہب کہتے ہین کہ جب مین اپنی اونٹنی
پر سوار ہوا حضرت عمر نے یہہ دعا کی اللھم احمله علیها واطول له البعید وسهل له القریب انك
علی کل شیء قدیر مین نے بہت خوش ہوا کیونکہ حضرت عمر کی دعا رد نہین ہوتی تھی - پس مین چلنے لگا تو زمین لپیٹی جاتی تھی
تیرہوین دن ابو عبیدہ کی خدمت مین جا پہنچا - انہون اسوقت حازم مین آکے اترے تھے اور وہانسے خالد بن ولید کو دریاے فرات
کی طرف روانہ کئے تھے انہون نے منبج اور براعہ اور نابلس فتح کیا تھا اور بہت سے غنایم اور مال کثیر ان کے ہاتھ آیا تھا - پھر وہانکے
لوگون نے ڈیڑھ لاکھ دینار دیکے مصالحہ کیا خالد نے ان کے غنایم اور مال پھیر دیا اور اپنے طرفسے منبج پر عبادہ بن رافع الیمنی کو اور
بل پر نجم بن مفرج النہری کو اور براعہ پر اوس بن خالد ربعی کو اور نابلس پر بادر ابن عون الحمیری کو حاکم ٹھہرا کے جسدن زید بن وہب
حازم کو پہنچے تھے اسی روز خالد بھی مع مال کثیر وہان آپہنچے سو مسلمانونکو بڑی خوشی حاصل ہوئی شکر الہی بجا لائے **مرج القبایل**
کی فتح کہتے ہین کہ ہرقل جب انطاکیہ سے بھاگا قسطنطنیہ مین جاکے ٹھہرا اور عرب کا لشکر وہان بھی آنے کے اندیشہ سے
پہاڑون کے درون پر تیس ہزار سوار کو مقرر کیا تا انکو راہ ندین حضرت عمر کے حکم سے ابو عبیدہ نے چہار ہزار سوار پر میسرہ بن مسروق
کو سرداری دیکے روانہ کیا انہون نے پانچ روز بڑی مشقت اور رنج اٹھا کے اس کوہستان کے تنگ راہ مین پار ہوے - جب مرج القبایل
مین پہنچے ہر دو لشکر ایک جگہ ملے پھر جنگ شروع ہوا لشکر روم کی تین صفین تھین ہر صف مین تین ہزار سوار تھے اور لشکر اسلام مین
چہار ہزار سوار پہلے دن بڑی لڑائی ہوی - ابو الہول دامس نے بڑی جوانمردی ظاہر کی بہت سے کفار مارے گئے اور مسلمانون سے دس
شخص اسیر ہو گئے - ان مین دامس بھی داخل تھے میسرہ کو انکا بڑا ہی درد ہوا - جب رات آئی لڑائی موقوف ہوی پھر دوسرے دن جب
جنگ شروع ہوا اہل اسلام ایسی شدت سے قتال کرنے لگے کہ تلوارین ٹوٹ گئین اور میسرہ کا نشان خون سے رنگین ہو گیا
اثناے جنگ مین دیکھتے کیا ہین کہ دامس بھی ایک طرفسے کافرون کو قتل کر رہے ہین - عطیہ بن ثابت نے انکو دیکھ کے میسرہ کے
پاس دوڑا اور دامس کے آنے کی خوشخبری دی - انہون نے سنکے بہت خوشی کی اور شکر الہی بجا لایا - اس روز کفار سے تین ہزار شخص مارے گئے
اور مسلمانون سے دو کم پچاس شخص شہید ہوے جب لڑائی موقوف ہوئی اور دامس نزدیک آئے تو میسرہ ان کو دیکھتے ہی اپنے گھوڑے سے
اترنا چاہے دامس نے انکو قسم دیکے پیادہ ہونیسے منع کیا - پھر میسرہ نے انسے معانقہ کیا اور انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور انکا حال دریافت

کیا واسس نے کہا اسے سردار کافرون نے جب ہمکو اسیر کیا اور ہمارے پیرون مین بیڑیان ڈالے اور سخت قید کئے تھے
جب رات آئی مین نے سو گیا اور عالم رویا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشرف ہو اکمال مرحمت سے ارشاد
فرمائے لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا پھر اپنے دست مبارک سے
میری بیڑیونکو کھینچ لئے میرے طوق و زنجیر کھل گئے ایسا ہی میرے ساتھیونکے بیڑیان بھی کھل گئین پھر حضرت نے فرمایا۔
اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰهِ فَاَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ خطاب سنتے ہی سب مسلمان تکبیر و تہلیل کا غل مچاے اور حضرت پر
درود وسلام بھیجے۔ جب کفار کو اس و شکست فاحش ہوئی اطراف ونواحی کے دیہات سے مدد طلب کئے دو دن کے عرصے مین
رومی اور ارمنی تیس ہزار تک جمع آئے مسلمانون نے انکا کچھ پروانہ کیا لاکن بعضے صحابہ کی مشورت سے میسرہ بھی سب احوال ابو عبیدہ
کی خدمت مین لکھ کے اسنے مدد طلب کئے سو انھون نے خالد بن ولید کو روانہ کیا خالد نے یلغار ان پر جا پہنچا۔ جب خالد کی آمد
کی خبر لشکر کفار مین شایع ہوی وے گھبرا کے اسی شب فرار ہوے لاکن جس روز خالد کا آنا ہوتا اس روز کی لڑائی مین عبداللہ
بن حذافہ جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے ایک بطریق کو مار ڈالے دوسرے بطریق کو اسکا بڑا غم ہوا اور اسکا بدلہ لینے نکلا
جب ہر دو مقابل ہوے اس لعین نے فریب سے ایک جست کر کے عبداللہ بن حذافہ کو اسیر کرلیا اور اسیوقت انکو ڈاکی گھوڑون
پر ہرقل کے پاس روانہ کردیا۔ ایسے معظم صحابی کا اسیر ہونا اور کفار کا شباشب بھاگ جانا خالد بن ولید کو بہت ملول کیا آخر کفار
کا مال ومنال ہمراہ لئے ہوے ابو عبیدہ کی خدمت مین لوٹ آئے اور سب ماجرا ظاہر کئے انہون نے اسیوقت یہ احوال حضرت
عمر کی خدمت مین لکھ بھیجا عبداللہ بن حذافہ کا قید جناب خلافت مآب کو بھی غمگین کیا سو فرمائے کہ مین ہرقل کو خط لکھونگا
اگر وہ عبداللہ کو بھیجدیوے بہتر والا مین فوجین روانہ کرونگا پس بڑی تہدید سے اسکو خط لکھے ہرقل سنکر گھبرایا اور عبداللہ کو
چھوڑ دیا۔ اور ایک بڑا موتی حضرت عمر کو ہدیہ کے طور پر پہنچانے کے لئے عبداللہ کے سپرد کیا اور اپنے لوگون کی ایک جماعت کو
ان کے ہمراہ دیکے تاکید کی کہ ان کو کوہستان سے پار کردین۔ پس عبداللہ جب ابو عبیدہ کی خدمت مین حاضر ہوے سب
مسلمان بہت خوش ہوے اور شکر الٰہی بجالاے اور ابو عبیدہ نے انکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب حضرت عمر نے ان کو
دیکھا سجدۂ شکر بجالایا سب اہل مدینہ خوش ہوے اور انکی سلامتی پر مبارکباد دئے اور وہ موتی جو بہت عمدہ اور بے بہا تھا
حضرت عمر نہین لئے بلکہ اس کی قیمت سب مسلمانون کے لئے بیت المال مین داخل کئے۔ **واقدی** رح نے بیان کیا ہے
کہ ہرقل جب انطاکیہ سے نکلا بھاگا زمین سوریہ کی جدائی کا اس کو بڑا ہی درد لاحق ہوا انہین دنون اسی درد مین مرگیا۔ اور عبداللہ
بن حذافہ کے ساتھ یہ معاملہ جو کیا وہ ہرقل کا بیٹا قسطنطین تھا اسکے باپ کے بعد اسکا لقب بھی ہرقل ہی رکھا گیا تھا۔ **واقدی**
رح سے ہی منقول ہی کہ ہرقل نہین نکلا انطاکیہ سے مگر یہ کہ مسلمان ہوگیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اسنے اپنی قوم سے پوشیدہ

حضرت عمرکی خدمت مین لکھا تھا کہ میرے سر مین ہمیشہ درد رہتا ہی۔ تب حضرت عمر نے ایک کلاہ روانہ کی جب ہرقل نے اسکو
اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر جب سر سے اتارا وہی درد لاحق ہوا اسکو بڑا تعجب ہوا اسکو کھلوا کے دیکھا تو اس مین
لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہرقل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہی یہہ دین کہ شفا دی ہمکو اللہ تعالی نے ایک آیت سے
انتہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے چھٹوین سال اس کو دعوت اسلام مین ایک نامہ روانہ فرمائے ہرقل نے
سیوقت حضرت کے حالات سے واقف ہوکے آپکی نبوت کا اقرار کیا لاکن اپنی قوم بدل جانیکے خوف سے اسلام ظاہر کرنیسے
محروم رہا اور حضرت کے بعد آپکے صحابہ سے جنگ کا ساز و سامان کیا اسنے اسلام قبول کرنے مین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ
رکھتا تھا افسوس ہی کہ اسکی نظر خلق پر تھی نہ حق پر پس اسکا اسلام لا نا متردد ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قیساریہ کا جنگ
عمر بن سالم سے روایت ہی کہ فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب مین اقامت کئے اور ان کو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص
پانچہزار کے لشکر سے جو قیساریہ کے طرف ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوے ہین انکا معاملہ کیا ہوتا ہی دیکھنے
لکھتے ہین کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ پر جاکے نزول کئے قسطنطین نے بیس ہزار سوار کو لیکے نکلا اور عمرو بن العاص بھی
پانچہزار کا لشکر جرار لئے ہوے چلے مجاہدون نے تکبیر و تہلیل اور درود و سلام بلند آواز سے پڑہنے لگے اللہ تعالی نے ایسی
تاثیر ظاہر کی کہ اس بیابان کے سنگ و شجر اور بالو کنکر ڈہیلے اور پہاڑ انکی تکبیر و تہلیل کا جواب دینے لگے یہہ حالت دیکھتے ہی
کفار دہشت ناک ہوے اگرچہ انکی بہ نسبت مسلمانون کی جماعت قلیل تھی قدرت الہی سے ان کو کثیر نظر آئی۔ یہانتک کہ
ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ مین نے پہلے جاسوسون سے خبر منگایا اور بچشم غور نظر کی تو مسلمان پانچہزار سے
زیادہ نہین تھے اب دیکھتا ہون تو تعداد مین کہین بڑہ گئے ہین شک نہین کہ اللہ تعالی نے انکو ملایک کے ساتھہ مدد دی ہی اور
میرا باپ ان عرب کے حال سے خوب واقف تھا اور میرا لشکر باہان کے لشکر سے زیادہ نہین کہ وہ دس لاکھ سے زیادہ تھا ایسا
لشکر مقام یرموک مین لشکر عرب پر غالب نہ آیا پس مین نے اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا۔ مین نے قریب ان عرب کے ساتھہ ایک مکر و
فریب کی فکر کرونگا۔ یہہ بول کے قیساریہ کے ایک قس کو جو نصارا مین بڑے مرتبہ والا تھا بلوا کے عمرو بن العاص کے پاس روانہ
کیا تا صلح کا پیام کرے اور ان کے ملاقات کی خواہش کی۔ پس عمرو بن العاص تشریف لے گئے قسطنطین مجلس کو بہت آراستہ
کرکے اپنے بطارقہ کو لیا ہوا بیٹھا تھا اور فرش پر تکلف بچھایا تھا جب عمرو بن عاص نزدیک آئے قسطنطین کشادہ رو ہوا اور
کہا مرحبا ای سردار عرب تخت پر آکے بیٹھئے۔ عمرو بن عاص نے اس کے فرش سے انکار کیا اور کہا کہ یہہ زمین فرش رب العالمین ہے
اللہ نے اسکو ہمارے لئے بچھونا بنایا اور ہمارے حق مین اس کو مباح ٹھہرایا یہہ اللہ تعالی کا فرش تیرے فرش سے پاک ہی مین
اسی پر بیٹھونگا یہہ فرما کے زمین پر چہار زانو بیٹھہ گئے اور اپنے نیزے کو اپنے آگے اور تلوار اپنے زانو پر رکھے قسطنطین نے پوچھا کہ

ای سردار تمہارا کیا نام ہے انہون نے کہا کہ میرا نام عمرو ہے مین عرب معظم اور ارباب بیت الحرام سے ہون کہ خلق جس کی
تعظیم کرتے ہین قسطنطین نے کہا تم عرب سے ہو ہم روم سے ہین تم اور ہم نسب مین ملتے ہین پس جب نسب مین ملے ہین نہ چاہئے کہ ایکدوسرے کی
خون ریزی کرین - عمرو بن عاص نے کہا ہمارا بڑا نسب دین اسلام ہے - جب دین مین ایک بھائی دوسرے بھائی سے جدا
ہوا تو اس کو مار ڈالنا حلال ہے - اور نسب منقطع ہو جاتا ہے - اور تو نے جو کہا تیرا اور ہمارا نسب ملتا ہے یہہ کیونکر ہو گا حالانکہ ہم
قریش بزرگ سے ہین اور تم روم سے - قسطنطین نے کہا آیا نہین ہین باپ ہمارے آدم پھر ابراہیم اور عرب نسل اسمعیل سے ہین
اور روم اولاد روم بن عیص بن اسحق سے اور وے ہردو اولاد ابراہیم سے ہین - پس ایک بھائی دوسرے بھائی پر ظلم کرنے
کو دوست نہین رکھتا ہے اسباب مین جو ان کے باپون نے انکے درمیان تقسیم کر دیا ہو - عمرو بن العاص نے کہا کہ تو اس کلام مین
سچا ہے کہ عیص اسحق کے بیٹے ہین اور اسمعیل عیص کے چچا ہین - اور ہم ایک باپ کے اولاد ہین ہمارے باپ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہین اگرچہ نوح اپنی اولاد پر زمین کو تقسیم کئے تھے لاکن وہ تقسیم اس وقت جب انکی اولاد حد سے گذرے اور نوح اپنے بیٹے حام پر
غصے ہوے تھے - اور ان کی اولاد اس تقسیم پر ایکمدت تک راضی نہین ہوئی تھی اور انکے بعض بعض غالب ہو گئے اور یہہ زمین
جس مین تم رہتے ہو تمہاری نہین بلکہ عمالقہ کی ہے جو تم سے پیشتر تھے کیونکہ نوح علیہ السلام نے اپنے تین فرزندون یعنے سام
اور حام اور یافث پر زمین کو تقسیم کیا تھا - اسطرح پر کہ شام کا ملک اور اسکا چوگرد سام کو - یمن اور حضرموت سے عمان اور
بحرین تک اور سب عرب سام کی اولاد سے ہین - اور وہ قحطان اور طلسم اور جدیس اور عملاق ابو العمالیق جہان کہین تھے
اور یہہ وہی جبابرہ ہین جو شام مین تھے - پس یہہ عرب اور نوح علیہ السلام نے عرب اور سواحل کی زمین حام کو دی تھی
اور یافث اس زمین پر نزول کئے جو مشرق و مغرب کے بیچ تھی - اور زمین تو واقع مین اللہ ہی کی ملک خاص ہے - اپنے بندون سے
جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور عاقبت کی خوبیان پرہیزگارون کے واسطے ہے - غرض جب ملک شام سام کا ہے اور عرب اولاد سام
سے ہین ہم چاہتے ہین کہ تو یہہ تقسیم پھیر دیوے - قسطنطین نے یہہ تقریر سنکے حیرت سے ایک تصویر بن گیا اور سمجھا کہ یہہ مرد
بزرگ عالم ہے پس کہا ای سردار عرب تم اپنے کلام مین سچے ہو - پھر اپنی قوم سے کہا کہ یہہ عربی سچے ہین - تب عمرو بن العاص
نے کہا کہ ای اہل روم اگر تم چاہتے ہو کہ یہہ ملک تمہارے تصرف مین رہے تو اسلام قبول کرو - قسطنطین نے کہا کہ جب ہمارے
باپ دادے ہمارے ہی دین پر گئے ہین ہم اس کو چھوڑ سکتے نہین - عمرو بن العاص نے فرمایا اگر اسلام نہین لاتے
ہین تو ذلت وخواری کے ساتھ جزیہ گذارو - قسطنطین نے کہا کہ اہل روم اسباب مین میری اطاعت نکرینگے -
کیونکہ میرے باپ نے اسنے یہہ امر چاہا تھا تو وے اس کو مار ڈالنا چاہا - عمرو بن العاص نے کہا جب جزیہ نہین دیتے ہو تو
تمہارے ہمارے درمیان تلوار حاکم ہے - اب جانو تم کہ جہان تک کہنا تھا مین نے تم سے کہدیا اور جس باب مین تمہاری

نجات تھی اس طرف بلایا لاکن تم نے نافرمانی کی جیسے تمہارے باپ عیص نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے اپنے بھائی یعقوب کے آگے اپنی قرابت سے نکل گئے - اور اگرچہ تم نسب مین قریب تر ہو لاکن جب تم اللہ تعالی کے ساتھ ناسپاسی اور کفر کرتے ہو ہم اللہ سبحانہ وتعالی کے طرف تمہاری قرابت سے دوری اور بیزاری ظاہر کرتے ہین - اور تم عیص بن اسحق علیہ السلام کی اولاد سے ہین اور ہم اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے اللہ تعالی نے اسمعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور انکو عربی کلام فصیح سکھلایا - اور اسحق علیہ السلام کو ان کے باپ کی زبان پر رکھا - اسمعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہین اللہ نے عرب کو سب خلق سے بہتر کیا اور عرب سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے عبد المطلب کو اور بنی عبد مطلب سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا اور وحی کے ساتھ انپر جبرئیل کو بھیجا اور انکو نبوت و رسالت دیکے سب خلق کی طرف مبعوث کیا - اور جبرئیل نے کہا کہ یا محمد مین مشرق و مغرب مین پھر آپ سے زیادہ کسی کو معظم و مکرم نہین پایا - عمرو بن العاص کہتے ہین کہ جب مین نے اسطرح حضرت کے ذکر شریف تک پہنچا سب نصارا کے بدن پر بال کھڑے رہے اور ان کے اعضا فروتنی کئے اور انکے دل جنبش مین آئے اور قسطنطین کے دل مین خوف غالب ہوا - عمرو بن العاص سے کہا کہ تم اپنے کلام مین سچے ہو انبیا ایسے ہی بزرگ خاندان سے بھیجے جاتے ہین پس عمرو بن العاص اس مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکر مین آئے قسطنطین نے اپنی قوم سے مشورہ کیا وے جزیہ دینے پر راضی نہین ہوے - آخر جنگ ہی مقرر ہوا - ہر دو لشکر میدان پر آئے بڑی سختی سے لڑائی شروع کئے کئی دن قتال ہوا کہتے ہین کہ ہرقل نے اپنے بیٹے قسطنطین کو جب قیساریہ کی طرف بھیجا اسکے ساتھ ایک بطریق کو جسکا نام میدسون تھا اور وہ بادشاہ کا ماسون تھا روانہ کیا تھا وہ بڑا قوی ہیکل اور سخت تھا جب وہ میدان پر آیا اس کے مقابلے کے لئے شرحبیل بن حسنہ نکلے وہ کثرت صوم و صلوات و مجاہدات سے لاغر تھے ہر دو مین شمشیر بازی ہوی ایسے مین مینہ بڑی شدت سے برسنے لگا - میدان مین بہت کیچڑ ہو گیا تب ہر دو پیادہ ہو کے کشتی کرنے لگے ناگاہ وہ دشمن خدا نے شرحبیل کی پیٹھ کی نرم جگہ پر مار کے زمین پر گرا دیا اور انکے سینے پر چڑھا انکو مار ڈالنا چاہتا تھا کہ شرحبیل نے کہا یَا غِیَاثُ المستغیثین ابھی یہ فقرہ تمام نہوا تھا کہ لشکر کفار سے ہی ایک سوار آ پہنچا وہ سنہری زرہ پہنا تھا اپنے گھوڑے سے جلد اتر کے اس بطریق کو شرحبیل کے سینے سے کھینچ لیا اور تلوار کا ایک وار کیا کہ اس بطریق کا سر جدا ہو گیا - پس شرحبیل سے کہا کہ ای بندۂ خدا لے تو تم اس کے اسباب کو - شرحبیل نے کہا واللہ مین نے تیرے کام سے کوی معاملہ عجب تر نہین دیکھا کہ تو لشکر مشرکین سے آیا اور مشرک کو قتل کیا پس کہہ دیجئے کہ تو کون ہے - اس نے ایک آہ سرد کھینچ کے کہا کہ مین وہی بدبخت راندہ گیا - طلیحہ بن خویلد اسدی ہون جو حضرت کے بعد نبوت کا دعوی کیا تھا اور اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا تھا نعوذ باللہ منہا - شرحبیل کہتے ہین کہ مین نے اس کو کہا کہ اللہ تعالی

کی رحمت فراخ اور کشادہ ہی جس نے اپنے گناہ پر پشیمان ہووے اور توبہ نصوح کرے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہی طلیحہ نے کہا کہ مین خالد بن ولید سے ڈرتا ہون کہ وہ مجھے مار ڈالین گے - مین نے کہا کہ خالد بن ولید ہمارے ساتھ نہین بلکہ یہ لشکر عمرو بن العاص کا ہی غرض مین نے تسکین دیکے اسکو اپنے لشکر مین لے گیا - جب عمرو بن العاص کے روبرو ہوا سلام کیا انہون نے پوچھا کو یہ کون ہی مین نے کہا یہ طلیحہ ہی اور اپنے کئے سے باز آیا ہی اور تایب ہوا اور میرے ساتھ یہ نیکی کی عمرو بن العاص نے خوش ہوا اور مرحبا کہا - طلیحہ کا قصہ یہ ہی کہ ابو بکر صدیق کی خلافت مین بعضے اشقیا جو نبوت کا دعوا کئے تھے خالد بن ولید نے انسے بڑا ہی جنگ کیا - مسیلمہ کذاب اور سجاح اور اسود عنسی کو مار ڈالا - تب طلیحہ نے شام کے طرف بھاگا چنانچہ یہ ماجرا صدیق اکبر کی خلافت کے بیان مین بہ تفصیل مذکور ہی - غرض طلیحہ شام مین پناہ لیا تھا جب خالد بن ولید کے ہاتھ پر شام کے اکثر بلاد و حصار مفتوح ہوے اور بہت سے کفار مارے گئے طلیحہ کو بڑا ڈر ہوا کہ کہین خالد بن ولید مار ڈالین گے اسلئے قیساریہ مین جا کے رہنے لگا جب قسطنطین مسلمانون پر جنگ کے لئے لشکر لیکے نکلا تب طلیحہ نے سوچا کہ مین بھی اس کے ساتھ نکلون اور لشکر کفار کو رنج مین ڈالون اور مسلمانونکی خیر خواہی کرون تو شاید کہ اللہ تعالیٰ میری خطا بخشدے اور میرا توبہ قبول کرے اسی نیت سے شرحبیل کے ساتھ وہ نیکی کی لاکن خالد بن ولید سے ایمن نہین تھا سو کہنے لگا کہ مجھکو ان کا بڑا خوف ہی کہ وہ مار ڈالین گے - عمرو بن العاص نے کہا کہ مین تجھکو ایک دستاویز مسلمانون کے گواہی کے ساتھ لکھ دیتا ہون اور تیرے سے یہ نیک کام جو ظہور مین آیا اس مین ظاہر کرتا ہون تو اس کو لیکے حضرت عمر کی خدمت مین جا اور انکے ہاتھ پر توبہ کر وہ قبول کرین گے اور پھر تجھے مشرکون کے جہاد پر روانہ کرین گے پس طلیحہ نے وہ دستاویز لیکے مدینہ طیبہ کو گیا حضرت عمر نہین تھے مکہ معظمہ کو گئے تھے پھر طلیحہ وہان جا پہنچا حضرت عمر کعبہ کا پردا پکڑے ہوے کھڑے تھے - طلیحہ بھی جا کے بیت اللہ کا پردا پکڑا اور کہا یا امیر المومنین مین توبہ کرتا ہون اور رجوع لاتا ہون اللہ عز و جل کے طرف - حضرت عمر پوچھے کہ تو کون ہی کہا مین طلیحہ بن خویلد اسدی ہون - امیر المومنین یہ سنتے ہی کراہت سے پیچھے ہٹے اور کہے کہ سختی ہو تجھ پر مین تو معاف کرونگا لاکن عکاشہ محصن الاسدی کا خون جو تیرے سے واقع ہوا فردا ے قیامت حضرت رب العزت کے روبرو کیا جواب دیگا - طلیحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین عکاشہ ایک پاک مرد تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے ہاتھ پر نیکبخت کیا اور مین ان کے خون کے سبب سے بدبخت ہوا - مین امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشدیوے اسلام کے سبب سے جو میرے سے ہوا پھر عمرو بن العاص کا خط پہنچایا حضرت عمر اوس کو پڑھکے خوش ہوے اور کہے کہ تجھے خوشی ہو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے پھر اسکو اپنے ساتھ رہنے کا حکم کئے - جب وہان سے مدینہ منورہ مین آ پہنچے چند روز کے بعد طلیحہ کو ملک فارس کے جنگ پر روانہ فرمائے **واقدی** رح نے کہا کہ اب ہم اگلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنی جب قیدمون بطریق طلیحہ کے ہاتھ سے مارا گیا - اور شرحبیل نے اسکو لیجا کے عمرو بن العاص سے ملوایا اسی روز بارش بڑی شدت سے ہونے لگی مسلمانون کو

بڑی تصدیع تھی کیونکہ بہتون کو خیمے نہین تھے اسلئے جابیہ کی طرف جاکے پناہ لئے اور قسطنطین کی حالت یہہ ہوئی کہ اس کے دل مین بڑا ہی خوف آگیا سواپنی قوم کو جمع کرکے مشورت کی اور کہا کہ ہمارا ولیسا بڑا لشکر مقام یرموک مین عرب کے ساتھ مقابلہ کر سکا اور میرے باپ نے قسطنطنیہ کیطرف منھ پھیرا عرب تو تمام ملک شام کے مالک ہوگئے سوائے اس ساحل کے باقی نرہا اب بہتر ہی کہ ہم یہان سے نکل جائین پس شبا شب سب کے سب چلا گئے اور بارش چہیم تین دن تک ہو رہی تھی چوتھے روز موقوف ہوی لشکر اسلام لڑائی پر آمادہ ہو کے نکلا تو دیکھتے کیا ہین کہ لشکر کفار فرار ہو گیا ہی پس عمرو بن العاص نے اس مضمون کا نامہ حضرت ابو عبیدہ کی خدمت مین روانہ کیا اور لکھا کہ مین آپکے جواب کا منتظر ہون ابو عبیدہ نے اس کا جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا سب ماجرا معلوم ہوا مسلمانون کی فتح ونصرت اور قسطنطین کی ہزیمت پر مین نے شکر الٰہی بجا لایا یہ میرا نامہ پہنچتے ہی تم قیساریہ پر جاکے نزول کرو مین بھی حمص اور حلب اور طرابلس کی طرف نکلنے والا ہون ۔ کہتے ہین کہ ابو عبیدہ جب ساحل کا قصد کئے تب عبد اللہ یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ ای سردار مجھے ساحل پر آگے روانہ کرو ابو عبیدہ نے قبول کیا حلب کے لوگ جو یوقنا کے ساتھ اسلام لائے وے چہار ہزار تھے اور ان کے سوا بطارقہ سے جو مسلمان ہوئے تھے وہ بھی تین ہزار سے زیادہ تھے وے سب یوقنا کے ہمراہ ہوئے ۔ اور قسطنطین نے جب شکست کھا کے بھاگا اور قیساریہ مین جاکے پناہ لی طرابلس والون نے اس سے کمک طلب کی تا مسلمانون پر غلبہ حاصل کرین اسلئے اسنے تین ہزار سوار بطارقہ کو روانہ کیا تھا اور انکا پیشرو جبرفاس تھا اس نے طرابلس کے نزدیک ایک چراگاہ مین اُترکے گھوڑونکو دانہ چارہ دینے کا حکم کیا تھا ایسے مین یوقنا بھی مع فوج جا پہنچے یوقنا اور ان کے ہمراہی ہنوز لباس رومی نہین بدلے تھے جبرفاس نے انکو دیکھتے ہی پیش قدمی کی اور سلام کیا اور مرحبا کہا اور انکا احوال پوچھا ۔ یوقنا نے کہا کہ ہم وے لوگ ہین جو عرب کی بنا لئے تھے تا انکی بدی سے بچین ۔ پھر جب ہم نے قابو پایا تو اپنے دین کی طرف رجوع کیا اور اب ہم قسطنطین کے پاس جاتے ہین پھر یوقنا نے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو ۔ جبرفاس نے کہا کہ قسطنطین نے ہم کو اہل طرابلس کی مدد پر بھیجا ہی یوقنا نے کہا کہ تم بہت ہوشیار رہو کیونکہ سردار عرب ابو عبیدہ کو ہمنے راہ مین چھوڑا ہے ۔ جبرفاس نے یوقنا سے امین ہونیکا اور بھی یہہ سبب ہوا کہ جب یوقنا نے وادی ابن احمر کے باہر پہنچے تو وہان حارث بن سلیم کو انکے بنی عمام سمیت پائے کہ وہان اونٹون کو چرا رہے ہین وہ مقام مسلمانون کی صلح مین آیا تھا دو سو عرب وہان موجود تھے یوقنا نے ان پر تاخت کی اور ان کی مشکین باندھکے قید کر لیا اور انکا مال بھی لے لیا اور ان قیدیون کو اپنے ہمراہ لیا جب شب آئی انسے پوشیدہ کہدیا کہ مین دین اسلام سے نہین بدلا ہون بلکہ اس مصلحت کے واسطے تمہین قید کیا ہون تا رومیون کو یقین ہو کہ مین انہین سے ہون اور اس وسیلے سے اپنے مطلب کو پاؤن ان قیدیون نے یہہ بات سنکے خوش ہوئے اور انکے حق مین نصرت کی دعا کی ۔ القصہ یوقنا اور جبرفاس ہر دو اپنے اپنے لشکر کو لئے ہوئے وہان سے کوچ کئے یوقنا نے قسطنطین کے پاس جانیکا ارادہ ظاہر کرکے روانہ ہوا اور جبرفاس نے طرابلس کی راہ لی تھوڑی

طی کرکے یوقنا نے نزول کیا اور جرفاس بھی ایک مقام مناسب دیکھ کے اترا جب رات ہوئی یوقنا نے جرفاس کے لشکر پر
جا گرا اور ان کو لڑائی کی فرصت نہ دی اور سب کے مشکین باندھ کے قید کیا اور ان سب کو ہمراہ لیکے چلا جب طرابلس کے نزدیک جا پہنچا
ایک بیابان مین جرفاس کی فوج کو جو قید کیا پوشیدہ کر دیکے تین ہزار سوار کو انکی نگہبانی پر مقرر کر کے رہے دوسو عرب کو جو
قید مین آ رہے تھے ہمراہ لیا ہوا طرابلس کے طرف متوجہ ہوا۔ طرابلس والونکو تو قسطنطین لکھ چکا تھا کہ جرفاس کے ہمراہ تین ہزار سوار
تمہاری مدد پر روانہ کیا ہون یوقنا کے لشکر کو دیکھ کے اہل طرابلس یہی سمجھے کہ یہہ جرفاس کا ہی لشکر ہی سو شہر کے اکابر و عماید استقبال
آ کے لیگئے یوقنا دار الامارہ مین داخل ہوے اور حکم کئے کہ شہر کے اکابر اور بطارقہ جو آئے ہین ان کو قید کر دو۔ جب یہ سب قیدی ہو گئے
سمجھے کہ یہ اہل اسلام ہین۔ پس یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی بعضے مسلمان ہو گئے اور بعضے جزیہ دینے پر راضی ہوے اسکے بعد یوقنا
جرفاس کو اور اسکے لشکر کو جو پوشیدہ قید کر کے رکھائے تھے بلوا کے ان پر اسلام ظاہر کئے ان ملعونون نے انکار کیا تب یوقنا
انکو قتل کروائے اور حضرت ابو عبیدہ کی خدمت مین یہہ سب ماجرا لکھ بھیجے ابو عبیدہ بہت خوش ہوے اور دعا کئیے۔ کہتے ہین کہ اسکے
بعد ساحل طرابلس پر پچاس کشتیان آئین یوقنا نے حکم کیا کہ ان کو پکڑ لو اور ان مین جو لوگ ہین ان کو لے آؤ جب انکو حاضر کئے
یوقنا پوچھے کہ تم کون ہو اور کشتیون مین کیا چیز ہے انھون نے کہا کہ ہم جزیرۂ افریطش سے آتے ہین ہماری کشتیون مین غلہ اور
ہتھیار ہین بادشاہ قسطنطین کے پاس لیجاتے ہین۔ یوقنا نے یہہ سنکر ان پر بھی قبضہ کیا اور دوسرے کشتیونکا سب مال و اسباب لے لیا
اور حارث بن سلیم کے بنی عم کو جو وادی احمر سے مصلحتاً قید کر کے لایا اور روتہ الکبری کا حاکم فلیطانوس بھی جو ہمراہ تھا طرابلس انھین کے
سپرد کر کے وہی پچاس کشتیون مین اپنا ضروری اسباب چڑھا کے یوقنا روانہ ہونے کے ہتنے مین تھے کہ ایسے مین خالد بن ولید مع
لشکر وہان آ پہنچے یوقنا نے سجدہ شکر بجا لایا اور سب سرگذشت ظاہر کیا اور شہر ان کے سپرد کر کے آپ شہر صور کی طرف روانہ
ہوا۔ شہر صور مین ایک بڑا دستہ رہتا تھا اور وہ لشکر قسطنطین کا پیش دستہ تھا اور اسکا نام ازمویل بن قسطہ تھا اسکے ساتھ
چہل ہزار سوار تھے جب یوقنا شہر صور پر جا پہنچے ازمویل نے ایک قاصد کو بھیج کے انکا احوال دریافت کیا یوقنا نے کہا کہ ہمارے
ساتھ غلہ اور ہتھیار ہین ہم قیساریہ کی طرف بادشاہ قسطنطین کے پاس جاتے ہین۔ ازمویل نے یہہ خبر سنکے خوش ہوا اور انکی
ضیافت کی خلعتین دئین یوقنا اپنے ہمراہ نو سو آدمی کو لاکے باقی لوگونکو کشتیون مین چھوڑے تھے۔ جب یوقنا اور انکے
ساتھی کھانے سے فارغ ہو کے سو رہے یوقنا کے بنی اعمام سے ایک شخص جو منافق تھا پوشیدہ ازمویل سے جا کے کہا کہ یوقنا کے
کلام پر اعتماد نہ کر وہ مسلمان ہو گیا ہے اور عرب کی اعانت کر کے بادشاہ سے لڑا ہے طرابلس کو فتح کیا اور جرفاس کو اسیر کر لیا۔
ازمویل یہہ بات سنتے ہی ہوشیار ہو گیا اور یوقنا کو اور ان کے رفقا کو قید کر دیا اور انکی حفاظت پر اپنے چچا کے بیٹے باسیل کو
مقرر کیا تا بادشاہ کے پاس انکو لیجا دے اور وہ جو چاہے سو کرے۔ ایسے مین یزید بن ابی سفیان دو ہزار سوار کے ساتھ جو قیساریہ سے

عمرو بن العاص نے بھیجا تھا آپہنچے - ازمویل نے قیدیوں پر باسیل کو نگہبان ٹھہرا کے ان کے جنگ کے واسطے نکلا - باسیل
بن منجائیل نے کتب گذشتہ اور اخبار ماضیہ سے آگاہ تھا - اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف جب بارہ سال
کی تھی اور ابو طالب کے قافلے کے ہمراہ شام کی طرف سفر کئے اور اثناے راہ بحیرا راہب کے صومعے پر آپکا گذر ہوا بحیرا نے جب دیکھا
کہ حضرت کے سر مبارک پر ابر سایہ گستر ہے اور سنگ و شجر آپکو سجدہ کرتے ہین اور مبارک بدن پر مکھی نہین بیٹھتی ہے - اور ایک
سوکھے جھاڑ کے نیچے تشریف رکھتے ہی وہ جھاڑ سرسبز ہو گیا بحیرا یہہ حالت دیکھتے ہی حضرت کی حضور مین آیا اور اسلام قبول
کیا اور پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھ کے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ مسیح نے پیغمبر آخر الزمان کی جو بشارت دی تھی آپ
ہی کی ہے بحیرا نے جب یہہ خبر دی اس وقت باسیل بھی حاضر تھا - اس روز سے اپنے معاملے مین حیران تھا جب ازمویل نے
اس کو یوقنا پر نگہبان مقرر کر کے چلا گیا اس کو توفیق رفیق ہوی مسلمان ہوا یوقنا کے پاس آکے انکا احوال پوچھا اور اپنا
احوال ظاہر کیا اور ان کو قید سے چھوڑ دیا - اور یہہ خبر یزید بن ابو سفیان کو اور کشتیون مین تھے سو مسلمانون کو بھی ہو گئی پھر
سب مل کے بڑا ہی جنگ کئے آخر ازمویل اور اس کے چہار ہزار سوار فرار اختیار کئے - مسلمان انکا پیچھا کر کے سب کو مار ڈالے اور
انکا مال و متاع اور جتنے مسلمانون کے ہاتھ آئے پھر یوقنا شہر صور کا دروازہ کھلوا دئے سب مجاہدین داخل شہر ہوئے - جو
لوگ شہر مین باقی تھے یوقنا نے ان کو دعوت اسلام کی اکثر مسلمان ہو گئے اور بعضے جزیہ گذار ہوے - عمرو بن العاص کا قصہ جو
باقی رہا یہہ ہے کہ جب قسطنطین ان کے مقابلے کی طاقت نہ رکھ کے شبا شب بھاگا اور قیساریہ مین جا کے پناہ لی عمرو بن العاص
نے یہہ ماجرا ابو عبیدہ کی خدمت مین لکھا انہون نے یہہ جواب روانہ فرمایا کہ تم قیساریہ پر محاصرہ کرو - سو وے محاصرہ کئے ہوے
تھے قسطنطین تنگ آگیا تھا جب اسکو یہہ خبر پہنچی کہ شہر صور بھی اہل اسلام کے ہاتھ آگیا یہہ سنتے ہی بہت گھبرایا اور قابو ڈھونڈھ
رہا تھا جب فرصت ہاتھ دی وہاں سے قسطنطنیہ کے طرف بھاگا قیساریون کے لوگون نے عاجز آگئے آخر دو لاکھ درہم اور
قسطنطین کا چھوڑا ہوا مال و متاع دیکے مصالحہ کر لئے - پس عمرو بن العاص یاسیل بن عون بن مسلمہ کو جو ایک صحابی سمر تھے
اور حضرت کے ہمراہ رکاب غزوہ حنین اور طائف مین حاضر تھے شہر صور کی حکومت دے کے روانہ کیا **واقدی** رح نے خبر
دی ہے کہ جب یہہ خبر اہل رملہ اور بنہ اور عکہ اور یافا اور عسقلان اور غزوہ اور نابلس اور گھر کو اور اہل جبلہ اور بیروت اور لاذقیہ کو
پہنچی ایسا ہی ان مقامات کے لوگ سبقت کر کے آگئے اور مصالحہ کر لئے - اللہ تعالی اسنے مسلمانون کو کل شام کے ملک کر دیا
بعون و برکت حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جناب خالد بن ولید کا عزل و وفات** لکھتے ہین کہ جب جنگ حمص کی
فتح و نصرت خالد بن ولید کی جلادت و شجاعت سے واقع ہوی تھی چو طرف سے لوگ شہر قنسرین کی طرف خالد کی خدمت مین جا کے
تہنیت بجا لانے لگے - از انجملہ اشعث بن قیس کندی نے ایک قصیدہ غرا انکی مدح مین لکھ کے گذرانا جب اسکے لفظون کی سلاست

اور معانی کی بلاغت بہت ہی پسند آئی خالد نے اسیوقت اس کے صلے مین دس ہزار درہم اسکو دیا تب بعضے حاسدون نے
حضرت عمر کی خدمت مین ایسا لکھ بھیجا کہ خالد نے مسلمانون کے بیت المال مین جیسا چاہئے ویسا تصرف کرتا ہے کبھی ایک
شاعر کو دس ہزار درہم دیتا ہے۔ کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی عورت کو نکاح مین لاتا ہے۔ اس کے آگے خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد
مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم کے مہر سے جو نکاح مین لایا تھا یہہ بات تو حضرت عمر کی خاطر مین جا گی تھی۔ یہہ خبر سنتے ہی بہت برہم
ہو کے اسیوقت ابو عبیدہ کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ خالد بن ولید نے مسلمانون کے بیت المال
مین اسراف جایز رکھا ہے اور ان کے حقوق تلف کر رہا ہے سو تم یہہ مکتوب ملاحظہ کرتے ہی اس کو قنسرین سے بلوا کے
اسکے منصب سے معزول کر دین اور اسکا نصف مال لے لین اور اس کو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کرین۔ جب یہہ نامہ ابو عبیدہ
کو پہنچا انہون نے ویسا ہی انکو بلوا کے انکا نصف مال لے لیا یہان تک کہ ایک نعل آپ لی دوسری نعل ان کے لئے چھوڑ دی
اور خالد کو اسباب مین کچھ آزردگی نہوی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ مین ان
لوگون سے نہین ہون کہ اپنے نفس کی متابعت کر کے امیر المومنین کی مخالفت جایز رکھون۔ غرض جب ابو عبیدہ نے انکا آدہا مال
لیکے خزانہ بیت المال مین داخل کیا خالد حسب الحکم مدینہ منورہ کے طرف روانہ ہوے جب مدینہ آئے جناب خلافت مآب
مین حاضر ہوے حضرت عمر نے دریافت کی کہ تم نے اس قدر وسعت و ثروت کہان سے پائی اور یہہ مال کس کی ملک سے تھا
جو ایک شاعر کو دس ہزار درہم دیا۔ خالد نے کہا کہ وہ میری ملک سے ہے جو قبضہ تلوار و غنیمت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا انہین
کا حکم ہوا کہ خالد کے مال کا حساب کرین جب شمار کئے تو اسی ہزار درہم ہوے تب حکم کیا کہ ساٹھ ہزار درہم انہین کے لئے چھوڑ دین
بیس ہزار درہم داخل بیت المال کرین جب یہہ خبر شام و عراق کے لشکر کے امیرون نے سنی نہایت محزون و ملول ہوے اور ملامت
مین زبان کھولی کہ یہہ کام امیر المومنین سے مناسب اور واقع کے مطابق نہوا جب جناب خلافت مآب ان کے ملال و ملامت سے
واقف ہوے۔ خالد کو بلوا کے عذر خواہی کی اور دلداری سے پیش آئے۔ اور دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتب
لکھے کہ خالد کو ہم نے جو معزول کیا اسکا سبب کچھ یہہ نہین تھا کہ اس سے کچھ خیانت ہوی یا ہم کو اس کے ساتھ کچھ ناخوشی اور
کراہت ہو۔ لاکن جب لوگون نے اسکی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ کرنے لگے اور یہہ خیال کیا کہ فتح و نصرت اسیکی قوت و بازو
سے ہوتی ہے۔ سو مین نے چاہا کہ وے اسپر فتنہ نہون اور نیک و بد کو اللہ ہی سے جانین ۔۔۔ ۵ کلید گنج الٰہیہ
ہی اسکے پاس ہے کوئی نہ قوت بازو سے اپنے لکھو لاہی تو حضرت عمر کی خلافت سے پانچوین سال خالد بن ولید مرض موت مین گرفتار
ہوے۔ کہتے مین کہ اسوقت آہ و افسوس کرتے اور کہتے تھے کہ مین سالہا جنگ و جہاد مین مشغول رہا اور بہت کوششین
بجا لایا مین اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کرون اگرچہ بہت سے زخم تیر و تبر کے مجھے لگے پر وہ دولت میری

[illegible] آئی اب اپنی ایسی موت پر تاسف کرتا ہون اور اس وقت وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتھیار مجاہدون کو
دیجئے کیونکہ میرے پاس جہاد کفار اور اعلای کلمۃ اللہ سے کوی چیز محبوب تر نہین جب ان کے وفات کے بعد ان کے ترکات
کا جایزہ لئے تو سواے اس گھوڑے اور ہتھیار کے کوئی چیز نہ پائے جب یہ بات حضرت عمر پر ظاہر ہوی کمال تاسف سے
کہنے لگے کہ اللہ تعالی ابو سلیمان پر رحمت کرے کہ ہم نے اسکا حال برخلاف اس کے سنا تھا جو اب ظاہر ہوا - القصہ جناب خالد
خالد کا جنازہ اٹھائے ان کی بہن فاطمہ بنت ولید بنت مغیرہ نے اپنے بھائی کو مفارقت مین بے اختیار آہ و زاری کرتی
تھی - حضرت عمر نے ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ رکھتے تھے باوجود اس کے فاطمہ کے متعرض نہ ہوے آپ بھی گریان و نالان
ہو کے فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتون کو پروا نہین کہ خالد کے لئے اپنی آنکھون سے پانی بہادین - جب پیرہن چاک نہ کرین اور [illegible]
رخسار پر نہ مارین کچھ مضایقہ نہین -- نقل ہے کہ ایکدن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف
مین بیتین پڑھ رہی ہے اور آنکھون سے اشک بہا رہی ہے دریافت فرمائی کہ یہ کون ہے اور کس لئے روتی ہے لوگون نے کہا کہ یہ خالد بن ولید
کی والدہ ہے اپنے فرزند ارجمند کے فراق مین رو رہی ہے فرمایا کہ مین کسی عورت کو نہ دیکھا کہ خالد سا بیٹا جنی ہو رضی اللہ عنہ - اسی سال
[illegible] رجب مین حضرت عمر نے عمرے کی نیت سے کعبہ کی زیارت کا قصد کرکے روانہ ہوے - مکہ معظمہ مین اکیس رات دن رہکے بیت اللہ
کی تعمیر کی اور اسکو وسیع اور کشادہ کیا - پھر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اور حکم کیا کہ حرمین شریفین کے درمیان جو منزلین واقع ہین
ان مین رباطات اور مکانات بناکرین اور جن منزلون مین پانی کی قلت ہو وہان کنوین اور چشمے کھودین تا مسافرون کو راحت و آرام کا
سبب ہو - اور اسی سال امیر المومنین نے حفص بن مغیرہ کی دختر کے ساتھ اپنی تزویج کی - لاکن معلوم ہوا کہ وہ عقیمہ ہے پس دخول
کے آگے اس کو طلاق دیا - اور اسی سال گوہر دریاے خاندان رسول اختر اوج دودمان بتول قرۃ العین علی مرتضی جناب ام کلثوم
رضی اللہ عنہا کے ساتھ چالیس ہزار درہم کے مہر سے اپنی تزویج کی عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و حسن بن امام حسن و عقبہ بن
عامر روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے کئی بار جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی حضور مین صاحبزادی ام کلثوم کی خواستگاری کا پیغام
بھیجا - تو حضرت علی نے صاحبزادی کی کم عمری کا عذر لایا - جناب فاروق اعظم نے گذارش کی کہ نکاح سے میرا وہ مطلب نہین جو اورون کا
ہو بلکہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ فرماتے تھے کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ سو مین چاہتا ہون کہ حضرت کی شرف صحبت کے ساتھ شرف قرابت بھی مجھے حاصل ہو
روایت ہے کہ حضرت علی نے کبھی یہ عذر کیا ہے کہ یہ دختر عبداللہ بن جعفر کے واسطے ہے - تب عمر فاروق نے یہ جواب دیا کہ یا ابو الحسن
اس دختر نیک اختر کا جیسا مین مشتاق ہون ویسا کوئی مشتاق نہوگا - اور جناب امیر نے کبھی ایسا فرمایا کہ مین اسباب مین حسنین کو
کر مین سے رائے لیتا ہون سو ایک روز ہر دو صاحبزادگون کو فرمایا کہ عمر فاروق نے تمہاری ہمشیرہ کے ساتھ ازدواج چاہتے ہین -

امام حسن خاموش رہے امام حسین کہنے لگے کہ یا ابی اب عمر فاروق کے مانند دوسرا کون ہی کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زندہ تھے انہون ہمیشہ آپکی ملازمت اور فیض صحبت مین رہے اور کبھی حضور نبوی سے جدا نہوے - اور جب حضرت نے وفات فرمایا تو
اُنسے راضی رہے - اور جب انہون نے مسند خلافت کو زینت دی تو عدل و انصاف مین بے نظیر ہوے حضرت علی نے یہ بات
سنکے فرمایا کہ ای لڑکے تم نے سچ کہا لاکن مین نے یہ بات نہین چاہی کہ تمہارے بلا مشورت اس کام مین اقدام کرون غرض
جب صاحبزادون کی رضامندی اور خوشنودی سے یہ نسبت مقرر ہوی اور اکابر صحابہ کی حضور مین نکاح منعقد ہوا حضرت
عمر کو بڑی خوشی حاصل ہوی - سو حضار محفل کو فرمایا کہ میرے ساتھ اس امر میمنت اثر کی تہنیت کیجیے کیونکہ مین نے حضرت سے
یہ حدیث سنی ہی پس اسی حدیث کی روایت کی جو اوپر گذری - اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار عمر
فاروق نے منبر پر سوار ہو کے فرمانے لگے کہ لوگو واللہ اس امر نکاح مین مجھے اس قدر عجز و الحاح جناب مرتضی علی کے ساتھ
ضرور نہین تھا - لاکن مین نے حضرت جناب رسالت علیہ الصلواۃ والسلام سے یہ حدیث سماعت کی ہی پس وہی حدیث پڑہی
جو مذکور ہوی - اور ایک روایت مین آیا ہی کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ اے احباب مین مین نے اسقدر جو جد و جہد کیا اس سے میرا مقصود
یہی تھا کہ حضرت کا ایک عضو مبارک میرے پاس ہی - کہتے ہین کہ ام کلثوم کے بطن سے ایک فرزند ارجمند کہ جسکا نام زید ہے
متولد ہوا اور حد جوانی کو پہنچ کے رحلت کی رضی اللہ عنہ وعن ابیہ واُمّہ - اور اسی سال مین ملک اہواز سے بعضے بلاد
مفتوح ہوے - از انجملہ شہر نصیبین ہے وہان کے لوگ بڑے سخت تھے شہر کا دروازہ بند کر دئے - اسلئے اہل اسلام کو آٹھ
مہینے تک اسکے دروازے پر توقف واقع ہوا - اس شہر کے کفار نہ جنگ و پیکار پر آتے نہ اسلام لاتے نہ شہر کا دروازہ
کھولتے تھے جب غازیان اسلام بہت ہی تنگ ہوگئے - تب لشکر اسلام کے امیر نے حکم کیا کہ سیاہ بچھو جو اس نواح مین بہت
تھے پکڑ کے کوزون مین ڈالدین اور ان کے منہ بند کر کے منجنیق پر سے اس شہر مین پھیکدین مجاہدون نے اس شب مین ویسا ہی
عمل کیا - جب کوزے مین پر گر کے پھوٹتا بچھو منتشر ہوتے اور جب بچھو کسی کو نیش مارتا وہ اسیوقت مرجاتا - اہل شہر مین ایک
غلُ اٹھا اہل اسلام فرصت کو غنیمت جان کے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور دروازہ کو پارہ پارہ کر کے داخل شہر ہوے - اور وے
بچھو کو جہان پاتے مارتے تھے جب اللہ تعالی کی تائید سے وہ شہر ہاتھ آیا فصحاے عرب سے ایک شاعر نے اسکی فتح کے بیان مین

ایک قصیدہ غرا انشا کیا اسکا مطلع یہ ہی ؎ شَهِدْتُ فُتُوحًا فِي بِلَادٍ كَثِيرَةٍ * فَلَمْ أَرَ فَتْحًا مِثْلَ فَتْحِ الْعِقَارِ
کہتے ہین کہ نوشیروان اپنے زمانے مین شہر نصیبین کو محاصرہ کیا تھا اسکو بھی فتح نہوی آخر عاجز آکے چلا گیا تھا آخر حضرت عمر کی
خلافت مین مسلمانون کی تسخیر مین آیا واللہ اعلم - اس سال مین بلاد اہواز سے جو مفتوح ہوے ہرمزادر تستر ہے - اہواز کا
حاکم نے امیر لشکر اسلام ابو سبرہ سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ مجھے امیر المومنین کی حضور مین بھیجدین انکی راے مبارک مین جو ہے

آنکی سوکرینیا - پس وہ جب جناب خلافتمآب کے دربار مین حاضر ہوا نصیحت نافعہ تھی اسکو اثر کی اور کفر وشرک سے باز آکے اسلام سے مشرف ہوا -

ہجرت سے اٹھارویں سال کے وقایع

- اس سال مین ابو عبیدہ کا ایک مکتوب امیر المؤمنین کی خدمت مین اس مضمون کا پہنچا کہ لشکر اسلام مین شامیون سے چند شخص جیسے ضرار اور ابو جندل وغیرہما شراب پینا شروع کئے ہین جب ان کو منع کرین تو کہتے ہین کہ شراب کے پینے اور نہ پینے مین ہم کو اختیار ہے سو ہم نے شق اول اختیار کیا ہے اسبات سے انکا مقصود اس آیت قرآنی کا استفہام تھا جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ سے اپنی کج فہمی سے یہ گمان کئے تھے کہ یہ استفہام اختیار پر محمول ہے - حضرت عمر نے ان کے جواب مین تحریر فرمایا کہ اس آیت مین استفہام تقریری ہے نہ اختیاری سو وہ بہت اچھی وجہ سے نہی اور حرمت کا افادہ دیتی ہے تم کو چاہئے کہ ان لوگون کو مسلمانون کے مجمع مین حاضر کرین اور ان سے پوچھین کہ شراب حلال ہے یا حرام اگر وے حرمت کا اقرار کرین ہر ایک کو اسی کوڑے مارین اگر انکی حلیت کے قایل ہوین انکو قتل کردین - ابو عبیدہ نے ویسا ہی انکو حاضر کرکے دریافت کی تو انہون نے شراب کی حرمت کا اقرار کیا - ابو عبیدہ نے انکو حد مار کے یہ نصیحت کی کہ ای عزیزو اللہ تعالی نے بہت سی نعمتین تم پر ارزانی فرمائین تو اسکا شکر بجا لانا تمہین لازم ہے تم نے اسکے برخلاف گناہون پر جو اقدام کرتے ہو مین نہایت اندیشناک ہون کہ تمہارے فسق و فجور کی شامت سے کہین ایک حادثہ عام اہل اسلام مین پیدا ہو بدکارون کی بدی کی شامت سے نیک لوگ بھی ہلاک ہو سکتے ہین سنت اللہ اسیطرح جاری ہوئی ہے - آخر ویسا ہی ہوا جیسا وہ صاحب کمال انکی گمان کیا تھا کہ اہل شام قضائے طاعون مین اور اہل مدینہ بلاے قحط مین مبتلا ہوے قحط سال اس وجہ سے کی تھی کہ آسمان سے ایک پانی کا قطرہ نہین ٹپکتا تھا اور زمین سے کوئی سبزہ کا نہین اُگتا تھا صحرائی وحوش وطیور شہر اور انسان سے اُنس لیتے اور انسان صحرا کے طرف جاتے گھاس اور پتے پر اکتفا کرتے تھے - کہتے ہین کہ اندنون ہوا چلتی گرد وغبار جو راکھ کی سی تھی لوگون کے منھ پر پڑتی تھی اور جانور بھی بہت سے ہلاک ہوے اسواسطے اس سال کا نام عام الرمادہ ہوا -

نقل ہے کہ حضرت عمر نے محتاجون اور مسکینون کو طعام دو وقتہ کھلواتے اور لوگون پر بہت شفقت فرماتے تھے اور غلہ فروشون کو تاکید کرتے تھے کہ احتکار نکرین یعنے اناج گران بیچنے کی نیت سے بند کر کے نہ رکھین - اور حدیث الْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ کے حکم کی تشہیر دیتے تھے - اور آپنے اپنی ذات کے لئے یہ قرار دیا تھا کہ جبتک یہ قحط سالی دفع ہووے تب تک گوشت وروغن تناول نکرین اور دودھ نوش نہ فرماوین اور اطراف وجوانب کے امیرون کو حکم روانہ کیا کہ جس قدر ہو سکے اناج مدینہ کیطرف بھیجا کرین یہ حکم پہنچتے ہی اول جو غلہ روانہ کیا سو ابو عبیدہ تھے کہ چہار ہزار شتر بار اناج مدینے کو لے آیا - جناب خلافت مآب نے بہت خوش ہوکے مدینہ والون اور اس کے نزدیک کے قریے والون پر تقسیم کی - اور عمرو بن عاص ایک سو کشتی اناج مصر سے دریا پر روانہ کیا جب وہ غلہ مدینہ کو پہنچا ارزانی مین وہانکا نرخ مصر کے نرخ کے برابر ہوا -

نقل ہے کہ اسی قحط سال کے ایام مین بلال بن حارث مزنی کے اہل وعیال

ایک روز بھوک کی شدت سے بڑی شکایت کئے اور چاہا کہ ایک بکرا ذبح کرین تا فاقے کی آتش اس سے بجھا دین ۔ بلال نے
اپنے بکرون کی لاغری اور ناتوانی کا عذر لایا ۔ جب ان کے اہل وعیال نے بہت ہی جد وکد کیا آخر بلال نے ناچار ایک بکرا ذبح
کیا جب قصاب نے اسکو چھیلا تو سرخ ہاڑ کے سوائے کچھ نہ پایا ۔ یہہ حال دیکھتے ہی بلال کو بڑی رقت آئی سو رونے لگے اور
بے اختیار استغاثہ کیا کہ یا محمداہ ۔ اسی شب اسنے خواب دیکھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف اشارہ کیا
اور مینہہ پڑنے کی بشارت دی اور فرمایا کہ عمر بن خطاب کو میرا سلام پہنچا اور بولنے کہ میرے ساتھ جو عہد باندہا ہی کس لئے اس کو
وفا نہین کرتا ہی لِعَهْدِي وَشَدِّدْ لِعَقْدِي فَالْكَيْسُ الْكَيْسُ بلال نے علی الصباح عمر فاروق کی خدمت
مین آیا اور اپنا واقعہ کہا جناب خلافت مآب نے سب اصحاب کرام کو جمع کرکے اس کے رویا صالحہ سے اعلام کیا سب کے سب متفق ہو کے کہے
کہ اس واقعہ کی تعبیر یہی ہے کہ سنت استسقا کے زندہ کرنے مین کس لئے سستی کرتا ہی ۔ پس امیر المومنین نے روزہ رکھا اور پرانے
کپڑے پہنے ہوئے جماعت صحابہ وعوام اہل مدینہ کو ہمراہ لئے ہوئے پیادہ کمال عجز سے مدینے کے باہر عیدگاہ کی طرف تشریف لیگئے
عباس بن عبد المطلب کا وسیلہ لاکے بارگاہ الٰہی جلشانہ مین اسطرح دعا کرنے لگے کہ خداوندا تیرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے زمانے مین جب ہم نے بلائے قحط مین مبتلا ہوتے تھے تیری بارگاہ مقدس مین حضرت کا توسل لاکے دعا کرتے تھے
تو نے اپنی کمال عنایت سے ہم بیچارون کی دعا قبول فرماتا اور بارش برساتا تھا ۔ اب تو ہم اس وقت بے نصیب ہین پس حضرت
کے عم معظم عباس بن عبد المطلب کو تیری درگاہ مین شفیع لاتے ہین اور دعا کرتے ہین ہماری دعا قبول کیجئے بارش بھیجئے اور
دعا مین بہت آہ وزاری اور تضرع کی ۔ اسکے بعد حضرت عباس نے بادل دردآمیز وچشم اشک ریز روبقبلہ دست التجا اٹھا کے
کمال تضرع وزاری سے دعا کرنے لگے کہ بار خدایا تیرے بندگان بانیاز تیری درگاہ پاک مین مجھے شفیع لاکے بارش کے لئے التجا
کر رہے ہین آلہی تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مجھے قرابت قریبہ ہے اسکی یمن وبرکت سے ان بیچارون کی
دعا قبول کیجئے اور بارش دیجئے ۔ حضرت عباس نے جب یہہ دعا کی ابھی زمین سے قدم نہین اٹھائے تھے کہ ابر کے اونٹون کی قطار
کہ جن پر آب خوشگوار کے مشک لدے ہوئے تھے آسمان سے نمودار ہوئے اور رعد کا خطیب بلند آواز ہو کے منبر پر کھڑا ہو
آواز کرنے لگا ۔ یعنی مینہہ شروع ہوا کہ پیہم سات روز تک برستا ہی رہا ایک ہفتے کے بعد موقوف جنگل اور بیابان سرسبز
وخندان ہو گیا باغ وبہار کا نظارہ دینے لگا اور ہر باغ وگلزار رنگ بہار لیا قحط سالی جاتی رہی ۔ جب حضرت عباس کی دعا
سریع الاجابت ہوئی اور اسیوقت مینہہ شروع ہوا ۔ لوگ یہہ کرامت دیکھتے ہی انکے بہت ہی معتقد ہو کے انسے مصافحہ کرنے لگے
اور حسان بن ثابت اور ابن عباس اسبارہ مین چند بیتین بنائین ۔ اور اسی سال شام مین جو طاعون عام واقع ہوئی وہی پہلی
طاعون تھی جو اہل اسلام مین حادث ہوئی ۔ اور اسکو طاعون عمواس اس لئے کہتے ہین کہ عمواس ایک قریہ کا نام ہی جو سرحد شام مین واقع …

وہ طاعون اسی قریہ سے شروع ہوئی۔ نقل ہی کہ اس طاعون مین صحابہ وتابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے پچیس ہزار
شخص رحلت کیئے۔ کہتے ہین کہ ان دنون ابوعبیدہ نے ایک خطبۂ بلیغہ پڑھا اور اس مین حمد الٰہی وصلوات جناب رسالت پناہی
اور کلمۂ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت نے بارگاہ الٰہی مین دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ طاعون کو اس امت کے صالحون کے
حق مین عین رحمت وشہادت کرے۔ اور ابوعبیدہ نے صدق نیت سے دعا کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرض طاعون سے اپنے
جسم کا بھی حصہ کرے اور اپنی روح کو طرف اعلیٰ علیین کے لیجاوے یہ بول کے منبر سے اترے اور اسی مرض طاعون مین
مبتلا ہو کے جنت ماوا کی طرف سدھارے۔ اپنی رحلت کے آگے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ ٹھہرایا تھا سو ان کے بعد معاذ اور انکے
فرزند عبدالرحمن بھی اسی طاعون کے صدمے سے رحلت کئے۔ معاذ نے اپنی موت کے وقت عمرو بن عاص کو امارت دی
عمرو بن عاص نے خطبہ پڑھا کہ اس مرض کے صدمات شعلہ ہای آتش کے مانند پہنچ رہے ہین سو چاہئے کہ لوگ پہاڑون پر چڑہین
تا رفع حرارت اور حصول راحت کا سبب ہو۔ تب لوگون نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اسی طاعون مین معاویہ کے برادر
یزید بن ابی سفیان اور حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور عتبہ بن سہیل اور ابوجندل اور عاص بن سہیل انتقال کیے۔ جب ابوعبیدہ
ویزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر کدورت اثر حضرت عمر کو پہنچی بہت ہی مغموم ودلفگار ہوے اور کمال رقت سے زار زار روکر انا للہ وانا الیہ راجعون
پس لشکر شام کی امارت معاویہ بن ابی سفیان کو دیکے اس نواح مین ان کو عامل خراج ٹھہرایا اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی
حکومت دی۔ اور اسی سال عمر فاروق نے جہاد کی نیت سے شام کی طرف نکلے تھے بلاد شام سے یرموک کے قریب قریہ سرغ پر
پہنچے لوگون نے عرض کی کہ شام کے ملک مین بڑی وبا واقع ہے اکثر دیہات وامصار ویران ہوگئے ہین اسطرف تشریف
لیجانا مناسب نہین۔ تب حضرت عمر نے مہاجرین اولین کو جو ہمراہ رکاب تھے جمع کرکے اس باب مین مشورت کی کہ شام کی طرف
روانہ ہونا مناسب ہی یا مدینہ کی طرف مراجعت کرنی۔ بعضون نے کہا کہ جب ہم جہاد کی نیت سے نکلے ہین اللہ تعالیٰ پر
توکل کرکے آپ آگے چلنا اور اس کام کو سرانجام کو پہنچانا بہتر ہے۔ اور ایک جماعت کہنے لگی کہ جب ملک شام مین وبا پھیلی ہے
بہتر ہے کہ ادہر نجاوین اور کریمۂ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کے موافق آپکو آپ ہلاکت مین نڈالین بلکہ مدینۂ طیبہ
کی طرف لوٹ جاوین۔ یہ بات سنکے امیرالمومنین نے حکم کیا کہ اس جماعت کو مجلس سے باہر روانہ کرین اور دوسرے مہاجرین کو کہ جو
ہجرت فتح مکہ کے بعد ہوئی تھی بلواکے انسے بھی مشورت کی تو وے سب کے سب متفق ہوکے کہے کہ وطن کی طرف پھر جانا ہی
انسب ہے۔ عبدالرحمن بن عوف نے جناب خلافت مآب مین آکے ایک حدیث کی روایت کی کہ مین نے حضرت سے سنا ہی کہ جس شہر مین
وبا پیدا ہوئی ہو وہان کے جانے مین اقدام نکرو۔ اور تم جس شہر مین رہین اگر وہان وبا ظاہر ہوئی ہو اس بلا سے بھاگنے کی نیت سے
اس شہر سے مت نکلجاو۔ پس حضرت عمر نے حکم کیا کہ لشکر مین ندا کردین کہ علی الصباح اس منزل سے کوچ کرکے مدینہ کی طرف سدھارینگے

پس مع لشکر وہان سے کوچ کرکے داخل مدینہ ہوے - اور اسی سال امیرالمومنین نے حج کے لئے مدینہ سے مکہ معظمہ کیطرف
روانہ ہوے حج کے مناسک سے فارغ ہوکے مقام ابراہیم جو کعبہ کی دیوار سے لگا تھا اب جس جگہ واقع ہے مقرر کیا - اور اسی سال
کوفے کی قضارت شریح بن حارث کندی کو - اور بصرے کی قضارت کعب بن سوار کو دی - اور اسی سال حضرت علی کو مدینے مین
خلیفہ ٹھہرا کے آپ شام کی طرف روانہ ہوے تا جو لوگ طاعون عمواس مین موے ہین انکا مال ان کے وارثون پر تقسیم کرین اور
لشکر اسلام کے امیرون اور ملک کے رعیتون پر تفقد فرماوین جب بلاد شام سے شہر رملہ پر پہنچے لشکریون کے واسطے تابستان اور
زمستان کی غذا معین کی اور ممالک کے سرحدین بھی مقرر فرمائین اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی امارت سے معزول کرکے عمرو بن
عبسہ کو انکی جاے پر نصب کیا - پھر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ شرجیل بن حسنہ کو جو مین نے معزول کیا اسکا یہ سبب نہین تھا
کہ اس سے کچھ قصور ظہور مین آیا ہو بلکہ مین نے چاہا کہ ایکمرد شرجیل سے قوی تر اس سرحد مین رہے اور ابوموسی اشعری کو سواحل پر
امیر ٹھہرایا اور بلاد شام مین جابجا امرا اور حکام مقرر کردیے - اور طاعون مین جو لوگ موے تھے بڑی تحقیق اور تفحص کے بعد جسکے
ورثہ باقی تھے - متروکہ ان کے تسلیم کیا اور جن کے وارث نہین تھے حکم کیا کہ انکا متروکہ بیت المال مین داخل کرکے مسلمانون
پر تقسیم کرین - جب ان مہمات سے فراغت حاصل ہوی مدینہ منورہ کی طرف معاودت فرمائی - **ہجرت سے انیسوین سال کے وقایع** - ہجرت کے انیسوین سال حضرت عمر نے جب مسجد نبوی کو جو لوگون کی کثرت سے تنگ ہوتی تھی
کشادہ کیا حضرت عباس کا اور مروان کا گھر خرید کرکے داخل مسجد فرمایا - اور اسی سال مسلمانون نے جو بلدہ رملہ مین تھے کوہ لبنان
مین ایک غار پر اطلاع پائی کہ اس غار مین ایک تخت زرین نصب کیے تھے اور ایک مرد جو سوا تھا اس تخت پر تکیہ لگایا ہوا تھا
اور اس کے ایک جانب پر ایک لوح زرین رکھے تھے اور اس پر لغت رومی سے چند سطرین لکھی تھین - ان سطور کا مضمون
یہی تھا کہ میرا نام سبا ہے اور مین نواسہ کا بیٹا ہون مین نے عیص بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام کی شرف خدمت و ملاقات
سے مشرف ہوا ہون اس کے بعد بحکم سن شئ حدیم خدیم کے ایک مدت دراز تک مین نے بادشاہی کی ہے اور بہت کچھ خدم و حشم
رکھتا تھا اور بہت سے عجائب و غرائب جیسے برق اور تگرگ اور دجلہ کی طغیانی کئی بار مین نے دیکھے اگر تم بھی ایسی چیزین
دیکھوگے تو تعجب کروگے بلکہ ان باتون سے زیادہ عجب یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ دادون اور آشنا و دوستون کے قبور دیکھا
کرتا ہے اور اپنی موت سے غافل رہتا ہے اور اپنے گلستان زندگی سے ایسے پھول نہین چنتا ہے جو اسکو آخرت مین کام آوے
اور اسکی خوشبو اسکی دماغ کو معطر کرے اور اس سے زیادہ حساب آخرت کا دغدغہ اور اس سے زیادہ رد مظالم کا خطرہ ہے اور مجھے
یہ بات بھی یقین ہے کہ ایک قوم باوجود خداوند تعالی کی ربوبیت پر اقرار کرنے کے مال و زر کی طمع کرکے مجھے اس غار سے نکالینگے
اور اس تخت سے جدا کرکے اس کو اپنا مال سمجھین گے - جب ایسی حالت ظاہر ہوویگی تو زمانہ متغیر اور فاسد - اور بازار دیانت

اور امانت کا بے رونق اور کاسد ہو ویگا - اور سننے حادثے اور بلائین نزول کرینگے اور لوگ اس سے بہت ہی
محزون و ملول ہو وینگے تہمتین اور بہتان اور جھوٹھ اور افترے زیادہ ہونگے - جب کسی نے ویسا زمانہ پاویگا بہت رنجور ہو ویگا
اور اسکا عیش اس پر تلخ اور ناگوار ہو جائیگا - پھر جو کچھ واقع ہونا ہی ہو ویگا ہر دو جہان کی سعادت اور خاتمہ کی خیریت اور
حسن عاقبت انہین کے نصیب ہوگی جو صالح اور متقی ہین -

ہجرت سے بیسوین سال کے وقایع -

جب ہجرت سے بیسوان سال آیا مصر کی فتح عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوی - ایک قول سے سولھوین سال اور
ایک سترہوین سال وہ فتح ہاتھ لگی - اور قول صحیح اور راجح یہی ہے - کہ فتح مصر عام الرماد کے آگے ہے کیونکہ اسکے آگے
واضح ہو چکا کہ عمرو بن عاص نے عام الرماد مین مصر سے سو کشتی اناج مدینہ معظمہ کی طرف روانہ کیا - غرض فتح مصر کا سبب
ہوا کہ جناب خلافت مآب کو یہہ خبر پہنچی کہ ارطبون ایک لشکر جمع کرکے جنگی سامان کے تہیے مین مشغول ہے سو لوگ شام سے
دوڑ کے اس کے لشکر مین داخل ہو رہے ہین - یہہ بات سنتے ہی جناب فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو حکم لکھا کہ ارطبون
پر لشکر کشی کرین - پس عمرو بن عاص نے حکم کے مواقف اس پر لشکر کشی کی فریقین مین بڑا جنگ ہوا آخر اللہ تعالیٰ نے
مسلمانون کو فتح و نصرت دی ملک مصر ہاتھ آیا عمرو بن عاص نے مسند شاہی کو رونق دیکے اس مملکت کے ضبط و نسق پر کمر باندھی
اور مصر والون کو بڑی تسلی دیکے یہہ بشارت پہنچائی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو حکم فرمائے ہین کہ جب ملک مصر
تمہارے ہاتھ آئیگا تب وہان کے لوگون سے نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ - حضرت یہہ حکم فرمانیکا وجہ یہہ ہے کہ حضرت
اسمٰعیل جو جد عرب ہین ان کی والدہ ماجدہ ملوک مصر کے دخترون سے ہے - مصر والون نے یہہ بشارت سنتے ہی نہایت
شادان و فرحان ہوے اور کمال طوع و رغبت سے دین اسلام قبول کیا - کہتے ہین کہ عمرو بن عاص کے ایام حکومت
مین ایکبار دریاے نیل کا پانی کم ہو گیا - تب مصریون نے متفق ہوکے عمرو بن عاص کی خدمت مین آکے عرض کی کہ ہمارے
یہان رسم قدیم چلا آیا ہے کہ جب نیل کا پانی کم ہوتا ہے تب ایک جوان لڑکی جو جمیلہ اور شکیلہ ہو تلاش کرین اور اس کے
ماں باپ کو مبلغ خطیر دیکے خرید کر لین - پھر اس لڑکی کو زیور عمدہ اور لباس فاخرہ سے آراستہ کرکے اس کو نیل مین ڈالدین
عمرو بن عاص نے یہہ سنکے فرمایا کہ جاہلیت کا رسم شنیعہ ہے - دین اسلام تو سب جاہلیت کے رسوم اٹھا دیا ہے - اور شریعت محمدی
ایسے بدعات کو منع کرتی ہے اہل مصر یہہ سنکے مغموم و ملول ہوکے پھر گئے - دوسرے روز سب متفق ہوکر آکے کہنے لگے کہ
ایہا الامیر اس ہمارے رسم قدیم کو جاری کیجئے یا ہم کو جلاے وطن ہونے کی اجازت دیجئے - تب عمرو بن عاص نے جناب
خلافت مآب مین ایک عریضہ بڑی جلدی سے بھیجا اور سب احوال کما ینبغی ظاہر کیا - جناب فاروق اعظم نے اسکا جواب
اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم نے وہ رسم جاہلیت جو منع کیا بہت اچھا کیا - اب مین دریاے نیل کو ایک شقہ لکھا ہون سب اہل کو

نیل کا جاری ہونا بحکم حضرت عمر

اپنے ہمراہ لیکے دریاے نیل پر جائے اور وہ شقہ اس مین ڈالدیجیے اس شقہ کی عبارت یہی تھی کہ من عبد اللہ عمر
امیر المومنین اما بعد یا ایها النیل ان کنت تجری من قبلك فلا تجر وان کان اللہ
الواحد القهار یجریك فاسئل اللہ الواحد القهار ان یجریك یعنی یہ شقہ طرف سے عبد اللہ عمر کے ہے جو امیر ہے
مومنون کا اما بعد ای رود نیل اگر تو خود بخود جاری ہوتی تھی تو بہت ہو۔ اور اگر تجھے اللہ واحد قہار جاری کرتا تھا اللہ تعالی سے
سوال کر کہ اپنی قدرت کاملہ سے تجھے جاری کردے انتہی۔ جب یہ نامہ عمرو بن عاص کو پہنچا انہون نے اسیوقت مصر کے سب
اکابر و اشراف اور عوام کو جمع کیا اور اپنے ہمراہ لے کے رود نیل پر آیا اور وہ شقہ اس مین ڈالدیا۔ اسیوقت رود نیل جوش
کرنے لگی یہان تک اس کو طغیانی ہوئی کہ سولہ گز پانی بلند ہوا۔ یہ کرامت دیکھنے سے مصر والون کے ایمان کو بڑا قوت ہوا
اس روز سے وہ جاہلیت کا رسم بدا اٹھ گیا۔ اور اسی سال اسکندریہ کی فتح صلح کی راہ سے عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع
ہوئی۔ اور اسی سال کوفے کی ایک ایک جماعت سعد بن ابی وقاص کی شکایتین لکھ کے جناب خلافت پناہ کی حضور مین بھیجین
تب امیر المومنین ان کو بلوا کے دریافت کی تو ان کا کوئی ایسا قصور ثبوت کو نہ پہنچا کہ وہ عزل کے لائق ہو۔ لیکن جب رعایا
بدل ہو گئے تھے اور رعیتون کی رعایت انتظام مملکت کا سبب ہے مصلحت وقت اسی مین سوچ کے جناب فاروق اعظم
نے کوفے کی امارت سے ان کو معزول کیا انشاء اللہ تعالی اس اجمال کی تفصیل سعد بن ابی وقاص کے احوال مین آویگی
اور کوفے کی امارت عمار بن یاسر کو عنایت کی۔ اور مساحت جریب اور خراج کے عمل پر عثمان بن حنیف کو اور خزانہ بیت المال
کی حفاظت پر عبد اللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا۔ اور اسی سال خیبر اور وادی القری اور اس کے توابع و لواحق کے بلاد مین
اور نجران مین جو یہود و نصاری بستے تھے حضرت عمر نے ان سب کو جلا کا حکم کیا اور کوفے کی طرف بھیجدیا۔ اور اسی سال ابو بحریہ نے روم
کے غزا پر روانہ ہوا مسلمانون سے اول جو داخل روم ہوا وہی تھا۔ ایک قول سے پہلے جو روم مین قدم رکھا میسرہ بن مسروق
عبسی تھا۔ پس سالم و غانم لوٹ آیا۔ اور اسی سال قیصر روم ہرقل مرا اور اسکا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا ہجرت سے

اکیسوین سال کا احوال اور نہاوند کی فتح

جب ہجرت سے اکیسوان سال آیا محرم الحرام کا ہلال
افق غربی پر نمایان ہوا کئی وقائع رو دئے۔ از انجملہ نہاوند کی فتح ہے کہتے ہین کہ جب جلولا کا جنگ ہوا یزدجرد نے کسیجگہ
مین توقف کرنے کی طاقت نہ پائی۔ اپنے خواص اور مقربون کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کے غازیان اسلام کے شمشیر کے
اندیشے سے گریزان ہوا قطع مسافت کرکے شہر ری تک جا پہنچا۔ اور چندے اس شہر مین آرام پایا۔ ایسے مین ابو موسی
اشعری نے فاروق اعظم کے حکم کے موافق ایک لشکر لیکے خوزستان پر پہنچا اور اس ملک کو وجود مشرکون کی نجاست سے پاک کیا
اور ہرمزان کو جو اس دیار کا والی تھا اسیر کرکے مدینے کی طرف روانہ کردیا جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی نہایت ملول ہوا اور سمجھا کہ عجز

اپنا دست تصرف سب ممالک عجم کی طرف دراز کرینگے - اسی فکر مین تھا کہ ایسے مین سعد بن ابی وقاص کے عزل کی خبر
سنی سو بہت ہی خوش ہوگیا - اسیوقت اصفہان اور قم اور کاشان اور طبرستان اور قومس اور دامغان اور دوسرے بلاد کے
حاکمون کو جو اس کے زیر حکم تھے خطوط لکھ کے بڑی جلدی سے روانہ کیا کہ عرب اپنا دست تصرف بنی ساسان کے ملکون پر دراز
کرکے ہمارے آبا و اجداد کے تخت گاہ چھین لیکے ہمکو اخراج کر دئے - اور یہی عزم رکھتے ہین کہ باقی ممالک بھی ہاتھ لاوین
سو تمکو چاہئے کہ انکو دفع کرنے کے باب مین کمر ہمت باندہین ہر ہر حاکم ایک ایک لشکر جمع کرکے فیروزان کے پاس جو
کوہستان کا پادشاہ ہے جا پہنچین - مین نے اسکو خراسان اور عراق کے سب افواج و عساکر پر سردار بنایا ہے - یہہ خطوط پہنچتے ہی
ان حاکمون نے یزدجرد کے حسب الحکم جنگی اسباب اور بڑی بڑی فوجین فراہم کرکے نہاوند کے طرف کوچ کیا تھوڑے عرصے
مین ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ اور سوار فیروزان کے پاس جمع آگئے - فیروزان جوانمردی اور مردانگی مین بہت مشہور تھا جب
پاس ایسا بڑا لشکر جمع آنے کی خبر اطراف و نواحی مین شہرت پائی - عمار بن یاسر نے جو سعد بن ابی وقاص کے عزل کے
بعد کوفے کی مسند امارت پر مقرر تھے یہہ خبر سنی - اسیوقت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکھ کے ایک قاصد
کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا - جب اس نے حضرت عمر کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا پوچھے کہ تیرا کیا نام
اس نے عرض کی کہ قریب بن ظفر ہے - جناب امیر المومنین یہہ سنکے خوش ہوے - اور اس سے فال نیک لیکے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالی فتح و ظفر قریب ہے - ایک روایت ہیکہ سعد بن ابی وقاص کی اقامت ہنوز کوفے مین تھی کہ غنیم
کے پاس ایسا لشکر انبوہ فراہم آنے کی خبر ان کے گوش گذار ہوی - جب انہون نے جناب خلافت مآب کی مجلس مین
داخل ہوے - اول جو عرض جناب کی سو یہی خبر تھی - اسکے بعد عمار بن یاسر کا مکتوب بھی اسی مضمون کا پہنچا - ایک روایت
ہیکہ وہ عریضہ عبد اللہ بن عتبان نے جو سعد بن ابی وقاص نے مدینہ کی طرف آنیکے وقت اپنی نیابت دی تھی لکھا تھا
قصہ کوتاہ امیر المومنین جب وہ نامہ ملاحظہ فرمایا منبر نبوی کی طرف تشریف لائی اور منادی کی حکم کیا کہ مدینہ مین ندا کرے
کہ تمام اصحاب کرام حاضر ہووین - جب منادی نے ندا کی اور سب صحابہ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہوکے حمد الہی اور نعت
درود جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ ای معشر عرب اللہ تعالی نے تم کو دولت اسلام سے مشرف
اور معزز کیا پھر اپنے دین کے دشمنون پر تم کو غلبہ دیا اب عمار کے خط سے ظاہر ہوا کہ عجمیون نے ایک لشکر عظیم جمع کر
مسلمانون سے جنگ و جدال کا قصد رکھتے ہین - بالفعل کوفے اور بصرے کا ارادہ کئے ہین - عجب نہین کہ وہ ہر دو شہر
ان کے تصرف مین آوین حرمین شریفین کی طرف بھی آوینگے سو مین اسباب مین تم سے مشورت چاہتا ہون
ہر ایک کی رائے مین جو بات آوے بیان کرے - یہہ بات سنکے اول جو اٹھے سو طلحہ بن عبد اللہ تھے اور کہا

کہ یا امیر المومنین آپ کو امور عالم مین بڑا تجربہ ہوا ہے بہت سے وقایع ظاہر ہوئے ہین - آپکی راے مبارک مین جو بات آویگی ہم سمجھتے ہین کہ اسی مین صلاح و فلاح ہوگی - آپ جس طرف کہ حکم کرین ہم جانیکے لئے بسر و چشم حاضر ہین اگر آپ ہی بنفس نفیس تشریف لے چلین ہم ہمراہ رکاب ہونگے اور اپنی خوشی سے جان نثاری کرین گے حضرت عمر نے یہہ سنکے انپر آفرین و تحسین کی جب طلحہ بیٹھ گئے جناب خلافت مآب نے پھر مشورت طلب کی - تب عثمان ذوالنورین اٹھے اور کہے کہ میری راے مین یہہ بات آتی ہے کہ آپ اہل شام اور اہل یمن کو لکھین کہ اپنی نواح کی فوجین لیکے کوفے والون کی مدد پر روانہ ہووین - اور حرمین شریفین کے غازیان اسلام جو بارگاہ خلافت مین حاضر ہین ان کو آپ ہمراہ لے کے کوفے اور بصرے کی طرف توجہ لاوین - مین امید رکھتا ہون کہ دوست دشمن کو معزز اور غالب نظر آوین گے - اور ختم کلام امیر المومنین کی مدح و ثنا پر کیا اور بیٹھ گئے تب جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اٹھے اور کہنے لگے کہ یا امیر المومنین اگر آپ یمن اور شام کی فوجون کو بلاوین اس مین یہہ قباحت ہی کہ جب اہل روم ان ملکون کو خالی دیکھین گے اس قابو کو غنیمت جان کے مسلمانون کے اہل و عیال کا قصد کرینگے اور انکو بندی پکڑینگے اور انکا مال لوٹ لیوین گے جو ممالک کہ مجاہدونکی بڑی سعی و کوشش اور بڑی جوانمردی سے مسلمانون کے ہاتھ آئے تھے جاتے رہین گے اور اگر آپ اہل یمن کو لکھوگے کہ اپنی فوجین لیکے آجاؤ - جب اہل حبش یمن کو خالی دیکھینگے تو رومیون نے شامیون کے ساتھ جس بدی سے پیش آینگے اہل حبش بھی یمنیون کے ساتھ وہی بدی سے پیش آوینگے - اور اگر آپ غازیان اسلام کی ایک فوج ہمراہ لے کے نکلوگے حرمین شریفین کے اطراف و نواحی جو اعراب سکونت پذیر ہین اس فرصت کو غنیمت جانکے وے سر اٹھاوین گے اور مدینہ کی تاراجی پر کمر باندھینگے - اور آپ بنفس نفیس جب دشمنون کی طرف متوجہ ہووین گے جن لوگون کی نظر زیب و زینت اور شان و تجمل پر منحصر ہے - اور انکی ظاہری نظر جو حقایق باطنی کا ادراک نہین کر سکتی ہی - جب آپ کو اس بے تکلفی کے ساتھ دیکھین گے آپکی صلابت اور مہابت جو غائبانہ سنے تھے اور بڑا خوف رکھتے تھے انکو دیکھتے ہی وہ مہابت انکے دل سے جاتی رہیگی بلکہ جنگ مین انکو جرات اور دلیری آجائیگی - اور اہل عجم یہہ سمجھینگے کہ ہم بادشاہ عرب کو قتل کر دیوین تو آئندہ ہر دغدغہ سے چھوٹ جاینگے - خدانخواستہ جب آپکو مضرت پہنچیگی تو کسی وجہ سے اسکا تدارک نہو سکیگا اور آپنے جو فرمایا کہ انکا لشکر نہایت کثرت کو پہنچا ہی - اب جاننا چاہئے کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے سے ابتک جو کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرتے اور فتح پاتے آئے وہ فتح و نصرت کچھ کثرت لشکر پر موقوف نہین تھی بلکہ فضل ربانی و تائید آسمانی سے تھی - اب بھی جب غازیان اسلام فضل الہی پر تکیہ کر کے اسی سنت سنیہ کی پیروی بجا لاینگے اور جنگ و جہاد مین کوشش کر کے ید بیضا دکھلاینگے وہی تائید الہی دستگیر ہوگی اسباب مین میری راے یہی ہے کہ یمن اور شام اور دوسرے بلاد اسلام کے فوجون کو آپ حکم لکھین کہ ہر لشکر کے تین ثلث کر دیتا - ایک ثلث اپنی جگہ مین رہا رہ کے مسلمانون کے اہل و عیال کی حفاظت

کریں - دوسرا فرقہ ذمیوں میں سکونت کرکے دیکھتے رہیں کہ وے اپنے عہد پر قایم رہتے ہیں یا نہ - اور تیسرا گروہ
کوفیوں کی مدد کے لئے روانہ ہووین - اور ان پر ایسے شخص کو امارت دین کہ زیور فراست اور لباس شجاعت سے
آراستہ ہو - اور جنگ و قتال میں بڑا ہوشیار اور تجربہ کار ہووے - اگر فتح و ظفر کی صورت آئینہ مطلوب میں جلوہ گر ہو
بہتر والا جب آپ سریر صحت پر سلامت رہیں اسکا تدارک ممکن ہے کہ دوسرا لشکر بھیجکے بدلہ لے سکتے ہیں - جب جناب
خلافت مآب نے حضرت علی سے یہ کلام فراست انجام سنا نہایت خوشی سے تکبیر کہی اور فرمانے لگے کہ یا ابوالحسن آپنے جو فرمایا ہی
راست بات اور ٹھیک تدبیر ہے واللہ میری خاطر میں بھی یہی بات گذری تھی اور میں چاہتا تھا کہ ایسا مشورت کروں الحمد للہ
آپ کی راے میں بھی وہی تدبیر آئی - اور عباس بن عبدالمطلب بھی جو بڑے مدبر تھے حضرت علی کی راے ہی پسند کی - پھر امیرالمومنین
نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس لشکر کی امارت کے لئے آپ کس کو سزاوار جانتے - فرمایا کہ نعمان بن مقرن اسکام کے لائق ہی
پس سب مہاجر و انصار بھی اسیکو پسند کیا - پس اسی مجلس میں کوفے کے لشکر کی امارت نعمان بن مقرن کے نام پر مقرر ہوئی
انہوں شجیعان و دانشمندان صحابہ سے تھے اور اس لشکر کے غنایم کی حفاظت اور قسمت پر سائب بن اقرع کو مقرر کیا اور
کوفے والوں کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ سلام علیکم - اما بعد اے اہل کوفہ تمکو معلوم ہو کہ میں نے لشکر اسلام کی امارت
نعمان بن مقرن کو دی ہے اور اس کو تمہاری طرف روانہ کیا ہوں تا ان کافروں سے جو سرحد نہاوند میں جمع آئے ہیں جنگ
کرے - اگر نعمان شہادت پاوے حذیفہ بن الیمانی امیر ہے اگر وہ بھی شہید ہووے ابوموسی اشعری امیر ہے - اگر وہ بھی شربت
شہادت نوش کرے - جریر بن عبداللہ بجلی امیر ہے - اگر وہ بھی خلعت شہادت پہنے مغیرہ بن شعبہ امیر ہے - اگر اسکو بھی
درجہ شہادت نصیب ہو - اشعث بن قیس کندی امیر ہے - پس نعمان کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا - پھر نعمان کے نام سے
ایک نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ لشکر عراق میں دو مرد بڑے نامور ہیں اور جنگی امور میں بڑی مہارت رکھتے ہیں ایک عمرو بن معدیکرب
مذحجی ہے دوسرا طلیحہ بن خویلد اسدی سو تمکو چاہیے کہ ان ہر دو کو مہمات جنگی اور کاروبار بادشاہی میں اپنے صاحب مشورت ٹھہراؤ
اور ان کو دوسرے کام پر مامور نکرے کہ لِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ - اور وہ نامہ سائب بن اقرع کے ہاتھ دیکے کوفے کی طرف روانہ کیا
اور بعضے تواریخ میں لائے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے فرزند ارجمند عبداللہ کے ساتھ پانچہزار سوار دیکے انکی مدد کو مدینہ
طیبہ سے روانہ فرمایا - جب عبداللہ بن عمر حلوان کے سرحد میں پہنچا اور اطراف و نواحی سے دس ہزار مرد جمع آئے پس بڑی
جلدی سے قطع منازل کرنے لگے - کہتے ہیں کہ جب امیرالمومنین کا نامہ نعمان کو پہنچا انہوں نے اسیوقت جنگی اسباب کے تہیے میں
مشغول ہوے - جب مدینہ اور بصرے سے مدد کی فوجیں آپہنچیں موجودات کی تو تیس ہزار مرد جان باز شمار میں آئے پس
نعمان نے جب یہ لشکر انبوہ کمال شان و شکوہ سے ہمراہ لے کے کوچ کیا لوگوں کی کثرت سے بیابان اور کوہستان تنگ ہوگیا

جب فیروزان نے لشکر اسلام آنیکی خبر سنی خندق کھدوانے اور قلعے اور برجون کے استوار کرنے مین مشغول ہوا جب لشکر اسلام سرحد نہاوند مین پہنچا لشکر عجم سے آدہے فرسنگ کی مسافت پر نزول کیا۔ دو مہینے تک طرفین سے تیرین چل رہین تھین۔ کوئی قدم اودہر گیا نہ اودہر سے اودہر آیا آخر فیروزان تنگ آ کے نعمان کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہہ پیغام بھیجا کہ مسلمانون سے کسی کو بھیجے تا وہ اپنا ما فی الضمیر اس سے بیان کرے تب نعمان نے مغیرہ بن شعبہ کو جو بڑی شجاعت اور جسامت اور فصاحت رکھتے تھے اور کریمہ زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کے مصداق تھے اور یزدجرد اور رستم کی مجلس مین جس نے کلام کیا تھا روانہ کیا جب مغیرہ اسکی مجلس مین داخل ہوے فیروزان کہنے لگا کہ روی زمین پر کوئی طائفہ عرب سے زیادہ بدبخت اور زیادہ بھوکے نہین تم نے کسلئے اس ملک کا قصد کیا اب جا کے اپنے امیر اور یارون سے کہدیجئے اگر تم طعام و لباس کی تنگی کے سبب سے ادہر آئے ہون تو کھانے پہننے کی چیزین اسقدر دلواؤنگا کہ تمہارے سب لشکر کو کفایت کرین اور سب کے سب خوش ہو جاوین۔ اور زراعت کے لئے اتنی زمین بخشدونگا کہ سب آرام سے گذر کرین۔ یہہ سنکے مغیرہ نے کہنے لگے کہ سچ ہے کہ ہم اس سے آگے فقرا تھے لاکن اللہ تعالی اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے ہمکو اغنیا کر دیا۔ اور ہم ناتوان و ذلیل تھے لاکن ملت اسلام کے قبول کرنے سے ہمکو قوی و عزیز بنا دیا۔ اب تم جانیو کہ خسرو جو تمہارا بادشاہ تھا۔ جب رسول خدا علیہ الصلواۃ والسلام کا نامہ فیض شمامہ چاک کیا۔ دولت و ریاست بنی ساسان کے خاندان سے کنارہ لی۔ جب قادر علی الاطلاق کا ارادہ لوا دین محمدی کے بلند کرنے پر آوے۔ ستمان کو کیا امکان کہ مخالفت پر کمر باندہین۔ جب دولت اسلام کا آفتاب صدق و حق کی بلندی پر طلوع کرے۔ آتش پرستون کا ستارہ کب درخشان رہیگا۔ عجب ہی کہ تم پچھلے جنگون مین بارہا اہل اسلام کو آزما کے ہو اور شکست فاحش کھائے ہو۔ با این اپنی ضد و نفسانیت پر آتے ہو۔ اب بہتر یہی ہی کہ تم دین اسلام قبول کرین تا دین و دنیا کی سعادت نصیب ہو۔ اگر اسلام نہین قبول کرتے ہو ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دینا پڑیگا۔ جزیہ دینے پر راضی نہین ہوتے ہین تو جنگ پر تیار ہو جاو۔ مغیرہ نے یہہ بول کے اٹھے اور اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی۔ جب یہہ سرگذشت نعمان کی خدمت مین کہی انہون نے صحابہ سے مشورت کی۔ تب طلیحہ بن خویلد وغیرہ نے عرض کی کہ بمقتضاے الحرب خدعۃ کے مناسب ہی کہ ہم یہاں سے کوچ کرین تا اہل عجم کو گمان ہو کہ مغیرہ کی خبر سے لشکر عرب کو خوف ہوا اسواسطے یہان سے فرار ہوے۔ تب کفار ہمارا پیچھا کرینگے۔ نعمان کو یہہ رائے بہت پسند آئی سو حکم کیا کہ کوچ کرین جب لشکر اسلام وہان سے کوچ کر کے ایک منزل پر جا اترا کافرون نے سمجھا کہ یہہ گھبرا کے فرار ہوے ہین پس اسبابکو غنیمت جان کے انکا پیچھا کیا یہہ بات نہین سوچی کہ شیران بیشہ شجاعت و دلیران عرصہ شہامت کمین گاہ مین منتظر ہین غرض شب کا وقت تھا کہ ان کے منزل مین جا پہنچے اور لشکر عرب کے مقابلے مین اترے وہ شب جو ہول قیامت سے خبر دیتی تھی سپاہ عجم کو اندیشہ جان اور مجاہدان عرب کو آرزوے شہادت اور دخول جنت

ہرگز نیند نہ آئی جب رات گذر گئی چہار شنبہ کے دن علی الصباح فلک وتاکا شہسوار خونین تلوار اپنے ہاتھ مین لیا ہوا آسمان مینا فام مین تاخت کیا ہر دو لشکر میدان مین آکے ایکدوسرے کے مقابل ہوئے نعمان نے اپنے برادر نعیم بن مقرن کو مقدمۃ الجیش پر اور خذیفہ بن الیمانی کو میمنہ پر اور اپنے دوسرے برادر سوید بن مقرن کو میسرہ پر مقرر کیا قیس بن ہبیرہ مراری کو کمین گاہ مین رکھا اور نقارہ جنگ کا بجا ہر دو لشکر مانند بحر اخضر کے جوش و خروش مین آئے قتال و جدال شروع ہوا اس دن شام تک جنگ کی چکی گردش مین تھی ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون کی نہر روان ہوئی جب سکندر آفتاب ظلمت وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی مین نزول کیا ہر دو لشکر جنگ سے ہاتھ رکھے اور اپنے اپنے لشکرگاہ کی طرف چلا گئے - اہل اسلام تمام شب تسبیح وتہلیل اور قرأت قرآن مین مشغول رہے اور تضرع وزاری سے جناب باری عز اسمہ مین دعا کر رہے تھے - اور کافرون نے شراب وکباب اور چنگ ورباب مین رات بسر لے گئے - جب زاغ شب ناپدید ہوا اور طاؤس خورشید اپنا پر کھینچا یعنے صبح ہوئی وہ پنجشنبہ کا دن تھا ہر دو لشکر مین مقاتلہ شروع ہوا شام تک ہاتھ نہ رکھے اس دن کا جنگ پہلے روز کے جنگ سے زیادہ سخت تھا عرب کے جوانمرد دن عجم کے ہاتیون پر تیر ین چلائین اور انکے سونڈہون پر شمشیر زنی کرکے بہت سے ہاتیون کو گرادیا اور بہت سے عجمیون کو زخمی کردیا - تیسرے روز جو روز جمعہ تھا الصباح نعمان بن مقرن سفید لباس پہنے ہوئے اور سفید طاقیہ سر پر رکھے ہوئے ایک ترکی بہتر گھوڑے پر سوار ہوکے میدان مین آئے اور اپنی شہادت کے لئے بکمال تضرع سے بارگاہ الٰہی مین دعا کی - پھر لشکر کی صفین درست کرکے لوگونکو جہاد کی ترغیب وتحریص دی - اور فرمایا کہ مین نے آج کے دن تین بار لوائے اسلام کو حرکت دونگا سو تم کو چاہئے کہ پہلے گھوڑون کی زین اور تنگ درست کرین اور دوسری بار اپنے نیزونکو برابر دشمنون کے سینے کے مقابل کردین - اور تلوارون کو نیام سے کھینچین جب تیسرے بار تکبیر کہونگا سب کے سب ایکبار کفار پر حملہ کرین یہہ بات سنکے غازیون نے کہا کہ ہم نے آپکی وصیت قبول کی لاکن آپ کونسی ساعت مین یہہ کام کروگے - فرمائے کہ مین اس ساعت کا انتظار کرتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے جہاد کے لئے جس ساعت کا انتظار کرتے تھے - وہ نماز ظہر کا وقت ہے اور فرماتے تھے کہ وہ وقت نزول رحمت ربانی وحصول تائید آسمانی کا ہے - پس جب آفتاب زوال پایا نعمان نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی - سب غازیون نے اپنے گھوڑون کی زین اور تنگ اور لگام درست کئے اور ہر مسلمان نے ایک دوگانہ نماز ادا کی جب دوسرے بار جھنڈے کو جنبش دی ہر غازی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بعضون نے اپنے نیزونکو گھوڑون کے ہر دو کان کے درمیان راست کیا - اور بعضے تلوارونکو کھینچ کے داہنے ہاتون مین اور ڈھالین بائین ہاتون مین لئے اور ہر سوار پیادہ کو جو سوار کے آگے رہتا یہہ ندا کرتا تھا کہ ای فلان دور ہوجا تاکہین گھوڑے کا پامال نہو - اور مین تو نہ پھرونگا جب تک کہ مارا نجاؤن یا اللہ تعالے مسلمانون کو فتح ونصرت بخشے جب نعمان تیسرے بار جھنڈے کو حرکت دی سب دلاور قرار دئے کہ سب کے سب ایکبارہ حملہ کرین - جب نعمان نے تکبیر کہی اللہ تعالے

نے اس تکبیر کا آواز کا خوف اور رعب کافرون کے دلون مین ایسا ڈالا کہ ان کے بدن مین لرزہ پڑ گیا۔ اور میدان مین
ان کے پیر ثابت نہ رہے اور ان کے ہاتھ اور بازو مین اسقدر قوت نہ رہا کہ کمانون کو زہ کرین۔ لکھتے ہین کہ نعمان جو اس
اپنی شہادت کے لئے دعا کی تھی اثنائے جنگ مین بار بار ان کی خاطر مین گذرتی تھی کہ میری دعا مقبول ہوی ہوگی انشاء اللہ مین
آج شربت شہادت نوش کرونگا اور سید کائنات علیہ الصلواۃ والتسلیمات کے حضور فیض گنجور مین پہنچونگا سو وصیت کی کہ
حذیفة الیمانی میرے بعد امیر ہے۔ ان کے بعد جریر بن عبد اللہ البجلی اور انکے بعد مغیرہ بن شعبہ۔ القصہ جب نعمان کی تکبیر کی آواز
سب نمازیون کے کان مین پڑی سب کے سب تکبیر کہتے ہوے ایکبار حملہ کئے جنگ نہایت گرم ہوا ایسے مین ایک تیر نعمان کے
سر پر لگی سو شہادت پائی۔ تب انکا برادر سوید بن مقرن نے نعمان کی نعش کو خیمہ مین لے گیا اور انکا پوشاک پہن لیا اور
ان کی تلوار حمائل کرکے انہین کے گھوڑے پر سوار ہوکے معرکے مین آیا لوگون نے سمجھا کہ یہہ نعمان ہے سوید بن مقرن کی
اس حسن تدبیر سے لشکر اسلام مین نعمان کی شہادت سے کسی طرح کا خلل نہ آیا۔ لکھتے ہین کہ لشکر عجم کے سردارون سے ایک شخص
کہ جسکا نام نوشجان تھا ایک ہاتی کو بہت ہی آراستہ کرکے اس پر سوار ہوکے آیا۔ تب عمرو بن معدیکرب نے اس ہاتی کا قصد کرکے
اپنے بچیرے بھائیون سے کہا کہ مین ہاتی پر حملہ کرتا ہون اگر میری شمشیر سے اسکی سونڈھ کٹ جاوے بہتر والا اگر مخالفین میری
جنگ پر آوین تم میری مدد کرو عمرو یہہ وصیت کرکے اس ہاتی کے طرف متوجہ ہوے۔ نوشجان تیر چلانے لگا سو عمرو زخمی
ہوے۔ تب ان کے چچیرے بھائیون نے انکی مدد پر کمر باندھین نوشجان کے تابعدارون نے انکا مقابلہ کیا۔ عمرو نے اس فرصت
کو غنیمت جانکے اس ہاتی پر تلوار چلائی سو اسکی سونڈھ کٹ گئی وہ ہاتی منھ پھیرا اور چند قدم چلکے گر پڑا اور اسیوقت ہلاک
ہوا۔ تب مسلمانون نے نوشجان کو قتل کرکے جہنم کیطرف روانہ کیا۔ جریر بن عبد اللہ بجلی اور طلیحہ بن خویلد اسدی نمازیون کو
جنگ پر ترغیب دینے لگے یہان تک کہ قتال کی آتش نہایت شعلہ زن ہوی۔ اس اثنا مین عمرو بن معدیکرب نے اپنے یارون
سے کہا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ مین آج شہادت پاؤنگا اور مسلمانونکو فتح و نصرت ہاتھ دیویگی مین اللہ تعالی کی راہ مین اپنی جان
عزیز نثار کرتا ہون ان باتون سے سب دوستون کو بڑی رقت ہوی پس عمرو نے اپنے گھوڑے سے اترکے تنگ اور
زین درست کرکے سوار ہوے اور تلوار کو علم کرکے گھوڑے کو حرکت دی ایک جست کرکے میدان مین آئے اور ایک شعر
پڑھکے تکبیر کہتے ہوے دشمنون پر حملہ کیا قبیلہ بنی مذحج کے لوگ ان کے موافق ہوے لشکر کفار سے بہت سے لوگ مارے
پڑے۔ ایسے مین عمرو بن معدیکرب کا گھوڑا ٹھوکر کھاکے سر بزمین ہوا عمرو پیادہ ہوے اور گھوڑا چابک کے بھاگا کافرون نے
اس فرصت کو غنیمت جانکے ان کو گھیر لئے تب عمرو نے انکی طرف متوجہ ہوکے یہان تک جوانمردی کی داد دی کہ تلوار
ٹوٹ گئی۔ ان کے پاس دوسری ایک تلوار بہتر تھی اسکا نام ذی النون تھا اسیوقت بنام انتقام سے کھینچکے یہان تک

تیغ رانی کی کہ وہ ٹوٹ گئی - آخر بہرام نے اپنی شمشیر چلائی عمرو نے اسی کے ضرب سے شربت شہادت نوش کیا - اسکے
بعد غازیان اسلام ایسی کچھ جد و جہد کئے کہ لشکر کفار مین تباہی تزلزل آگیا اہل عجم سے ایک لاکھ شخص مقتول ہوکے داخل
جہنم ہوے اور فیروزان نے اپنے ساتھ چہار ہزار شخص کو لے کے ایک پہاڑ کی طرف جاکے پناہ لی - تب قعقاع بن عمرو نے
ایک ہزار مجاہد کو اپنے ہمراہ لے کے اسکا پیچھا کرکے فیروزان کو اور اس کے سب تابعون کو قتل کیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ
آئی - کہتے ہین کہ جب سائب بن اقرع غنایم کے جمع کرنے مین مشغول تھے عجم کے دہقانون سے ایک شخص نے ان کے پاس
آکے کہنے لگا کہ مجھے اور میرے گھر والون کو جان و مال کی امان دیوے تو مین نے تم کو ایک گنج عظیم سے نشان دیتا ہون کہ جس
مین بہت سا مال النفیس اور جواہر اور بیش قیمتی پارچے ایسے موجود ہین کہ جوہریان مبصر اسکی قیمت سے عاجز او قاصر ہین
سائب بن اقرع نے اسکی ملتمس قبول کرکے فرمایا کہ مین امان دیا ہون اسنے اسی وقت انکو لیجاکے وہ گنج بتلایا جب اسکو
کھلوائے تو ایسے زر و زیور اور پارچے بھرا اور جواہر زواہر نکلے کہ ستارے کے مانند درخشان تھے - سائب بن اقرع
اس گنج عظیم کے سواے جو غنایم جمع کئے تھے اس سے خمس نکال لے کے بعد سب مجاہدون پر جو چالیس ہزار کے قریب تھے
تقسیم کئے تو ہر سوار کو چھے ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے - اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اس سے خمس نکالے
حذیفہ بن الیمانی کی صوابدید سے بجنسہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا سائب بن اقرع نے وہ خزانہ لیکے وارد مدینہ ہوا اور ان
لشکر نہاوند کی خبر کچھ معلوم ہونے سے حضرت عمر کی خاطر مبارک متعلق تھی امیر المومنین کی نظر سائب پر پڑتے ہی آنکھ مین
پانی لاکے پوچھنے لگے کہ ای سائب جلد خبر دیجئے کہ لشکر کا کیا حال ہے - سائب نے عرض کیا کہ الله هو مطاع لکم بشر اکم
بشرا کم یا امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ الله تعالی نے مشرکون کو شکست و ہزیمت اور مسلمانون کو فتح و نصرت
عنایت کی جناب خلافت مآب نے نعمان بن مقرن کو خبر دریافت کی تو عرض کی کہ وہ شہید ہوے یہ سنتے ہی حضرت عمر کو بڑی
رقت ہوی سو آپکے آنکھون سے اشک روان ہوئین نعمان کے حق مین دعا کرکے پھر پوچھے کہ اور کون کون شہادت پائے
سائب نے شہیدون کے نام بتلائے اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسکا قصہ ظاہر کرکے وے جواہر وغیرہ پیشکش کئے امیر المومنین
اسکو ملاحظہ فرماکے حضرت علی مرتضی اور عبد الرحمن بن عوف اور اکابر صحابہ کو بلوایا - راوی نے لکھا ہے کہ جب وے اصحاب کرام
حاضر ہوے اور مشورت ہوی مین نے اس مجلس سے باہر آیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہوکے بڑی جلدی سے روانہ ہوا
اور قطع منازل کرکے کوفے تک جا پہنچا واللہ ہنوز میرے اونٹ کا پسینہ خشک نہین ہوا تھا کہ امیر المومنین کا قاصد آیا
اور انکا نامہ میرے ہاتھ دیا اس مین مرقوم تھا کہ ای سائب مین نے تجھے الله تعالی کی قسم دیتا ہون کہ اگر تو بیٹھا ہی تو
دوسرے کام کے واسطے نہ اٹھے مگر میرے طرف آوے - اور کھڑا ہی تو نہ بیٹھے بلکہ اسیوقت اپنے مرکب پر سوار

ہو کے جلد آ کے میرے پیسے لے ۔ پس مین نے حسب الحکم اسیوقت سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف راہی ہوا اور قطع منازل
کرکے جناب خلافت مآب کی حضور مین جا پہنچا ۔ جب امیر المومنین کی نظر مجھ پر پڑی اور مین نے سلام کیا جواب دیکے
فرمانے لگے کہ ای سائب جسدن تو نے میرے سے جدا ہوا اسی شب مجھے عالم رویا مین تبلائے کہ ملائکہ کرام کی ایک جماعت
آسمان سے اتری اور یہ سنگ پارے جو تو نے لا دیا تھا میری طرف پھینکتے ہین اور وہ آتش کے چنگاریون سے منقلب
ہو کے میرے جیب مین آتے ہین مین نے یہ حالت دیکھ کے نہایت مضطر ہوا اور اسیوقت اللہ تعالی سے عہد کیا کہ
وہ گنج میرے رنج کا سبب ہے اسی لشکر کی طرف روانہ کرونگا تا انہین پر تقسیم کیا جاوے پس مین نے اسکو اپنے ہمراہ
لے کے نکلا جب کوفے کی مسجد مین داخل ہوا حذیفہ بن الیمانی کی مشورت سے اس کو فروخت کرنا چاہا تب عمرو بن حریث
مخزومی نے دو لاکھ درہم سے خرید کیا اور انہون نے اسکو اپنا سرمایہ ٹھہرا کے دیار عجم کے طرف لیجا کے چار لاکھ درہم سے
بیچا ۔ **نقل** ہے کہ جب نہاوند کے سبایا کو مدینہ طیبہ کی طرف لائے مغیرہ کا غلام ابو لولو نام وہ سبایا کو دیکھ کے بہت
غمگین اور مضطر ہوا خصوص کم عمر بچون اور یتیمون کو اپنے گلے سے لگا کے رونے لگا ۔ اور حضرت عمر سے کہتا تھا کہ یا امیر المومنین
ان کے دیکھنے سے میرا جگر کباب ہوا ۔ کہتے ہین کہ اسکا اصل بھی نہاوند سے ہی تھا ۔ قیصر کے لشکریون نے اس کو قید کرکے
شام کے طرف لایا اور وہان مسلمانون کے قید مین پڑا سو مدینہ کی طرف آیا تھا ۔ قصہ کوتاہ فتح نہاوند اعظم فتوحات
سے ہے اہل اسلام اسکا نام فتح الفتوح رکھے کیونکہ اسکے بعد اہل فارس کو پھر ایسی جمعیت ہاتھ نہ آئی بلکہ ان کے اکثر بلاد و دیار
و امصار مسلمانون کے تصرف مین آئے ۔ کہتے ہین کہ جب یزدجرد نے فیروزان کی ہلاکت اور اسکے لشکر کی تباہی کی خبر سنی
نہایت سراسیمہ و حیران ہو گیا عرب کے دلاورون اور لشکر اسلام کے بہادرون کا خوف اس پر ایسا غالب ہوا کہ شہر ری مین
ٹھہر نہ سکا اور عراق عجم کا قصد کیا بڑی جلدی سے خراسان کی طرف جانا چاہتا تھا ایسے مین طبرستان کا حاکم بہت سے
تحفے اور ہدیے لیکے اس کے پاس آ کے کہنے لگا کہ مین جس ملک مین رہتا ہون اس مین بہت سے قلعے اور حصار اور بہت
سے جنگی لوگ حاضر ہین اگر ادہر کا قصد کرے تو ہم نے لایق خدمتین بجا لاینگے اور حتی الامکان مدد کرینگے یزدجرد اسکی
بات پر خیال نہ کرکے ملک نیمروز کی طرف اٹھ گیا ایک مدت دراز سجستان مین سکونت کی پھر وہانسے طوس کی طرف جا کے قلعے
مین رہا پھر وہان سے شہر مرو کی طرف گیا وہین اسکا کام تمام ہوا انشاء اللہ تعالی اسکا قصہ حضرت عثمان کی خلافت
مین آویگا ۔ **نقل** ہے کہ اسی سال حضرت عمر نے عمرہ بجا لانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ اور اسی سال دیار اسلام
مین درہم و دینار پر اللہ تعالی کے نام کا سکہ جاری کیا اور بعضون پر نقش تھا لا الہ الا اللہ اور بعضون پر الحمد للہ
کا نقش تھا اور ایک روایت ہے کہ بعضے دینار اور درہم پر قل ھو اللہ احد منقوش تھا اور انکا نام دنانیر و دراہم احدی

رکھے - اور ایک قول آیا ہی کہ اللہ تعالی کے نام مبارک کے نیچے عمر فاروق کا نام کندہ کئے تھے - اس کے آگے کسری کے تام کا سکہ تھا - اور اسی سال مین عمرو بن عاص کے ہاتھ پر صلح کی طور پر برقہ اور طرابلس کی فتح ہوی - اور عتبہ بن رافع فہری کو روانہ کیا تا مصالحت کی راہ سے زویلہ کی فتح کرے - کہتے ہین کہ اہل برقہ زر سرخ کے بارا ہزار دینار صلح کے بدل قبول کئے - اور اسی سال حضرت عمر نے زید بن ثابت کو مدینہ مین اپنا خلیفہ ٹھہرا کے آپ حج کعبۃ اللہ کی نیت سے روانہ ہوے حج کے مناسک ادا کرکے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی - اور اسی سال عبد اللہ بن عثمان کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے اصفہان کی طرف روانہ فرمایا - انہون نے اصفہان کی تسخیر کی اور حاکم اصفہان پر جزیہ ٹھہرایا - اور اسی سال حکیم بن عمیر تغلبی کو مکران کی طرف اور سہل بن عدی کو کرمان کی طرف اور عاصم بن عمرو کو سیستان کی طرف روانہ کیا - اور بعضے مورخون نے لکھا ہی کہ ان امیرون کو ہجرت سے اٹھارہوین سال روانہ فرمایا تھا ہر دو قول کی تطبیق کی وجہ یہہ ہی کہ ان امیرون کو فوجین ان ملکون کی طرف روانہ کرنا اٹھارہوین سال مین ٹھہرائے ہون اور وے اسباب سفر اور سامان جنگی کا تہیہ کرکے نکلے لاکن انکا وصول اون دیارمین اس سال ہوا واللہ اعلم - اور اسی سال کوفے والون نے امیر المومنین کی جناب مین عمار بن یاسر کی شکایت لائی کہ وہ نماز اچھی طرح سے ادا نہین کرتے ہین نماز کے سنن و آداب جیسا چاہئے ویسا نہین بجا لاتے - عمار بن یاسر کو اسبات کا نہایت عار ہوا مانند کباب کے پیچ کھایا سوا امارت سے دست بردار ہوکے حکومت سے استعفا چاہا امیر المومنین انکی ملتمس قبول کرکے اپنے دلمین یہہ بات ٹھہرائی کہ جبیر بن مطعم کو انکی جگہ پر روانہ کرین اور خلوت مین اسنسے فرمایا کہ تمہین کوفے کی امارت پر بھیجنا چاہتا ہون تم سامان سفر کا تہیہ کیجئے اور کوفے کو پہنچنے تک یہہ بات کسی سے نہ بولئے جبیر نے اپنی زوجہ سے یہہ بات ظاہر کی اور اسنے مغیرہ بن شعبہ کی بی بی سے کہی مغیرہ کو اس سے آگہی ہوی بفحوائے کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الْاِثْنَيْنِ شَاعَ کے یہہ خبر شائع ہو گئی - جب مغیرہ کی وساطت سے یہہ بات امیر المومنین تک پہنچی جبیر سے رنجیدہ ہوے اور انہون کشف راز کرنے سے ان کو سرداری سے محروم رکھکے مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی امارت پر روانہ فرمایا - اور اسی سال معاویہ بن ابی سفیان نے سرحد روم مین جاکے بعضے دیہات و امصار کی تسخیر کی -

ہجرت سے بائیسوین سال کے وقائع - اس سال مین مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر آذربایجان کی فتح مصالحت کی طور پر واقع ہوی - اس شہر کے لوگ صلح کے بدلے مین آٹھ ہزار درہم تسلیم کئے - اور اسی سال مین امیر المومنین کو معلوم ہوا کہ ہمدان کے لوگ حذیفہ بن الیمانی سے عہد توڑکے تمردی اختیار کی - سو نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک لشکر دیکے اونپر روانہ کیا انہون نے جاکے ہمدان کے سردار کو قتل کیا پھر وہ ملک مسلمانون کی تسخیر مین آیا اور لشکر عجم کے تھوڑے سے لوگ جو ہمدان کے سرحد مین رہتے تھے ہزیمت پاکے ری کی راہ لئے اور رے کو جائے پناہ مقرر کئے نعیم ان کا

بھیجا کرکے اس ملک کے نزدیک پہنچے اس شہر کے ساکنون سے ایک بقال نے اُنسے متفق ہوکے انکے لشکر کی ایک ٹکڑی کو راہ تبلاکے شہر رَیّ مین لے گیا۔ پس وہ شہر اہل اسلام کے تصرف مین آیا پھر قومس اور دامغان بھی آسانی کی راہ سے مفتوح ہوے۔ اور اسی سال مین احنف بن قیس نے امیرالمومنین کے حکم سے ایک بڑا لشکر ہمراہ لے کے خراسان کی طرف آیا یزدجرد یہہ خبر سنکے اسکی ہیبت سے بھاگا۔ خاقان کو اس پر بڑا رحم آیا سو ایک بڑا لشکر جمع کرکے یزدجرد کے ہمراہ خراسان مین آیا۔ احنف نے بصرے اور کوفے وغیرہا کے لشکر سے بیس ہزار مرد کو فراہم کرکے مرو مین اقامت کی تھی۔ خاقان اور یزدجرد کے آنے کی خبر سنکر جنگ کے ارادہ سے نکلے اثنائے راہ مین لشکر خاقان کے قراول کے تین سوار ملے وے تینون مسلمانون کے ضرب شمشیر سے داخل جہنم ہوے۔ جب خاقان کو یہہ خبر پہنچی بہت ہی گھبرا کے اسیوقت ماوراء النہر کی طرف بھاگا۔ یزدجرد بھی نادم اور ترسان اسی کے ساتھ چلا اور طبرستان مصالحت کے طور پر مسلمانون کے تصرف مین آیا۔ وہانکے لوگ صلح کے بدلے مین پانچ لاکھ درہم پیشکش کئے۔ اور اسی سال ابوموسی اشعری نے شہر تستر فتح کی الحمد للہ علی ذلک

ہجرت سے تئیسوین سال کے وقایع

اس سال مین عسقلان کی فتح مصالحت کے طور پر معاویہ کے ہاتھ پر ہوی اور روم کے بعضے بلاد جیسے عموریہ وغیرہ ان کے تصرف مین آئے۔ اور کرمان سہیل بن عدی کے ہاتھ پر عبداللہ بن عسان کی مدد سے۔ اور سیستان عاصم بن عمرو تمیمی کے ہاتھ پر۔ اور مکران حکم بن عمر تغلبی کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے اور ایسے مین مدینہ طیبہ کو یہہ خبر پہنچی کہ حاکم فارس نے سرحد فارس مین اہواز کی طرف شہرک مین بہت سے فارسیون کو جمع کرکے اپنا لشکرگاہ ٹھہرایا ہے۔ تب امیرالمومنین نے بہت سی فوجین آراستہ کرکے فارس کی اطراف روانہ کین ملک فارس کے ہر ہر شہر پر اپنے لشکر کے ہر ہر امیر کو حکومت دی۔ اور فرمایا تم جب اس نواح مین جا پہنچین لشکرگاہ شہرک کو معطل چھوڑ دیجیو بلکہ اس کے طرف التفات نہ کرکے اس ملک کے شہرونکی تسخیر پر کمر باندھیے۔ پس جب لشکر اسلام اس نواح مین جا پہنچا حسب الحکم مجاشع بن مسعود نے توج کی تسخیر کی اور عثمان بن ابی العاص نے شیراز کی تسخیر کے بعد اصطخر کے قلعے کو جو سلیمان پیغمبر علیہ السلام کا دار الملک تھا اپنے حیطۂ تصرف مین لایا۔ اور اسی سال مین امیرالمومنین نے ساریہ بن زنیم کو فسا اور دارابجرد کی طرف روانہ کیا۔ انہون نے بڑی جلدی سے وہان جا پہنچے اس ملک کے کافرون کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی سو شہر کا دروازہ بند کر دیا اہل اسلام دو مہینے تک انکا محاصرہ کئے تھے آخر وے کافرون نے فارسیون سے مدد طلب کی جب اہل فارس کا لشکر ان کی مدد پر آیا وے قلعے سے باہر آئے اور طرفین سے جنگ شروع ہوا بہت مسلمان شہید ہوے اتفاقاً وہ جمعے کا روز تھا۔ بہت سے کفار اشرار کمین گاہ مین چھپے ہوے قابو طلب تھے کہ لشکر اسلام کے پیچھے سے آکے دغا کرین اور چو طرف سے تنگ کر دیئے تھے اس روز حضرت عمر نے مدینہ کے درمیان مسجد نبوی مین منبر مصطفوی پر جو

خطبہ کے لئے قیام کیا تھا سو اللہ تعالی نے وے ہر دو لشکر کا حال ان پر کشف کیا سو ناگاہ بالای منبر ندا کی کہ یا سارۃ
بن الرستم الجبل الجبل یعنی ای ساریہ بن رستم پہاڑ کا آسرا لے پہاڑ کا آسرا لے اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت
عمر کی وہ ندا اس لشکر کے غازیون کو جو دو مہینون کی مسافت پر تھے اسیوقت پہنچا دی - ساریہ معہ لشکر کے مین جو ایک
بڑا پہاڑ تھا اس کو اپنی پیٹھ پر لے کے لشکر کفار کے مقابل ہوے - امیر المومنین کی آواز سننے سے مجاہدونکو بڑا قوت حاصل
ہوا سو بڑی جوانمردی سے جنگ کرنے لگے بہت سے کفار مارے پڑے باقی گھبرا کے فرار ہوے اللہ تعالی اپنے
لطف وکرم سے مسلمانونکو فتح ونصرت دی - اور اسی سال امیر المومنین نے حج کے ارادے سے نکلے اور حکم کیا کہ حضرت سید کائنات
علیہ الصلواۃ والتسلیمات کے ازواج مطہرات بھی ہمراہ ہین - اور انکا سامان سفر اور اخراجات خزانۂ بیت المال سے
دین - اور اس سفر مین حضرت کے بی بیون کا بڑا اکرام واحترام بجالاتے تھے اور بی بیون کے عماریونکے اونٹون کی جو قطار چلتی
تھی اسکے شروع مین عبد الرحمن بن عوف کو اور آخر مین عثمان کو متعین فرمایا تھا جب مکہ معظمہ پہنچے اور حج کے مناسک
ادا کئے کعبۃ اللہ کے پردے کو پکڑ کر کمال عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ قَدْ کَبِرَ سِنِّیْ وَرَقَّ
عَظْمِیْ وَضَعُفَ قُوَّتِیْ وَکَثُرَتْ رَعِیَّتِیْ وَاَنَا اَخْشٰی وَاَنَا اَعْجَزُ عَنْھُمْ اَللّٰھُمَّ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ قَبْلَ
اَنْ اٰدٰی فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَا اَکْرَہُ یعنی ای بار خدایا میری عمر بڑی ہوی اور میرے بدن کے ہاڑ نرم ہوگئے
اور میرے قوے ضعیف ہوے اور میرے رعایا زیادہ ہوے سو مین ڈرتا ہون کہ انکی حفاظت اور ادای حقوق مین مجھ سے
کچھ قصور وفتور واقع ہو الہی جس چیز سے مین کراہت رکھتا ہون اس امت مین ظاہر ہوینکے آگے میری روح کو اپنے جوار
رحمت کی طرف قبض کیجئے - ہر چند یہ امر بحسب ظاہر امیر المومنین سے حدیث صحیح کے مخالف واقع ہوا جو حضرت نے
فرمایا ہے لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ بِضُرٍّ نَزَلَ یعنے چاہئے کہ تمہارا کوی موت کی تمنا نہ کرے کسی ضرر کے اترنے سے لیکن
بحسب حقیقت مخالفت نہین کیونکہ وہ حدیث ضرر دنیوی پر محمول ہے - امیر المومنین کو جس ضرر کا اندیشہ تھا وہ ضرر دینی
تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

امیر المومنین عمر فاروق کی شہادت -

نقل ہے کہ حضرت عمر جب حج کعبۃ اللہ
سے فارغ ہوے ایک روز مدینہ طیبہ مین مسجد نبوی کے درمیان خطبہ پڑہتے تھے اثنائے خطبے مین فرمایا کہ مین نے خواب
مین دیکھا کہ گویا ایک مرغ دو بار یا تین بار مجھے ٹھونگ مارا مجھے اسکی تعبیر کا گمان یہی آتا ہے کہ میری اجل نزدیک آن پہنچی ہے - اور
ایک روایت ہے کہ فرمایا اگر میری موت جلدی کرے امر خلافت چھے مرد قریشی پر مشترک ہے - عثمان وعلی وسعد وطلحہ
وزبیر وعبد الرحمن بن عوف - ایک روایت ہے کہ فرمایا لوگو مین نے تمہارے واسطے فرائض اور وظایف کی تعیین وتدوین
اور شہر دن کا تقرر اور سنن واحکام کی تبیین مقرر کی - اب تم کو ایسے طریقہ واضحہ اور حجت لائحہ پر چھوڑ جاتا ہون کہ

در حقیقت بعین بالا سے بالای منبر حضرت عمر کو بعین خطبہ مین ساریہ کے لشکر کا حال منکشف ہوا -

جس سے زیادہ متصور نہین چاہئے کہ میرے بعد کوئی نہ کہے کہ مین نے کتاب اللہ مین دو حدین نہین پائین - ایک حد شراب دوسری حد زنا - مین نے حضرت کی مجلس اقدس مین حاضر تھا اپنے نظر سے دیکھا کہ حضرت نے حد خمر جاری فرمائی - اور اپنے بھی ایکبار حضور پر نور مین حاضر تھا کہ ایک زانی کو رجم کیا سوا اس کے بعد ہم بھی رجم کئے اگر یہہ اندیشہ نہوتا کہ لوگ کہین کہ عمر نے کتاب مین کوئی چیز زیادہ کیا - حکم کرتا کہ آیت رجم قرآن مجید مین لکھین - مقرر ہم نے حضرت کے مبارک زمانے مین آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالاً من اللہ پڑہتے تھے لاکن اب اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوی اور اسکا حکم باقی ہے - ایک روایت ہی کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ مین اپنا واقعہ اسما بنت عمیس سے بیان کیا انہون نے یہہ تعبیر کہی کہ اہل عجم سے ایک شخص تمہین قتل کریگا **نقل** ہے کہ حضرت عمر نے جب مکہ معظمہ سے مراجعت کی ایکروز مدینہ کے بازار مین عبد اللہ بن زبیر پر تکیہ کئے ہوے تھے اس وقت مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس کی کنیت ابو لولوا اور فیروز ان نام تھا اور وہ مجوسی اور ایک روایت سے نصرانی تھا آکے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا آقا مغیرہ نے میرے سے ہر روز دو درم اور ایک روایت سے چہار درم طلب کرتا ہی مین اسقدر ادا کرنے سے عاجز ہون مین یہہ چاہتا ہون کہ آپ اس سے کچھ کام کرنے کا حکم فرماوین امیر المومنین یہہ سنکے پوچھے کہ تو کیا ہنر جانتا ہی - اسنے کہنے لگا کہ نجاری و حدادی اور نقاشی جانتا ہون - جناب خلافت مآب نے فرمایا کہ باوجود اتنے صنعتین جاننے کے تو کمی چاہتا ہی تیرے آقا نے جو یومیہ مقرر کیا ہی ان صنعتون پر نظر کرتے نہایت اعتدال و انصاف سے پایا جاتا ہی - اس باطل پرست کو حضرت عمر کی یہہ حق بات بہت گران آئی اسو مین دشمن جانی و عدوے نہانی بن گیا - کعب الاحبار جو کعبہ اسرار و محرم اخبار اخیار تھے خفیہ امیر المومنین کی خدمت مین گذارش کی کہ اس جہان مین جسکام کا بند و بست آپکے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اسکا بند و بست جلد کیجئے کیونکہ توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی عمر شریف تین دن سے زیادہ باقی نہین رہی ہے - جب حضرت عمر کے جسم مبارک مین کوئی علت نہین تھی اسبات سے استبعاد کیا القصہ وہ غلام بد انجام نے ایک ہتھیار کو جو دو سر تھے اور اسکا دستہ درمیان تھا زہر آب پلایا اور بہت تیز کرکے رکھا اور قابو دہونڈہتا تھا - ایکدن جناب خلافت مآب نے نماز صبح کے لئے مسجد مین تشریف لائی - صحابہ کبار و مجاہدان نامدار دشمن غدار کے جنگ پر کہ جس کو لسان شرع مین جہاد اکبر کہتے ہین تیار ہوے اور نماز کے واسطے صفین باندہکے کھڑے رہے - امیر المومنین کا دستور یہہ تھا کہ اول وقت نماز پڑہتے اور صفون مین کجی ہو تو درست کرتے - غرض جب محراب مین تشریف لائی جماعت پر حکم کیا کہ اِسْتَوُوا پس تکبیر تحریمہ کہکے قرات مین مشغول ہوے سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ یوسف آغاز کی وہ غلام ناہنجار نے مرہی ہتھیار لیا ہوا صف اول مین کھڑا تھا یکبیک آگے بڑہکے جناب خلافت مآب پر تین ضرب کیا ایک مونڈہی پر دوسرا پہلو پر تیسرا الشپت پر ایک روایت

ہے کہ پیچھے ضرب کیا پشت مبارک پر جو ضرب کیا تھا وہ ناف تک پہنچا موت کا سبب بھی وہی ہوا۔ تب حضرت عمر کی
زبان پر یہ آیت جاری تھی وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اس حالت میں بیٹھ گئے اور کمال صبر و ثبات سے عبدالرحمن
بن عوف کو نماز میں خلیفہ لیا لکھتے ہیں کہ انہوں نے نماز کو خفیف کیا ایک روایت ہے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ والعصر اور
دوسری رکعت میں سورہ کوثر پڑھی۔ جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ زخموں سے خون بہت جاری ہے
کے سبب سے آپ کو غشی آگئی ہے تب اٹھا کے گھر لے آئے۔ اور اس غلام شقی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس پر گذرتا وہ مردود
اسی ہتھیار سے اس کو زخمی کرتا ایسا ہی اٹھارہ مرد کو زخمی کیا آخر ایک مرد عراقی نے ایک بڑی طاقیہ جو اپنے سر پر رکھتا
تھا اسکو نکال کے اس شقی کے منھ پر ایسی سختی سے پھینکا کہ وہ زمین پر گر پڑا تب وہ مرد عراقی نے جلد اسکے سینہ پر چڑھ کے
ایسی قوت سے دبایا کہ اس کو چھوڑانیکی طاقت نرہی۔ اس لعین نے جب دیکھا کہ بہت بُری طور سے اسکو مارینگے ناچار وہی
ہتھیار اپنے حلق ناپاک پر رکھ کے دبایا اور اسیوقت داخل جہنم ہوا۔ اور بعضے مورخین نے لایا ہے کہ جب اس لعین سے وہ حرکت
ناپسندیدہ سرزد ہوئی مسجد سے نکل کے بھاگنے لگا عبداللہ بن عمر نے اسکا پیچھا کیا بقیع کے پاس پکڑ کے قتل کئے۔ نقل ہے کہ جناب
خلافت مآب اخیر وقت تک بیہوش تھے آخر نماز کے واسطے ہوشیار کئے۔ جب ہوش میں آئے اور یاروں پر نظر پڑی پہلی ہی بات
تھی کہ آپکے زبان پر گذری کہ کیا لوگ نماز ادا کئے حاضرین نے کہا ہاں۔ یہ سنکے فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِسْلَامَ لِمَنْ تَرَکَ
الصَّلٰوۃَ تب وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ عصر اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون
پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے ابن عباس سے پوچھے کیا تم نے پہچانا کہ کس شخص نے یہ کام کیا انہوں نے کہا کہ مغیرہ کا
غلام ابولولو فرمایا کہ میں نے جو اس کے ساتھ امر معروف اور نہی منکر سے پیش آیا اسیواسطے اس نے یہ کام کیا۔ نقل ہے کہ جب
عبدالرحمن بن عوف جناب خلافت مآب کے گھر آئے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم نے خوش آیا میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں
کی خلافت اور امارت تمہارے قبضۂ اقتدار و اختیار میں دوں۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ واللہ میں اس کام کے
کا حامل نہیں ہو سکتا ہوں۔ تب فرمایا کہ ایک ساعت میرے ساتھ خلوت کیجئے تا ان لوگوں کے باب میں تمہارے سے
مشورت کروں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن سے راضی تھے یہاں تک کہ رحلت کی۔ پھر فرمایا کہ عثمان بن
عفان و علی مرتضیٰ و زبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص کو بلواؤ۔ اور ان دنوں طلحہ بن عبداللہ اپنے بعضے کاموں کے
لئے کسی جگہ گئے تھے۔ جب سب بزرگان حاضر ہوئے حضرت عمر نے انکی طرف خطاب کر کے فرمانے لگے کہ میں نے مسلمانوں
کے کام میں نظر کی اور بہت تامل کیا تو تم کو ہی لوگوں کے سردار اور پیشوا پایا۔ اب سزاوار یہی ہے کہ امر خلافت تمہارے
اہتمام کے سوا سے دوسرے کی طرف نجاوے چاہئے کہ میرے وفات کے بعد تین روز تک طلحہ کا انتظار کرو اگر آجاوے تو بہتر

والا خلیفہ مقرر کرنے مین مشغول ہوؤ۔ جماعت مذکورہ کی رائے جس کی خلافت پر اتفاق کرے وہ میرا خلیفہ ہے
ایک روایت ہی کہ میرا گمان یہ ہے کہ مسلمانون کا والی نہ ہوویگا مگر ان ہر دو مرد سے ایک عثمان ذوالنورین یا علی مرتضیٰ
اگر عثمان خلیفہ ہووے اس مین لینت اور نرمی ہی۔ اگر خلافت علی پر قرار پاوے اس مین رعایت اور مطایبہ ہے
سب لوگون مین وہ خلافت کے لئے زیادہ تر سزاوار ہے وے امر خلافت کو اچھی طرح سے سرانجام دیوین گے
ایک روایت ہی کہ فرمایا کہ اگر سعد بن ابی وقاص کو خلیفہ ٹھہراؤن وہ اسکا اہل اور لایق ہے والا جو شخص کہ مسند
خلافت پر بیٹھے کفار و مشرکین کی استیصال مین اس سے استعانت اور استغاثہ کرین اسباب مین اس لئے جو کہ مجھے
بجان و دل قبول کرے اور اس کو کوفے کی حکومت دیوے مین نے جو اس کو معزول کیا تھا وہ اس سے کوئی خیانت
صادر ہونیکا سبب نہین تھا۔ تب حاضرون نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر ایسا ہی تو کس لئے انہین کو خلیفہ نہین ٹھہراتے ہوتا
نزاع و خلاف درمیان سے اٹھ جاوے۔ فرمایا کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ حالت حیات اور ممات مین اس بار گران
کا حامل ہوؤن۔ ایک روایت ہی کہ جب انہنے چاہا کہ کسی کو خلیفہ ٹھہراوے تو فرمایا اگر ابو عبیدہ زندہ رہتے مین خلافت
انہین کی تفویض کرتا اگر حقتعالی مجھ سے سوال کرتا کہ ان کے ساتھ تخصیص خلافت کا کیا سبب تھا۔ مین عرض کیا ہوتا
کہ حضرت نے فرمائے ہین کہ امین هذه الامة ابو عبیدة اور اگر سالم مولاے ابو حذیفہ زندہ رہتے ہین اسکو خلیفہ ٹھہراتا ہوتا
اگر پروردگار مجھ سے سوال کرتا مین عرض کیا ہوتا کہ مین نے حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ ان سالماً شدید الحب
فی اللہ یعنے مقرر سالم سخت محبت رکھنے والا ہی اللہ تعالی کے ساتھ۔ تب حاضرون سے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا
امیر المومنین کس لئے اپنے فرزند ارجمند عبد اللہ کو خلیفہ نہین ٹھہراتے ہو حالانکہ لوگ ان کو خلافت کے واسطے بہت
لایق اور سزاوار جانتے ہین فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ آل عمر سے کوئی حامل اس بار گران کا ہووے۔ پھر اس نے اس باب مین
مبالغہ کیا تو فرمایا کہ نہ تجھے عبد اللہ پر رحمت ہی نہ امت پر شفقت مین اسلام کے مہمات کس طرح اس شخص کے تفویض
کرون کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دینے کا مسئلہ نجانتا ہو کس طرح اس کو مسلمانون کا والی ٹھہراؤن۔ یہ بات اسواسطے
کہی کہ عبد اللہ بن عمر نے حضرت کے زمانے مین اپنی زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دی تھی تب حضرت نے فرمایا کہ رجوع
کرے اور حالت طہر مین طلاق دیوے۔ پھر فرمایا کہ وے چھے شخص مذکور ہوے حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی
ہے۔ وے خلافت کے لئے لایق ہین ان چھے سے پانچ شخص جس کی خلافت پر اتفاق کرین اس کو خلیفہ جانئے اگر کوئی
مخالفت کرے اسکو قتل کیجئے اگر انہنے بعضے بعضون کے مخالف ہووین اکثر کو حکم کل دیجئے اگر تین شخص ایک طرف
اور تین شخص دوسرے طرف ہووین۔ اگر عبد اللہ بن عمر کے حکم پر راضی ہووین اسکو حکم ٹھہرائے والا عبد الرحمن بن عوف

جس جانب مین رہی اسی جانب کو راجح اور معتبر جاننے پھر ان چھے صحابہ کرام سے ہر ہر کی طرف خطاب کر کے امر خلافت
کو اچھی طرح سے سرانجام دینے کے باب مین وصیت کی - اور ابوطلحہ انصاری کو فرمایا کہ میرے بعد اصحاب شوری کو ایک گھر
مین جمع کر کے امر خلافت کو ایک پر قرار دو - اور میرا فرزند عبداللہ بھی اس مجلس مین حاضر رہے لاکن خلافت کے باب مین اوسکو
کچھہ دخل نہین - اور مقداد بن اسود کندی اور ابوطلحہ کو محصل کیا تا بلا علت و بلا تاخیر امر مذکور کو سرانجام دیوین - ایک روایت
ہی کہ اکابر صحابہ سے ایک جماعت عرض کی کہ امیر المومنین جس کو مناسب جانے اسکو خلیفہ ٹھہرا دے تو نہایت انسب ہے
فرمایا کہ اگر امر خلافت کسی پر مقرر نہ کرون اور مبہم چھوڑ دون تو مین نے حضرت کی پیروی کی کہ آپنے کسی کو متعین نہ فرمایا اور
اگر کسی کو متعین کرون تو ابوبکر صدیق کا پیرو ہوا کہ وہ میرے سے بہتر تھے - لاکن اس امر خطیر کے باب مین متفکر ہے خواہ حالت
حیات مین ہو یا حالت ممات مین - تم آگاہ رہو کہ اللہ تعالی کی تائید سے اب بلاد کثیر اسلام کی تسخیر مین آچکے اور دواوین
کی تدوین اور وظائف کی تعیین ٹھہرائی گئی - اور حق سبحانہ تعالی شانہ کی توفیق سے ایمان کی بنا اور ارکان اسلام کا پایہ بلند اور
استوار ہوا کہ مین اللہ تعالی سے امید رکھتا ہون کہ اس مین تزلزل نہین آئیگا - تم پر اللہ تعالی میرا خلیفہ ہی تم کو معلوم ہی
کہ طریقہ واضحہ اور سنت لائحہ پر تم کو چھوڑ جاتا ہون مجھے دو شخص کا خوف ہی ایک وہ شخص کہ اس کو یہہ گمان ہو کہ خلافت
کے واسطے مین احق ہون اسواسطے وہ خلیفہ بحق کے ساتھہ مخالفت کرتا ہی - دوسرا وہ شخص کہ اپنی مدعا کے واسطے تاویل
حقیقی اور معنی مراد کے سوائے کتاب اللہ کی تاویل کرتا ہی پس کاغذ اور دوات وقلم منگا کے یہہ وصیت نامہ لکھے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فمن عبداللہ عمر الی الخلیفۃ بعدہ سلام علیکم انی احمد الیک اللہ
الذی لا الہ الا ھو اس کے بعد اللہ تعالی سے ڈرنے اور تقوی کرنے اور مہاجرین اولین اور انصار با وقار کی تعظیم وتکریم
بجالانے اور بندگان خدا کے مہمات مین عدل وانصاف کی رعایت اور اپنی رحم وشفقت مبذول رکھنے پر وصیت کی
اور بہت سے مواعظ ونصایح اس صحیفے مین رقم کروائے - ایک روایت ہی کہ صحابہ انکی عیادت کے لئے آتے تھے - اول مدینہ
کے لوگ اسکے بعد اہل شام اس کے بعد اہل عراق - ہر قوم جو انکی خدمت مین آتی عیادت کے بعد انکی مدح وثنا زبان پر لاتی
اور انکی جدائی پر آہ وزاری کرتی تھی - حضرت عمر نے جو وصیتین کین - انا منجملہ یہہ وصیت بھی تھی کہ جو خلیفہ کہ میرے بعد مسند
خلافت پر بیٹھے چاہئے کہ ایکسال تک عاملون کو انکی جگھون پر برقرار رکھے اور تغیر نہ کرے - اور اپنے فرزند ارجمند عبداللہ
کو یہہ وصیت کی کہ تجھہ کو لازم اور ضرور ہے کہ خصال ایمان پر مداومت کرے - انہون نے پوچھا کہ یا امیر المومنین خصال
ایمان کیا ہی - فرمائے کہ حرارت کے ایام مین روزہ رکھنا اور دین کے دشمنون کے ساتھہ نیزے اور شمشیر سے جنگ کرنا -
اور رنج ومصیبت مین صبر کرنا - اور سرمے کے موسم مین پورا وضو کرنا کہ سب اعضا کو پانی پہنچے - اور نماز اول وقت ادا کرنا -

ایک روایت ہی کہ اپنے فرزند ارجمند کو یہہ وصیت کی کہ میرا حق پدری جو تیرے پر ثابت ہی۔ تیرے سے ذمہ سے تب ادا ہوگا
کہ لوگونکا قرض جو مجھ پر ہے تو ادا کرے۔ ایک رعایت ہی کہ امیر المومنین نے اسی ہزار درم بیت المال سے قرض کیا تھا جب ادا نہ کرسکے
ادا کرنے کے لئے عبداللہ کو وصیت کی۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم بیت المال سے ادا کرتے ہین کیونکہ
آپ نے اس مال کو فقرا و مساکین اور مہمان و مسافر پر خرچ کیا ہی حضرت عمر نے نہین قبول کیا اسکے ادا کرنے کے لئے اپنے
فرزند کو ہی مامور فرمایا یہہ وصیت ان کے فرزند ارجمند نے قبول کی اصحاب شوری اور اکابر صحابہ کی ایک جماعت کو اس پر
گواہ ٹھہرایا پس عبداللہ بن عمر نے امیر المومنین کی وفات کے بعد جب ایک ہفتہ گذرا وہ سب مبلغ جو دائیون کو دینے کا
اور بیت المال مین پہنچانیکا تھا حضرت عثمان کے دربار خلافت مین لیگیا اور سب کا قرض ادا کیا۔ اور عدول اصحاب و ثقات
عالیجناب کی ایک جماعت کو وہ مال پہنچانے اور برات حاصل کرنے پر شاہد رکھا **نقل** ہی کہ اپنے خلف الصدق عبداللہ کو
کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین بھیجا اور حکم کیا کہ ایسا بولئے کہ عمر نے آپ کو سلام کہا ہے اور
لفظ امیر المومنین زبان پر نہ لا کیونکہ میری امارت اب انقطاع کا حکم رکھتی ہے اور بی بی کو یہہ پیام پہنچا کہ اپنے حجرے کے درمیان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار شریف مین صدیق اکبر کے پہلو پہ مجھے دفن کرنے کے لئے اجازت دیجئے کیونکہ
مین یہہ تمنا رکھتا ہون کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھون تو حضرت کے سایہ عاطفت و ظل رافت مین رہون بی بی نے
انکی التماس قبول فرمائی اور کہنے لگین کہ میرے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو مین ایک قبر کی جگہہ جو باقی ہی
مین نے اسکو اپنی قبر کیلئے ذخیرہ کی تھی اب عمر فاروق کو آپ پر ایثار کی جب عبداللہ بی بی کے دولت سرا سے لوٹ آئے
اور یہہ بات ظاہر کی۔ حضرت عمر نہایت خوش ہوے اور شکر و ثنائے الٰہی بجالایا اور فرمایا کہ کوئی مہم میرے پاس اس سے
زیادہ نہین تھی۔ لاکن عبداللہ کو پھر فرمایا کہ جب میرے غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئین میرا جنازہ تابوت مین رکھکے
حجرہ شریف کے دروازے پر لیجاو۔ اور بی بی سے پھر اذن جدید چاہو اگر رخصت دیوین حجرہ مین دفن کرو والا مسلمانون
کے مقبرہ مین مدفون کردو۔ کہتے ہین کہ انصار کرام سے ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر المومنین خوش ہو کہ اللہ تعالی کے فضل سے
آپنے اوایل اسلام مین اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت سید انام علیہ الصلواۃ والسلام کی دولت ملازمت و مصاحبت
حضرت کی رحلت تک پائی۔ پھر مسند خلافت کو رونق دیا اور معدلت اور ایالت کا حق بجالایا اور اب رتبہ شہادت سے
مشرف ہوا۔ حضرت عمر نے یہہ بات سنکے فرمایا کہ ای میرے بھتیجے تو امر خلافت سے میری توصیف کرتا ہی حالانکہ مین نے
تمہاری امارت ہمگی اس کا اس قدر مجھے ڈر ہے کہ اتنا خطرا اور کسی امر مین نہین ہان یہہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے
شرف اسلام اور صحبت حضرت سید انام علیہ الصلواۃ والسلام سے مشرف کیا۔ اور حضرت میرے لیے خوشنود رہے اور راضی

خوشنودی کی حالت مین اس عالم فانی سے طرف عالم باقی کے رونق افزا ہوے اور اسکے بعد حضرت کے یار غار رفیق باوفا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت مین رہا اور انکی اطاعت اور متابعت کی وہ بھی اپنی رحلت تک مجھسے راضی رہے الحمد للہ تعالی علی ذلک
روایت ہے کہ جب یہ ضروری وصیتین کر چکین ان پر رقت غالب ہوی سو رونے لگے صحابہ نے پوچھا کہ کیا چیز آپ کو درد و رقت
مین لائی کہنے لگے کہ مین اسلئے روتا ہون کہ کہین میرا قدم نہ پھسلا ہو کہ کوی کام مین نے سہل جان کے کیا ہو اور وہ اللہ تعالی کے
پاس گناہ عظیم ہو - **نقل** ہے کہ صحابہ نے کہا کہ ہم ایک طبیب کو بلادین تا دیکھے کہ یہ زخم علاج پذیر ہے یا نہ - پس ایک طبیب کو لے آیا
اس نے ایک شربت پلایا تو وہ شربت پیپ سے مخلوط ہو کے اس جراحت سے نکلا اس کو مدعا اچھی طرح سے معلوم نہوا طبیب نے کہا یا
امیر المومنین کچھ یاس نہین - فرمایا اگر قتل موجب یاس ہے مین خود مقتول ہون اور اسسے خرسند اور خوشنود ہون - کیونکہ یہ زخم
موجب شہادت و باعث سعادت ہے - اور ایک روایت ہے کہ دوسرے طبیب کو لایا اس نے تھوڑا دودھ پلوایا تو وہی دودھ زخم
سے نکلا - طبیب نے کہا یا امیر المومنین جو وصیت کرنی ضرور ہو کر لو کہ آپ کی موت مین دو روز سے زیادہ تاخیر نہوگی - ایک روایت ہے
کہ کہا جلد وصیت کیجیے کیونکہ میرا گمان ہے کہ آپ آج کی شام کو نہ پاؤگے - فرمایا کہ مین نے اس جہان کے سب کاروبار سے
فارغ ہوا ہون اور عالم آخرت کی طرف توجہ لایا ہون - ایک روایت ہے کہ حضرت علی کی دختر جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو
حضرت عمر کی بی بی تھین اس طبیب کی بات سنتے ہی بے اختیار آواز بلند کی کہ وا عمراہ ان کے ساتھ جو عورتین بیٹھی تھین
سب کے سب ایکبار رونا شروع کیا - امیر المومنین وہ سنکر ناخوشی سے منھ پھیر لیا اور کہا کہ روی زمین پر جتنا مال ہے اور
وہ سب میری ملک ہوا اور وہ سب کو فدا کرون اس روز کے ہول کو کفایت نکریگا - ابن عباس نے کہا کہ یا امیر المومنین قسم ہے اللہ تعالی
کی کہ مین امید رکھتا ہون کہ آپ دوزخ کو نہ دیکھوگے مگر اس مقدار جو اس آیت مین وارد ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا
کیونکہ آپ امیر المومنین اور مسلمانون کے مقتدا ہوا اور کتاب اللہ کے موافق حکم کرتے آئے اور غنایم کی تقسیم کمال راستی سے
کرتے تھے - اور آپکا اسلام دین کی عزت اور مسلمانون کی نصرت کا سبب اور آپکی خلافت بلاد و امصار کی فتح کا موجب ہوا
اور آپکی امارت تمام روے زمین مین عدل بھر دی - کوئی دو شخص لڑتے ہوے آپکے پاس نہین آئے مگر ہر دو آپکے حکم پر
راضی ہوے - جب جناب خلافت مآب نے ابن عباس سے یہ باتین سنی فرمایا کہ مجھے سیدھا بٹھلاؤ - جب سیدھا بٹھایا
کہنے لگا کہ یہ تیرا کلام میرے جراحت کا مرہم ہے کیا ہوگا کہ پھر اسکی تکرار کرے - تب ابن عباس نے حکم کے موافق اپنے کلام کا
اعادہ کیا امیر المومنین پوچھے کیا فرداے قیامت بارگاہ رب العزت جل مجدہ مین تو نے اس بات کی گواہی دیگا - ابن عباس
نے قبول کیا امیر المومنین نہایت شادان و فرحان ہوے اور اپنا ہاتھ ابن عباس کے کھاندے پر رکھ کے دعاے خیر کی - روایت ہے
کہ اس وقت حضرت مرتضی علی بھی حاضر تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین فرداے قیامت بارگاہ ایزدی جلشانہ مین ہم سبکی ہین

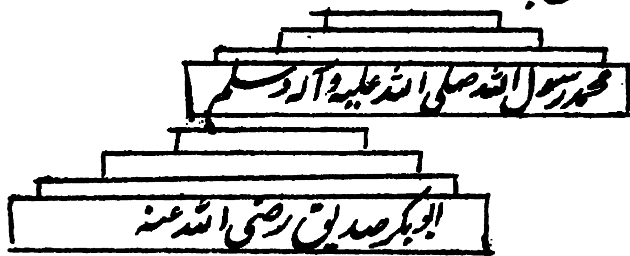
بھی گواہی دونگا۔ جناب خلافت مآب نے بہت ہی خوش ہو کے دوات اور قلم اور کاغذ منگائے اور حضرت علی سے
التماس کی کہ یہ ہر دو شہادت اپنے دست مبارک سے اس کاغذ پر ثبت کریں۔ جب حضرت علی نے ہر دو شہادت
رقم کیں حضرت عمر نے وصیت کی کہ یہ مکتوب میرے ساتھ قبر میں دفن کر دینا فردائے قیامت اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی
نجات کے لئے وسیلہ لاؤں۔ لکھتے ہیں کہ نزاع کی حالت میں حضرت عمر کا سر مبارک ان کے فرزند ارجمند عبداللہ کے
گود میں تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھو عبداللہ نے کہا کہ میرا گود اور زمین برابر ہیں ہے امیر المومنین پھر فرمایا کہ ہیں میرا سر زمین
پر رکھ عبداللہ موافق حکم کے انکا سر مبارک زمین پر رکھا تب حضرت عمر نے کمال تضرع و زاری سے بارگاہ الٰہی میں التجا کئے
ع ظلوم نفسی غیر انی مسلم * اصلی صلوتی کلھا واصوم ایک روایت ہے کہ تین بار کہے ویل لامی ان
لا یغفر اللہ لی مقدم ابن معدیکرب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر کی موت قریب ہوئی ان کی دختر ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے ندبہ اور زاری شروع کی کہ ای یار و مصاحب و صہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وای امیر مومنین وای مقتدای مسلمین اسیطرح
آپکے فضایل و مناقب کا ذکر کرنے لگیں تب حضرت عمر نے عبداللہ سے کہا کہ مجھے سیدھا بٹھلاے کیونکہ جو سنتا ہوں اس کی
صبر نہیں رکھتا ہوں۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ تب انہوں نے اپنی پدر بزرگوار کو اپنی سینہ پر لیا جناب حفصہ سے کہنے لگے کہ ای جان پدر جو حق تیرے پر رکھتا ہوں
اسی نظر کرتے بار دیگر مجھ پر ایسا ندبہ و نوحہ کیجیو اور زنہار زنہار میرے بعد جزع و فزع اور گریبان چاک کرنیکا ارادہ نہ کیجیو اور اس مصیبت میں صبر و شکیبائی کا
جو اجر و ثواب متحق ہے اسکو ہاتھ سے مت کھو اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جو امر کہ شریعت مطہر محمدیہ کے مخالف ہو تو خلاف تیرے سے صادر ہووے تا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب نہو لاکن میں
تیری آنکھوں کا مالک نہیں ہوں یعنے تجھے رونے سے منع نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ بات آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔ لکھتے ہیں
کہ صہیب رومی نے آیا اور امیر المومنین کو سکرات میں پایا بے اختیار زار زار ہوا اور کہنے لگا وا اخاہ و اصفیاہ و اخلیلاہ
اور ان کے خصال حمیدہ و افعال پسندیدہ بیان کرتا اور ان کی فوت پر حسرت کھاتا تھا۔ جناب خلافت مآب نے کہا کہ یا اخی برادری کا
حق اب بھی اقتضا کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب میں نہ ڈالے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
کہ فرماتے تھے کہ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ یعنے مقرر میت زندگوں کے بعضے غم سے عذاب پاتی ہے
نقل ہے کہ اپنے فرزند عبداللہ کو حکم کیا کہ جب میرا دم آخر ہووے مجھے قبلہ کی طرف چت لٹا دے اور اپنے ہر دو زانو کو میری پیٹھ
پر محکم کیجیے اور اپنا داہنا ہاتھ میری پسلی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھیے۔ اور جب روح قبض ہووے میری تکفین میں
اختصار پر کفایت کیجیے۔ اگر مجھے بارگاہ الٰہی میں کچھ منزلت ہو اس سے بہتر کفن پہنائیگا۔ اگر میرا حال اس کے برخلاف ہو یقین
جان لیا چاہئے کہ وہ کفن بھی میرے سے چھین لیویں گے اور قبر کے کھودنے میں بھی یہی بات پیش نظر رکھا چاہئے کیونکہ
اگر اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے قرب حاصل ہو میرے مد بصر کے مقدار میری قبر کو وسیع کرینگے والا میری گور کو ایسی تنگ کر دینگے

کہ میرے پہلو کے استخوان بالکید بگڑ لیجاوینگے ۔ اور جب میرا تابوت اٹھاوین کوئی عورت ہمراہ نرہے اور جو صفت میری ذات
مین نہوا اس سے میری توصیف نکرے کیونکہ میرا احوال دوسرے شخص سے میرا پروردگار بہت جانتا ہی ۔ ایک روایت ہی کہ فرمایا
کہ کسی میت کی ذات مین نہین ہی سو چیز سے کوئی زندہ ندبہ نہین کرتا ہی مگر یہہ کہ آسمان کے ملایک اس پر لعنت کرتے ہین اور
میرا جنازہ بہی جلد جلد لیچلو کیونکہ اللہ تعالی کے پاس اگر مجھے کچھ قرب وعزت ہو جلد مجھے اسکی درگاہ مین پہنچانا بہتر ہے اگر میرا
حال اس کے برعکس ہو ایک بری چیز جو اپنے کھندون پر اٹھائے ہون اسکو جلد اتار دینا بہتر ہے ۔ کعب الاحبار سے منقول
ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا مین جب اسکے اوصاف وشمایل یاد کرتا عمر فاروق کا خیال گذرتا ۔ اور جب عمر فاروق کے
اوصاف وشمایل دیکھتا ایک بیک وہ بادشاہ یاد آتا یعنے سب اخلاق وافعال مین اور عدالت واوصاف مین ہر دو کے درمیان
پوری مشابہت حاصل تہی ۔ اور اس بادشاہ کے وقت ایک پیغمبر صاحب وحی بہی تھا ایکبار اللہ تعالی نے اس پیغمبر پر وحی کی کہ
اس بادشاہ کو آگاہ کر دیجئے کہ اسکی عمر سے تین روز سے زیادہ باقی نہین ہی جو وصیت کہ رکھتا ہی جلد بجالا دے ۔ تو پیغمبر نے
موافق حکم ربانی و وحی آسمانی کے اسکو تنبیہ کی جب وعدے کا وقت قریب آیا وہ بادشاہ اپنے تخت سے جو ہمیشہ بیٹھا
کرتا تھا اترا کمال تضرع وزاری سے اپنا منھ زمین پر رکھا اور عجز ونیاز کے ہاتھ بارگاہ الٰہی مین اٹھا کے عرض کرنے لگا کہ
خداوندا تو جاننے والا اسرار کا ہی تیرے علم قدیم پر پوشیدہ نہین کہ مین نے تیرے بندون مین عدل وانصاف سے پیش آیا اور
رعایا کے ساتھ راستی کا پیشہ لیا اور ہر کام مین تیری رضا اور خوشنودی پیش نظر رکھی اب تیرے کرم قدیم اور لطف عمیم سے
یہہ امید رکھتا ہون کہ اور ایک مدت میری عمر مین مہلت ارزانی فرما دے تا میرے اطفال حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہوجاوین
اللہ تعالے نے اسکی دعا قبول کی اور اس پیغمبر پر وحی بہیجی کہ اس بادشاہ نے ہماری درگاہ مین تضرع وزاری سے
چند باتین عرض کین ہم نے ان باتون مین اس کو سچا پایا سو اس کی دعا قبول کی اور اس کی عمر مین پندرا
سال بڑہا دئے تا اس کے لڑکے حد بلوغ کو پہنچین اور تائب ہووین ۔ جب حضرت عمر زخمی ہوے ۔
کعب الاحبار نے گذارش کی کہ بارگاہ ایزدی جل شانہ مین عرض کرین تا آپ کی عمر مین کچھ ترقی عنایت
فرما دے ۔ لاکن امیر المومنین نے یہہ بات قبول نہ کی بلکہ یہہ دعا کی کہ بارخدایا مین عاجز اور ملول
ہونے کے آگے میری روح کو جلد اپنے رَوح ورحمت کی طرف قبض کیجئے ۔ لاتے ہین کہ جب
ان کی روح پاک کو قبض کر کے بالائے افلاک لے گئے اور غسل وتجہیز وتکفین سے
فراغت حاصل ہوی ان کا جنازہ اٹھا کے مسجد نبوی مین لے آئے حضرت
کی قبر شریف اور منبر منیف کے درمیان جو اس بقعۂ مبارک کی فضیلت مین حدیث

صحیح مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ وارد ہو رکھے۔ حضرت عثمان اور
حضرت علی ہر دو باہم ہاتھ پکڑے ہوے نماز پڑھنے کے لئے آئے اور عبدالرحمن بن عوف کی طرف
اشارہ کئے تا نماز پڑھے۔ انہون نے کہا کہ یہہ کام نہ تمہارے سے علاقہ رکھتا ہے نہ میرے سے بلکہ اس کام کے
لئے دوسرا شخص انہین کے طرف سے معین ہوا ہے۔ ایک روایت ہے کہ جب انکا جنازہ نماز پڑھنے کے لئے
آگے کئے ایک شخص نے کہا کہ جناب خلافت آب نماز ادا کرنے کے لئے صہیب رومی کو وصیت کی ہے
پس ان بزرگون نے انہین کی طرف خطاب کیا کہ ای ابو یحیی آگے آئے اور وصیت بجا لائے۔ تب صہیب
رومی نماز پر قیام کیا اور بلا کم و زیادہ چہار تکبیرین کہین۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام جو اکابر اصحاب اور
فضلاے اہل کتاب سے تھے نماز ادا کئے بعد آئے اور کہنے لگے کہ واللہ تم نے اگرچہ نماز مین مجھ پر
سبقت کی لاکن ان کی مدح و ثنا مین سبقت نہ کروگے۔ پس اُنکے جنازے کے نزدیک آ کے
کھڑے رہے اور کہنے لگے کہ ای عمر تم نیک برادر تھے اہل اسلام کے۔ اور جواد تھے حق کے لئے۔ اور بخیل تھے
باطل کے لئے۔ اور جس وقت غصہ کرنا تھا آپ غصہ کرتے اور جب شفقت کرنا تھا اس وقت لطف فرماتے
کے دروازے لوگون پر کھول دیتے تھے اور عفیف الطرف لطیف العرف تھے۔ اور مدح و ثنا کی کثرت
اور مسلمانون کی غیبت سے اجتناب رکھتے تھے۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب انکو غسل دینے
کے لئے تختہ پر سلائے۔ ایک روایت ہے کہ نماز کے بعد جب جنازہ اٹھانے کے لئے صحابہ جمع آئے
مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ای عمر اللہ تعالی کے سحاب موہبت سے ابر رحمت تم پر برسے تم نے
اپنے بعد کسیکو نچھوڑا کہ وہ تم سے زیادہ دوست ہو میرے پاس سبحان اللہ تمہین یہہ دولت نصیب ہوئی
کہ اپنے صاحبین معظمین یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلو مین

مدفون ہوے - اور کتاب موافقۃ الصحابہ مین مذکور ہی کہ حضرت عمر کی رحلت کے بعد اور غسل کے آگے حضرت علی نے ان کے گھر تشریف لائی اور انکی نعش کے پاس کھڑا رہکے کہنے لگے ای عمر اللہ تعالی تم پر رحمت کرے مین تمہارے سوائے کسیکو نہ دیکھا کہ اسکا صحیفۂ اعمال اس کے جریدہ افعال کے برابر ہو مین تمنا رکھتا ہون کہ اللہ تعالی کے ساتھ میری ملاقات ایسی ہو جیسی تمہاری ملاقات ہوگی - میرا ظن یہہ ہی کہ اللہ تعالی تمکو اپنے حبیب یعنے حضرت سے اور اپنے خلیل یعنے ابوبکر صدیق سے جدا نہ کرے کیونکہ مین نے حضرت سے بہت سنا ہون کہ فرماتے تھے کہ مین اور ابوبکر اور عمر ایسا کئے اور ایسا گئے اور تم ہمیشہ ذکر مین ان کے ثالث تھے تم کو اللہ تعالی بخشدے ای پسر خطاب تم اللہ تعالی کے آیات بینات کے عالم تھے اور اللہ تعالی کے سوائے کسی کا خوف نہین رکھتے تھے اور اللہ تعالی کا امر آپکے پاس نہایت عظیم تھا اور اسکا حکم جاری کرنے مین کسیکا پروا نہین رکھتے تھے اور دنیا مین فقیر تھے اور آخرت کے غنی لائے ہین کہ جب انکا جنازہ جناب عائشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر لے آئے اور وصیت کے موافق پھر اجازت چاہے بی بی نے فرمایا کہ مین اپنی بخشش سے نہ پھرون گی اور اپنے انگلیون کو شتبک کرکے اپنے ہر دو ہاتھ سر پر رکھے اور فریاد کی کہ وا محمداہ وا ابوبکراہ تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کے لئے آیا ہی اور باریابی کی رخصت چاہتا ہی - بی بی سے یہہ بات سنتے ہی سب حاضرون کو رقت غالب ہوی ایسی آہ و زاری کرنے لگے کہ سب مدینے مین زلزلہ پڑگیا پس بی بی نے اجازت دی - جب جنازہ قبر کے کنارے پر رکھے ان کے فرزند ارجمند عبداللہ اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان رومی ایک روایت سے عثمان ذوالنورین اور علی مرتضی و عبدالرحمن بن عوف و سعد و عبداللہ بن عمر قبر مین اترکے انکو صدیق اکبر کی پہلو مین دفن کیے قبور ثلثہ کی صورت اسطرح پر ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حسان بن ثابت ان قبور ثلثہ فضیلت اثاثہ کی تعریف مین یہہ شعر کہا ہے ؎ ثلثۃ برزوا بفضلہم * معہم ربنا وقد ذکروا * عاشوا بلا فرقۃ حیوتہم * واجتمعوا فی الممات اذ قبروا * رسول رب العلی وصاحبہ * صدیقہ ثم بعدہ عمر * مغیرہ بن شعبہ سے منقول ہے کہ جب عمر فاروق

کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ اپنے اپنے گھر گئے - مین نے بلا توقف علی مرتضیٰ کے مکان پر گیا - تا عمر فاروق کے
شان مین آپسے کیا کلمہ صادر ہوتا ہے سنون - حضرت علی نے گھر سے باہر تشریف لائی اور اس وقت غسل فرمایا تھا اپنے
سر مبارک کے اور ریش مبارک کے بال سے پانی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرزند خطاب پر رحمت کرے
کہ اپنی خلافت مین ایالت اور عدالت کی داد دی - اور امور خلافت کو کمال خوبی سے سرانجام دیا - اللہ تعالیٰ نے اس کو
ہر شر اور بدی سے نجات بخشی - کہتے ہین کہ جنات ان کی رحلت سے غمگین ہو کے نوحہ کئے بی بی عایشہ صدیقہ نے
ان کے اشعار کی آوازین سنکے حکم کیا کہ یہ اشعار کون پڑھتے ہین دریافت کرین - لوگون نے ہر چند تلاش کی پر کہین
قایل کا سراغ نہ لگا - ابو طلحہ انصاری سے مروی ہے کہ عرب کا کوئی گھر خواہ شہری کا ہو یا بدوی کا ایسا نہین تھا کہ جس مین
حضرت عمر کی رحلت سے ایک نقصان وضرر نہ پہنچا ہو - کہتے ہین کہ جس روز ان کی شہادت ہوئی کعبہ معظمہ کے در و دیوار
سے گریہ وزاری کی ندا مسموع ہوئی - ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر فاروق کی عمر
آخر ہو گی اسلام ضعیف ہو جائیگا جس وقت کہ وہ زندگون مین نرہے مین نہین چاہتا ہون کہ زندہ رہون لوگون نے
اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اگر تب تک تم زندہ رہو گے اور عمر فاروق کی موت دیکھو گے تو میری بات کی صداقت تم پر ظاہر ہوگی
ان کے بعد جو تمہارا والی ہوگا اگر اسکی سیرت کا اقتدا کریگا اور عمر فاروق جن باتون مین لوگون سے مواخذہ کرتے ہین (نہین)
امور مین ویسا ہی مواخذہ کریگا لوگ اسکی اطاعت نہ کرین گے - اور اس بار کے حامل ہو نہ سکینگے کیونکہ فاروق اعظم کمال عنایت
اور مہابت وعدالت سے اجرای احکام کرتے ہین اور لوگ جان ودل سے قبول کر لیتے ہین - اور اگر تمہارا والی نرمی اور ضعف
سے پیش آویگا کما ینبغی عہدۂ خلافت وحکومت سے باہر نہ آسکیگا - آخر اسکو قتل کر دیوینگے تب مسلمانون مین بڑا اختلال
اور فتنہ رو دیگا پس جیسا کہ اس امین امت نے کہا تھا ویسا ہی واقع ہوا - لاتے ہین کہ جب حضرت عمر مقتول ہوئے
مدینہ مین اس قدر تاریکی پڑ گئی کہ لوگ حیران اور سرگردان ہو گئے نہ گھر مین رہنے کی طاقت تھی نہ باہر آنیکا مجال سب امیر
وفقیر گریان وملال تھے اور تمام صغیر وکبیر بیکس ماندہ وحیران - رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی رحلت سے سب مہاجر وانصار کے دل پر جو زخم لگا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ
تازہ ہوا بلکہ اس خلیفہ زمانہ کی موت سے سب جہان وجہانیان کے امور مین اختلال عظیم رو دیا اور بہ درد والم ایک عالم کو
گھیر لیا - ایک روایت ہے کہ مدینے مین اس روز جو اندھیری اور ظلمت چھا گئی تھی - لڑکے نہایت گھبرا کے پوچھتے تھے کہ کیا
قیامت قایم ہوئی ہے الحق کہ جب ایسے خلیفہ عادل وجانشین پیغمبر کی موت اس امت پر قیامت سے کم نہین ہے انا للہ
وانا الیہ راجعون - **حضرت عمر کی تاریخ ولادت ورحلت ومقدار عمر اور اسکے**

حاجب و کاتب اور عاملون کا عدد - جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہین کہ حضرت عمر واقعہ فیل سے تیرا سال آگے پیدا ہوے - اور بعثت کے چھٹوین سال ایمان سے مشرف ہوے چہارشنبہ کے دن ذیحجہ کی ستائیسوین یا چھبیسوین ایک روایت سے شب یکشنبہ اول ماہ محرم سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین آپنے رحلت کی - ان کی وفات کے بعد تیسرے یا چوتھے روز جو ذیحجہ کا سلخ تھا حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت واقع ہوی - اور ان کی مقدار عمر مین مختلف روایتین آئے ہین ایک قول سے چوپن سال ایک قول سے اٹھاون سال کی عمر تھی لاکن جمہور اس پر ہین کہ سن شریف ترسٹھ سال کی تھی واللہ اعلم اور انکا عامل مکہ معظمہ پر اول عتاب بن اسید اور اسکے بعد نافع بن عبدالحارث - اور یمن پر یعلی بن ا اور بحرین پر عثمان بن ابی العاص - اور عمان پر حذیفہ بن محصن - اور طایف پر سفیان بن عبد ثقفی اور دمشق پر اول ابو عبیدہ اور اثنا مین یزید بن ابی سفیان اور آخر مین ان کے برادر معاویہ - اور حمص پر عمرو بن سعد - اور اردن پر اول مین شرجیل بن حسنہ - اور آخر مین عمرو بن عاص - اور کوفے پر اول سعد بن ابی وقاص - اور اسکے بعد عمار بن یاسر - اور ان کے بعد مغیرہ بن شعبہ - اور بصرے پر اوایل مین مغیرہ - اور اواخر مین ابوموسی اشعری - اور انکا حاجب ایفین کا مولی اور انکا کاتب زید بن ثابت - اور مکتے مین ربیعہ بن مخزوم تھا - اور انکا نقش نگین کفی بالموت واعظا یا عمر تھا اور حضرت عمر کی خلافت مین ممالک عرب و عجم سے یہانتک مسلمانون کی تسخیر مین آئے کہ مشرق کی طرف سے سد سکندر تک اور نواح مغرب سے مصر اور اسکندریہ اور سرحد روم تک اور جانب جنوب سے سرحد ہند و سند تک انکا حکم جاری اور اسلام کے جھنڈے برپا ہوے - القصہ اس جناب کا احوال کرامت اشتمال جو اس قدر بین التفصیل والاجمال ہے مرقوم ہوا لاکن اسکی تشریح و تفصیل جو نہایت تطویل چاہتی ہے اسکے عرصہ تحریر مین شبدیز خامہ لنگ ہے اور میدان نامہ تنگ - حضرت عمر کے ازواج و اولاد کا ذکر جو یہ فقیر روضۃ الابرار مین لایا ہے وہی ابیات یہان نقل کئے جاتے ہین

تھے لڑکے اسکے نو اور چار لڑکیان ۔ ہین عبداللہ اکبر عبد رحمان
جو ام المومنین حفصہ ہیں جانو ۔ ہیں مادر انکی زینب بنت مظعون
ہیں عبداللہ و زید اصغر انکی ام ۔ ہے ان دونو کی مادر ام کلثوم
ہیں چوتھی فاطمہ یک اسکی دختر ۔ سمجھ ام حکیم ہے اسکی مادر
تھی وہ ام حکیم حارث کی بیٹی ۔ وہ زوجہ تھی یقین حضرت عمر کی
تھے زید الاکبر و رقیہ جو سوم ۔ ہے دو کی والدہ تھی ام کلثوم
نواسی تھی وہ خاص مصطفی کی ۔ وہ دختر فاطمہ اور مرتضی کی
ہیں زینب عبد رحمن جو تھا اصغر ۔ ملیکہ تھی سمجھ دونو کی مادر
ہیں اوسط عبد رحمن جسکی کنیت ۔ ابو شحمہ سے جو پائی ہے شہرت
تھی مادر اسکی لہیہ ای خردمند ۔ عیاض یک تھا عمر کا ہو کہ فرزند
مقرر جانکہ ہے اس کی مادر ۔ کہ زید ابن عمرو کی تھی وہ دختر
جو عبداللہ پسر تھا اسکا پہلا ۔ ہوا ہے آگے وہ بعثت سے
ہے دو سال قول بعثت بعد سے سال ۔ ہوا پیدا وہ با اکرام و اجلال
بھی ہمراہ والد ماجد کے ۔ ہوا ہے فخر ایمان سے سرافراز

جو گذرے سال تیرہ زہجرت
تھی اسکی عمر تب اسی اوپر چار
ابو شحمہ بھی در عہد پیمبر
یہودی یک طبیب اس سے دغا کر
عمر جب حد کیا ہی اسپہ قائم
ولیکن مشتہر ہے بات یہ جو
غلط ہی یہ غلط ہے یہ غلط ہے
جناب حضرت فاروق برہان
برس چھبیسوان تھا جب زہجرت
بھی پایا جبکہ اصغر نے ولادت
سن ہجری تھا جب ستر اوپر تین

کیا ہی کہ اشرف مین رحلت
ستے اشی کہے ہین بعضے یار
ہوا پیدا یقین از بخت یاور
پلایا تھا خمر اس کو دوا کر
غشی اسکو ہوی ای ذوالکرام
کہ وہ درون سے موا ہی ضرب سے او
یہ اثنا عشریہ سے ہی غلط ہے
روافض کا مقرر ہے یہ بہتان
ہی پایا جنگ صفین مین شہادت
بعہد اشرف شاہ رسالت
کیا رحلت سمجھ وہ جائی دین

ہوا ہی نوی طوسی مین دفن یہان
بھی جو تھا عبد رحمن بیٹے کبر
عمر بن عاص عامل مصر کا تھا
مدینے کو وہ پہنچا جب تہ سیب
وہ بعد یک ماہ کے بیمار ہو کر
بھی جو باقی رہے وہ تے مقرر
نہین یہ بات مشروع ای برادر
بھی عبد اللہ در عہد پیمبر
بھی پایا آہ رحلت زید اکبر
بوقت رحلت سالار عالم
رہی ان سب سے راضی حقتعالی

مہاجر کا تھا اس شہر مقبرہ جو
مشرف ہے زدیدار پیمبر
اسے مارا تھا بیشک حد خمر کا
پدر بھی اس کو مارا حد تادیب
سو ہارا وار باقی کو مقرر
عمر مارا ہے اس کی قبر اوپر
کہ مارین سو کسیکی قبر اوپر
ہوا پیدا بفضل رب اکبر
گئی جس روز رحلت اسکی مادر
اسی دو سال اسکی عمر اکرم
کرے جنت مین ان کا رتبہ بالا

مطاعن عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عمر پر شیعہ جو کئی طعن کرتے ہین ان مین بڑا طعن یہہ ہی کہ حضرت نے اپنے وفات کے چہارون آگے پنجشنبے کے روز اپنے حجرے مین جو صحابہ کے حاضر تھے ان کو خطاب کرکے فرمایا کہ کاغذ اور دوات وقلم لے آؤ تا تمہارے واسطے ایک وصیت نامہ لکھدون کہ میرے بعد تم گمراہ نہو وین - یہہ سنکے حاضرین نے کاغذ لانے نہ لانے مین اختلاف کیا تب عمر فاروق نے کہا کہ ہم کو قرآن مجید بس ہی اس وقت مین حضرت کو تو درد نہایت شدت سے ہی - جب حاضرون مین اختلاف آیا اسلئے مجلس مین شور وشغب زیادہ ہوا ایسے مین کسی نے یہہ بھی کہا کہ آیا اسوقت حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام رو دیا ہی - اسلئے بعضون نے حضرت سے پھر اس کلام کا اعادہ چاہا - آپنے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک سے اٹھو کہ پیغمبرون کے پاس تنازع اور شور وشغب لائق نہین ہی پس اس کاغذ کی تحریر اسی لئے موقوف رہگئی - پس عمر بن الخطاب نے جو وصیت لکھنے کا مانع ہوا امت کی حق تلفی کی - اگر وہ وصیت لکھی جاتی امت گمراہی سے محفوظ رہتی - اور انہون نے پیغمبر کا رد قول کیا - بدلیل کریمہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے حضرت کا قول تو وحی ہی اور رد وحی کفر ہے - اور کہا کہ حضرت کو ہذیان اور اختلاط کلام رو دیا ہی حالانکہ انبیا ایسے باتون سے معصوم ہین - اور حضرت کی حضور مین رفع صوت اور تنازع کی - حالانکہ بحکم کریمہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کے آپکے حضور مین آواز بلند کرنی کبیرہ ہی -

جواب قرطاس کی خبر جو صحیحین مین آئی ہے جسکی روایت سعید بن جبیر نے ابن عباس سے کی ہی یہی ہے لما اشتد وجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند النبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفہموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ واوصاھم بثلاث قال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قال نسیتہا وفی روایۃ وفی البیت رجال منھم عمر بن الخطاب قال غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ

اس روایت سے صاف مستفاد ہوا کہ حضرت عمر کلام کرنے کے آگے حاضرین نے تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہا۔ اور دوسری بار حضرت سے پوچھے تو آپنے کاغذ اور دوات وقلم منگانے سے سکوت فرمایا اگر وہ امر ضروری اور موافق وحی کے ہوتا حضرت سکوت نہ فرماتے کیونکہ حکم وحی کا جاری نہ کرنا عصمت کا منافی ہی اور وہ آپسے محال ہے اور حضرت اس قصے کے بعد شیعہ کے اقرار سے بھی پانچ چھے روز زندہ رہی پھر کے دن رفیق ملاء اعلی کے ہوے تبلیغ وحی کی تو فرصت اس مدت مین بہت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جو تحریر چاہی امور دین سے کچھ لکھنا منظور نہین تھا بلکہ سیاست مدنی ومصالح ملکی وتدبیرات دنیوی منظور تھی چنانچہ حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ان چیزونکی وصیت فرمائی۔ اور تیسری چیز جو اس روایت مین فراموش ہو گئی وہ لشکر اسامہ کی تیاری تھی کہ دوسری روایت سے ثابت ہی۔ اور اس مدعا کی بڑی دلیل یہ ہی کہ جب دوسرے صحابہ نے کاغذ اور دوات وقلم لانے کی بات پوچھی تو حضرت نے جواب مین فرمایا کہ فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ۔ یعنے تم چاہتے ہو کہ وصیت نامہ لکھون اور مین تو اللہ تعالی کے قرب وشہود میں اور مناجات مین مشغول باطن ہون۔ اور اگر امور دینیہ کا لکھنا یا وحی کا پہنچانا منظور ہوتا یہ عبارت کا معنا درست نہوتا۔ کیونکہ اجماع سے انبیا کے حق مین وحی کی تبلیغ اور احکام دینی کی ترویج سے کوئی عبادت بہتر نہین ہے۔ اور یہی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جب حضرت نے دوسرے بار اس عالم سے بے تعلقی اور وارستگی کا جواب ارشاد فرمایا حاضرون کو بیتابی اور حسرت اس گیر حال ہوئی۔ تب عمر بن الخطاب نے ان کی تسلی کے لئے یہ عبارت رکھی کہ حضرت نے تم کو جو یہ جواب ترش فرمایا کچھ عتاب اور غضب کی راہ سے نہین ہی بلکہ درد کی شدت اور مزاج کی تنگی کا موجب ہے۔ اور اس عالم سے حضرت کی وارستگی جو قریب معلوم ہوتی ہے تم اس سے مایوس نہو جاو کیونکہ تمہاری تربیت اور تمہارے دین وایمان کی حفاظت کے واسطے کتاب اللہ کافی وشافی ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کلام اس گفت وشنید کے بعد

صحابہ کی تسلی کے مقام مین طاقع ہوا - نہ تحریر وصیت کی ممانعت کے مقام مین اور مقطع کلام کا اس مقام مین یہہ ہے
کہ جناب امیر بھی اس قصے مین حاضر تھے - اور طرفین کے اجماع اہل سیر سے اصلا یہہ بات ثابت نہ ہوئی کہ کبھی جناب
امیر نے عمر فاروق پر یا دوسرے حاضرون پر جو مانع کتابت ہوئے تھے انکار کیا ہو - نہ انکے حین حیات نہ انکے بعد وفات
جو حضرت امیر کے خلافت کا زمانہ تھا - یہہ بات نہ شیعہ کی روایت سے منقول ہے نہ اہل سنت کی روایت سے پس اگر
اس کام مین عمر بن الخطاب خاطی ہین تو حضرت امیر بھی اس کام کے مجوزین مین ہین یعنے کس لئے آپ کاغذ حاضر نہ کیا - اور ابن عباس
کے سوا جو اس زمانے مین کم عمر تھے اور کسی سے اس قصے پر حسرت و افسوس منقول نہ ہوا - اگر اسباب مین کسی امر ضروری
کا فوت ہونا رو و بیتا کبر اے صحابہ خصوصاً حضرت امیر اسکو ذکر فرماتے او حسرت کرتے اور اس ممانعت کی شکایت اپنی
زبان پر لائے ہوتے - اگر اس جگہ کسیکی خاطر مین گذرے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے مین مہمات دین سے کوئی مہم
حضرت کے منظور نظر نہ ہوتی تو یہہ فقرہ کس لئے فرماتے کہ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِیْ کیونکہ یہہ لفظ صریح دلالت کرتا ہے کہ اس وصیت
نامے کے لکھنے سے تم گمراہ نہ ہوگے اور گمرہی کے معنے یہ ہین کہ دین مین کچھ خلل پڑے - جواب اس شبہے کا یہہ
ہے کہ ضلال عرب کی لغت مین جیسا دین مین گمرہی کے معنے مین آتا ہے ویسا ہی دنیوی مقدمات مین سوء تدبیری مین
بھی اکثر مستعمل ہوتا ہے - یہہ بات بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوسف کے برادرون کا قول حضرت یعقوب
علی نبینا وعلیہم الصلواۃ والسلام کے حق مین جو سورہ یوسف مین مذکور ہے - قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰی
اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَۃٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور اسی سورے مین دوسری جگہہ آیا ہے کہ اِنَّكَ لَفِیْ
ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ظاہر ہے کہ حضرت یوسف کے برادران کافر نہین تھے کہ اپنے پدر بزرگوار کو جو پیغمبر عالی مرتبہ تھے دین
مین گمراہ جانتے معاذ اللہ من ہذا الظن الفاسد - بلکہ انکی مراد دنیا کی بے تدبیری سے تھی کہ اپنے بڑے فرزندون کو
جو کار آمدنی ہین اور خدمت بجالانے پر حاضر ہین چندان دوست نہین رکھتے ہین اور چھوٹے فرزندون کو جو عمر و سال
اور کم محنت اور قاصر الخدمت ہین ایسا دوست رکھتے ہین کہ عشق کی نوبت پہنچی ہے - پس اس جگہہ بھی جو حضرت نے
لَنْ تَضِلُّوْا فرمایا اس سے تدبیر ملکی کی خطا مراد ہے نہ دین مین گمرہی کی - اور اس ارادے پر دلیل قطعی یہہ ہے
کہ تئیس سال کی مدت مین جو نزول وحی کا زمانہ تھا قرآن کریم اور اکثر احادیث کی تبلیغ جب ہدایت کے لئے کافی تام
رفع گمرہی کے لئے وافی نہ ہوئی ہو اس وصیت کے دو تین سطر کی تحریر مین کیا ہو سکیگا - اور بھی اس جگہہ بعضون
کی خاطر مین آتا ہے شاید کہ حضرت کو امر خلافت مین کچھ لکھنا منظور تھا سو حضرت عمر کی ممانعت سے یہہ امر ضروری
موقوف رہگیا اس کا جواب یہہ ہے کہ خلافت کی بابت لکھنی منظور ہوتی تو دو حال سے خالی نہین یا خلافت

ابوبکر صدیق کی ہوگی یا جناب امیر کی - تقدیر اول مین حضرت کی اسی بیماری مین دوسرے بار اپنی خاطر مبارک مین یہہ بات لاکے خود بخود موقوف کی - نہ عمر بن الخطاب نے منع کیا تھا نہ دوسرے اصحاب بلکہ حضرت نے اللہ تعالی پر اور اجماع مومنین پر حوالہ فرمایا اور سمجھے کہ یہہ مقدمہ ہونے والا ہی لکھنے کی حاجت نہین - چنانچہ صحیح مسلم مین موجود ہے کہ حضرت نے اسی مرض مین جناب عایشہ صدیقہ کو فرمایا کہ اُدعِی اَبَاكِ وَاَخَاكِ اَكتُبَ لَهَا كِتَاباً فَاِنِّی اَخَافُ اَن یَتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُولُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَیَابَی اللّٰهُ وَالمُؤمِنُونَ اِلَّا اَبَا بَکرٍ یعنے بلا اپنے باپ اور بھائی کو تا مین ایک وصیت نامہ لکھون کیونکہ مجھے اسبات کا اندیشہ ہے کہ آرزو کرنیوالا آرزو کریگا اور کہنے والا کہیگا کہ مین ہون اور دوسرا نہین - اللہ تعالی اور سب مسلمان سوائے ابوبکر کے دوسرے کو قبول نکرین گے - اس جگہہ عمر فاروق کہان تھے - کہ وصیت نامے کی تحریر سے ممانعت کی ہو - اور تقدیر ثانی پر بھی لکھنے کی حاجت نہین تھی کیونکہ حضرت نے اس واقعے سے آگے ہزارون شخص کے روبرو غدیر خم کے میدان مین جناب امیر کی ولایت کا خطبہ پڑہا اور ان کو ہر مومن اور مومنہ کا مولا ٹھہرایا - اور وہ قصہ مشہور آفاق اور زبان زد خلایق ہوچکا تھا - اگر باوصف تقید و تاکید او تشہیر و تواتر کے اسکے موافق عمل نہ کرین - اس تحریر خانگی سے کہ جہان چند شخص سے زیادہ حاضر نہین تھے کیا ہوتا حاصل کلام اس تحریر کی ممانعت سے کسی صورت سے بھی امت کی حق تلفی نہوی اور دینی مہمات پردہ اختفا مین نرہے - یہہ خیال باطل بعینہ اس خیال کے مانند ہی جو کہتے ہین کہ امام مہدی غایب ہین ایسے خیالات وسواس کے سوا اور کچھہ نہین مرض وسواس کا کیا علاج - اور حضرت کے قول کو رد کرنے کی نسبت جو عمر فاروق کی طرف کرتے ہین خلاف واقع ہے انہون نے رد قول کہان کیا - بلکہ حضرت کی راحت و آرام ان کو منظور تھی سو اس معاملے کو بالعکس و حکم پیغمبر سمجھنا کمال التعصب عناد ہے - ظاہر ہے کہ ہر کسی اپنے بیمار عزیز کو محنت اٹھانے اور رنج کھینچنے سے منع کرتا ہے - اگر اجیانا وہ بیمار حاضرون کے فایدے او مصلحت کے لئے محنت اٹھانا چاہے حضار بھی لطیف حیلون سے مانع آتے ہین اور وہ بیمار مشقت اٹھاکے جو کام کرنا چاہے اس کام سے استغنا اور عدم احتیاج اور عدم ضرورت بیان کرتے ہین خصوصاً ایسا معاملہ بزرگون کے بہ نسبت زیادہ مروج و معمول ہے - پس جب جناب فاروق نے دیکھا کہ حضرت نے اپنے صحابہ اور امت کے فایدے کے لئے چاہتے ہین کہ ایسی مرض کی شدت مین وصیت نامہ لکھنے کا بار اٹھاوین اور رنج کھینچین یہہ حرکت قولی و فعلی ایسی حالت مین کمال خرج و مشقت کا سبب ہوگا اور یہہ تصدیع گوارا نفرمانے کی بات بھی بکمال ادب سے حضرت کی طرف خطاب کرکے نہ کہی بلکہ حضرت کو یہہ

حرج دینے سے جو استغنا حاصل ہے یہ بات آیۂ قرآنی سے ثابت کرکے حاضرین سے بیان کی تا حضرت بھی سنیں اور جانیں کہ اس حالت میں مشقت کھینچنے کی چندان ضرورت نہیں۔ فی الواقع اس مقدمے میں عاقلوں کے پاس حضرت عمر کی وقت نظر پر سو آفرین اور ہزار تحسین ہے کیونکہ اس واقعے سے تین مہینے آگے کریمہ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا نازل ہوئی تھی اور دین میں نسخ و تبدیل اور زیادت و نقصان کے دروازے بند کر دیئے اس پر مہر ختم کر چکی تھی فاروق اعظم نے اسی کے آیت کی طرف اشارہ کیا کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ یعنے حضرت اس حالت میں کوئی نئی بات جو کتاب و شریعت میں نہ آئی ہو تحریر نہ کروا سکینگے۔ پس آپکا مقصد اس وقت میں نہیں مگر تاکید انہیں احکام کی جو آگے قرار پائی۔ تاکید آلہی تو ہمارے واسطے وہی منزل میں آچکی ہے پس ایسے وقت میں کیا ضرور کہ حضرت مشقت زاید کہ چندان درکار نہیں اپنی ذات پر گوارا فرماویں۔ بہتر ہے کہ آرام و راحت میں گذاریں۔ اور یہ لفظ کہ اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ صریح اس مقصد پر گواہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس قصے میں رد حکم پیغمبر کی نسبت حضرت عمر کی طرف کرنی کمال غلط فہمی و نادانی یا کمال بغض و عناد کا سبب ہے اس قسم کی مصالح اور مشورت کرنی حضرت کا معمول صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا معمول حضرت کے ساتھ جاری تھا علی الخصوص عمر فاروق کو اس باب میں بڑی خصوصیت اور جرأت حاصل تھی۔ جیسے منافق کے جنازے پر نماز پڑھنے اور ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے اور غزوہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینے اور مقام ابراہیم کو مصلےٰ لینے کے باب میں اور ایسے ہی مقدمات میں انہیں کی رائے کے موافق وحی آئی تھی اور انکی صواب دید اکثر مقدمات میں مقبول رسول بلکہ مقبول آلہی ہوتی تھی۔ اگر اس قسم کی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد حکم پیغمبر کہا جاوے تو حضرت امیر بھی کئی جگہ فاروق اعظم کے شریک ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتب اہل سنت ہے طرق متعددہ پر مروی ہے کہ حضرت نے شب کے وقت جناب امیر اور حضرت زہرا کے گھر تشریف ارزانی فرمائی۔ اور ان کو خوابگاہ سے اٹھا کے نماز تہجد ادا کرنے کے لئے بڑی تاکید کی اور فرمایا قُومَا فَصَلِّيَا یعنے تم ہر دو اٹھو اور نماز پڑھو جناب امیر نے کہا وَاللهِ لَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا یعنے قسم ہے اللہ تعالی کی ہم نماز پڑھینگے مگر اتنی نمازیں جو اللہ تعالی ہمارے واسطے مقدر کیں وَإِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ یعنے ہمارے دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ نماز تہجد کی توفیق دیوے پڑھینگے تب حضرت نے انکے گھر سے مراجعت کی اور اپنے زانوں کو مارتے اور فرماتے تھے وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا پس اس قصے میں پیغمبر خدا کے ساتھ معاملہ اور وہی مقدمے میں اپنی مجبوری جو شرع میں مسموع نہیں جناب امیر سے واقع ہوئی لاکن جب قرینہ حالیہ جو ان کی صدق کہ راستی اور قصد نیک پر گواہ تھا حضرت نے ملامت نہ کی۔ دوسری یہ روایت بھی صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب غزوہ حدیبیہ میں حضرت

کفار قریش کے ساتھ صلح کرنیکا اتفاق ہوا اور صلح نامہ لکھا گیا جناب امیر نے حضرت کے القاب مین لفظ رسول اللہ
رقم فرمایا۔ کافرون کے سردارون نے اس لقب کی تحریر سے مانع ہوے اور کہنے لگے کہ اگر ہم اس لقب کو تسلیم
کر سکتے پھر جنگ پر کسلئے کمر باندھے ہوتے۔ حضرت نے جناب امیر کو ہر چند فرمایا کہ اس لفظ کو محو کر دیجئے جناب
امیر نے کمال ایمان کے سبب سے محو نہ کیا اور حکم رسول کی مخالفت کی یہان تک کہ حضرت نے وہ صلح نامہ جناب امیر کے
ہاتھ سے لیکے وہ لفظ آپ اپنے دست مبارک سے محو فرمایا۔ پس اہل سنت ایسی باتون کو مخالفت رسول نہین
جانتے اور اس مخالفت سے حضرت امیر پر طعن نہین کرتے ہین پھر حضرت عمر پر کس طرح طعن کرینگے۔ اگر شیعہ
ان باتون کو بھی رد حکم پیغمبر جانین اپنے پاؤن پر آپ ہی تیشہ مار لیوینگے انہی کی کتاب الغرر مین شریف مرتضی
جو علم الہدی سے ملقب ہے ایسی مخالفتین جو غرض مصلحت مین جناب امیر سے واقع ہوین۔ محمد بن حنفیہ سے
نقل کیا ہے چنانچہ اس کی عبارت طویلہ تحفہ اثنا عشریہ مین منقول ہے اندیشہ طوالت سے یہان مذکور نہوی
فمن شاء فلیرجع الیہ۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ بدلیل کریمہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے حضرت کا ہر قول وحی ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مضمون صراحۃً قرآن کریم کے ساتھ خاص ہے نہ سب اقوال پیغمبر مین عام
پر ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنے طرف سے ایک رسول کو کسی ملک کی طرف روانہ کرے اس ملک کے لوگ
اس کے ہر قول کو بادشاہ کا قول نہ سمجھین گے مگر وہی احکام جو بادشاہ کے طرف سے پہنچاوے یہ تو جواب عقلی تھا
اب جواب نقلی بھی سننا چاہئے کہ حضرت کے سب اقوال وحی منزل من اللہ ہوتے تو حضرت نے بدر کے قیدیون
سے فدیہ لے کے چھوڑ دینے پر جو اجازت دی اس پر یہ آیت اس قدر تشدد کے ساتھ کس لئے نازل ہوتی
لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ اور حضرت نے غزوہ تبوک کو
جانے کے وقت جب علی کو حکم فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ مین رہے جناب امیر نے عرض کی
أَتُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ پس حضرت کا ہر قول وحی ہوتا تو وحی کے مقابلے مین ایسے اعتراضات کب جائز
ہوتے اور جناب امیر کس لئے ایسی عرض کئے ہوتے طرفہ یہ ہے کہ اصول امامیہ مین دیکھا چاہئے کہ وے بھی حضرت کے
سب اقوال کو وحی نہین جانتے ہین اور اس جناب کے جمیع افعال کو واجب الاتباع نہین سمجھتے ہین پس یہ مقدمہ
نامعقول جو مطابق واقع کے نہین نہ موافق اپنے مذہب کے نہ مذہب خصم کے پھر اسکو طعن مین لانا کس قدر جہالت
و غباوت اور تعصب و عناد ہے۔ اگر ہم نظر بالا کرین تو کہتے ہین کہ سنی و شیعہ ہر دو کے پاس بغرض مصلحت و دفع
مشقت کے لئے حکم الہی کے برخلاف بلا واسطہ کہ قطعاً وحی منزل من اللہ ہے کئی مرتبہ اصرار کرنا رد وحی نہین ہے جناب

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلواۃ و السلام کی مشورت سے نون بار مراجعت کی اور عرض کی کہ الٰہی میری امت اس حکم کی حامل ہو سکیگی۔ ذکر کیا ابن بابویہ نے کتاب المعراج مین۔ اگر معاذ اللہ یہ بات رد وحی ہوتی پیغمبرون سے ظہور مین نہ آتی۔ اس کو رد وحی ملحد و زندیق کے سوا کوئی نہ کہیگا اور حضرت موسی کی مراجعت بھی اپنے پروردگار کے ساتھ بلا واسطہ حکم ہوا کہ جو قرآن مجید مین صریح منصوص ہے قولہ تعالی وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْنَ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ قَالَ کَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ اور بھی شیعہ کے وصول مین انہی کے مقررات سے ہے کہ حکم رسول بلکہ حکم الٰہی بلا واسطہ بھی محتمل ندب کا ہے نہ مقتضی وجوب کا پس مراجعت کیا چاہیئے تا واضح ہو کہ مراد اس امر وجوب ہے یا ندب ذکر کیا اسکو شریف مرتضی نے کتاب غرر و درر مین جب بات ایسی ہو عمر فاروق کو اس مراجعت مین باوجود تمسک آیت قرآنی کے تحمل مشقت سے استغنا کے باب مین جو صاف اس امر کی مندوبیت پر دلالت کرتی ہے کیا تقصیر اور کونسا گناہ۔ اور وہ کہتے ہین کہ عمر فاروق نے ہذیان اور اختلاط کلام کی نسبت جناب پیغمبر کی طرف کی اس کا **جواب** یہ ہے کہ اول یہ کہان سے ثابت ہوا کہ یہ لفظ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ حضرت عمر کی زبان سے صادر ہوا بلکہ اکثر روایات مین قالوا واقع ہے احتمال ہے کہ کاغذ اور قلم لانے کے مجوزین اس کلمے سے اپنے قول کو تقویت دیے ہون وہ استفہام انکاری تھا یعنی ہجر اور ہذیان تو کبھی پیغمبر کی زبان مبارک پر جاری نہین ہوتا ہے پس جو فرماتے ہین اسکا اچھا اہتمام کرو اور جس کے لکھنے کا ارشاد ہوتا ہے خوب دریافت کرو اور پوچھو کہ کیا ارادہ رکھتے ہین۔ اور محتمل ہے کہ اس تحریر کے مانعین بھی استفہام انکاری کے ہی طور پر کہے ہون کہ آخر پیغمبر سے ہذیان ظاہر نہین ہوتا ہے۔ اور ظاہر اس کلام کا ہمارے فہم مین نہین آتا ہے سو پوچھ لو کہ نامے کا لکھنا حقیقۃً مراد ہے یا اور کچھ ارشاد اور اس کلمے کو فہم نکرنے کا سبب صریح اور ظاہر تھا کیونکہ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ احکام الٰہی کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرتے تھے اور اس جگہ نہین فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَکْتُبَ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ مانعین کو توہم پیدا ہوا کہ البتہ خلاف عادت نہ فرمائے ہون یعنی سبب کہ ہم فہم نہ کئے اسلئے خوب تحقیق کیا چاہیئے اور قطعا یہ بات بھی جانتے تھے کہ حضرت تو لکھتے نہین بلکہ امی ہیں اور لکھنے کی صفت آپ سے صادر نہین ہوتی ہے اور اس پر نص قرآنی شاہد ہے وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اور آپنے اس عبارت مین لکھنے کی نسبت اپنی ذات مبارک کے طرف کی ہے جو فرمایا اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا

اسکا کیا معنی ہی اسکو استفہام کیا چاہئے کہ آخر پیغمبر کا کلام ہذیان نہوگا اور حضرت کی یہہ بھی عادت شریف تھی کہ قرآن
کریم کے سوا اور کچھ نہین لکھاتے تھے - ایکبار عمر فاروق نے توریت کا ایک نسخہ لا کے پڑھ رہے تھے حضرت نے
دیکھ کے منع فرمایا پس اسوقت عادت مقرری کے برخلاف قرآن مجید کے سوا اپنے مبارک ہاتھ سے جو لکھنا
چاہے حاضرین کو کمال تعجب رو دیا اور کچھ نہ سمجھے اسلئے ہذیان کا ذکر استفہام انکاری یا استفہام تعجبی کی راہ سے
بعضے صحابہ کی زبان پر گذرا - اگر انکا غرض حضرت پر ہذیان ثابت کرنیکا ہوتا ایسا نہ کہے ہوتے کہ پھر پوچھو - بلکہ اس طرح
کہتے کہ چھوڑ دو سمجھے کہ کلام ہذیان کو اعتبار نہین ہے - اور رفع صوت کے باب مین جو طعن کرتے ہین یہہ بھی سراسر
غلط فہمی یا حق سے چشم پوشی ہے کیونکہ حضرت کی آواز پر اپنی آواز بلند کی بلاشک ممنوع ہے اور یہہ بات اس قصے مین
کسی سے بھی واقع ہوئی نہ عمر فاروق سے نہ انکے غیر سے اور حضرت کی حضور مین مناظرات و مشاجرات کی تقریب سے
آپس مین آوازین بلند کرنے کی عادت ہمیشہ جاری تھی اصلا اسکو منع نہ فرماتے مین بلکہ قرآن مجید کا اشارہ اسکے
جواز پر آیا ہے دو جہت سے پہلا یہہ کہ لفظ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ارشاد کیا اور یہہ نہ فرمایا
لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ بَيْنَكُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ دوسرا كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ پس صاف معلوم ہوا کہ جہر بعضو کا بعضون
کے لئے جائز ہے اور یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اول عمر بن الخطاب نے رفع صوت کر کے تنازع کا باعث ہوا - اس جز
شریف مین تو ایک جماعت کثیر حاضر تھی اور مجمع کثیر مین تو آوازین بلند ہوا کرتی ہین یہہ تو ضروری بات ہے اور حضرت نے جو
فرمایا لَا يَنْبَغِي عِنْدِي تَنَازُعٌ یہہ بھی اسی مدعا پر شاہد ہے کیونکہ لا ینبغی ترک اولا کو کہا کرتے ہین نہ حرام و کبیرہ کو اور لفظ
قُومُوا عَنِّي جو فرمایا حالت مرض مین تنگ مزاجی کے باب سے ہے کیونکہ زیادہ گفت و شنید سے بیمار تنگ دل ہوتا ہے بیماری
کی حالت مین بسبب تنگ مزاجی کے جو وقوع مین آوے کسی کے حق مین بھی ہو وہ محل طعن نہین ہے علی الخصوص یہہ
خطاب تو سب حاضرون کے ساتھ تھا خواہ مخالفین ہون یا مجوزین ایسی تنگ مزاجی جو مرض کے سبب سے لاحق ہوتی ہے انبیا کو
اصلا کچھ نقصان نہین انبیا کو اس سے معصوم اعتقاد کیا چاہئے جیسے ضعف بدن جو بیماری مین لاحق ہوتا ہے اس
جوابات مین صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے جو تطویل و تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہے خوف طوالت کے سبب سے اسکے ملخصات
پر اکتفا کیا گیا - **دوسرا طعن** یہ کہ عمر فاروق نے حضرت کی موت کا انکار کیا اور قسم کھائی کہ انہنے رحلت
نہ فرمائی یہان تک کہ ابوبکر صدیق نے ان کے پاس آکے یہہ آیت پڑھی إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ **جواب**
یہہ تو طرفہ طعن ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت اور اس جناب کی مفارقت سے اور آپکی
مرض کی شدت دیکھنے سے اسقدر مدہوش اور ذاہل ہو کہ اپنی عقل سے گذرے اور اپنا اور اپنے باپ کا نام بھول جائے

اور اپنی موت و حیات سے خبر نہ رکھے مدہوشی اور بیخبری کے عالم مین بسبب کمال محبت کے موت پیغمبر کا انکار
کرے نہایت عجیب ہے کہ ایسے عاشق رسول کو شیعہ تیر طعن کی ہدف بناوے سہ چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر۔ آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ درد و غم اور جزع و فزع کی حالت مین مقتضائے بشریت سے
سہو و نسیان و غفلتین واقع ہوتے مین یہ طعن و ملامت کی جگہ نہین شیعہ کی صحیح روایتون سے آگے گذرا کہ حضرت موسی
کو عین حالت مناجات مین قرب الٰہی کا علم اور مکان سے اسکی تنزیہ حاصل نہوی حالانکہ حضرت موسی کو اسوقت
حیرت مین ڈالنے والی یا مدہوش کرنے والے کوی عارض سے کوئی معارضہ نہین تھا۔ اگر حضرت عمر کو بھی ایسی حالت
مین کہ ان کے پاس ہول محشر کا نمونہ تھا حضرت کی جواز موت سے خبر نرہے کیا گناہ نسیان اور ذہول تو لوازم بشریت
سے ہے۔ حضرت یوشع نے کہ بالاجماع نبی معصوم تھے مچھلی کی خبر عجیب کو باوجود تعقید اور تاکید کرنے حضرت موسی کے
فراموش کیا اور خود حضرت موسی نے باوصف اس قول و قرار کے جو حضرت خضر سے کیا تھا کہ ہرگز سوال نہ کرونگا سو نادر اور
غریب حالتین دیکھنے سے اسکو فراموش کیا اور ذہول ہوا اور حضرت آدم جو ابو البشر اور اصل انبیا مین حقتعالی ان کی شان مین
فرماتا ہے فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا اور نماز مین پیغمبر کا نسیان کتاب کافی اور کلینی مین موجود ہے اور ابو جعفر طوسی
اور دوسرے امامیہ اسکی صحت کا حکم کئے ہین۔ اور خود ابو جعفر طوسی نے ابو عبد اللہ حلبی سے روایت کی ہے کہ اِنَّ الامام
اَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْهُو فِي صَلٰوتِهٖ وَيَقُوْلُ فِي سجدتيه السهو بسم الله وبالله
وصلى الله على محمد وآله وسلم پس اگر حضرت عمر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور ذہول کے ایسے ماتم
قیامت نما مین خاطر سے گئی ہو کس طرح محل طعن ہوگا۔ چھبیسواں طعن یہ کہ عمر فاروق بعض مسائل شرعیہ نہین جانتے
تھے حالانکہ ان مسئلونکا جاننا امانت اور خلافت کے اہم مہمات سے ہے۔ ازانجملہ ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی اسکو
رجم کا حکم فرمایا ایسے مین جناب امیر نے مانع ہو کے کہا کہ اِنْ كَانَ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيْلٌ وَلَيْسَ لَكَ عَلٰى مَا فِيْ بَطْنِهَا سبيل عمر فاروق نے
نادم ہوے اور کہا لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہوتے ہلاک ہوتا عمر) اور ازانجملہ اسیطرح یہ بھی چاہا کہ ایک عورت مجنونہ کو رجم کرے۔ ایسے مین جناب
امیر نے ان کو خبردار کیا اور یہ حدیث پڑھی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رُفِعَ الْقَلَمُ
عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ
اور ازانجملہ یہ بھی ہے کہ انہون نے اپنے فرزند ابو شحمہ پر حد جاری کی اور وہ اس اثنا مین جان دیا کہ ابھی حد کے چند
کوڑے باقی تھے سو مردے پر مار کے تمام کیا حالانکہ مردے پر جاری کرنی عقل و شرع کا خلاف ہے۔ اور ازانجملہ نہ
شراب خواری کی حد سے آگہی نہین تھی یہان تک کہ لوگون کی صلاح و مشورت سے حد مقرر کی ان قصون سے معلوم ہوا

کہ انکو ظواہر شریعت پر بھی علم نہین تہا۔ پس امامت کی لیاقت کس طرح حاصل ہوی **جواب** ان مطاعن کا یہ ہے
کہ شیعہ نے ان قصون کے نقل کرنے مین خیانت کی ہے کہ کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی
قصے کا تتمہ نگل گیا تا اپنا طعن صورت پکڑے یہ تو متعصبین اور معاندین کا خاصہ ہے جیسے یہود کا قول کہ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ
وَنَحْنُ اَغْنِیَاءُ نعوذ باللہ منہا۔ اب سنا چاہئے کہ رجم حاملہ کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عمر کو خبر نہین تہی کہ یہ عورت حاملہ ہے
اور حمل ایسی چیز نہین کہ دیکھتے ہی معلوم ہو جاوے کہ یہ عورت حاملہ ہے۔ ہان حمل کی مدت تمام ہو یا تمام ہونے کے قریب
رہے جب حضرت امیر نے آگے سے اس عورت کے حمل کی خبر سنی تہی سو انکو اطلاع دی پس عمر فاروق نے اس خبر
دینے پر ممنون ہو کے اداے شکر کے مقام مین وہ کلمہ کہا یعنے اگر حد جاری کرتے اور وہ حاملہ اور اسکا بچہ مرجانے کے بعد
مجہے معلوم ہوتا کہ وہ عورت حاملہ تہی اور اس پر حسرت و تاسف کرتا تو وہ حضرت میری موت و ہلاکت کے مقام مین ہوتی
اگر جناب امیر اس وقت مجہے خبر دیتے مین اس درد و غم سے ہلاک ہوتا انتہی۔ شیعہ اور سنی کے اجماع سے جب
عورت زانیہ اپنے زنا کا اقرار کرے یا اوس کے زنا پر گواہ رہین پہر امام کو لازم نہین کہ اس عورت سے پوچہے کہ تو حاملہ
ہے یا نہین۔ بلکہ اس عورت کو چاہئے کہ حمل رکہتی ہو تو ظاہر کر دے اور حقیقت حال پر اطلاع نہونے کے سبب سے جو حکم
صادر ہووے اور واقع مین حقیقت دوسری رہی کہ اس حکم کو نہ چاہتی ہو اس صورت مین اس حکم کو جہل و نادان نہین
کہتے مین بلکہ حقیقت حال پر اطلاع نہونیکا سبب ہے ایسا حکم کرنے سے امامت مین بلکہ نبوت مین بہی کچہ قصور نہ آتا ہے کیونکہ
حضرت موسی نے محض بے اطلاعی کے سبب اپنے بڑے برادر حضرت ہارون کی ریش پکڑی اور ان کے سر کے بال پکڑ کے
کہینچا اور اہانت کی حالانکہ حضرت موسی پیغمبر کی یا بڑے برادر کی تعظیم کے مسائل سے جاہل نہین تہے اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ
والسلام بہی بارہا فرماتے تہے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَاَنَّ بَعْضَکُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ
فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِنْ نَارٍ اور جامع ترمذی مین وایل بن حجر
کندی سے صحیح روایت آئی ہے کہ حضرت کے زمانے مین ایک عورت نے نماز کی جماعت پانیکے لئے اپنے گہر سے نکلی ایک
شخص نے گلی مین اس کو ملا یا اور زبردستی سے اسکو گرا کے اس سے بدفعلی کی اور اس عورت نے رونا چلانا شروع کیا اور وہ شخص
وہان سے بہاگ گیا قضارا دوسرا ایک شخص نے جو راستے سے جاتا تہا اس عورت نے اسیکو زانی سمجہ کے لوگونکو بتلا دیا تب
لوگون نے اسکو پکڑ کے حضرت کی حضور مین لے آئے حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کو سنگسار کرین جب رجم شروع کرنا چاہتے تہے
ایسے مین وہ مرد زانی اٹہا اور اقرار کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا کام ہے میرے سے ہوا ہے حقیقت مین یہ مرد بے گناہ ہے تب حضرت نے
اس مرد بے گناہ سے معذرت کی اور اس زانی کو حکم رجم کا فرمایا اور حدیث متفق علیہ مین جو امامیہ اور اہل سنت کے ہر دو کتب مین

موجود ہے آیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر علیاً باقامۃ الحد علی امرأۃ حدثتہ بنفاس
فلم یقم علیہا الحد خشیۃ ان تموت فذکر ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
احسنت دعہا حتی ینقطع دمہا یعنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نفاس والی عورت پر حد جاری
کرنیکے لئے حضرت علی کو حکم فرمایا حضرت علی نے اس کی موت کے اندیشے سے اس پر حد قایم نکی اور حضرت کی حضور مین یہہ
حال ظاہر کیا تب آپنے فرمایا کہ تو اچھا کیا اور چھوڑ دے یہانتک کہ اسکا خون بند ہو جاوے - اور نواصب کے فرقے والونے
حضرت علی کی طعن مین لائے ہین کہ آپنے زنا کے دو حد یعنے کوڑے مارنے اور رجم کرنیکو جمع کیا ہو شراحہ ہمدانیہ کے حق مین
جو زنا کی مرتکب ہوی تھی حالانکہ وہ عورت محصنہ تھی یہہ تو شریعت کا خلاف ہی کیونکہ حضرت نے ماعز اور غامدیہ کو فقط رجم فرمایا
تھا اور عقل کا بھی خلاف ہی کیونکہ جب رجم جو اشد عقوبات سے ہی جب اسپر جاری ہوا کوڑے مارنا جب اس سے سبک ہے
کس لیے جاری کیا - اہل سنت جواب مین اس گمراہ فرقے کے بھی لکھے ہین کہ حضرت امیر کو اول معلوم نہین تھا کہ وہ عورت محصنہ
ہے اسلیئے کوڑونکا حکم فرمایا جب کوڑے مارنے کے بعد آپکو اطلاع ہوی کہ وہ محصنہ ہو رجم کا حکم فرمایا پس ہر دو حد کو جمع کرنا
اس جناب سے حقیقت مین واقع نہوا - بالجملہ حقیقت حال سے بے اطلاع رہنا اور ہی اور مسئلہ شرعی کا نجاننا اور اگر
کسی نے ان ہر دو باتون مین فرق نہ کرے وہ قابل خطاب نہین پس اس عورت مجنونہ کے رجم کا قصہ بھی اسی پر قیاس
کیا جاہیئے - کہ حضرت عمر کو اس کے جنون سے اطلاع نہین تھی - چنانچہ امام احمد نے عطا ابن سایب کی روایت سے اور وہ
ابی ظبیان جہنی سے نقل کیا ہو کہ ایک عورت کو زنا کے مرتکب ہونے کے سبب سے حضرت عمر کے نزدیک لے آئے آپنے حکم فرمایا کہ اسکو
سنگسار کرین تب لوگون نے اسکو کھینچ کے لیجاتے تھے ناگاہ راہ مین حضرت علی ملے دریافت کی کہ اس عورت کو کہان
لیجاتے ہو لوگون نے عرض کی کہ اس پر زنا ثابت ہو چکے خلیفے نے رجم کا حکم فرمایا ہی حضرت علی نے اس عورت کو ان
لوگون کے ہاتھ سے چھڑا کے حضرت عمر کی خدمت مین لے آیا اور فرمایا کہ یہہ عورت مجنونہ ہے اور یہہ فلانے قبیلے والی ہی
مین اسکو خوب جانتا ہون اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مجنونہ پر قلم تکلیف جاری نہوا تب حضرت عمر نے
رجم کو موقوف کیا پس معلوم ہوا کہ مجنونہ کو رجم نہ کرنے کا مسئلہ معلوم تھا ہان وہ عورت جو مجنونہ تھی یہہ بات نہین جانتے
تھے اور ظاہر ہے کہ صاحب جنون سے جب تک بے ربط حرکات اصوات صادر نہووین اسکا جنون کسی حس و عقل سے
معلوم نہین ہو سکتا ہی کیونکہ مجنون کی صورت عاقل کی صورت سے ممتاز نہین ہو سکتی ہی اور امور حسیہ اور عقلیہ کا نجاننا نبوت
مین کچھہ نقصان نہین کرتا ہی امامت مین تو کہان - امامت کی شرط یہی ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت ہو نہ حسیات خفیہ یا
مقامات جزئیہ کی معرفت اور بالفعل جمیع احکام شرعیہ کی معرفت نہ شرط نبوت ہی نہ شرط امامت ہان احکام شرعیہ پیغمبر کو

وحی سے معلوم ہوتے ہیں اور امام کو اجتہاد سے اور بسا اوقات اجتہاد میں خطا بھی واقع ہوتی ہے چنانچہ ترمذی میں موجود ہے

عن عكرمة ان عليا احرق قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لقتلتهم

لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه ولم اكن لاحرقهم لان رسول الله صلى الله

عليه واله وسلم قال لا تعذبوا بعذاب الله فبلغ ذلك عليا فقال صدق ابن عباس

یعنے عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک قوم جو اسلام سے مرتد ہوی تھی حضرت علی نے انکو آتش میں جلا ڈالا - جب یہ خبر ابن عباس کو
پہنچی تو کہا کہ اگر میں حاضر رہتا اونکو قتل کرتا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے دین سے بدلا اوسکو قتل کرو اور میں
نجلاتا انکو کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تم کسی کو وہ عذاب ندو جو عذاب الٰہی ہے جب یہ بات حضرت علی کی خدمت میں پہنچی تو
فرمایا کہ ابن عباس نے سچ کہا - بالجملہ اس قسم کے خطاء اجتہادی میں طعن و ملامت کی جگہہ نہیں چہ جاے آنکہ جس پر مطلع
اور خبردار ہونا ضرور نہو ویسے مقام میں بے اطلاعی اور بےخبری ہو تو محل طعن کا ٹھہرایا جاوے - اب ہم آئے اسبات
پر جو ایک بڑا اشکال ہے کہ جسکو نواصب بتاویز ٹھہراے ہیں کہ حضرت امیر نے تین شخص مرفوع القلم رہنیکی حدیث جو
آپ ہی روایت کی ہے - با این شیعہ کے کتابوں میں مروی ہے کہ ان عليا كان يامر باقامة حد السرقة
على الصبي رواه ابن بابويه یعنے حضرت علی نے چوری کی حد نابالغ لڑکے پر بھی قایم کرتے تھے روایت کیا ہے اسکو ابن بابویہ یہ بات
تو روایت پیغمبر کی صریح مخالف ہے بلکہ حضرت عمر کا فعل اگر واقع ہوا مخصوص ایک عورت مجنونہ حد کے لگدکوب میں ماری جاتی
حضرت امیر کے قول سے تو ہزاروں لڑکے ناقص الاعضا ہو جاتے ہیں معلوم نہیں کہ شیعہ اسکا کیا جواب دیتے ہیں
اور تقیہ پر حمل کرنے کی بھی گنجایش نہیں ہے کیونکہ لڑکوں پر حد قایم کرنی حضرت عمر او عثمان کا بھی مذہب نہیں تھا ہاں اگر
حضرت علی فرماتے کہ عورت مجنونہ کو رجم کیا چاہئے البتہ تقیہ ہوتا ایسی جگہہ تو آپنے حق ظاہر کیا اور رجم ہونے ندیا - اہل
اہل سنت پر اسباب میں کچھ اشکال ہو نہیں سکتا ہے کیونکہ لڑکوں پر حد جاری کرنی کی روایت جو حضرت امیر کی طرف
منسوب ہے اہل سنت باور نہیں کرتے ہیں بلکہ افترا اور بہتان جانتے ہیں - اگر نواصب چاہیں کہ شیعہ کی مفتریات سے
اہل سنت کو الزام دیوین یہ بات بھی نہیں ہو سکتی ہے - اور مردے کو حد مارنے کا قصہ بھی جھوٹ اور افترا ہے ہرگز اہل سنت
کی روایات صحیحہ میں موجود نہیں پس جواب کا محتاج نہیں بلکہ صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جو اپنے
فرزند پر حد مارنے کے بعد اوبھی وہ زندہ تھے اور انکے بدن کے زخم بھی چنگے ہوے ہاں حد مارنے کی اثنا میں انکو
غشی اور بیہوشی ہوی تھی اسی لئے بعضوں کو ان کی موت کا توہم ہوا - اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے شراب خواری
کی حد نہیں جانتے تھے یہانتک کہ لوگوں کی صلاح و مشورت سے مقرر کی پس طرفہ طعن ہے کیونکہ ایک ایسی چیز کا سمجھنا کہ

اسکے موجود نہوا اور شرع مین بھی معین نہ کی گئی ہو طعن کی جگہ نہین ہوتی ہے لانّ العلم تابعٌ المعلوم اور
شراب خواری کی حد حضرت کے زمانے مین معین نہین تھی بے تعین چند بار چابک سے اور باٹی ہوی چادر سے اور جوتیون
سے اور ہاتھ مین پکڑنے کی چھڑیون سے مارتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق کے وقت صحابہ سے چند شخص اس حد کا
اندازہ کئے تو چالیس عدد کو پہنچی جب حضرت عمر کی خلافت مین شراب خواری زیادہ ہوی تو آپنے تمام صحابہ کو جمع کرکے
مشورت کی تب حضرت امیر اور ایک روایت سے عبد الرحمن بن عوف بھی جناب امیر کے ساتھ شریک ہوکے کہنے لگے کہ
اس حد کو گالی کی حد کے مانند اسی تازیانے مقرر کیا چاہیے کیونکہ جب آدمی شراب پیتا ہے مست اور بے عقل ہوجاتا ہے جب
بے عقل ہوا ہذیان کہتا ہے اور ہذیان مین گالی بھی دیتا ہے۔ پس تمام صحابہ اس استنباط لطیف کو پسند کرکے اسی پر اجماع
کئے پس اسجگہ معلوم ہوا کہ حد خمر کے بانی مبانی عمر بن الخطاب ہین۔ حد خمر کا علم انکو نہین تھا کہنا بڑی بیعقلی اور نادانی ہے
اور امامیہ کے پاس بھی یہہ قصہ ایسطرحسے ثابت ہے چنانچہ شیخ ابن مطہر حلی نے منہج الکرامت مین لایا ہے۔ اور اسی جگہ سے
دوسرے طعن کا جواب بھی معلوم ہوا جو کہتے ہین کہ حضرت عمر نے اپنی عقل سے حد خمر کے عدد کو زیادہ کیا حالانکہ حضرت کے
زمانے مین چالیس تازیانے تھے وبس۔ ہم کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر نے زیادہ کیا تو جناب امیر اور اجماع صحابہ سے کیا
پس فقط حضرت عمر کا جناب محل طعن نہوگا۔ اور شیعہ کے بعض کتابون مین یہہ طعن دوسرے طور سے مذکور ہے کہ کہتے ہین
کہ حضرت عمر نے ایکبار شراب کی حد اسی تازیانے سے زیادہ مارنیکا حکم کیا۔ اس طعن کا جواب یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایت
صحیح نہین اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو حضرت امیر بھی شراب کی حد سو تازیانے مارے ہین تو اسی پر اور بیس تازیانے زیادہ کئے
چنانچہ محمد ابن بابویہ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین روایت کی ہے کہ نجاشی حارثی جو شاعر تھا اور ماہ رمضان مین
شراب پیا جب اسکو پکڑ لائے حضرت امیر نے اسکو سو تازیانے مارنیکا حکم کیا رمضان کی حرمت سے بیس تازیانے زیادہ کئے
اور اہل سنت کا جواب ان ہر دو واقعون مین ایک ہی بات ہے کہ امام کو پہنچتا ہے کہ سیاست کی طور پر یا خیانت کی سختی پر جرم
شرعی کے مقدار سے زیادہ کرے اسکی دلیل جناب امیر کا ہی فعل ہے۔ پس حضرت عمر پر طعن کی جگہ نرہی **چوتھا طعن**
یہہ کہ حضرت عمر نے حد قایم کرنے مین سو تازیانے کی جگہ پر سو شاخ درخت کا حکم کیا یہہ بات شریعت کی مخالف ہے کیونکہ
اللہ تعالی فرماتا ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ **جواب** اس طعن کا یہہ
ہے کہ عمر فاروق کا یہہ فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے موافق ہے چنانچہ مشکواۃ اور شرح سنہ مین
سعید بن سعد بن عبادہ کی روایت آئی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک مرد بیمار ناقص الخلقت کو پکڑکے حضرت کی حضور مین
لے آیا اور عرض کی کہ اسنے محلے کے کنیزون سے ایک کنیز کے ساتھ زنا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسی بڑی شاخ لاؤ

کہ جس میں چھوٹی سنو شاخیں رہیں اور اس سے ایکبار اس کو مارو۔ اور ابن ماجہ نے بھی ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے اور جس بیمار کی تندرستی
کی امید نہو اسکو مدار ہے کتاب میں علمای اہل سنت کا یہی مذہب ہے قال فی الفتاوی العالمگیریہ المریض اذا وجب
عَلَیْہِ الْحَدُّ اِنْ کَانَ الْحَدُّ رَجْمًا یُقَامُ عَلَیْہِ الْحَالَ وَاِنْ کَانَ جَلْدًا لَا یُقَامُ عَلَیْہِ حَتّٰی یَبْرَأَ وَیَصِحَّ اِلَّا
اِذَا کَانَ مَرِیْضًا وَقَعَ الْیَاسُ عَنْ بُرْئِہٖ فَحِیْنَئِذٍ یُقَامُ علیہ کذا فی الظہیریۃ ولو کان المرض لا یُرجیٰ زوالُہ اَوْ کان مخدجًا
ضعیفُ الخلقۃ فعندنا نضرب باثکالٍ فیہ مائۃ شمراخ فیضربُ دفعۃً ولا بد من وصول کل شمراخ الی بدنہ کذا فی فتح القدیر
اور جس پر عمر بن الخطاب ؓ نے حد قایم کی وہ مرد ضعیف الخلقۃ تھا اور قرآن مجید میں بھی ایسے حیلہ شرعیہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں مستحق حد کے
احوال کی رعایت اور حدود الٰہی کی محافظت بھی رہتی ہے قولہ تعالی وخذ بیدک ضِغثًا فاضرب بہ ولا تحنث پانچواں طعن
یہ کہ عمر بن الخطاب نے دین متین میں اسلام کا احداث کیا جو اس میں نہیں تھا یعنے تراویح کی نماز اسکی جماعت کا قیام جو انہیں کے اعتراف سے بدعت ہے اور انتقاد ہے متفق علیہ
آیا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردّ اور کل بدعۃ ضلالۃ جواب اس طعن سے اہل سنت کو الزام دینا نہو سکیگا کیونکہ اگر
سب کتب حدیث میں یہ بات شہرت اور تواتر کو پہنچی ہے کہ حضرت نے رمضان کی تین شب میں تراویح جماعت کے ساتھ ادا کی اور دوسرے نوافل کے مانند اس کو
تنہا ادا نہ فرمایا اور اس پر مواظبت نہ کرنیکا عذر بھی بیان کیا کہ انی خشیت ان یفرض علیکم یعنے میں اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہیں تم پر فرض نہو جاوے
جب حضرت کی وفات کے بعد یہ عذر زائل ہو گیا حضرت عمر نے سنت نبوی کو زندہ کیا اسی کا قاعدہ شیعہ بھی سکہ بالمستقر ہے کہ جب حکم نص شارع کے ہو ایک علت
کے ساتھ معلل ہو وہ اس علت کے ارتفاع کے سبب سے وہ بھی مرتفع ہوتا ہے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ تراویح انہیں کے اقرار سے بدعت ہے کیونکہ انہوں نے خود ہی کہا ہے
نعمت البدعۃ ھذہ پس اسکے یہ معنے ہیں کہ جماعت کے ساتھ اس پر مواظبت کرنی ایک نو پیدا چیز ہے کہ حضرت کے زمانے میں نہیں تھی اور سب چیزیں ہیں کہ
خلفاء راشدین اور ائمہ اطہار اور اجماع امت سے ثابت ہیں ان کو بدعت نہیں کہتے ہیں اگر بدعت کہیں بدعت حسنہ نہ بدعت سیئہ لیس حدیث مذکور ان چیزوں
کے ساتھ مخصوص ہے کہ شرع میں کچھ اصل نہ رکھتے ہوں اور نہ خلفاء و ائمہ سے یا اجماع امت سے ثبوت کو پہنچے ہوں اور شیعہ عید غدیر اور نوروز کی تعظیم و توقیر اور حضرت عمر
کی شہادت کے دن کی عزت شکر جو ربیع الاول کی نویں میں ترتیب دیتے ہیں اور تحلیل فروج جواری و بعض اولاد کو لعنوں کے پیسے سے جو محرم کرتے ہیں ان چیزوں کو
بامیں کیا کہیں گے کہ یہ چیزیں حضرت کے مبارک زمانے میں نہیں تھیں اور شیعہ رسم کرتے ہیں ان چیزوں کو ائمہ احداث کئے ہیں جب اہل سنت کے پاس خلفا
راشدین بھی ائمہ کا حکم رکھتے ہیں بحکم حدیث مشہور ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ ہے حضرت عمر کی احداث کو دوسرے ائمہ کے احداث کے مانند بدعت نہیں جانیں اگر بدعت جانیں اسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ الْکَرِیْمِ۔ وَاٰلِہِ
الطَّاہِرِیْنَ ذَوِی الْخُلُقِ الْجَسِیْمِ وَاَصْحَابِہِ الْمُہْتَدِیْنَ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

بیستر اگلزار خلیفہ سیوم جامع القرآن کامل الحیاء والایمان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہہ گلزار تازہ بہار چہار خیابان - اور دو روش - اور چہار شاخ - اور چہار گل اور دو گلدستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت عثمان کے نام و کنیت کے بیان مین

انکا نسب تواریخ و انساب کے کتب مین ایسا لکہا ہے کہ ھُوَ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الاموی عبد مناف انکا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے - کہتے ہین کہ جاہلیت مین انکی کنیت ابو عمرو تھی اسلام مین جب بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی انکا نام عبد اللہ رکھے تب سے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی - اور حضرت عثمان کے والدہ کا نام اَروی تھا بنت ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف - ابن عباس سے مروی ہے کہ اَروی مادر عثمان اسلام سے شرف پائی - دوسری خیابان حضرت عثمان کے حلیہ و شمایل کے بیان مین -

انکا قد مبارک اونچا اور رنگ گورا تھا - سر کے بال گردا ور سیاہ اور ریش مبارک کچھ دراز تھی - اور ان کے بدن کا پوست نرم اور ہاڑ بڑے سخت تھے سر و کندو کے درمیان چوڑائی تھی - اور چہرہ مبارک مین بڑی وجاہت اور رنگ ایسا براق تھا کہ شمع کے مانند اس مین چمک تھی اور سر و رخسار پر تھوڑے چیچک کے داغ تھے اور انکا حسن جمال اس درجے مین تھا کہ ایکبار جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ چاہین کہ ایسے شخص کو دیکہین کہ اس کا حسن خداداد یوسف علیہ السلام کے مشابہ ہو تو عثمان بن عفان پر نظر کرین - اسامہ سے مروی ہے کہ ایکبار حضرت نے میرے ہاتھ گوشت کا ایک ظرف بی بی رقیہ کی خدمت مین بھیجا جب مین نے انکے گھر گیا تو دیکہا کہ عثمان ذوالنورین اور جناب رقیہ دو تشریف رکھے تھے مین نے کسی مرد و عورت کو ایسے احسن و اجمل اور زیبا نہین دیکھا - اور ابن لبید سے منقول ہے کہ ایکروز مین نے عثمان ذوالنورین کو دیکہا کہ خچر پر سوار اور سر و گیسو کھلے ہوے اور دو جامہ زرد پہنے ہوے تھے - آج دیا جمیل نظر نہ آیا - تیسری خیابان حضرت عثمان شرف ایمان سے مشرف ہونے کے بیان مین - سعید بن سعد سے

منقول ہے کہ جب حضرت مبعوث ہوے اور خلق کو دین اسلام کی طرف دعوت کرنے لگے عثمان بن عفان و طلحہ بن عبید اللہ تجارت کی تقریب سے شام کی طرف گئے تھے۔ جب مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آئے ابوبکر صدیق کی دلالت سے حضرت کی مجلس مین حاضر ہوے۔ حضرت نے انکو دین اسلام کے طرف دعوت کی اور قرآن مجید کی آیتین تلاوت فرمائین اسیوقت ہر دو دولت ایمان سے کامیاب ہوے۔ عثمان بن عفان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب مین نے شام سے مراجعت کی اثنائے راہ مین جو زرقا اور معان کے درمیان واقع ہے سویا تھا اس حال مین مین نے سنا کہ ہاتف کہتا تھا۔ ایہا النیام ہبوا فان محمداً خرج من مکة یدعوا الی الاسلام والی دار السلام مین نے جب بیدار ہوا اور یہ خبر سنی کہ آپ نبوت کا دعوا کرتے ہین اسیوقت اس ہاتف کے کلام کو گواہ عدل جانا اور حاضر حضور ہوکے دولت اسلام حاصل کی۔ کہتے ہین کہ انکا چچا حکم بن العاص نے جب ان کے اسلام سے آگاہ ہوا ان کو مقید کیا اور ادنی اعلی کو جمع کرکے ان کو ملامت کرنے لگا کہ تجھے کب روا ہے کہ اپنے آبا واجداد کے دین سے پھر جاوے شاید کہ تجارت شام سے ہمارے لئے یہی تحفہ لے آیا۔ پھر بہت کچھ تہدید کی اور کہنے لگا کہ تو دین محمدی سے تبرا نہ کریگا تو ہمیشہ بھی قید و زنجیر مین رہیگا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ واللہ جب تک زندہ رہون تمہارے دین محمدی سے سر نہ پھیرون گا بلکہ حضرت کی اطاعت مین جان و دل قربان کرونگا جب حکم نے ان کی استواری دیکھی بے امید ہوکے انکو قید سے چھوڑ دیا پھر ان کا متعرض نہ ہوا۔ **چوتھی خیابان حضرت عثمان لقب ذوالنورین سے ملقب ہونے کے بیان مین** مشہور یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نور العین تھے یعنی بی بی رقیہ و بی بی ام کلثوم ایک کے بعد دوسرے جب انکے نکاح مین آئین ان کو ذوالنورین کہنے لگے۔ کہتے ہین کہ زمان آدم سے زمان خاتم تک کسی امت مین کسی شخص کو یہ فضیلت نہ ملی اور کوئی کسی پیغمبر کے دو دختر کا شوہر نہ ہوا۔ روایت ہے کہ جب صاحبزادی ام کلثوم کی رحلت ہوئی حضرت نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کسی دختر کے ساتھ عثمان کا نکاح کر دیجیے اسکو بے جفت نہ چھوڑیے سو اگر مجھے چالیس دختر ہوتے ایک کے بعد ایک عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا ہوتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب حضرت عثمان کا وجود جاہلیت اور اسلام مین جود و سخاوت اور مہمانون کی ضیافت سے منور تھا اس لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اکثر دن مین روزہ دار اور شب مین نماز گزار تھے۔ جب ان ہر دو عبادات کے انوار انسے جلوہ گر تھے انکو ذوالنورین کہتے تھے چوتھا قول یہ کہ ان کے قول و فعل ہر دو انوار راستی سے منور تھے اسواسطے ذوالنورین سے ملقب ہوے۔ پانچوان قول یہ کہ حضرت عثمان جب فردا قیامت بہشت مین ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف رونق افزا ہوین گے تو برق نورانی ان کے ہر دو جانب ایسے درخشان ہوین گے کہ جس سے بہشت کی سب منزلین پر نور ہو جاوین گے۔ صاحب روضة الاحباب نے لکھا ہے کہ انکو ذوالنورین اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت کے ساتھ انکو قرابت پدری و مادری حاصل تھی ہوسکے۔ کیونکہ ان کی والدہ

حضرت کی پھوپھی بیضا کی دختر تھی کہ حضرت کے والد عبداللہ کے توام تھے واللہ اعلم۔ **پہلی روش ان آیتوں کی تفسیر میں جو حضرت عثمان کی شان میں نازل ہوئیں۔ پہلی آیت** جو سورۂ بقر میں آئی ہے اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یعنے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى پھر خرچ کرکے فقیر پر احسان نہیں رکھتے ہیں اور ایذا نہیں دیتے ہیں۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ کلبی مفسر نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب نزول یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے چہار ہزار درہم حضرت کی جناب میں حاضر کئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے ان سے چہار ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے اور چہار ہزار اللہ تعالیٰ کے واسطے لے آئے۔ تب حضرت نے ان کے حق میں دعا کی بَارَكَ اللّٰهُ فِیْمَاۤ اَمْسَكْتَ وَفِیْمَاۤ اَعْطَیْتَ یعنے برکت دیوے اللہ تعالیٰ اس چیز میں جو تو نے رکھی اور اس چیز میں جو تو نے لا دی۔ اور عثمان ذوالنورین نے جیش غزوۂ تبوک میں ہزار اونٹ ان کے جھولوں اور پالانوں سمیت حاضر کئے۔ اور ہزار دینار لا کے حضرت کے گود میں ڈال دئے۔ عبدالرحمن بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کی طرف نظر کی کہ کمال فرحت سے وے دینار اپنے مبارک ہاتھ سے منقلب کرتے اور فرماتے تھے کہ مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنے نہیں ضرر کریگا ابن عفان کو جو عمل کریگا آج کے بعد۔ تب یہ آیت شریف نازل ہوئی اور اسی معالم التنزیل میں لایا ہے کہ منت وہ ہے کہ فقیر پر اپنی عطا سے منت رکھے اور کہے کہ میں نے تجھے ایسی چیز دی۔ اور ایذا دینی وہ ہے کہ محتاج کو شرمندہ کرے اور کہے کہ تو کب تک سوال کریگا اور مجھے ایذا دیگا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایذا وہ ہے کہ اپنی بخشش سے جس کو اطلاع دینی ضرور نہو اس کو معلوم کرا دنا کہ فلان سائل کو میں نے یہ دیا۔ سفیان نے کہا ہے کہ منت و ایذا کے یہ معنے ہیں کہ سائل سے کہے کہ میں نے تجھکو دیا اور تو اسکی قدر نہ کی۔ عبدالرحمن بن زید اسلم نے کہا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ اے لڑکے تو نے جب کسیکو کوئی چیز دی اور دیکھے کہ سائل تیرے سلام کو گران جانتا ہے تو اس کو سلام نہ کیجیے تا وہ تیرے سلام سے شرمندہ نہو۔ غرض جو لوگ اپنا مال خرچ کرکے احسان نہیں رکھتے اور ایذا نہیں دیتے ہیں لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انہی کو ہے ثواب انکا اپنے رب کے یہاں وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غم کھاوینگے ثواب کے فوت ہونے سے۔ **دوسری آیت** جو سورہ بقر میں آئی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوۤا یعنے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہی ربا سے۔ صاحب معالم التنزیل نے کہا کہ عطا اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عباس بن عبدالمطلب اور عثمان بن عفان کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک شخص کھجور کے باب میں ان ہر دو بزرگوں کا مقروض تھا

عباس کے باغ میں فصل آئی اس نے کہنے لگا کہ اگر تم ہر دو اپنا حق لے لوگے جو باقی رہی وہ میرے اہل و عیال کے لئے کفایت نہیں کرتا ہے اگر اب تم آدھا لوگے اور نصف باقی کے لیے مہلت دوگے تو میں اگلی فصل تمکو اسکا دونا دونگا پس جب وعدے کے ایام منقضی ہوے ان ہر دو نے اپنا قرض دونا طلب کیا - اور یہہ بات حضرت کی حضور میں پہنچی حضرت نے انکو بلواکے منع فرمایا اسی وقت یہہ آیت نازل ہوی ان ہر دو نے حکم خدا و حکم رسول مانکر اپنا اصل ہی لے کے وہ زیادتی چھوڑدی - اور تیسری آیت جو سورۂ نساء میں آئی ہے وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ یعنی جس نے اطاعت کی اللہ کی اس کے اوامر و نواہی میں وَرَسُولَهُ اور اطاعت کی رسول کی دین کے احکام اور حدود میں فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم پس وے لوگ قیامت کے دن اُن لوگوں کے ساتھ رہینگے کہ انعام کیا ہے ان پر اللہ تعالے نے مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں سے - معالم میں لایا ہے کہ نبیین سے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں - اور صدیقین سے ابوبکر صدیق کی طرف اور شہدا سے عمر فاروق و عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ کی طرف اور صالحین سے سب صحابہ کی طرف اشارہ ہے

چوتھی آیت جو سورۂ نحل میں ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ یعنے بتلائی اللہ نے ایک مثال کہ دو مرد ہیں ایک ان سے گونگا ہے جو گونگا مادر زاد ہو وہ بہیرا بہی ہوتا ہے لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ ایسا شخص نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر یعنے نہ بات کر سکتا ہے نہ کسی کا کلام سمجھ سکتا وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ باوجود ان باتوں کے وہ گران ہے یعنے بوجھ ہے اپنے صاحب پر کہ اس کے آقا نے اس کی رعایت حال میں درماندہ اور عاجز ہے أَيْنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ جس جگہ کہ اسکو بھیجے ایک کام کے لئے وہ بھلا نکر آوے اور نہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے نہ کسیکا جواب سمجھ سکتا هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَن يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ کیا برابر ہوئیں ایسا گونگا اور وہ شخص جو دانا اور فہیم ہو اور حکم کرتا ہو عدل کا کہ عدل ایسی صفت ہے کہ وہ سب فضائل اور مکارم کی جامع ہے - وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اور وہ سیدی راہ پر ہے جس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے جلد اپنے مقصود کو پہنچتا ہے پس جس طرح ایسا گونگا ویسا دانا اور عاقل کے برابر نہیں ہو سکتا پس بت جو ہیں عاجز و بے قدرت ہیں پروردگار باعظمت کے برابر کیونکر ہو وینگے - صاحب معالم نے کہا کہ کلبی نے کہتا ہے کہ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ یعنے وہ دکھانیوالا ہے صراط مستقیم سو وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں کہ حکم کرتے تھے عدل کا اور صراط مستقیم پر تھے - اور بعضوں نے کہا کہ عطیہ نے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ یہہ دو مثالیں مومن اور کافر کے واسطے ہیں - عطا نے کہتا ہے کہ ابکم سے مراد ابی بن خلف ہے اور يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد حمزہ و عثمان بن عفان و عثمان بن مظعون ہیں - اور بعضوں نے کہا کہ یہہ آیت عثمان ذوالنورین اور ان کے غلام اسید بن العیص کے بابت میں

نازل ہوئی۔ کہ جناب ذوالنورین نے اس کو اسلام کی طرف دعوت کی اور وہ اسلام قبول کرنے کو مکروہ رکھتا اور انکو
فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے منع کرتا تھا۔ **پانچوین آیت** جو سورہ انعام مین آئی ہے فَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ
یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ یعنے اور جب آوین تیرے پاس وے لوگ جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون پر
تو کہہ سلام علیکم۔ عکرمہ نے کہتا ہے کہ یہ آیت ان فقراے صحابہ کی شان مین نازل ہوئی کہ انھین سے کفار چاہتے کہ جب
آپ حضور نبوی مین حاضر ہووین تب ان فقرا کو ہٹا دیوین وے شریک مجلس نہ ہین۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافرونکا کہا
قبول نہ کیا اور فقراے صحابہ کو ہٹا دینے سے منع فرمایا سو اس آیت مین حکم کرتا ہے کہ جب وے آوین ان کو سلام کیجیے اسیواسطے
حضرت کا معمول تھا کہ جب وے حاضر حضور ہوتے ان پر سلام مین اقدام فرماتے۔ اور عطا نے کہا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ و بلال و سالم و ابوعبیدہ و مصعب بن عمیر و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و عمار بن یاسر
و ارقم بن ابی ارقم و ابی سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان مین نازل ہوئی۔ **چھٹی آیت** جو سورہ فتح
مین آئی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ امام حسن بصری نے کہا کہ
رحماء بینہم سے مراد عثمان ذوالنورین ہین۔ اس آیت کی تفسیر آخر سورہ تک اوپر گذری ہے اسواسطے یہان اسی پر اکتفا کیا گیا
ساتوین آیت جو سورہ زمر مین آئی ہے اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ یعنے یا وہ شخص جو فرمان بردار ہے اور عبادت
مین رہتا ہے رات کے وقتون مین سَاجِدًا وَّقَآئِمًا سجدہ کرنے والا پروردگار کو اور کھڑا رہنے والا نماز مین یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ
اور ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ اور اس مین امیدوار ہے اپنے پروردگار کی رحمت کا یعنے باوجود التزام
طاعات و عبادات کے خوف و رجا مین متردد رہتا ہے کیا ایسا شخص اور جس مین ایسے اوصاف سے متصف نہو ہر دو برابر
ہین یعنے برابر نہیں۔ معالم مین لایا ہے کہ عطا نے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کی شان مین نازل ہوئی
اور ضحاک سے ہے کہ صدیق اکبر و عمر فاروق کی شان مین۔ اور ابن عمر نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کی شان مین۔ اور کلبی نے
کہا کہ ابن مسعود اور عمار بن یاسر و سلمان کی شان مین نازل ہوئی۔ یہ سب صحابہ ان صفتون سے متصف تھے۔ اور
تفسیر حسینی مین ہے کہ اشہر یہی ہے کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین کی شان مین شرف نزول پائی۔ **آٹھوین آیت**
جو سورہ حدید مین آئی ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ یعنے اور جو لوگ ایمان لائے
اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر وہی ہین صدیق و راستی والے۔ معالم مین لایا ہے کہ مجاہد نے کہا کہ جس نے اللہ و رسول
پر ایمان لایا سو وہ صدیق ہے۔ اور یہ آیت پڑھی اور ضحاک نے کہا کہ وے اس امت سے آٹھ شخص ہین کہ اللہ و رسول
کی تصدیق کرنے مین سب اہل زمین سے سبقت لئے وے یہ ہین ابوبکر صدیق و علی مرتضیٰ و زید و عثمان و طلحہ و زبیر و

وحمزہ اور ان کے نوین عمر بن الخطاب ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور گواہ ہین اپنے
پروردگار کے نزدیک یعنے قیامت کے دن اگلے پیغمبرون اور امتون کے باب مین شاہدی دیوین گے - ضحاک نے
کہا کہ وے شہدا اور صدیقین ہین کہ جن کے نام مذکور ہوے - اور مجاہد نے کہا کہ ہر مومن صدیق و شہید ہے - لَهُمْ
اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ان کے واسطے ہے انکا اجر و ثواب کہ ہم نے جس کا وعدہ کئے اور ان کی روشنی جو صراط پر ہمراہ ہوگی

دوسری روش ان حدیثون کے بیان مین جو حضرت عثمان کی فضیلت و اخبار شہادت مین آئے ہین -

پہلی حدیث جو صحیح ترمذی مین آئی ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے حدیبیہ مین جب اپنے صحابہ کو بیعت رضوان کا حکم فرمایا
تب حضرت نے عثمان ذوالنورین کو اپنی وکالت دیکے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا تھا فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پس بیعت کی لوگون نے حضرت
نے فرمایا کہ مقرر عثمان تو اب اللہ و رسول کے کام مین ہے فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى تب حضرت نے
اپنا ایک دست مبارک اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کے عثمان ذوالنورین کی طرف سے بیعت لی یعنے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان
ذی النورین کے ہاتھ کا نائب ٹھہرا کے بیعت سے فراغت حاصل کی - بعضے کہتے ہین کہ حضرت کا وہ داہنا ہاتھ تھا
اور بعضون نے کہا کہ بایان ہاتھ تھا - منقول ہے کہ حضرت عثمان فرماتے تھے کہ حضرت کا بایان ہاتھ میرے داہنے
ہاتھ سے بہتر ہے - فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ
پس حضرت کا ہاتھ عثمان کے لئے ان دوسرے صحابہ کے ہاتھون سے اُن کے حق مین بہتر تھا -

دوسری حدیث جو صحیح ترمذی و ابن ماجہ مین آئی ہے - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ
يَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ
بی بی عائشہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اے عثمان شاید کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک پیراہن پہناویگا مراد خلافت
ہے پس اگر لوگ چاہین کہ وہ پیراہن تیرے بدن سے نکالین پس انکے جبر پر وہ پیرہن اپنے بدن سے نہ نکالیو یعنے
تجھے خلافت سے معزول کرنا چاہین تو ہرگز تو معزول مت ہو -

تیسری حدیث وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى
عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُسِرُّ اِلٰى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ
ابی سہلہ سین کے زبر اور ہا کے سکون سے ہے وہ حضرت عثمان کا غلام تھا سو روایت کرتا ہے کہ حضرت نے ایک دن

جناب عثمان سے پوشیدہ راز کہتے تھے اس وقت عثمان کا رنگ متغیر ہوتا تھا فلما کان یوم الدار قلنا الا تقاتل
پس جب یوم الدار کا واقعہ روداد یعنے مصریون نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا ہم نے کہا کیا ہم جنگ نکرین انکے ساتھ
قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر علیہ حضرت عثمان نے کہا
کہ نہین یعنے جنگ نکرو کیونکہ حضرت نے میرے سے عہد لیا اور وصیت کی ہے ایک کام کی سو مین صبر کرنے والا ہون **چوتھی حدیث**
عن ابن عساکر عن اسامة بن زید قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی منزل عثمان
بصحفة فیہا لحم فدخلت فاذا رقیة جالسة فجعلت مرة انظر الی رقیة ومرة الی وجہ عثمان
یعنے ابن عساکر نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ حضرت نے میرے ہاتھ ایک ظرف دیکر عثمان
ذو النورین کے گھر طرف بھیجا اس مین گوشت تھا جب مین نے ان کے مکان مین داخل ہوا بی بی رقیہ نے تشریف
رکھی تھین ایکبار مین نے بی بی کے طرف اور ایکبار جناب ذو النورین کیطرف نظر کی فلما رجعت سالنی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لی دخلت علیہما قلت نعم پھر جب مین لوٹ آیا حضرت نے
میرے سے پوچھے کہ کیا تو ان دونون کی خدمت مین گیا تھا مین نے کہا ہان قال فہل رأیت زوجا احسن منہما
قلت لا یا رسول اللہ پھر فرمایا کیا تو اس سے بہتر کوئی جوڑا دیکھا ہے مین نے عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ
پانچوین حدیث وعن ابی عدی وابن عساکر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا
نشبہ عثمان بابینا ابرہیم ابن عدی اور ابن عساکر نے روایت کرتے ہین ابن عمر سے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تشبیہ
دیتے ہین عثمان کی ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ **چھٹوین حدیث** وابن عدی عن عایشة قالت لما زوج
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتہ ام کلثوم بعثمان قال لہا ان بعلک اشبہ الناس بجدک ابرہیم
وابیک محمد ابن عدی نے بی بی عایشہ سے روایت کی ہے کہ بی بی نے فرمایا کہ جب حضرت نے اپنی دختر ام کلثوم
کو عثمان کے ساتھ نکاح کردیا اور ان کو فرمایا کہ مقرر تیرا شوہر بڑی شباہت رکھتا ہے تیرے جد ابراہیم اور تیرے
باپ محمد کے ساتھ ۔ یہ تینون حدیثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفا سے نقل کی گئین
ساتوین حدیث جو صحیح ترمذی وابن ماجہ مین آئی ہے عن ثمامة ابن حزن قشیری یہ تابعین سے
ہے کہ زمانہ نبوت پایا لاکن اسکو حضرت کی رویت میسر نہوی قال شہدت الدار حین اشرف علیہم عثمان کہتا ہے کہ جب
لوگ حضرت عثمان کے مکان کو محاصرہ کئے تھے مین حاضر ہوا انہون نے ان لوگون کو دیکھا ۔ فقال انشدکم اللہ
والاسلام پھر کہنے لگا کہ مین تمکو واسطہ دلاتا ہون اللہ تعالی اور دین اسلام کا ۔ ہل تعلمون ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم المدینۃ ولیس بہا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ کیا تم جانتے ہو کہ
حضرت نے جب مدینہ کی طرف تشریف لائی اور مدینہ مین بیر رومہ کے سواے آب شیرین نہین تھا فقال من
یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع دلاء المسلمین پس حضرت نے فرمایا کہ جس نے رومہ کاکو اخرید لیگا اور اپنے
ڈول کو دوسرے مسلمانون کے ڈول کے ساتھ برابر کریگا یعنے اسکو اپنی ملک سے نکال کے وقف کردیگا بخیر لہ منہا
فی الجنۃ بہتر ہے اس کے واسطے اس سے جنت مین فاشتریتہا من صلب مالی وانتم الیوم
تمنعونی ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر سو مین نے اسکو اپنے خالص مال سے خرید کیا اور تم نے آج مجھے
اسکا پانی پینے سے منع کرتے ہو یہان تک کہ مین آب دریا یعنے کھارا پانی پیتا ہون فقالوا اللہم نعم پس ان لوگون نے
کہا کہ الٰہی ہان ہم یہہ بات جانتے ہین اس بات مین ان کی تصدیق کی فقال انشدکم باللہ والاسلام
ہل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یشتری
بقعۃ آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ پھر وہی قسم دیکے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ کی
مسجد اپنے لوگون پر تنگ ہوی تب حضرت نے فرمایا کہ کون ہے تم سے کہ فلان شخص کے اولاد کی زمین جو مسجد کے ہمسایہ
مین تھی اسکو خرید کے مسجد کو زیادہ کرے سو اسکے واسطے اس سے بہتر ہے جنت مین۔ فاشتریتہا من صلب
مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیہا رکعتین پس اسکو مین نے میرے خالص مال سے خرید کیا سو تم آج مجھے منع کرتے
ہو کہ مین دو رکعت نماز پڑھون فقالوا اللہم نعم پس ان لوگون نے کہا کہ الٰہی ہان یہہ بات ہم جانتے ہین قال
انشدکم باللہ والاسلام ہل تعلمون انی جہزت جیش العسرۃ من مالی پھر وہی قسم دیکے
پوچھے کہ لوگو تم جانتے ہو کہ مین میرے مال سے جیش عسرت کا ساز و سامان کردیا قالوا اللہم نعم ان لوگون نے
کہا الٰہی ہان ہم جانتے ہین قال انشدکم باللہ والاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض
پھر وہی سوگند دیکے پوچھے کہ آیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے مکہ معظمہ کے کوہ ثبیر پر کھڑے تھے ثبیر نے سکے زبر اور زیر
زیر او ریے سکے سکون سے ہی اور حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور مین حاضر تھے سو وہ پہاڑ جنبش مین آیا
یہان تک کہ اس کے پتھر نیچے گر پڑے اسکے ہلنے کا سبب بعضے شارحون نے ایسا لکھا ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ کے بعضے صفات
قہریہ تجلی کی ہون یا نبوت کی سطوت و عظمت ظہور کی۔ فقیر کہتا ہے کہ یہہ بات بھی ہو سکے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
نے جب اس پر قیام فرمایا کمال خوشی سے اسکو وجد و طرب ہوا سو جنبش مین آیا جیسے سعد بن معاذ کی روح سے عرش معلی

کو اہتزاز ہوا و اللہ عالم۔ قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان حضرت نے فرمایا کہ ساکن رہ اور آرام لے اسے ثبیر نہیں ہیں تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور شہید اللھم نعم انہوں نے کہا کہ الٰہی ہاں ایسا ہی ہے قال اللہ اکبر اشھدوا و رب الکعبۃ انی شہید ثلاثا عثمان ذو النورین نے کہا اللہ اکبر تم شاہد ہو قسم ہے کعبے کے پروردگار کی کہ میں شہید ہونگا روایت کی اس حدیث کی ترمذی و نسائی و دارقطنی نے۔

آٹھوین حدیث عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنۃ عثمان طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔ روایت کی اس حدیث کی ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ انکے سوا اور بھی حدیثیں آئی ہیں۔ جب روضۃ الابرار اور خلاصۃ السیر اور دوسرے تصانیف میں مذکور ہیں خوف طوالت سے یہاں اس قدر پر اکتفا کیا۔ **پہلی شاخ حضرت عثمان کے انواع طاعات و عبادات اور کثرت خیرات و صدقات و انفاق مال فی سبیل اللہ کے بیان میں۔** روایات کثیرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان نے کئی راتیں مقام ابراہیم میں آ کے یہاں تک نماز و نیاز میں قیام کرتے کہ صبح ہو جاتی ایک دوگانہ میں ختم قرآن کرتے پھر نماز صباح کے بعد قرآن مجید دیکھ کے تلاوت فرماتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تمام شب از بر ختم قرآن کرتے ہو پھر دن میں مصحف دیکھ کے جو پڑھتے ہو اس میں کیا حکمت ہے۔ جواب دیا کہ قرآن کریم میرے پروردگار کا منشور ہے جو میری طرف آیا ہے۔ جب کسی امیر کا منشور کسی رعیت کی طرف آوے تو اس کو لازم ہے کہ ہر روز ایکبار اس کو کھول کے نظر کرے اور احتیاط کرے کہ کس چیز کا حکم کیا ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسا ہی بندے کو لازم ہے کہ ہر روز منشور ربانی دیکھے اور اوامر و نواہی میں غور کرے۔ لکھتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے اور باوجود اس احتیاط کے ان سے منقول ہے کہ میں نے کوی نماز نہیں پڑھی۔ مگر اس نماز میں جو قصور میرے سے صادر ہوا ہو اس سے استغفار کیا۔ **ان کے روزے کا بیان** یہ ہے اکثر اوقات روزہ رکھتے اور کوی برس ایسا ہوتا کہ سال بھر سالم رہتے غرض کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے **اور ان کے حج و عمرے کا بیان** یہ ہے کہ ان کے حج و عمرے کا تعداد عشرہ کاملہ کو پہنچا تھا۔ **اگر فی سبیل اللہ ان کے مال خرچنے کا بیان** یہ ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا من جھز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ یعنے جس نے جیش عسرت کا تہیہ کیا اس کے واسطے جنت ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمان نے یہ حدیث سنی پھر سو پچاس اونٹ ایک روایت سے نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے حاضر کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور ساتھ روپے کے اوقیہ مجاہدین کو لشکر دیا۔ عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے اس روز دیکھا کہ حضرت تشریف لاتے جاتے اور

یہہ دعا کرتے تھے کہ اللھم اغفر لعثمان ما اقبل وما ادبر وما اخفی وما اعلن وما اسرہ وما اجھرہ
لائے ہین کہ جب مہاجرین کی جماعت وارد مدینہ ہوی ان پر پانی کی بڑی تنگی رہوئی کیونکہ مدینہ طیبہ مین کنوین کھارے
پانی کے تھین اور آب شیرین بہت دور تھا ان کو اس قدر قوت نہین تھا کہ آب شیرین دور سے منگاوے اور
ان کے پاس اونٹ بھی نہین تھے اور اونٹ رکھنے کی طاقت بھی نہین تھی بنی نجار کے قبیلہ سے ایک یہودی کے
ملک مین آب شیرین کا ایک کنوا تھا اس کو بیر رومہ کہتے تھے اسنے پانی گران قیمت سے بیچتا تھا ایک مُد اناج لیکے
ایک مشک پانی دیتا تھا مالداروں کے سوائے کوئی خرید کر نہین سکتا تھا۔ حضرت نے اس یہودی کو بلوا کے دعوت
اسلام کی اور فرمایا کہ اگر اس کنوے کو آج رضائے الٰہی کے لئے سبیل کردیگا مین ضامن ہوتا ہون کہ فردائے قیامت
جنت مین آپ خوشگوار کا ایک چشمہ تجھے عنایت ہو۔ اس یہودی نے ضعف یقین سے اس کنوے کو وقف کرنے
پر راضی نہوا چشمۂ آب جاودانی پر اس چاہ فانی کو ترجیح دی اور کہنے لگا کہ میرے اہل کی معیشت اسی کنوے پر
موقوف ہی۔ حضرت عثمان نے وہ کنوا اس سے خرید کرنا چاہا جب قیمت دریافت کی تو اس نے پینتیس ہزار درہم
پر راضی ہوا پس اس قیمت سے خرید کر کے للہ وقف کردیا اور حضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ کہ وہ چشمۂ جنت
مجھے عنایت ہوینگے لئے آپ ضامن ہو۔ فرمائے کہ ہان۔ ایک روایت ہی کہ اس یہودی نے وہ چشمہ نصف بیچنے
پر راضی ہوا اور آپس مین ایسا قرار دئے کہ ایکدن حضرت عثمان کا تصرف رہے دوسرے دن اس یہودی کا۔ جس دن
حضرت عثمان کی نوبت پہنچی جب پانی بلا قیمت ملتا مدینے والون کا اس قدر ہجوم ہوتا اور اتنا پانی کھینچتے کہ دو روز
کفایت کرے۔ یہودی کی نوبت کے دن کوئی اس کی خریدی کی طرف التفات نہین کرتا۔ یہودی تنگ آگیا آخر ناچار
وہ آدہا بھی بیچ دیا۔ حضرت عثمان نے بڑی خوشی سے خرید کر کے اسکو وقف کیا۔ اس کام سے سب اہل مدینہ
نہایت خوش ہوے اور حضرت عثمان کی رفعت شان کا سبب ہوا تنبیہہ صحاح ستہ مین یہہ حدیث مروی ہے
کہ حضرت نے فرمایا مَن حَفَرَ بِئرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّة یعنے جس نے رومہ کا کنوا کھودا اس کے واسطے جنت ہے
ساری کتاب ہی فَحَفَرَهَا عثمان یعنے پس اسکو کھودا عثمان نے۔ اگرچہ یہہ حدیث پہلی روایت کی مخالف ہی۔ لاکن ہر دو کی تطبیق
یہی ہے کہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین حفر سے مراد اس کو خرید کرنے کے بعد اسکی تجدید و تعمیر ہے۔ اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جب
اسکا پانی کم ہوا اسی کے نزدیک دوسرا کنوا کھودا گیا اسکا نام بیر رومہ ہے واللہ اعلم۔ اور مروی ہی کہ حضرت عثمان کی خلافت مین
لوگون کی کثرت سے جب مسجد نبوی تنگ ہوی لوگون نے انکے پاس شکایت لائی تب انہون نے مسجد کے ہمسائے مین جو
مکانات واقع تھے قیمت کثیر سے خرید کر کے داخل مسجد کئے اور اسکی تعمیر مین بڑا تکلف کیا اور اسکی دیوارین سنگ گچ سے بنائین

لکھتے ہیں کہ گچ اس نواح میں میسر نہیں آتی تھی سو بطن نخلہ سے جو مدینے سے کئی میل کی مسافت تھی الاتے تھے اور زر
سے مخلوط کر کے چڑھائے اور اس کے ستون تراشے ہوے سنگ منقوش سے اور اسکا سقف چوب سباح سے بنوایا اور اسکا
طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کا رکھوایا اور اسکا فرش رصاص کا بنوایا اور اس کے دروازے جیسے حضرت عمر
کے زمانے میں سدس تھے اسی کو بحال رکھا - اور حضرت عثمان خود بنفس نفیس راحلہ پر سوار ہو کے مسجد کے طرف پھرتے تھے
اور معماروں کی دلداری اور انعام واکرام کا وعدہ کرتے اور اسکے استحکام وآرائش میں جہد بلیغ کرنے کے لئے ترغیب دیتے اور
کبھی وہیں قیلولہ فرماتے اور کبھی اسکے اہتمام میں عشا کے بعد وہیں شب گذارتے یہاں تک کہ اس خلیفہ عالیشان کی حسن سعی سے
مسجد کا کام حسن انصرام کو پہنچا اور عمارت نہایت مستحکم اور رشین ہوی سب خواص وعوام ان کے لئے دعا کئے - روایت ہے کہ انکی
خلافت میں جب بڑا قحط ہوا اہل مدینہ بتصدیع کھینچ رہے تھے ایسے میں حضرت عثمان کے توابع اور خدام ہزار بار شتر گیہوں تجارت
کے لئے آئے - مدینے کے تاجروں نے آکے خریدنا چاہا - آپنے پوچھا کہ ایک تفیز تم کس قیمت سے لوگے ایک جماعت کہی کہ ایک
دینار زر سرخ سے - اور بعضے دو دینار اور بعضے تین دینار مانگے - حضرت عثمان نے پھر سوال کیا کہ تم سے کوئی ایسا ہے کہ آپ
قیمت بڑھاوے - کوئی زیادہ نہیں کیا - آپنے فرمایا کہ تم تین دینار سے نہیں بڑھا سکتے ہو اللہ تعالی اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ -

دیکھئے کہ حق تعالی نے ایک کے بدل دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے زیادہ کا وعدہ فرماتا ہے - پس حکم کیا کہ وہ سب گیہوں مدینہ
طیبہ کے فقرا ومساکین پر تصدق کر دیویں سو اسیوقت خیرات کر دئے - دوسری شاخ حضرت عثمان کے
زہد وتواضع اور حیا وبکا وخوف وخشیت کے بیان میں - لائے ہیں کہ حضرت عثمان اپنی خلافت
میں اکثر اوقات مسجد نبوی میں روے زمین پر قیلولہ فرماتے جب بیدار ہوتے آپ کے مبارک بدن پر سنگریزوں کا
نشان ظاہر رہتا - عبداللہ بن شداد سے منقول ہے کہ عثمان ذوالنورین کو انکی خلافت میں دیکھا ہوں کہ حضرت کے منبر پر
خطبہ پڑھنے میں مشغول تھے ان پر ایک ایسی موٹی چادر عدنی تھی کہ اسکی قیمت پانچ درہم سے زیادہ نہ ہو - لکھتے ہیں کہ اپنی خلافت
میں لوگوں کو الوان نعمت سے سیر کرواتے اور آپ سرکہ ونان پر قناعت فرماتے - اور خچر پر سوار ہوتے اور اپنے غلام کو ردیف
بناتے ان کی کثرت حیا کا بیان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ
احیاھم عثمان اور عبداللہ بن عمر نے حضرت سے روایت کی ہے کہ فرمایا اَحْیَاهُمْ عُثْمَانُ اور انہیں سے منقول
ہے کہ قریش سے تین مرد ایسے ہیں کہ اصبحهم وجوها واحسنهم اخلاقا واثبتهم حیاء وے صدیق اور ذوالنورین

[illegible]

وابو عبیدہ بن الجراح ہین۔ اور حسن بصری سے مروی ہی کہ عثمان ذوالنورین کی شدت حیا اس مرتبے مین تھی کہ جب غسل
کرتے تو حمام کے دروازے پر قفل ڈلواتے اور پیرہن بدن سے نہین نکالتے اسی پر غسل کرتے۔ اور اللہ تعالی کا خوف اسقدر
یہان تک غالب تھا کہ ایکبار قبر کے پاس کھڑے تھے اور ایسا روتے تھے کہ ریش مبارک تر ہوی تھی رفیقون نے سوال کیا
کہ جنت و دوزخ کے بیان مین آپکا حال ایسا ہوتا نہین یہہ کیا سبب ہے کہ بسر گور اس قدر روتے ہو فرمایا کہ مین نے حضرت سے
سنا ہی کہ آخرت کی منزلون سے قبر پہلی منزل ہے جسنے اس منزل سے سالم نکلا اور نجات پائی تو اسکے بعد جو منزلین ہین
اُنسے بھی آسانی کے ساتھ گذر جائیگا اور اگر اس منزل سے سالم نہ گذرا تو دوسرے منزلون مین زیادہ سختی دیکھیگا اللہ کی
پناہ۔ **پہلا گل عثمان ذوالنورین کے خصوصیات کا بیان**۔ پہلا خصیصہ یہہ ہے کہ حضرت کی دو
دختر نیک اختر کے وہ شوہر ہین۔ یہہ فضیلت زمان آدم سے خاتم تک کسی امت مین بھی کسیکو نصیب نہوی۔ اور وہ
جامع قرآن ہین اس ترتیب پر جو لوح محفوظ پر ہے۔ اور مروی ہی کہ حضرت عثمان کہتے تھے کہ مینے دس خصلتین ذخیرہ کی
پہلی یہہ کہ سابقین اسلام سے مین چوتھا مومن ہون۔ دوسری تغیر نہین کیا ہون۔ تیسری کبھی جھوٹھ نہین کہا ہون۔
چوتھی یہہ کہ جس وقت سے کہ مین نے اپنا ہاتھ بیعت اسلام کے لئے حضرت کے ہاتھ دیا تب سے کبھی وہ ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ
کو نہ لگایا۔ پانچوین جب سے کہ اسلام لایا تب سے کوی ہفتہ ایسا نہین کہ جس مین ایک غلام کو آزاد کیا مگر جب میری ملک مین
نہ ہوا اسکو اقتدار کے بعد اسکا تدارک کیا ہون۔ چھٹوین یہہ کہ کبھی اپنی عمر مین زنا کا مرتکب نہوا نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین
ساتوین شراب کی قباحت سوچ کر کبھی نہین پیا ہون۔ اور تین خصلتین کہین کتب حدیث وسیر اور تواریخ مین نظر نہ آئین
لاکن مسجد نبوی کا زیادہ کرنا۔ اور جیش عسرت کا ساز و سامان مہیا کردینا۔ اور بیر رومہ کا خرید کرنا ان تینون خصلتون
سے دس کامل ہوتے ہین واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور عبد الرحمن بن مہدی جو نقاد علماء حدیث سے ہی
کہتا ہی کہ عثمان ذوالنورین مین دو فضیلتین ایسی ہین کہ شیخین معظمین مین نہین پہلی فضیلت یہہ کہ تعدد قرآن مصحفون
مین لکھا کے آفاق مین منتشر کئے جس سے قرآن کریم کے اختلافات کا سدباب ہوا۔ دوسرے یہہ کہ ظالمون کے فتنہ و فساد
مین صبر کیا اور اپنی جان عزیز راہ حق مین قربان کی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا۔ **دوسرا گل عثمان ذوالنورین
کے تعداد مرویات کے بیان مین**۔ ایک سو چالیس پر چھے حدیث انسے مروی ہین۔ انسے صحیحین
مین متفق علیہ تین حدیث ہین۔ اور فرد بخاری آٹھ ہین۔ اور فرد مسلم پانچ ہین۔ باقی دوسرے کتابون مین
آئی ہین۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر جیسے زید بن خالد جہنی و ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و سائب بن یزید و ابو
قتادہ انصاری مع ابوہریرہ و کسی مع انس بن مالک و عبد اللہ بن مسعود و زید بن ثابت و مغیرہ بن شعبہ و عبد اللہ بن

وسلمہ بن الاکوع - وعمران بن حصین - وابو امامہ وطارق بن اشیم وعبد اللہ بن الحارث وابن نوفل ومروان بن الحکم
ومحمد بن لبید انصاری - وعبد اللہ بن عدی بن الخیار وسعد بن العاص اور تابعین سے ایک بڑی جماعت جیسے ابان
وعمر وسعید وزید بن دارہ وعمران وسعید بن المسیب وخنف بن قیس وطارق بن شہاب وثمامہ بن حزن قشیری
وابو رجا وغیرہم رضی اللہ عنہم حضرت عثمان سے روایت کرتے ہین - انسے جو حدیثین مروی ہین ازانجملہ یہہ حدیث
جو انہون نے کہی کہ مین نے سنا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جہاد مین ایک شب کی
حراست کریگا ہزار راتین عبادت مین قیام کرنے اور ہزارون روزہ رکھنے سے افضل ہے ازانجملہ یہہ حدیث ہے
کہ کہی کہ مین نے حضرت سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے ایسا ہے کہ آدہی
رات نماز مین قیام کیا - اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پاوے ایسا ہے کہ تمام شب نماز مین گذار ازانجملہ
یہہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
ازانجملہ یہہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ ازانجملہ یہہ حدیث ہے من مات وھو یعلم
انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ بیسیوان گل حضرت عثمان کے بعضے مواعظ وآثار کے
بیان مین - ازانجملہ یہہ قول ہے تاجروا اللہ تربحوا یعنے تجارت کرو اللہ تعالی کے ساتھ تا فائدہ پاو - یعنے
قرآن مجید کی تلاوت کرو اور نیک کامون مین مال خرچ کیا کرو تا آخرت کے فائدے تمہارے نصیب ہون اس قول پر
آیہ کریمہ کا مضمون دال ہے إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ازانجملہ یہہ قول ہے يَكْفِيكَ مِنَ الْحَاسِدِ أَنْ
يَغْتَمَّ وَقْتَ سُرُورِكَ یعنے تیرے حاسد سے تجھے اس قدر بس ہے کہ تیری خوشی کے وقت وہ غمگین ہوتا ہے - ازانجملہ
یہہ قول ہے العبودیۃ محافظ الحدود والوفاء بالعھود والرضی بالورود والصبر عن المقصود
یعنے عبودیت نگاہ رکھنا ہے حدون کا اور وفا کرنا عہدون کا اور راضی رہنا وارد ہونے پر قضا کے اور صبر کرنا مقصود سے
یعنے مقاصد بر آنے مین تاخیر ہو تو صبر کرنا - ازانجملہ یہہ قول ہے بَادِرُوا آجَالَكُمْ بِخَيْرِ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ
یعنے جلدی کرو تم تمہاری موت کے لئے ان نیکیون کے ساتھ کہ جن پر تم قدرت رکھتے ہو - ازانجملہ یہہ قول ہے
انما الدنیا طویۃ علی الغرور فلا یغرنکم الدنیا یعنے مقرر دنیا لپیٹی گئی ہے مکر وفریب پر پس تم کو فریب نہ دے
دنیا اور تم کو دہوکا نہ دیوے اللہ تعالی کے ساتھ دہوکا - ازانجملہ یہہ قول ہے ھم الدنیا ظلمۃ فی القلب وھم الآخرۃ
نور فیہا یعنے غم دنیا کا دل کی تاریکی کا سبب ہے اور آخرت کا غم دل کی روشنی کا موجب - ازانجملہ یہہ قول ہے

خیر الناس من عصم و عصم بکتاب اللہ یعنے سب لوگون سے بہتر وہ شخص ہی کہ گناہون سے پاک رہی اور
قرآن کریم کے احکام اور آداب و اخلاق کو دست آویز کرے- ازانجملہ یہہ قول ہی من علامات العارف
ان یکون مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاء والبکاء و
ارادتہ مع الترک والرضا یعنے علامات سے عارف کے یہہ ہی کہ وہ ہووے ساتھ خوف ورجا کے اور ہووے
اس کی زبان پر حمد و ثنا اور آنکھون مین اسکے حیا وبکا اور ارادہ اس کا ترک ورضا- ازانجملہ یہہ قول ہی ومن علامات
المتقی انہ یری الناس قد نجوا ویری نفسہ قد ھلکہ یعنے متقی کے علامات سے یہہ ہی
کہ دیکھے لوگونکو وے نجات پاوے اور دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ ہلاک ہوا و من کان الدنیا سجنہ فالقبر لہ جنۃ
یعنے جو شخص کہ دنیا اسکا بندیخانہ ہو پس قبر اسکی رحمت کی جگہ ہوگی- ازانجملہ یہہ قول ہی کہ لو طہرت قلوبکم ما شبعت
من کلام اللہ یعنے اگر تمہارے دل گناہون سے پاک ہووے قرآن مجید کی تلاوت سے سیر نہوگے- چوتھا

گل حضرت عثمان کی اولیات کے بیان مین- خلق کی کثرت کے سبب سے جمعے کے دن دوسری
اذان حضرت عثمان ہی کی ٹھہرائی- اور ہر دو خطبون کے درمیان جلسہ انہین سے شروع ہوا- اور عیدگاہ مین منبر کی بنا
بھی انہین سے ہوئی اور مسجد مین اول مصلا بچھانا اور چراغ روشن کرنا بھی انہین سے رواج پایا- پھلا گلدستہ

حضرت عثمان اپنی خلافت مین قرآن مجید جمع کرنے اور دور دراز ملکون مین
روانہ فرمانے کے بیان مین- حذیفہ بن الیمان سے روایت ہی کہ مین نے عثمان ذوالنورین کی
خلافت مین جہاد کے لئے جو شام کی طرف گیا فتح آرمینیہ و آذربایجان کی ایام مین بعضے صحابہ کو دیکھا کہ قرأت قرآن مین
جھگڑتے ہین بعضے ابو درداء اور مقداد کو استاد جانتے اور بعضے ابو موسی اشعری و عبداللہ بن مسعود کو پیشوا مانتے
ہین اور ہفت لغت پر قرآن پڑھتے ہین ایک نے کہتا ہی کہ میری قرأت بہتر ہے اور دوسرے نے بولتا ہی کہ میری قرأت
بہتر- مین نے یہہ حال دیکھکے نہایت تنگدل اور ہراسان ہوا اور امیر المومنین عثمان بن عفان کی خدمت مین آکے
انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ اس امت مین اختلاف پڑنے کے آگے جلدی کیجئے قرآن مجید کو
جمع کرلے اور یہہ اختلاف اٹھا دینے کے بابین بہت مصروف ہوا چاہئے تا اس امت مین ویسا اختلاف نہ
پڑے جیسا توراۃ و انجیل مین یہود و نصارا کے درمیان پڑا- تب جناب خلافت مآب نے اکابر مہاجرین و انصار کو
جمع کرکے مشورت کی- اور فرمایا کہ میری خاطر مین یہہ بات آتی ہی کہ حضرت کے سال وفات تک جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو
قرآن مجید جس لغت پر سنایا اسی لغت پر جمع کریں- سب صحابہ نے اس رائے کو نہایت پسند کیا- تب ابوبکر صدیق کے

جو قرآن جمع کئے تھے وہ انہین کے پاس تھا ان کے بعد عمر فاروق کے پاس ان کے بعد انکے دختر ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا سو حضرت عثمان نے اس کو اور دوسرے صحابہ بھی جو جمع کئے تھے وے سب صحیفونکو منگایا - اور صحابہ سے زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث و ہشام کو بلواکے اور اسلام کے لئے ایک مکان علحدہ مقرر کر کے حکم کیا کہ سب لغات کو متروک کر کے لغت قریش پر لکھین - سو سات عدد قرآن مجید لکھے گئے پس جناب خلافت مآب نے اُنسے ایک قرآن کریم مکہ معظمہ کے طرف روانہ کیا اور دوسرا مدینہ طیبہ مین رکھا تیسرا کوفے کو چوتھا بصرے کو پانچوان یمن کو چھٹا شام کو ساتوان بحرین کو روانہ کیا انہین سات قُرّا کو امام کہتے ہین کہ قرأت اور کتابت مین وہی پیشوا ٹھہرے لوگ اسی لغت پر تلاوت کرنے اور انہین سے نقل لینے لگے اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہین کی نقول ساری جہان مین پھیل گئے - اور دوسرے قرآن جو مختلف لغات پر تھے ان سب کو جلا دیا بعضے لوگون نے اسلام پر اعتراض کیا - حضرت علی نے انکو جواب دیا کہ عثمان ذو النورین نہ جلاے ہوتے تو مین جلایا ہوتا تا سد باب فتنہ کا ہو - سبحان اللہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے یہ بڑا کام ظہور مین آیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ - دوسرا

گلدستہ عثمان ذو النورین کے بعضے اوصاف و اخلاق و فتوحات کے بیان مین

حضرت عثمان مشاہیر قریش سے تھے جاہلیت اور اسلام مین عفیف و شریف معظم و مکرم تھے - اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف خصوصاً جود و سخا اور حلم و حیا مین مشہور و معروف تھے - اور صاحب ہجرتین و مصلی قبلتین اور رنج و بلا مین بڑے صابر اور نعمتون مین شاکر تھے - اور رضاے الٰہی مین مال کثیر خرچ کرنے والے اور سخت عبادت اور ریاضت بجا لانے والے - اور رفق و ملایمت اور حلم و تقوی مین ان کو بڑی شہرت تھی - اور اکثر دن مین صیام اور شب مین قیام کرتے تھے - اور حضرت کے ساتھ سب مشاہد مین حاضر مگر غزوہ بدر مین - اور بیعۃ الرضوان کے وقت تو حضرت کے حکم سے بعضے مکیون کے پاس پیغام لے گئے تھے - حضرت نے انکو اس دو محل والون سے شمار کیا - اور حضرت انکی تعظیم و تکریم کرتے اور امانت و حیا کی صفت سے ان کی تعریف فرماتے انکی ایام خلافت مین بہت سے بلاد و امصار تصرف اسلام مین آئے چنانچہ ہمدان و آذربایجان و افریقہ و اسکندریہ و قیروان و اندلس و قبرس و کازرون و قلعہ سفید و سیرجان و زنداز و نیشاپور و طوس و بادغیس و ہرات و بلخ و مصیصہ و قسطنطنیہ و طرابلس و غیلان - لکھتے ہین کہ انکے زمانے مین فتوحات و غنایم کی کثرت سے حلے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی - صحابہ کی ایک جماعت کثیر سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ عثمان ذو النورین کے ایام خلافت عدالت مین عمر فاروق کے ایام کے مانند تھے بلکہ رفق و ملایمت اور لوگون کے ساتھ مواسات مین تھے یہانتک کہ فتنہ ظہور مین آیا اور غوغا سے عام ہوا - قرار پانا خلافت کا عثمان ذو النورین پر مشورت سے

اصحاب شوریٰ کے - آگے ہی مذکور ہوا کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم زخمی ہوئے امر خلافت مہاجرین سے
چھے صحابہ پر مشترک رکھے اور شورت کا حکم فرمائے وے چھے اصحاب یہ ہیں عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن
ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم - کہتے ہیں کہ وصیت کے وقت طلحہ حاضر نہیں تھے پھر حضرت عمر کے دفن
کے بعد آئے اور شورت میں داخل ہوئے - القصہ جب اہل مدینہ جناب فاروق اعظم کی تدفین اور تعزیت سے فارغ ہوئے
وے چھے اصحاب کبار شورت کے لئے جمع ہوئے - عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ اے گروہ اصحاب تم آگاہ رہو کہ مجھے
تمہارے ساتھ کچھ منازعت نہیں اور خلافت و حکومت کی طرف مجھے رغبت نہیں تم چاہتے ہو تو مجھکو اختیار دو تا کہ تمہارے
واسطے خلیفہ مقرر کروں سب کے سب راضی ہوئے - پھر اصحاب شوریٰ کے طرف توجہ لا کے کہا کہ تم اپنا اختیار تین شخص کو دو پھر
زبیر نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی مرتضیٰ کو دیا طلحہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمان ذوالنورین کو بخشا سعد بن ابی وقاص
نے کہا کہ میں نے اپنے کام کا متولی عبدالرحمن بن عوف کو ٹھہرایا عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنی گردن اور میرے برادر
سعد کی گردن ربقۂ خلافت سے خالی کیا پس تمام اصحاب کرام عبدالرحمن بن عوف کی صوابدید پر راضی ہو کے اپنے مکانات کی
طرف سدھارے عبدالرحمن نے ایک معتمد کے زبانی حضرت کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ اگر میں آپ سے بیعت نکروں تو آپ کی
مرضی کس کی خلافت پر ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ عثمان ذوالنورین کی خلافت پر - پھر حضرت عثمان کے پاس پیغام
بھیجا کہ میں آپ سے بیعت نہ کروں تو آپ کس کی خلافت پر راضی ہو - جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ کی خلافت پر
پھر زبیر و طلحہ کو بلوا کے پوچھا کہ خلعت خلافت تم کو نہ ملی تو خلافت کے لئے تم کس کو سزاوار جانتے ہو زبیر نے حضرت علی کا
نام لیا اور طلحہ نے حضرت عثمان کا نام - عبدالرحمن نے کہا کہ اب امر خلافت ختنین یعنے علی مرتضیٰ و عثمان ذوالنورین میں دایر
ہے - روایت ہے کہ عبدالرحمن نے تین روز تک سب مہاجرین و انصار سے ملکر ہر ہر سے مصلحت و مشورت کی طور پر استمزاج
کی کہ اب امر خلافت ختنین میں دایر ہے تم کس کو سزاوار جانتے ہو اکثر لوگ حضرت عثمان کی حلم و حیا اور جود و سخا اور ورع و تقا
اور حسن معاش اور مدارا اور سہل گیری و سہل انگاری پر نظر کرتے انہیں کی خلافت کی طرف مائل ہوئے لیکن ایک جماعت
حضرت علی کے وفور علم و کیاست اور فہم و فراست و غایت شجاعت و جلادت و نہایت زہد و قناعت و کرم و مروت و
جوانمردی و فتوت اور کمال عدالت و صلابت و مہابت و نجابت پر نظر کرتے آپ کی بھی خلافت پر راغب ہوئی - مسور
بن مخرمہ جو عبدالرحمن بن عوف کا خواہر زادہ ہے روایت کرتا ہے کہ اس شب میں جس کے علی الصباح عثمان ذوالنورین کے ہاتھ
پر بیعت واقع ہوئی میرے ماموں عبدالرحمن نے میرے گھر آیا اس وقت میں نے خواب میں تھا سو بیدار کیا اور کہنے لگا کہ ہم تین
شب سے میں خواب نہیں کیا ہوں اب تو جا کے زبیر اور سعد کو بلا لا سو میں نے جا کے ان ہر دو کو بلوا کے لایا - ان ہر دو کے مشورت

کی طور پر کلام کر کے انہیں رخصت دی - ایک روایت ہی کہ ان دونون نے کہا کہ منصب خلافت علی مرتضی کے نام پر قرار پاوے تو انسب ہے کیونکہ انہون علم و حلم اور کرم و شجاعت اور امانت و دیانت اور حصانت و صیانت سے متصف ہین اور علم قضا اور قطع و فصل و قوانین اور حکومت و دفع خصومت مین مہارت تمام رکھتے ہین اور ان کو حضرت کی قرابت کا شرف حاصل ہے - القصہ راوی لکھتا ہی کہ جب سعد و زبیر روانہ ہوے میرے ماموں نے کہا اب تو جا کے علی مرتضی و عثمان ذوالنورین کو بلا لے آ - مین پوچھا کہ پہلے کس کے یہان جاؤن - تو فرمایا تو جس کے یہان چاہے - پھر مین نے پوچھا کیا ہر ایک کو علحدہ لے آؤن یا باہم ہر دو کو - کہا کہ ہر دو کو باہم بلا لے آ - جب میری خاطر جناب امیر کی طرف زیادہ مائل تھی اول انہین کی خدمت مین گیا اس وہ نماز مین مشغول تھے جب فارغ ہوے مین نے اپنے ماموں کا پیغام پہنچایا - میرے سے استفسار کی کہ میرے سوا اور بھی کسی کو طلب کیا ہی مین نے کہا ہان عثمان ذوالنورین کو بھی بلوایا پوچھا ہم ہر دو سے آگے کس کو بلوایا مین نے کہا کہ اسباب مین مجھکو اختیار دیا پھر پوچھے کیا ہم ہر دو ملکر چلین یا جدا جدا مین کہا کہ مل کر چلئے آپ چلنے مین جلدی نہ کیجئے کہ مین انکو بھی بلا لیکے آتا ہون - پھر مین نے جلدی سے جناب ذوالنورین کے یہان گیا جو سوال و جواب کہ جناب امیر کے ساتھ واقع ہوئے تھے ان کے ساتھ بھی وقوع مین آئے پھر ہم دونو جلد نکلے اثناے راہ مین جناب امیر کے ساتھ ملحق ہوے جب ہم تینون میرے ماموں کے پاس جا پہنچے - انہون نے جناب امیر کے ساتھ بہت سے باتین کر کے سوال کیا کہ یا ابو الحسن اگر خلافت آپکے نام پر قرار پاوے کیا آپ کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کروگے - جناب امیر نے جواب دیا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرونگا - پھر عثمان ذوالنورین سے بھی وہی بات پوچھی تو انہون نے وفور رغبت سے اس کو قبول کیا - تب میرے ماموں نے ان ہر دو کو رخصت دی - راوی نے لکھتا ہی کہ ایسے مین صبح کی اذان ہوی ہمکو گمان یہی تھا کہ عبدالرحمن جناب امیر کے ہاتھ پر بیعت کرینگے ان کے قراین سے یہی بات پائی جاتی تھی - غرض جب نماز صبح کے لئے مسجد کے طرف گئے اور سب مہاجرین و انصار اور تابعین کبار جمع آئے اور نماز سے فراغت حاصل ہوی عبدالرحمن نے حضرت کے منبر مطہر پر سوار ہوکے حمد و ثناے الٰہی اور درود و سلام جناب رسالت پناہی کے بعد سوال کیا کہ اے اہل شوری کیا خلیفہ ٹھہرانیکا کام میری راے پر مفوض ہے یا نہ سب کہے کہ ہان پھر جناب امیر سے کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنے کے باب مین وہی سوال کیا جو آگے کیا تھا آپ نے وہی جواب دیا جو آگے دیا تھا پھر جناب امیر کا ہاتھ پکڑ لے کے کہنے لگا کہ یا ابو الحسن اللہ تعالی آپکا - قیب ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرب قرابت اور اسلام مین تقدم اور سبقت آپ کو ثابت ہی اگر خلافت کے لئے آپکو اختیار کرون البتہ عدل و انصاف سے آپ عدول نکروگے - اگر عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ٹھہراؤن آپ مخالفت کی راہ نہ لوگے - پھر کہنے لگا کہ لوگو باوجود فاضل کے مفضول کو خلیفہ نہین ٹھہرانے کے باب مین نے ہر چند

کوشش کی۔ اور خلق کا استفسار احوال کیا لاکن اکثر لوگ کی رغبت عثمان بن عفان کی طرف پائی۔ پس مین لاعلاج ہون یہہ بول کر جناب ذوالنورین کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک روایت ہی کہ عبد الرحمن نے داخل مسجد ہونے کے آگے بھی راہ مین حضرت علی سے سوال کیا کہ یا علی اگر مین آپ کو خلافت کے لئے اختیار کرون کیا آپ کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کروگے تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین جزم نہین کرتا ہون لاکن میری طاقت کے مطابق عمل کرونگا عبد الرحمن نے تین بار اس سوال و جواب کو موکد کیا۔ پھر جب حضرت عثمان سے بھی سوال کیا انہون نے بلا توقف و بلا قید قبول کیا۔ تب پھر عبد الرحمن نے سر پر دستار اور کمر پر تلوار باندہا ہوا مسجد نبوی مین آیا اور منبر پر سوار ہوکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کی اور حضرت پر درود سلام بھیجا اور کہنے لگا کہ یا علی مین نے اصلاح مسلمین مین نظر عمیق اور بہت کوشش کی تو اکثر لوگونکا میلان عثمان بن عفان کی طرف پایا سواب ناچار انہین کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون خداوندا تو گواہ رہ کہ مین عثمان کو خلیفہ ٹھہرایا اور انکے ہاتھ مین ہاتھ دیکے بیعت کی پھر لوگ حرکت مین آئے اور بڑا اژدہام ہوا سب کے سب بیعت کئے اور سب کے بعد حضرت علی اور ابن عباس بھی بیعت کر چکے۔ ابو وایل شقیق ابن مسلمہ جو اکابر تابعین سے ہے روایت کرتا ہی کہ مین نے عبد الرحمن بن عوف سے پوچھا کہ تم نے حضرت علی کو چھوڑ کے حضرت عثمان سے بیعت کیا اسکا کیا سبب ہی جواب دیا کہ اول میرا قصد جناب امیر کے ہی بیعت پر تھا ہرگز عثمان کی بیعت کا عزم نہ تھا لاکن جب مین نے کتاب و سنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنیکے باب مین ان سے سوال کیا تو فرمایا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ اور جب عثمان سے بھی سوال کیا تو بلا قید قبال کیا

اُن وقائع کا بیان جو حضرت عثمان کی خلافت مین ظاہر ہوے

حضرت عثمان کی خلافت مین اول جو قضیہ رو دیا عبد اللہ بن عمر کا ہی کہ اُن کو دربار خلافت مین لاکے اُن سے قصاص طلب کئے اسکا قصہ یہہ ہی کہ حضرت عمر کے زمانے مین ہرمزان جو اہواز اور خوزستان کا حاکم تھا۔ اور کسریٰ کی طرف سے اسکو تاج و تخت کی رخصت تھی اہل اسلام اس کے ساتھ بہت سے جنگ و جدال کئے کے بعد اس کو اسیر کرکے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ جب اس نے حضرت عمر کے حضور مین حاضر ہوا آپ کی زبان فیض ترجمان سے چند باتین سنی اسلام لایا اور مدینہ طیبہ مین اقامت کی بنی ہاشم کی ظل رعایت مین آرام لے کے بیت المال سے جو تھوڑا کچھ اسکو دیتے تھے اسی پر گذران کرتا تھا۔ اور ابو لولو و جہینہ نصارا کے ساتھ دوستی و اختلاط رکھتا تھا جب ابو لولو نے حضرت عمر پر خنجر چلائی اور مسلمانون کی ایک جماعت کو زخمی کرکے مسجد سے بھاگا بنو تمیم سے ایک شخص نے پیچھا کرکے اس کو قتل کیا اور خنجر دوسرا اسکے ہاتھ سے چھین لے کے عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق کے تحویل کی۔ انہون نے وہ خنجر عبد اللہ بن عمر کے ہاتھ دیکے کہا کہ مین نے ایکروز دیکھا کہ ابو لولو یہی خنجر لیا ہوا ہرمزان کے گھر گیا ہرمزان اور جہینہ نصارا اور ابو لولو یہہ تینون مل کے خفیہ باتین کرتے تھے مجھ کو دیکھتے ہی

متفرق ہو گئے یہ سنتے ہی عبد اللہ بن عمر کو گمان غالب ہوا کہ وے سب اپنے والد ماجد کے قتل مین شریک تھے۔ اور عبد الرحمن کو یہ گمان نہین تہا کہ عبد اللہ بن عمر صحابہ کے بلا مشورت ان کے قتل مین جلدی کرینگے غرض عبد اللہ نے وہی خنجر لیکے ہرمزان کے گہر گئے اور اسکو قتل کیا اور جہینیہ نصارا جو ذمی تہا اسکو بھی مار ڈالا اور یہہ عزم رکھتا تھا کہ عجم کے قیدیون سے کسیکو بچہوڑے سب کو مار ڈالے جب مہاجرین و انصار ان کے ارادے سے واقف ہوے بلا توقف اُن کے پاس جا کے خیر خواہی کی راہ کرتے زجر و توبیخ مین زبان کہولی اور بتہدید کی عبد اللہ نے کہا کہ جب امیر المومنین کا قتل ابو لولو کے خنجر سے ہوا اور جو لوگ اس کے ساتہ اسکی شورت مین شریک رہین مین ان سبکو قتل کرونگا جب عبد اللہ نے مشتبہے سے یہہ بات کہی سعد بن ابی وقاص نے ان کے جواب مین آیا ہر دو مین بڑی سختی سے کلام ہوا یہان تک کہ حضار محفل نے ہر دو کو جدا کیا۔ جب عثمان ذوالنورین مسند خلافت پر بیٹھے صہیب نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کر کے سوال کیا کہ عبد اللہ بن عمر کے باب مین تم کیا کہتے ہو ایک جماعت کہی کہ اس نے دین محمدی مین ایک قتل احداث کیا۔ اور اس امت مرحومہ پر فتنہ کا دروازہ کہولا ایک مرد نمازی کو اور اس شخص کو جو ذمے مین خدا اور رسول کے تہا اور ایک لڑکی جو حد بلوغ کو نہین پہنچی تہی بے جرم اور بے دلیل فقط گمان سے قتل کیا سو اب اس کو بھی ان کے قصاص مین مار ڈالا چاہیئے۔ اور ایک جماعت کثیر جو عبد اللہ بن عمر کے طرف تہی جہینیہ نصارا و ہرمزان کو بدی سے یاد کر کے کہنے لگے کہ تم چاہتے ہو کہ عبد اللہ کو ان کے والد کے پیچہے دنیا سے عقبیٰ کی طرف روانہ کرین پہر محکمہ مین طرفین سے آوازین بلند ہوئین۔ جب عمرو بن عاص نے دیکہا کہ فتنہ کی آتش شعلہ مار رہی ہے جلد اس کے بجہانے مین کوشش کر کے جناب ذوالنورین سے کہنے لگا کہ یہہ امر آپ کی خلافت کے آگے واقع ہوا انسب یہی ہے کہ اس سے زیادہ آپ خوض نکرین بلکہ اس سے اعراض اور اغماض کر جاوین۔ اور بعضے صحابہ نے کہا کہ لوگ کہینگے کہ کل خلیفۂ رسول کو قتل کئے اور آج ان کے فرزند کو مار ڈالے بہتر یہی ہے کہ اس قصاص سے گذر جاوین۔ تب عثمان ذوالنورین نے اسیکو مستحسن جانکے اُن مقتولون کا خون بہا خاص اپنے مال سے دیکے عبد اللہ بن عمر کو مطلق العنان کر دیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی امارت سے معزول کر کے ان کی جاے پر پہر سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ مجہے عمر فاروق نے وصیت کی تہی کہ میرے بعد جو کوئی خلیفہ ہوویگا اسکو چاہیئے کہ پہر سعد کو کوفے کی امارت پر نصب کرے اور اسکی دلجوئی سے پیش آوے کیونکہ مین نے جو اسکو معزول کیا وہ کچھ خیانت کا سبب نہین تہا۔ اور اسی سال مدینہ طیبہ مین اور اس کے اطراف و نواحی مین رعاف کی بیماری پیدا ہوی کہ ہر شخص کی ناک سے خون جاری ہوا۔ اور کوئی اس بیماری سے نہین چہوٹا۔ وہ مرض مسلسل تین مہینے تک جاری رہا اسیواسطے اس سال کو سن رعاف کہتے ہین۔ اور حضرت عمر کی شہادت سے جب چہے مہینے گذرے ہمدان والون نے جو مسلمانون سے عہد و پیمان کیا تہا عہد شکنی کر کے باغی ہوے۔ بعونہ تعالیٰ شانہ اس شہر کی فتح پہر مغیرہ بن شعبہ کے

ہاتھ پر واقع ہوئی۔ اور شہر رَے والے بھی ہمدان والون کا شیوہ اختیار کیا۔ سو ابوموسی اشعری اور براء بن عازب اور قرظہ بن کعب کی سعی و اہتمام سے پھر مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ اور جناب ذوالنورین نے عبدالرحمن بن عوف کو امیر حاج کر کے روانہ کیا تا حج کے مناسک قایم کرین۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ ہی مکہ معظمہ کی طرف تشریف لیگئے اور مناسک حج ادا کر کے بہت سے فقرا و مساکین کو کھانا کھلوایا اور خیرات کی۔ **ہجرت سے پچیسوین سال کے وقایع اور اسکندریہ کی فتح** اس سال مین اسکندریہ والون نے اہل اسلام سے اول جو عہد کیا تھا توڑ دیا۔ تب حضرت عثمان کے حکم سے عمرو بن عاص ایک لشکر جرار کے ساتھ ان اشرار پر جا پہنچے اور جنگ و جہاد مین بڑی داد دی۔ اللہ تعالی کی مدد سے انہین کے ہاتھ پر وہان کی فتح میسر ہوئی اور اسی سال عبداللہ بن مسعود کو جو بیت المال کی حکومت پر مقرر تھے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ ناخوشی رو دی اسلئے جناب ذوالنورین سعد کو کوفے کی حکومت سے معزول کر کے اپنے برادر مادری ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو ان کی جاے پر نصب کیا حضرت عمر کے زمانے سے اس وقت تک جزیرے کا عامل تھا سو حضرت عثمان کے حکم پر کوفے کی طرف متوجہ ہوا کوفیون کو اس کی حکومت نا ملایم اور ناگوار ہوی کیونکہ سعد بن ابی وقاص مرد دانا و عاقل و فہیم اور شجیع و کریم تھے اور زہد و صلاح سے موصوف اور خیر و فلاح سے معروف تھے۔ اور ولید کا فسق و فجور کوفیون سے پوشیدہ نہین تھا۔ لاکن اس نے جب کوفے کی امارت پر تمکن ہوا اپنے فسق و فجور سے باز آ کے اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ اختیار کیئے پانچ سال جو کوفے کی حکومت کی ایسے مکان مین رہتا تھا کہ جس کو دروازہ نہین تھا تا حاجتمند لوگ جب چاہین آیا کرین کوی مانع و مزاحم نرہے اور ادانی و اعلی کے ساتھ کمال شفقت اور ملایمت سے پیش آتا تھا سب لوگ اس سے خوش تھے یہانتک کہ اس سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوی کہ لوگ کے دل مین اس سے کراہت پیدا ہوی انشاءاللہ تعالی اس کا بیان آگے آویگا **فتح آذربایجان کی۔ بعد اسکے کہ وہان کے لوگون سے عہد شکنی واقع ہوی۔ اور صلح ارمینہ والون کے ساتھ اور روانہ کرنا سلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر۔ اور فتح پانا روم کے بعضے شہرون پر**

لائے ہین کہ جب حضرت عثمان نے ولید بن عتبہ کو کوفے کی حکومت دی۔ اور عتبہ بن فرقد کو آذربایجان کی حکومت سے معزول کیا۔ اس ملک کے لوگون نے عہد شکنی کر کے بغاوت کی راہ لی۔ تب ولید کو حکم لکھا کہ انسے جنگ کرین۔ اس نے تھوڑے عرصے مین ایک بڑا لشکر اور سامان جنگی مہیا کر کے کوفے سے کوچ کیا۔ اثناے راہ مین جس قوم کو پاتا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہو اسکو غارت کرتا ایسا ہی کئے قلعے اور بلاد مسخر ہوئے سبایا اور غنایم ہاتھ آئے۔ جب آذربایجان پر جا پہنچے اس ملک کے لوگو نے لشکر اسلام کو دیکھ کے گھبرائے جب مقابلے کی طاقت نہین تھی جیسا آگے حذیفہ بن الیمان کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا ویسا ہی آٹھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر ولید نے اطراف و نواحی مین فوجین روانکین سلمان بن ربیعہ باہلی کے ساتھ بارہ ہزار

مرد کو دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا - انہون سنے کئی شہر فتح کئے غنایم اور سبایا جو حساب اور اندازہ سے زیادہ تھے
ہاتھ آئے پھر کمال خوشی سے مراجعت کر کے لشکر ولید کے ساتھ جا کے ملحق ہوئے - اور ولید سنے مظفر و منصور سالم
و غانم مراجعت کر کے موصل کی راہ لی جب اس نواح کے قریب پہنچا امیر المومنین عثمان کی طرف سے ایک نامہ اس مضمون کا
پہنچا کہ معاویہ بن ابی سفیان کا مکتوب میرے نام سے آیا ہے کہ اہل روم سرحد شام مین ایک بڑا لشکر جمع کر کے اہل اسلام سے
جنگ کرنیکے ہتئے مین ہین سو مسلمانون کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیجئے - اسواسطے میری راے اسبات پر آئی ہے
کہ کوفے کے لشکر سے انکی مدد روانہ کرین - اسلئے لکھا جاتا ہے کہ لشکر عراق کے سردارون مین جو شخص کہ شجاعت و صلابت
مین مشہور ہو اس کے ساتھ آٹھ ہزار یا نو ہزار یا دس ہزار جوانمرد کو دیکے معاویہ کی مدد پر شام کی طرف روانہ کیا جائے
والسلام - جب یہہ نامہ ولید کو پہنچا اسیوقت سب اعیان و اکابر کو جمع کر کے اس نامے کا مضمون سنایا اور رومیون
کے جنگ پر ترغیب و تحریص دی - اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ آٹھ ہزار مرد کو دیکے روانہ کیا - جب یہہ لشکر معاویہ
کے لشکر کے ساتھ جا ملا انہون سنے لشکر شام سے بارہ ہزار تیغ زن ہمراہ لے کے نواح روم کی طرف توجہ لائی بہت سے
بلاد و حصار تسخیر مین آئے حصول مقصود کے بعد پھر شام کی طرف مراجعت کی - اور بعضے تواریخ مین مسطور ہے کہ حضرت
عثمان کے حکم سے معاویہ سنے اپنے لشکر سے حبیب ابن مسلمہ فہری کے ساتھ چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کو دیکے
ارمینہ کے طرف بھیجا حبیب نے اثناے راہ مین جب شہر شمیساط پر پہنچا یہہ خبر سنی کہ روم کے سردارون سے ایک شخص کہ
جس کا نام مرزبان تھا اسی ہزار کا لشکر لیکے ادہر آنیکا قصد رکھتا ہے حبیب نے یہہ خبر سنتے ہی معاویہ کو لکھا اور معاویہ نے امیر المومنین
عثمان کے خدمت مین ایک عریضہ روانہ کیا تب حضرت عثمان سنے ولید بن عتبہ کو حکم لکھا کہ کوفے کے لشکر سے اور اسکی
اطراف و نواحی کی فوجون سے دس ہزار دلاور کو انتخاب کرے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو انپر امیر ٹھہرا کے حبیب بن مسلمہ کی
مدد پر بھیجدے - جب یہہ فرمان ولید کو پہنچا حکم کے موافق ویسے ہی دس ہزار مردان جنگی کو چن لے کے سلمان کو ان پر
امیر ٹھہرا کے شمیساط کی طرف روانہ کیا جب یہہ خبر لشکر شام مین پہنچی شامیون سنے آپس مین یہہ کہنے لگا کہ سلمان کی فوج
ہمارے سے ملحق ہوئی پر اگر ہمارا لشکر قتال آغاز کرے اور فتح و ظفر میسر ہووے وے کہین گے کہ ہماری امانت سے
فتح و نصرت نصیب ہوئی تب ہمارا کام شوکت نہ پاویگا بہتر یہی ہے کہ وے یہان آنے کے آگے ہی لشکر روم پر ہم
شبخون کرین انشاء اللہ تعالی چہرۂ مقصود اس آئینہ تدبیر مین نظر آئیگا - پس اسی تدبیر کے موافق ایک شب ناگاہ دشمن
کے لشکر پر جا گرے بہت سے کفار مارے پڑے اور باقی ہزیمت کھائی اسلام کے جھنڈے کمال شان و شوکت سے
بلند کئے - رومیون کا مال و متاع جو غنیمت مین آیا دوسرے روز چاہتے تھے کہ تقسیم کرین ایسے مین یک بیک کوفے کا

لشکر بھی اپہنچا کوفیون نے چاہا کہ اس غنیمت کے حصہ مین آپکو بھی شریک کرین اور کہنے لگا کہ ہماری ہی ہول و دہشت سے
رومیون کو قوت نرہا اور تمکو بھی بہت زیادہ ہوا سو فتح ونصرت حاصل ہوی اب غنیمت مین ہمکو بھی شریک کیجئے۔ جبیب نے جواب
دیا کہ بمقتضاے کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے اس مین تم کو کچھ حصہ نہین۔ ہر دو لشکر مین رد و بدل زیادہ ہوا آخر
جنگ کی نوبت پہنچی ایک دوسرے پر تلوار کھینچا ہر دو طرف بہت سے لوگ تلف ہوے جب کوفے کا لشکر عدد مین
زیادہ اور قوی تھا غلبہ پایا یہی پہلی عداوت ہے جو شامیون اور کوفیون مین حادث ہوی۔ اسکے بعد حبیب سلمہ نے عاجز
ہو کے صلح کرنے پر آیا اور ایک قاصد کی زبانی سلمان کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ بحکم اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ تم ہم آپس مین
بھائی ہین ایکدوسرے کی رعایت کیا چاہئے اب تو ہم دین کے دشمنون کے ملک مین ہین دنیاے دنی کی حطام فانی
کے لئے اپکو بدنام اور زبون کرنا کب سزاوار ہے اب مصلحت اسی مین ہے کہ ہم اپنا معاملہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین کی طرف
رجوع کرین دربار خلافت سے جیسا حکم صادر ہوتا ہے اس پر عمل پیرا ہووین۔ سلمان نے قبول کیا ہر دو لشکر تلوار سے
ہاتھ رکھا۔ جب یہہ واقعہ حضرت عثمان کی خدمت مین ظاہر ہوا حبیب بن سلمہ کو لکھا کہ جب کوفے کا لشکر تمہاری امداد کے ارادے سے
نکلا اور جنگل بیابان قطع کیا اور سفر کا رنج و تعب کھینچا مروت یہی تقاضا کرتی ہے کہ مال غنیمت مین انکو بھی شریک کرین یہہ مکتوب
پہنچتے ہی حبیب بن سلمہ نے کوفے کے لشکر والون کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ مع لشکر اسی نواح مین اقامت کی اور سلمان
بن ربیعہ کو جناب خلافت مآب کا حکم آیا کہ جو لشکر کوفے سے لے آیا تھا اسی کو ہمراہ لیکے ارمینہ کی طرف کوچ کرے اور اس
ملک کی تسخیر پر کمر باندھے

جنگ آفریقہ کا ابتدا اسی سال مین حضرت عثمان کا حکم حاکم مصر عمرو بن العاص کے نام سے
شرف صدور پایا کہ عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ ایک لشکر دیکے آفریقہ کی اطراف و نواحی مین روانہ کرین عمرو بن العاص نے حکم کے
مطابق ایک لشکر روانہ کیا لاکن دشمنون کی کثرت سے لشکر اسلام اسنے زیادہ تعرض نکر سکا آخر مع الخیر لوٹ آیا ہجرت سے

چھبیسوین سال کے وقایع اس سال مین حضرت عثمان نے عمرے کی نیت سے مکہ معظمہ کا قصد کیا شب کے
وقت مسجد الحرام مین داخل ہو کے طواف اور سعی بجا لائی۔ اور طلوع صبح صادق کے آگے حلال ہو کے عمرے سے
فارغ ہوے۔ اور مسجد حرام کو کشادہ کرنیکا حکم کیا اور مسجد کے ہمسایہ مین چند مکان واقع تھے انکو خرید کرنا چاہا تو بعضے لوگ
اپنی خوشی سے فروخت کئے اور ایک جماعت بیچنے پر راضی نہوی۔ جناب ذوالنورین نے ان پر غصہ ہو کے حکم کیا کہ مکانات
انسے چھین لیکے گرادین اور ان کو قید کرین۔ اور فرمایا کہ عمر فاروق کے زمانے مین جب ایسا ہی مسجد کو کشادہ کرنیکا کام
پڑا تب کیسا راضی ہو کے فروخت کئے اب کسلئے نہین بیچتے ہین۔ آخر عبداللہ بن خالد کی سفارش سے انکو قید سے
رہائی بخشی۔ اور اسی سال عثمان بن العاص کو حکم کیا کہ شابور الجنود کو فتح کرنے کے لئے جاوے۔ جب انہون نے وہان

جا پہنچے وہان کے لوگون نے تین ہزار تین سو مثقال روپا دیکے صلح کی - اور قلعہ بجرہ جو اس دیار مین قلعہ اسپوج سے مشہور تھا اور اسکو برسعید بھی کہتے تھے اور سب قلعون مین بہت ہی بلند تھا عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حبان عدی کو اس قلعے پر روانہ کیا - جب ہرم کی فوج اس قلعے کے پاس جا اُتری وہ قلعے والون نے اطراف حصار سے جنگ شروع کیا لشکر اسلام کے دلاورون نے مقابلہ کرکے ایسی سخت لڑائی کی کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ قلعہ ہاتھ آیا - اور اسی سال حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ان کی جاے پر نصب کیا پر فوج کی امارت بدستور سابق عمرو بن العاص پر ہی بحال تھی - لاکن جب دو شمشیر ایک نیام مین اور دو امیر ایک مقام مین جمع ہو نہین سکتے ہین - عمرو بن العاص اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان مخالفت اور منازعت آگئی سو اکثر امور مین خلل واقع ہونے لگا ہر دو نے ایکدوسرے کا گلہ حضرت عثمان کی خدمت مین لکھ بھیجا - آخر جناب ذوالنورین نے عمرو بن العاص کو بالکل حکومت سے معزول کرکے عبداللہ بن سعد کو تمام مصر اور اسکندریہ پر مطلق العنان کر دیا - تب عمرو بن العاص نے مصر سے آکے مدینہ طیبہ مین طرح اقامت ڈالی حضرت عثمان کے ساتھ جو نقاض آگیا تھا روز بروز زیادہ ہونے لگا جناب ذوالنورین کی خواہر مادری جو عمرو بن العاص کے نکاح مین تھی انہون نے اسی سبب سے اسکو طلاق دیا انشاء اللہ تعالیٰ باقی احوال آگے آئیگا - اور اسی سال آفریقہ کی فتح ہوی اسکی تفصیل یہہ ہے کہ سالگذشتہ مین عمرو بن العاص نے جناب خلافت مآب کے حکم پر عبداللہ بن سعد کے ساتھ ایک لشکر دیکے آفریقہ پر بھیجا تھا اس کے بعد عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس و عبداللہ بن الحارث کو ایک ایک لشکر پر امارت دیکے حکم کیا کہ جلد جا کے عبداللہ بن سعد کے ساتھ ملحق ہوین - تب یہہ تینون سردار جب آفریقہ کی سرحد مین پہنچے تو جابجا دشمنون کے لشکر کی کثرت اور ان کے حکام کی شوکت پر نظر کرکے مقابلہ کرنا مناسب نہ جان کے واپس آئے تھے - جب اس سال مین عبداللہ بن سعد نے مسند حکومت پر متمکن ہوا حضرت عثمان کے حضور مین ایک عریضہ بھیج کے آفریقہ پر لشکرکشی کرنیکے باب مین پروانگی چاہی اور دشمنون کی کثرت ظاہر کرکے مدد طلب کی - حضرت عثمان نے اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کرکے اسباب مین مشورت کی اکثر صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عبداللہ بن سعد کو آفریقہ کے جنگ پر اجازت دیجیے - اور یہان سے مدد بھی روانہ کیجیے - تب جناب خلافت مآب نے ایک بڑا لشکر جمع کرکے عبداللہ کی مدد پر مصر کی طرف روانہ فرمایا - اس لشکر مین اشراف صحابہ جیسے عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر وغیرہما داخل تھے جب یہہ لشکر مصر پہنچا عبداللہ نے اپنی فوج کے ساتھ یہہ لشکر ابنوہ لیا ہوا آفریقہ کی طرف کوچ کیا - اور عقبہ بن نافع بھی جو اہل اسلام کی ایک ٹکڑی کے ساتھ اسی نواح مین اقامت کی تھی وہ بھی اپنی فوج سمیت عبداللہ کے لشکر سے ملحق ہوا - جب کہ فوجین شہر طرابلس تک جو مغرب کی سرحد مین واقع ہے آئین تو میان لشکر روم کی ایک ٹکڑی جو رہتی تھی اسکو غارت کرکے آفریقہ تک جا پہنچین اور

اطراف ونواحی مین فوجین روانہ کین - اور اندنون اس ملک مین قیصر روم کے طرف سے جرجر نام ایک حاکم تھا طرابلس سے حدود
طنجہ تک اسیکی حکومت تھی اس نے اس ملک کا خراج بادشاہ روم کے پاس بھیجا کرتا تھا - جب لشکر اسلام کی آمد اس نے سنی اسی وقت
اپنا لشکر جمع کرنے مین مشغول ہوا تھوڑے عرصہ مین ایک لاکھ بیس ہزار مرد فراہم آگئے - پس جرجر نے وہ لشکر ہمراہ لے کے لشکر
اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا شہر شنطلہ سے ایک روز کی مسافت پر ایک جگہ ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا ہر دو لشکر نزدیک ہو
گئے - عبداللہ بن سعد نے جرجر کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا تا اس کو اسلام کی طرف دعوت کرے اگر اسلام لاوے فھو المراد والا جزیہ
دیا کرے اگر جزیہ بھی قبول نکرے جنگ پر تیار ہوجاے - قاصد نے اسکے پاس جاکے دعوت کی وہ بدبخت نہ اسلام لایا نہ جزیہ قبول
کیا آخر جنگ و قتال ہی قرار پایا باہم چالیس دن تک ہر روز مقابلہ ہوا ہر دو لشکر جب سست ہوتے اپنے لشکرگاہ مین آکے
آرام پاتے عرصہ دراز تک لشکر اسلام کی خبر جناب خلافت مآب مین نہین پہنچی اسلئے عبداللہ بن زبیر کے ہمراہ ایک جماعت
کثیر دیکے اس لشکر کی مدد پر روانہ کی - عبداللہ بن زبیر بڑی جلدی سے قطع منازل کرنے لگے تھوڑے عرصے مین عبداللہ
بن سعد کی لشکرگاہ تک جا پہنچے اتفاقا اس وقت لشکر اسلام جنگ کے لئے تیار کھڑا تھا جب مسلمانون کی نظر عبداللہ بن زبیر کی
فوج پر پڑی نہایت مسرور ہوے اور جرجر تنگدل ہوا عبداللہ بن زبیر نے لشکرگاہ مین دیکھا تو عبداللہ بن سعد کہین نظر نہ آئے
دریافت کی تو لوگون نے کہا کہ جرجر نے اپنے لشکر مین منادی کروائی ہے کہ جس نے عبداللہ بن سعد کا سر کاٹ کے اسکے پاس
لاوے تو زر سرخ کے لاکھ دینار اسکو انعام دونگا اور اپنی دختر کو اس کے ساتھ نکاح بھی کر دونگا اسلئے اس نے مخفی رہتا ہے
تب عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے جا ملے اور دلداری کی اور کہا کہ تم بھی اسکا تدارک کیا چاہئے یعنے بر سر میدان
منادی کروائیے کہ جس نے جرجر کا سر کاٹ کے میرے پاس لائیگا اُس کو مال غنیمت سے لاکھ دینار بخشونگا اور اسکی دختر کو بھی
باندی کرکے اسیکو دونگا - اور اسکے ملک کی حکومت اسیکے تحویل کر دونگا - عبداللہ بن سعد اور سب حواشی یہہ بات بہت ہی
پسند کی ویسا ہی ندا کروائی جب وہ آواز جرجر کے کان مین پڑی بہت ہی گھبرایا بڑا ہی خوف و خطر اس پر غالب ہوا اس لئے
قتال کے وقت لشکر کے پیچھے بہت دور رہتا تا اپنے لشکر کو شکست ہو جاوے تو آپ فرار کرے - پھر عبداللہ نے بحکم
حدیث اَلحَربُ خَدعَۃٌ کے ایک تدبیر سوچی - اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ تم اپنے ملک سے دور پڑے ہو اور سفر کی تصدیع
کھینچ رہے ہو - اور مخالفین اپنے ملک مین فارغ البال اور مرفہ الحال بیٹھے ہین ہر روز ان کو تازی مدد پہنچتی ہے اسلئے دلیر ہوتے
ہین اور ہم اپنے بھائی مسلمانون سے دور پڑے ہین ہم کو انسے مدد دیر سے پہنچتی ہے مین نے مصلحت اس تدبیر مین دیکھتا ہون
کہ تم ہمارے لشکر کے جوانمردون کی ایک جماعت کو حکم کرین کہ باہتھیار ہو کے جنگ کے واسطے اپنے خیمون مین ہی تیار رہین
اور ہم دوسرے غازیون کے ساتھ کافرون کے جنگ مین قیام کرین - جب فریقین تھک جاکے جدال سے ہاتھ رکھین اور اپنی اپنی جگہ

آکے ہتھیار اتار کے آرام پا دین - ایسے مین ہماری ایک جماعت جو خیمون مین تیار ہی جلد سوار ہو کے یکبیک لشکر کفار پر آپڑے
شاید کہ یہہ تدبیر موافق تقدیر کے ہو فضل ربانی و تائید آسمانی سے فتح و ظفر حاصل ہو - عبداللہ بن سعد نے جب یہہ تدبیر سنی
سب اکابر صحابہ کو جمع کر کے اسباب مین مشورت کی سبھون نے اس تدبیر کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیر کے موافق ہوئے
پس اپنے لشکر کے اکثر شجیع اور جوانمردون کو حکم کیا کہ با ہتھیار ہو کے اپنے خیمون مین جنگ پر آمادہ رہین - اور اپنے گھوڑون
کو بھی زین کر کے خیمون کے دروازون پر کھڑا کرین - اور آپ باقی لشکر کے ساتھ جنگ مین مشغول ہوئے - کہتے ہین کہ اس روز
عبداللہ بن سعد قلب لشکر مین تھے اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر اور میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن عباس
تھے - صبح سے زوال آفتاب تک بڑی سخت جنگ ہوا جب لشکر اسلام کے موذن نے اذان کہی اور جنگ سے پھر جانے کا نقارہ بجا
ہر دو لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف مراجعت کی کفار اپنی ہتھیارین کھول کے تھکے ماندے اپنے بچھاونون پر پڑے ہوئے تھے
کہ ایسے مین لشکر اسلام کے شجیعون نے جو اپنے خیمون مین تیار تھے گھوڑون پر سوار ہو کے یک بیک کافرون پر جا گرے کفار
کو اپنی ہتھیار باندھنے کی فرصت نہ رہی سو بے اختیار بھاگنے لگے - اہل اسلام پیچھا کر کے جو ملتا اسکو قتل کرتے تھے جرجیر
انکا سردار تھا عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا پڑا عبداللہ بن سعد نے شہر سبیطلہ کے
دروازے پر اتر کے اس شہر کو محاصرہ کیا تھا جب وہ شہر مفتوح ہوا اتنا مال و زر ہاتھ آیا کہ بلاد روم کے فتوحات سے کہین اسقدر
مال و متاع نہین ملا تھا اور غنایم کی کثرت اس وجہ کو پہنچی کہ ایک سوار کو تین ہزار اور پیادے کو ایک ہزار دینار زر سرخ حصے
مین آئین - اور آفریقہ کے لوگ عاجز ہو کے مصالحت پر آئے پانچ لاکھ دو ہزار دینار دیکے صلح کی - عبداللہ بن سعد نے وعدے
کے مطابق جرجیر کی دختر کو عبداللہ بن زبیر کے تحویل کیا اور غنیمت کا خمس اونٹون پر لاد کے مع فتحنامہ امیرالمومنین عثمان ذوالنورین
کی خدمت مین روانہ کیا - اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجا لایا - عبداللہ بن سعد نے ایکسال تین مہینے تک آفریقہ مین اقامت
کی تھی پھر جناب خلافت مآب کے حکم سے آفریقہ کی حکومت عبداللہ بن نافع کو دیکے آپ مصر کے طرف معاودت کی - ہجرت
سے **ستائیسوین سال کے وقایع** لائے ہین کہ جب آفریقہ کا ملک مسلمانون کی تصرف مین آیا
امیرالمومنین عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو حکم لکھا کہ مغرب کی طرف لشکر کشی کرے انہون نے حکم
کے موافق جب جنگ کا تہیہ کیا تو دس ہزار سوار جمع آئے سو اس لشکر کو لیکے دریا کی راہ سے کوچ کیا جب شہر بربر پر پہنچا
وہان کے لوگون کے اتفاق سے اندلس پہنچا کے جنگ آغاز کیا کئی دن تک قتال جاری تھا بہت سے کفار مارے پڑے
آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو فتح و نصرت بخشی جب اندلس کا ملک اہل اسلام کی تسخیر مین آیا مسلمانون کی شوکت زیادہ ہوئی
بہت سا مال و متاع اور اسباب ہاتھ لگے ملک مغرب مین جا بجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوئے غنیمت کا خمس مع فتحنامہ

مدینہ طیبہ کے طرف روانہ کیا اہل مدینہ بہت خوش ہو کے شکر آلہی بجالایا امیر المومنین عثمان ذو النورین نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو عنایت کی۔ **ہجرت سے اٹھائیسوین سال کے وقایع** ۔ اس سال مین اور ایک قول ہے تیتیسوین سال مین معاویہ کے ہاتھ پر قبرس کی فتح میسر ہوی۔ لکھتے ہین کہ معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ دریاے روم کے سواحل پر بہت سے قریے اور شہر واقع ہین اور اس ملک مین داخل ہونا دریا کی راہ سے ممکن ہے اجازت ہو تو ہم دریا کی راہ سے کوچ کرتے ہین۔ جناب فاروق اعظم کے زمانے مین بھی معاویہ نے اس بات کی رخصت طلب کی تھی لاکن جب دریا کے سفر مین جانیکا خطرہ ہے حضرت عمر نے اجازت ندی۔ عثمان ذو النورین نے بہت ہی غور و تامل کے بعد معاویہ کو لکھا کہ اس سفر مین لیجانیکے لئے لوگون کو حکم نہ کیجئے اور قرعہ ڈالا جائے بلکہ انکو اختیار دیجئے کہ جس نے اپنی خوشی و رغبت سے راضی ہو اسکو اختیار کرے۔ غرض جب معاویہ نے ماذون ہوا ایک لشکر گران ہمراہ لیکے کمال شوکت و شوکت سے روم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابو ذر غفاری و عبادہ بن الصامت اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان الضاریہ اور دوسرے صحابہ کبار ہمراہ تھے ام حرام نے اپنے خچر سے گر کے شہادت پائی حضرت نے اس بی بی کو اس لشکر سے خبر دی تھی جب وہ خواہشمند ہوی آپنے اسکے حق مین دعا کی کہ اسکو اس لشکر مین داخل کرے سو ویسا ہی ہوا بس وہ قبرس مین مدفون ہوی غرض اس لشکر کے غازی جب اللہ تعالی کا نام لیکے دریا مین روان ہوے وسط دریا مین کئی کشتیون مین اقسام کے ہدیئے اور تحفے اور ظروف اور مال نفیس بھرے ہوے جزیرۂ قبرس کے حاکم کی طرف سے ہرقل کے پاس قسطنطنیہ کے طرف لیجاتے تھے معاویہ نے حکم کیا کہ انکو پکڑلین القصہ مسلمانونکو رومیون کے ساتھ بحر و بر مین پچاس جنگ واقع ہوے بہت اسیر سبایا ہاتھ آئے ہر سال مبلغ کثیر دینے پر راضی ہو کے رومیون نے صلح کی۔ معاویہ نے ایک جماعت کو اس ملک مین چہار طرف روانہ کیا تا مسجدین بنا کرین۔ جب سالم و غانم اس ملک سے مراجعت کی سبایا اور غنیمت کا حساب دیکھے تو غلام اور کنیزک آٹھ ہزار سے زیادہ تھے انمین اکثر بڑا حسن و جمال رکھتے تھے انمین سات سو کنواریان تھین۔ جزیرہ قبرس مفتوح ہوے کے بعد جزیرۂ ذو دوس کی فتح ہوی۔ اس جزیرے کے سبایا اور غنایم اگلے جزیرے غنایم اور سبایا کے ساتھ مساوات کا دم مارتے تھے خمس غنیمت جدا کر کے سب غازیون پر تقسیم کی بعد خمس مع فتحنامہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا جناب خلافت مآب اور مدینہ طیبہ کے سب اصحاب نہایت خوش ہوے اور شکر آلہی بجالایا۔ اور اس سال مین حضرت عثمان نے مکہ معظمہ کے طرف جا کے مناسک حج ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ **ہجرت سے انتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین بصرے کے لوگ ابو موسی اشعری کی شکایت جب دار الخلافت مین لے آئے حضرت عثمان نے عبداللہ بن عامر کو جو ان کے خالہ کا فرزند تھا اور اسکی عمر پچیس سال کی تھی ابو موسی اشعری کی جاے پر روانہ فرمایا اور

بعضون کے قول سے یہہ عزل و نصب چوبیسوین سال مین واقع ہوا واللہ اعلم اور اسی سال حضرت عثمان کا حکم ہوا کہ ابوموسی اشعری کے اور عثمان بن ابی العاص ثقفی کے ہر دو لشکر جو عمان اور بحرین مین رہتے تھے عبداللہ بن عامر کے حکم مین رہین - اور اسی سال مدینہ مین یہہ خبر پہنچی کہ فارسیون نے مسلمانون سے جو عہد و پیمان کیا تھا اسکو توڑ کے عبداللہ بن معمر جو والی فارس تھے خروج کر کے اسکو قتل کیا اور اسلام کی فوجین جو فارس کے نواح مین تھین فرار کی ہین - اور فارس کا لشکر اصطخر کے پاس اقامت کیا ہے یہہ خبر سنتے ہی جناب ذوالنورین نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ بصرے اور عمان کے لشکر کو ہمراہ لے کے جلد فارس کا قصد کرے - تب عبداللہ نے حکم کے موافق ہر دو لشکر لیکے نکلا جب اصطخر کے پاس پہنچا ہر دو فریق ملنے کا اتفاق ہوا جب جنگ شروع ہوا صبح سے دوپہر تک ہر دو طرف سے تلوار چلی اور بڑی خونریزی ہوی آخر اللہ تعالی اپنے فضل سے مسلمانونکو غلبہ دیا اور لشکر فارس کو ہزیمت ہوی اکثر کفار مارے گئے اور جو باقی رہے مقید ہوے اصطخر کا قلعہ مفتوح ہوا پھر عبداللہ بن عامر نے وہان سے کمال شوکت و مکنت کے ساتھ دار بجر کی طرف کوچ کیا کیونکہ وہانکے لوگ بھی عہد شکنی کر کے بغاوت اختیار کی تھی سو آسانی کے ساتھ اس ملک کی فتح بھی حاصل ہوی پھر وہانسے شہر جور کی طرف کہ شیراز کا فیروزآباد ہے توجہ لائی - ایسے مین یہہ خبر پہنچی کہ اصطخر والون نے پھر عہد شکنی کر کے تمرد اختیار کیا ہے چونکہ جور کے سرحد مین پہنچ گیا تھا مراجعت نہ کر سکا جب اللہ تعالی کی تائید سے ملک جور کی فتح حاصل ہوی جلد اصطخر کیطرف لوٹ آ کے اس شہر کا محاصرہ کیا - اور منجنیقین کھڑا کر کے جنگ کی بنا ڈالی بڑا ہی جدال و قتال رو دیا اللہ سبحانہ و تعالی پھر فتح و نصرت نصیب کی - فارس کے بڑے بڑے سردار جو شرارت اور بغاوت پر کمر باندہی تھی تیغ سیاست سے مارے گئے اور فارس کے اکثر حصار و دیار طوعاً و کرہاً مسلمانون کے تصرف مین آئے اور کفار بہت خوار و ذلیل ہوے پس ان فتوحات کی بشارت مع خمس غنیمت مدینہ کے طرف روانہ کی - سب اہل مدینہ کو بڑی خوشی کا سبب ہوا شکر الہی بجا لائے پھر جناب خلافت مآب نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ حرم بن حیان و خریب بن راشد و ترجمان بن حجمی کو بلاد فارس مین عامل ٹھہرا دین - اور اسی سال حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو کشادہ کر کے نوائی سنگ منقوش سے اسکی بنا کی اور پتھر کے کھام لگائے اور اسکا سقف اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھا - اور اسی سال کعبۃ اللہ کے حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوا اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی ہمراہ ہوی - جب منا مین نزول کیا حکم فرمایا کہ ایک سراپردہ نصب کرین اور حجاج کو اس مین جمع کر کے ضیافت کرین اور فقرا و مساکین کو صدقات و خیرات سے سرفراز کیا - لاکن اسکام کو لوگون نے پسند نہ کیا کیونکہ یہہ طریقہ ایام جاہلیت کا تھا - اور زمان بعثت سے کوئی اسپر اقدام نہ کیا تھا - اور صحابہ اصحاب مین حضرت سے رخصت چاہی تھی کہ آپکے لئے کیا ہم خیمہ نصب کرین تو آپنے اجازت

دی تھی۔ اور اسی سال قبیلہ جہنیہ سے ایک عورت کو حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر کر کے کہے کہ اس عورت نے
اپنے عقد نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد جب چھے مہینے گذرے ایک فرزند جنی ہے۔ حضرت عثمان نے اس کو رجم کرنیکا حکم
فرمایا۔ جب یہ بات حضرت علی کے خدمت مین پہنچی دار الخلافت مین آکے فرمایا کہ اسباب مین تاخیر کرتے تو بہتر تھا
کیونکہ اللہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا سو آیت مسوق ہے مدت حمل اور مدت فصال
کے بیان مین اور حمل و فصال کی اقل مدت موافق آیہ کریمہ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ کے دو سال ہین پس حمل کی اقل مدت چھے مہینے ہوے اور اس عورت پر زنا یقین کی راہ سے ثابت
نہین ہوتا ہے جب حضرت عثمان نے یہ تقریر سنی جلد ایک شخص کو دوڑایا کہ اس عورت کے رجم مین جلدی کرین
لاکن وہ شخص جا کے پہنچنے کے آگے کام ہاتھ سے جاتا رہا اسکو رجم کر چکے تھے۔ جناب خلافت مآب نے اس پر تاسف
کیا۔ **ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع**۔ اس سال مین عثمان ذوالنورین نے ولید بن عتبہ کو
کوفے کی حکومت سے معزول کر کے سعید بن العاص کو اسکی جاے پر نصب کیا۔ اس کی معزولی کا سبب یہ
تھا کہ لوگون مین اسبات کی شہرت ہوی کہ اسنے شراب پی ہے تب کوفے سے دو شخص حضرت عثمان کے حضور مین
حاضر ہو کے یہ احوال ظاہر کیا۔ جناب خلافت مآب نے ولید کو حکم لکھا کہ بہت جلدی سے حاضر ہووے جب
ولید نے مدینہ پہنچا اور آپنے دریافت کی تو یہ بات مظنون ٹھہری اسلئے حد جاری کرنے مین توقف کیا تا درجہ
یقین کو پہنچے۔ پر لوگون نے اس توقف کو سہل انگاری پر حمل کر کے حضرت عثمان کے طعن مین زبان کھولی آخر جناب
ذوالنورین ان ہر دو شخص کو بلوا کے استفسار کیا کہ ولید کی شراب خواری کیا تم نے اپنے آنکھون سے دیکھی ہے انہون
نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نے اپنی آنکھون سے نہین دیکھی لاکن اس نے بے شعور پڑا تھا اور انگور کا پانی اسکی داڑھی کے
بالون سے ٹپکتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے حضرت عثمان نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا کہ اجراے
حد فرمائے امیر المومنین حضرت امام حسن بھی اس مجلس مین حاضر تھے جناب امیر نے انکی طرف اشارہ کیا شاہزادے
نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کی وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا جناب ولایت مآب نے عبد اللہ بن جعفر کو
فرمایا کہ ولید کو چالیس کوڑے مارے اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ ولید نے ایک شب شراب پی تھی مستی
کی حالت مین جب صبح کی نماز کے لئے داخل مسجد ہوا اور امامت پر قیام کیا فرض چار رکعت پڑھا یہ بات کوفے والون
پر نہایت شاق گذری۔ سو ایک جماعت حضرت عثمان کی خدمت مین آ کے اسکی شکایت کی امیر المومنین عثمان
ذوالنورین نے یہ سنتے ہی بہت ہی ملول اور برہم ہو کر ولید کو کوفے سے بلوایا جب یہ گناہ اس پر ثابت ہوا

حد جاری کرکے اسکو معزول کردیا اور سعد بن العاص کو کوفے کی حکومت ارزانی فرمائی - اور اسی سال مین سعد بن العاص
نے ایک بڑا لشکر ہمراہ لیکے طبرستان کی طرف روانہ ہوا - اس لشکر مین امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و عبداللہ
بن عمر عاص و حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ حاضر تھے جب جرجان پر جا پہنچے وہان کے لوگ دو لاکھ دینار دیکے صلح کی
اور صحابہ مذکورین کی حسن تدبیر اور بہین اقدام سے دوسرے بلاد بھی مفتوح ہوے - اور اسی سال کریمہ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ کے معنے مین ابوذر غفاری اور معاویہ کے
درمیان مخالفت آئی - اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ تعالی عنقریب مطاعن عثمان کے جواب مین آئیگی - اور اسی سال
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری مبارک گم جانیکا حادثہ عظیم واقع ہوا - اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت کے
بعد آپ کی مبارک انگوٹھی جناب عایشہ صدیقہ کے پاس تھی جب صدیق اکبر خلیفہ ہوے بحکم کریمہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن
تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا کے بی بی نے اس انگشتری کو اپنے پدر بزرگوار کے تسلیم کیا تا یمن و برکت کے لئے مکاتیب
پر اسی سے مہر کیا کرین - ابوبکر صدیق کے بعد وہ خاتم عمر فاروق کو پہنچی سو انہون بھی پروانون کو اسی سے مزین کیا کرتے
تھے - جب حضرت عمر نے امر خلافت کو اصحاب شوری مین مشترک رکھا وہ نگین معظم ام المومنین جناب حفصہ کے سپرد کی تا
ہر شخص کہ مسند خلافت پر بیٹھے اسکو پہنچا دے - جب عثمان ذوالنورین خلیفہ ہوے بی بی حفصہ نے وہ خاتم ان کے تحویل
کی سو ناگاہ حضرت عثمان کے یا انکے منشی معیقیب کے ہاتھ سے وہ انگشتری ایک کنوے مین کہ جس کو بیر اریس کہتے ہین اور
وہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے چھوٹ پڑی - ہر چند اسکا سب پانی کھینچ دیا اور بہت جستجو کی پر اسکا سراغ نہ ملا -
حضرت عثمان کو بڑا تاسف ہوا بہت ہی محزون و ملول ہوے اسیوقت سے ان پر فتنے کے دروازے مفتوح ہوے اور سخت
حادثے رو دیے - جب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم اس عالم سے غیب ہوی اور اسکے نہ ملنے سے مایوسی
ہاتھ آئی جناب ذوالنورین نے دوسری انگشتری اسی مقدار و شکل اور نقش پر بنوائی - لاکن وہ ثابت بہت صوری و صورت
ظاہری کچھ فایدہ ندی - اور اسی سال مدینے مین جمعہ کے دن جب لوگون کی کثرت حد سے گذری اور اذان کی آواز سبکو
نہین پہنچ سکتی تھی جناب خلافت پناہ نے حکم کیا کہ موذن مقام زورا پر کہ بہت اونچا اور بلند ہی چڑھکے اذان کہے آجتک
وہ طریقہ مستحسن باقی ہے - **ہجرت سے اکتیسوین سال کے وقایع** اس سال مین عبداللہ بن عامر نے
ملک خراسان کی طرف آیا اسکا قصہ یہ ہے کہ جب ابو علی نے ملک فارس کو فتح کیا - حبیب بن مسلمہ نے انکے پاس جاکے کہنے لگا
کہ اے امیر خراسان کے لوگون نے امیر المومنین فاروق اعظم کی بعد عہد شکنی کرکے فتنہ کا شیوہ اختیار کیا ہے - اگر تم اس
طرف کوچ کرین امید ہے کہ تائید الہی سے سہل و آسان فتح و نصرت ہاتھ دیگی - تب عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمان سے

اسباب مین اجازت چاہی۔ جب خراسان کے سفر پر مامور ہوا ایک بڑا لشکر مہیا کرکے کرمان کی راہ سے عازم خراسان
ہوا۔ جب کرمان تک جا پہنچا وہان کے لوگ بھی عہدشکنی کی تھی اسواسطے مجاشع بن مسعود کے ساتھ ہزار سوار جرار کو دیکے
وہین چھوڑا اور اس نواح کی حکومت اسیکو دیکے حکم کیا کہ کرمان کا محاصرہ کیجئے فتح ہوی تک نہ چھوڑئے۔ اور ربیع بن زیاد
حارثی کو ملک سجستان کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہان کے لوگ بھی عہدشکن ہوے تھے اور آپ خراسان کی طرف متوجہ
ہوا راستے مین دو قلعے ہاتھ آے پھر قہستان کی طرف قصد کرکے وہان کے لوگ سے جنگ کیا وے عاجز آکے
صلح پر راضی ہوے اور اپنے جبال و حصار سے نشان دیا اور چھے لاکھ دینار دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامر کی فوجین
خراسان کی اطراف و نواحی مین روانہ کین بعضے بلاد صلح سے اور بعضے جنگ سے مسلمانون کی تسخیر مین آئے اور مرزبان
طوسی جلدی کرکے عبداللہ بن عامر کے پاس آیا اور سب طوسیون کی وکالت سے چھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ
نے نیشاپور کی طرف جاکے اس شہر کے متعلقات کو دو مہینے تک محاصرہ کیا۔ اور مرزبان طوسی نے اس شہر مین داخل ہونے
کے راہین بتلائین۔ نیشاپور کے اطراف تین فرسنگ تک زمین کے نیچے شیش پھر کے محکم کئے ہین اور شہر مین داخل
ہونیکا رستہ بھی زمین کے نیچے سے تھا۔ عبداللہ نے اس شہروالون پر پانی بند کردیا تب سبکے سب نہایت تنگ
آے اور ناچار امان چاہی لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ ایک قول ہی کہ عبداللہ نے اس صلح پر راضی نہوا بلکہ جنگ و جدال
کرکے شہر نیشاپور فتح کیا۔ اور اس شہر کے بڑے بڑے سردارونکو تیغ سیاست سے قتل کیا۔ آخرالامر مرزبان طوسی کی سفارش
سے انکے انتقام سے درگذر کرکے لطف و شفقت سے پیش آیا۔ جب نیشاپور کی آب و ہوا نہایت معتدل اور لطیف
تھی وہین اقامت کی اور ایک بڑا لشکر تیار کرکے سرخس کی طرف روانہ کیا۔ سرخس والون نے جب جنگ مین عاجز ہوے
ناچار صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامر ایک لشکر جرار ہمراہ لیکے آپ ہی ہرات کی طرف متوجہ ہوا اس شہر والون نے اول تو میدان
جدال مین قدم رکھا۔ جب مقابلے کا مجال نپایا آخر لاکھ درہم دیکے صلح کی اور ہرات کے پرگنے بہت سے بطور صلح
اہل اسلام کے تصرف مین آئے۔ جب اللہ تعالی نے عبداللہ بن کو بلاد مذکورہ پر غلبہ دیا اسکی شجاعت و مہابت کی
بڑی شہرت ہوی اکثر حاکمون کو بڑی گھبراہٹ ہوی۔ ابن اذرجہ مرد کا مرزبان تھا سبقت کرکے ایک قاصد کو
عبداللہ عامر کی خدمت مین بھیجکے امان چاہی اور دو لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال تین لاکھ درہم بیت المال
مین داخل کرینکے لئے روانہ کیا کرونگا۔ پھر عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے طخارستان
کی طرف بھیجا سو اس نے وہان پر جاکے جوزجان طالقان و فاریاب فتح کئے۔ پھر بلخ کی طرف متوجہ ہوا اس شہر کے
لوگ چار لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال لاکھ درہم اور ایک مقدار معین غلہ مسلمانونکو پہنچایا کرین۔ پھر

خوارزم کی طرف متوجہ ہو کے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہین ہوی اسلیئے بالفعل مراجعت مین مصلحت جان کے عبداللہ
بن عامر کے پاس لوٹ آیا - کہتے ہین کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ہاتھ پر
واقع ہوی - لوگ اس کی آفرین و تحسین مین زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجا لانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس
عرصۂ قلیل مین اتنے فتوحات کثیرہ کسی کو میسر نہوین - غرض عبداللہ بن عامر نے قیس بن ہشیم کو نیشاپور اور خالد
بن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور و غرجستان پر اپنے نائب ٹھہرا کے آپ حج یا عمرہ کا احرام باندہکے مکہ معظمہ کے طرف
راہی ہوا مر سے سے فارغ ہو کے مدینہ طیبہ کے طرف آیا اور امیر المومنین عثمان ذوالنورین سے ملاقات کی - اور اسی سال
یزدجرد جو اولاد دارا سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا - اسکی ایام سلطنت بیس سال تھے
چار سال رفاہیت اور عیش و عشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولا برس مسلمانون کے جنگ مین گرفتار اور بے آرام
و قرار رہا - آخر ولایت مرو مین ایک آسیابان کے گھر مین مارا گیا - اولاد دارا کی آتش سلطنت جو دوسو پچاس
سال اور ایک قول سے چارسو سال کی مدت سے سلگھی ہوی تھی اور روز بروز اس کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور
وے لوگ آتش پرستی چھوڑ کے حق پرستی اختیار نہ کی تھی - آخر صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی آب تیغ آبدار سے انکی
آتش کفر منطفی ہوگئی اور ان کی دولت و ابہت کی نشانی بے نام و نشان ہوی الحمد للہ علی ذلک - یزدجرد کی
ہلاکت کا قصہ مورخون نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ نہاوند سے فرار کرکے خراسان گیا اور وہین طرح
اقامت ڈالی عجم والون سے چار ہزار شخص جو ہزیمت کھائی تھی اس کے پاس آن کے جمع پڑے یزدجرد نے شراب
و رباب اور اقسام کے مزامیر و لہو و لعب اور فسق و فجور آغاز کیئے عیش و عشرت اور بیجا خرچ حد سے بڑہا دیا اسکا
اسراف اس درجے کو پہنچا کہ اس کے ملک کا محصول اس کے خرچ کے لئے کفایت نہین کرتا تھا ماہویہ جو حکام کفار سے
اور یزدجرد کے تابعون سے تھا اور خراسان کی ایالت اسکے سپرد تھی - یزدجرد نے کئی سال کے حساب مین اسکو تنگ کیا
حالانکہ یزدجرد آنیکے آگے ہی ماہویہ نے اس سے بزدل ہو کے خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور ماہویہ اسکا نائب
بھی تھا - خاقان کو ایسا لکھا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزدجرد کے شر کو لوگون سے منع کرتا ہون
یہ خط پہنچتے ہی اس نے سات ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہہ خبر یزدجرد کو پہنچی ماہویہ سے استفسار کیا کہ یہہ
لشکر آنیکا کیا سبب ہے - اس نے کہنے لگا کہ غالباً خاقان سنا ہوگا کہ عرب تیرے ساتھ جنگ و قتال کا قصد رکھتے
ہین اسلیئے یہہ لشکر تیری مدد کے لئے بھیجا ہوگا - یزدجرد نے اس کلمۂ فریب آمیز پر مغرور ہو کے پھر عیش و طرب مین
زیادتی کی ایک شب ماہویہ کے اشارے سے خاقان کا لشکر یکبیک تیار ہو کے اور یزدجرد کے دار الامارے کے

خراسان سے عبداللہ بن عامر کا حج کو جانا

یزدجرد بادشاہ فارس کا مارا جانا

دروازون کو بند کر کے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے سے بھی سکو نکلنا ممکن نہین تھا جب یزدجرد نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ بہر صورت آپکو مہاڑی سے اتار دیوین تب اس کے خادمون نے کمند لگا کے اسکو مہاڑی کے پیچھے زمین پر اتارا سو خفیہ شہر سے نکل گیا دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قرئیے مین ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر مین جا کے پناہ لی - تلوار کا کمر بند کہ جس کی قیمت ایک اقلیم کا خراج تھا اپنی کمر پر باندھا ہوا اور بیش قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان نے اسکی طمع کی جب یزدجرد جو سو رہا آسیابان نے اسکو قتل کر کے وہ کمر بند اور پوشاک نکال لیا اور اسکی نعش پانی مین ڈال دی اور شہر مرو مین خاقان کا لشکر یزدجرد کی حویلی کو جو محاصرہ کیا جب صبح ہوی مرو کے سپاہی اور رعیت جمع ہو کے اس پر ہجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہو کے بیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا - پھر جب لوگ یزدجرد کی جستجو مین نکلے اس کی نعش کو پانی مین اور اسکا پوشاک آسیابان کے پاس پایا اس آسیابان کو پکڑ کے بہت بری طور سے قتل کیا - ماہویہ نے چاہا کہ تخت خراسان پر آرام و راحت سے گذرانے - لاکن منتقم جبار جل عظمتہ نے اسکے غدر اور بیوفائی کا جو اپنے منعم کے ساتھ کی تھی پسند نہ کی سو اس نے خراسان کی مملکت سے کچھہ فایدہ اٹھانہ سکا احنف بن قیس لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لیکے مرو پر آپہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پاکے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت نہ کی - وہان سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے مین فرغانہ مین ہلاک ہوا - اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسوین یا چوبیسوین سال مین علی اختلاف الاقوال روم کی نواح مین غزوہ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب مسلمانون کو افریقیہ کی فتح ہاتھ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوے - اور ایک جماعت کثیر اسیر ہوی قسطنطین جو ہرقل کا بیٹا تھا ایک بڑا لشکر جمع کر کے بڑی شوکت کے ساتھ اپنے ملک سے نکلا چھے سو کشتی مین اپنے لوگون کو سوار کرا کے دریا کی راہ سے اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اسکو یہہ داعیہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور اندلس اور آفریقہ جو اس کے ہاتھ سے جاتے رہے تھے مسلمانون کے طرف سے نکال لیوے - جب یہہ خبر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ سے ایک لشکر انبوہ جمع کر کے اپنے ہمراہ لیا ہوا نکلا چالیس کشتیون مین سوار ہو کے روان ہوے دریا مین ایک مقام پر کہ جس کو ذات الصور کہتے ہین جا پہنچے وہان ہر دو فریق ملے عبداللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی ہر - ایسے مین ایک ہوا سے تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیون کو لنگر دیا جب شام ہوی سب مجاہدین اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار و ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال تضرع و زاری سے نماز ادعیہ نیاز مین مشغول رہے جب صبح ہوی اور آفتاب بلند ہوا - غازیون نے بمقتضاے کریمہ فَلْيَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ کے اللہ تعالی پر توکل کر کے کافرون پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیان یہان تک نزدیک ہوگئین کہ تیر اور نیزے سے بات گذر کے تلوار سے جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے جیب و گریبان تک ہاتھ پہنچنے لگا

خوارزم کی طرف متوجہ ہو کے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہین ہوی اسلیئے بالفعل مراجعت مین مصلحت جان کے عبداللہ
بن عامر کے پاس لوٹ آیا۔ کہتے ہین کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ہاتھ پر
واقع ہوی۔ لوگ اس کی آفرین و تحسین مین زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجا لانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس
عرصۂ قلیل مین اتنے فتوحات کثیرہ کسی کو میسر نہوین۔ غرض عبداللہ بن عامر نے قیس بن ہشیم کو نیشاپور اور خالد
بن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور و غرجستان پر اپنے نائب ٹھہرا کے آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھ کے مکہ معظمہ کے طرف
راہی ہوا عمرے سے فارغ ہو کے مدینہ طیبہ کے طرف آیا اور امیر المومنین عثمان ذوالنورین سے ملاقات کی۔ اور اسی سال
یزدجرد اولاد دارا سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا۔ اسکی ایام سلطنت بیس سال تھے آٹھ
چہار سال رفاہیت اور عیش و عشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولہ برس مسلمانون کے جنگ مین گرفتار اور بے آرام
و قرار رہا۔ آخر ولایت مرو مین ایک آسیابان کے گھر مین مارا گیا۔ اولاد دارا کی آتش سلطنت جو دو سو پچاس
سال اور ایک قول سے چار سو سال کی مدت سے سلگھی ہوی تھی اور روز بروز اس کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور
وے لوگ آتش پرستی چھوڑ کے حق پرستی اختیار نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی آب تیغ آبدار سے انکی
آتش کفر منطفی ہو گئی اور ان کی دولت و ابہت کی نشانی بے نام و نشان ہوی الحمد للہ علی ذلک۔ یزدجرد کی
ہلاکت کا قصہ مورخون نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ نہاوند سے فرار کر کے خراسان گیا اور وہین طرح
اقامت ڈالی عجم والون سے چار ہزار شخص جو ہزیمت کھائی تھی اس کے پاس آن کے جمع پڑے یزدجرد نے شراب
و رباب اور اقسام کے مزامیر اور لہو و لعب اور فسق و فجور آغاز کئے عیش و عشرت اور بیجا خرچ حد سے بڑھا دیا اسکا
اسراف اس درجے کو پہنچا کہ اس کے ملک کا محصول اس کے خرچ کے لئے کفایت نہین کرتا تھا ماہویہ جو حکام کفار
اور یزدجرد کے تابعون سے تھا اور خراسان کی ایالت اسکے سپرد تھی۔ یزدجرد نے کئی سال کے حساب مین اسکو تنگ کیا
حالانکہ یزدجرد آنیکے آگے ہی ماہویہ نے اس سے بزدل ہو کے خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور ماہویہ اسکا داماد
بھی تھا۔ خاقان کو ایسا لکھا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزدجرد کے شر کو لوگون سے منع کرتا ہون
یہ خط پہنچتے ہی اس نے سات ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہ خبر یزدجرد کو پہنچی ماہویہ سے استفسار کیا کہ یہ
لشکر آنیکا کیا سبب ہے۔ اس نے کہنے لگا کہ غالباً خاقان سنا ہوگا کہ عرب تیرے ساتھ جنگ و قتال کا قصد رکھتے
ہین اسلیئے یہ لشکر تیری مدد کے لئے بھیجا ہوگا۔ یزدجرد نے اس کلمۂ فریب آمیز پر مغرور ہو کے پھر عیش و طرب مین
زیادتی کی ایک شب ماہویہ کے اشارے سے خاقان کا لشکر یکبیک تیار ہو کے اور یزدجرد کے دارالامارے کے

فتح خراسان و سیستان و کرمان وغیرہ

یزدجرد شاہ فارس کا مارا جانا

دروازون کو بند کر کے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے سے بھی سکو نکلنا ممکن نہین تھا جب یزدجرد نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ بہر صورت آپکو مہاڑی سے اتار دیوین تب اس کے خادمون نے کمند لگا کے اسکو مہاڑی کے پیچھے زمین پر اتارا سو خفیہ شہر سے نکل گیا دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قریے مین ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر مین جا کے پناہ لی - تلوار کا کمر بند کہ جس کی قیمت ایک اقلیم کا خراج تھا اپنی کمر پر باندھا ہوا اور بیش قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان نے اسکی طمع کی جب یزدجرد جو سو رہا آسیابان نے اسکو قتل کر کے وہ کمر بند اور پوشاک نکال لیا اور اسکی نعش پانی مین ڈال دی اور شہر مرو مین خاقان کا لشکر یزدجرد کی حویلی کو جو محاصرہ کیا جب صبح ہوی مرو کے سپاہی اور رعیت جمع ہو کے اس پر ہجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہو کے بیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا - پھر جب لوگ یزدجرد کی جستجو مین نکلے اس کی نعش کو پانی مین اور اسکا پوشاک آسیابان کے پاس پایا اس آسیابان کو پکڑ کے بہت بُری طور سے قتل کیا - ماہویہ نے چاہا کہ تخت خراسان پر آرام و راحت سے گذرانے - لاکن منتقم جبار جل عظمتہ نے اسکے غدر اور بیوفائی کو جو اپنے منعم کے ساتھ کی تھی پسند نہ کی سو اس نے خراسان کی مملکت سے کچھہ فایدہ اٹھانہ اخنف بن قیس لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لیکے مرو پر آپہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پا کے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت نہ کی - وہان سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے مین مفرت سے ہلاک ہوا - اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسوین یا چوبیسوین سال مین علی اختلاف الاقوال روم کی نواح مین غزوۂ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہہ ہے کہ جب مسلمانون کو افریقہ کی فتح ہاتھہ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوے - اور ایک جماعت کثیر اسیر ہوی قسطنطین جو ہرقل کا بیٹا تھا ایک بڑا لشکر جمع کر کے بڑی شوکت کے ساتھہ اپنے ملک سے نکلا چھے سو کشتی مین اپنے لوگون کو سوار کرا کے دریا کی راہ سے اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اسکو یہہ داعیہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور اندلس اور آفریقہ جو اس کے ہاتھہ سے جا رہے تھے مسلمانون کے طرف سے نکال لیوے - جب یہہ خبر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ سے ایک لشکر انبوہ جمع کر کے اپنے ہمراہ لیا ہوا نکلا چالیس کشتیون مین سوار ہو کے روان ہوے دریا مین ایک مقام پر کہ جس کو ذات الصور کہتے ہین جا پہنچے وہان ہر دو فریق ملے عبداللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی ہے - ایسے مین ایک ہوا سے تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیون کو لنگر دیا جب شام ہوی سب مجاہدین اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار و ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال تضرع و زاری سے نماز ادعیہ نیاز مین مشغول رہے جب صبح ہوی اور آفتاب بلند ہوا - غازیون نے بمقتضاے کریمہ فلیتوکلوا ان کنتم مومنین کے اللہ تعالی پر توکل کر کے کافرون پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیان یہان تک نزدیک ہوگئین کہ تیر اور نیزے سے بات گذر کے تلوار سے جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے جیب و گریبان تک ہاتھہ پہنچنے لگا

ایسا جنگ عظیم ہوا کہ طرفین کے مقتولون کا لہو دریا کے کنارے تک پہنچا اور دریا کی موجین انکی نعشین کنارے ڈالنے لگین
بہت سے کفار آب دریا سے آتش دوزخ مین داخل ہوے - اور مسلمانون کی ایک جماعت خلعت شہادت پہن کے دریاے
رحمت ایزدی و گلزار جنت ابدی کی طرف خرامان ہوئی - آخرالامر دولت کفار کی کشتی ورطۂ نکبت و شکست مین غوطے کھانے
لگی - اور مواہب رحمت الٰہی سے فتح و نصرت کی ہوا مومنان اسلام و محمدیان ذوی الاحترام کے سفینے پر چلنے لگی - اور رومیون
سے بہت سے لوگ مارے پڑے اور بعضے قید مین آئے قسطنطین لعین ہزیمت پا کے روم کی طرف منہ کالا کیا اور وہ
داخل روم ہوکے بعد اس کے اور جماعت نصارا کی درمیان ایک خلاف واقع ہوا سو اسی جماعت نے اس کو مار ڈالی - غرض
اہل اسلام اس غزوے مین غنیمت اور سبایا ہاتھ لا کے اپنے منازل کی طرف مراجعت کی - لکھتے ہین کہ اس غزوے مین عبداللہ
بن سعد کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر اور ان کے اتباع سختی سے کلام کرنیکا اتفاق پڑا آخر ہوتے ہوتے عثمان
ذوالنورین پر طعن تک نوبت پہنچی چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ کہنے لگے کہ ابن عفان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت اور
شیخین کریمین کی سیرت کے برخلاف عمل کرتا ہے دیکھیے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایسا شخص ہے کہ حضرت کو اس سے یہانتک
رنج و کدورت پہنچی تھی کہ آپنے اس کا خون مباح کیا تھا - اور قرآن اس کے کفر پر نزول پایا سو عثمان نے ایسے شخص کو ممالک اسلام
کا والی ٹھہرایا - اور بنی امیہ کو جا بجا بلاد اسلام مین حکومتین دین - ہر چند ان سے ظلم و ستم واقع ہوا پر انکو معزول نہین کرتا ہے
اور مال غنیمت سے یہانتک ان پر انعام کیا کہ وہ ان کے مرتبہ سے زیادہ ہے اور جس قوم کو حضرت نے نفی و مطرود فرمایا تھا اس
قوم والونکو اپنے کاروبار مین مطلق العنان کر دیا اسکا ضرر اسیکی طرف عاید ہوگا - جب یہ باتین عبداللہ بن سعد کو پہنچین بہت خفے
ہوا اور ان پر تہدید کی اور انکو اپنی کشتی سے نکال دیا **ہجرت سے بتیسوین سال کے وقایع** اس سال
مین قارن نے جو عجم کے سردارون سے تھا جب دیکھا کہ شجیعان اسلام کی ایک جماعت کثیر عبداللہ بن عامر کے ہمراہ رکاب
حج بیت اللہ کے واسطے روانہ ہوی - ملک خراسان کا میدان خالی ہے سو اس ناہنجار کو حکومت خراسان کی ہوس پیدا ہوی
ہرات اور بادغیس اور قہستان وغیرہا بلاد سے لوگونکو جمع کیا اور چالیس ہزار نفر کے ساتھ مسلمانون سے جنگ کرنے کے
نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت عبداللہ بن عامر کی طرف سے نیشاپور کا حاکم قیس بن ہشیم سلمی تھا - جب اسکو یہ خبر پہنچی عبداللہ
بن حازم سے جو خراسان کے سردارون سے تھا مشورت کی کہ اسباب مین مصلحت کیا ہے - ابن حازم نے کہا کہ دشمن کی کثرت و
شوکت پر نظر کرتے ہم کو تو مقابلے کی طاقت نہین ہے - مین مناسب یہی جانتا ہون کہ تم عبداللہ بن عامر کے پاس جلد جاوے
اور لشکر دشمن کی کثرت ظاہر کر کے اس سے مدد طلب کرے - اور مدد کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے یہان جلد آوے اور مجھے اپنا نایب
ٹھہرا کے یہان چھوڑ دیجیے تم آنے تک مین یہان کی نگہبانی کرتا ہون - قیس کو یہ تدبیر پسند آئی سو اس پر عمل کر کے بصرے

کی طرف متوجہ ہوا جب عبداللہ بن عامر کے پاس جاکے سب احوال ظاہر کیا ابن عامر نے حکومت خراسان کی سند عبداللہ
بن حازم کے نام سے روانہ کی سب رعایا اسکے مطیع و منقاد ہوئے پھر اسنے چہار ہزار مرد جرار کا لشکر تیار کرکے حکم کیا کہ بہت
سی چربی جمع کرکے اونٹون پر لادین پس ابن حازم نے وہ لشکر ہمراہ لیکے نکلا قارن کا لشکر جو آرہا تھا اسکی طرف توجہ لائی
جب لشکر قارن کے نزدیک پہنچا اپنے لشکر کے سپاہ کو حکم کیا کہ اپنے نیزون کو کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر اسکو چربی لگادیتا
پھر شام کے قریب اپنا لشکر لیکے کوچ کیا جب رات آئی چھے سو نیزہ دارونکو مقدمۃ الجیش ٹھہراکے حکم کیا کہ نیزے سے چربی لگائے
ہوئے سلگادین اور قارن کے لشکر پر جاگرین اور باقی فوج کو لے کے آپ پیچھے رہا جب مقدمۃ الجیش کے سوار جا پہنچے قارن
کے لشکر کو غافل پایا سو بلا تاخیر تیغ چلانے لگے اور ان کے پیچھے ابن حازم بھی باقی لشکر کے ساتھ آپہنچا قارن کے لشکری
جب خواب غفلت سے بیدار ہوئے متحیر ہوگئے نہ فرار کی فرصت تھی نہ جنگ کرنیکی طاقت غرض لشکر اسلام ان
کافرون کو چوطرفسے گھیر لیکے قتل کرنے لگا۔ بہت سے کافر مارے پڑے اور باقی اسیر ہوئے اور تھوڑے بھاگ
نکلے سو ناپدید ہوئے انکا جنگی سامان اور جانور اور بہت سا مال و متاع اور ہتھیار وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آئے پس ابن
حازم نے خمس غنیمت فتح نامے کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس روانہ کیا پس امیر المومنین عثمان ذوالنورین کے
حکم سے خراسان کی حکومت عبداللہ بن حازم پر بے قرار پائی۔ اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر
نے زیارت بیت اللہ کے قصد سے نکلا عجمیون سے جو باقی رہے تھے اس قابو کو غنیمت جانکے بلخ اور جوزجان اور طالقان
اور جبال اور غرجستان سے تیس ہزار شخص جمع ہوئے بلاد خراسان مین اسلام کی فوجین جو متفرق تھین انسے جنگ کرنیکے
ارادے سے نکلین جب یہہ خبر احنف بن قیس کو پہنچی وہ بھی ایک لشکر فراہم کرکے ان کے مقابلے کے لئے نکلا ایک بیابان
مین ہر دو لشکر نے نزول کیا۔ احنف بن قیس نے متفکر اپنے لشکر کے اطراف پھرتے اور سپاہ کا احوال دریافت کرتے تھے
اتفاقاً اسکا گذر ایک خیمے پر ہوا۔ ایک غلام نے اپنے آقا سے کہتا تھا کہ اس لشکر کی امارت مجھے ہوتی تو مین اس میدان
مین ایسی جگہہ لشکرگاہ ٹھہراتا کہ ایک طرف پانی اور دوسرے طرف پہاڑ رہے تا لشکر اسلام کی پشت پہاڑ کی طرف ہو
اور دشمن کی تعرض سے محفوظ رہے۔ جب احنف نے یہہ بات سنی اس کو نہایت پسند آئی جب شب گذر گئی اور صبح
ہوئی حکم کیا کہ لشکر اپنے فرودگاہ سے نقل کرے اور دوسرے مقام پر جاکے پہاڑ کو پیٹھ سے لیکے اترے لشکریون
نے اسیوقت نقل مکان کیا۔ غرض جب لشکر کفار تیس ہزار مرد جرار کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہوکے نکلا احنف
کے لشکر والے انکی کثرت کو دیکھ کے فکرمند ہوئے قریب تھا کہ اس کے لشکر مین تزلزل آوے پس احنف نے اپنی لشکریونکو
دلاسہ اور طمانیت دی اور اللہ تعالے پر توکل کرنے اور جہاد مین ثابت قدم رہنے پر نصیحت کرکے کفار پر حملہ کیا ایک ہی

حملے مین کافرون کے پیر اکھڑ گئے تیس ہزار کافر چہار ہزار مومن سے بہاگنے لگے عرب کے دلاورون نے عربی گھوڑون کے
سوار اُن کفار اشرار کا پیچھا کیا بہت سے کافر مارے پڑے اللہ تعالی نے مسلمانونکو فتح و نصرت عنایت کی بہت
سامال و متاع ہاتھ آیا اور اس ملک مین جابجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوے احنف بن قیس کی کوشش سے اس
نواح مین اسلام کا چرچا ہوا والحمد للہ علی ذلک **ہجرت سے تیتیسوین سال کے وقایع** اس سال
مین بعضے کوفے کے رہنے والے جیسے مالک بن حارث نخعی جو مالک اشتر سے مشہور ہے اور ثابت بن قیس المقنع اور
صعصعہ بن صوحان عبدی اور اس کا برادر زید بن صوحان اور عروہ بن جعد و عمرو بن الحمق خزاعی اور عامر بن
قیس اور کمیل بن زیاد اور عمیر بن صابی وغیرہم - جب سعید بن العاص کی شان مین طعن کی زبان کھولی اور
کمال درشتی سے اسکے ساتھ متعرض ہونے لگے بلکہ امیر المومنین عثمان ذو النورین کی خدمت مین اپنے حد سے
باتین کرنے لگے - سعید بن العاص اور کوفے کے بعضے اکابر و اشراف حضرت عثمان کی خدمت مین عرایض لکھکے
یہہ احوال ظاہر کیا کہ اس فتنے کی آتش بجھانے مین زیادہ کوشش کیا چاہئے اور التفات کلی فرمایے ورنہ کام ہاتھ
سے جاتا رہیگا - حضرت عثمان کا یہہ دستور تھا کہ جو لوگ انکی دایرۂ اطاعت سے قدم باہر رکھتے ان کو جلا وطن
کا حکم فرماتے - پس ان کے باب مین یہی حکم لکھا کہ انکو کوفے سے شام کی طرف معاویہ کے پاس بھیجدین - اور ان کا
روزمرہ کوفے کے دفتر سے نکال کے دفتر شام مین داخل کیا اور معاویہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ کوفے
کی ایک جماعت جو فتنہ و فساد آغاز کی تھی اوس کو تمہارے پاس روانہ کیا ہون اگر تمہاری نصیحت سے ان کے سینے
سے کینہ کا زنگ دور ہووے فبہا والا اطلاع دیجئے تا ان کے باب مین دوسری فکر کی جائے جب وہ گروہ
دمشق کو پہنچی معاویہ نے انکی تعظیم و تکریم کی اور انہین ایک مناسب مکان مین اُتارا اور بہت سا انعام دیا اور اکثر اوقات
طعام دو وقتہ انہین کے ساتھ کہایا کرتے پھر رفتہ رفتہ انکو نصیحت کی لاکن کچھہ فایدہ نہ دی اور یہی ان کا انکار زیادہ
ہوا معاویہ کے ساتھ بھی خشونت کی راہ لے کے اس کے حق مین بھی عیب و طعن کی زبان دراز کی - تب معاویہ
نے حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا کہ یہہ جماعت جو میرے پاس آئی ہے عقل و فراست سے عاری ہے امام کی متابعت
سے بیزار بلکہ مخالفت و انکار کے درپئے ہے - کسی وجہہ سے بھی حق کے تابع ہوتی نہین فتنہ و فساد پر کمر باندہی
ہے - جب یہہ نامہ حضرت عثمان کو پہنچا انہون نے معاویہ کے جواب مین لکھا کہ ان کو حمص کے طرف عبد الرحمن
بن خالد کے پاس روانہ کیجئے کہ اس نے عدم التفات اور سختی و درشتی سے پیش آیگا پس معاویہ نے حکم کے
موافق اس جماعت کو حمص کے طرف بھیجدیا جب وہ گروہ داخل حمص ہوی عبد الرحمن نے ایک مدت تک بار نہ دیا

جب پروانگی دی اور وے مجلس مین آسے تو بیٹھنے کی رخصت نہ دی پھر اسکے بعد بھی جب وے مجلس مین
آتے انکو نہین بٹھلاتا اور جب سوار ہوتا انکو پیادہ اپنی سواری کے ساتھ رکھتا چند روز مین وے تنگ آگئے آخرکار
سبب درمیان لاکے کوفے کی طرف مراجعت کرنیکی رخصت لی - اور ایک روایت ہی کہ جب سعید بن العاص
مدینے کی طرف روانہ ہوا کوفے کے اشراف وعماید کی ایک جماعت مالک اشتر کے نام پر ایک مکتوب اس مضمون کا
روانہ کیا کہ کوفے کے تیرے یار و برادر تیری ملاقات کے نہایت آرزومند اور تیرے مقدم کے بہت ہی منتظر ہین
چاہئے کہ سعادت کو سب چیزون پر مقدم رکھکے اس طرف جلد آوے تا سعید بن العاص مدینے سے مراجعت
کرنیکے آگے تو یہان آ پہنچے کیونکہ یہان کے لوگ اسکے ظلم سے بہت ہی تنگ آئے ہین پھر اسکو کوفے مین داخل
ہونیسے منع کرنا چاہتے ہین - جب یہہ نامہ مالک اشتر کو پہنچا اسیوقت کوفے کی طرف روانہ ہوے - جب سعید
بن العاص نے جانیکے وقت اپنا سب مال و متاع کوفے مین ہی چھوڑ گیا تھا سو کوفے والون نے مالک اشتر کے اغوا
سے اسکو غارت کیا جب اس نے حضرت عثمان سے رخصت لیکے نکلا کوفے کی ایک جماعت آگے جاکے اس کو
داخل شہر ہونے سے منع کیا تب سعید نے ناچار مدینہ کی طرف مراجعت کی اور جناب خلافت مآب حضور مین سب
ماجرا ظاہر کیا - جناب ذوالنورین بہت ہی تامل اور تدبیر کے بعد ابوموسی اشعری کو سعید کی جاے پر نصب کرکے
کوفے کی طرف روانہ کیا اور وہانکے لوگون کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ لوگون کی زبانی معلوم ہوا تھا
کہ تمہارا مقصود سعید کی معزولی اور ابوموسی اشعری کی بحالی کا تھا سو ہم نے ویسا ہی کیا ہی اب تمکو چاہئے کہ ابوموسی
کو اپنا امیر جانین اور اس کے دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین - غرض جب ابوموسی اشعری کے قدوم کی خبر کوفے
والون کو پہنچی بہت خوش ہوکے ان کے استقبال گئے اور تعظیم وتکریم کی شرایط بجا لائین - جب ابوموسی اشعری داخل
کوفہ ہوے اول مسجد جامع مین جاکے بر سر منبر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ امام بحق کی اطاعت واجب ہی جس نے
اس کا خلاف کریگا اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالنا چاہیگا بحکم حدیث شریف اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ
عَلٰی مَنْ اَيْقَظَهَا کے اللہ تعالی کی لعنت اور غضب کا مستحق ہوگا - سب اہل کوفہ یے باتین سنکے بجان و دل قبول
کین اور کہا کہ ہم سب امام بحق عثمان ذوالنورین کے مطیع ومنقاد اور تمہاری سرداری پر شاد ہین پس ابوموسی اشعری منبر سے
اترکے دار الخلافت مین نزول کیا - کوفیون کی اطاعت اور رضامندی کی اطلاع مین ایک نامہ لکھ کے حضرت عثمان
کی خدمت مین روانہ کیا -

حضرت عثمان کی ابتداے قتل کا بیان

اسی سال مین بعضے
صحابہ مدینہ مین جمع ہوکے حضرت عثمان کی طعن مین زبان کھولی کہ انہون نے بلاد اسلام پر ایسے لوگون کو عامل

بنا کے بھیجا ہی کہ انسے انواع کا ظلم و ستم جاری ہی اور وے بڑا فتنہ و فساد کرتے ہین اسلئے لوگ اُنسے تنگ آگئے ہین آخر سب ہوش نے متفق ہو کے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہا کہ آپ جناب ذوالنورین کے پاس جا کے نصیحت کیجیے کہ انکی خیرخواہی اسی مین ہی تا آپ کی نصیحت سے وہ ہوشیار ہو جاوین سستی اور تغافل سے باز آوین تب حضرت علی نے انکے گھر تشریف شریف ارزانی فرما کے کہنے لگے کہ تمہارے عاملون کے ظلم و ستم سے جابجا لوگ بہت تنگ آگئے ہین اسی لئے تمہاری شکایت نقل ہر مجلس ہو رہی ہی- اور لوگ کہتے ہین کہ بار بار ہم نے دربار خلافت مین استغاثہ کیا امیرالمومنین نے اس طرف التفات نہ فرمائی- اور اُن عاملون سے دفع ظلم و جفا نہ کیا- اسلئے کہا جاتا ہی کہ اس جماعت کو کیا آپ دوست سمجھتے ہین یا نہ اگر اپنا دوست جانتے ہین انکی نصیحت کو غنیمت جانئے- اور اگر انکو دشمن سمجھتے ہین تا ملاحظہ فرمایئے کہ جو کہتے ہین واقعی ہے یا خلاف واقع- اگر خلاف واقع ہو اسکا کچھہ پروا نہ کیجیے اگر مطابق واقع کے ہی انسب یہی ہی کہ ان کی منت جان کے اُن امور کو جو بمقتضائے کُنْ فِي الْحِرْصِ عَلَى عُيُوبِكَ كَعَدُوِّكَ کے جو اپنے نقصان و عیب کا موجب ہو بدل دین اور اُن عاملون کو معزول کرین- الحمد للہ آپکو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت اور قرب قرابت حاصل ہی اور حضرت کا کلام خجستہ فرجام آپ سُنے ہو- آپ سے آگے دو خلیفے جو گذرے جو وے جانتے تھے آپ بھی جانتے ہو انمین جو کچھہ شرف اور فضیلتین تھین آپ ان کے جامع ہو بلکہ حضرت کی رشتہ دامادی جو آپ کو حاصل ہی انکو نہین تھی آپ جانتے ہو کہ بندگون مین افضل بادشاہ عادل ہی جس سے اماتت بدعت و احیاے سنت ظہور مین آوے- اور اللہ تعالی کے پاس شرالناس بادشاہ ظالم ہے جو احیاے بدعت و اماتت سنت کرے اور محدثات کے دروازے خلق پر کھولدے- غرض جناب امیر نے عدل و احسان کی تحریص و ترغیب اور ظالمونکی اعانت کی تحذیر و ترہیب اور رعایا پروری و شفقت گستری کے باب مین ایسی ہی تقریر دلپذیر کی- جب جناب ولایت مآب کا کلام تمام ہوا- جناب ذوالنورین نے آغاز کلام کیا اور کہا کہ یا علی آپ نے جو فرمایا سب صحیح اور راست ہی قسم ہی اللہ تعالی عز شانہ کی کہ اگر آپ میری جاگہ پر ہوتے اپنے خویش و اقارب کے ساتھہ صلہ رحمی اور محتاج و مساکین کے ساتھہ سلوک و احسان سے پیش آتے مین ہرگز آپ پر عتاب نہ کیا ہوتا اور مین سوگند دیتا ہون آپ کو کیا آپ نہین جانتے ہو کہ میرے عاملون سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہی کہ اسکی سیرت اچھی نہین حالانکہ عمر فاروق نے اسکو حکومت دی تھی باوجودیکہ اس نے ایک برے کام سے متہم ہوا پھر بھی اوسکو کوفے کی امارت دیکے روانہ کیا کسی نے انکو ملامت نکی پھر مجھے کسلئے ملامت کرتے ہو اور عبداللہ بن عامر وغیرہ کو صلہ رحمی اور احسان کی رو سے کہ شریعت مطہرہ محمدیہ

مین جسکی تاکید اکید آئی ہی اگر مین امارت دون محل اعتراض کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ہر چند عمر فاروق
نے بعضونکو امارت دی تھی حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین امارت کے لئے اونسے اولی
واحق موجود تھے لاکن اپنے عاملون پر تہدید شدید کرتے تھے کہ ظلم وجفا سے بہت پرہیز کرین اور ان سے
اگر کسی نے ایک امر نالایق کا مرتکب ہوتا فی الحال اسکو بلوا کے دریافت کرتے اس پر جرم ثابت ہوے کے
بعد حد جاری کرکے اسکو اس مقام سے بدل دیتے تھے ۔ اور تم اس کے برخلاف حد جاری کرنے اور بدل
دینے مین سستی کرتے ہو اور اپنے اقربا کو عطیات وانعامات سے مخصوص کرکے کبار صحابہ کو محروم چہوڑ دیتے ہو
جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا علی جو لوگ میرے اقربا سے ہین آپ سے بھی قرابت رکھتے ہین ۔ جناب امیر نے
فرمایا کہ ہان اگرچہ میرے سے بھی قرابت رکھتے ہین لاکن بحکم کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اور
حدیث شریف مَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ نَسَبُهٗ کے اونسے دوسرے افضل ہین ۔ عثمان ذوالنورین نے کہا
یا علی کیا آپ نہین جانتے ہو کہ عمر فاروق معاویہ کو شام کی امارت دی تھی سو مین اسکو بحال رکھا ہون حضرت
علی نے جواب دیا کہ مین آپ کو سوگند دیتا ہون کیا آپ نہین جانتے ہو کہ رافع جو عمر فاروق کا غلام اور حاجب
تہا اوس کو عمر فاروق کا جس قدر خوف تھا معاویہ کو اس سے زیادہ تہا حضرت عثمان نے کہا کہ ہان مین
یہہ بات جانتا ہون پہر جناب امیر نے فرمایا کہ معاویہ نے عظایم امور مین دخل دیتا ہی اور افعال قبیحہ اس سے
ظہور مین آسکتے ہین ۔ اور لوگ پوچہین تو تمہاری حمایت ظاہر کرتا ہے اور تمکو تو یہہ بات معلوم ہی با اینہمہ
تم اس سے اغماض کرتے ہو جناب ذوالنورین نے یہہ بات سنکے خموشی لی کچہہ جواب ندیا حضرت علی نے
اوٹہکے اپنے گہر کی طرف تشریف ارزانی فرمائی ۔ اور حضرت عثمان نے مسجد کی طرف آکے ایک خطبہ اس
مضمون کا پڑہا کہ لوگو عیب وطعن کی زبان بند کرو فتنہ وفساد مت مچاؤ جب عمر فاروق کی خلافت مین
زجر وتوبیخ اور درے کی تعزیر وتادیب جاری تھی فتنہ کا دروازہ بند تہا اور تم مطیع ومنقاد تھے اور مین
تمہارے ساتہہ نہایت نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہون اسلئے تمہارے سے رنج وکربت کھینچتا ہون جب
اپنے ہاتہہ اور زبان کو تم سے روکا ہون اسلئے تمہاری زبان میرے حق مین دراز ہو رہی ہی اور تمنے گستاخی
پر کمر باندہی ہی دیکھئے کہ مین نے بیت المال سے ایکدام ودرہم اپنے خرچ مین نہین لایا ابوبکر صدیق اپنی
اور اپنے اہل وعیال کی وجہ معیشت بیت المال سے لیا کرتے تھے اگر کہو گے کہ مین نے عطیات وانعامات
کثیرہ بیت المال سے اپنے خویش واقارب کو دئے تو اسکا جواب یہہ ہی کہ امام کو پہنچتا ہی کہ بیت المال مین

اپنی راے کے موافق تصرف کرے اس سے زیادہ مجھے رنج و آزار نہ دو اور آپ شوریدہ حال ہو گئے
جب حضرت عثمان کا کلام یہان تک پہنچا مروان شقی نے لوگون کے ساتھہ سخت باتین کرنے لگا جناب
ذوالنورین نے زجر و توبیخ سے اسکو ساکت کیا۔ اور اس سال حادث مہو و پر حج بیت اللہ کے لئے تشریف
فرمائی ادائی مناسک کے بعد بخیر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ **ہجرت سے پینتیسوین سال کے
وقایع**۔ اور اوباش لوگ فتنہ کی بنا ڈالنی اور حضرت عثمان کو منصب
خلافت سے عزل اور قتل کرنے کے درپئے ہوٹا۔ اس سال مین مصر اور
بصرے اور کوفے کے بعضے اشرار نے جو فتنہ و فساد انکا شعار تہا مدینہ کے طرف آئے حضرت عثمان کو
منصب خلافت سے معزول کرنے پر کمر باندہی **تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے** کہ عبداللہ
بن سبا جو احبار یہود سے تہا تورات و انجیل اور انواع علوم حاصل کرکے کریمہ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا کا مصداق ہوا تہا حضرت عثمان کی خلافت مین دنیا کے
اغراض پر ہاتھہ مارنیکے لئے صنعا سے آکے اسلام لایا جب اسکا مطلب حاصل ہوا حضرت عثمان سے
بغض و عداوت پیدا کی اور ملت اسلام مین خلل اندازی چاہی۔ جب حضرت عثمان نے اس حال سے
واقف ہوے اس کو مدینے سے اخراج کا حکم کیا۔ اس شقی نے حجاز سے بصرہ اور بصرے سے کوفہ
کوفے سے شام کی طرف اپنا منہہ کالا کیا جب اہل شام اس بدانجام کے فتنہ و فساد سے آگاہ ہوے
اس کو شام سے بہی نکال دیا۔ جب اس ناہنجار کو معلوم تہا کہ حضرت عثمان کے مخالف مصر مین بہت ہین
مصر کے طرف گیا اور منافقی سے اپنا علم و تقوی ظاہر کرکے وہان کے لوگ کو اپنے دام فریب مین
جب وہ لوگ اس کے معتقد ہوگئے فتنہ کی بنا ڈالی۔ کہ نصارا کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام آسمان سے
دنیا مین نزول کرینگے یہہ بات تو واقع کے مطابق ہے۔ اور سب پر ظاہر ہے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم عیسی علیہ السلام سے افضل ہین پس حضرت کی مراجعت بطریق اولی ہوگی اور اللہ تعالے نے
حضرت کے ساتھہ اس بات کا وعدہ بہی کیا ہے چنانچہ قرآن مجید مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ
الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ غرض مصر کے احمقون نے اسکے فریب مین آگئے کہنے لگے کہ
پیغمبر کو ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے پس خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفے اور وصی حضرت
علی ہین کہ علم و فتوی اور زہد و تقوی سے آراستہ اور کرم و شجاعت و امانت و دیانت سے پیراستہ ہین

لوگون نے بخلاف نص محمدی انکی حق تلفی کی منصب خلافت کا استحقاق جو انہین کو ثابت تھا دوسرے کو دیا اب انکی نصرت ویاری سب مسلمانون پر واجب ہی مصر کے سفیہون نے ابن سبا کے یہ فساوی باتین سنتے ہی حضرت عثمان سے بدل گئے اور قدم ان کے دایرہ اطاعت سے باہر رکھا - اور کوفے مین بعضے اشرار جو حضرت عثمان سے کینہ رکہتے تھے مصر والون کی یہہ حالت سنتے ہی وے بھی دلیر ہوگئے پس مخالفون کے فتنے کی آتش روز بروز تیز ہونے لگی اوران کا کام دوبالا ہوا - حضرت عثمان نے عمار بن یاسر کو مصر کے اور محمد بن مسلمہ کو کوفے کی طرف روانہ کیا تا دریافت کرین کہ وے کون لوگ ہین کیا سفہا ہین یا عقلا عمار نے جب مصر پہنچا مصریون کے اغو ایسے وہ بھی سست ہو کے کچہہ نہ لکہا - اور محمد بن مسلمہ جب داخل کوفہ ہوا اُن فتنہ گرون کی حالت دریافت کرکے حضرت عثمان کی خدمت مین لکہہ بھیجا کہ چند عقلا بھی سفہا کے ساتھ ملے ہین اسبات سے جناب خلافت مآب کی خاطر ملول ہوی - کہتے ہین کہ انہین دنون معاویہ نے کعب الاحبار سے ملاقات کرکے کہا کہ مجھے اسبات کا بڑا خطرہ ہے کہ کہین گروہ باغیہ سے جناب ذوالنورین کو کچہہ مضرت پہنچے - کعب الاحبار نے کہا کہ یہہ حادثہ تو ناگزیر ہی معاویہ نے کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ عثمان ذوالنورین کے بعد مسلمانون کی حکومت کس کو پہنچیگی تا اسکی ملازمت پر قیام کرون - کعب الاحبار نے کہا کہ حکومت آخر تمہارے طرف آویگی لاکن بہت سی خون ریزی کے بعد - معاویہ کو اسبات سے حکومت کی تمنا غالب ہوی پہر مراجعت کے وقت حضرت عثمان سے عرض کی کہ دشمنون نے چو طرف سے سر اوٹھایا ہی اور آپکی بدخواہی پر کمر باندہی ہین - بہتر ہی کہ آپ شام کا قصد کرین کہ اس ملک مین آپکے یار و مددگار بہت ہین حضرت عثمان نے فرمایا کہ معاذ اللہ حضرت کے منبر اقدس و روضۂ مقدس کی مفارقت اختیار کرون - معاویہ نے کہا کہ اجازت ہو تو ایک لشکر مدینہ کی حوالی مین رکھتا ہون تا آپ کی محافظت کرے حضرت عثمان نے کہا کہ اکثر خمس اور غنیمتین جو ان پر مصروف ہوئین کیا اسیواسطے ہی کہ ہمسایگان رسول کو ملول کرین معاویہ نے کہا کہ یا امیر المومنین دشمنون سے پرحذر رہا چاہیئے کہ اس سرزمین کی اقامت آفات کا موجب معلوم ہوتا ہے حضرت عثمان نے کہا کہ مین آفات و بلیات پر صبر کرونگا دولت باقی کو راحت فانی پر ترجیح دونگا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسایگی جو دولت بے عدیل ہی کبھی نچہوڑونگا -

کوفے کے فتنہ بازون کا آنا مدینہ کی طرف - کہتے ہین کہ سن پنتیس ہجری ربیع الاول کے مہینے مین ہر شہر کی ایک چہوٹی فوج جو اپنے حاکم سے شکایت رکہتی تھی مدینہ منورہ کی طرف آئی - مدینہ والون نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے آنیکا کیا سبب ہی - وے کہنے لگے کہ ہم عثمان ذوالنورین سے چاہتے ہین کہ حکام ظالم کا شر ہمارے سے

دور کرے یا امرائے عادل کو ہم پر سونپے اور بھی سخت باتین کین۔ جب حضرت عثمان کو یہہ خبر پہنچی چاہا کہ مدینہ والون
سے کوئی ان کے ساتھ متفق ہوے ہین یا نہ معلوم کرین۔ تب اپنے دو شخص معتمد کو حکم کیا کہ اس جماعت کے ساتھ
اختلاط پیدا کر کے اسباب سے آگاہ ہووین ان ہر دو نے ان لوگون سے ملاپ حاصل کر کے خبر لائی کہ عمار بن
یاسر و محمد بن رافع الانصاری انکے ساتھ ملے ہین۔ تب حضرت عثمان نے حکم کیا کہ سب اکابر مہاجرین و انصار و تابعین عالی وقار
کو مسجد مین حاضر کرین جب سب فراہم آئے جناب خلافت مآب نے حمد و صلواۃ و سلام کے بعد کہنے لگے کہ ایک جماعت
اطراف و نواحی سے یہان جمع آئی ہے انکا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ اگر عثمان خلافت سے معزول ہو جاوے بہتر والا
ہم اسکو قتل کرینگے۔ صنادید مہاجر و انصار کہنے لگے کہ وہی لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے لوگونکو اپنی طرف بلاوے اور امام زمان کی مخالفت پر کمر باندہے اس پر
اللہ تعالی کی لعنت ہو اس کو قتل کرو حضرت عثمان نے فرمایا کہ اب توانکے خون سے ہاتھ دراز نہین کرتا ہون آئندہ
ان کی مخالفت جب درجہ تحقیق کو پہنچے تب ان کے ساتھ جو کیا چاہئے کیا جائیگا۔ اور فتنہ گرون نے جوان پر تہمتین
کی تہین جناب ذوالنورین نے ان سب کو دفع کیا۔ سب لوگون کو معلوم ہوا کہ جناب خلافت مآب ان بہتانون سے
پاک ہین۔ پھر حضرت عثمان اس کے بعد اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے۔ اہل خروج آپس مین کہنے لگے کہ
مدینہ مین عثمان کے دوست اور ہوا خواہون سے بہت ہین۔ اور ہم بے تہیہ اور بے استعداد آئے ہین اب مصلحت
یہی ہے کہ ہم مراجعت کرین پھر شوکت اور قدرت کے ساتھ آوین تا ہمارا جو مطلوب ہے میسر ہو۔ مخالفین روانہ ہوے
پر بعضے خیرخواہون اور مخلصون نے ہر چند جد و جہد کیا کہ اپنے عاملون کو معزول کرین پر حضرت عثمان نے قبول نہ کیا
اسلئے دوستونکی آزردگی کا سبب ہوا **مصر کے مخالفون اور فتنہ گرون کا آنا مدینہ کی طرف**
اور برپا کرنا فتنے کا جب مصر کے اوباشون نے فتنے کے ارادے سے آنکے مدینہ کے باہر اترے اور شب کے وقت
ایک قاصد کو حضرت علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ کے پاس بھیجکے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا حضرت عثمان بھی جناب
امیر کی خدمت مین آکے کہنے لگے مجھے آپ کے ساتھ قرابت قریبہ متحقق ہے اور بہت سے حقوق آپکے ذمے پر ثابت
ہین اہل خروج جو مدینے کے باہر آکے اُترے ہین اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہین آپکی قدر و عزت ان کے نزدیک
ثابت ہے اب التماس یہی ہے کہ آپ انکو تسکین دین اور نہ چھوڑین کہ میرے مکان تک آوین تا اس سے دوسرے مفسدونکی
جرأت کا سبب نہو۔ حضرت علی نے کہا کہ مین نے خیرخواہی کی راہ سے بار بار جو کہتا تھا کہا جس بات سے اس فتنے
کی آتش بجھ سکتی تھی آپ کو جتادی پر آپنے اسکی طرف التفات نہ کی اور اس پر عمل پیرا نہوے جناب ذوالنورین نے

کہا کہ یا ابوالحسن جو گذرا سو گذرا آیندہ اہل غرض کی باتوں کی طرف التفات نکرونگا اور آپکی صوابدید سے باہر نہونگا - جناب ولایت مآب حضرت عثمان کی التماس قبول فرما کے اکابر مہاجرین والانصار کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوے مصر کے عاید کے پاس تشریف لیگئے اور ایسی دلکش تقریر کی کہ وے فتنے کے ارادے سے باز آئے تب حضرت علی جناب ذوالنورین کے گہر تشریف فرما کے حقیقت حال ظاہر کی اور فرمایا کہ وے لوگ تو اب راہ پر آئے ہین انکی استمالت اور دلجوئی کیا چاہیئے - حضرت عثمان نے خوش ہو کے حکم کیا کہ سب لوگون کو مسجد مین حاضر کرین - جب تمام لوگ حاضر ہوے حضرت عثمان نے منبر پر سوار ہو کے ایک خطبہ پڑہا اور اس مین خلق کی ایسی دلجوئی کی اور ایسا رقت آمیز کلام کیا کہ سب لوگون کو بڑی رقت ہوئی یہان تک روئے کہ انکی داڑہیان تر ہوئین حضرت عثمان کو بھی رقت ہوی حضرت علی نے لوگون سے فرمایا کہ عثمان ذوالنورین کے ذمے پر اس سے زیادہ کیا ہوگا - انہون نے جو ظاہر کیا اللہ تعالیٰ انکو اس پر ثابت رہنے اور استقامت کرنیکی توفیق دے - پس جناب ذوالنورین نے منبر سے اتر کے اپنے گہر تشریف فرمائی اور لوگ از روے صدق و ارادت کے جمع ہو کے انکے دروازے پر گئے تا ملاقات کرکے ان کی شکر و تحسین مین زبان کہولین ایسے مین مروان شقی اور سعید بنی امیہ کی ایک جماعت جو خطبہ کے وقت حاضر نہین تھی حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوی - مروان نے مبادرت کر کے کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین بات کرون یا خاموش رہون - نائلہ بنت فرافصہ حضرت عثمان کی بی بی جو بڑی عاقلہ تہین پردے کے پیچھے سے کہنے لگین کہ اے مروان خاموش رہ کہ تو جو کہنا چاہتا ہے مین جانتی ہون شاید امیرالمومنین کو آج کے خطبہ کے باب مین ملامت کرنا چاہتا ہے - یقین جانئے کہ آج کے دن جو خطبہ پڑہا گیا نہ پڑہے ہوتے تو امیرالمومنین مقتول اور انکے بچے یتیم ہوجاتے واللہ انہون نے ایسا خطبہ پڑہا کہ اسکے سوا گزیر نہین تھا - مروان نے کہا اے نائلہ تجھے اسبات سے کیا سروکار قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تیرے باپ نے رحلت کی حالانکہ وہ ٹہیک وضو کرنا نہین جانتا تھا - نائلہ نے کہا اے مروان خاموش رہ اس عبارت کو موتےٗ کے عیب و طعن کے مقام مین نہ لا تیرا باپ بھی میرے باپ پر کچھہ زیادتی نہین رکھتا تھا - اگر تیرے باپ کو امیرالمومنین کے ساتھہ نسب کی قرابت نہوتی تجھے اسکی حقیقت حال سے مین خبردئی ہوتی جب علم و عقل سے نہایت دور ہے تیرے سے احتراز اور دوری نہایت ضرور - جب اس بی بی کے جواب سے مروان عاجز ہوا ان سے اعراض کر کے پھر اپنے کلام کا اعادہ کیا کہ یا امیرالمومنین کیا بات کرون یا خاموش رہون

حضرت عثمان نے اسکو کلام کی رخصت دی تب اس نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین آج کے روز آپ نے
جو خطبہ پڑھا مناسب نہین تھا اس مین آپنے اپنی کسر حرمت کی ابوطالب کے فرزند کو یہہ بات مطلوب
تھی کہ آپکو لوگون مین ذلیل کرین اور آپ کی زبان سے خطا کا اقرار کرادین سو وہ مطلب حاصل
ہوا۔ اب مناسب یہی ہے کہ یہہ لوگ جو دروازے پر جمع آئے ہین انکو اندر آنے کی پروانگی ندین بلکہ
انکو وہین سے پھیر دین تا آپکے حضور مین کوئی کلام گستاخانہ نکرے کہ موجب فتنہ کا ہو جناب ذوالنورین
نے کہا کہ توہی جاکے انکو پھیر دے کیونکہ مین شرم رکھتا ہون کہ ان سے بات کرون تب مروان باہر
آیا اور کہنے لگا کہ لوگو تم یہان کس لئے آئے ہو کیا لوٹنا چاہتے ہو یا ہمارے سے حکومت چھین لینے کا
ارادہ رکھتے ہو۔ پھر کلام مین درشتی اور سختی شروع کی لوگ سنکر ناچار پھر گئے۔ اتنے میں ایک جماعت
حضرت علی کی خدمت مین جاکے یہہ ماجرا ظاہر کیا۔ جناب امیر سُنکے بہت رنجیدہ اور ملول ہوے۔ اور اُسوقت
عثمان ذوالنورین کے پاس جاکے کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ آپ سے ایسے حرکات سرزد ہوتے ہین
مروان چاہتا ہے کہ آپ کو جادۂ عقل سے لغزش دیکے شتر کے مانند جدہر چاہے اودہر کھینچے۔ واللہ وہ
تو ارباب دانش و تدبیر سے نہین ہے۔ مین سمجہتا ہون کہ تم کو ہلاکت مین ڈالیگا مَن یَمشِی مَعَ الغُرَاب
سَیَرجِعُ اِلَی الخَرَاب تم نے مروان کی خاطر سے آپ کو مطعون کیا۔ اب مجھے معاف رکھو پھر مین تمہارے
معاملہ مین دخل ندونگا اور تمہارے یہان آنا جانا بھی موقوف کرونگا بس یہہ کہہ کے مجلس سے اُٹھے اور
اپنے مکان کی طرف سدہارے۔ حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ یہہ حال دیکھہ کے نہایت مضطر ہوئین
اور کہا کہ جناب امیر کی باتین مین نے سنی کمال صواب پر کلام کیا حق بجانب انہین کے ہے۔ انہون نے
بڑی رنجیدگی کے ساتھہ آپ کی مجلس سے تشریف لیگئے اب پھر انکا آنا بہت دشوار ہے۔ مروان کی خاطر
سے اپنی معاملہ کو اس درجہ تک پہنچانا کیا ضرور تھا۔ جب حضرت علی کی یہہ حالت ہو سب اکابر آل و اصحاب
بھی متغیر ہوجائینگے۔ حضرت عثمان نے کہا اب کیا تدبیر کرون۔ نائلہ نے کہا کہ اللہ تعالی سے ڈرا چاہئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کی اتباع کیا چاہئے اور
ستمگر عاملون کو معزول کرنے مین ہرگز تاخیر نہ کیجئے۔ القصہ جب نائلہ نے نہایت باعث ہوئین
حضرت عثمان نے جناب امیر کی خدمت مین جاکے بہت معذرت اور دلجوئی کی۔ حضرت عثمان نے غور
و تامل کے بعد سمجہا کہ جناب امیر کی راے نہایت صواب پر ہے۔ غرض حضرت علی نے پھر جناب ذوالنورین

سے گھر کی طرف قدم نہ رکھا یہانتک کہ مصر کے اوباشون اور فاجرون نے حضرت عثمان پر میٹھا پانی بند کیا
تب حضرت علی نے بنفس نفیس انکے گھر کے مارے پر آکر کھڑے رہے اور پانی کے چند مشک گھر مین روانہ کئے ایک روایت
کہ انہون حضرت علی نے اپنے ایک کام کیلئے خیبر کی طرف رونق افروز ہوئے تھے فتنہ گر اوباشون نے طلحہ بن
عبید کے پاس جمع ہو کے اس کی استصواب سے فتنہ شروع کیا تھا - جناب ولایت مآب نے جب خیبر سے مراجعت
کی حضرت عثمان نے انکے گھر جا کے کہنے لگے کہ آپ پر میری برادری کا حق اور حضرت کی مصاحبت و مصاہرت کا حق
ثابت ہے - فرضاً یہہ کچھ نہو تو بھی بنی عبد مناف کو اس بات کا نہایت ننگ و عار ہوگا کہ بنو تیم سے ایک شخص یعنی طلحہ
انکا حق انسے چھین لے اور طلحہ کی بہت شکایت کی - جناب امیر نے انکو دلداری اور تسکین دیکے فرمایا کہ فکر نکرو
خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالی کہ اب تم سنو گے کہ مین آپکی اعانت کس طرح کرونگا - پس اسیوقت اسامہ بن زید کو
اپنے ہمراہ لیکے طلحہ کے گھر گئے دیکھتے کیا ہین کہ اوباشون اور غوغائیون سے انکا گھر معمور ہے یہہ حالت دیکھکے
انکی ملامت مین زبان کھولی - طلحہ نے کہا کہ اے علی اب کام ہاتھ سے جاتا رہا ہے - جناب امیر نے سمجھا کہ اب نصیحت
فایدہ ندیگی - وہانسے خزانہ بیت المال کی طرف تشریف لائے اور حکم کیا کہ دروازہ کھولین کلید حاضر نہین تھی آخر دروازہ
کی زنجیر تڑوا کے دروازہ کھولا اور روپیون کی تقسیم شروع کی جب یہہ خبر ان لوگون کو پہنچی جناب امیر کی خدمت مین
دوان دوان آئے اور طلحہ کو اکیلا چھوڑ دیا جناب ذی النورین بہت مسرور اور حضرت علی کے ممنون و مشکور ہوئے - تب
ناچار طلحہ نے حضرت عثمان کے پاس آکے معذرت شروع کی حضرت عثمان نے فرمایا کہ واللہ تو نے تائب اور
نادم ہو کے نہ آیا بلکہ جب مغلوب و مخذول ہوا لاعلاج ہو کے آیا ہے اے طلحہ مین اللہ تعالی پر سونپتا ہون تا تیری جزا دے
اور محمد بن شہاب زہری سے منقول ہے کہ مین نے سعید بن المسیب سے سوال کیا کہ عثمان ذوالنورین کس لئے مقتول
ہوے اور صحابہ کس لئے ان کی تائید نہ کی - لوگ اُن پر خروج کرینگا کیا سبب ہے - سعید بن المسیب نے جواب دیا کہ عثمان
ذوالنورین نے مظلوم شہادت پائی اور قاتل انکا بلاشک ظالم ہے اور صحابہ کو انکی اعانت نہ کرنے مین ایک عذر
صحیح ہے - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امیر المومنین جناب ذوالنورین نے جب سریر خلافت کو زینت دی اوایل
کے چھ سال مین ایسی خوبی سے حکومت کی کہ اس ایام مین کسی نے اُن پر حرف نہ رکھ سکا اس کے بعد ان کے
اوضاع و اطوار مین تغیر آیا مثل مشہور ہے کہ اِذَا تَغَیَّرَ السُّلْطَانُ تَغَیَّرَ الزَّمَانُ آپ اقربا کے ساتھ جو محبت
رکھتے تھے پاس قرابت کے سبب سے انہین کو حکومتین دینے لگے معاویہ کو تو فتح آفریقہ کے بعد سب ملک
شام پر امیر بنایا - اور بصرے کی امارت سے ابو موسی اشعری کو معزول کر کے ان کی جگہہ پر عبداللہ بن عامر کو

بھیجا۔ کوفے کی امارت مغیرہ بن شعبہ سے نکال لیکے ولید بن عتبہ کو اور اس کے بعد سعید بن العاص
کو دی۔ جب باوجود صحابۂ کبار کے اسلام بلاد و امصار کی حکومتین بنی امیہ کے جوانون کو دین اور اُن
عاملون سے ناشایستہ حرکتین اور ان کے ظلم و ستم کی خبرین مدینہ کو پہنچنے لگین صحابہ رسول نہایت محزون
و ملول ہوتے تھے آخر ان کو معزول کرنیکے باب مین صحابہ کی ایک جماعت ہر چند بہت کوشش کی پر کچھہ فایدہ
نہوا۔ انہین کے عاملون سے عبداللہ بن ابی سرح جو مصر کا والی تھا لوگون پر جب ظلم و ستم شروع کیا مصر
لوگون کی ایک جماعت دار الخلافت مین اسکی شکایت لے آئی۔ اور اس کے آگے حضرت عثمان سے عبداللہ
بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر کے ساتھہ بے اتفاقی ہوی تھی سو ابن مسعود کے واسطے ہذیل
اور بنو زہرہ کی قوم اور عمار بن یاسر کے لئے بنی مخذوم کے قبیلے کے لوگ اور ابو ذر کی سبب سے بنو غفار کے
قبیلے والے اور اُنکے حلیف بھی آزردہ تھے فی الجملہ جب جناب ذوالنورین کو بن ابی سرح کے حالات سے اطلاع
ہوی اسیوقت اس کے نام سے ایک مکتوب کمال تہدید اور تاکید سے روانہ کیا کہ اپنی رعیتونکو راضی کرین
اور آیندہ ان کے ساتھہ حسن معاشرت سے پیش آوین۔ لاکن جب اسکے دل مین ایک سختی اور رعونت لگی
تھی وہ نصیحت کچھہ فایدہ نہ دی ابن ابی سرح نے جناب ذوالنورین کے نصایح سے تجاہل اور تغافل کیا
بلکہ اس جماعت کو جو دار الخلافت مین اپنی شکایت لیگئی تھی ضرب کروا کے قید مین رکھا اور ان سے ایک شخص
کو قتل کر ڈالا۔ تب مصر سے سات سو شخص نکل کے مدینہ آئے اور سب ماجرا اکابر مہاجر و انصار کی خدمت
مین ظاہر کیا۔ انکا مقصود ابن ابی سرح کی معزولی اور اس مقتول مظلوم کی قصاص طلبی تھا۔ پس مصریون
کی التماس سے حضرت علی نے جناب ذوالنورین کے پاس جا کے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ مصر کے
جن لوگون نے فریاد لائی ہی انکا معاملہ دریافت کرین اگر وے کسی پر حق ثابت کرین ان کی فریاد کو پہنچین
تا فی الجملہ فتنے کی آتش تسکین پاوے۔ طلحہ بن عبداللہ و ام المومنین عایشہ صدیقہ بھی حضرت عثمان کے
پاس ایسا ہی پیام بھیجا۔ اور دوسرے صحابہ نے بھی ایسا ہی کہا جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ مصر کی امارت
کے لئے تم کسی شخص کو ٹھہراؤ تا مین حکومت کی سند اس کے نام سے لکھہ دون۔ تب تمام صحابہ کرام کی رائے
اسبات پر آئی کہ محمد بن ابی بکر جو حسب و نسب کے زیور سے آراستہ اور فطانت و شجاعت کے لباس سے
پیراستہ ہین سزاوار امارت کے ہین۔ اہل مصر بھی انہین کے خواہان ہوے۔ تب جناب ذوالنورین نے حکومت
کی سند ان کے نام سے لکھہ دی اور مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی انکے ہمراہ دیکے مصر کی طرف روانہ کیا

اور یہہ حکم فرمایا کہ عبداللہ بن ابی سرح اور اہل مصر کے درمیان جو خلاف رودیا ہی اسکو تحقیق کرکے حکم شرع
جاری کرین - جب محمد بن ابی بکر اس جماعت کو ہمراہ لیکے مصر کی طرف روانہ ہوے اور تین منزل طی کین راستے
مین ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ اشتر تیز رفتار پر سوار ہوکے بڑی جلدی سے دوڑاتا ہوا مدینہ سے مصر کی طرف
چلا ہے - لوگون نے اسکو بلاکے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہان جاتا ہی اسنے کہا کہ مین امیر المومنین عثمان
ذوالنورین کا غلام ہون مجھے مصر کے عامل کے پاس بھیجا ہی - پھر جب اس سے دریافت کیا تو کہا کہ مین مروان کا
غلام ہون - حاضرون نے کہا کہ تو کہتا ہی کہ عامل مصر کے پاس جاتا ہون عامل مصر تو یہی ہی پس محمد بن ابی بکر
کے طرف اشارہ کیا - اس نے کہا کہ میرا مقصود عامل مصر سے ابن ابی سرح ہی یہہ بول کے اپنے اونٹ کو آگے بڑہایا
تب محمد بن ابو بکر کو خبر دی انہون یہہ سنتے ہی چند شخص کو اس غلام کے پیچھے دوڑایا تا اسکو پھیرلاوین جب اسکو
لوگون نے حاضر کیا تو آپ ہی اس سے استفسار کیا اس غلام نے وہی جواب دیا جو آگے اس جماعت کو دیا تھا
پھر محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہ کوی مکتوب تیرے ساتھ ہی اس نے کہا کہ نہین حکم کیا کہ اس کے اسباب کی بھرتی لین
کہین سراغ نہ ملا مگر اس کی چھاگل مین کوی چیز ہلتی تھی ہر چند اس کو منقلب کیا اور اس سے نکالنا چاہا پر وہ چیز نہین
نکلی - آخر اس کو چیرے تو اس سے ایک مکتوب سربمہر نکلا اسکے لفافہ پر لکھا تھا کہ مِنْ عُثْمَانَ اِلَی ابْنِ اَبِیْ سَرْحٍ
تب محمد بن ابی بکر نے ان مہاجرین و انصار کو جو اپنے رفیق تھے بلواکے انکو روبرو وہ نامہ کھولا اس مین مرقوم
تھا کہ جب محمد بن ابی بکر اور فلان فلان وہان آپہنچین ان کو قتل کر اور مصر والون نے جو تیرے ظلم سے شکایت
لائی تھی ان کو قید کر دے یہانتک کہ ہمارا دوسرا حکم پہنچے - ایک روایت ہی کہ اس مین یہہ لکھا تھا کہ یہہ لوگ
فتنہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کو آئے تھے پر انکا مدعا حاصل نہوا - اب لاعلاج
اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہین تو انکو خوب جانتا ہی پس جو سزا کہ لایق ہو خواہ قتل سے یا ہاتھ پاؤن
کاٹنے سے پہنچایا چاہئے تا آیندہ کوی ایسی حرکت نکرے - جب محمد بن ابی بکر اور ان کے رفیق اس نامے
کے مضمون سے آگاہ ہوے نہایت ملول اور مضطر ہو گئے - محمد بن ابی بکر پھر اس مکتوب کو بند کرکے اپنے
رفیقون سے جو اکابر اور عماید تھے اس پر انکی مہرین کردین اور ایک معتمد کے تحویل کرکے سب مدینہ منور
کی طرف مراجعت کی - جب داخل مدینہ ہوے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی او زبیر اور طلحہ او سعد و سعید کو جمع
کرکے وہ نامہ ان کے حضور مین کھولا - اور اس غلام کا قصہ بھی ظاہر کیا وہ نامہ دیکھتے ہی صحابہ رسول نہایت
متعجب اور ملول ہوے - حضرت علی و طلحہ و زبیر و سعد و عمار اور صحابہ کی ایک جماعت جو سب اہل بدر تھے اس نامہ

اور غلام اور مکتوب کو ہمراہ لئے ہوے جناب ذوالنورین کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہہ غلام اور اونٹ کیا آپکا
ہی کہا ہان - پھر پوچھا کہ یہہ مکتوب کیا آپ لکھا ہی کہ اس مکتوب کی مجھے خبر نہین نہ مین لکھا ہون نہ اس کے
لکھنے کا حکم کیا ہون نہ اس غلام کو مصر کے طرف بھیجا ہون - تب سوال کیا کہ یہہ کس طرح ہوگا کہ غلام اور اونٹ
آپکا ہو اور اس مکتوب پر آپکی مہر بھی چھپی ہو اور آپ کو اسکی خبر نہو تب حضرت عثمان نے اللہ تعالی کی قسم کھائی
کہ نہ اس خط کی مجھے خبر ہی نہ اس غلام کو مین روانہ کیا ہون اور صحابہ نے پہچانا کہ وہ خط مروان کا ہی سو اسکی
شکایت کی اور کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے تا ہم اس سے اس مکتوب کا قصہ دریافت کرین - اس وقت مروان
حضرت عثمان کے ہی گھر مین تھا لاکن انہون نے اسکے دینے سے ابا کیا اور فرمایا کہ اتنی ہی بات پر مین اس کو تمہارے
حوالہ کر نہین سکتا ہون کہ تم اسکو قتل کر دین شاید کہ کسی نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع اس پر مہر
کر کے اس غلام کو فریب دیکے روانہ کیا ہو دشمنون اور فتنہ گرونین تو ایسا کام ہوا کرتا ہی اگر ابن ابی سرح کو مین نامہ
لکھا ہوتا دریا کی راہ سے بھیجا ہوتا تا جلد پہنچے - حضرت عثمان مروان کو دینے سے ابا کرنا صحابہ کو ہرگز پسند نہ آیا اور بہت ہی ناگوار
ہوا سبکے سب آزردہ خاطر انکی مجلس سے اپنے مکانات کی طرف چلے گئے - مدینہ مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو
حضرت عثمان سے ناخوش اور دلگیر نہوا ہو - پر سب یہی سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان سے ہرگز جھوٹی قسم نہوگی - لاکن
جب تک مروان کو ہمارے تحویل نکرین ہمارا دل صاف نہوگا تا مروان سے دریافت کرین کہ یہہ مکتوب کون لکھا ہی
اگر حقیقت مین عثمان لکھا یا ان کے حکم سے مروان لکھا ہو تو خلیفہ کو معزول کرین کہ کس لئے ناحق دو صحابی کا قتل
روا رکھا - اور اگر مروان ان کے بے اطلاع لکھا ہی تو ایسے فتنہ انگیز کو جناب خلافت مآب کس لئے اپنے کاروبار
مین مطلق العنان چھوڑا ہی وہ تو سزا دینے اور سپہرگاہ خلافت سے دور رکھنے کے لائق ہی - القصہ جب اس
مقدمے کی خبر مشہور ہوی مدینہ مین کوی ایسا شخص نہین تھا کہ حضرت عثمان پر طعن نہ کیا ہو - اور جب یہہ خبر بصرے
اور کوفے کے فتنہ گرونکو پہنچی وے بھی قابو پاکے اپنے شہرون سے مراجعت کی بنو زہرہ اور بنو مخزوم اور بنو ہذیل کے
قبیلے والے جو آگے سے رنجیدہ خاطر تھے ان کی دشمنی اور بھی زیادہ ہوی - اور محمد بن ابی بکر جب اپنی قوم یعنی
بنو تیم سے نصرت چاہی تو انہین کے قبیلے سے ایک جماعت جو مدینے مین تھی انکی تائید پر کمر باندھی اور معرکے اوباش
نوبت تھی یہہ سب ملکے حضرت عثمان کے گھر پر چالیس پچاس روز یا دو مہینے آٹھ روز یا چھ مہینے تک علی
اختلاف الاقوال محاصرہ کیا ان کو نہین چھوڑتے تھے تا مسجد نبوی تک نماز کے لئے آوین اور میٹھا پانی بھی انکے
گھر مین جانے نہین دیتے تھے تا تنگ آ کے خلافت چھوڑ دین - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت

نہ چھوڑنیکے باب مین ان کو وصیت کی تھی اسلئے خلافت نہین چھوڑ سکتے تھے - اور مروان پر بہت رحم وشفقت مبذول رکھنے کے سبب سے اسکو انکے تحویل بھی کر نہین سکتے تھے غرض جب ظالمون نے پانی بند کر دیا - حضرت علی نے تشریف لاکے ان فتنہ گرون سے کہنے لگے کہ تم نے جو کام اختیار کیا ہے نہ عادت مسلمانون ہی نہ کافرون کی - کفار روم جب کسی کو اسیر کرکے قیدمین رکھتے ہین تو اسکو آب وطعام دیا کرتی ہین بھوکا پیاسا رکھنا مروتاً نہین جانتے ہین - پس تم خلیفۂ وقت کے ساتھ ایسے سلوک سے پیش آنا ہرگز سزاوار نہین اسباب مین ہرچند مبالغہ کیا لاکن کچھہ فائدہ ندیا - ان ظالمون کے دلون مین نصیحت کچھہ کارگر نہوی - کہتے ہین کہ محاصرے کے ایام مین جب موذن حضرت عثمان کے دروازے پر آتا اور کہتا اَلصَّلوٰۃُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن تب جناب خلافت مآب تو باہر آ نہین سکتے تھے لاعلاج امر امامت کا حوالہ کبھی ابوہریرہ کبھی ابن عباس پر فرماتے تھے آخر ان فتنہ گرون نے موذن کو زجر وتوبیخ کی کہ انکو امیرالمومنین نکہے تب موذن نے فقط لفظ الصلواۃ الصلواۃ پر اکتفا کرنے لگا - آخر انکا ظلم اس درجہ کو پہنچا کہ ابن حرب جو مصر کے سردارون سے تھا مسلمانون کی امامت کرنی شروع کی - منقول ہی کہ محاصرے کے ایام مین حضرت عثمان نے ایکدن اپنی مہاری پر چڑہکے آپ کو ان ظالمون پر ظاہر کیا - وے ناعاقبت اندیشون نے آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس سے بہتر قابو نہین کہ اب انکو مار ڈالین تاہم اس دغدغے سے نجات پاوین حضرت عثمان نے سُنکے فرمایا کہ واللہ خدا اور رسول نے میرا خون مباح نہین کیا ہی - ایک روایت ہی کہ جب آپکو ان پر ظاہر کیا کہا السلام علیکم کوی شخص جواب نہ دیا - تب آپنے پوچھا کہ تمہارے مین طلحہ بن عبداللہ ہی انہون نے کہا ہان جناب ذوالنورین نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میرا سلام اس قوم پر واقع ہووے جو اسلام کا دعوی کرتی ہے اور ان مین طلحہ بھی داخل رہی جو عشرۃ المبشرہ سے ہی اور میرے سلام کا جواب ندیوے یہ بھی ایک مصیبت ہی کہ جس پر استرجاع کیا جاوے - طلحہ نے سلام کا جواب دیکے کہا کہ سلام مین سنت یہی کہ آپکا سلام مین سنون او میرا جواب آپ سنین - اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا سلام طلحہ نے بار اول نہ سنا یا طلحہ نے جواب دیا لاکن حضرت عثمان کو مسموع نہوا - القصہ جناب ذوالنورین کہنے لگے کہ ای طلحہ مین قسم دیتا ہون اللہ تعالی کی کیا تم نے حضرت سے نہین سنا ہی کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہین مگر اس شخص کا کہ تین کام مین سے ایک کیا ہو - پہلا یہہ کہ ایمان لائے بعد کافر ہوا ہو - دوسرا یہہ کہ احصان کے بعد زنا کیا ہو - تیسرا یہہ کہ ناحق کسی مومن کو مار ڈالا ہو - الحمدللہ مین تو ان تین کامون سے کسی کام پر اقدام

نہین کیا ہون - پھر حضرت عثمان نے سب فتنہ گرون کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ تعالی کی اور حقوق اسلام کی سچ کہو انصاف سے نہ گذرو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریفہ کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی تب اس شہر مین میٹھا پانی نہین تھا مگر ایک کنوان کہ جسکو بیر رومہ کہتے ہین وہ کنوان ایک یہودی کے ملک مین تہا وہ اسکا پانی گران قیمت سے دیتا تھا اسلیے فقرا مہاجرین پانی کی شکایت حضرت کی حضور مین لائے - تب حضرت نے ارشاد کیا کہ جس نے اپنے خالص مال سے وہ کنوان خرید کرے اور اپنے دلو کو دوسرے مسلمانون کے دلوکے ساتھ وقف کریگا اس کے واسطے اللہ تعالی بہشت مین ایک کنوان عنایت فرماویگا مین نے یہہ ارشاد سنتے ہی اپنے خالص مال سے وہ کنوان خرید کرکے اس کو مسلمانون پر وقف کردیا سو تم آج کے روز وہ پانی پینے سے مجھہ کو منع کرتے ہو اور مین ناچار کھارا پانی پی رہا ہون - حاضرون نے یہہ بات سنکے اس کی تکذیب نہین کی اور انکو پیچھے جان کے خاموش رہے پھر سوال کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خلق کی کثرت سے مسجد نبوی مین گنجایش نہین تھی حضرت نے فرمایا کہ تم سے کون ہے کہ فلان کی زمین خرید کرکے داخل مسجد کرے اللہ تعالی اس سے بہتر ایک جگہہ اسکو بہشت مین دیگا مین نے صرف اپنے مال سے وہ زمین خرید کرکے مسجد کے ساتھہ منضم کیا - تب مسجد کشادہ ہوئی اب تم مجھہ کو اس مسجد مین نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو - سب اسکی بھی تصدیق کرکے خاموش رہے - پھر فرمایا کہ ایکبار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور مین مکہ معظمہ کے کوہ بشیر پر تھے یکبیک وہ پہاڑ اس قدر زلزلے مین آیا کہ اس کے بعضے پتھر گر گئے - تب حضرت نے اپنا مبارک قدم اوس پہاڑ پر مار کے فرمایا کہ اُسکُنْ یَا ثَبِیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدَانِ یعنے ساکن ہوا ای کوہ ثبیر کہ نہین ہین تجھہ پر مگر نبی اور صدیق اور شہید تب وہ پہاڑ ساکن ہوا جب ان لوگون نے یہہ سنا کہا ہان - حضرت عثمان نے کہا اللہ اکبر قسم ہے کعبے کے پروردگار کی تم نے میری صداقت پر گواہی دی تین بار اس کلمہ کی تکرار کی - کہتے ہین کہ جناب ذوالنورین کے لیے یہ باتین جب حضرت علی کی خدمت مین پہنچین بہت درد وقت کی اسیوقت آب شیرین کے تین مشک خدام کی ایک جماعت کے ساتھہ دیکے حضرت عثمان کے گھر روانہ کئے فتنہ گرون نے مانع ہو کے اندر جانے نہین دیتے تھے تب بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کی ایک جماعت نے تائید کرکے وہ پانی گھر کے اندر لے گئے امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لایا ہے کہ امام احمد نے مغیرہ ابن شعبہ سے نقل کی ہے کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تہا مین نے انکے گھر مین داخل ہوا اور کہا کہ تم مسلمانون کے امام ہو اب آپ پر ظالمون نے بڑا فتنہ مچایا اور نہایت تنگ کردیا ہے ایسے وقت مین تین

کاموں سے ایک اختیار کیجئے۔ یا انکے جنگ پر آمادہ ہو جائیے کہ آپکو قوت اور تابعوں کی کثرت حاصل ہی اور آپ
حق پر ہیں اور وے باطل پر۔ یا آپکے دروازے پر جو اوباشوں نے گھیرا ہی ہم اسکے سواے دوسرا دروازہ بنا
دیتے ہیں آپ بلا توقف اپنے مرکب پر سوار ہو کے مکہ معظمہ کا قصد کیجئے آپ جب حرم میں رہیں کوئی آپکے خون
کا ارادہ نہ کریگا یا شام کی طرف تشریف لیجاؤ کہ وہاں معاویہ حاضر ہے۔ جب حضرت عثمان نے فرمایا کہ انکے
قتال پر کمر باندھنی میں نہیں چاہتا ہوں کہ حضرت کے بعد آپ کے اُمت میں خونریزی میرے سببے شروع ہووے
اور مکہ معظمہ کے طرف جانیکی بات جو تونے کہی میں نے حضرت سے سُنا ہون کہ فرماتے تھے کہ قریش کے ایک شخص
کے سببے مکے میں الحاد لینے ظلم شروع ہوگا سو اوس پر عالم کا آدھا عذاب ہی پس میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص
میں ہوئن۔ اور شام کی طرف جانا میں نہیں چاہتا ہون کہ دار ہجرت کی اقامت اور روضہ نبوی کی قربت اور مجاورت
ترک کرون۔ اور ابن عساکر نے ابی ثور الفہمی سے نقل کیا ہی کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تھا میں انکی خدمت میں گیا فرماتے
تھے کہ اللہ تعالی نے مجھے دس چیزیں عنایت کین۔ مین سابقین اسلام مین چوتھا ہون۔ اور حضرت نے اول اپنی دختر کے
ساتھ میری تزویج کردی جب اس بی بی کی رحلت ہوی پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کردیا۔ اور جب سے مین نے
حضرت کے مبارک ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیکے شرف بعیت سے مشرف ہوا پھر اس ہاتھ سے اپنے زیرناف کو مس نہ کیا۔ اور
جب سے مین نے اسلام لایا کوئی جمعہ مجھپر ایسا نہین آیا کہ جس مین مین نے ایک بردہ آزاد نکیا۔ اور اگر اس وقت غلام حاضر
نرہتا تو اس کے بعد آزاد کر دیتا۔ اور کبھی مین نے زنا نہین کیا ہون نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین۔ اور کبھی چوری نہین کی مین
نے نہ جاہلیت مین نہ اسلام مین۔ اور مین نے قرآن مجید کو جمع کیا انتہی۔ جب محاصرے کے ایام منقضی ہوے مالک نے
حضرت عثمان کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المومنین تین کامون سے ایک کام اختیار کیجئے پہلا یہہ کہ منصب خلافت
چھوڑ دیجئے تا مخالفین جس کو چاہتے ہین اسکو مقرر کرلین۔ یا آپ اپنے قصاص کا حکم فرمادین۔ اگر آپ ان ہر دو کام سے
ایک بھی قبول نکرین۔ جاننے کہ وے آپکو قتل کرین گے۔ جناب ذو النورین نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس خلعت سے
مجھے عزت دی ہی اسکو کس طرح نکالون حالانکہ وہ خلعت نہین نکالنے پر حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہی اور تہدید
شدید کی ہی قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مجھہ پر ظلم وجفا کی تیغ بھی چلاوین تو مین اپنے قتل کو دوست رکھتا ہون اس بات
سے کہ امت مرحومہ محمدیہ کی امامت سے ہاتھ اوٹھاون۔ اور تم نے قصاص کی بات جو کہی واللہ میرے سببے ایسا کام نہوا
کہ موجب قصاص کا ہو۔ اور میرے قتل کی بات جو کہی مین بھی معائنہ کرتا ہون کہ انکا مقصد وہی ہی۔ لاکن یقین جانئے کہ اگر
وے میرے قتل پر اقدام کرین باہم ان مین بھی دوستی باقی نرہیگی بلکہ ان مین بڑا ہی اختلاف حادث ہوگا پھر ان کو
دین محمدی کے دشمنون پر بطریق اجتماع جنگ وقتال میسر نہوویگا پھر یہہ آیت تلاوت کی

وَیَا قَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیْ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْکُمْ بِبَعِیْدٍ
پھر فرمایا کہ عنقریب ہم اور یہہ لوگ عرش معلے کے پاس جمع آئینگے ہمارے اور انکے درمیان خود اللہ تعالی حکم
کریگا ہر فریق اپنی سزا و جزا پائیگی - اور قریب ہی کہ یہہ لوگ اس کے بعد دیکھینگے کہ ان پر کس قدر ضعف اور سختی رو
دیویگی اور وے آرزو کرینگے کہ مین انہین زندہ رہا ہوتا - واللہ مین انکی امارت و حکومت کی رغبت نہین رکھتا ہون
اگر حضرت کی یہہ وصیت ہوتی کہ اے عثمان اللہ تعالی تجھے ایک قمیص پہنوائیگا اور لوگ چاہینگے کہ اس کو تیرے سے
نکال لین - زنہار اس پر رضا ند یجئے اور وہ پیرہن اپنے سے دور نہ کیجئے - اور اسباب مین جو بلا تجھے لاحق ہو اسپر
صبر و شکیب کیجئے - اگر یہہ وصیت نہوتی البتہ یہہ امارت چھوڑ دیکے اپنے گھر بیٹھا ہوتا - واللہ اگر انکی تیغ جفا سے
نہ مارا جاؤن تو بھی عنقریب مین مرجاؤنگا کیونکہ اب تو میری عمر نہایت کو پہنچی اور میرے اعضا ضعف ہو گئے جب
مرنا یقین ہی فاجرون اور باغیون کے ہاتھ سے مارے جانا بہتر اور انکی تلوار سے شربت شہادت چاکنا نہایت خوشگوار
اور خوش تر اور ایسی مظلومی اور بیچارگی سے شہادت پانے مین رضای الہی مضمر ہے - پھر دعا کی کہ خداوندا میرا حال تو
اس درجے کو پہنچا ہی اور یہہ جماعت میرے قتل کا ارادہ رکھتی ہی انکا داعیہ انہین پر پھیر دے اور انکی جماعت کو پریشان
اور متفرق کر دے اور میرا انتقام انسے لے - راوی کہتا ہی کہ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ جناب ذو النورین مظلوم کی دعا اکثر
ان ظالمون کے حق مین مستجاب ہوی - نقل ہی کہ عبد اللہ بن عمر نے ان اوباشون کے پاس جاکے کہنے لگے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین عثمان ذو النورین سے جنگ احد مین ایک بڑا گناہ ہوا تھا اللہ تعالی اپنے
اپنے کرم سے عفو کیا چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اب تم نے ایک صغیرہ پر چاہتے ہو کہ ان کو قتل کرین - روایت
ہی کہ عبد اللہ بن سلام نے محاصرے کے ایام مین مدینہ والون سے کہنے لگے کہ اے مسلمانو زنہار عثمان ذو النورین کے
قتل کو گوارا نکرو اور فتنہ کا دروازہ نہ کھولو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ تمہارے فتنے کی شمشیر خلاف شریعت مین ہی
اور امام زمان کے قتل کا ارادہ خلاف طریقت ہی اور بحکم حدیث نبوی مدینہ کی راہون پر نگہبانی کے لئے فرشتے کھڑے
ہین اس شہر مین فتنے کو داخل ہونے نہین دیتے ہین تم خلیفۂ وقت کے قتل سے ان فرشتون کو آزار نہ دو اپنے
برے فعلون کے سبب انکو اپنے شہر سے مت چلاؤ اور فتنے کی تلوار کو غلاف سے مت نکالو اور جماعت مسلمین
مین تفرقہ نڈالو - ایک روایت ہی کہ یہہ بھی فرمایا کہ اگلی امتون مین سنت اللہ ایسی جاری ہی کہ جس امت نے اپنے
پیغمبر کو قتل کرتی اس کے بدلے مین ستر ہزار مرد مارے جاتے - اور جب کسی پیغمبر کے خلیفے کو قتل کرتی اس کے
عوض مین تیس ہزار مرد مقتول ہوتے - پس تم خلیفہ بحق کے قتل پر اقدام نہ کرو کہ فتنے کے دروازے تم پر کھل جائینگے

اور تمہارے مین خونریزی جاری ہو جائیگی - واللہ تمہارے سے جس نے ان کی قتل مین شریک ہوویگا قیامت
کے روز اپنا ہاتھ کٹا ہوا درگاہ الٰہی مین آویگا جاننے کہ اس شیخ یعنے امیر المومنین عثمان ذوالنورین کے
حقوق تمہارے ذمے پر ایسے ہین جیسے باپ کے حقوق فرزندون کے ذمے پر ہون تم اس کو عقوق سے
بدل نہ کرو اور شریعت محمدیہ کی محافظت بجالاو - جب عبداللہ بن سلام کا یہہ کلام فیض التیام وے فجار
بدانجام نے بھی سنا انکے ساتھ بے ادب ہوے اور سختی سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹھ کہتا ہی یہود
اور نفاق رکھتا ہی - عبداللہ بن سلام نے جواب دیا کہ تم کذب اور بہتان کی راہ چلتے ہو معصیت اور مخالفت
کے دروازے خلق پر کھولتے ہو امام بحق سے بغاوت کرتے ہو مین یہودی اور منافق نہین بلکہ موحد اور مومن
مخلص اور محمدی ہون اسبات پر خدا و رسول گواہ ہین اور ماہران قرآن بھی اسبات سے آگاہ ہین - اللہ تعالیٰ
نے کئی آیات قرآنی سے میری شان کو بلند فرمایا ہی چنانچہ ارشاد کیا قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ
بِہٖ وَشَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَکْبَرْتُمْ جو لوگ تفسیر اور تاویل و تنزیل سے آگاہ
ہین انسے دریافت کرو کہ اس آیت مین شاہد من بنی اسرائیل جو وارد ہی اس سے مین ہی مراد ہون اور
دوسری آیت مین فرمایا قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ کبار صحابہ سے پوچھ لو
کہ اس آیت مین ومن عندہ علم الکتاب سے مراد کون ہی القصہ یہہ نصائح شافیہ و مواعظ کافیہ اس گروہ باغی
مین کچھ تاثیر نہ کی - روایت ہی کہ مدینہ والون کی ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت مین پوشیدہ
پیام بھیجا کہ ہم کو اذن دیجیے کہ آپ کی طرف سے اس قوم کے ساتھ جنگ کرین - جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت
ندی - ایک روایت ہی کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت عثمان کے حضور مین حاضر ہوے اور کہنے لگے
کہ انصار کرام تحیہ سلام پہنچاتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ ہم کو اجازت ہو تو ان ظالمون سے قتال کرتے
ہین اور دوسرے بار انصار اللہ ہوتے ہین - جناب ذوالنورین نے ان کے حق مین دعاے خیر کی اور یہہ
جواب کہلا بھیجا کہ تمہاری تائید و نصرت کو مین نے بڑی نعمت اور منت سمجھتا ہون - لیکن جنگ و جدال اچھا
نہین جانتا ہون کیونکہ مین نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے مسلمانون کی جان و مال تلف ہووے
کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے مکان مین انکے ہمراہ سات سو مرد تک حاضر تھے امام ہمام امام حسن بن علی و عبداللہ
بن زبیر اور مدینہ کے اصحاب و اشراف کی ایک جماعت ان کے ساتھ اتفاق رکھتی تھی اگر جناب ذوالنورین
سے جنگ و جدال کی رخصت ہوتی - انہون نے ان ظالمون اور فاجرون کو اسیوقت مدینہ کی سرحد سے

نکال دیے ہوتے - ویسے ہر چند اذن چاہی اور اس باب مین بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا لاکن حضرت عثمان نے ہرگز انکو رخصت ندی اور فرمایا کہ مین تمکو قسم دیتا ہون کہ میری طرف سے قتال نہ کرو بلکہ مجہہ کو میرے حال پر چھوڑ دو اللہ تعالی میرے حق مین جو مقدر کیا ہی ہر آئینہ وہ ظہور مین آئیگا وللہ در من قال ؎ الحکم للہ ان الامر لیس لنا ۔ وما یفید سوی التسلیم للقدر حبیبہ جو موسی بن عتبہ کی جدہ ہی روایت کرتی ہی کہ محاصرے کے ایام مین زبیر بن العوام نے مجھے حضرت عثمان کی خدمت مین روانہ کیا اس وقت امام حسن بن علی وابو ہریرہ وعبد اللہ بن عمر اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت ان کے پاس بیٹھی تھی مین نے عرض کی کہ مجھے زبیر بن العوام نے آپکی خدمت مین بھیجا ہی تحیہ سلام پہنچاتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے تمہاری محبت اور اطاعت مین ثابت قدم ہون اور آپکے ہاتہہ پر جو بیعت کی ہی اس مین تغیر وتبدل راہ نہین پایا ہی - اگر فرماتے ہو آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون یا حکم دیتے ہو تو اسی جگہہ آپکی خدمت اور اعانت بجالانے پر کمر باندہتا ہون بنو عمر اور بنو عوف کے ہر دو قبیلے والون نے میرے سے وعدہ کیا ہی کہ کل علی الصباح میرے دروازے پر حاضر ہو دین اور مین جو حکم کرون بجالا دین - جب امیر المومنین عثمان ذو النورین نے یہہ پیام سُنا نہایت خوشی سے تکبیر کہی اور کہنے لگے شکر وسپاس ہی اللہ عز وجل کا کہ میرے برادر کو عصمت کی جگہہ مین ثابت قدم رکھا اور یہہ قوم جو خلاف وشقاق مین گرفتار ہین اس سے اسکو بچایا - پھر قاصد سے کہنے لگے کہ میرے برادر زبیر کو میرا سلام پہنچا اور کہدیجئے کہ میری خوشی اسی باب مین ہی کہ تم اپنے مقام مین مقیم رہین اور جو شخص کہ اسلام کا دعوا کرتا ہو میرے واسطے اس پر تلوار نہ کھینچین مین اللہ تعالی سے یہہ امید رکھتا ہون کہ اس بلا کو میرے سے دفع کر دے اور ابو ہریرہ جو اس جماعت مین حاضر تھے اٹھے اور کہنے لگے کہ یارو کیا مین تمہین اس بات سے خبر دون جو میرے کان جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہی حاضرون نے کہا کہ فرمائیے - تب کہنے لگے کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین نے حضرت سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ میرے بعد بہت سے فتنے اور منکرات اور بڑے حادثے میری امت مین پیدا ہوونگے تب صحابہ نے عرض کی کہ ان بلیات سے نجات کس طرح حاصل ہو - فرمایا کہ تمہارا مرجع اور مصیر یہہ مرد امین اور اس کے تابعین ہون - حاضرون نے جب یہہ حدیث سنی حضرت عثمان سے عرض کی کہ ابو ہریرہ خبر دینے سے ہمکو حقیقت الامر اور آپکی حقانیت معاینہ ہو گئی اب اذن دیجئے تا اس گروہ سے مقاتلہ کرین - حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین تم کو سند سوگند دیتا ہون کہ ان لوگون کے ساتہہ جنگ نکرو کہ جو اسلام کا دعوی کرین ان پر تیغ چلاؤن بلکہ اس بلا مین صبر کرنا حضرت کی وصیت ہی بجالاتا ہون میرے

حق مین بہتر ہے - نقل ہے کہ محاصرے کے ایام مین سعید بن عاص نے جناب ذوالنورین کے پاس آکے کہنے لگا
کہ یا امیر المومنین میری راے مین یہہ بات آتی ہے کہ آپ حج بیت اللہ کا احرام باندھکے تکبیر کہتے ہوے گھر سے
باہر نکلین مین امید رکھتا ہون کہ جب آپ زیارت بیت اللہ کا قصد رکھتے ہین آپکو کچھہ آسیب نہ پہنچا سکینگے اور
جب آپ مکہ معظمہ کی سکونت اختیار فرماوین بحکم کریمہ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا آپ کو حرم محترم مین امن حاصل
ہوویگا اور کوئی شخص آپکے ساتھہ تعرض نہ کر سکیگا جب لوگ اس شہر مین آپکی ایذا رسانی پر کمر باندھین پھر یہانکی
اقامت مناسب نہین ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہہ بات عقل سے نہایت دور معلوم ہوتی ہے کہ یہہ قوم
دغاباز و فتنہ انداز جب میرے کو مباح جانین مجھے کعبۃ اللہ کے حد سے منع نکرین بلکہ کعبۃ اللہ کی زیارت
سے بھی منع کر دیوین گے اور سواے اسکے دار ہجرت کی اقامت اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہمسائگی کو چھوڑکے دوسری جگہہ کیسا اختیار کرون - کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے غلامون نے کمر باندھی ہوئی
تلوارین کھینچے ہوے کھڑے تھے اور ارادہ یہہ رکھتے تھے کہ اس گروہ اوباش کے ساتھہ جنگ اور پرخاش کرین
جناب ذوالنورین کی نظر جب ان پر پڑی فرمایا کہ تمہارے سے جس نے اپنی ہتھیار ڈالدے اور جنگ نہ کرے اسکو
مین للہ آزاد کیا ہون اور صحابہ کی ایک جماعت اور مدینے والون کی ایک گروہ با ہتھیار ہوکے جنگ پر آمادہ ہوگئی
حضرت عثمان نے انکو قسم دی اور بڑے مبالغہ سے فرمایا کہ ہتھیار آپسے دور کرو کیونکہ مسلمانونکی صلاح و فلاح
اسی مین ہے تب اوباشون کی ایک جماعت سنگساری شروع کی حضرت عثمان نے آواز کی کہ لوگو یہہ سنگ
اندازی کیا ہے - ان خارجیون سے ایک ظالم نے کہا کہ ہم پتھر نہین پھینکتے ہین لاکن حقتعالی اپنے غضب مین آکے
یہہ پتھر برساتا ہے - حضرت عثمان نے فرمایا کہ تم جھوٹھہ کہتے ہو اللہ کی پناہ اگر خدا تعالی کا غضب میرے طرف
متوجہ ہوتا اور وہ پتھر برساتا یقین ہے کہ ایک پتھر خطا نکیا ہوتا - حضرت عثمان کی حرم محترم نایلہ سے مروی ہے
کہ جب اوباشون نے محاصرہ کیا اندنون اکثر حضرت عثمان روزہ رکھتے تھے اور دوسرے ظالمون نے میٹھا پانی
اُن پر یہان تک بند کر دیا تھا کہ کسی کو طاقت نہین تھی کہ تھوڑا پانی روانہ کرے شہادت کے آگے ایک روز
اپنی عادت کے مطابق روزہ رکھا مین نے اُنکے افطار کے لئے ایک پیالہ میٹھا اُن بے مروتون سے مانگی تھی تو
نے تمسخر اور استہزا کے طور پر کہا کہ تیرے مکان مین تو پانی کا کنوان موجود ہے حالانکہ اس کنوے کا پانی نہایت
کہارا تھا - غرض حضرت عثمان افطار نہ کرکے سو گئے اسلئے مین بیقرار تھی اور پانی کے لئے بہت دوادوی کرتی
تھی آخر صبح کے قریب اپنی حویلی پر چڑھکے اپنے ہمسائگون سے ایک کے پاس پانی طلب کیا تو آب شیرین

کا ایک کوزہ میسر ہوا - تب مین نے حضرت عثمان کو بیدار کیا تا تھوڑا پانی نوش فرماوین تب انہون نے آسمان
کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ اب تو صبح ہو چکی اور مین نے روزے کی نیت کی ہے بی بی نے کہا کہ جب آپنے کل کا روزہ
افطار کیا یہان تک کہ ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیا پھر آج کس طرح روزہ رکھو گے جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ آج
گھر کے چھت کے اوپر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر ظاہر ہوئے اور حضرت کے ساتھ آب شیرین
کا ایک ڈول تھا فرمایا کہ اِشرَب یا عُثمان مین نے اس کو نوش کیا تین بار ایسا ہی اسکو پانی کا حکم ہوتا تھا اور مین
نوش کرتا تھا یہان تک کہ مین سیراب ہوا پھر اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے عثمان یہ لوگ کل کے دن تجھ پر
ہجوم کرین گے اگر تو انکے ساتھ قتال کریگا اللہ تعالی تجھکو ان پر فتح و نصرت دیویگا اگر تو جنگ نہ کر کے صبر کریگا
کل کی شب ہمارے پاس آکے افطار کریگا اے نایلہ مین نے اس کو اختیار کیا ہون کہ اس دنیا سے فانی
سے رخت سفر باندھون اور حضور نبوی مین جا کے افطار کرون - پس اپنی بی بی کو وداع کیا دوسرے دن
جو روز جمعہ تھا حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی کہ اوباشون نے آج کے روز حضرت عثمان کے قتل کا
ارادہ رکھتے ہین یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی نہایت محزون و ملول ہوئے اور ان ظالمون کو بد کہا اور فرمایا
کہ مروان کو طلب کرنا انہین پہنچتا ہے نہ قتل عثمان پس اسیوقت اپنے قرۃ العینین ریحانتین رسول الثقلین
حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے ساتھ اپنے غلام قنبر کو بھیجے حکم کیا کہ تم اپنی شمشیرین حمایل کئے
ہوئے عثمان ذوالنورین کے دروازے پر جا کے کھڑے رہو اور ان ظالمون سے کسی کو گھر کے اندر جانے
نہ دو وہان عثمان ذوالنورین سے اس قدر التماس کرو کہ مروان کو پکڑ کے انکے تحویل کر دین تا فتنے کی آتش
بجھہ جاوے - طلحہ اور زبیر اور دوسرے صحابہ کرام نے جب سنا کہ حضرت مرتضی علی نے اپنے جگر گوشون کو جناب
ذوالنورین کی مدد پر روانہ کیا ہے آپ بھی انکا اقتدا کر کے اپنے فرزندون کو روانہ کیا تا ان شہزادگون کی ملازمت
مین رہین جب ان ظالمون نے دیکھا کہ حضرت عثمان کی مدد پر شرفا کی ایک جماعت آ کھڑی ہی بالکل گستاخ
ہو کے تیر اندازی و سنگساری شروع کی یہان تک کہ حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک خون آلودہ ہوا
اور محمد اور طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قنبر کا سر پھوٹ گیا جب اوباشون نے حضرت امام حسن کا چہرۂ مبارک
خون آلودہ دیکھا نہایت گھبرائے کہ کہین یہہ خبر سب بنی ہاشم کو نہ پہنچے اور وے سب کے سب متفق ہو کے
انکی مدد پر آوین تو ہماری سعی باطل ہو جاویگی اسلئے ایک ساعت تیر او پتھر سے ہاتھ رکھا - اور ایک روایت
ہے کہ حضرت عثمان کے دروازے پر سے آتش پھینکنی شروع کی تو لوگون نے دور ہونے لگے تب اس

پی اے عثمان ۱۲

فرصت کو غنیمت جان کے دروازے پر سے چڑھکے اندر ہو گئے - اور لکھتے ہین کہ حضرت عثمان کے ہمسائے مین ایک انصاری کا جو گھر تھا اس کی دیوار توڑ کے بلعضے اس راہ سے حضرت عثمان کی سرا مین داخل ہوئے تب جناب ذوالنورین نماز مین مشغول تھے اور سورۂ طٰہٰ کی قرات انکی زبان مبارک پر جاری تھی ایسا شور و غوغا اور اژدہام ہوتے پر بھی آپ کی نماز مین خلل نہ آیا - جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی قرآن مجید اپنے گود مین لیکے کھولتے ہی یہہ آیت شریف نکلی اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ غرض حضرت عثمان نے تلاوت قرآن مین مشغول ہوئے ایک ظالم نے ایک اینٹ پھینک کے انکے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا - کہتے ہین کہ محمد بن ابی بکر نے اول حضرت عثمان کے گھر مین داخل ہو کے اس جناب کی مبارک داڑھی پکڑی جناب ذوالنورین نے کمال ملایمت اور نرمی کے ساتھ فرمایا کہ اے میرے بھائی کے فرزند داڑھی چھوڑ دیجئے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تیرے پدر بزرگوار زندہ رہتے تو اس امر نا فرجام پر اقدام نفرماتے کیونکہ انہون نے میری داڑھی کا اکرام کرتے تھے یہہ کلام سنتے ہی محمد بن ابی بکر کے دل مین بڑی ہی رقت پیدا ہوئی اسیوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت نادم و شرمندہ ہو کے پھر گئے - پھر اس کے بعد ایک شخص پست قد کالے آنکھ والا کہ جس کا نام رومان بن سرحان تھا خنجر کھینچا ہوا نزدیک آیا اور کہا کہ اے نعثل تو کیا دین رکھتا ہی جناب ذوالنورین نے کہا کہ مین نعثل نہین بلکہ عثمان بن عفان ہون ابراہیم خلیل کی ملت حنفی اور پیغمبر آخر الزمان محمد عربی کے دین متین پر ہون اور مشرکون سے نہین ہون بلکہ موحدون اور مخلصون سے ہون - اس بدبخت نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہی پھر اپنی خنجر ان پر چلائی - اور ایک روایت ہی کہ سودان بن حمران اصبحی جب حضرت عثمان پر شمشیر چلائی تب انکی بی بی نایلہ درمیان حایل ہو کے اپنا ہاتھ سپر کیا سو اس ضرب مین انکی انگلیان کٹ گئین اور حضرت عثمان نے شہادت پائی اور انکا خون مبارک آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر ٹپکا قرآن مجید رنگین ہوا - کہتے ہین کہ اس حالت مین مصریون سے ایک مردود نے تلوار علم کیا ہوا گھر مین آیا اور چاہا کہ حضرت عثمان کو مثلہ کرے انکی بی بی نایلہ نے اپنے شوہر اور اسکی شمشیر کے درمیان حایل ہو گئین اور بڑی شجاعت سے اسکو روکنے لگین ایسے مین حضرت عثمان کا ایک غلام کہ جس کا نام رباح تھا جلد آ پہنچا اور اپنی تلوار سے اس مردود کا سر جدا کیا - نقل ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نے اپنی پہاڑی پر چڑھکے ندا کی کہ لوگو امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے شہادت پائی اور آہ و زاری شروع کی یہہ خبر کدورت اثر سنتے ہی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور

اولاد صحابہ کی جو ایک جماعت حاضر تھی بے اختیار وہان وہان گھر کے اندر آئی اور جناب ذوالنورین کو مقتول
و مذبوح پایا دیکھتے ہی انا للہ پڑھی اور بہت ہی درد و رقت کی اور سعی ہوی باہر آئی۔ اور جب یہہ خبر حضرت
علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کو پہنچی وے بھی بے اختیار اپنے گھرون سے
وہان وہان نہایت جلدی سے حضرت عثمان کے گھر آگئے خصوصاً حضرت علی نے جب جناب ذوالنورین کو اس
حالت پر دیکھا بہت افسوس کیا ہر دو صاحبزادگون پر نہایت غصہ ہوکے فرمایا کہ یہہ بات کب سزاوار تھی کہ عثمان
ذوالنورین سے کا مرد اس طرح مقتول ہووے اور تم اسکے دروازے پر حاضر ہین اور اسکے قاتلون کو اندر
جانیسے منع نکرین اور اس درد والم سے اس قدر بیطاقت و بے اختیار ہوے کہ حضرت امام حسن کو ایک طمانچہ اور
حضرت امام حسین کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر پر بہت ہی غصہ ہوکے زجر و توبیخ کی
تب انہون نے عرض کی کہ یا علی ہمکو اصلا خبر نہوی کیونکہ وے اوباش ہمسائے کی دیوار توڑکے اندر داخل ہوے
جناب امیر نے پھر گھر مین تشریف لیجاکے حضرت عثمان کی بی بی سے دریافت کی کہ تمہارے شوہر کو کون قتل
کیا اسنے کہا یا ابا الحسن دو شخص اجنبی ایسے آئے کہ مین انکو پہچانتی نہین ہون اور انکے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی
تھے پر مین نہین جانتی ہون کہ کس نے قتل کیا جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلاکے استفسار کی تو انہون نے
اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکے کہا کہ یا علی مین نے ان کے قتل کے ہی ارادے سے نزدیک گیا جب حضرت عثمان نے میرے
والد کا نام لیا مجھے ایک رقت پیدا ہوئی سو پھر گیا مین توبہ کرتا ہون اللہ تعالیٰ کی طرف واللہ مین نے ان کو قتل کیا
تب عثمان کی بی بی نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اپنے قول مین سچا ہی۔ القصہ حضرت علی نے انا للہ پڑھتے ہوے
اپنے گھر تشریف لائی۔ کہتے ہین کہ جناب امیر کو یہہ گمان تھا کہ حضرت عثمان کے قتل مین طلحہ کی تائید و اعانت
ہوی ہوا سلئے اسنے حضرت امیر سے ملاقات کرکے کہنے لگا کہ یا ابو الحسن کس لئے آپ اس قدر قہر و غضب میں
ہوا اور حسنین کریمین کو بے تقصیر کس لئے آزردہ کیا جناب امیر نے فرمایا کہ کس لئے غصہ نکرون حالانکہ امیر المومنین
عثمان ذوالنورین جو حضرت کی شرف صحبت سے مشرف اور آپکی قرابت قریبہ اور دولت مصاہرت سے معزز
و مفتخر رہے اور بلا حجت شرعی ایسے مظلوم مارا جاوے۔ طلحہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین نے اگر مروان کو ان
لوگون کے تحویل کر دیتے تو انکا یہہ اس مرتبے کو نہ پہنچا ہوتا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مروان پر جرم ثابت
ہونے کے آگے کس طرح انکے تحویل کرین اور کس طرح اس کے قتل کو جائز رکھین پس حضرت علی نے نہایت
ملول ہوکر بکمال رقت سے آیۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی اور بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع لاکے کہنے

کہ بار خدایا جنھون نے عثمان ذو النورین کو قتل کیا اور جنھون نے اس باب مین سعی کی مین ان سے بیزار
ہون اور ان کے قاتل کو تیرے قہر و غضب کا مستحق جانتا ہون غرض جب جناب امیر نے مغموم و دلگیر
اپنے مکان کی طرف مراجعت کی لوگون نے ان کی خدمت مین دوڑے اور کہنے لگے کہ آپکا ہاتھ دراز
کیجیے تاہم بیعت کرین کیونکہ مسلمانون کو سوا اسے امیر کے چارہ نہین حضرت علی نے فرمایا کہ کسی کو امیر بنانا
تمکو نہین پہنچتا ہی بلکہ یہہ بات اہل بدر کو سزاوار ہے کہ وے جس کو چاہین خلیفہ ٹھہرائین پس اہل بدر سے
بھی باقی نرہا مگر حضرت علی کی خدمت مین آکے یہی کہتا تھا کہ خلافت کے لئے آپکے سوائے کوئی احق
نہین ہے آپکا ہاتھ دراز کیجیے تاہم بیعت کرین تب حضرت علی نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالی کی کہ مین شرم
رکھتا ہون اس بات سے کہ جن لوگون نے عثمان ذو النورین کو قتل کیا ان سے بیعت لون ۔ اور مین شرم
رکھتا ہون اللہ تعالی سے کہ مین لوگون سے بیعت لون حالانکہ عثمان ابھی مدفون نہو ۔ منقول ہی کہ حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد ان اوباشون نے حضرت عثمان کا گھر لوٹنے پر کمر باندھی ابو ہریرہ کا گھر اور
چند مکانات حضرت عثمان کے قرب جوار مین تھے ان کو بھی غارت اور تاراج کیا بلکہ خزانہ بیت المال کا دروازہ
توڑکے لوٹ لیا و خرجیان بھر درہم ان ظالمون کے ہاتھ آئے ۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان کے گھر مین ایک
صندوق مقفل تہا اس کو دیکھ کے کہنے لگے کہ شاید بیت المال سے خیانت کیا ہو اسلئے اس مین ہوگا جب
اس کو توڑکے دیکھا تو ایک ڈبہ سربستہ اس مین موجود تھا اس کو دیکھ کے یہہ گمان کیا کہ اس ڈبے مین ایسے
جواہر نفیس ہونگے کہ جس کی قیمت ایک مملکت کا خراج ہو اوس کو بھی کھول کر دیکھا تو ایک رقعہ تھا کہ
جس پر حضرت عثمان نے اپنے خط خاص سے لکھا ہی اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان
محمدا عبده ورسوله وان الساعة اٰتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور عليه احيى وعليه اموت
وے اوباش اوسکو دیکھ کے شرمندہ ہوے ۔ کہتے ہین کہ حضرت عثمان کی نعش مبارک اس روز شام تک
ویساہی بے دفن دہری رہی تھی کسیکو مجال نہین تھا کہ ان کو اٹھا کے دفن کرے آخر حضرت علی کی سعی سے
لوگون نے شب کے وقت انکی تجہیز و تکفین کی اور جنازہ میسر نہ آنے سے حضرت عثمان کے گھر کا ایک دروازہ
نکال کے جسد مبارک کو اس پر لٹایا اور وے اوباش مانع ہونے اور غوغا کرنے کے اندیشے سے اندھیری
شب مین مغرب و عشا کے درمیان انکا جنازہ اٹھا کے بقیع کے طرف لیچلے تب بھی بعضے فتنہ انگیزون
نے انکا پیچھا کر کے سنگ اندازی شروع کی جبیر بن معطم نے روتے تھے اور یہہ کہتے تھے کہ یا امیر المومنین

اس قدر ترحم اور حلم جو آپ سے صادر ہوا باوجود اسکے یہ لوگ کس لئے بیرحمی کرتے ہین - روایت ہی کہ جب
بقیع غرقد کو پہنچے ہاتف غیب سے ایک آواز آئی کہ اسکو دفن کرو اور نماز نہ پڑھو اللہ تعالی نے اس پر نماز
پڑھی ہی یعنے اس پر رحمت کی - اور ایک روایت ہی کہ حکیم بن خزام اور حویطب بن عبد العزی اور جبیر بن مطعم
اور زبیر بن العوام نے ان پر نماز پڑھی - اور ایک روایت ہی کہ جناب ذو النورین نے وصیت کی تھی کہ زبیر
مجھہ پر نماز پڑہے غرض چاہتے تھے کہ آپکو مقبرے مین دفن کرین ایسے مین بنی مازن کا ایک شخص آکے مانع
ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم اس مقبرے مین دفن کروگے مین اوباشون کی جماعت کو خبر دونگا تا قبر کھود کے نکال
دین جب اس ناہنجار سے یہہ بات کہی ناچار وہان سے اٹھا کے اس مقام مین لے آئے کہ حش کوکب
کہتے تھے اور اسی جگہہ دفن کیا اور وہ انکی پہلی قبر ہے جو اس جگہہ ہوی - حضرت عثمان کی شہادت ہجرت
کے پینتیسوین سال ایام تشریق کے اوسط مین واقع ہوی - ایک قول ہی کہ جمعے کا دن ذیحجہ کی تیرہوین یا
اٹھارہوین تھی تب انکی عمر شریف اکاسی یا بیاسی کی تھی اور انکی خلافت کے ایام دس روز کم بارا سال تھے
لکھتے ہین کہ حضرت عثمان نے ایکمدت مدید اس واقعے کے آگے جب حش کوکب پر گذرتے فرماتے تھے کہ
اس مقام مین ایک مرد نیکوکار کو دفن کرینگے - روایت ہی کہ حضرت عثمان کی روح مقدس جب اعلی علیین کی
طرف پرواز کیا اس مکان کے چہار جانب سے چار آوازین آئین - ایک طرف سے یہہ ندا ہوی
کہ یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِجَنَّاتٍ ذَاتِ اَلْوَانٍ دوسرے طرف سے یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِرَوْحٍ وَرَیْحَانٍ تیسرے طرف سے
یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِنَعِیْمِ الْجِنَانِ اور چوتھے طرف سے یَا ابْنَ عَفَّانَ اِبْشِرْ بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانٍ اور جب یہہ خبر
مکہ معظمہ مین ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین پہنچی بی بی نے نہایت غمگین اور بیقرار
ہوکے اپنے گھر سے باہر تشریف لائی اور فرمانے لگی واحسرتا کہ عثمان ذو النورین نے مارا گیا اور بہت
حسرت و افسوس کھائی اور یہہ بیت پڑہی ؎ لَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا كَرِيْمٌ مُخَلَّدًا ٭ خَلَدْتَ وَلٰكِنْ
لَيْسَ حَيٌّ بِخَالِدٍ یعنے اگر کوی کریم دنیا مین ہمیشہ رہتا تو تو بھی ہمیشگی پاتا لیکن کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہین
امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفا مین لایا ہی کہ ابن عساکر نے حذیفہ سے نقل کی ہی کہ فتنہ اول
حضرت عثمان کا قتل ہے اور فتنہ آخر دجال کا خروج قسم ہے اس پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ مین میری
جان ہی نہین مریگا وہ شخص کہ جس کے دل مین ایک رائی کے دانے برابر قتل عثمان کی محبت ہو مگر وہ تابع
ہوگا دجال کا اگر اسکو پایا ہوگا اور اسکو نہ پایا ہو تو اپنی قبر مین اس پر ایمان لائیگا - اور ابن عباس سے

منقول ہی کہ فرمایا جس دن لوگون نے عثمان کا قتل چاہا وے لوگ اس بات کے مستحق ہوے کہ آسمان سے ان پر پتھر برسے - اور قیس بن عباد سے منقول ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا کہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ یعنے الٰہی مین جو قتل عثمان سے ناراضی اور بری ہون تیرے طرف ظاہر کرتا ہون - اور ابن عساکر نے ابی خلدۃ الحنفی سے نقل کی ہی کہ مین نے حضرت علی سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ بنی امیہ زعم کرتے ہین کہ مین قتل عثمان سے راضی تھا قسم ہے اس پروردگار کی جو یگانہ ہے مین انکے قتل سے راضی نہین تھا بلکہ مین نے منع کیا لاکن لوگون نے میری بیفرمانی کی - اور سمرہ سے منقول ہی کہ کہا مقر اسلام ایک مضبوط قلعے مین تھا لاکن لوگون نے قتل عثمان سے اس مین سوراخ ڈالا سو وہ روزن قیامت تک بند ہو ویگا خلافت تو مدینے والون مین تھی جب انہون نے اس کو نکالا پھر ان مین وہ عود نکی - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی نایلہ نے ان کے خون آلودہ پیراہن کی آستین سے اپنے کٹے ہوے انگلیان باندھکے معاویہ کے پاس روانہ کین - معاویہ نے اس کو لیکے منبر پر چڑہے اور بہت رقت وزاری کے بعد سب شام کے اشراف اور عمایدہ کو سوگند دی کہ جب تک قاتلان عثمان سے قصاص نہ لین اپنے عورتون سے نزدیکی نہ کرین اور فرش راحت پر نہ سووین کہتے ہین کہ معاویہ اور ان کے اقران ایکسال تک اس پیرہن کو دیکھ کے ہمیشہ رویا کرتے تھے - اور مروی ہی کہ سعید بن زید جو عشرۃ المبشرہ سے ہے قاتلان عثمان کو بہت زجر و توبیخ کی اور کہا واللہ تم نے جو ذوالنورین کے ساتھ بدی سے پیش آے ہو اگر اس کے بدلے مین احد کا پہاڑ تمہارے سر پر گرے - سزاوار ہی - اور ابو بکر سے مروی ہی کہ کہا واللہ اگر آسمان مجھہ پر گرے اور میرا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو وے مین اس بات کو دوست رکھتا ہون قتل عثمان مین شریک ہوتے - اور ابن عباس سے منقول ہی کہ کہا اگر لوگ خون عثمان کا بدلہ نہ لینگے ہر آئنہ آسمان سے پتھر برسینگے - کہتے ہین کہ جسنے قتل عثمان مین سعی کی یا اس سے راضی تھا اللہ تعالی نے اس پر کوئی بلا نازل کی کہ بہت بری طور سے اسکا سر کٹا - یا اسکا ہاتھ خشک ہوا یا اس نے آتش مین جلا - یا دیوانہ ہوا - یا اور کسی بلاے عظیم مین مبتلا ہوا نعوذ باللہ منہا - منقول ہی کہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت ان کے عاملون سے مکۂ معظمہ مین عبداللہ بن حضرمی - اور طایف مین قاسم بن ربیعہ ثقفی - اور یمن پر یعلی بن امیہ - اور بصرے مین عبداللہ بن عامر - اور کوفے مین ابو موسی اشعری - اور شام مین معاویہ بن ابی سفیان - اور حمص

مین عبدالرحمن بن خالد - اور فلسطین مین علقمہ بن حکیم - اور قرقیسیہ مین جریر بن عبداللہ بجلی - اور آذر
بائیجان مین اشعث بن قیس کندی - اور اصفہان مین سائب بن اقرع - اور ہمدان مین بشیر بن
امیہ - اور رے مین سعید بن قیس - اور خراسان مین احنف بن قیس - اور قاضی مدینہ زید بن ثابت
تھے - روایت ہی کہ لوگون نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ عثمان کے باب مین تم کیا کہتے ہو اس نے
کہا وہ مظلوم مارا گیا اور اس کا قاتل بلاشک ظالم ہی اور جس نے انکے واسطے مقاتلہ کیا وہ اشتباہ
احوال کے سبب سے معذور ہے - اور اللہ تعالی عثمان ذوالنورین سے راضی تھا کیونکہ آپ خلیفہ حلیم و رحیم
اور بزرگ و کریم اور اہل عفت و صلاح کے پیشوا اور ارباب رشد و فلاح کے مقتدا تھے اور نیکون کے امیر
اور بدکارون کے قاتل تھے اور اللہ تعالی کی عبادت مین تمام شب بیدار رہتے اور ایک رکعت مین
ختم کلام اللہ کرتے تھے - اور اپنی جان سے جوانمردی کی - اور اپنے دوستونکو دشمنون پر جنگ کرنے
کی اجازت نہ دی تا مسلمانون کا خون بہنے نہ پاوے - انکی شہادت کے بعد فتنے کی تلوار بے غلاف
ہوی اور غزوات و فتوحات موقوف اور مال غنیمت کی تقسیم منقطع ہوی انا للہ و انا الیہ راجعون اور
مروی ہی کہ حضرت علی سے کسی نے سوال کیا کہ عثمان کے باب مین آپ کیا کہتے ہو جواب دیا کہ آیت ان الذین
سبقت لہم منا الحسنی جن لوگون کی شان مین وارد ہے عثمان ذوالنورین انکا پیشوا ہی اور کریمہ الذین آمنوا و عملوا
الصالحات ثم اتقوا و احسنوا جن لوگون کا بیان کرتی ہے عثمان ذوالنورین انکا مقتدا ہے رضی اللہ تعالی عنہ و عن جمیع الصحابہ

ذکر ازواج اولاد و امجاد حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ

پسر تھے اس کے گیارہ پانچ دختر ہے اول انمین عبداللہ اکبر تھی رقیہ شاہزادی اسکی مادر رسول اللہ کی پاکیزہ دختر تھے
سب ازواج اس کے آٹھ اس شوہر نبی کے خاص انہین تھے دو دختر ہے رقیہ ایک دوسری ام کلثوم ہوا
ہوا انکا ذکر مرقوم یہہ خاتون اور عثمان با کرامت حبش کو جب گئے مکے سے ہجرت یہہ شاہزادہ وہین پیدا ہوا
بھی جب تین برسون کا ہوا تب اسکی آنکھہ مین ایک مرغ ناگاہ ہی مارا ٹھونگ کھینچا چیخ وہ آہ اسی زحمت
مین کی ہو اس نے رحلت سمجھہ وہ سال اول تھا ز ہجرت پسر دوسرا تھا عبداللہ اصغر تھی بی بی بنت
غزوان اسکی مادر عمرو تیسرا بھی خالد چاروان ہی ابان فرزند اسکا پانچوان ہے عمر دوسرا بھی مریم ایک دختر
تھی بنت ازدیہ سبکی مادر ولید اسکا پسر ہے جان چھٹوان سعید اسکا پسر ہی ساتوان جان کہ تھی بنت
ولیدان دو کی مادر تھا دادا اسکا عبد شمس شہر پسر عبدالملک تھا اسکا ہشتم تھی مان ام البنین اسکی سنو تم

وہ بی بی تھی یقین عتبہ کی دختر رض تھا اس سے اور ایک فرزند دیگر رض تھی دختر عالیشہ ام ابان بھی رض سمجھہ ام
عمرو دختر تھی لسترى رض تھی بنت شیبہ ان دونو کی مادر رض بھی مریم عنبسہ تھی اور دو دختر رض مقرر نائلہ دونو کی
تھی مان رض ہوا ان سب پر سدا مولا سے رضوان رض **مطاعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ**
پہلا طعن یہہ کہ عثمان بن عفان نے مسلمانون پر ایسے لوگون کو حکومت دی کہ جنہون نے ظلم و خیانت وقوع
مین آئی اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوے جیسے ولید بن عقبہ نے شراب پی کے مستی کی حالت مین نماز کی
امامت کی اور صبح کی نماز چہار رکعت پڑہی - اور معاویہ کو شام کے چارون صوبون پر حاکم ٹھہرایا اور اس کو اس قدر
مال و زر دیا کہ انہون نے اسیکے قوت سے حضرت امیر کی عہد خلافت مین جو کچھہ عمل مین لایا پوشیدہ نہین ہے
اور عبد اللہ بن سعد ابی سرح کو والی مصر ٹھہرایا اور اس نے وہان کے لوگون پر بڑا ہی ظلم کیا آخر وے لوگ
ناچار ہو کے مدینہ مین آکے بلوا کرنے لگے - اور مروان کو اپنا وزیر اور منشی بنایا اس نے محمد بن ابی بکر کے
حق مین صریح و غدر کر کے اقبلکوا کی جاے پر اقتلوا لکہا - اور عثمان ذو النورین نے اپنے عاملون کے حال
پر باوجود مطلع ہونیکے انسے سکوت فرمایا اور جلد انکو معزول نہ کیا یہان تک کہ لوگون نے انسے بہت تنگ
آکے عثمان بن عفان سے بڑی نفرت پیدا کی پھر انکو معزول کرنا کچھہ فایدہ ندیا آخر فساد اور انکے قتل کی نوبت
پہنچی سو اسکا تدارک نہ کر سکے جس نے ایسا بری تدبیر والا ہوا اور عادل کو ظالم سے جدا نکرے اور مردم شناس
نہو وے قابل امامت نہین **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ امام کو بھی چاہئیے کہ جس شخص کو ایک کام کے لائق
جانے وہ کام اس کو سونپ دے علم غیب تو اہل سنت کے بلکہ جمیع طوایف مسلمین کے پاس شیعہ کے سوا کے
شرط امامت نہین - اور عثمان ذو النورین نے جس کے ساتھہ حسن ظن رکھتے اور اسکو کام آنے والا سمجھتے تھے اور
امین و عادل اور اپنا مطیع و منقاد رہیگا کر کے گمان کیا اس کو ریاست و امارت بخشی اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے
کہ فی الواقع حضرت عثمان کے عاملون نے حضرت عثمان کی محبت و انقیاد اور فوج کشی اور دور دور فتح بلاد اور
معرکہ آرائی اور چستی و چالاکی مین اور سستی اور آرام طلبی نکرنے مین نادرۂ روزگار تھے اسی جگہہ سے قیاس کیا
چاہئیے کہ مغرب کی جانب اندلس کے قریب تک اور مشرق کی طرف کابل اور بلخ تک اسلام کا سرحد پہنچایا اور روم
مین داخل ہوے اور بحر و بر مین رومیون کے ساتھہ قتال کر کے غالب آئے - اور خلیفہ ثانی کے وقت عراق عجم
اور خراسان مین جو ہمیشہ فتنہ و فساد ہوا کرتا تھا اس ملک کو ایسی جاروب دی اور غربال کیا کہ وہان کے
لوگون نے پھر سر اٹھانے اور فتنہ مچانے کی طاقت نہ پائی - پس ایسے لوگون سے بعضے کامون مین حضرت

عثمان کے گمان کے برخلاف ظاہر ہوا تو حضرت عثمان کی کیا تقصیر غیب کی بات انکو کس طرح معلوم ہوا
نے اس پر بہی سکوت نکیا اگر اس قدر کہ بدگویون کی تہمت تحقیق کو پہنچے کیونکہ عاملون اور حاکمون کے دشمن
بہت ہوا کرتے ہین خصوصا رعایا کی زبان بے صرفہ ان کے حق مین جاری ہوتی ہے عاملون اور کارکنون کو
معزول کرنے مین جلدی کرنی ملک و سلطنت کی خرابی کا سبب ہے جب بعضون کی خیانت اور شناعت
تحقیق کو پہنچی جیسے ولید سو اسیوقت اس کو معزول فرمایا اور معاویہ تو حضرت عثمان کے زمانے مین فساد
اور بغاوت نہ کی تھی تا اسکو معزول کرین بلکہ غزوہ روم اور کئی فتوحات اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئین اور
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان کی شہادت کے کنارہ گزین ہوا اور اصلا ان جنگون مین
جو جناب امیر کے مخالفون سے ہوے دخل ندیا اسی جگہہ سے اس کے حسن حال و صلاح مآل پر پہلے
لیجا سکتے ہین - اور اسکی شکایتین جو مدینے مین پہنچی تہین وے سب عبداللہ بن سبا کے اور اس کے یارون کے
طوطئے تھے اور محمد بن ابی بکر نے جب عبداللہ بن سعد کو پکڑا حضرت عثمان بھی البتہ ابن سعد کی تذلیل و اہانت
کی بالجملہ جناب ذو النورین کے ذمے پر جو بات واجب تھی انہون نے ادا کی - جب تقدیر انکی تدبیر کے موافق
نہین تھی فتنہ و فساد کا دروازہ بند نہو سکا - ان کا حال قدم بقدم جناب امیر کے حال کا سا ہے کہ آپ بھی ہر چند
ریاست و خلافت کے انتظام مین بڑی تدبیرین عمل مین لائین لاکن جب تقدیر مساعد نہوی وے تدابیر
کرسی نشین نہولین - اور عاملون کے باب مین بھی حضرت امیر اور حضرت عثمان کا حال ایکہی طور پر ہے - ہان
اس قدر فرق ہے کہ حضرت عثمان کے عاملون نے انکے ساتھہ تسلیم و انقیاد اور محبت و وفا کے ساتھہ پیش
آتے اور بڑے بڑے عمدہ کام ہونکا سرانجام دیتے تھے اور خمس و غنایم پے درپے دار الخلافت مین اس قدر
روانہ کرتے تھے کہ سب اہل اسلام اسی مال و زر کے سبب مستغنی ہو کے عیش و تنعم کی داد دے رہے تھے
آخر وہی ثروت و مالداری فساد و بغاوت کی سبب ہوی - اور حضرت امیر کے عاملون کی یہہ حالت تھی کہ ہرگز
آپکے مطیع و منقاد نہین تھے اور اکثر ہر طرف سے شکست کہاتے اور باوصف ظلم و خیانت کے دارین کی رسوائی
حاصل کر کے بہاگتے تھے جناب امیر کے اقارب اور بنی اعمام کا حال بھی یہی تھا دوسرون کا تو کیا ذکر - اگر یہہ بات
باور نہو تو کتاب نہج البلاغت مین جو شیعہ کے پاس اصح الکتب ہے اور حضرت امیر کا نامہ جو اپنے ابن عم کو رقم
فرمائے ہین دیکہا چاہئے اور یہہ نامہ حضرت امیر کے اشہر نامجات سے ہے جو امامیہ کے اکثر کتابون مین موجود
ہے اس نامہ کرامت شمامہ کی عبارت یہہ ہے اما بعد فانی اشرکتک فی امانتی وجعلتک

حاشیہ: [illegible]

اما بعد فانی اشرکتک فی امانتی وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن فی اهلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الیّ اس عبارت میں تامل کیا جائے کہ جناب امیر کا حسن ظن اس روسیاہ کے حق میں کس مرتبے میں ہے فلما رأیت الزمان علی ابن عمک قد کلب والعدو قد حرب وامانة الناس قد خربت وهذه الامة قد فتکت وشغرت قلبت لابن عمک ظهر المجن ففارقته مع المفارقین وخذلته مع الخاذلین وخنته مع الخائنین فلا ابن عمک آسیت ولا الامانة ادیت وکان لم تکن الله ترید بجهادک وکانک لم تکن علی بینة من ربک وکانک هذه الامة عن دنیاهم وتنوی غرتهم عن فیئهم فلما امکنتک الشدة فی خیانة الامة اسرعت الکرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت علیه من اموالهم المصونة لاراملهم وایتامهم اختطاف الذئب الازل دامیة المعزی الکسیرة فحملته الی الحجاز رحیب الصدر بحمله غیر متأثم من اخذه کانک لا ابا لک احرزت الی اهلک تراثک من ابیک وامک فسبحان الله اوما تؤمن بالمعاد اوما تخاف من نقاش الحساب ایها المعدود ومن کان عندنا من ذوی الالباب کیف تشبع طعاما وشرابا وانت تعلم انک تاکل حراما وتشرب حراما وتبتاع الاماء وتنکح النساء من اموال الیتامی والمساکین والمؤمنین والمجاهدین الذین افاء الله علیهم هذه الاموال واحرز بهم هذه البلاد فاتق الله واردد الی هؤلاء القوم اموالهم فانک ان لم تفعل ثم امکننی الله منک لاعذرن الی الله فیک ولاضربنک بسیفی الذی ما ضربت به احدا الا دخل النار

اس نامے کے تمام مضمون میں تامل کیا جائے اس عامل روسیاہ کی خباثت وخیانت دیکھا چاہیے کہ ہرگز خباثت وخیانت حضرت عثمان کے کسی عامل سے بھی منقول نہیں خصوصاً عامل کہا جانا اور خلیفہ وقت

سے بھاگ جانا۔ اور حضرت امیر کے عاملون سے منذر بن جارود عبدی بھی بڑا چور اور خاین نکلا اسکی خیانت ظاہر
ہو گئی پر جناب امیر نے اسکے نام سے بھی ایک پندنامہ رقم فرمایا وہ نامہ بھی اس جناب کے مشاہیر کتب سے ہے
نہج البلاغت مین اور امامیہ کی دوسری کتابون مین مسطور ہے اس ارشاد نامے کی عبارت یہہ ہے ام مّا بَعدُ
فَصَلَاحُ اَبِيكَ غَرَّنِي مِنكَ وَظَنَنتُ اَنَّكَ تَتَّبِعُ هَديَهُ وَتَسلُكُ سَبِيلَهُ فَاِذَا اَنتَ
فِيمَا نُمِيَ اِلَيَّ عَنكَ لَا تَدَعُ لِهَوَاكَ اِنقِيَادًا وَلَا تُبقِي لِاٰخِرَتِكَ عَتَادًا تَعمُرُ دُنيَاكَ بِخَرَابِ اٰخِرَتِكَ
وَتَصِلُ عَشِيرَتَكَ بِقَطِيعَةِ دِينِكَ اِلَى الكِتَابِ المُكَرَّمِ حاصل کلام اہل سنت کے پاس اس باب مین حضرت عثمان
اور حضرت علی کے درمیان کچھ فرق نہین ہے کیونکہ ان ہر دو خلیفہ بحق کے ذمے پر جو بات واجب تھی انھون نے
ادا کی اور اپنے حسن ظن سے ان لوگونکو عامل ٹھہرایا علم غیب تو خاصہ خدا تعالی ہے اور جو لوگ کہ ظاہر مین اچھے
اور باطن مین خراب اور نفاق پیشہ تھے جب تک وحی خدا آئی انبیا بھی اُنسے دہوکا کھائے ہین قوله تعالی
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَقَولُهُ تَعَالَى مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ المُؤمِنِينَ عَلٰى مَا اَنتُم عَلَيهِ حَتّٰى يَمِيزَ الخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

یعنے ہرگز نہین کہ اللہ تعالی چھوڑے مومنونکو جسطرح تم ہو یہانتک کہ جدا کرے بد کو نیک سے ۱۲

اور امام کو حسن ظن ضرور نہین ہے کہ حسن ظن مین خطا نکرے اور ہر شخص سے جو کچھ اس سے آیندہ صادر ہونیوالا ہے جانے
لاکن شیعہ کے پاس ایک فرق عظیم ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت امیر تو خیانت ظاہر ہونے اور عمل پر مسلط کرنیکے آگے جانتے
تھے کہ فلان خاین ہے اس سے خیانت ظاہر ہوویگی کیونکہ شیعہ کے پاس ائمہ کو ما کان وما یکون کا علم ہونا ضرور ہے
اس مسئلہ پر انکا اجماع ہوا ہے اور محمد بن یعقوب کلینی اور اسکے دوسرے علماؤن نے روایت متنوعہ وطرق متعددہ سے
اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے پس حضرت امیر نے شیعہ کے پاس دیدہ و دانستہ خاینون اور مفسدون کو مسلمانون کے والی
ٹھہرایا آخر وے مال کھا جا کے اور مسلمانون کے حقوق لیکے بھاگ گئے سوائے پندنامے کے اسکا تدارک نہو سکا بخلاف
عثمان بن عفان تو نادیدہ اور نادانستہ محض اپنے حسن ظن سے لوگونکو عاملی دی اور ان سے خیانتین ظاہر ہوئین اور
عثمان ذوالنورین سے نے اپنے کئے پر پشیمانی کھینچی اور زیاد زنا زاد جو حضرت امیر کا عامل تھا آخر اس جناب سے اور
ہر دو صاحبزادہ معلی القاب سے بڑی نمک حرامی کی اور اسیکا پور بدنہاد عبد اللہ بن زیاد جب یزید کے وقت کوفے کا
حاکم ہوکے آیا صدمہ کربلا مین حضرت امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ پر کیا کیا ظلم و ستم کیا مشہور آفاق ہے۔ غرض اس
زیاد زنا زاد کا قصہ دراز ہے صاحب اثنا عشریہ نے اس مقام مین مفصل لکھا ہے اندیشہ طوالت سے یہان مذکور
نہوا جس کو مطلوب ہو اس مین دیکھ لے۔ دوسرا طعن یہ کہ مروان کا باپ حکم ابی العاص ایک تقصیر کرنیکے
سبب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو مدینے سے اخراج کا حکم فرمایا تھا عثمان بن عفان نے اپنی خلافت

مین پھراس کو مدینے مین بلوایا - جواب اس کا یہہ ہی حکم نے حضرت کے زمانے مین منافقون کے ساتھہ ہو کر اور مسلمانون مین فتنہ انگیزی اور کافرون کی اعانت کرنیسے حضرت نے اس کو اخراج فرمایا تھا حضرت کی وفات کے بعد شیخین کریمین کی خلافت مین اسلام کا غلبہ اور کفر کا زوال اور نفاق کا بطلان اس درجے کو پہنچا کہ کفار و منافقین کا نام و نشان عموما بلاد حجاز مین خصوصا مدینہ منورہ مین بعینہ شیطان سے بھی کمیاب ہو گیا - اصول کا قاعدہ مقرر ہے کہ اَلْحُکْمُ الْمَعْلُوْلُ بِالْعِلَّۃِ یَرْتَفِعُ عِنْدَ ارْتِفَاعِھَا پس حکم کے اخراج کا بھی مرتفع ہوا - اور شیخین کریمین نے اپنی خلافت مین اسلئے اس کو مدینے مین آنے نہ دیا کہ ہنوز فتنہ و فساد کا احتمال قایم تھا کیونکہ حکم بنی امیہ سے اور شیخین معظمین بنی تیم اور بنی عدی سے - کہین جاہلیت کی عداوت سے اسکا عرق حمیت جوش مین نہ آوے اور مسلمانون مین موشگافی و دوانی نکرے - عثمان بن عفان تو حکم کے بھتیجے تھے جب انکی خلافت کی نوبت پہنچی ان کو اطمینان کلی حاصل ہوا اس لئے پھر اس کو مدینہ منورہ مین بلوایا اور صلہ رحمی کی اور خود عثمان ذوالنورین سے لوگون نے سوال کیا کہ حکم کو آپ نے پھر مدینے مین کس لئے بلوایا - تب انہون نے ایسا جواب شافی دیا کہ مین نے اسکو مدینہ منورہ مین بلوانیکے لئے حضرت کی مرض موت مین آپسے اجازت لی تھی - جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے یہی بات انسے کہی تو انہون نے اس پر شاہد طلب کیا جب مین نے شاہد نہین رکھتا تھا خاموش رہا - جب عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے انکی خدمت مین بھی یہہ مقدمہ ظاہر کیا اس ارادےسے کہ شاید تنہا میری بات قبول کرین انہون نے بھی ویسا ہی گواہی چاہی مین نے سکوت کیا جب مین ہی خلیفہ ہوا اپنے علم یقینی پر عمل کیا - عثمان ذوالنورین کے اس مقولے کی شہادت صحیح روایت سے اہل سنت کے کتابون مین موجود ہے کہ حضرت نے اپنے مرض موت مین فرمانے لگے کہ کاش اسوقت میرے پاس ایک مرد صالح آوے تو اس سے کلام کرون تب ازواج مطہرات اور محل کے دوسرے خدام عرض کیے کہ یا رسول اللہ کیا صدیق اکبر کو بلا یا جاوے فرمایا نہین پھر عرض کی کیا عمر فاروق کو حاضر کرین فرمایا نہین - پھر عرض کی کہ کیا علی مرتضیٰ کو طلب کرین فرمایا نہین تو عرض کی کہ کیا عثمان ذوالنورین کو بلاوین فرمایا ہان - جب عثمان ذوالنورین حاضر ہوے انسے خلوت کی اور دیر تک انسے آہستہ باتین کین عجب نہین کہ اس سرگوشی مین جو لطف و کرم کا وقت تھا جناب ذوالنورین نے اس گنہگار کی سفارش کی ہو اور حضرت قبول فرمائے ہون اور دوسرا اس پر مطلع نہوا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ حکم نے اپنی آخر عمر مین نفاق اور فساد سے توبہ کیا تھا چنانچہ اسکے بعد اس سے کوئی بیجا حرکت وقوع مین نہ آئی - اور عمر وہ پیر فرتوت بھی ہو گیا تھا اسکے قوی بے قوت ہو گئے تھے سو فتنے کا خوف بھی باقی نرہا پس ایسے وقت مین

اسکو مدینہ مین بلوانا ایسا ہی کہ جیسا اجنبیہ زال خرتوت ویو شکل پر نظر کرے کہ اصلا محل طعن کا نہین منشیر الطعن
عثمان بن عفان نے اپنے گھر والون اور قرابتدارون کو مال خطیر دیا اور اسراف حد سے گذرانا اور بیت المال کو غراب
کیا جب حکم بن العاص کو مدینہ مین بلایا اس کو ایک لاکھ درہم دیا۔ اور مدینے کے بازار دنخا عشرا ور محصول وغیرہ
اس کے بیٹے حارث بن الحکم کے تحویل کیا۔ امدا فریقیہ کا خمس مروان کو دیا۔ اور عبداللہ بن خالد بن اسید
بن ابی العاص بن امیہ جب مکہ معظمہ سے اسکے پاس آیا اسکو تین لاکھ درہم انعام دئے اور اپنی ایک دختر کو ایسے
دو دانہ مروارید عنایت کئے کہ جنکی قیمت تاجرون اور جوہریون کے حساب سے گذری تھی اور دوسری دختر کو ایک
سنہیری مجمر جو یاقوت وجواہر سے مرصع تھی اور اسکی قیمت نہایت گران تھی بخشش کی۔ اور اکثر بیت المال سے اپنی
عمارتین بنانے اور باغات اور زراعت کی زمین لینے مین صرف کیا۔ عبداللہ بن ارقم ومعیقیب دوسی نے جو عمر
بن الخطاب کے زمانے سے بیت المال کی خدمت وا ونگی رکھتے تھے اس سے استعفا کر کے چھوڑ دی۔ تب ناچار
ہوکے وہ خدمت زید بن ثابت کو دی۔ اور ایک وزبیت المال کی تقسیم کے بعد جو باقی رہا وہ سب زید بن ثابت کو بخشا
وہ بھی لاکھ درہم سے زیادہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اپنے خاص مال مین اسراف وتبذیر کرنے والا شرع مین مطعون وملام ہے
پھر اسکا حال کیا پوچھئے کہ مسلمانون کے مال مین ایسی مسرفی اور حق تلفی کرے جواب اس انفاق کثیر کو بیت المال
سے قرار دینا اور طعن کا محل ٹھہرانا صریح افترا اور بہتان ہے۔ حضرت عثمان ثروت اور مالداری جو اپنی خلافت کے
[illegible] رکھتے تھے سو مشہور ہے۔ حضرت عمر کی اخیر خلافت مین جب ہر طرف سے بہت سی فتوح آکے تقسیم پانے لگے
[illegible] ہر کو [illegible] ی ثروت اور وسعت ہاتھ دی چنانچہ بعضے فقراے مہاجرین جو حضرت کے زمانے مین نان شبینہ
کے محتاج تھے ایسے مالدار ہوئے کہ ایک ایک فرد کا زکوٰۃ اسی ہزار درہم نکلتا تھا۔ اور حضرت امیر کو بھی وسعت تمام
ہاتھ دی تھی جب ہر ہر کو وسعت ہوئی۔ سب کے سب عمارات اور زراعت وباغات پیدا کئے تھے یہ ایسی بات ہے
کہ کسی پر پوشیدہ نہین۔ اور حضرت عثمان تو آگے ہی سے غنی تھے اور انکی بڑی تجارت جاری تھی پس اس وقت
بڑے مالدار ہوئے تھے اور انکا یہ خرچ وبخشش محض اپنے قبیلہ پر نہین تھی بلکہ انواع صدقات وخیرات مین بھی
صرف کرتے تھے چنانچہ ہر جمعے کے دن ایک بردہ آزاد کرتے اور ہر روز مہاجرین وانصار کی ضیافت بڑی تکلف
سے کرنے اور سب کو جمع کر کے طعام تکلف کھلواتے تھے۔ چنانچہ امام حسن بصری سے منقول ہے کہ شہدت
مُنَادِی عُثْمَانَ یُنَادِیْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اغْدُوْا عَطِیَّاتِکُمْ فَیَغْدُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَھَا وَافِرَۃً
یَا اَیُّھَا النَّاسُ اغْدُوْا عَلٰی اَرْزَاقِکُمْ فَیَغْدُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَھَا وَافِیَۃً حَتّٰی وَاللہِ

لقد سمعته اذ نادی یقول اغدوا علی کسوتکم فیاخذون الحلل واغدوا علی السمن والعسل
وقال الحسن ارزاق دارة وخیر کثیر رواہ ابو عمر فی الاستیعاب اور جناب ذوالنورین کے نفقات
وعطیات اور جود وسخا کتب تواریخ سے دیکھا چاہئیے۔ جود وعطا وانفاق فی سبیل اللہ کسی نے بھی باسراف نکھا
حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا سرف فی الخیر ظاہر ہے کہ اپنے خویش واقارب پر خرچ کرنے دونا ثواب ہے صحیح حدیث
میں آیا ہے کہ مسکین کو صدقہ دینے میں ایک ثواب اور اپنے قرابتداروں کو دینے میں دو ثواب ہیں صدقہ بھی ہے اور صلہ
اور قرآن مجید میں بھی اقارب کو دوسرے مصارف پر مقدم کئے ہیں۔ قولہ تعالیٰ واتی المال علی حبہ ذوی
القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل اور امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ عثمان ذوالنورین نے
صحابہ کی ایک جماعت کو کہ جس میں عمار بن یاسر بھی تھے بلوایا اور فرمایا کہ تم سے سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم
دیتا ہوں کہ راست کہو کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشش وعطا میں قریش کو دوسرے لوگوں پر
تقدیم وترجیح دیتے تھے پھر بنی ہاشم کو دوسرے قریش پر سب اصحاب نے سکوت کیا پس جناب ذوالنورین نے کہا کہ
اگر میرے ہاتھ جنت کی کنجیاں دیویں البتہ میں بنی امیہ کو دونگا اسقدر کہ کوئی بھی باہر نرہے سب کے سب بہشت میں
داخل ہو دیں۔ اور حضرت عثمان کے ان سب انفاقات کو بیت المال سے سمجھنا محض تعصب وعناد ہے اور خود جناب
عثمان سے جب لوگوں نے اس باب میں سوال کیا تو جواب دیا کہ خلافت کے آگے جو مال میرے پاس تھا تم سے پوشیدہ
نہیں اور میرا بذل وانفاق بھی تم جانتے ہو پس ایسے بیجا شبہے اور ظنے جو عدالت اور تقویٰ سے دور ہیں کسلئے میرے
ساتھ کرتے ہو۔ اب ہم شرح ان قصوں کی جو مذکور ہوئے بیان کرتے ہیں۔ مخفی نرہے کہ یہ قصے جو شیعہ نقل کرتا
ہیں سراسر غلط وخبط سے خبر دیتے ہیں قصہ کچھ اور ہے وے روایت کرتے ہیں کچھ اور۔ کسی قصے کی روایت میں
بھی بیت المال کا ذکر نہیں آیا جو کہ مروی ہے سو یہی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے فرزند کا نکاح حارث بن حکم کی
دختر کے ساتھ کیا سو اپنے مال سے ایک لاکھ درہم بر رسم ساچق کی طور پر بھیجا۔ اور اپنی دختر کا ازدواج کہ جس کی کنیت
ام ابان تھی مروان بن حکم کے ساتھ کیا اس کے جہیز میں ایک لاکھ درہم دیا۔ یہ بھی خاص مال سے تھا نہ بیت المال سے
اور یہ دینا صلہ رحم ہے جو خواص وعوام کے پاس محمود اور عند اللہ وعند الناس خوبی ونیکی کے ساتھ مشہور ہے اور
خمس آفریقہ مروان کو دیا جو کہتے ہیں یہ بھی غلط محض ہے اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد بن
ابی سرح کے ہمراہ سوار اور پیادوں سے ایک لاکھ سپاہ کا لشکر زمین مغرب کی فتح کے واسطے بھیجا شہر آفریقہ کے
قریب جو مغرب کا پائے تخت ہے جب جنگ واقع ہوا اہل اسلام نے بڑی کشش وکوشش کے بعد فتح پائی اور شہر

غنیمتین ہاتھ لائین - عبداللہ بن سعد نے اس کا خمس جو نقد پانچ لاکھ اشرفی اس ملک کے رایج الوقت تھین نکال کے خلیفے کے حضور مین روانہ کین - اور اسی خمس کی بابت سے لباس و اثاث اور امتعہ و مواشی کی قسم سے جو باقی رہا دار الخلافت کے بعد مسافت کے سبب سے جو کئی مہینون کی راہ تھی اور اس کی بار برداری کے لئے خرچ کثیر کی ضرورت اور مشقت عظیم کی حاجت تھی بھیج نہ سکا اور ایک لاکھ درہم کی قیمت سے فروخت کرنا چاہا تو مروان نے خرید کیا اور مروان سے اسکا اکثر مبلغ بھی وصول کر کے مدینہ کی طرف بھیجدیا اور اس اسباب کی قیمت سے تھوڑا مبلغ جو مروان کے ذمے پر باقی تھا وصول ہنوا اس اثنا مین مروان نے اس غنیمت کا خمس جو کہ ہمراہ لیکے مدینہ منورہ کا قصد کیا اور عبداللہ بن سعد سے اقرار کیا کہ مین داخل مدینہ ہوتے ہی اس اسباب کی قیمت جو میرے ذمے پر باقی ہے خلیفے کے حضور مین پہنچا دیتا ہون - اور عبداللہ بن سعد کا لشکر جو مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا جنگ کی صعوبت اور اس ملک کی بعد مسافت اور مدت مدید منقضی ہونے اور راہین بند ہو جانے کے سبب سے مدینے کے لوگ نہایت تپ و تاب مین تھے کیونکہ کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کسیکا شوہر یا دوسرا قرابتی اس لشکر مین داخل تھا اور انکی کچھہ خبر بھی نہ رکھتے تھے ہان مجملا اتنی بات سنی تھی کہ غنیم پرزور اور جنگ نہایت سخت ہوی اور بہت سے لوگ شہید ہوے ہین اسلئے سب مدینے والون کی حواس پراگندہ اور بہت مضطر اور بے آرام تھے ایسے مین جب مروان نے وہ مبلغ قطیر و متاع کثیر اپنے ہمراہ لیا ہوا وارد مدینہ ہوا اور اہل لشکر کے اخبار و خطوط اور بشارت و تہنیت ہر ہر گھر کو پہنچائی - گویا سب مدینے والون کو ایک عید جدید و شادی مزید حاصل ہوی تواریخ مین دیکھا چاہئے کہ اس روز مروان کے حق مین مدینے والون نے کیا کیا دعائین کین اور کیا کیا اس نالایق کی تعریفین اپنی زبان پر لائین - اور وہ نابکار تو ابھی کوئی فعل شنیع مصدر نہوا تھا تا اس کے ان کامون کو حبط کر دے - القصہ مروان نے باوجود بعد مسافت اور خطر راہ کے وہ مبلغ کثیر کمال حفاظت کے ساتھہ لے آیا اور بامانت کو بلا تلف پہنچایا اور سب مدینے والون کو خوش کیا اس کے بدلے مین خمس بابت کا جو مبلغ اس کے ذمے پر باقی تھا حضرت عثمان نے اسکو بخش دیا - امام کو تو یہہ بات پہنچتی ہے کہ بشیرون اور جاسوسون اور دوسرے ایسے لوگون کو کہ جنسے مجاہدون کے دلون کو تقویت اور پس ماندگون کے خاطر کو طمانیت حاصل ہو بیت المال سے انعام دیوے اور جبکہ ایسا کام حضرت عثمان سے صحابہ کبار کے حضور مین اور سب مدینے والون کی خوشی کے موافق واقع ہوا ایسی اصلا محل طعن نہین ہوتا ہے اور اس جگہہ یہہ دقیقہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ انعام و اعطا و بذل بخشش جس مال سے کہ وقوع مین آوے دیکھا جاہئے کہ اس کی نسبت اس امر کے ساتھہ کیسی

اگر کسی سنے لاکھون روپیون سے ایک روپیہ یا لاکھ سے ایک سو یا ایکہزار روپیہ کسیکو دیوے اسکو اسراف نہین
سمجھتے ہین کیونکہ لاکھ کے ساتھ ہزار کی نسبت ایسی ہے جیسے دس کی نسبت ہزار کے ساتھ اور سب امور عقلیہ
وحسیہ مین نسبت کی رعایت کرنی مقتضا عقل کا بھی ہی اور حکم شرع کا بھی مثلاً اگر ایک معجون مین دس چار چیز
اور ایک سیر یا دو چیزین ڈال کے ترکیب دین ہرگز اس معجون کو مفرط الحرارت نکہینگے اور شرع بھی اگر کسی جگہ
لاکھون روپیون کا خراج ہو اس جگہ سے پچاس ہزار روپے لیوین تو عین عدل و انصاف ہی اور اس کو ظلم
و افراط کہنا حکم شرع کا خلاف اور علی ہذا القیاس زکوٰۃ کے مقدار مین اور دوسرے شرعی اندازون اور غنیمت
کو تقسیمون مین قسمت کی رعایت ملحوظ ہے کہ ایک مبلغ خطیر کے بہ نسبت وہ مبلغ جو اس سے نکالا گیا ہے ایک چیز
بے قیمت کا حکم رکھتا ہی پس اگر حضرت عثمان کے انعامات کو بہ نسبت اس کے جو انکے وقت مین بیت المال مین داخل
اور تقسیم پاتا تھا اگر ملاحظہ کرین ہرگز اسراف نکہین گے ہان اگر اس مال مجموع کی نسبت پیش نظر نہ رکھکے فقط ان کے
اخراجات کو دیکھین تو اسراف معلوم ہوتا ہے لاکن جب تمامی امور عقلیہ وحسیہ و شرعیہ مین نسبت کا لحاظ نہ رکھکے حکم
کرنا جب مردود و نامقبول ہی اس جگہ کس طرح مقبول ہوویگا - اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عثمان سنے عبداللہ بن خالد
بن اسید کو تین لاکھ درہم انعام دئے یہ بھی غلط ہے - تواریخ معتبرہ سے ثابت ہی کہ یہہ مبلغ اسکو بیت المال سے
قرض دیکے اس کے ذمے پر لکھا تاکہ پھر لیوے چنانچہ جب مصریون نے جناب ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور یہہ
مذکور درمیان آیا تو حضرت ذوالنورین سنے انکو یہی جواب دیا - اور آخر عبداللہ بن اسید سنے وہ مبلغ بیت المال
پہنچا دیا - اور وہ جو کہتے ہین کہ حارث بن حکم کو مدینے کے بازار پر مقرر کیا اسنے اسکا عشر اور محصول وغیرہ
اپنے تصرف مین لایا یہ بھی غلط ہے بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ حضرت عثمان نے حارث کو محتسبون کے طور پر مدینے کے
بازار کا داروغہ ٹھہرایا تھا تا نرخ سے خبردار رہے اور دغا و خیانت اور غش و ظلم و تعدی واقع ہونے اور مانپ
تول مین کمی و زیادتی کرنے نہ دیوے - اس نے دو تین روز اس خدمت پر قیام کیا تھا ایسے مین شہر والون نے شکایت
لائی کہ خرمے کے تخم اپنے ہی اونٹون کے لئے خرید کیا اور ون کو خریدنے ندیا اسلئے دوسرون کے اونٹ بھوکے
رہگئے حضرت عثمان نے یہ سنتے ہی اس کو بہت زجر و توبیخ کرکے اس خدمت سے معزول کیا اور شہریون کو تسلی
دی اس مین حضرت عثمان کی طرف کونسا عیب عاید ہوتا ہی بلکہ یہ ان کا کمال انصاف ہی کہ حارث کے ساتھ
باوجود قرابت قریبہ رہنے کے اسکی شکایت سنتے ہی معزول کردیا اور ابن ارقم اور معیقیب بیت المال کی
سے دست بردار ہوینگے باب مین شیعہ جو طعن کرتے ہین اس مین بھی جھوٹ اور تلبیس داخل کی ہین صحیح یہہ بات

کہ وے بہر و اپنے بڈہاپے کے سبب سے اس کام کی سربراہی ندسے سکے کے اس خدمت سے استعفا چاہی
تب حضرت عثمان سے یہ خطبہ پڑہا کہ [1] اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ اَرْقَمَ لَمْ یَزَلْ عَلٰی خَزَائِنِکُمْ
مُنْذُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَی الْیَوْمِ وَاِنَّہٗ قَدْ کَبِرَ وَضَعُفَ وَقَدْ وَلَّیْنَا اَمْرَہٗ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ
اور وہ جو کہتے ہین کہ حضرت عثمان نے بیت المال کا مبلغ اپنی زراعت اور باغات اور عمارات مین لگایا
یہہ بہی جہوٹ اور افترا ہے بلکہ حقیقت الامر یہہ ہے کہ حضرت عثمان کو مال کے بڑہانے مین جو علم دیا گیا تہا ان کے
بعد کسی کو یہہ بات میسر نہوی کہ وجہ حلال سے بے تعب و مشقت با عزت و حرمت اس قدر مال پیدا کیا ہوا ور
اسکو اللہ تعالی کی مرضیات مین خیرات و مبرات مین صرف کیا ہوا ور [2] نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ کا مصداق
پڑا ہو کما لا یخفی - حضرت عثمان نے اپنی خلافت سے آگے بہی بہت سا مال پیدا کیا تہا اور اقسام کی تجارت کرواتے
تہے اور خلافت کے بعد انکی خاطر مبارک مین یہہ تدبیر آئی کہ جس جگہہ افتادہ زمین دیکہتے خواہ سواد عراق مین
ہووے یا حجاز مین اس کو زراعت سے آباد کرنا چاہتے - اپنے غلامونکی ایک جماعت کو زراعت اسباب
و آلات دیکے اس جگہہ رکہتے تا اس زمین کو معمور کرین اور اسکے محصول سے اپنا قوت ٹہراوین - اور باغات
تیار کرنے اور درخت میوہ دار لگانے اور کوین کہودنے اور نہرین جاری کرنے مین مشغول ہووین - یہان تک کہ عرب
کی زمین جو ویران اور بے رونق تہی انکے زمانے مین ایسی سرسبز و شاداب ہوی کہ مازندران اور دکن اور کشمیر کا حکم
رکہتی تہی کہ ہر جگہہ مصفا چشمے اور جاری نہرین اور میوہ دار درخت اور طرح طرح کی زراعتین نمایان ہوین اور
جابجا ایسی آبادی ہونے اور ہر جنگل مین ان کے غلام اور ہوا کی رہنے سے چوری اور رہزنی بالکل موقوف ہو گئی تہی
اور درندون کا ضرر جیسے باگہہ ریچہ وغیرہ کا معدوم ہو گیا تہا - اور مسافرون کے اترنے کی جگہہ اور چارہ پانی اور اناج
میسر آنیکا مقام جابجا تیار ہوا تہا ان سببون سے مسافر اور تجار کمال امن اور خاطر جمعی سے آمد و شد کرتے تہے
اور متاع نفیس اور ہر ملک و ہر اقلیم کے تحفے کمال سہولت و آسانی سے لایا کرتے تہے اور ان ہر دو بات سے
امن اور رفاہیت میسر آنے اور ہر جگہہ آبادی و زراعت کے ہو نیسے انکے مبارک زمانے مین بلاد عرب کے درمیان
خوارق عادات اور عجائب واقعات نظر آتے تہے - اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے خبر دی ہے کہ
[3] لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّاَنْھَارًا اور عدی بن حاتم طائی کو فرمایا تہا کہ [4] اِنْ طَالَتْ بِکَ حَیٰوۃٌ
لَتَرَیَنَّ الظَّعِیْنَةَ تُسَافِرُ مِنْ حِیْرَةِ النُّعْمَانِ اِلَی الْکَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ اور جناب ذو النورین کے زمانے مین
خزانون کی زیادتی اور مال کی کثرت اور لوگون سے تکلفات و ثروت جو واقع ہووین گے حضرت نے بہت سے

حدیثون مین اسکی بہجت جو ہوئی ہے اور کمال خوشی و بشاشت سے اسکا ذکر فرمایا جب حضرت عثمان اس تدبیر نیک
کی بانی ہوئے اکثر صحابہ کبار نے بھی اس روش پسندیدہ کو اختیار کیا۔ از انجملہ حضرت امیر حوالی ینبع و فدک و زہیر
اور دوسرے قریون مین۔ اور طلحہ غابہ اور اسکے نواح مین۔ اور زبیر جرف اور ذی خشب اور اسکے ضلع مین
یہی عمل شروع کیا اور دوسرے صحابہ بھی علی ہذا القیاس۔ اور رفتہ رفتہ زمین حجاز مین خصوصاً حوالی مدینہ
منورہ مین بڑی آبادانی اور معموری ہوگئی اور بھی کئی سال حضرت عثمان کا زمانہ دراز ہوتا زمین حجاز مصلاے
شیراز کی رشک گلگشت اور نگارگاہ اور ہرات کی لالہ زار ہو جاتی۔ مری ہوئی زمین کو زراعت سے سرسبز کرنا
اور جو زمین کہ کسی کی ملک سے نہو اسپر عمارتین باندھنی جب امام کے حکم سے ہر شخص کو جایز ہے خود امام کو
کیونکر جایز نہوگا اور اسکے محصول کو حلال جان کے کسلئے اس مین تصرف نہ کریگا۔ تواریخ معتبرہ مین روایات
صریحہ مذکور ہین کہ حضرت عثمان زمین کی آبادی اور باغات کی تیاری اور کنوؤن کا کھودنا اور نہرون کا جاری
کرنا اپنے خاص مال سے کرتے تھے اور بحکم المال یجر المال کے انکے مداخل ہر روز مضاعف اور زیادہ ہوتے تھے
مدینے والون سے ان کے زمانے مین کون ایسا تھا جو زراعت نہین کیا اور باغ نہ لگایا۔ اور وہ جو کہتے ہین کہ
بیت المال سے جو باقی رہا زید بن ثابت کو دیا۔ یہہ بھی تلبیس اور سچ کے ساتھ جھوٹ مخلوط ہے۔ روایت صحیح
یہہ ہے کہ حضرت عثمان نے ایک روز مستحقون پر بیت المال کی تقسیم کا حکم فرمایا تقسیم کے بعد ایک ہزار درہم تک
باقی رہگئے اور مستحقین تمام ہوگئے تب وے ہزار درہم زید بن ثابت کے تحویل کئے تا اپنی صوابدید کے موافق
مصالح مسلمین مین خرچ کرے چنانچہ زید بن ثابت نے اس مبلغ کو مسجد نبوی کی مرمت مین صرف کیا۔ اسیطرح
ذکر کیا ہے۔ محب طبری اور دوسرے مورخین اہل سنت نے اپنی تاریخون مین۔ غرض جس جگہ سنتے ہین کہ عثمان ذو النورین
نے اتنا مال اپنے قرابتدار ونکو اور دوسرے مسلمانون کو دیا یا مسجد نبوی کی تعمیر مین اور دوسرے مواضع متبرکہ مین
صرف کیا تو اپنی بدگمانی سے یہہ حمل کرتے ہین کہ یہہ سب خرچ بیت المال سے کیا اور لوگون کے حقوق تلف کر دیا
اس بدگمانی اور نادانی کا علاج نہین ہے شیعہ کا یہہ کلام اس بات کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے کہ احمد شاہ
بادشاہ کے زمانے مین جب قندہاری لوگ شہر دہلی مین آئے اور لوگون کے مال و متاع مین متصرف ہوئے
جب بازار مین آتے طلائی مسجدین اور منقش عمارتین اور رباطات اور مدرسے جو اس شہر کے امرا و سلاطین بنا
گئے تھے۔ دیکھتے تو بے اختیار حسرت و افسوس کے کلمات انکی زبان سے نکلتے اور بعضون کے چہرے مغموم
ہوتے۔ اور اہل شہر سے جب انسے کوئی پوچھتا کہ تم کسلئے افسوس کرتے ہو تو جواب دیتے کہ ہماری حسرت افسوس

اس بات پر ہے کہ بادشاہ کا اس قدر مال کس لئے ضایع ہوا اگر کاش یہ مال ذخیرہ کر رکھتے بادشاہ کے کام
آیا ہوتا چوتھا طعن یہہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو ان کی خدمتوں سے معزول کیا جیسے
ابو موسی اشعری کو بصرے کی حکومت سے معزول کرکے انکی جاے پر عبداللہ بن عامر بن کریز کو نصب کیا اور
عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے انکی جاے پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا وہ ایسا شخص
تھا کہ حضرت کے زمانے مین مرتد ہوکے مشرکون کے ساتھ مل گیا تھا حضرت نے فتح مکہ کے دن اسکا خون
مباح فرمایا تھا یہان تک کہ حضرت عثمان ذوالنورین نے اس کو حضرت کی حضور مقدس مین لاکے بڑی کوشش
سے اسکی تقصیرین معاف کروائین اور اس نے بیعت اسلام کی - اور عمار بن یاسر کو اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کی
حکومت سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوفے کی قضا اور بیت المال کی داروغگی سے معزول کیا جواب
اس طعن کا یہہ ہے کہ عاملونکا عزل و نصب خلفاء اور ائمہ کے ہاتھ رہا کرتا ہے اور لازم نہین ہے کہ سابق کے
عاملون کو ہی بحال رکھین اگر خلفاء ائمہ یہہ کام نکرین البتہ مختصر ہووین گے ہان کسی عامل کو بے وجہ معزول نکیا
چاہئیے - اور ان اشخاص کو معزول کرنے مین ایک ایک سبب تھا کہ تواریخ مین مفصل مذکور ہے - جب ان پر بنسبے
اطلاع ہاتھ دیوے حضرت عثمان کی بڑی حسن تدبیر معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع انکو معزول کرنا اور انکی جگہوت
پر دوسرون کو بھیجنا امور مملکت کے بڑے انتظام کا سبب اور بہت سے فتوحات کا موجب ہوا - اور خلافت
ایک دوسرا رنگ لی - اسلام کی فوجین اور ولایت و اقالیم اور قلمرو اور مملکت مین ایسا عرض و طول پیدا ہوا
کہ ہرگز اکاسرہ اور قیاصرہ کے زمانے مین خواب مین بھی نہین دیکھتے تھے - ولایت اسلام کا عرض قسطنطنیہ سے
عدن تک اور اسکا طول اندلس سے بلخ اور کابل تک ہوگیا تھا اگر کاش جناب ذوالنورین کے قاتل اور دوس
بارا سال تک صبر کئے ہوتے ہندوستان اور ترک و چین بھی ایران و خراسان کے مانند یا علی یا علی کا نعرہ
مارتے ہوتے اور روسے اشقیا نہ سمجھے کہ ہر چند حضرت عثمان نے بنی امیہ کو مسلط کیا اور ان ہی کے ہاتھ سے
کام لیا لاکن آخر نام محمد و علی کا ہے اگرچہ خراسان کو عبداللہ بن عامر بن کریز نے فتح کیا لاکن مشہد اور سبزوار
اور نیشاپور اور ہرات مین سوا اے نعرۂ حیدری کے سنا نہین جاتا ہو - جب حضرت عثمان اور بنی امیہ ترک
اور چین اور راجپوتانہ اور ہندوستان مین نہ آئے ان ملکون کے لوگون نے محمد اور علی کو نہ پہچانا دیکھئے کہ
رام اور کشن اور گنگا اور جمنا کے سوا دوسرا پیر و مرشد نہین رکھتے ہین چین و خطا اور ترک مین اس قدر بھی
نہین کہ ان بزرگون کا نام نامی پہچانے اور انکی تعظیم و تکریم بجا لاوے اب ناچار اس مقام مین ان بندگونکو

معزول کر دینے اور دوسرون کو نصب کرنے کے وجوہات اجمال کے طور پر بیان کئے جاتے ہین - ابن خطیب
اور ابن ہاشم کوفی اور سماطی جو شیعہ کے عمدہ مورخین سے ہین اس افسانہ سرائی پر شاہد لائے جاتے ہین تا
انکے پاس قابل اعتبار ہو - ابو موسی اشعری کا قصہ یہہ ہے کہ اگر جناب ذوالنورین انکو معزول نکرتے ایسا فسانہ
عظیم برپا ہوتا کہ اس کا تدارک ممکن نہین تھا کوفے اور بصرے کے ہر دو لشکر مین ایک اختلاف جو واقع ہوا تھا اسکے
بسبب وے ہر دو شہر خراب ہو جاتے - اسکی تفصیل یہہ ہے کہ حضرت عمر کی خلافت مین ابو موسی اشعری نے
جو والی بصرہ تھے فارس کے حدود نزدیک پڑنے اور وہانکے زمینداروں کی شوکت زیادہ رہنے سے جناب خلافتمآب
سے مدد چاہی تب جناب فاروق اعظم نے کوفے کے لشکر کو ابو موسی کی مدد پر متعین کر کے حکم لکھا ابھی کوفے کا لشکر
ابو موسی اشعری کے پاس نہین پہنچا تھا کہ اثناے راہ سے اسکو حکم لکھا کہ رامہرمز کے جنگ پر جاوے - وہ فارس
اور اہواز کے درمیان ایک بڑا شہر ہے پس کوفے کا لشکر اس طرف متوجہ ہو گیا اور اس شہر والون پر فتح و نصرت پاکے
غارت کیا اور اس شہر کو اپنے تصرف مین لایا اور قلعے کی بھی تسخیر کی اور بہت سا مال و متاع اور عورت بچون سمیت بحساب
بندیان ہاتھ آئین جب یہہ خبر ابو موسی اشعری کو پہنچی تو چاہا کہ تنہا کوفے کے لشکر کو ان غنایم کے ساتھ مخصوص نکرے
بلکہ بصرے کے لشکر کو جو اس ملک کے جنگ مین بارہا مشقت کھینچی تھی محروم نکرے پس کوفے کے لشکر والون سے
کہا کہ یہ مکانات جو تم نے غارت کئے ہین مین انکو چھہ مہینے کا امن دیا تھا اور مہلت منظور رکھتا تھا معاملہ تو جہا
لون اور عہد شکنی بھی لازم نہ آوے - اور تمکو محض انکے خوف دلانیکے لئے متعین کیا تھا تم نے جلدی کی جب کوفے
کے لشکر والون نے یہہ بات سنی انکار کیا اور کہا کہ امان دینے کی بات محض افترا ہی اور ان کے درمیان بہت رد و بدل
واقع ہوا اور ہر دو لشکر کے فیمابین نزاع ٹھہرا رہا تب لوگون نے یہہ ماجرا خلیفے کے حضور مین لکھا حضرت عمر نے فرمایا
کہ لشکر ابو موسی کے صلحا اور کبراے صحابہ جو اس جگہہ حاضر ہین جیسے حذیفہ بن الیمان اور براء بن عازب و عمران بن
حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمر انصاری اور ایسے ہی اصحاب کرام اس مقدمے کی دریافت کرین اور
امان دینے کی ابو موسی اشعری کو قسم دیکے پوچھین پس دریافت کے بعد جو حقیقت واقعی ثبوت کو پہنچے لکھہ بھیجین
تا اس کے مطابق عمل کیا جاوے - پس ابو موسی اشعری نے امان دینی کی بات پر اعیان صحابہ کی حضور مین قسم
کھائی اور وے صحابہ جب یہہ حال خلیفے کے حضور مین لکھہ بھیجا تب جناب خلافتمآب کی طرف سے حکم آیا کہ وہ
مال اور بندی جو اس ملک والون سے لئے ہین پھر انہین واپس دین اور مدت معین تمام ہوے تک انسے تعرض
نکرین اس قصے سے کوفے کے لشکر والون کا دل ابو موسی اشعری سے اور انکے لشکر کی ایک جماعت سے نہایت

آزردہ ہوا سو خلیفے کے حضور مین پہنچکے انہون نے ظاہر کیا کہ اگر اس نے امان دیا ہوتا یہہ بات بصرے کے
لشکر مین البتہ مشہور و معروف رہتی حالانکہ اب تک بصرے کے لشکر سے کسی نے بھی اسبات سے اطلاع
نہین رکھتا ہی پس ابو موسی اشعری نے جھوٹی قسم کھائی حضرت عمر نے یہہ بات سنکے ابو موسی اشعری کو اپنے
حضور مین بلوایا اور اس کے قسم سے سوال کیا اس نے کہا واللہ مین حق بات پر قسم کھائی ہی جناب خلافتمآب نے
فرمایا پھر تو کس لئے لشکر کو ان لوگون پر روانہ کیا یہان تک کہ جو کرنا تھا وے کر چکے تو نے جھوٹی قسم نکھائی ہو تو
بھی ملک رانی کی مصلحت مین البتہ خطا کی اور فی الوقت ایسا شخص بھی میسر نہین ہی کہ اس کام کے قابل ہو اور
ہم اس کو تیری جگہ پر نصب کرین اب تو ہی بصرے کی صوبیداری پر جائے اور وہان کے لشکر کی سرداری پر
قیام کیجئے مین نے تجھے اور تیری قسم کو اللہ تعالی پر سونپ دیا اس وقت تک کہ دوسرا کوئی شخص جو قابل اس
کام کے ہو ہماری نظر مین آوے تب تجھکو معزول کرونگا پس اس اثنا مین حضرت عمر کی شہادت ہو چکی اور خلافت
کی نوبت حضرت عثمان کو پہنچی تب بصرے کے لشکر والے بھی ابو موسی اشعری کی شکایت جود و دہش مین تنگی
کرتے ہین خلیفہ وقت کے حضور مین بار بار لکھنے لگے اور کوفے کے لشکر والے تو آگے سے ہی پر دل تھے پس
حضرت عثمان نے سوچا کہ اگر اب مین اسکو تغیر نہ کرون ہر دو لشکر برہم ہونگے - اور بڑے بڑے عمدہ کامون
مین دل ندینگے اور ہر دو صوبے خراب ہو جائینگے پس ناچار انکو معزول کرکے عبداللہ بن عامر کریز کو انکی جاگہ
نصب کیا یہہ عبداللہ قریش کے بڑے جوانمردون سے تھے اور انکو عالم طفلی مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حضور مین لے آئے تھے حضرت نے لعاب مبارک ان کے حلق مین ٹپکایا تھا اسی کے بدولت شہامت
و نجابت کے آثار اور سرداری و ریاست کے لوازم و اطوار ان کی نوجوانی مین ان کے حرکات اور اقوال و افعال
سے ظاہر ہوتے تھے سو ان کو نصب کرنیسے اس ملک کے کمال انتظام کا سبب اور ہر دو لشکر کے اتفاق کا
موجب ہوا - احمد بن ابی لیسار نے تاریخ مرو مین روایت کرتا ہی کہ لما فتح عبد اللہ بن عامر خراسان قال
لاجعلن شکری للہ ان اخرج من موضعی ھذا محرما فاحرم من نیساپور ورواہ سعید بن منصور فی سننہ
اور عمرو بن عاص کو جو مصر سے معزول کیا اسکا سبب یہہ ہی کہ مصر والون نے ان کی بہت سی شکایتین دربار خلافت
مین لے آئی تہین اور اسکے آگے حضرت عمر کی خلافت مین بھی انکی بعض شکایتین خلیفے کے حضور مین معروض
ہونے سے معزول ہوئے تھے - جب انہون نے توبہ کیا اور ان باتون سے باز آیا تب فاروق اعظم نے پھر انکو
بحال کیا تھا بالجملہ حضرت عثمان نے ابو موسی اشعری اور عمرو بن العاص کو معزول کرنیسے ان پر طعن کرنا شیعہ کو زیبا نہین

کیونکہ یہ ہر دو شیعہ کے پاس تو واجب القتل ہین پس کیونکر جایز العزل نہو وینگے اور انکے پاس وے ہر دو
اسلام کی قابلیت نہین رکھتے تھے ریاست اسلام تو کہان - اسیواسطے ظریفان اہل سنت اس طعن کو شیعہ کی
طرفسے دوسرے رنگ پر تقریر کیا ہے کہ عثمان ذوالنورین نے ان ہر دو کے عزل پر اکتفا کر کے کسلئے انکو
قتل نکئے تا تحکیم کے واقعے مین انسے بدسگالی سب امت اور امام وقت کے ساتھہ واقع نہوتی - اور بعضے ظریفون
نے اس طعن کا دوسرا جواب اس روش پر دیا ہے کہ حضرت عثمان نے جانا کہ ان ہر دو کو مین قتل کرون تو میری
امامت خاص وعام کے پاس ثابت ہو جائیگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہے اور شیعہ کو انکار کی جگہہ باقی
نرہیگی لاکن جب حضرت عثمان کے مزاج مین حیا غالب تھی شیعہ کی صریح تکذیب سے شرم کر کے فقط عزل پر اکتفا
کیا تا یہہ بات اشارہ ہو اپنی امامت کی صحت پر - اگر یہان شیعہ کہین کہ ابوموسی اشعری جایز العزل ہوتے تو
حضرت امیر انکو اپنے طرفسے کس لئے حکم ٹھہراتے تو ہم کہتے ہین کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ یہہ حکم ٹھہرانا بھی ناچار
سے تھا نہ اختیار سے اگر بالفرض اختیار سے بھی ہو جب ابوموسی اشعری نے اسکام مین خطا کی معلوم ہوا کہ بیشک
قابل عزل تھا - **فایدہ جلیلہ** اس جگہہ جاننا چاہئے کہ شیخین کے مطاعن شیعہ کے سوائے کوئی نہین تقریر
کرتے ہین اسواسطے اہل سنت کے کتابون مین یہہ مطاعن شیعہ کے کتب سے منقول ہین انسے اکثر شیعہ کے
اصول پر چسپان ہوتے ہین برخلاف مطاعن عثمان ذوالنورین کے کہ اکثر شیعہ کے اصول پر نہین بیٹھتے ہین
اور اس غیر تطابق کا سبب یہہ ہے کہ حضرت عثمان پر طعن کرنے والے دو فرقے ہین ایک شیعہ دوسرے خوارج پس یا
حضرت عثمان کے مطاعن بھی دو قسم پر ہین ایک قسم شیعہ کے اصول پر دوسری قسم خوارج کے اصول پر منطبق ہوتی
ہے اور اہل سنت کی کتابون مین ہر دو قسم کو مخلوط کر کے لاتے ہین بلکہ شیعہ بھی مطاعن کی زیادتی کے لئے اپنے کتابون
مین ان ہر دو قسم کو بے تمیز و تفرقہ ذکر کرتے ہین اسلئے حضرت عثمان کی بعض مطاعن جو اہل سنت و شیعہ کے
کتب مین موجود ہین شیعہ کے اصول و مذہب پر راست نہین آتے ہین سو ابوموسی اشعری کے عزل کا طعن بھی
اسی بات سے ہے واللہ اعلم - اور عمرو بن العاص کے عزل کا طعن نہ اصول شیعہ پر منطبق ہوتا ہے نہ اصول خوارج
پر کیونکہ یہ ہر دو فریق انکی تکفیر کرتے ہین سوان ہر دو فریق کے الزام کے لئے ہم کہتے ہین کہ جس وقت حضرت عثمان
نے انکو معزول کیا ہر چند انسے کچھہ کفر کے حرکات وکلمات صادر نہوئی تھین لاکن شیعہ اور خوارج کے اعتقاد کے
موافق جب وے آخر کافر و مرتد ہونے والے تھے انکو معزول کرنا حضرت عثمان کے محض کرامات سے سمجھا چاہئے
معاویہ کو معزول کر دیا تھا کر کے حضرت عثمان سے شیعہ جو خارق کرامت کہ چاہتے تھے انہون نے یہہ کرشمہ یہان تبلایا غرض

بن العاص کو معزول کیا۔ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا۔ ہر چند اس نے
ابتداے اسلام مین مرتد ہوا تھا۔ لاکن جب دوبارہ اسلام لایا پھر اس سے کوی امر شنیع واقع نہوا بلکہ اسکے
حسن تدبیر اور حسن نیت سے تمام مغرب کی زمین مفتوح ہوی اور اس نے بہت سے خزانے حضور خلافت
مین بھیجے۔ اور دور دست کے بلاد کو دار الاسلام بنا دیا۔ یہان تک کہ مغرب کے جزیرون مین بھی کئی بار غازی
کی اور غنیمتین لائین۔ مورخون نے لکھا ہی کہ اسکے غنایم سے زر سرخ کے نقد پچیس لاکھ دینار جمع آئے تھے
اور اساس و پوشاک اور زیور و مواشی اور اصناف کا مال اس قدر تھا کہ جس کا شمار نہین تھا۔ ان سب چیزونکا خمس
حضور خلافت مین روانہ کیا سو سب مسلمانون مین اسکی تقسیم ہوی۔ اور خمس کے چہار حصے جو باقی رہے اپنے لشکر
مین بوجہ مشروع تقسیم کئے۔ تب اس کے لشکر مین بہت سے صحابہ و اولاد صحابہ حاضر تھے سب کے سب اسکی سیرت
سے بہت خوش ہوے کسی وجہ سے اس کے اوضاع و اطوار پر انکار کیا انہین سے ہی عقبہ بن عامر جہنی و عبدالرحمن
بن ابی بکر صدیق۔ و عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ پھر جب حضرت عثمان کے قتل کا فتنہ وقوع مین آیا عبداللہ
بن سعد بن ابی سرح نے کنارہ لیا اور کسی طرف بھی شریک نہوا اور کہا کہ مین اللہ تعالی سے عہد کیا ہون کہ قتال
کفار کے بعد مین ہرگز مسلمانون سے قتال نکرونگا پس اپنی آخر عمر ایسا ہی گذارا۔ لاکن عمار بن یاسر کی معزولی
کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کرنی خلاف واقع ہے بلکہ اکثر اہل کوفہ انکی شکایت کرنیسے حضرت عمر نے انکو
معزول کیا تھا اور عزل کے بعد یہہ فرمائی تھی کہ مَن یَعذِرُنی مِن اَهلِ الکُوفَةِ اِن استَعمَلتُ عَلَیهِم تَقِیًّا
استَضعَفُوهُ وَاِن استَعمَلتُ عَلَیهِم قَوِیًّا فَجَّرُوهُ اور انکی جگہ پر مغیرہ بن شعبہ کو والی ٹھہرایا۔ جب حضرت عثمان کی خلافت
مین اہل کوفہ مغیرہ بن شعبہ کی بھی شکایتین لے آئین اور انکو رشوت کے ساتھ متہم کیا حالانکہ وہ سب افترا تھا ناچار رعایا
کی بحالی کے لئے حضرت عثمان نے انکو بھی معزول کیا اور ابن مسعود کا احوال انشاء اللہ تعالی عنقریب دوسرے
طعن کے جواب مین آئیگا کہ انکو کوفے سے مدینے مین بلانے کا کیا سبب تھا ان سب وجوہات کے قطع نظر والی
امر کو عاملون کا عزل و نصب پہنچتا ہی یہہ کچھ طعن کی جگہ نہین۔ ایک صحابی کو بیوجہ اور بے تقصیر معزول کرنا اور
غیر صحابی کو اس کی جاے پر نصب فرمانا حضرت امیر سے بارہا وقوع مین آیا ہی۔ از انجملہ عمر بن ابی سلمہ ہی جو
ام المومنین ام سلمہ کے فرزند اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب ہین حضرت امیر کی جانب سے بحرین
کے صوبہ دار تھے سو انکو بے تقصیر اور بے وجہ معزول کیا چنانچہ یہہ بات خود حضرت امیر نے ان کے عزل نامے
مین تحریر فرمائی ہے اور اس نامے کی نقل نہج البلاغہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے مطاعن مین گذری ہے اور

اسکی جگہ پر نعمان بن عجلان ورقی کو جو صحابی نہین تھا اور علم و تقوی اور عدل و دیانت مین عمر بن ابی سلمان کے دسوین حصے کو نہین پہنچتا تھا نصب فرمایا - اور قیس بن سعد بن عبادہ کو جو حضرت کے نشان بردار اور صحابی عمدہ اور صحابی زادہ تھے حضرت امیر نے مصر سے معزول فرما کے اس کی جا سے پر مالک اشتر کو نصب فرمایا حالانکہ مالک اشتر نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ فتنہ و فساد کا مصدر ہو کے حضرت عثمان کو شہید کیا - اور طلحہ و زبیر کو قتل کا اندیشہ بتلا کے بغاوت کا باعث ہوا - اور یہہ بات یقینا معلوم تھی کہ جب وہ مصر مین پہنچیگا معاویہ ہرگز خموشی نہ لیگا بلکہ مصر پر فوجین روانہ کریگا تب قباحتین رو دین گے اور ایسا ہی ہوا اور نگا بھی عزل و نصب حضرت امیر کے ہاتھ سے ہوا ہے لاکن جب عاملون کے عزل و نصب مین امام کی صوابدید معتبر ہے حضرت امیر پر بھی کچھہ طعن کی جگہہ نہین **پانچوان طعن** عثمان بن عفان نے عبد اللہ بن مسعود کا سالیانہ جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے مقرر تھا بند کر دیا - اور ابو ذر کو مدینہ منورہ سے اخراج کر کے قصبۂ ربذہ کی طرف روانہ کیا - اور عبادہ بن صامت نے معاویہ کو ایک امر معروف کرنیسے اس پر عتاب کیا اور عبد الرحمن بن عوف کو منافق کہا اور عمار بن یاسر کو اس قدر مارا کہ فتق پیدا ہوا اور کعب بن عبدہ بہری سے ایک کلمۂ حق صادر ہونے سے اس کی اہانت و تضلیل کی یہہ سب اجلۂ صحابہ سے ہین ایسون کی اہانت اہل سنت کے پاس دیانت سے بعید ہی **تفصیل** ان قصون کی یہہ ہے کہ ابو ذر غفاری شام مین تھے بعضے فاسدون نے حضرت عثمان کے بعضے کردار کو ناپسندیدہ بنا کے ان کو سنوایا تو اونہون نے ان باتون کو یقین جان لیکے برملا کہنا اور ان کے کامون پر انکار کرنا شروع کیا تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابو ذر نے آپکے لوگون کے نزدیک حقیر اور لوگون کو آپ کی اطاعت سے باہر کرتے ہین اس واسطے کا تدارک جلد کیجئے حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا اَشْخِصْہُ اِلَیَّ مَرْکَبٍ وَعْرٍ سَابِقٍ عَنِیْفٍ معاویہ اسیطرح انکو مدینہ کی طرف روانہ کیا - جب ابو ذر دربار خلافت مین پہنچے جناب ذوالنورین نے ان پر عتاب کیا کہ کس لئے لوگون کو میرے سے حیرہ کرتے ہو اور میری اطاعت سے نکالتے ہو ابو ذر نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب حکم بن العاص کی اولاد تیس مرد کو پہنچیگی تو اللہ تعالی کے مال کو اپنی دولت ٹھہرائینگے اور اللہ تعالی کے بندگون کو اپنے غلام باندی کہینگے اور اللہ تعالی کا دین حیلہ و تدویر اور دغل سے کرینگے جب ایسا کرین اللہ تعالی اُنپر غضب فرماوے اور اپنے بندگون کو انکی بدی سے بچاوے تب حضرت عثمان نے صحابہ حاضرین سے دریافت کی کہ تمہارے کسینے یہہ حدیث سُنی ہی سبھون نے کہا کہ نہین پھر حضرت علی کو

بلواکے پوچھا تب جناب امیر نے فرمایا کہ مین نے خود یہہ حدیث حضرت کی زبان سے نہین سُنی ہے لاکن
یہہ دوسری حدیث حضرت کی زبان فیض ترجمان سے میرے سننے مین آئی ہے کہ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ
وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ لَهْجَةٍ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ پس حضرت عثمان غصہ ہوکے ابوذر کو فرمایا کہ تم اس
شہر سے چلا جاؤ تب ابوذر مقام ربذہ مین جاکے رہنے لگے اور اپنی آخر حیات تک وہین رہے۔ اور عبادہ
بن صامت بھی شام مین تھے ایکدن معاویہ کے لشکر مین دیکھا کہ اونٹون کی ایک قطار چلی ہے اور ان اونٹون
پر شراب کے خم لدے ہین عبادہ بن صامت نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ یہہ شراب ہے معاویہ
نے بیچنے کے لئے بھیجی ہے عبادہ نے اسیوقت ایک چھری اپنے ہاتھ مین لیکے اُٹھے اور ہر ہر اونٹ پر
جو مشکین لدی تھین انکو پھاڑ دیا یہان تک کہ سب شراب ریزان ہوگئی پھر اہل شام سے حضرت عثمان اور معاویہ کی
بدی کرنے لگا۔ تب معاویہ نے یہہ سب ماجرا حضرت عثمان کی خدمت مین لکھا اور یہہ بھی گذارش کی کہ عبادہ
کو جلد اپنے پاس بلوائیے کیونکہ انکا یہان رہنا ملک اور لشکر کے فساد کا سبب ہوتا ہی حضرت عثمان نے عبادہ
کو اپنے پاس بلواکے ان پر عتاب کیا کہ تو کس لئے مجھپر اور معاویہ پر انکار کرتا ہے اور اولی الامر کی اطاعت
واجب نہین جانتا ہے عبادہ نے کہا کہ مین حضرت سے سُنا ہون کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ
اور عبداللہ بن مسعود کو جب کوفے کی قضا اور خزانہ داری سے معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو انکی جاسے پر
والی ٹھہرایا تب ابن مسعود نے ولید کا ظلم دیکھکر برہم ہوسے اور لوگون مگے روبرو اس کے عیوب بیان
کرنے لگا اور کوفے کی مسجد مین لوگون کو جمع کرکے حضرت عثمان کی بدعتین ظاہر کین اور فرمایا کہ لوگو اگر امر
معروف اور نہی منکر نکروگے اللہ تعالی اُن پر غضب فرمائیگا اور تم پر بدکارون کو مسلط کریگا اور نیکون کی دعا
مستجاب نہوگی اور جب ابوذر کے اخراج کی خبر ابن مسعود کو پہنچی محفل عام مین خطبہ پڑھا اور یہہ آیت حضرت
عثمان پر تعریض کی طور سے تلاوت کی ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ
ولید نے یہہ سب ماجرا جناب خلافت مآب مین لکھا تب حضرت عثمان نے انکو کوفے سے طلب کیا جب ابن مسعود
نے مسجد نبوی پر پہنچے حضرت عثمان نے اپنے غلام کو فرمایا کہ انکو مارئے سو اس غلام نے انکو مارکے مسجد سے باہر کیا
اور انکا مصحف چھین لیکے جلا ڈالا اور انکے گھر کو ہی انکا قیدخانہ ٹھہرایا اور انکا سالیانہ چہار سال تک موقوف رکھا
یہان تک کہ ابن مسعود کی موت قریب ہوی تب انہون نے اپنے جنازے پر امامت کرنیکے لئے زبیر کو وصیت
کی اور فرمایا کہ عثمان میرے جنازے پر نماز نہ پڑھے جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انکی عیادت کے لئے آئے

اور کہا کہ اے ابن مسعود اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجیئے ابن مسعود نے دعا کی کہ بار خدایا تو غفور ہے اور کریم
لیکن عثمان سے درگذر نکر جب تک میرا قصاص اس سے نہ لیوے اور جب سب صحابہ نے عثمان ذوالنورین
سے آزردہ ہوے اور عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان کی تولیت پر عتاب کیا عبدالرحمن نادم ہوے اور
کہا کہ مین نہین جانتا تھا کہ ایسا ہو ویگا اب اختیار تمہارے ہاتھ ہے جب یہ مقولہ حضرت عثمان کو پہنچا کہنے
لگے کہ عبدالرحمن منافق ہے اپنے کہے کا کچھ پروا نہین رکھتا ہی۔ عبدالرحمن نے یہہ بات سنکے قسم کھائی کہ
مین جب تک زندہ رہون عثمان کے ساتھ بات نکرونگا پھر اپنی رحلت تک ایسا ہی رہا پس اگر عبدالرحمن منافق تھا
تو عثمان کے ساتھ اسکی بیعت صحیح نہوی اگر منافق نہین تھا تو عثمان اس پر نفاق کی تہمت کی سو فاسق ہوے اور
فاسق تو قابل امامت نہین۔ اور عمار بن یاسر کو مارنے کا قصہ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچاس شخص کے قریب جمع ہو کے
ایک نامے مین عثمان کے قبایح لکھے اور عمار سے کہا کہ یہہ نامہ عثمان کو پہنچانے تا شاید کہ وہ متنبہ ہووے اور ان
امور شنیعہ سے باز آوے اور اس نامے مین یہہ بھی مرقوم تھا کہ اگر تم ان بدعات سے باز نہ آوین تو ہم تمکو معزول
کرین گے اور تمہاری جاے پر دوسرے کو نصب کرین گے جب وہ نامہ حضرت عثمان نے پڑھا مارے غصے کے
زمین پر ڈالدیا عمار نے کہا کہ اس نامے کو حقیر نہ جانئے کہ اصحاب رسول نے اسکو لکھا ہی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مین
آپ کی نصیحت اور خیر خواہی کی راہ سے آیا ہون عثمان نے کہا کَذَبْتَ یَا ابْنَ سُمَیَّۃ اور اپنے غلامون کو فرمایا
کہ اس کو مارین انہون نے یہان تک ضرب کیا کہ وہ زمین پر گرے اور بیہوش ہوے پھر عثمان خود اٹھے اور ان کے
شکم اور انثیین کی جگہہ لات سے مارے یہان تک کہ اسکو فتق پیدا ہوا چہار وقت کی نماز تک بیہوش رہے افاقے کے
بعد وے نمازین قضا کین۔ اول جو فتق کے لئے تبنان پہنا وہی تھا۔ اور بنو مخزوم غصہ ہوکے کہنے لگے کہ اگر عمار
اس فتق سے مرے ہم اس کے عوض مین بنی امیہ کے ایک بڑے شیخ کو قتل کرین گے اور عمار اس کے بعد خانہ نشین
ہوے یہان تک کہ حضرت امیر خلیفہ ہوے اور کعب بن عبدہ نہدی کا قصہ یہہ ہے کہ سب کوفے والون نے جمع ہو کے
عثمان کے نام سے ایک نامہ لکھا اور انکی بدعتین اور قبایح اس مین درج کئے اگر تم ان بدعتون سے باز آوین فہو المراد
ہم آپکی اطاعت سے نکل جاوینگے اور وہ نامہ اہل کاروان سے ایک شخص کو دیکے بھیجا اور کعب بن عبدہ نے ایک نامہ
علیحدہ لکھا اور اس مین سخت کلام اور درشتی کی تھی وہ بھی اس قاصد کے تحویل کیا جب یہ ہر دو نامے عثمان کے
ہمدست ہوے مطالعہ کرتے ہی انہون نے غصے ہوے اور سعید بن ابی العاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفے سے
اخراج کر کے کوہستان کی طرف بھیج دیجئے تب سعید نے کعب کے گھر گیا اور کعب کو برہنہ کر کے بیس تازیانے مارے

اور کوفے کے کوہستان کے سمت چلا دیا - اور یہہ وہی سعید بن ابی العاص ہے کہ اشتر نخعی کی بھی اہانت اور
ہتک حرمت کی تھی قصہ اسکا یہ ہے کہ جب سعید مذکور نے کوفے کا صوبیدار ہوا مسجد مین آکے سب لوگ کو
جمع کیا - اور ذکر کوفے کا اور اس کے نواح کی خوبی کا درمیان آیا - اور عبد الرحمن بن جنین جو سعید کا کتوال اور اسکے
پیادون کا رسالہ دار تھا کہنے لگا کہ کاش سب کوفے کا ملک حضرت امیر کی جاگیر ہو جاوے - اشتر نخعی نے کہا کہ یہہ
کیسا ہو کہ خدا تعالی اس ملک کو تو ہماری شمشیرون سے مفتوح کیا ہے اور ہمکو اس کا مالک بنایا - عبد الرحمن نے
کہا کہ خاموش کہ اگر امیر چاہینگے سب ممالک کو ضبط کر لین گے - تب اشتر نے اس کے ساتھ سختی اور ترش روئی
کی تمامی اہل کوفہ نے اشتر کی حمایت اور اپنی زمینون کی پاس سے عبد الرحمن پر اس قدر بلوہ کیا اور مارے کہ اپنی پہلو پر
گر پڑا - سعید نے یہہ ماجرا عثمان کو لکھا - عثمان کی طرف سے یہہ جواب آیا کہ اشتر کو ان لوگون کے ساتھ جنہون نے
اسکی اعانت کی ہے کوفے سے شام کی سمت نکالدین سو وے لوگ قتل عثمان کے فتنے تک شام ہی مین رہے اور
آخر سعید بن ابی العاص نے مدینے کی جانب بھاگ آیا اور کوفے کا بند وبست اس سے سرانجام نہ پایا کوفے کے لوگون
نے اس پر بلوا کر کے نکالدیا اس وقت کوفے کے سردارون نے اشتر کو لکھا کہ تیرے سب مسلمان بھائیون نے
ایک عہد اور ایک قسم ہوے ہین اور سعید کو کوفے سے نکال دیا اور اب عثمان پر خروج کرنیکا ارادہ رکھتے ہین پس
اس وقت کو غنیمت جانئے اور جلد یہان تک آئے تا ہم سب باتفاق اس مہم کو سرانجام دین اشتر بہت جلدی سے
وارد کوفہ ہوا نایب بن قیس کو جو شہر کا کوتوال تھا لوگون نے مار کے نکال دیا پس اشتر اور کوفے کے سب اہل لشکر
جمع ہو کے سوگند کھائی کہ اس کے بعد عثمان کے عاملون کو کوفے مین آنے نہ دین آخر عثمان نے ناچار ہو کے انکے
حسب فرمایش کوفے کی صوبہ داری پر ابو موسی اشعری کو روانہ کیا **جواب** اجمالی اس طعن کا یہہ ہے کہ اکثر اشخاص
جو مذکور ہوے شیعہ کے پاس تو واجب القتل تھے کچھ بزرگی و حرمت نہین رکھتے تھے کیونکہ انہون نے نص پیغمبر کو
چھپایا اور ظالمون کی مدد کرکے اہل بیت کا حق تلف کیا اور سچی گواہی دینے سے سکوت کیا پس ان کو حضرت امیر سے جو
سزا کہ پہنچنی تھی حضرت عثمان سے پہنچ چکی طعن کی کیا جگہ ہے اور ابو ذر و عمار ہر چند شیعہ کے پاس بسبب ظاہر اس گروہ
سے مستثنی ہین اور اخراج و اہانت کے قابل نہین لاکن بحکم خبر صحیح التَّقِيَّةُ دِينِي وَدِينُ آبَائِي تقیہ جو انکے ذمے
واجب تھا انہون نے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور ترک واجب کیا اور حضرت امیر کی اقتدا انکی کیونکہ انہون نے تقیہ کی
رعایت سے ان سب امور کو حضرت عثمان سے گوارا رکھ کے سکوت فرمایا تھا اور بھی بیوفائی ان دونو کی ثبوت کو پہنچی
کہ اپنے نفسانیت سے کمال انکار کے ساتھ حضرت عثمان کے مقابلے پر اٹھے اور اخراج و اہانت انکے ہاتھ سے

قبول کی اور صدیق اکبر خلیفہ ہونیکے وقت حضرت امیر کی امامت کی نص جو ظاہر کرنا ضرور تھا ظاہر نکر کے دین محمدی اور
حضرت امیر کے حق واجبی مین خلل ڈالا اور پنبہ در وہان ہو کے بیٹھ گئے بہت خوب ہوا جو انکی سزا انکو پہنچی اسباب مین
حضرت عثمان پر اصلا طعن کی جگہ نہین کیونکہ انہون محض تقیہ چھوڑ دیکے مجاہرے کے مرتکب ہونیسے حضرت عثمان نے
(یعنی ابو ذر وعمار ۱۲)
انکی تادیب وتعزیر کی **دوسرا جواب** یہہ کہ خلافت وامامت کا کام اس جنس کا نہین کہ اس امر عظیم کی حفاظت مین
اس قسم کی حرمتون کی رعایت ومساہلت کی جاوے دیکھئے کہ جناب امیر بھی حضرت کے حرم محترم ام المومنین کا پاس نرکھا
(یعنی بی بی عائشہ ۱۲)
اور طلحہ اور زبیر کے ساتھ جو قدیم الاسلام اور ہر دو حضرت کے حواری تھے خصوصاً زبیر جو حضرت کے پھوپی زادے تھے قتال
کیا حالانکہ یہہ بات قطعاً معلوم تھی کہ طلحہ اور زبیر حضرت امیر کے جانی دشمن نہین تھے مگر یہہ کہ حضرت عثمان کے قاتلون
کو چاہتے تھے اور اس قدر فوج کثیر کا لشکر سے جدا ہونا خلافت اور مملکت کے کام مین خلل ڈالتا تھا اور خلیفے کا حکم
سُستی قبول کرتا تھا سو اسی جہت سے حضرت امیر نے ان کے ساتھ جنگ کیا اور ہرگز قرابت اور مصاہرت اور
زوجیت وصحبت رسول کی رعایت نکی اور ابو موسی اشعری جب کوفے والونکو حضرت امیر کی رفاقت سے منع کرنے
لگا اس پر سیاست جاری کی اور اس کے گھر کا جلا دینا اور اسکا اسباب غارت کرنا مالک اشتر کے ہاتھ پر واقع ہوا اور
حضرت امیر نے ان سب کامون کو گوارا رکھا دیکھئے طرفین کے تواریخ موجود ہین کہ سر موان مقدمات مین تفاوت نہین
پس معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت سب مصالح مین عمدہ ہے اسکے مقابلے مین جزئی مصلحتین فوت ہونا چندان گران
نہین پس اگر حضرت عثمان بھی صحابۂ رسول سے چند شخص کی تخویف واہانت کی ہو کیا پروا کہ قتل سے کمتر ہے کہ حضرت
علی کے لشکر والون سے طلحہ وزبیر کا قتل ہو گیا اور جنگ جمل کے بعد ام المومنین کی جو اہانت ہوی تاریخ والون پر پوشیدہ
نہین یہہ وہ جواب ہے کہ شیعہ کے مذاق پر تقریر کیا جائے۔ اور وہ جو اہل سنت نے اس طعن کے جواب مین اپنی
صحیح روایتون سے تنقیح کی ہے وہ دوسرا جواب ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت عثمان کو لوگون
کے حضور مین اور تنہائی مین تقید فرمایا تھا کہ اللہ تعالی نے تمہین ایک وقت خلافت کی خلعت پہنائیگا اگر منافق
لوگ چاہین کہ اسکو چھین لین ہرگز نہ دیجئے اور صبر کیجئے چنانچہ اہل سنت کے صحاح مین موجود ہے کہ حضرت نے
ایک روز اپنے یارون مین فتنے کا ذکر کرتے تھے اور ایسا فرماتے تھے کہ وہ فتنہ بہت نزدیک ہے تب لوگون کو سراسیم
پایا اور عثمان ذوالنورین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہہ مرد اس روز ہدایت پر ہوگا۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر اس
قصے کی روایت کی ہے اور حضرت نے اسی فتنے کے ذکر مین دوسرے وقت فرمایا ہے کہ جس نے اس فتنے مین بیٹھا
رہے وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کھڑا رہے۔ اور جو کھڑا ہو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو چلے۔ اور چلنے والا بہتر ہے

اس شخص سے جو دوست رکھتا ہے۔ اور حضرت نے اپنے مرض موت مین ایکدن فرمایا لَیْتَ عِنْدِیْ رَجُلاً اُکَلِّمُہٗ اہل بیت
عرض کرنے لگے کہ موانست کے لئے کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو بلواوین فرمایا نہین پھر عرض کی کیا مرتضیٰ علی
کو طلب کرین فرمایا نہین۔ پھر عرض کی کیا عثمان ذوالنورین کو حاضر کرین فرمایا ہان۔ جب عثمان ذوالنورین حاضر
خدمت ہوے حضرت نے انکے ساتھ دیر تک سرگوشی کی کئی باتین ارشاد کیئن۔ اور اس وقت حضرت کو بیٹھنے
کی طاقت نہین تھی جناب ذوالنورین کا سر اپنے سینے سے لگا کے چند وصیتین فرمائین تب جناب عثمان کا چہرہ
متغیر ہوتا تھا اور بے اختیار بلند آواز سے انکی زبان سے نکلتا تھا اللّٰہ المستعان اللّٰہ المستعان۔ ازواج
مطہرات اور حضرت کے خدام خانگی جو اس وقت حاضر تھے یہہ حدیث روایت کی ہین۔ اور ابوموسی اشعری کو حضرت سے
ارشاد ہوا کہ عثمان کو بہشت کی بشارت دیجئے اور آگاہ کیجئے کہ تجھ پر بلوہ عام ہوویگا۔ بالجملہ اس خاص مقدمے
مین قطعی دلیلین اور تاکیدی وصیتین جناب رسالت مآب کی حضرت عثمان کی پاس محفوظ و موجود تھین سو حضرت
عثمان نے ان وصیتون پر استقامت کی تھی جب دیکھا کہ بعضے صحابہ بھی اس خلعت کے چھین لینے مین منافقین
کے ساتھ ہم صفیر اور ہم آواز ہوتے ہین چاہا کہ حتی الامکان اس فتنے کو بٹھاوین سو فی الجملہ ان صحابہ کو چشم نمائی
کی تا انکی شرکت سے فتنہ قوت نہ پکڑے اور اوباش و منافقین انکی رفاقت سے دلاور نہووین۔ اور اہل سنت کے
پاس عصمت تو انبیا کا خاصہ ہے صحابہ کو معصوم نہین جانتے ہین۔ اسیواسطے شیخین کرین اور جناب امیر نے
بعضے صحابہ کو حد ماری ہے اور خود پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے مسطح بن ثابت پر جو اہل بدر سے تھا اور حسان
بن ثابت پر حد قذف جاری کی ہے۔ اور کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع و ہلال بن امیہ جو ان سے وہ شخص
بدریون سے تھے غزوۂ تبوک سے تخلف کرنیسے اس کی سزا مین انکو پچاس روز تک مطرود و مغضوب چھوڑا
اور ماعز اسلمی کو رجم فرمایا اور بہت سے لوگون پر تعزیر اور شراب کی حد جاری کی ہے جب ہر شخص کی تعزیر
اسکے منصب و مرتبے کے موافق ہے حضرت عثمان بھی چند لوگ کو ان کے حال کے مطابق چشم نمائی کی
تا اوباش و منافقین کے ساتھ نہ ملین اور بلوے مین شریک نہووین۔ الحمد للّٰہ ایسا ہی وقوع مین آیا کہ صحابہ کرام
سے کسی شخص کا دامن بھی قتل عثمان سے آلودہ نہوا محض فساق و منافق و اوباش لوگ اس حرکت کے
مصدر ہوے اور اس وقت عثمان ذوالنورین نے جب حضرت کی زبان شریف سے سنی ہرگز مدافعت
نکی اور قتال پر کمر نہ باندھی بلکہ صبر عظیم کیا۔ اور اسیواسطے اکثر ان لوگ کو اس گوشمالی اور چشم نمائی سے
معاف کیا اور عذر چاہا۔ اور اہل سنت کے پاس اسباب مین حضرت عثمان کا حال قدم بقدم حضرت

امیر کے حال کا سا ہو کہ حضرت نے جناب امیر کو بھی وصیت کی تھی کہ یا علی لا تجتمع الامۃ علیک بعدی وانک تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین جس وقت کہ جناب امیر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت راشدہ کی سربرآرا ہوے اپنی مقدور کے موافق فتنے کی آتش بجھانے اور مخالفین کے خلاف کو اٹھانے مین جو طلحہ وزبیر وام المومنین عایشہ صدیقہ ویعلی بن امیہ وابوموسی اشعری اور دوسرے صحابہ کرام سے بہت سعی وکوشش بجالائی آخر ان کے ساتھ جنگ وجدال کرنیکا بھی کچھ پروا نہین کیا ہرچند تقدیر مساعد نہوی اور امور خلافت کے انتظام کی صورت ہاتھ نہ دی۔ پس جس صورت مین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم صریح ان ہر دو بزرگوارون پر اسباب مین متحقق ہو۔ پھر صحبت اور قرابت کا ادب نگاہ رکھنا اور پیغمبر خدا کا حکم بجالانے مین سستی کرنا کس طرح ہوسکیگا مثل مشہور ہے الامر فوق الادب جب یہ جوابات اجمالی ذہن نشین ہوے۔ اب جوابات تفصیلی بھی سن لیجیے۔ جاننا چاہیے کہ یہ قصے جس طرح پر کہ طعن مین منقول ہوے تمام شیعہ کے اختراعات اور مفتریات سے ہین تواریخ معتبرہ مین اصلا انکا پتا نہین بلکہ معتبر تاریخون مین جو مذکور ہے سنا چاہیے تا خود بخود جواب حاصل ہو۔ ابوذر کے اخراج کا قصہ ابن سیرین اور دوسرے ثقات تابعین کی روایت سے جو ثبوت کو پہنچا ہی یہہ ہے کہ ابوذر کی اصل مزاج مین ایک خشونت اور زبان درازی تھی۔ چنانچہ بلال موذن کے ساتھ جو اس جناب رسالت مآب کے خدمتگار خاص اور عاشق با اخلاص تھے اور ان کی بزرگی سب طوایف اہل اسلام کے پاس ثابت ہو۔ ایکدن حضرت کے حضور فیض گنجور مین ہی ابوذر نے بلال کے ساتھ بڑی ہی درشتی کی اور انکی مان کا نام لیا تب حضرت نے انکی زبان درازی پر توبیخ شدید کی اور فرمایا اعیرته بامه انک امرؤ فیک جاهلیة غرض جب شام کے لشکر مین ابوذر کی اقامت ہوی اور حضرت عثمان کی عہد مین دولت وثروت اور بہت سامال متاع اہل اسلام کے ہاتھ آیا تمام مہاجرین وانصار لاکھون کے مالک ہوگئے۔ ابوذر نے سب مالدارون کے طعن مین زبان درازی کی ان معاویہ کے ساتھ کلام کیا اور یہہ آیت قرآنی دستاویز ٹھہرائی والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ۰ اور اس آیت سے سب مال کا خرچ کرنا فرض ٹھہرایا۔ ہرچند معاویہ اور دوسرے صحابہ نے انکو سمجھایا کہ انفاق سے مراد قدر زکوۃ ہے نہ سب مال اور اس بات پر میراث اور فرایض کی آیت شاہ عدل ہے۔ کیونکہ اگر سب مال کا خرچ کردینا واجب ہوتا متروکہ مین تقسیم کا حکم کب آتا۔ ابوذر نے ہرگز نمانا اور اپنے معتقد پر ہی اصرار کیا۔ اور ہر شخص کے ساتھ خشونت اور سختی آغاز کی تب لشکریون نے انکو جمہور کے مخالف جان کے انگشت نما کیا۔ جہان ابوذر کا گذر ہوتا لوگ جوق جوق اور گروہ گروہ انکو گھیر لیتے

اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے - یہان تک کہ انہون نے جنون مین لڑائی شروع کرنے - جب یہ حالت
طنز و تمسخر کے درجے تک پہنچ گئی جو ان کی شان کے سزاوار نہین تھی - معاویہ نے یہ ماجرا حضرت عثمان کی
خدمت مین لکھا - جناب ذو النورین کا حکم آیا کہ انکو عزت کے ساتھ مدینے کی طرف بھیجدین سو ابوذر عزت
واحترام کے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہوے نہ اس طرح جو شیعہ نے افترا کیا ہے کہ جناب عثمان نے -
مرکب عنف وسایق شدید پر روانہ کئے سا لکھا - جب مدینۂ منورہ مین داخل ہوے مدینے والون نے
انکا قصہ جو شام والون کے ساتھ رو دیا تھا سُنا تھا مدینے مین بھی خوش طبع جوان اور ظریف لڑکے انکے
پیچھے پڑے اور انسے اس آیۂ کریمہ کا معنا پوچھنے لگے تا اس کو نقل ہر مجلس کرین - اور ایسے مین عبد الرحمن
بن عوف جو قطعی بہشتی اور عشرۂ مبشرہ سے تھے رحلت کی اور انکا مال اس قدر تھا کہ انکا قرض ادا کرنے اور
انکی وصیتین جاری کرنے کے بعد جب ان کے ترکے کی تقسیم ہوی اور انکے مال کا آٹھوان حصہ ان کی چہار
عورتون پر منقسم ہوا تو ایک ایک عورت کو اسی ہزار درہم پہنچے اور عبد الرحمن بن عوف نے ایک عورت کو اپنے
مرض موت مین طلاق دیا تھا سو اسکو پورا حصہ نہ دیکے فقط اسی درہم پر صلح کئے - مدینے کے انہی ظریفون
نے ابوذر سے جابجا عبد الرحمن بن عوف کا احوال بیان کرنے لگے - تو انہون نے وہ بات فراموش کی جو
حضرت نے عبد الرحمن کو جنت کی بشارت دی تھی اور اسباب مین جو نہایت تشدد رکھتا تھا عبد الرحمن کو دوزخی
کہہ بیٹھا - یہ تو صاف نص نبوی کا خلاف ہوا کعب احبار نے جو علماے اہل کتاب سے تھے - اور عمر بن الخطاب
کے زمانے مین ایمان سے بہرہ یاب ہوے تھے انسے کہنے لگا کہ اے ابوذر یہ بات اجماع سے ثابت ہے کہ ملت
حنفیہ اسہل واوسع الملل ہے - اور ملت یہود بہ جو اضیق الملل ہے اس مین بھی یہ بات واجب نہین ہے ملت
حنفیہ مین کس طرح واجب ہوگی سمجھہ کے کہو - ابوذر یہ بات سنتے ہی اپنی مزاج کی حدت سے غصہ ہوے
اور کہنے لگے کہ اے یہودی تجھے ان مسئلون سے کیا کام وہین اپنا عصا اٹھایا تا کعب احبار کو مارے
تب انھون نے بھاگنے لگے ابوذر نے انکا پیچھا کیا یہان تک کہ وہ حضرت عثمان کی مجلس مین پہنچے اور
کعب احبار نے جناب ذو النورین پیٹھہ سے آگے پناہ لی - ابوذر نے دیوانہ کے مانند کچھ اندیشہ نکر کے اپنا عصا
چلایا کہتے ہین کہ عصا کا ضرب حضرت عثمان کے پیر کو لگا - جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ ابوذر بیخود اور بیحواس
ہو مبادا کہین کعب احبار کو نہ مارے اور انکی قتل کا موجب ہووے اپنے غلامون کو حکم کیا کہ انکو کعب احبار
سے باز رکھہ کے انکے گھر پہنچا دین - تب انکے غلامون نے کمال آہستگی سے ان کے گھر پہنچایا - جب ابوذر کو

اس حالت سے افاقہ ہوا - پھر جناب ذوالنورین کی خدمت مین آکے کہنے لگے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ سب مال خرچ کر دینا واجب جانتا ہون - شام کے لوگ بلکہ اب مدینے کے لوگ بھی میرے اطراف جمع آتے ہین اور چاہتے ہین کہ مجھے دیوانہ اور مسخرہ ٹھہرا دین - پس میرے حق مین صلاح وقت کیا ہی - حضرت عثمان نے فرمایا کہ ہان فی الواقع ایسا ہی ہے جو لوگ تم پر جمع ہوتے ہین اگر تم چاہین کہ لوگون سے کنارہ لین اور مدینے کے قصبات سے کسی قصبے مین جا کر رہا کرے تو یہہ کام کیجئے - تب ابوذر نے قصبہ ربذہ کی طرف جو مدینہ منورہ سے تین میل پر واقع ہی جانے کا قصد کیا - پس وہین جاکے اقامت کی - اسکے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور عثمان ذوالنورین کی ملاقات کے لئے ایا کرتے تھے ان دونون ہرگز حضرت عثمان کی شکایت اُن سے منقول نہوی بلکہ اسکے نہایت مطیع و منقاد تھے اس بات کی دلیل واضح سب مورخون نے لکھی ہے کہ جب قصبہ ربذہ مین ابوذر کا آنا ہوا اس قصبے کا عامل حضرت عثمان کی طرف سے انکا ایک غلام تھا جو مسجد جامع مین نماز پنجگانہ کی امامت کرتا تھا - جب نماز کا وقت آپہنچا اس غلام نے ابوذر کی تقدیم چاہی اور کہنے لگا کہ تم میرے سے افضل اور بہتر ہو پس امامت آپ ہی کیجئے - ابوذر نے کہا کہ تو عثمان ذوالنورین کا نائب ہی اور جناب ذوالنورین میرے سے بہتر ہین اور نائب تو منیب کا حکم رکھتا ہی پس لازم یہی ہے کہ تو ہی امام ہووے آخر اسی غلام کو امام ٹھہرا کے اسکے پیچھے نماز پڑہی - ابوذر کا قصہ یہی ہے جو لکھا گیا ہے - عجب ہی کہ شیعہ اپنے بغض و عناد سے قصص واقعی کی تحریف کرکے ایک قصے کا سر دوسرے قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہین اور اس سے ایک تمثال خیالی اور ایک صنم موہوم جو بیجان ہو تراش کے اسکو اپنا معبود ٹھہراتے ہین تَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ بھی محض بہتان و افترا ہے نہ معاویہ انکی شکایت لکھی نہ عثمان ذوالنورین انکو مدینے کی طرف بلوایا یہہ بات کسی تاریخ مین بھی مذکور نہین بلکہ معتبر تاریخون مین ایسا لکھا ہے کہ جب معاویہ غزوۂ قبرس کے لئے روانہ ہوے عبادہ بن الصامت بھی ہمراہ تھے کیونکہ اس غزوہ کے فضایل اور اس سفر دریا کے غازیون کی مغفرت اور شہادت حضرت کی زبان مبارک سے عبادہ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان نے سنی تھی جب وہ جزیرہ مفتوح ہوا اور اوس کی غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین معاویہ نے انکا خمس جدا کرکے دار الخلافت مین روانہ کیا اور آپ ہی بیٹھ کے باقی لشکر مین تقسیم کرنے لگے تب صحابۂ کرام کی ایک جماعت علحدہ ایک جگہ تشریف رکھتی تا اس تقسیم کا طور ملاحظہ فرماوین کہ سنت نبوی کے مطابق ہے یا نہ انا منجملہ عبادہ بن الصامت و شداد بن اوس فہری و واثلہ بن الاسقع و ابوامامہ باہلی و عبداللہ بن بسر مازنی تھے - اب اثنا مین لشکریون سے دو شخص دو دراز گوش لیجاتے تھے عبادہ بن الصامت نے اس سے پوچھا کہ یہہ دراز گوش

کہان لیجاتے ہو انہون نے کہا معاویہ نے ہمین بخشا ہے تاہم اس کی سواری سے حج ادا کرین - عبادہ نے
کہا کہ یہہ لینا نہ تم کو حلال ہے نہ دینا معاویہ کو حلال - پس اُن لشکریون نے وے ہر دو دراز گوش معاویہ کے
حضور مین واپس لے آئے اور کہا کہ عبادہ بن الصامت نے ایسا کہتا ہی - جب لینا ہمکو حلال نہین ہم کس طرح
لیوین اوران پر حج ادا کرین - معاویہ نے عبادہ کو بلوا کے صورت مسئلہ اس سے پوچھی عبادہ نے کہا کہ سمعت

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ وَالنَّاسُ يُكَلِّمُوْنَهٗ فِي الْمَغَانِمِ فَاَخَذَ وَبَرَةً مِنْ بَعِيْرٍ وَقَالَ مَالِيْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْغَنَائِمِ مِثْلُ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ فَاتَّقِ اللّٰهَ يَا مُعَاوِيَةُ وَاَقْسِمِ الْغَنَائِمَ عَلٰى وَجْهِهَا وَلَا تُعْطِ اَحَدًا مِنْهَا اَكْثَرَ مِنْ حَقِّهٖ

یہہ سنکے معاویہ نے کہا کہ اب غنایم کی قسمت تم ہی کیجئے اور مجھے سبکسار کر دیجئے کہ مین تمہاری منت اٹھاؤنگا
پس عبادہ تقسیم غنیمت کے فارغ ہوے - ابوامامہ باہلی و ابو درداء بھی انکے ساتھ اس مہم مین شریک و رفیق
ہوے اور حضرت عثمان کی اخیر خلافت تک اسی اسلوب پر تھے اور عبادہ بن الصامت کی رحلت شام مین ہوی
اور بیت المقدس مین مدفون ہوے - اور وہ جو کہتے ہین کہ انہون نے ہرگز معاویہ سے جدائی نہ لی اور مدینہ نہ
آئے سراسر غلط ہے - اور وہ جو عبداللہ بن مسعود کی ناخوشی کا ذکر کرتے ہین وہ بھی غلط اور افترا ہے - صحیح
کتابون مین کہین اسکا پتا نہین - اس قدر صحیح ہے کہ جب حضرت عثمان نے قرأت قرآن مین لوگون کا اختلاف
یہان تک ملاحظہ کیا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ پڑہا کرتے ہین اور اختلاف قرأت کا بہانہ ڈہونڈہتے ہین - تب حذیفہ
بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ کی مشورت سے کہ حضرت امیر بھی ان مین داخل تھے چاہا کہ عرب و عجم
کے تمامی طوایف ایک ہی مصحف پر جمع آوین - اور اس کا خلاف نکرین پس ویسا ہی اور عبداللہ بن مسعود
اور ابی بن کعب نے جو بعضے نادر قرأتین اپنے مصحفون کو موقوف کرنے پر راضی نہوے - حالانکہ اُن مین
بعض ادعیۂ قنوت کی عبارتین اور بعض تفسیر کی عبارتین جو حضرت نے تلاوت قرآن کے وقت مین بیان
فرماتے تھے داخل تھین - اور انکے مصحفون کو باقی رکھنے سے دین مین بڑا فتنہ برپا ہوتا تھا کہ نفس قرآن
مین اختلاف پڑجاتا - اور رفتہ رفتہ بہت سی قبایح کی طرف منجر ہوتا - سو حضرت عثمان کے غلامون نے
ابن مسعود سے انکا مصحف لینے مین البتہ خشونت کی - اور اس کشمکش مین ابن مسعود کو صدمۂ ضرب بھی
پہنچا - لیکن حضرت عثمان نے کچھ اسبات کا حکم نکیا تھا - اور ابی بن کعب اپنا مصحف بلا مزاحمت ان کے
سپرد کیا - اسلئے کچھ ایک جھگڑا درمیان نہ آیا اور کچھ سبب کدورت نہوا - باوجود اس کے حضرت عثمان سے مقدور

پھر ابن مسعود کی استرضا میں کوشش کی اور معذرتین کین پس اگر ابن مسعود قبول نکرے اعتراض ابن مسعود پر آتا ہے نہ حضرت عثمان پر۔ اور جب ابن مسعود بیمار ہوے حضرت عثمان ان کے گھر آئے اور انسے اپنی مغفرت کی دعا چاہی۔ اور انکے واسطے کچھ ہدیہ بھی لایا۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین تمہاری عطا نہین لیتا ہون۔ کیونکہ جب مین محتاج تھا آپنے کچھ ندیا۔ ابتو اس جہان سے بے پروا ہون اور سفر آخرت کرتا ہون مجھکو ہدیہ دیتے ہو حضرت عثمان نے کہا کہ اپنی دخترون کو دیجئے۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی دخترون کو ہر شب مین سورۂ واقعہ پڑہنے کیلئے تاکید کی ہے۔ اور مین نے حضرت سے سُنا ہے کہ جس نے ہر شب سورۂ واقعہ پڑہا کرے وہ فاقے مین مبتلا نہوگا۔ تب حضرت عثمان نے اُٹھ کے ام المومنین جناب ام حبیبہ کی خدمت مین آکے گزارش کی کہ ابن مسعود کو میرے سے راضی کروائے۔ تب ام حبیبہ نے بہت بار کہلا بھیجا۔ حضرت عثمان پھر ابن مسعود کے پاس آئے اور کہا کہ اے عبداللہ جیسا یوسف نبی نے اپنے بھائیون سے کہا تھا تو بھی کس لئے ویسا نہین کہتا ہے لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ابن مسعود نے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا پس حضرت عثمان کی طرف سے استرضا اور استعفا مین تو کچھ قصور واقع نہوا اور درجہ نہایت تک اسباب مین کوشش کی اور بری الذمہ ہوے۔ ابن مسعود کی یہہ حرکت حضرت عثمان کے ساتھ شکر رنجی کی قبیل سے ہے کہ باہم دوستون اور برادرون مین ہوا کرتی ہے حاشا اس مین یہہ بات نہین تھی کہ حضرت عثمان کی خلافت کے منکر یا ان کی عدم لیاقت کے معتقد ہون شقیق بن سلمہ نے جو ابن مسعود کے اخص یارون سے تھے کہتے ہین کہ دخلت

على ابن مسعود رضي الله عنه في مرضه الذي توفي فيه وعنده قوم يذكرون عثمان فقال لهم مهلا فانكم ان تقتلوا لا تصيبون مثله بالجملہ ایسے مقدمات

سیاست ملک کے عالم مین کثیر الوقوع ہوا کرتے ہین اگر ایسی باتون کو مطاعن مین لاوین شیعہ پر دایرہ بہت ہی تنگ ہوگا۔ حضرت امیر نے اپنے برادر حقیقی عقیل بن ابی طالب سے جو کنارہ لیا اور انکا روزمرہ اس قدر کم کردیا کہ انہون جنگ صفین سے پہرے کے بعد معاویہ کے پاس گئے۔ اور ابو ایوب انصاری کو جو اعاظم صحابہ اور جناب امیر کے مخلص شیعہ سے تھے حضرت امیر نے معزول فرمایا اور خشونت کی اور اس سے کنارہ لیا اور انکا روزمرہ بند کیا۔ یہان تک کہ ابو ایوب اس جناب سے جدا ہو کے معاویہ کے ساتھ ملحق ہوے۔ پس عقیل اور ابو ایوب کیا کم ہین ابوذر اور ابن مسعود سے۔ اگر اسباب مین حضرت عثمان مورد طعن ہون حضرت امیر بھی انکے شریک ہین کسی اہل ایمان کو کب سزاوار ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامادون کو طعن سے

یاد کرے یا یہہ امر قبیح اسکی خاطر مین گذرے یہہ اپنے قصور فہم کا سبب ہے کہ ایسے امور کو طعن کا موجب سمجھتے ہین معاذ اللہ من ذلک ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست ؂ اور عبد الرحمن بن عوف کے قصے کی بھی کچھہ اصل نہین ہے ۔ اگر عبد الرحمن حضرت عثمان کی تولیت پر نادم ہوتے کس لئے صراحتہ نہ کہہ دیے ہوتے ہان اتنی بات صحیح ہے کہ حضرت نے عبد الرحمن بن عوف اور عثمان ذو النورین کے درمیان عقد اخوت باندھا تھا اسلئے باہم ہر دو مین مباسطات اکثر ہوا کرتی تھی ایکدن حضرت عثمان ان کی کثرت مباسطات سے تنگ آئے اور متوحش ہوے اور کہنے لگے کہ ؏ اِنِّیْ اَخَافُ یَا ابْنَ عَوْفٍ اَنْ تَبْسُطَ دَمِیْ ایسے امور صحبت کے یارون اور برادرون مین بہت ہوا کرتے ہین اور اس سے کچھہ کدورت دلون مین نہین رہتی ہی حضرت امیر سے بھی اس قسم کی مزاح و مباسط لوگون کے ساتھہ واقع ہوی ہے چنانچہ دارقطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت کرتا ہی کہ ؏ کنا جلوسا مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المسجد الاعظم والکوفۃ یومئذ بہا خصاص فجاءہ المؤذن فقال الصلوۃ یا امیر المؤمنین للعصر فقال اجلس فجلس ثم عاد فقال ذلک فقال علی رضی اللہ عنہ هذا الکلب یُعَلِّمُنَا السنۃ اور بھی دارقطنی نے اسی زیاد سے روایت کرتا ہی ؏ قال جاء رجل الی علی ابی طالب رضی اللہ عنہ فسالہ عن الوضوء فقال ابدء بالیمین او الشمال فاضرط علی بہ ثم دعا بماء فبدأ بالشمال قبل الیمین اور عمار بن یاسر کا قصہ جس طرح پر کہ نقل کرتے ہین وہ بھی صحیح نہین ہے بلکہ انکا قصہ اہل سنت کی روایات کیموافق یہہ ہے کہ ایکروز عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص نے مسجد مقدس مین آئے اور ایک شخص کی زبانی حضرت عثمان کی خدمت مین یہہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم مسجد مین آئے ہین چاہئے کہ آپ بھی تشریف لاوین تا آپسے بعضے امور جو صادر ہوے ہین اور عوام شکایت کرینگا سبب ہوا ہی سو ہم اسباب مین آپکے ساتھہ مشورہ کرین حضرت عثمان نے اپنے غلام کی زبانی یہہ جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آجکے روز بہت سے اشغال عارض ہین تم اس وقت پھر جائے اور فلان روز تمہارے وعدہ کا ہے آکے جو کچھہ کہنا ہے کہئے ۔ یہہ بات سنکے سعد اٹھہ کے چلا گئے اور عمار نے پھر دوسرے شخص کو بھیجا کہ آج ہی کے روز آیا چاہئے حضرت عثمان نے پھر عذر کیا ۔ تب حضرت عثمان کے غلامون نے عمار کو مار کے مسجد سے باہر کیا اور کہا کہ شرع مین استیذان کا حد تین ہی مرتبہ ہے اب تم نے حد شرع سے تجاوز کیا سو تعزیر تم پر واجب ہوی جب یہہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی آپ ہی دوڑتے ہوے مسجد کے طرف آئے اور لوگون کو جمع کروا کے عمار کو بلوایا اور سوگند کہا کے فرمایا کہ یہہ برا کام میرے حکم سے نہین ہوا ہے اور اس غلام کو بہت زجر و توبیخ کی اور فرمایا ؏ هٰذِهٖ یَدِیْ لِعَمَّارٍ فَلْیَقْتَصَّ مِنِّیْ اِنْ شَاءَ

تب عمار نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور راضی ہوئے اور اس بات پر بڑی دلیل یہی ہے کہ حضرت عثمان
کے محاصرے کے ایام مین عمار ان لوگون سے کہتے تھے کہ عوام بلوائیون پر حضرت عثمان کے حقوق ظاہر کرکے
ان کو محاصرے سے منع کرتے تھے اور جہان ظالمون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا عمار اُن کے پاس آکر
باآواز بلند کہا سُبْحَانَ اللہِ قَدِ اشْتَرَیٰ بِئْرَ رُومَةَ وَتَمْنَعُونَہٗ مَاءَھَا یہہ بول کے دوڑتے ہوئے حضرت علی کے
پاس آئے اور کہا کہ آج بلوائیون نے حضرت عثمان پر پانی بند کیا ہے اور مین نے ان کو سمجھایا وے نہین سمجھے
اب ایک ایسا حیلہ کیا چاہیئے کہ بہرصورت حضرت عثمان کی خدمت مین پانی پہنچے - جناب امیر نے فرمایا کہ ان
بلوائیون کے اژدہام مین کوئی جا سکتا نہین مگر دوسری مخفی راہ سے مین سعی کرتا ہون آخر بڑی سعی کرکے
سے ایک پکھال آب شیرین اونٹ پر لادکے اس پوشیدہ راہ سے حضرت عثمان کے گھر روانہ کیا پس
عمار کے باب مین حضرت عثمان پر طعن کرنا اس مثل کے مصداق ہوتا ہی کہ رضی الخصمان و لم یرض القاضی
اور کعب بن عبدہ نہدی کا قصہ بھی ناتمام ہے شیعاؤن نے آدھا قصہ لایا ہی اور آدھا حذف کیا اُس قصے کا تتمہ یہہ ہے
کہ جب کعب کو مارنے کی خبر حضرت عثمان کو پہنچی سعد بن العاص کو جھڑکی دیکے لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ
میرے پاس بھیج دیجئے - جب کعب حضرت عثمان کے نزدیک آئے جناب ذوالنورین نے کہا کہ اے کعب تو نے سختی
کے ساتھ مجھے نامہ لکھا مسلمان بھائیون کی مشورت اور نصیحت کا طور ایسا نہین ہوتا ہے نصیحت تو رفق و نرمی کے
ساتھ لکھا چاہیئے نہ کہ سختی اور درشتی سے خصوصاً حاکمون اور خلیفون کے بہ نسبت اس بات کی بڑی رعایت کرنی ضرور
ہے فرعون سریکھے ظالم اور شقی کو نصیحت کرنے کے باب مین اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اولوالعزم کو یہہ ادب تعلیم فرمایا کہ
فَقُولَا لَہٗ قَوْلًا لَیِّنًا (یعنی کہو بات نرم) اور مین نے تمھین مارنے کا حکم نہین لکھا تھا میرے بے اجازت یہہ امر واقع ہوا ہے اب مین اپنا پیرہن
بدن سے نکالتا ہون اور چابک حاضر کرتا ہون اگر تم چاہتے ہو تو میرے سے قصاص لیجئے - یہہ سنکے کعب نے کہا کہ یا امیرالمؤمنین
جب آپنے اس درجے تک انصاف کیا مین نے اپنے حق سے گذرا اور فی الواقع وے سخت باتین جو میرے قلم
سے صادر ہوئین مین ہی تقصیر وار ہون - پھر اس کے بعد کعب کی اقامت حضرت عثمان کے پاس ہوئی اور اُن کے
خاص مصاحبون سے تھے - اور اشتر نخعی کا قصہ جو شیعہ لکھتے ہین صحیح ہے وہ تو نہ صحابی تھا نہ زاہد بلکہ
کوفے کے اوباشون سے تھا کہ اولی الامر کا پاس نہ کیا اور عوام کو حضرت عثمان کے عاملون کی اہانت پر ورغلاتا
رئیس وقت ایسے باتون سے درگذر کرے فساد عظیم کا موجب ہوتا ہی یہہ وہی اشتر نخعی ہے کہ بہت سے فتنون کا
مصدر ہوا اور حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہنچایا اور پھر اپنی سوشکر و دانی کچھ نہی اور طلحہ اور زبیر کو انکی جان کا

خطر بتلایا یہان تک کہ وے مدینے سے مکے کی طرف روان ہوگئے اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کو اپنی پناہ کی
قبال ٹھہرائی اور جناب امیر کے ساتھ جدال و قتال واقع ہوا۔ اشتر نخعی کی یے سب حرکتین جناب امیر کی خلافت کی
بے انتظامی کے باعث پڑین اور یہہ اشتر نخعی ہمیشہ حضرت امیر پر تحکمات کرتا اور کما ینبغی آپ کی اطاعت بجا نہین لاتا تھا
چنانچہ یے باتین تواریخ معتبرہ مین جو آئین ہین مشہور ہین۔ اور جب حضرت عثمان نے اسکی اور اسکے یارونکی فرمایش
کے موافق ابو موسی اشعری کو کوفے کی حکومت اور حذیفہ بن الیمان کو خراج کی داروغگی بخشی یہہ اشتر نخعی تب بھی سکوت
نکیا بلکہ کوفے کے شریرون کو اپنے ہمراہ لیکے حضرت عثمان پر آیا اور اہل مصر کو بھی اپنے رفیق بنایا یہان تک کہ حضرت
عثمان کو قتل کروایا بلکہ قتل کا مباشر وہی ہوا علی ما فی بعض الروایات اور حضرت عثمان کا قتل قیام قیامت تک فتنہ کا
سبب ہوا چنانچہ حدیث مین آیا ہے لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم پس اگر شخص تو
قتل کے لایق تھا کہ اس کو مار ڈالتے تو امت کا فساد منتفی ہو جاتا اس کے اخراج و اہانت کا تو کیا ذکر۔ یہہ سب حضرت عثمان
کے غایت حیا کا سبب تھا کہ اسی پر قناعت کی رضی اللہ تعالی عنہ **چھبیسوان طعن** یہہ کہ عثمان بن عفان نے
عبد اللہ بن عمر سے قصاص موقوف رکھا حالانکہ عبد اللہ بن عمر نے آہواز کے بادشاہ ہرمزان کو جو عمر فاروق کے
زمانے مین مسلمان ہوا تھا قتل کیا اس تہمت سے کہ وہ عمر فاروق کے قتل مین شریک تھا یہہ تہمت تو اسپر ثابت نہوی
اور ابو لولو کی ایک چھوٹی دختر کو بھی قتل کیا اور جفینہ نصرانی کو بھی اسی شرکت قتل کی تہمت سے مار ڈالا۔ سب صحابہ
حاضر ہو کے کہنے لگے کہ عبد اللہ سے قصاص لیجئے جناب امیر بھی یہی مشورت دی لاکن عثمان بن عفان نے انکا
خون بہا بیت المال سے دلوایا پر قصاص نہ لیا حالانکہ قصاص کا حکم کتاب اللہ سے ثابت ہوا اور جس نے کتاب اللہ کا
حکم جاری نکرے وہ قابل امامت نہین **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ ابو لولو کی دختر کا قصاص جمہور علماے شیعہ کے
پاس پہنچتا نہین کیونکہ وہ مجوسی کی دختر تھی۔ اور علی ہذا القیاس جفینہ نصرانی جو حیرہ کے ساکنون سے تھا اور مذہب
نصرانی رکھتا تھا کیونکہ مسلم اور کافر کے فیمابین قود نہین ہے قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یقتل مسلم بکافر
اور ہرمزان جو ظاہر مین مسلمان تھا اس کا قصاص عبد اللہ سے نہ لینے مین اہل سنت تین وجہ ذکر کئے ہین پہلا وجہ
یہہ کہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ تھا اور ملک فارس کے سب بادشاہون کو انکا ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہنے کے
بسبب اسلام و ائمہ اسلام کے ساتھ نہایت بغض اور غصہ رکھتا تھا جب جنگ کی طاقت نہین رکھتے تھے اس
مکار نے ایک حیلہ کر کے خلیفہ ثانی سے امان حاصل کیا چنانچہ اسکا قصہ جو تواریخ مین مسطور و مشہور ہے یہہ ہے
کہ جب اس کو پکڑ لے آئے تمام صحابہ کی مشورت اسبات پر قرار پائی کہ اسکو قتل کرین جب خلیفے کے حضور مین

پہنچا بڑے قلق واضطراب سے تشنگی ظاہر کی۔ جب خلیفے نے پانی کا ایک پیالہ اس کے ہاتھ دیا اس نے کہنے لگا
کہ یہہ پانی پی کے سیر ہوے تک مجھے امان دیتے ہین تو مین پیتا ہون والا کیا حاصل کہ پانی پینے کے درمیان
سر میرے تن سے جدا کرین۔ خلیفے نے فرمایا کہ پانی پیئے تک تجھے امان ہو کہ کسی نے تجھے قتل نکریگا۔ ہرمزان
نے لوگون کے روبرو تین بار اسبات کی تکرار کی جب اقرار سوگند ہوا پانی زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ اب اگر مجھے مارو گے
امان شکنی لازم آتی ہے خلیفے نے اسکی اس حرکت سے نہایت متعجب ہو کے فرمایا کہ تو مرد زیرک نظر آتا ہے بہتر ہے
کہ تو اسلام سے مشرف ہووے۔ اسنے یہہ سنتے ہی کلمہ پڑھا اس تقریب سے مدینے مین اقامت کی اور عراق سے
چند پرگنے جاگیر پائے اور خوب دیکھا کہ خلیفے کی وضع بادشاہون کی وضع کے برخلاف ہے نہ دربان ہے نہ پاسبان
تنہا بازار مین پھرا کرتا ہے بہت افسوس کیا اس قسم کے بے احتیاط رئیسون کو مار ڈالنا کیا بڑا کام ہے فارس کے
امراو ملوک نہایت غفلت مین ہین۔ آخر لبطور خفیہ ابو لولو اور جفینہ اور دوسرے کافرون کو اپنے رفیق بنا کے خلوت
مین اسنے اس مہم کی تدبیر کرنے لگا یہانتک کہ ابو لولو اس کے کہے موافق حضرت عمر کا قاتل ہوا چنانچہ عبداللہ
بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی بکر اور دوسرے صحابہ کو شاہد لایا کہ ابو لولو اور جفینہ یہہ ہر دو ہرمزان کے ساتھ خلوت
مین بیٹھتے اور حضرت عمر کو قتل کرنیکی مشورت کرتے تھے اور ہرمزان ایک خنجر دو رویہ تیار کروایا تھا۔ اور کہتا تھا
کہ کون جوانمرد ہوگا کہ اپنے دین اور قوم کی حمیت سے اس شخص سے بدلہ لے کہ اسنے نہ ہمارے ناموس کو چھوڑا
نہ ہماری دولت کو نہ ہمارے دین کو تب ابو لولو اسکام کو قبول کیا۔ پس کچھ شک نہین کہ ہرمزان نے خلیفے
کے قتل کے لئے حکم کیا ہو اسیواسطے صحابہ کے حضور مین یہہ بات قرار پائی کہ وہ خنجر حاضر کرین اگر وہ
اسی صفت کے مطابق ہو جو گواہان کہتے ہین ان تینون شخص کی شرکت خلیفے کے قتل مین ثابت ہوتی ہے والا
نہین جب خنجر لیکے سبھون نے دیکھا تو اسی صفت پر پائی اسیلئے حضرت عثمان نے قصاص لینے مین توقف
کیا کہ جس نے قتل کا حکم کیا اسکا قتل واجب جانا چنانچہ یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک اور اکثر ائمہ کا اور
یہہ مذہب بالعموم آدمیون سے کسی ایک کو قتل کرنے مین ہے بادشاہون اور خلیفون کا قتل کرنا تو کیا پوچھنے
والیسونکو قتل کرنیوالون کو قصاص کیوجہ سے نہ مارے تو بھی سیاست کے روسے مار ڈالنا واجب ہے دوسری وجہ
یہہ کہ یہان قصاص لینے مین فتنہ عظیم برپا ہوتا تھا کیونکہ بنو تمیم اور بنو عدی مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جمح اور
بنو سہم بھی ارادہ جنگ کا رکھتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ اگر عثمان ذوالنورین عبداللہ بن عمر سے قصاص لیوے گے
ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمرو بن العاص جو بنو سہم کا سردار تھا محکمے مین بلند آواز سے کہا کہ اے یار یہہ کونسا

انصاف سے ہے کہ امیر المومنین کا قتل کل کی شب مین ہو اور انکے فرزند کو آج کے روز قتل کرین لا واللہ
لا یکون ھذا ابداً اور رفع فتنے کے لئے اگر قصاص سے گذر جاوین اور مقتول کے وارثون کو راضی کرین
بجا ہے دیکھیے کہ حضرت امیر نے بھی فتنہ کے ہی خوف سے حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص نہ لیا
اور انکے وارثون کو خون بہا بھی نہ دلوایا اور ان کو راضی بھی نہ کیا جناب ذوالنورین تو ہرمزان کے وارثون
کو مال خطیر دیکے راضی کیا اور اس کے وارثون نے پھر اصلا حرف شکایت زبان پر نہ لایا۔ اگر فتنے کے
خوف سے قصاص کا ترک کرنا نفس الامر مین طعن کی جگہ ہوتی حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے مین حضرت امیر
کے جناب مین نواصب جو طعن کرتے ہین جواب نہ بن سکتا اہل سنت شیعہ اور نواصب ہر دو کو بھی جواب
دیتے ہین کہ ہر دو جگہ فتنے کا خوف تھا بلکہ حضرت عثمان کے باب مین یہہ بات زیادہ ہے کہ انہون نے ہرمزان
کے وارثون کو راضی کیا پس ہر دو جگہ کچھ اشکال باقی نرہا تیسرا وجہ بعض حنفیہ لکھتے ہین کہ محمد بن جریر طبری
اور سب ائمہ تواریخ مین تصریح کی ہے کہ ہرمزان کے سب ورثہ مدینہ مین حاضر نہین تھے انمین سے بعضے فارس مین تھے
جب امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے انکو طلب فرمایا تو وے گھبرا کے مدینے کے طرف نہ آئے اور قصاص
لینے مین تو سب وارثون کا حضور شرط ہے۔ پس حضرت عثمان کو قصاص لینا جایز نہین تھا اور خون بہا
دینے کے سوا چارہ نہین رہا۔ وہ بھی بیت المال سے نہ قاتل کے مال سے کیونکہ حنفیہ کی کتب مین
اس بات کی تصریح ہے کہ جس نے امام عادل کے قتل مین اعانت کریگا گو مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہی
اور اس کے بعضے ورثہ جو مدینہ مین حاضر نہین تھے یہہ بات کچھ کتب اہل سنت پر ہی موقوف نہین بلکہ شریف
مرتضی کی کتاب اور امامیہ کی دوسری کتب مین بھی موجود ہے۔ **ساتوان طعن** عثمان بن عفان نے سنت
نبوی کو تغیر دی ذیحجہ کی دسوین سے چودھوین تک منی مین جو حاجیون کے رہنے کا مقام ہے نماز چہارگانہ
پڑھی حالانکہ حضرت ہمیشہ سفر مین قصر کرتے تھے۔ خصوصاً اس مقام مین چہارگانی کو دوگانی کرکے ادا فرماتے تھے
عثمان بن عفان نے اس مقام مین چہارگانہ پڑھنے سے سب صحابہ نے ان پر انکار کیا **جواب** حضرت عثمان
کے حقیقت حال پر اطلاع نہوتے سے لوگون نے ان کے حضور مین ہی ان پر یہہ طعن کیا تھا جب حضرت
عثمان نے ظاہر کیا کہ مین نے مکہ معظمہ مین نکاح کیا ہون اور خانہ دار ہوا ہون اور مین نے اس مقام مبارک مین
اقامت کی نیت کی ہی پس مسافر نرہا تا قصر ادا کرون۔ اور بالاجماع مقیم کو قصر جایز نہین اسلیے مین چہارگانہ
ادا کرتا ہون۔ یہہ بات سنکے تمام صحابہ انکار سے باز آئے۔ حضرت عثمان کے اس جواب کو امام احمد اور طحاوی

اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے أَنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بِالنَّاسِ بِمِنًى أَرْبَعًا
فانکر الناس علیہ فقال ایھا الناس انی تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وسلم یقول من تاھل ببلدۃ فلیصل صلوۃ المقیم فیھا اخرجہ احمد عن عبد اللہ
بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا اشکال نرہا اس صورت مین باجماع
علما توچہار رکعت واجب ہے۔ **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے
قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت
عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین اسمین زراعت کرین اور جو
زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو ندی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور
محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہنے
مین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جا بجا
کشت وکار ہو اکرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین۔ اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے
یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑکے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑکے آئے
ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجئے تاہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین تب حضرت
عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمین دار تھے جگہہ دی
اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین مزرعت جو چھوڑکے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات جبلائے
اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروایا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضر موت مین تھی انسے لیکے اسکے بدلے مین
ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی
جب یہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوئے طعن وملامت کی جگہہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی
تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکرکے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب
صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لڑکون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر وبی بی عایشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن العاص
نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا وہ قصاص اسی عثمان مظلوم کی۔ یا دوسرے عثمان متخیل وموہوم کی
ہے سنی وشیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے بلوہ دفع کرنے مین مقدور بہر قصور نہ کیا اور
جہان تک امکان تھا سمجھے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کی عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت ندی اور بڑے جدوجہد سے منع فرمایا سب صحابہ نے لاعلاج ہوکے خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت میں پانی پہنچانے اور اُنسے تنگی دور کرنے آخر تک حیلے اور تدبیرین کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب انصارون نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ كُنَّا اَنْصَارَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سبکے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہون نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلند پروازی اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حُرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال پر آگاہ کردیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ از برای خدا یہہ بات مت کہو اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کردیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلامون کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوایون کو زیر وزبر کردیتے انہی غلامون نے سب باہتھیار ہوکے حاضر ہوے اور کمال آہ وزاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آفریقیہ تک کسی نے ہمارے تروار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرمادین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذایقہ ہم چکا دیتے ہین کیونکہ ان شریرون نے باتون سے راستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی آگئی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے کوئی ہمارا متعرض نہین ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہین گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاؤ تمہارے سے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون[۵۲] واللہ لَئِنْ اُقْتَلْ قَبْلَ الدَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی بشارت دی ہی اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کروگے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ قتل وخون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین مین ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر تعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون۔ جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے یہہ اولاد صحابہ سنگ

[illegible] حضرت ... انہی ... جنگ کرکے منع فرماتے تھے یہان تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوئے اور محمد بن طلحہ اور قنبر
اپنے سر پر زخم کھایا جب بلوائیون کو دروازے سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھرونکو سوراخ ڈالکے
داخل ہوئے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب سے ہے اس امر
پر گواہ ہی اسی کتاب مین حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا واللہ قَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ اور نہج البلاغت کے
شارحون نے قاطبۃً حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہی کہ اُن دنون جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لے آتے بلوائیون کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن و شتم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین
کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوی منافق ہی چاہیے تاکہ
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۲ اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
مین کوفے مین جو خطبے پڑھا ہی ان خطبون مین قاتلان عثمان کو ذمیم کرنے کے باب مین کس لئے قسم کھائے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرمائے ہوتے کہ ۳ اِنَّمَا مَثَلِیْ مَثَلُ عُثْمَانَ کَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلَاثٍ
کُنَّ فِیْ اَجَمَۃٍ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَھُنَّ فِیْھَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ فِیْھِنَّ بِشَیْءٍ لِاجْتِمَاعِھِنَّ
عَلَیْہِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا یَدُلُّ عَلَیْنَا فِیْ اَجَمَتِنَا ھٰذِہٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْیَضُ
فَاِنَّ لَوْنَہٗ مَشْھُوْرٌ وَلَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَانِیْ اَکَلْتُہٗ وَصَفَتْ لَکُمَا الْاَجَمَۃُ فَقَالَا
دُوْنَکَ فَکُلْہُ فَاَکَلَہٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتْرُکْنِیْ اٰکُلِ الْاَسْوَدَ
فَقَالَ دُوْنَکَ فَکُلْہُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اَلْاٰنَ اٰکُلُکَ فَقَالَ دَعْنِیْ اُنَادِیْ ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰی ثَلَاثًا اَلَا اِنِّیْ
اُکِلْتُ یَوْمَ اُکِلَ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَوْتَہٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیْ ھُنْتُ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ
اور یہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہی کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور و مسطور ہی کسیکو انکار کی جگہ نہین - اور عبداللہ بن
سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیون کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْہُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ انکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہونگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت کے صاحب اسرار تھے اور انکو منافقون کا علم حاصل تھا
یعنے منافقون کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی اُنکے حق مین اس علم کی گواہی دی ہی سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان
کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکن انکے دفن مین جو تاخیر ہوئی وہ بھی
فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ مین رو دیا تھا انہی اوباشون اور بلوائیون نے شہر ہی ہلاکی
ڈراتے تھے اسلیئے لوگ اپنے حال مین گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سو گئے زبیر بن العوام و حکیم بن
حزام و مسور بن مخرمہ و جبیر بن مطعم و ابو جہم بن حذیفہ بدری و یسار بن مکرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذو النورین کو شہید
کے مانند انہین کے خون آلودہ کپڑون سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے کی
امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملائکہ بھی آدمیون
کے عوض مین ان کے جنازے پر حاضر ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے
يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلٰئِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہی کہ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ
عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی موید ابن ضحاک کی روایت ہی جو سہم بن خنیس سے لائی ہی وَكَانَ
مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتّٰى يُصْبِحَ مَثَّلُوْا بِهٖ
فَانْطَلَقْنَا بِهٖ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَامْكَنَّا لَهٗ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ
مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتّٰى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اُثْبُتُوْا
فَاِنَّا جِئْنَاهُ لِنَشْهَدَهٗ وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُوْلُ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ
اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہی اب اہل سنت کی روایتین سُننا چاہیئے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلٰى بِرْذَوْنٍ
وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُوْرٍ تَعَمَّمَ بِهَا وَبِيَدِهٖ قَضِيْبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اِنِّيْ اِلٰى رُؤْيَاكَ بِالْاَشْوَاقِ وَاَرَاكَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّان

اصبح عندنا فی الجنۃ ملکا عروسا وقد عینا الی ولیمۃ فانا مبادر لذلک رواہ حسین عبد اللہ البناء الفقیہ

اور ابو شجاع شیرویہ دیلمی جو مشاہیر محدثین سے ہے اور شیعہ بھی اسکی روایت کو معتبر جانتے ہیں کتاب

فتنتی میں ابن عباس سے اسی خواب کی روایت اسیطرح لائی ہے اور حضرت امام حسن کا خواب بھی مشہور اور صحیح الروایت

ہے۔ اور دیلمی ... لایا ہے عن حسن بن علی قال ماکنت لا قاتل بعد رؤیا رایتہا

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضعا یدہ علی العرش ورایت

ابا بکر واضعا یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورایت عمر واضعا

یدہ علی منکب ابی بکر ورایت عثمان واضعا یدہ علی منکب عمر ورایت ما دونہ

فقلت ما ھذا فقالوا دم عثمان یطلب اللہ بہ وروی ابن السمان عن قیس بن عباد

قال سمعت علیا یوم الجمل یقول اللھم انی ابرء الیک من دم عثمان ولقد طاش

عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاؤنی البیعۃ فقلت الا انی لاستحیی من اللہ

ان ابایع قوما قتلوا رجلا قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا استحیی من رجل تستحیی منہ

الملائکۃ وانی استحیی من اللہ ان ابایع وعثمان قتیل فی الارض لم یدفن بعد فانصرفوا

فلما دفن رجع الناس یسئلونی البیعۃ فقلت اللھم انی مشفق مما اقدم علیہ ثم جاءت

عزیمۃ فبایعت قال فقال امیر المؤمنین فکانما صدع قلبی وروی ھو ایضا عن محمد بن الحنفیۃ

ان علیا قال الجمل لعن اللہ قتلۃ عثمان فی السھل والجبل وعنہ ایضا ان علیا بلغہ ان عائشۃ

تلعن قتلۃ عثمان فرفع یدیہ حتی بلغ بھما وجھہ فقال انا العن قتلۃ عثمان لعنھم اللہ فی

السھل والجبل مرتین او ثلثا وروی ھو عن عبد اللہ بن الحسن علیہم السلام قد ذکر

عندہ قتل عثمان فبکی حتی بل لحیتہ وعن جندب قال دخلت علی حذیفۃ فقال لی ما فعل

الرجل یعنی عثمان فقلت اراہم قاتلیہ فمہ قال ان قتلوہ کان فی الجنۃ وکانوا فی النار

یہاں اہلبیت کرام کے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے باب میں [illegible] حدیث نبوی شیعہ کے پاس صادق الحدیث ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے [illegible]

حذیفہ قصلاۃ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے مغموم ہیں اور ان کے بہشتی ہونے پر اور ان کے قاتلوں کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے اگر ہم ذکر کریں کئی دفتر مبسوط چاہئے۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ اجماع مورخین سے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد ذیحجہ کی اٹھارویں کو واقع ہوئی اور بلاشبہ ان کا دفن بقیع میں شنبہ کی شب میں ہوا۔ اور جب پیغمبر برحق و رسول اصدق کسی کے حق میں بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر استشہاد کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسباب کو مختصر کریں۔ وَفِيمَا ذُكِرَ كِفَايَةٌ وَ لِأَهْلِ بَصِيرَةٍ هِدَايَةٌ وَالْهَادِيْ هُوَ اللهُ تَعَالٰى۔

چوتھا گلزار حیدر کرار ابو الاولیا خلیفہ چہارم اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے احوال مین

یہ گلزار جاوید بہار چار خیابان - اور دو روش - اور چہار شاخ - اور چہار گل - اور دو گلدستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی ونسب گرامی کے بیان مین - آپکا نام نامی **علی** ہی ابن ابیطالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف - انکی والدہ کا نام فاطمہ ہے بنت اسد بن ہاشم - پس جناب امیر اپنے پدر و مادر کی طرفسے ہاشمی ہین - اور حضرت کے چچیرے بھائی ایسا نسب گرامی کسی کو میسر نہوا - روایت ہی کہ جب حضرت علی کے تولد کا وقت قریب پہنچا اور ان کی والدہ کو دردزہ شروع ہوا - اور نہایت بیقرار ہوئین ابو طالب نے ان کو کعبۃ اللہ مین لے آیا جب وہ بی بی داخل کعبہ ہوئین درد تخفیف پایا اور وہین تولد ہوا - کعبے مین کسی کی ولادت نہوی سبحان اللہ یہ عز و شرف انہین کو خاص ہے اور کسی کو نہ ملا - حضرت علی کے والد ابو طالب کے ایمان مین اقوال مختلف آئے ہین اگرچہ اہل سنت کے پاس انکا ایمان لانا ثابت نہوا لاکن جب انہون نے ہمیشہ حضرت کے مددگار اور خدمت گزار اور آپکے عشق و محبت مین جان نثار رہے ہین انکا حفظ ادب لازم ہے - امام سخاوی جو دیار مغرب کا بڑا علامہ تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب ابو طالب کا ذکر درمیان آتا تو بے اختیار روتا اور کمال درد سے کہتا کہ الٰہی تیرا کام علت پر موقوف نہین تیری رحمت غضب پر سبقت کی ہی خداوندا اگر تو اس کو عذاب دینا چاہے تو اس کے عوض مین مجھے عذاب دیجیے اور یہان تک روتا کہ اس غم سے بیہوش ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ - اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد ایمان سے مشرف ہوئین سابقین اسلام سے ہین - وہ بھی ابو طالب کے مانند ابتدا سے بجان و دل حضرت کیخدمت بجا لاتین اور آپ کی محبت مین جان فدا کرتین - یہان تک کہ حضرت فرماتے کہ میری ماں کے بعد وہی میری ماں ہے روایت ہی کہ جب اس بی بی کی رحلت ہوی حضرت نے انکے کفن کے واسطے اپنا لباس عنایت فرمایا اور جب انکی قبر کھدوائی اپنے دست مبارک سے پاک کیا اور لحد اپنے دست شریف سے بنائی اور اول آپ قبر مین لیٹا اور دعا کی کہ الٰہی میری ماں کو بخش اور حجت تلقین کر اور اس کی قبر کو کشادہ کیجیے بمحمد عبدک جمیع انبیا تک صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنے کسی کے ساتھ ایسا نکیا حضرت نے فرمایا کہ مین نے اپنا لباس اسواسطے دیا تا جنت کا بہتر لباس اس کو ملے اور اس کی قبر مین اس واسطے لیٹا تا اس کو قبر کا ضغطہ نہو

دوسری خیابان حضرت علی کے حلیہ شریف و شمائل منیف کے بیان مین - حضرت علی کا رنگ مبارک گندم اور چہرہ شریف نہایت جمیل اور نورانی تھا - اور خندہ رو اور اشکل العینین تھے یعنے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھون کے مانند انکی آنکھین بھی تھی

اور دراز بعقین اور ان کی ریش مبارک انبوہ تھی اور سینہ اور کندھون پر بال تھے اور قد مبارک کچھ کوتاہ و زیبا تھا اور سبک رفتار تھے اور سر اطہر پر بال کم تھے **تیسری خیابان** حضرت علی نے سید الانبیا علیہ الصلواۃ والسلام کے کنف تربیت مین آنے اور آپ پر ایمان لانے کے بیان مین - روایت ہی کہ جب امیر المومنین مرتضی علی پر لڑکائی تھی عرب مین بڑا قحط آیا جب ابو طالب کثیر العیال تھے ان پر بڑی تنگی اور تصدیع رووئی اسلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا کہ آپ کے بڑے برادر ابو طالب پر بڑا افلاس ہے چاہئے کہ ہم مدد کرین ان کے فرزندون سے مین ایک کو لیتا ہون آپ بھی ایک کو لیجئے تا انکو تخفیف خرچ کا سبب ہو - حضرت عباس نے اس تدبیر کو پسند کیا پس ابو طالب کے پاس جا کے ظاہر کی - اسنے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیجیو تا میری ضروریات کی سربراہی ہو ان کے سواے تم جن کو چاہتے ہو لیجیو تب جناب سرور انبیا نے علی مرتضی کو اور حضرت عباس نے جعفر طیار کو لیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کمال محبت و شفقت کے ساتھ تربیت کرنے لگے سو مرتضی علی اس جناب کے بجاے فرزند تھے جب ان کی عمر شریف دس سال کی ہوئی اور حضرت مبعوث ہوئے جناب امیر نے ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لایا - کہتے ہین کہ حضرت نے پیر کے روز خلعت نبوت پہنی مرتضی علی منگل کے دن ایمان سے مشرف ہوے - روایت ہی کہ جناب امیر سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ رہے اور کبھی جدا نہوسے

چوتھی خیابان حضرت علی کی کنیت باکرامت اور القاب فیض نصاب کے بیان مین

حضرت علی کی کنیت ابو الحسن ہی اور ابو السبطین بھی کہتے ہین اور ابو تراب بھی انہین کی کنیت ہے یہہ کنیت ان کو حضرت سے عنایت ہوی - امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین صحیح بخاری سے نقل کی ہی کہ سہل بن سعد سے مروی ہی کہ حضرت علی کے پاس ان کے اسماسے دوست تر ابو تراب تھا اس کنیت سے ان کو پکارے تو بہت خوش ہوتے تھے - اور اس کنیت کا سبب یہہ ہے کہ حضرت نے ایکروز جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کے طرف تشریف ارزانی فرمای جناب امیر حاضر نہین تھے آپنے دریافت کی کہ میرا ابن العم کہان ہے - بی بی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج میرے اور ان کے درمیان کچھ گفتگو ہوی سو خفا ہو کے باہر گئے اور گھر مین قیلولہ نہ فرمایا یہہ بات سنکے حضرت نے حکم کیا کہ علی مرتضی کہان ہین ڈھونڈھین تب ایک شخص نے جا کے یہہ خبر لائی کہ مسجد مین آرام فرمایا ہی - یہہ خبر سنتے ہی خود حضرت مسجد کی طرف رونق افروز ہوے دیکھے کیا ہین کہ مسجد مین بلا فرش زمین پر لیٹے ہین اور انکی پشت مبارک کو مٹی لگی ہے حضرت نے یہہ دیکھ کے اپنے دست مبارک سے وہ مٹی جھٹک دی اور پشت مبارک کو پاک کیا اور کمال شفقت اور مسرت سے پکارا کہ قُم یَا اَبَا تُرَاب اس روز سے یہہ کنیت مشہور ہوی - اور حضرت علی کے القاب سے مرتضی و حیدر و اسد اللہ وکرار

یعسوب المومنین ہین پہلی روش ان آیتون کی تفسیر مین کہ جناب مرتضی علی کی شان مین
نازل ہوئین طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کرتے ہین کہ قرآن مجید مین جہان یاایھا الذین
آمنوا کا خطاب آیا ہے اس جماعت کے امیر اور اس گروہ مین شریف حضرت علی ہین۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے
لایا ہے کہ حضرت علی کی شان مین تین سو آیتین نازل ہوئین ہین کذافی تاریخ الخلفا للسیوطی غرض جناب امیر کی
شان مین آیات کثیرہ وارد ہین یہان انمین سے تھوڑی لکھی جاتی ہین ازانجملہ پہلی آیت یہہ ہے جو سورہ بقرہ مین آئی ہے
الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً یعنے جن لوگون نے خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو
اللہ تعالی کی راہ مین رات اور دن مین پوشیدہ اور ظاہر فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ سو ان کے لئے ان کے
صدقات کا ثواب مہیا ہو ان کے پروردگار کے پاس وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہین ہے ان کو خوف
اور نہ وے غمگین ہونگے۔ مجاہد نے ابن عباس سے نقل کرتا ہو کہ یہہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوی اس کا
سبب نزول یہہ ہے کہ حضرت علی کے پاس چہار درہم تھے انہون نے ایک درم رات مین اور ایک دن مین اور ایک پوشیدہ
اور ایک ظاہر صدقہ دیا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلوا کے
دریافت کی کہ تم نے اس طرح خیرات کرینکا کیا وجہ تھا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یارسول اللہ مین نے صدقے کے
اطوار جب ان چہار قسمون سے خارج نہین دیکھے ان سب اقسام کو التزام کیا اس امید پر کہ اللہ تعالی ان سے ایک
قسم کا صدقہ بھی اپنے کرم سے قبول کرے **دوسری آیت** جو سورہ مائدہ مین آئی ہے إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا یعنے سوا اس کے نہین کہ دوست تمہارا اللہ تعالی ہے اور اس کا رسول یعنے محمد
مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وے لوگ جو ایمان لائے ہین یعنے حضرت کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم۔ روایت ہے
کہ جب عبداللہ بن سلام نے یہہ آیت سنی کہا رَضِينَا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ أَوْلِيَاءَ پھر اللہ تعالی نے مومنون کی
صفت بیان کرتا ہے الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ قایم کرتے ہین نماز اور دیتے
ہین زکواۃ حالانکہ وے خشوع اور فروتنی کرتے ہین اپنی نماز اور زکواۃ مین یہہ حال مخصوص ہے ساتھ یوتون الزکواۃ
کے یعنے اپنی حالت رکوع مین صدقہ دیتے ہین۔ تفسیر بغوی مین لایا ہے کہ ابن عباس اور سدی نے کہا کہ یہہ آیت
حضرت علی کی شان مین نازل ہوی۔ اسباب نزول مین لائے ہین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک روز حجرہ شریف سے مسجد منیف کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ صحابہ نماز مین مشغول تھے بعضے قیام مین تھے
بعضے رکوع مین حضرت کی نظر مبارک سائل پر پڑی سو دریافت کی کہ کسی نے کوی چیز تجھکو دی ہے۔ تب اوسنے ایک

روپیہ یا سے پہننے کی انگشتری حضرت کو تبلائی آپ نے پوچھا کہ تجھے یہ انگشتری کس نے عطا کی - اس فقیر نے جناب
مرتضیٰ علی کے طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کہ کس حال مین تجھکو دیا سایل نے کہا اَعْطَانِیْ وَهُوَ رَاكِعٌ
یعنے حالت رکوع مین مجھہ کو عنایت کی حضرت نے یہہ سُنکے کمال خوشی سے تکبیر کہی **تیسری آیت** جو سورۂ آل عمران
مین آئی ہے فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ یعنے جس نے تیرے ساتھ خصومت اور مجادلہ
کریگا اے میرے رسول اس مین یعنے عیسی کے باب مین - بعد اس کے کہ آیا تجھ کو علم اسبات کا کہ عیسی رسول اور بندہ ہے
فَقُلْ تَعَالَوْا پس تو بول دے انکو یعنے نصارا کو کہ آیو نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا
وَاَنْفُسَكُمْ بلاوین ہم ہمارے فرزندون اور تمہارے فرزندون کو اور ہمارے اور تمہارے عورتون کو اور ہمارے اور تمہارے
نزدیکون کو ثُمَّ نَبْتَهِلْ پس جہد کرین تضرع اور دعا مین یا لعنت طلب کرین فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ
پس کرین ہم لعنت اللہ تعالی کی جھوٹون پر - اس آیت کا سبب نزول یہہ ہے کہ نجران کے نصارا نے مدینہ منورہ کو آکے
عیسی علیہ السلام کے باب مین بحث کیا حضرت نے ہرچند ان کو سمجھایا اور دلیلین قایم کین کہ عیسی علیہ السلام خدا نہین بلکہ
بندۂ خدا ہین - لاکن نصارا اپنی کج بحثی اور کج فہمی سے باز نہ آئے تب یہہ آیت نازل ہوی اور مباہلہ کا حکم آیا تب حضرت
نے انکو بلوا کے فرمایا کہ ہرچند ہم نے دلیلین قایم کین لاکن تم نے نمانا بلکہ عناد و منازعت بڑھایا اب آؤ کہ ہم مباہلہ کرین
تا سچا جہوٹے سے اور محق مبطل سے جدا ہوجاوے - نصارا نے اسبات پر راضی ہوکے زمان و مکان مقرر کیا دوسرے
روز حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے گود مین لئے ہوے اور امام حسن رضی اللہ
عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوے اور جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو انکے پیچھے رکھے
ہوے روانہ ہوے اور انکو حکم کیا کہ جب مین دعا کرون تم آمین کہو - جب انکا پیشوا جو بڑا اسقف تھا حضرت کو آپکے
اہلبیت کے ساتھ دیکھا بہت گھبرایا بے اختیار پکارا کہ یاروان بزرگون کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بہت پرہیز کرو
قسم ہے اللہ تعالی کی کہ ان بزرگون کے مبارک چہرے مین دیکھتا ہون تو ایسے ہین کہ یے اگر اللہ تعالی سے چاہین
کہ پہاڑون کو ان کی جگہہ سے زایل کرے یقین ہے کہ اللہ تعالی زایل کردیگا - پس مین یقین جانتا ہون کہ اگر تم انسے
مباہلہ کروگے روے زمین پر نصرانی باقی نرہیگا پس نصارا گھبرا کے اس مصالحت پر راضی ہوے کہ ہرسال دوبار
دو ہزار حُلّے اور بتیس بکتر مسلمانون کو دیا کرین - حضرت نے فرمایا کہ نجران کے نصارا اگر میرے ساتھ مباہلہ کرتے
اللہ تعالی ان کو بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ کردیتا اور ان پر آتش بیٹھے جاتی سب اہل نجران اور انکے پرندے
بھی ان کے مکانات مین ہلاک ہوجاتے **چوتھی آیت** جو سورۂ احزاب مین آئی ہے -

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سواے اسکے نہین کہ چہتاہی اللہ تعالی نے لیجاوے تمہارے گناہ اے اہل بیت پیغمبر اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا - زاد المیسر اور دوسرے معتبر تفسیرون مین لائے ہین کہ اہلبیت کا لفظ عام ہے حضرت کی ازواج مطہرات اور اولاد امجاد سب اہلبیت مین داخل ہین - اسباب نزول مین لایا ہی کہ ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میرے گھر مین ایک گلیم پر جو آپکے فرش کے لئے رکھی تہی تشریف رکھی تہے مین جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کسی برتن مین کچہ گوشت پکا کے حضرت کی خدمت مین لے آئین حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضی اور حسنین کریمین کو بہی بلا لے آئے تا ہم سب ہم کاسہ ہو وین - تب بی بی نے انہین بلا لائین جب کھانیسے فراغت حاصل ہوی حضرت نے وہ کمبل ان پر اڑہائی اور دعا کی کہ آلہی یہہ میری اہلبیت ہین نجس کو ان سے دور کر اور ان کو پاک کیجئے - تب یہہ آیت نازل ہوی - بی بی ام سلمہ کہتے ہین کہ حضرت دعا کر رہے تہے اس وقت مین نے بہی اپنا سر اس گلیم کے نیچے کیا اور کہی کہ یا رسول اللہ کیا مین آپکی اہل بیت سے ہین فرمایا کہ ہان انشاء اللہ تعالی ایک روایت ہے کہ ارشاد کیا إِنَّكِ عَلَىٰ خَيْرٍ یعنے تو خیر پر ہے - تیسیر اور دوسرے معتبر تفاسیر مین انس بن مالک سے منقول ہے کہ اس کے بعد نماز کے وقت حضرت کا گذر جب خاتون جنت کے گہر پر ہوتا تو فرماتے الصَّلٰوة إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا **پانچوین آیت** جو سورہ شوری مین آئی ہے - قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا یعنے کہدے اے محمد مین نہین چاہتا ہون تمہارے اوپر اس پر یعنے ابلاغ رسالت پر کچہہ مزدوری - اور کوی پیغمبر دعوت کی مزدوری اپنی امت سے طلب نہ کی ہے - تبیان مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو تشریف لائی اکابر انصار آپ کی خدمت مین آن کے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے خواہر زادے اور دین مین ہمارے پیشوا اور راہ دکہلانے والے ہو ہم دیکہتے ہین کہ آپکے اخراجات کثیر ہین اگر حکم ہو ہم اپنی خوشی سے تہوڑا مال جمع کر کے خدام آستان علی کے تحویل کرتے ہین تا اپنے حوائج مین صرف کرین - اور خاطر مبارک کو فراغت حاصل ہو تب یہہ آیت نازل ہوی کہ کہدے اے رسول مقبول کہ مین تبلیغ رسالت پر تمہارے سے مزدوری کی طمع نہین رکہتا ہون إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ مگر دوستی چاہتا ہون خوشی مین یعنے قریش کو چاہئے کہ مجہے دوست رکہین کہ رشتہ قرابت کی سبب سے جو انکے ساتہ رکہتا ہون - جب ان کو اسبات کا افتخار ہے کہ ہم صلہ رحمی کی بڑی رعایت کرتے ہین سو قریش سے کوی قبیلہ نہین مگر مجہے اس کے ساتہ ایک قرابت کا رشتہ ثابت ہے پس چاہئے کہ میری

یاری مین کمر باندھین اور میرے ساتھ دشمنی نکرین یہ قول قتادہ کے بہ نسبت بہت واضح ہے۔ اور دوسرے مفسرون نے کہا ہو اس سے مراد مودت ثابتہ ہے ذوالقربیٰ مین یعنے مین نے رسالت کی مزدوری نہین چاہتا ہون لیکن چاہتے کہ میرے خویشون کو دوست رکھین۔ ابن عباس سے منقول ہو کہ صحابہ اس آیت کے نزول کے بعد عرض جناب کی کہ یارسول اللہ آپکے خویشون کے ساتھ جو دوستی رکھنے کا حکم آیا وے کون ہین فرمایا کہ علی و فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم معالم التنزیل مین لایا ہو کہ سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب بھی اسی بات پر آئے ہین اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی معنی حضرت کے ارباب قرابت اور عترت کے ساتھ دوستی کرنی ہے خصوصاً فاطمہ زہرا و علی مرتضیٰ اور ہر دو صاحبزادے کہ جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوی۔ زید بن ارقم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ قِیْلَ لِزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ قَالَ اٰلُ عَلِیٍّ وَاٰلُ عَقِیْلٍ وَاٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ انتہی۔ اور یہ حدیث مشکوٰۃ مین اس لفظ سے آئی ہے اِنَّا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ یعنے مین چھوڑ جانیوالا ہون تمہارے درمیان دو چیزین بھاری اور نفیس اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ ان ہر دو سے پہلی چیز قرآن مجید ہے اوس مین ہدایت اور روشنی ہے یعنے اعمال کا بیان روشن ہوتا ہے فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ پس عمل کرو خدا کی کتاب پر اور دستاویز کرو اور استوار پکڑو اس کو فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ پھر حضرت نے ہمین قرآن کو دستاویز کرنے اور اس پر عمل بجا لانیکے لئے بہت ترغیب و تحریص فرمائی ثُمَّ قَالَ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ پھر حضرت نے فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہین مین نے تمہین اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہون میری اہل بیت کے باب مین یعنے اس کے عذاب سے ڈراتا ہون تم کو ان کے حقوق بجا لانے مین تقصیر کرنے پر مخفی نرہے کہ بیت تین قسم پر ہے بیت نسب اور بیت سکنیٰ اور بیت ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبدالمطلب نسب کی جہت سے حضرت کی اہل بیت مین داخل ہین اور جد قریب کے اولاد کو بھی اہل بیت کہتے ہین۔ اور حضرت کے ازواج مطہرات اہل بیت سکنیٰ ہین جو حضرت کے گھر مین سکونت رکھتے تھے۔ اور حضرت کے اولاد امجاد آپکے اہل بیت ولادت ہین اگرچہ حضرت کے سب اولاد پر اہل بیت کا لفظ اطلاق پاتا ہے لیکن علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و امام حسن و امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین حضرت کی سب اولاد مین مزید فضل و کرامت کے سبب سے مخصوص اور ممتاز ہین اور انکے فضائل اور مناقب مین بہت سے حدیثین وارد ہین۔ اور شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوادر الاصول مین لایا ہو کہ بیت دو ہین بیت تن و بیت ذکر یہی دو بیت کے سبب سے عالم کی آبادی اور ظاہر و باطن مین دین و دنیا

حدیث ثقلین

بیت تین قسم پر ہے

کی دوستی ہوتی ہی - بیت جسم کے ساکن حضرت کے اہل وعیال اور آپکی اولاد صوری ہین - اور بیت ذکر کی ساکن علما اور اتقیا ہین جو اس جناب کی اولاد معنوی ہین خانۂ دین کا استحکام اور بناے شریعت کا انتظام انہین سے ہے اور کشتی فوج کی شال انہین کی شان مین صادق آتی ہے - اور جس شخص کی ذات مین یہہ ہر دو صفت یعنے نسبت دینی اور نسبت طینی جمع آوین وہ اپنے غیر سے اتم واکمل ہی جیسے بعضے اولیاے کرام جو علم اور سیادت اور ولایت کے جامع ہین باوجود اس کے نسبت طینی کی تقدیم وتعظیم اور اداے حقوق واجب ولازم ہی هكذا قال الحکیم ذکرہ فی شرح المشکوۃ للدہلوی

دوسری روش اُن حدیثون کے بیان مین جو حضرت علی کی فضیلت مین آئی ہین

امام احمد اور نسائی اور دوسرے ائمہ لکھتے ہین کہ دوسرے صحابہ کی بہ نسبت حضرت علی کی شان مین بہت سی حدیثین آئی ہین - امام سیوطی نے کہا ہی کہ اس کا سبب یہہ ہے کہ جب حضرت علی متاخر ہین اور انکے زمانے مین اختلاف رو دیا اور مخالفون نے ان پر خروج کیا - اسواسطے عالمون نے چاہا کہ جناب امیر کے مناقب منتشر کرین تا مخالفون کے رد کا سبب ہو اس لئے اکثر صحابہ ان حدیثون کی روایت کرتے تھے والا خلفاے ثلاثہ کی شان مین بھی بہت سی حدیثین وارد ہین - کذا فی شرح المشکوۃ

پہلی حدیث جو سعد بن ابی وقاص کی روایت صحیحین مین آئی ہے کہ جب حضرت نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا جناب امیر کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے مدینہ مین رہنے کا حکم کیا - تب انہون نے مغموم ودلگیر حضور نبوی مین آئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا مجھے عورات اور بچون مین چھوڑ جاتے ہو - تب حضرت نے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ یعنے کہ آیا تو اسبات سے راضی نہین کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی رہے جیسے ہارون کی نسبت موسی کے ساتھ تھی کہ جب موسی نے طور پر گئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم مین خلیفہ کیا اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مگر فرق بھی ہے کہ میرے بعد پیغمبر نہین ہارون ہی تھے تو نبی نہین شیعہ اس حدیث کو متمسک کرکے کہتے ہین کہ حضرت کے بعد خلافت جناب امیر کا حق ہے - علماے اہل سنت جواب دیتے ہین کہ اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ حضرت کے بعد آپکی خلافت - کیونکہ ظاہر حدیث یہی ہے کہ حضرت نے جناب امیر کو غزوہ تبوک کو جانیکے وقت اپنے غیبت کے ایام مین خلیفہ ٹھہرایا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جانے کے وقت اپنے قوم مین ہارون کو خلیفہ کیا تھا - اور رہا ہارون تو موسی کے بعد خلیفہ نہوے - کیونکہ ہارون کی رحلت موسی سے چالیس سال آگے ہوئی علیہما السلام - اور حضرت نے اسی غیبت کے ایام مین عبداللہ بن ام مکتوم کو امامت نماز کیلئے

اور جناب امیر کو اپنے اہل وعیال کی تفقد کے لئے خلیفہ ٹھہرایا تھا اگر خلافت مطلق ہوتی حضرت کو بھی امامت
کا حکم فرماتے بلکہ وہی اولی واہم تھے کذا فی شرح المشکوٰۃ زرین جنبش جو کبار تابعین سے ہی جاہلیت اور اسلام کا
کا زمانہ پایا ساٹھ سال جاہلیت مین رہا اور ساٹھ سال اسلام مین - اور بعضون نے اسکی عمر ایکسو بتیس - اور بعضون
نے ایکسو پچاس - اور بعضون نے ایکسو ساٹھ سال کی بھی کہا ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود کے یارون اور اکابر
علمای قرأت سے تھا سو روایت کی ہی کہ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ علی مرتضی نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ
جس نے شق کیا دانے کو وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اور پیدا خلق کو لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا
مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ مقرر عہد کیا اور وصیت کی مجھے حضرت نے کہ دوست نرکھیگا مجکو مگر مومن اور
دشمن نرکھیگا مجھے مگر منافق - پس حضرت علی کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی دشمنی نفاق کی نشان ہے
اعاذنا اللہ منہا روایت کی اس حدیث کو مسلم نے **دوسری حدیث** جو ترمذی مین آئی ہے
عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ
عمران بن حصین نے جو قدما اور فضلاے صحابہ سے ہی اور ملائکہ جس کی زیارت کے لئے آتے تھے روایت
کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر علی میرے سے ہی اور مین علی سے ہون - یہہ کنایہ ہے کمال اتحاد واخلاص سے
وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ اور علی ہر مسلمان کا ولی اور دوست اور مددگار ہے **تیسری حدیث** جو مشکوٰۃ مین
آئی ہے عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل بغدیر خم
براء بن عازب اور زید بن ارقم جو مشاہیر صحابہ اور مخلصان جناب علی مرتضی سے ہین روایت کرتے ہین
کہ جب حضرت نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم پر جو جحفہ کے پاس حرمین شریفین کے درمیان
ایک جگہ مشہور ہے نزول کیا اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ حضرت علی کا ہاتھ پکڑا ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت نے
پالان شتر کا ایک منبر بنوایا اور اس پر سوار ہو کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا فقال اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے ہو کہ مین بہت دوست اور بہت نزدیک ہون مسلمانون
کے ساتھ ان کی نفوس سے - یعنے مین حکم نہین کرتا ہون مومنون کو مگر جس مین کہ دنیا و آخرت کی خوبی ہو بخلاف
انکے نفوس کے کہ کبھی بدی کا بھی حکم کرتے ہین قَالُوْا بَلٰی سب حاضرون نے یہ سنکے کہا کہ ہان ایسا ہی
ہی کہ جیسا آپنے فرمایا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ پس فرمایا کہ خداوندا مین جس کا مولی ہون
پس علی اس کا مولا ہے اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ الٰہی دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے وَعَادِ
مَنْ عَادَاهُ اور دشمن رکھ اس کو جو دشمنی رکھتا ہی علی سے - اور ایک روایت مین آیا ہی وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهُ

وَابْغَضْ مَنْ اَبْغَضَهٗ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ یعنے یاری دے اسکو جو یاری دیوے علی کو
اور چھوڑ دے اور یاری نہ دے اسکو جو چھوڑ دیوے اور یاری نہ دیوے علی کو وَاَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ کَانَ اور رکھ اور
گروان حق کو علی کے ساتھ جس طرف کہ وہ رہے فَلَقِیَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا
یا ابن ابیطالب پس ملاقات کی عمر نے انکے ساتھ اس کے بعد اور کہا کہ انسے خوشی ہو تم کو اے فرزند ابی طالب
اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ کہ تم مسلمانون سے ہر مرد و عورت کے مولی ہوے روایت کی اس
حدیث کو امام احمد نے ف شیعہ اس حدیث سے حضرت کے بعد بلا فاصلہ جناب امیر کی امامت اور خلافت پر
استدلال کرتے ہین اور اس کو اس مدعا پر نص قطعی سمجھتے ہین اور اپنی کتابون مین بڑے طمطراق سے لکھتے ہین
کہ اس حدیث مین لفظ مولا جو لایا ہے اولی بتصرف کے معنے مین ہی اور اولی بتصرف ہونا عین امامت ہی جواب
اسکا یہہ ہے کہ مولی کا معنا ہرگز اولی بالتصرف نہین ہوتا ہے عربیت والون نے قابلتہ اسکا انکار کیا ہی اور کہتے
ہین کہ مَفْعَلٌ اَفْعَلُ کے معنے مین کسی جگہہ اور کسی مادہ مین نہین آیا ہی۔ اولی کو مولی کے معنے مین لیوین تو فلان
اولی منك کا معنا مولی منك ہونا لازم آتا ہی حالانکہ یہہ معنی بالاجماع باطل اور منکر ہے بھلا ہم نے تسلیم کیا کہ مولی اولی
کی معنی مین بھی ہو لاکن اسکا صلہ بالتصرف ٹھہرانا کونسی لغت سے منقول ہی کیونکہ احتمال ہے کہ اولی بالمحبۃ و اولی بالتعظیم
مراد ہو سکے اور یہہ بات کب لازم ہی کہ جہان لفظ اولی دیکھین اس سے اولی بالتصرف کی مراد لیوین تو اس آیت کا کیا معنا کرینگے
قولہ تعالی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اگر اولی کا صلہ بالتصرف ہی قرار دین
تو اس آیت کا معنا اس طرح کرنا لازم آتا ہی کہ حضرت کے توابع حضرت ابراہیم مین ہی اولی بالتصرف ہین۔ حالانکہ یہہ بات
بے معنا اور باطل ہی کما لا یخفی اور ما بعد کا قرینہ بھی صریح دلالت کرتا ہی کہ لفظ مولی یا اولی سے جو ولایت کہ مفہوم ہوتی
ہی وہ محبت کی معنی مین ہے وهو قوله علیه الصلوة والسلام اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ
اگر مولی متصرف فی الامور کے معنے مین ہوتا یا اولی کی مراد اولی بالتصرف ہوتی تو ایسا فرماتا کہ بار خدایا دوست رکھ اس کو
جو اس کے تصرف مین رہے اور دشمن رکھ اس کو جو اسکے تصرف مین نہ رہے۔ جناب امیر کی دوستی اور دشمنی کا
ذکر کرنا دلیل صریح اسبات کی ہے کہ حضرت کا مقصود جناب امیر کی دوستی کو واجب ٹھہرانی اور انکی دشمنی سے
تحذیر کرنی ہے نہ تصرف و عدم تصرف ظاہر ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادنی واجبات اور سنن
بلکہ قیام و قعود اور اکل و شرب کے آداب کو اس طرح ارشاد فرماتے کہ انکے لفظون سے معانی مقصودہ بلا تکلف
لغت عرب کی معرفت کے بعد حاضر و غایب سب ہر شخص کی فہم مین آتی تھین۔ اور حقیقت مین کمال بلاغت

بھی اسی مین ہے اور منصب ارشاد وہدایت کا مقتضا بھی یہی ہے۔ اگر ایسے عمدہ مقدمے مین ایسے کلام پر اکتفا
فرماوین کہ قاعدہ لغت عرب کے موافق اصلا اس سے وہ معنے نہ نکال سکین بنی کے حق مین گویائی اور بلاغت کا
قصور بلکہ تبلیغ وہدایت مین سستی ثابت کرنی ہو العیاذ باللہ انبیا تو اس سے پاک ہین۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت کو اسی معنی
کا افادہ منظور تھا جو بے تکلف اس کلام سے سمجھا جاوے۔ یعنے جناب امیر کی محبت فرض ہو جیسی حضرت کی محبت
فرض ہے اور انکی دشمنی حرام ہے جیسی آپکی دشمنی حرام ہے یہی ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا اور مطابق ہے فہم
اہلبیت کی چنانچہ ابو نعیم نے حسن المثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ لوگون نے اُنسے سوال کیا کہ آیا
حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ حضرت کی خلافت پر نص ہو۔ شاہزادہ نے جواب دیا کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے
خلافت کا ارادہ کرتے ہر آئینہ مسلمانون کے فہم مین آنیکے لئے صاف اور واضح فرماتے کیونکہ حضرت افصح الناس اور
بہت واضح گو تھے البتہ ایسا فرمائے ہوتے کہ یا ایہا الناس ھٰذا والی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا
واطیعوا ۵ پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ قسم ہو اللہ تعالی کی کہ اگر خدا ورسول حضرت علی کو اس کام کے لئے اختیار کرتے
اور حضرت علی خدا ورسول کا حکم بجا نہ لاتے تو بڑے خطا مند ہوتے تب ایک شخص نے کہا کیا حضرت نے نہین فرمایا۔
مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ حسن المثنی نے جواب دیا کہ آگاہ رہ قسم ہو پروردگار عالم عز شانہ کی کہ اگر حضرت اس سے خلافت
کا ارادہ کرتے صاف اور صریح ارشاد فرماتے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم صاف کرتے تھے ایسا کہدیتے یا ایہا الناس
ان علیا والی امرکم من بعدی والقایم فی الناس بامری کذا فی اثنا عشریہ والکلام فی ھذا المقام
طویل من شاء فلیرجع الیہ چوتھی حدیث جو مشکوٰۃ مین امام احمد کی روایت سے آئی ہے عن علی رضی اللہ عنہ
قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیک مثل من عیسی یعنے حضرت علی سے روایت ہو کہ مجھے حضرت نے
فرمایا کہ تیرے مین حضرت عیسی علیہ السلام کی شباہت ہو ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ کہ دشمن رکھا انکو یہود
نے یہان تک کہ بہتان کیا انکی مان مریم علیہا السلام پر واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ
اور دوست رکھا انکو نصاری نے یہانتک کہ لے آیا انکو اس مرتبے مین کہ ثابت نہین ان کے لئے یعنے انکو اللہ اور
ابن اللہ کہا نعوذ باللہ منہا ثم قال یھلک فی رجلان پھر حضرت علی نے کہا کہ ہلاک ہو گئے دو مرد میرے سبب سے
محب مفرط یفرطنی بما لیس فی پہلا مجھے دوست رکھنے والا حد سے گذرنیوالا جو میری توصیف ایسی کرتا ہو
جو میرے مین نہین ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی دوسرا دشمن کہ میری دشمنی اسکو باعث ہوتی ہو اس بات
پر کہ میرے پر بہتان کرے ایسی چیز سے جو میرے درمیان نہین اور اللہ تعالی اس سے مجھے پاک دکھا ہو اس حدیث کے

مطابق شیعہ اور خارج ہین جو افراط و تفریط مین پڑے ہین اور حد توسط و صراط مستقیم اہل سنت و جماعت کے نصیب ہوی الحمد للہ علی ذلک **پہلی شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان مین** جناب امیر کے خصیصے بہت ہین از انجملہ یہہ کہ کعبۃ اللہ مین ان کا تولد ہوا۔ اور انکی مواخات حضرت کے ساتھ ثابت ہوی یعنے حضرت نے جب مہاجرین و انصار مین ایکدوسرے کے ساتھ برادری باندہی جناب امیر کی برادری کسی کے ساتھ مقرر نہ کی تب انہون روتے ہوے حضرت کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ آپ نے میری مواخات کسی کے ساتھ مقرر نہ فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم دنیا و عقبیٰ مین میرے بھائی ہو۔ اور حضرت نے ان کی اولاد کو اپنے اولاد فرمایا۔ اور ان کی منزلت اپنے ساتھ ایسی ثابت کی جیسی حضرت ہارون کی منزلت حضرت موسی کے ساتھ تھی مگر اتنا ہی فرق کہ حضرت ہارون نبی تھے حضرت علی نبی نہین۔ اور حضرت نے ارشاد کیا کہ مین جس کا مولی ہون علی اسکا مولا ہی۔ اور فرمایا کہ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ۔ اور حضرت علی نے جاہلیت کے زمانے مین بھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اسیواسطے لفظ کرم اللہ وجہہ انہین کے ساتھ خاص ہی **دوسری شاخ حضرت علی کے اولیات کے بیان مین** آپکے اولیات بھی زیادہ ہین۔ از انجملہ اپنے پدر و مادر ہر دو کی طرفسے ہاشمی ہین۔ اور بنی ہاشم سے جس نے اول ایمان لایا آپ ہی ہین۔ اور نحو کو اول جس نے وضع کیا آپ ہی ہین اور باغیون سے اول جس نے قتال کیا آپ ہی ہین اور ائمۂ اہل بیت سے پہلے امام آپ ہی ہین **پہلا گل حضرت علی کے تعداد مرویات کے بیان مین** جناب امیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیثین روایت کی ہین جملہ پانسو اسی پر چھیاسی ہین۔ اور بہت سے صحابہ ان سے روایت کرتے ہین جیسے حسنین کریمین و محمد بن الحنفیہ و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن الزبیر و ابوموسی و ابن سعید و زید بن ارقم و جابر بن عبداللہ و ابوامامہ و ابو الطفیل و ابوہریرہ و ابوسعید و صہیب و زید بن عازب وغیرہم۔ اور بہت سے تابعین بھی انسے روایت کرتے ہین جیسے ان کے تینون فرزند اعنی عباس و محمد و عمر اور عبد و طارق بن شہاب وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم **دوسرا گل حضرت علی کی قوت و شجاعت کے بیان مین** سبحان اللہ جناب امیر کی شجاعت مشہور آفاق ہے اور آپکی کثرت شجاعت پر سب کا اتفاق۔ اللہ تعالی نے آپکی ذات مین ایسی شجاعت اور جوانمردی بخشی تھی کہ اس صفت مین کوی ان کا ثانی نہین تھا۔ روایت ہے کہ جب حضرت کی خدمت مین جبرئیل امین نے شب کے وقت ہجرت کا حکم لے آیا

تب حضرت نے جناب امیر کو بلوا کے فرمایا کہ اب مجھے ہجرت کا حکم آیا ہے مین ابھی یہان سے روانہ ہوتا ہون تم یہہ میری چادر اوڑھ لیکے میرے فرش پر لیٹ جاؤ۔ اور لوگون کی امانتین جو میرے پاس ہین دوسرے دن وے سب ان کے مالکون کو پہنچا دیجے جلد میرے پاس آملو۔ جناب امیر نے یہہ حکم سنکے بڑی خوشی سے حضرت کی سبز چادر اوڑھ لیکے آپ کے فرش مبارک پر آرام کیا حالانکہ اس شب مین جان کا خطر تھا کیونکہ سب کفار قریش متفق ہو کے یہہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت کے خوابگاہ مین جا کے فرش مبارک پر ہی آپ کو قتل کرین پس ویسے وقت مین جناب مرتضی علی نے حضرت کے فرش پر استراحت کی اور انکو اللہ تعالی پر اسقدر توکل تھا کہ لیٹتے ہی نیند آگئی یہان تک کہ خراٹے مارنے لگے تب جناب امیر کی عمر مبارک انیس سال کی تھی باقی قصہ بسط کے ساتھ جنان السیر مین مذکور ہے۔ غرض یہہ بات حضرت علی کی شجاعت پر دلیل ہے۔ اور غزوہ بدر مین ایسی جوانمردی کی کہ ایک فرشتہ نے کہ جس کا نام رضوان تھا آواز بلند سے ندا کی کہ لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی یعنے نہین جوانمرد مگر علی۔ اور غزوہ احد مین کافرونکی ایک جماعت کثیر نے جب حضرت کا قصد کیا تب جناب امیر نے تن تنہا ان پر حملہ کر کے ان کی جماعت کو متفرق اور پریشان کر دیا اور سات کافر کو قتل کیا اس جنگ مین ایسی جوانمردی کی داد دی کہ حضرت نے نہایت خوش ہو کے فرمایا اِنَّہٗ مِنِّی وَاَنَا مِنْہُ یعنے مین اس سے ہون اور وہ میرے سے ہے جبرئیل نے کہا کہ مین تم دونون سے ہون۔ اور غزوۂ احزاب مین عمرو ابن عبد جو عرب کے پہلوانون مین بڑا نامور اور بڑا سخت کافر تھا جب جنگ پر آیا جناب امیر نے اسکے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ علی مرتضی کا یہہ جنگ افضل اعمال امت ہی۔ اور دوسرے غزوات مین اسنے جو شجاعت ظاہر ہوئی مشہور ہے خصوصاً جنگ خیبر مین جو داد شجاعت دی اور فتح و نصرت جو انہین کے ہاتھ پر ہوئی شہرۂ آفاق ہے۔ اس کا کچھ بیان مختصر یہہ فقیر نے جو جنان السیر مین لایا ہے یہان لکھا جاتا ہی

فتح لیکن اسکی بر دست علی ‌‌ ‌ جبکہ تھی موقوف بر دست علی
حق یہہ رتبہ شاہِ مردان کو دیا ‌ ‌ شاہِ مردان شیر یزدان کو ملا

نقل ہی یکشب کہا شاہِ امم ‌ ‌ مین نے کل مین دونگا ایسے کو علم
حق تعالی اور بھی اسکا رسول ‌ ‌ دوست رکھتے ہین اُسے کرکے قبول

حق تعالی نے اسیکے ہاتھ پر ‌ ‌ فتح کر دیگا خیبر جلد تر
یہہ بشارت سنکے اصحاب کرام ‌ ‌ منتظر تھے اور متوقع تمام

سعد کہتا ہے کہ نزد مصطفیٰ ‌ ‌ جا دو زانو بیٹھ کر مین سامنے
اس توقع پر کہ لشکر کا علم ‌ ‌ مجھکو دیوے شاہ ازراہِ کرم

اور کہتا ہی عمر عالی وقار ‌ ‌ مین نہ چاہتا تھا امارت زینہار
لیک مین اسی روز چاہتا تھا کہ ‌ ‌ کہ مجھے دیوے امیری مصطفیٰ

بعض کہتے تھے قریشان ای خدا　کہ علی البتہ پاوے وہ مراد
کہ وہ ہرگز دیکھ سکتا ہی نتھا　سن بشارت وہ پڑا ہی بیہودہ تھا
الغرض اسکو بلا خیر البشر　رکھ کے اسکے سر کو اپنے ران پر
کہتر خاص اپنا شاہ انبیا　دست اطہر سے اُسے پہنا دیا
اور کہا جا جنگ کر جبتک خدا　فتح نا دیوے نہ پھر اسے مرتضیٰ
کلمہ طیب کی ہی اول پہ قبول کرنا ہو　انکو بلوا اور انسے جنگ کر
دیکھا ایک خیبر یہودی کا مکار　شاہ مردان کو زبالا سے حصار
بولا اپنی قوم کو تب وہ پکار　اب ہو مغلوب تم اور خوار زار
کیونکہ اوصاف و شجاعت کا بیان　اسکا توریت مین دیکھے تھے جان
اسکے نیزہ کا سنان تھا تین من　ہو گئے مقتول اس سے چند تن
بعد اس کا بھائی حرب آگیا　وہ یہودونمین مبارز تھا بڑا
آ کے چاہا تا کرے حیدر پہ وار　جلد مارا اسے حیدر نے ذوالفقار
تازیان حملہ کئے سب جبکہ زور　پاس مٹے زخم سات سر وا یہود
کوئی کیا ایک ضرب اس کے ہاتھ پر　دست حیدر سے گری ہی تب سپر
تب علی از قدرت ربانیہ　پایا ایسا قوت روحانیہ
ایک لوہے کا لگا تھا اسکو در　لیکے اس در کو بنایا ہی سپر
نقل کرتے ہین کہ از بعد قتال　اس کو ڈالا بر زمین اوپر اُچھال
کہ اٹھا لے اُس کو آ چالیس تن　وہ نہین ہرگز ہلا جگہ سے پن
وہ نہ ہرگز اپنی جاگہ سے ہلا　پر مشقت سے بہت ای باصفا
نقل ہے جب فتح خیبر کی خبر　شاہ عالم نے سنا ہی انبی
اور اس کو اپنے سینے سے لگا　دیکھے پیشانی پہ بوسہ یون کہا
تب علی رونے لگا ہی باطرب　پوچھا شادی یا غمی کا ہی سبب
غم بولا مین ہی تنہا خوش نہین　بلکہ خوش ہے تجھ سے رب العالمین

ہی روایت چشم تب کرار کے　ایسے پر آشوب اور پر درد تھے

اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت

ڈالا اس کے چشم مین اپنا لعاب　حق نے بخشا ہی شفا اسکو شتاب
اور کمر مین اسکے باندھا ذوالفقار　اور علم اسکو دیا ہے باوقار
پوچھا مین نے جنگ کرون کس غرض　یون کیا ارشاد تب خیر البشر
پس علی آیا اس قلعے کے بہم　ایک ٹیبے پر کیا برپا علم
پوچھا تو ہی کون ای اہل لوا　وہ کہا مین ہون علی مرتضیٰ
ہی قسم بے شبہ اب توریت کی　نا پھرے بے فتح ہرگز یہ کبھی
باہر آیا پہلے اس قلعے سے جو　سو وہ حارث تھا یہودی زشت خو
پس علی مرتضیٰ یک ضرب کر　سرنگون اسکو کیا ہی فی السقر
پہن دو بکتر عمامے باندھ دو　اور حمایل کر کے دو شمشیر کو
سر سپر دستار اس کی کاٹ کر　زین وزانو کٹ گیا ہی جلد تر
اور باقی بھاگنے لاگے عیان　حیدر کرار تھا پیچھے روان
ایک یہودی اوس کو لے بھاگا دشمن　شاہ مردان نے ہوا تب خشمگین
ہو گیا یک جست مین خندق کے پار　اور در قلعے پہ پہنچا آشکار
جب سے توڑا اہل ہی سب حصار　پس ہوا مشغول جنگ و کارزار
روضۃ الاحباب مین مذکور ہے　اور معارج مین بھی یون مسطور ہے
اور مواہب مین لکھا ہی ای لبیب　کہ ہلا سے اسکو آ ستر نفر
ہی علی کی یہ کرامت کا ظہور　اسکی مردی اور شجاعت کا ظہور
خوش بہت ہو شکر حق لایا بجا　اور علی کے جلد استقبال جا

بلغني نبأك المشكور فقد رضي الله عنك ورضيت

بولا روتا ہون خوشی مین سے اب　کیون نہ خوش ہون تجھ سے راضی ہے رب
اور میکائیل و جبرئیل امین　سب ملک بھی تجھ سے راضی ہین یقین

حضرت علی کے علم و اخلاق کا بیان جو اس فقیر نے تذکرۃ الاولیا میں لایا ہو وہی بیتیں یہاں نقل کیے جاتے ہیں

بیتیں اگل حضرت علی کے علم و اخلاق کے بیان میں

بحر عرفان و قرب صدق و صفا | اسد اللہ خاتم الخلفا
شہر سے شہرہ ہے جسکا نام | رضی اللہ عنہ بالاکرام
کیا لکھوں اسکا علم اور اخلاق | کیہاں طاقت قلم ہے طاق
باب میں اسکے علم کے اشہر | خود کہا یوں خدا کا پیغمبر
کہ ہوں میں شہر علم کا سمجھو | اس کا دروازہ ہے علی بوجھو
اور کہا اسطرح جناب امیر | گر لکھوں فاتحہ کی میں تفسیر
تو ہو ہفتاد اونٹ کا وہ بار | نہ رکھے اس کی بحر علم کنار
ابن مسعود بولا ای ماہر | کہ ہے قرآن کو باطن و ظاہر
ہے علی جامع بطون و ظہور | اس سے رخشاں ہے کسکی ہر دو نور
بولتا ہے امیر بحر کمال | کرو قرآن سے تم جو چاہیں سوال
ہے قسم حق کی کوئی آیت پاک | نہیں اتری بسید لولاک
پر مجھے علم اس کا ہے حاصل | کہ وہ کس باب میں ہوئی نازل
اور وہ کس مکان میں اتری | اور وہ کس کی شان میں اتری
اور وہ لیلی ہے یا نہاری ہے | رات میں یا وہ دن میں اتری ہے
کیا وہ اتری زمین پہ یا ساحل | یا کسی کوہ پر ہوئی نازل
خوب میں جانتا ہوں اسکو بھلا | میرا رب مجھکو علم اسکا دیا
اور فاروق اعظم اے دانا | بولتا تھا علی ہے اقضانا
ابن مسعود یوں دیا ہے خبر | کہ مدینے کے لوگ ہیں یکسر
ہے علی جانو افرض و اقضا | اور ایسا نہیں کوئی دوسرا
اور یوں عائشہ نے فرمائی | کہ حدیثیں جو رہ گئیں باقی
جو نہ پائے ہیں دوسرے اصحاب | انکا اعلم ہے مرتضی بصواب
اور یوں بولتا ہے عبد اللہ | ابن عباس اسکا آگاہ
کہ علی بسکہ سب میں فاضل ہے | علم میں اس کو حرص کامل ہے
اور احادیث کی فقاہت میں | جود و بخشش میں اور سخاوت میں
حق دیا اس کو ایسی شان کبیر | کہ نہیں شخص کوئی اسکا نظیر
الغرض ایسی ہی حدیث و اثر | آئی ہیں اس بیان میں اکثر
کیا لکھوں اسکا زہد و فقر جلیل | کہ نہیں اسکا اسمیں کوئی مثیل
فقر کا ہی اسے نصاب رہا | نہ کبھو مالک نصاب ہوا
اور خلافت میں بھی بشان جلی | کشور فقر کا ہی تھا والی
پاس اس کے تھی خوار تر دنیا | تھا ہمیشہ وہ طالب المولی
ہے روایت وہ جب خلیفہ ہوا | تین درہم کا ایک قمیص لیا
آستین تھیں دراز پہنچے سے | قطع کر کے لیا ہے پہن اسے
اور جب وہ لباس پہن لیا | شکر مولا کا ہے بجا لایا
اور وہ کرتا تھا اکتفا اکثر | ایک لنگ اور ایک چادر پر
اور اسی ہی لباس سے ای یار | ہوتا رونق فروز دربار
اور بازاریوں کو صبح و مسا | امر معروف بھی وہ کرتا تھا
بولتا تھا انہیں خدا سے ڈرو | ناپ اور تول میں دغا نکرو
مت ستم کھاؤ جبر مت لوگو | عیب شئے کا چھپا سکو مت ہیچو
اور کبھی نی پہ لی بھی خشت پہ خشت | نہ رکھا وہ کہیں قصر بہشت
لینے وہ بحر فقر و استغنا | عمر ساری نہ گھر کیا ہے بنا
کوئی سے لے کر حسنہ یہ فرماتا | آپ ہی گھر اٹھا کے لاتا تھا
لیا یک روز یکدرم کے کھجور | تب کیا عرض کوئی اسکے حضور

مین اٹھالاون وہ تن ہو دو
ہین مناقب وہ باصفا کثیر
نام نامی ضرار ہے اس کا
پر معاویہ جد و جہد کیا
دین مین اس کا قوت اعلم
لکھتے ہیں اس سے علم کے انہا
وحشت شب کے ساتھ تھا وہ انیس
پہنتا تھا لباس سوناہی
آتا تھا ہم بلاتے اس کو اگر
کرتا تھا اہل دین کی تعظیم
اور کوئی ضعیف بھی حاشا
آہ کرتا تھا اضطرار ایسا
بعد یون بولتا تھا دنیا سے
نہین رجعت ہے جس طلاق مین ہان
تھوڑے توشہ پہ بیشتر افسوس
اور اس طرح سے کہا گریان

کیا ارشاد یون کرم سے کہا
اب نہین مجھکو طاقت تحریر
اس سے یکدن معاویہ نے کہا
لاجرم تب ضرار کہنے لگا
حیطہ وہم سے بھی تھا برتر
اور حکمت تھی اسکی نطق بجا
اور تھا ساتھ حق کے ساتھ جلیس
کھایا کرتا تھا خشک ہی روٹی
گرچہ رہتا وہ ہم سے ہل ملکر
تھا مساکین پہ اسکا لطف عمیم
نہین مایوس اسکے عدل سے تھا
سانپ کاٹا ہوا کرے جیسا
کہ مرے غیر کو فریب تو دے
مین قسم کھا کے بولتا ہون جان
اور طول سفر پر افسوس
بوالحسن پر ہو رحمت و رضوان
جو اثر تھی ضرار کی نا جنس

مین بھی اسکو اٹھا سمجھاونگا
یک صحابی کے یک اثر پہ بیان
وصف کچھ مرتضی کے کرنے کو
کہ علی کا مقام بس فاخر
قول اقدس تھا اسکا فضل خطاب
اور وحشت تھی اسکو دنیا سے
دایم الفکر تھا بفکر دراز
تھا ہمارے مین وہ ہمارے جیسے
لیک واللہ اسکی ہیبت سے
یہہ توقع کسی قوی کو نہتھی
اور ایک رات مین لینے کی سیر نظر
اور روتا تھا اس طرح وہ یقین
آیا تو چاہتی ہے مجھ سے وفا
کہ تری عمر ہے بہت چھوٹی
جب معاویہ یہہ بیان شنا
ہے قسم حق کی وہ گرامی شان
جا سکتا اب یہان ہوئی آ خشت

ال والاہی ہے احق اس کا
کرتا ہون اکتفا یہہ پاک بیان
وہ کہ مجھکو اس سے رکھو معذور
تھا یقین عقل و فہم سے باہر
حکم تھا اس کا عدل و محض صواب
نعمت اسکی ذلیل پاس اسکے
اشک ریزان سدا بسوز و گداز
پوچھین گر کچھ جواب دیتا او سے
بات ہم اس سے کر نہ سکتے تھے
کہ ہو باطل پہ اس کے وہ راضی
ریش اپنی لیا تھا ہاتھ اندر
جس طرح روئے ہے کوئی غمگین
مین تو تجھکو دیا ہون تین طلاق
اور بہت کم ہے عزو قدر تری
جوش رقت سے زار زار رویا
یون ہی تھا جس طرح کیا بیان تو

چوتھا گل حضرت علی کے قضایا اور دانش و فراست کے بیان مین

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفا مین لایا ہے کہ امام جعفر الصادق نے اپنے والد سے اور اس نے اپنے والد سے نقل کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین عرض کی کہ ہم سنتے ہین کہ آپ خطبہ مین فرماتے ہو کہ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِہِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ یعنے الٰہی درست کر ہم کو جس سے درست کیا تو نے خلفاء راشدین مہدیین کو۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہان ابوبکر اور عمر ائمہ ہدی اور بزرگان اسلام اور قریشی مرد اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقتدا تھے جس نے انکی پیروی کی سو بچا اور جس نے انکے آثار کی تلاش

کی صراط مستقیم کی طرف ہدایت پائی اور جان ہر دو کو مضبوط پکڑا سو وہ اللہ کی گروہ سے ہوا۔ احمد طبرانی اوسط مین اور
ابونعیم دلایل زاذان سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی ولی سے ایک حدیث کی روایت کی کسی نے اسکی تکذیب کی
آیا حضرت علی نے اسکو فرمایا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو تجھ پر بد دعا کرتا ہون اس نے کہا کہ کیجیے پس آپنے بد دعا کی وہ شخص
ہمیشہ کا نابینا ہو گیا۔ اور زر بن حبیش سے مروی ہے کہ کہا ایکبار دو شخص ملکر صبح کا ناشتا کرنے کے لئے بیٹھے
ایک کے پاس پانچ روٹیان تھین اور دوسرے کے پاس تین روٹیان۔ وے ہر دو کھانا شروع کرنا چاہتے تھے
کہ ایسے مین ایک تیسرا شخص ان پر گذرا اور سلام کیا ان ہر دو نے اس کو اپنے ساتھ بٹھلایا اور وے آٹھ روٹیان
بھی تینون ملکر برابر کھائین نہ کوئی کم نہ کوئی زیادہ پس اس تیسرے شخص نے جاتےوقت آٹھ درم ان کے روبرو ڈالدیے
اور کہا کہ مین جو کھایا ہون اس کے درعوض تم ہر دو یہ درم لو اور چلا گیا پس ان ہر دو مین قضیہ ہو گیا جس نے پانچ روٹیان
والا تھا وہ کہنے لگا کہ مین پانچ درم لونگا اور تو جو تین روٹیان رکھتا تھا تین درم لے وہ تین روٹیان والا کہنے لگا مین اس
بات سے راضی نہین بلکہ برابر آدھے درم تو لیوے اور آدھے مین لون یعنے چار درم تجھے اور چار درم مجھے پس یہ ہر دو
لڑتے ہوے حضرت علی مرتضی کے جناب مین آکے اپنا قصہ بیان کیا حضرت علی نے اس تین روٹیان والے کو فرمایا
کہ تیرے روٹیان کم تھین اور اس کی روٹیان زیادہ پس تین درم سے راضی ہو جا اس نے کہا واللہ مین راضی
نہون گا مگر اس پر کہ راہ حق پر ہو آپنے فرمایا اگر تو راہ حق سے فیصلہ چاہتا ہی تو تجھکو تین درم بھی نہین ملینگے
بلکہ تجھے ایک درہم ملیگی اور پانچ روٹیان والے کو سات درہم ملینگے یہ سنتے ہی اس نے اٹھ کھڑا اور کہا سبحان اللہ یہ کیا
صورت ہے اس کی وجہ از راہ حق میرے ذہن نشین کیجئے تا مین اس کو قبول کرون پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ آٹھ روٹیون کے چوبیس ترک ہوتے ہین اور تم تین شخص جو برابر کھائے ہین اور کون کم کھایا اور کون زیادہ کھایا
یعنے تہائی ۱۲
سو یہ بات معلوم بھی نہین پس برابر کھاے ہون گے سو ہر شخص آٹھ ترک کھایا ہی تیرے جو تین روٹیان تھین اس کے
نو ترک ہوتے ہین اور پانچ روٹیان کے پندرہ ترک ہوتے ہین سو پانچ روٹیان والا آٹھ ترک کھایا ہی پس اس کے
سات ترک باقی رہے اور تیرے تین روٹی کے نو ترک مین تو بھی آٹھ ترک کھایا پس ایک ترک باقی رہی سو وہ تیسرا شخص
جو آیا تھا تیری روٹی سے ایک ترک کھایا سو ایک درہم تیرے اور پانچ روٹی والیکے سات ترک کھایا ہے سو اوس کو سات درہم
ملینگے پس وہ شخص جب یہ فیصلہ کرامت گوش کیا کہا کہ مین بدل وجان راضی ہوا۔ اور ملانی سے منقول ہے کہ حضرت
علی جب مسند افزاے کوفہ ہوے حکماے عرب سے ایک شخص حاضر خدمت ہو کے عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپنے
خلافت کو زینت دی نہ کہ خلافت آپ کو اور خلافت آپسے سرفرازی پائی نہ آپ خلافت سے بلکہ خلافت آپکے

خلیفہ امداد امیر کی محتاج تھی۔ اور ابوالقسم زجاجی اپنے امالیہ مین کہا کہ ابوجعفر محمد بن رستم طبری سے اسنے ابو حاتم سجستانی سے اس نے یعقوب بن اسحاق حضرمی سے اس نے سعید بن سالم اور باہلی سے اسنے اپنے دادا ابی اسود دولی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ مین امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جناب مین حاضر ہوا کیا دیکھتا ہون کہ آپ سر نگون کئے ہوے متفکر بیٹھے ہین مین نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین کس باب مین فکر کرتے ہو فرمایا کہ مین اصول عربیہ کے لئے قاعدہ ٹھہرا دینا اور اسباب مین کتاب بنانا چاہتا ہون مین نے عرض کی اگر آپ یہہ کام کروگے اور ہم لغت ہمارے دن رکھ چھوڑوگے گویا ہم کو زندگی بخشی پھر مین تین روز کے بعد آیا آپنے ایک صحیفہ میرے روبرو ڈالا جس مین یہہ لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْکَلَامُ کُلُّہ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَا اُنْبِئَ عَنْ حَرَکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَأَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاِسْمٍ وَّلَا فِعْلٍ پھر مجھے حکم ہوا کہ تو اور تلاش کر اور جو تیرے ذہن مین آوے زیادہ کیجیے پھر فرمایا اے ابوالاسود جانئے کہ اشیا تین قسم کی ہین ظاہر اور مضمر اور وہ چیز جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر۔ اور علماء اس تیسری چیز مین زیادتی کرتے ہین۔ ابوالاسود کہتا ہے کہ مین نے اس قسم کی کئی چیزین جمع کرکے آپکی جناب مین ظاہر کین انہی سے حروف ناصبہ ہین جو اِنَّ اور اَنَّ اور لَیْتَ اور لَعَلَّ اور کَاَنَّ ہے اور لٰکِنَّ کا ذکر نہین کیا آپنے فرمایا کہ حرف لٰکِنَّ کس لئے چھوڑا مین نے کہا کہ اس کو مین حروف ناصبہ سے شمار نہین کیا آپنے فرمایا کہ وہ بھی انہین سے ہے زیادہ کروے پس مین اس کو بھی اُن مین داخل کیا

پہلا گلدستہ حضرت علی کے مواعظ و ملفوظات فیض آیات کے بیان مین

اور حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ لوگو اپنا عمل مقبول ہونیکے لئے عمل کرنے سے بھی اشد اہتمام کیا کرو مقرر کوئی عمل بغیر تقوی کے درجہ قبولیت کو نہین پہنچتا ہے۔ اور یحیی بن جعدہ نے روایت کرتا ہے کہ حضرت شیر خدا نے فرمایا کہ اے حاملان قرآن تم قرآن پر عمل کیا کرو کیونکہ عالم وہ ہے جو علم پڑھے اور عمل کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق کرے۔ قریب ہے کہ چند ایسے لوگ علم سیکھینگے کہ انکا باطن ان کے ظاہر کا مخالف ہوگا اور ان کا عمل انکے علم کے برخلاف رہیگا اور وے ایسے ہونگے کہ لوگون مین بیٹھ کے بعض پر بعض فخر و مباہات کرینگے یہان تک کہ ایک ہمنشین دوسرے اپنے جلیس پر غصہ ہوگا اور اس کو چھوڑ دیگا سیے ایسے لوگ ہین کہ انکے عمل اوپر نجاوینگے۔ اور بھی حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ توفیق نیک قاید ہے اور نیک اخلاق یار نیک ہے اور عقل صاحب نیک ہے اور ادب نیک میراث ہے اور کوئی وحشت عجب سے زیادہ پہنچنے والی نہین۔ اور حارث کہتا ہے کہ حضرت علی کی جناب مین کسی نے آکے کہنے لگا کہ قضا و قدر کی حقیقت بیان کیجیے آپنے فرمایا کہ اندھیری راہ ہے تو یہہ رستہ

نجات سے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا کہ دریاے عمیق ہے تو اس کا قصد نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمانے
لگے کہ یہ اللہ کا بھید ہے جو تجھ پر پوشیدہ ہے تلاش نکیجئے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا اے سایل کیا اللہ
نے تجھے تو جب چاہا پیدا کیا یا وہ جب چاہا کہا وہ جب چاہا - فرمایا جب وہ چاہیگا یہ بات تجھے معلوم کرادیگا
اور خود حضرت علی سے مروی ہے کہ جب کسی نے آپسے سوال کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں فرمایا کہ سخاوت
وہ ہے کہ پہلے ہی بغیر کوی طلب کریے تو کچھ راہ خدا میں دیوے اور جو کہ سوال کئے پر دیا جاتا ہی سو وہ بزرگی
کی خواہش یا حیا سے دیا جاتا ہے - اور بھی آپسے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ معصیت کا بدلہ ایسا بھی ہوتا ہی کہ
عبادت الٰہی میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں تقصیر پیدا ہوتی ہے - لوگوں نے پوچھا کہ تقصیر کیا ہی فرمایا
تقصیر یہ ہے کہ وہ شہوت حلال کو نہ پاویگا مگر جب پاویگا تو وہ جلد گذر جاویگی - اور بھی فرماتے تھے کہ اپنا بھید کسی
پر افشا مت کر کیونکہ ع یار را یارے بود از یار یار اندیشہ کن ؛ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی مہر کا نقش اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ
تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ لکھا تھا - اور عقبہ بن ابی الصہبا سے مروی ہے کہ کہا کہ جب ابن ملجم
مردود نے جناب مرتضی علی پر ہتھیار چلائی امام حسن رضی اللہ عنہ نالان و گریان حاضر جناب ہوے آپ نے
فرمایا کہ اے میرے فرزند دلبند میری یہ وصیتیں ہیں ان پر بڑی محافظت کیجئے یعنے چار چیزوں کے ساتھ چار
چیزوں کی رعایت کیجئے - عرض کی وے کیا ہیں - فرمایا کہ بڑی غنا اور توانگری عقل ہے - اور بڑی محتاجی و افلاسی
حماقت ہے اور بڑی وحشت عجب ہی اور بڑی بزرگی اور کرم حسن خلق ہے اور دوسرے چار باتیں یے ہیں کہ احمق
کی صحبت سے پرہیز کرے کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہیگا پر اس سے تجھے ضرر پہنچ جاویگا اور کذاب اور بخیل کی دوستی
نکیجئے کیونکہ جو کہ جھوٹا ہی اور بخیل ہے تیرے پاس سے وہ چیز دور کردیگا جسکی تجھکو احتیاج ہے اور فاسق و فاجر کی دوستی نکیجئے
اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کرتا ہے کہ ایک یہودی نے آکے پوچھا کہ خدا کب سے ہے یہ سنتے ہی
حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ کوی چیز نہ تھی خدا ہی تھا اور وہی ہے اور اس کی کینونت یعنے ہونا پنا اور
رہنا بلا کیفیت ہے اور اس کے آگے کوئی ابتدا نہیں اور اس کو نہایت نہیں سب کے آگے وہی ہی یہ سنتے ہی
وہ یہودی مسلمان ہوا -

دوسرا گلدستہ حضرت علی کے کلمات موجزہ کے بیان میں

فرماتے تھے کہ ان پانچ باتوں کی بڑی محافظت کیجو یعنی کسی سے نہ ڈرو مگر اپنے گناہ سے اور کسی سے امید نہ رکھے مگر اللہ تعالی سے اور علم نہیں رکھنے والا
کسی سے بھی علم سیکھنے میں شرم نہ کرے اور علم رکھنے والا بھی جو بات کہ آپ نہیں جانتا ہو کوئی شخص پوچھے تو اللہ اعلم کہنے میں شرم نکرے - اور یہ بھی فرمایا کہ صبر
ایمان کے درمیان میں سر کے جاے پر ہی جب صبر نہ رہے گویا ایمان نہیں جیسے سر جاوے تو گویا جسد جاتا رہا - اور بھی

فرمایا ہے بڑا فقیہ یعنے بڑا عالم وہ ہے کہ لوگون کو اللہ کی رحمت کی امید مین لگا دیوے گناہون کی رخصت نہ دیوے
اور ان کو عذاب الٰہی سے امین نکرے اور قرآن کو چھوڑ کے اور چیز کے طرف متوجہ نہووے کیونکہ جس عبادت
مین علم نہو اس عبادت مین خیر نہین اور جس علم مین فہم نہو وہ علم نہین اور جس قرات مین تدبر نہو وہ قرات نہین
روایت کی اس کی ابن ضریس نے فضایل مین اور بھی منقول ہی کہ فرمایا سات چیز شیطان سے ہو کرتے ہین
زیادہ غصہ اور زیادہ چھینک اور زیادہ جمائی اور ناک سے لہو بہنا اور نجوی اور ذکر کے وقت نیند آجانا
اور بھی اس جناب سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا کہ لوگون پر ایک زمانہ آئیگا جس مین مومن ایک باندی سے بھی زیادہ
ذلیل رہیگا **منعقد ہونا خواص وعوام کی بیعت کا حضرت علی سے کے ہاتھ پر اور بیان**
ان وقایع کا جو آپ کی خلافت مین رودے ارباب سیر و تواریخ رحمہم اللہ نے لائے ہین کہ
جب حضرت عثمان کی شہادت ہوی حضرت علی نے عزلت اختیار کی اور لوگون سے ملاپ اور اختلاط بالکل موقوف
کیا۔ تب مصر کے سردارون نے جناب مرتضیٰ علی کی آستان فیض نشان پر حاضر ہوے اور آپ سے بیعت چاہی تو
چند روز آپ نے انکی التماس قبول کی۔ ایک روایت ہی کہ شہادت ذوالنورین سے پانچ روز کے بعد مصریون نے مدینہ والون
کے پاس جاکے کہا کہ حضرت علی کی خدمت مین جا کے عرض کرین کہ آپ منصب خلافت کو زینت دین اور ہم سب آپ کے
ہاتھ پر بیعت کرین۔ تب مدینے والے اتنے متفق ہو کے حضرت علی کے دروازے پر حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ یا ابو الحسن
خلق کو سوا امام کے چارہ نہین ایک خلیفہ اور پیشوا تو ضرور ہے اب خلافت اور امامت آپکے سوا دوسرے کو
سزاوار نہین۔ اس منصب کے احق آپ ہی ہو جناب امیر نے جواب دیا کہ مین اسلام کی قسم بالکل میل نہین رکھتا ہون اور
ہرگز حکومت اور امارت نہین چاہتا ہون تم جس کے لئے اتفاق کروگے مین بھی تمہارے ساتھ متفق ہو کے اس کے
ہاتھ پر بیعت کرونگا لوگون نے کہا کہ جب تک آپ زندہ رہین دوسرے کو یہ طاقت کہان کہ اس منصب کا دم مارے
اور کسی کو کب سزاوار ہے کہ مسلمانون کا امام اور مقتدا ہووے۔ اگر ہماری التماس درجۂ اجابت کو نہ پہنچے اور مسند
خلافت آپکے وجود باجود سے رونق نہ پاوے بحکم لَوْلَا السُّلْطَانُ لَقَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا کے مخالفت اور عداوت
کی شمشیر بے نیام ہوگی اور لوگون مین باہم خرابی اور خون ریزی سر دیگی۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ کسی کو امام اور
خلیفہ مشہور انا تم کو نہین پہنچتا ہے بلکہ یہ کام اہل بدر کی راے پر موقوف ہی کہ ارباب حل وعقد اور حضرت کے اصحاب
رفیع القدر ہین جس کو وے ریاست وخلافت کے لئے قبول کرین وہی خلیفہ ہوگا۔ تب مصریون نے جناب امیر کا
یہ کلام اہل بدر کی خدمت مین پہنچایا۔ جمہور اصحاب بدر نے یہ سنتے ہی حضرت امیر کے دروازے پر حاضر ہوے اور بیعت

کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہون نے جب کبار مہاجر و انصار وہ ہجوم دیکھا اپنے دولت سرا سے نکلے اصحاب کو ہمراہ
لئے ہوے مسجد نبوی کے طرف تشریف لائے اور حضرت کے منبر انور پر سوار ہو کے ایک خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑھا۔ حمد و ثنا
الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرمایا کہ ای مسلمانو آیا تم اسبات پر راضی ہو
کہ مین تمہارا امیر ہوؤن سبھون نے کہا کہ ہم بدل و جان راضی ہین۔ حضرت علی نے طلحہ و زبیر کے طرف متوجہ
ہو کے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس کام کی رغبت نہین تم جسکو احق و مناسب جانتے ہو اس کی طرف بیعت کا ہاتھ دراز
کرو مین بھی اس سے بیعت کرتا ہون۔ تب ان دونون نے کہا کہ اس کام کے لئے آپ ہی احق ہو اور اولی ہو آپکے
سوائے کوئی انسب اور سزاوار نہین ہم آپسے بیعت کرتے ہین پس اول طلحہ اور ان کے بعد زبیر بیعت کی۔ یہہ
مقدمہ ہجرت کے پینتیسوین سال ذیحجہ کی پچیسوین پنجشنبہ کے دن واقع ہوا اور دوسرے دن جو جمعہ تھا علی العموم
سب لوگون نے بیعت کی۔ دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر اور اکابر مہاجرین و انصار ایک جماعت
مسلمین کو ہمراہ لئے ہوے حضرت علی کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ مسلمانون کو سوائے امام کے چارہ نہین
اور آپکے سوائے کوئی دوسرا اس کام کے لئے انسب و اولی نہین۔ جناب امیر نے فرمایا لَا حَاجَةَ لِي فِي أَمْرِكُمْ
مَنِ اخْتَرْتُمْ رَضِيتُ بِهِ یعنے تمہارے کام مین جو خلیفہ ٹھہرانا چاہتے ہو مجھے حاجت نہین تم جس کو اختیار کروگے
مین بھی اس کے ساتھ راضی ہون۔ سب کہنے لگے کہ ہم آپ کو ہی اختیار کرتے ہین آپکے سوائے دوسرے کو اس کام
کے سزاوار نہین جانتے ہین کیونکہ زبدۂ قریش و الا تبار اور بنی ہاشم کے افتخار اور سب لوگون سے افضل اور بہتر اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیکتر آپ ہی ہین۔ پھر جناب امیر نے کہا کہ مین یہی چاہتا ہون تم سب مسلمانون
کے ساتھ ایک رہون اور تم جسکو اس کام کا والی ٹھہراؤ مین اسکا مطیع اور وزیر اور مشیر رہون کیونکہ وزارت امارت سے
بہتر ہے یہہ بات سنکے سب صحابہ نے بہت ہی عجز و الحاح کیا اور بڑے مبالغہ سے پیش آئے۔ تب جناب امیر نے فرمایا
کہ اگر تم میرے سے بیعت کروگے مین حد شرع سے تجاوز نکرونگا۔ اور معاملات کے فیصلے مشورت پر موقوف نہ رکھونگا اور
بیت المال سے ایکدرم بھی اپنے خرچ مین نہ لاونگا اور تم سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دونگا بلکہ ہر ایک کو نظر رحمت سے
دیکھونگا اور حسب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ بندگون مین احکام جاری کرونگا۔ پھر فرمایا کہ مسجد کی طرف چلین
کہ یہہ کام خفیہ کرینگا نہین۔ پھر سب ملکر مسجد نبوی مین آئے اول طلحہ نے بیعت کی پھر زبیر پھر سب مہاجر و انصار گروہ
گروہ شرف بیعت سے مشرف ہوے پس جناب امیر نے جمعے کے دن حضرت کے منبر پر سوار ہو کے نہایت بلاغت
و فصاحت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اس خطبے کا شروع یہی تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى إِحْسَانِهٖ قَدْ رَجَعَ الْحَقُّ إِلٰى مَكَانِهٖ

کہتے ہین کہ جب خطبے سے فراغت حاصل ہوی۔ خزیمہ بن ثابت انصاری کہ جس کو حضرت نے لقب ذوالشہادتین سے ملقب فرمایا تھا اٹھے اور منبر کے مقابل کھڑے ہوکے یہ بیتین جو انہین کے نتایج افکار سے تھین پڑہین۔

س۵ اذا نحن بایعنا علیاً فحسبنا + ابوالحسن مما نخلق من الفتن + وجدناہ اولی الناس

بالناس انہ + اطیب قریش بالکتاب والسنن + وما فی القریش من یشق غبارہ + اذا ما

جری یوماً من الطعن والابن + وفیہ الذی فیہم من الخیر کلہ + وما فیہم بعض الذی

فیہ من حسن + واول من صلی ما بین الناس واحد + سوی خیرۃ النسوان واللہ ذوالمنن +

وصاحب وجلس القوم فی کل وقعۃ تکون بہا نفس الحیان الذی فن + فذلک الذی تثنی الخناجر باسمہ + امام لنا حی تغیب فی الکفن +

نقل ہے کہ امر بیعت سے انفراغ کلی حاصل ہوی کے بعد طلحہ وزبیر نے صحابہ کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان سے قصاص چاہتے ہین کیا چیز مانع ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک جماعت اس کام سے متہم ہین ان سبکو ایک گناہ کے بسبب کس طرح مار ڈالا جائیگا۔ اگر بالیقین تم ایک شخص کو جانتے ہو تو کہو کہ اس سے قصاص لینے کے باب مین مین تمہارے ساتھ متفق ہون۔ یا تصور تامہ کرو تا صاحب قصاص آوے اور اس شخص معین پر دعوا کیسے اور تم جانتے ہو تو گواہی دو کہ مین اس کے قتل کا حکم کرتا ہون۔ لکھتے ہین کہ بنی امیہ سے اکثر لوگ فرار کرکے بعضے مکہ معظمہ کے طرف اور بعضے یمن کے طرف گئے۔ اور بعضے حضرت عثمان کی زوجہ نایلہ کے کٹی ہوی انگلیان حضرت عثمان کے خون آلودہ پیرہن کے ساتھ لیکر شام کی طرف معاویہ کے پاس جا پہنچے۔ اور تھوڑے لوگ جو مدینہ منورہ مین ترسان ولرزان پوشیدہ تھے قابو دیکھ رہے تھے جب فرصت ہاتھ دی وے بھی مکہ معظمہ کے طرف جاکے جناب ام المومنین عایشہ صدیقہ کی حضور مین پہنچے۔ پس بنی امیہ سے کوی شخص بھی حضرت علی کی شرف بیعت سے سعادت حاصل نہ کی ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد۔ روایت ہے کہ جب حضرت علی نے مسند خلافت کو زینت دی حکم کیا کہ مروان کو اور چند شخص کو جو اسکے یار دن سے تھے حاضر کرین لوگون نے ہرچند بہت جستجو کی لاکن کہین ان کا سراغ نہ ملا کیونکہ وے فرار ہو گئے تھے۔ لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عثمان ذوالنورین کی زوجہ نایلہ سے دریافت کی کہ ذوالنورین کا قاتل کون ہے۔ بی بی نے کہا کہ دو شخص میرے گھر مین آئے محمد بن ابی بکر ان کے ہمراہ تھے وہی دونون نے تلوار چلائی لاکن وے اپنے چہرے پوشیدہ کئے تھے اسلئے مجھے انکی پہچانت حاصل نہین۔ پھر حضرت امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلوا کے استفسار کیا اس نے عرض کی کہ واللہ مین نے عثمان ذوالنورین کے گھر مین داخل ہوا اور ان کے

قتل کا ہی قصد رکھتا تھا لاکن انہون نے میرے والد کا ذکر کیا میری والد یاد آتے ہی نہایت متاثر ہوا اور اپنے
قتل سے ہاتھ رکھا اور مین نے ان کے قتل کا ارادہ کر کے جوان کے گھر گیا تھا اس بات سے بہت پشیمان ہون
اور توبہ کرتا ہون پھر اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ مین قتل نہین کیا ہون سب حاضرون نے ان کی باتون کی تصدیق کی
بیان ان وقایع کا جو حضرت علی کی خلافت مین رودئے نقل ہی کہ بیعت سے دوسرے
دن جناب ولایت مآب نے حکم کیا کہ بیت المال کا خزانہ کھولین اور جو مال کہ اس مین حاضر ہے اس کو نکال کے لوگون
پر قسمت کر دین یہہ حکم سنکے کارپردازون نے ویسا ہی کیا نقل ہی کہ جناب امیر مسند آرائے خلافت ہوئے سو
دوسرے روز مغیرہ بن شعبہ نے جو حضرت کی صحبت سے شرف پایا تھا حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور
عرض کی کہ ہم کو ضرور ہے کہ آپ کی بہ نسبت اخلاص اور خیر خواہی اور ہواداری بجا لاوین اب مجھے آپ کی اصلاح مہم مین
تین صورتین میری خاطر مین خطور کرتی ہین اگر رخصت ہو تو عرض کرتا ہون اسلئے جو صورت کہ مرضی مبارک کی موافق
پڑے اختیار فرماوین - جناب ولایت مآب نے رخصت دی مغیرہ نے کہا کہ مین نے بعضے لوگون کو دیکھا ہون
کہ آپکے کاروبار مین سستی کرتے ہین اسلئے انکا علاج ان تین باتون سے ایک ہو سکتا ہے - پہلی صورت یہی ہے
کہ ایک اشتر تیز رفتار منگا دین اور اس پر آپ سوار ہو کے ان لوگون سے اعراض کر کے یہان سے نکل جاوین
جب یے لوگ اس کام کے سزاوار آپکے سواے دوسرے کو نپاوین گے تب آپکے پیچھے دوان دوان
آوین گے اور کمال عجز و الحاح سے آپ کو لے آکے مسند خلافت پر بٹھلائینگے - اگر یہہ بات آپ کو پسند نہ ہو تو
عثمان ذو النورین کے عاملون کو معزول نہ کیجئے تا آپ کی خلافت بلا خلاف سب کے پاس مسلم ہو جاوے - کیونکہ
مین نے آپکے باب مین انکے خلاف سے ایمن نہین ہون - ایک روایت ہی کہ یہہ بھی کہا کہ معاویہ کے نام پر ایک
مکتوب روانہ کیجئے شام کی حکومت اسی پر بحال رکھ کے اس مکتوب مین اسکو طمانیت اور تسلی دیجئے - اس کے
اسلاف کا شرف اور فخر اس نامے مین ظاہر کیجئے اور اسکو اس بات کی توقع بھی دیا چاہئے کہ عمر فاروق اور عثمان
ذی النورین نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے مین اس سے بہتر سلوک کرون گا - اور عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت
پر بحال رکھ کے اس کی دلجوئی مین ایک نامہ روانہ فرمائے اس کو اشراف و اعیان مین ممتاز کیجئے کیونکہ اس نے بڑی کیاست
و فراست رکھتا ہے لاکن حکومت و ریاست کی طلب اور نام و ناموس کے بند مین پڑا ہے مین ان ہر دو کی مخالفت
اور بغاوت سے نہایت اندیشناک ہون - جب یہہ ہر دو آپکے مطیع و منقاد ہوینگے آپکے کاروبار کو بڑا استحکام
ہوگا - یہہ سال ایسا ہی گذرا وین اس کے بعد رعایا کا احوال دریافت کرنے کے لئے عاملون کو اپنے پاس بلاوین

اور جس کو چاہین بحال رکھین اور جس کو چاہین معزول یا بدل کر دین - اگر ان ہر دو صورت بہی مناسب نہ جانین
تو اس شہر سے نکل جاوین اور دوسری جگہہ اقامت فرماوین اور اسیکو وطن ٹھہراوین - جناب امیر نے اس کے
جواب مین فرمایا کہ تمہاری یہہ رائے صواب پر نہین کیونکہ تم نے جو کہا کہ لوگون سے فراہم کرون یہہ بات کس طرح
ہوسکیگی حالانکہ لوگ میری بیعت مین آئے ہین - اور وہ جو کہا کہ عثمان ذوالنورین کے عاملون کو خصوصاً معاویہ
اور عمرو بن العاص کو بحال رکھون یہہ بہی کس طرح ہوسکیگا کیونکہ ان کو معزول کرینگے باب مین کئی بار مین ہی عثمان
ذوالنورین سے کہا تھا کہ انکو بحال رکھنے مین مسلمانون کی اصلاح نہین عامۂ مسلمین جو انسے تنگ آگئے ہین ظاہر ہے
پس عثمان نے میری بات نہ سنی اور میری رائے کے موافق عمل نہ کیا پس انہون نے جو دیکہنا تھا دیکھا اور ان کو
جو پہنچنا تھا پہنچا - پس اب ان عاملون کو کس طرح بحال رکھون اور فرداے قیامت بارگاہ الٰہی مین کیا جواب دون
اور وہ جو کہا کہ اس شہر سے چلا جاؤن اور دوسری جگہہ وطن ٹھہراؤن - ہان اس بات مین فکر و تامل کرتا ہون تا
دیکھون کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے - کہتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ نے پھر دوسرے روز آیا حالانکہ تب یہہ عزم
مصمم کر چکا تھا کہ شام کی طرف معاویہ کے پاس اقامت کرے - سو حضرت علی کی خدمت مین عرض کی کہ یا امیر المؤمنین
مین کل کے دن معاویہ اور عمرو بن العاص اور عثمان ذوالنورین کے دوسرے عاملون کو بحال رکھنے کے باب مین
جو گذارش کی تہی وہ بات آپکی حضور مین درجۂ اجابت کو نہ پہنچی - اب مین بہی بحکم قضیۂ مشہور ہے الانسان
الواحد بناقص لفسنی قبین کے اس رائے سے پہر گیا اب مناسب یہی جانتا ہون کہ اپنے صوابدید کے مطابق
ان سب عاملون کو معزول کر دین - تا دوست دشمن سے جدا ہو اور ضعیف سے قوی متمیز اور ہویدا ہو - یہہ بول
کے مجلس سے اٹہا اور چلا گیا اتفاقاً اسی روز عبداللہ بن عباس جو سفر سے مراجعت کی تہی حضرت علی کی خدمت مین
آپکا قصد کرکے آرہا تھا راہ مین مغیرہ بن شعبہ سے ملاقات ہوئی جب حضرت علی کی حضور مین حاضر ہوا اور بکمال ادب سے
سلام کیا اور خیریت پرسی کے بعد ابن عباس نے عرض کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے آپکے پاس کس لئے آیا تھا حضرت علی نے
سب ماجرا ظاہر فرمایا - ابن عباس نے کہا کہ صدق بالاول وکذب بالثانی پہلے روز اس نے جو کہا بلاشک
وہ نصیحت اور خیر خواہی تہی اور دوسرے روز جو کہا اس مین فساد اور خیانت اور تباہی ہے - جناب ولایت مآب نے
کہا کہ اسباب مین تمہاری لئے کیا ہے ابن عباس نے عرض کی کہ تامل اور تدبیر اگر اس کے آگے ہوتی البتہ نتیجہ
دیتی - اور آج کے روز رائے و تدبیر مین کچھہ نتیجہ نظر آتا نہین - جناب امیر نے فرمایا کہ بہلا تمہاری خاطر مین کیا بات
گذرتی ہے سو کہہ دیجئے تا سن لون ابن عباس نے کہا کہ مناسب وہی تھا کہ لوگ آپسے بیعت کرنیکے طالب

فراغب ہونیکے آکے آپ مکہ معظمہ کے طرف روانہ ہوے ہوتے اور وہان بھی خلق سے اختلاط نکرکے اپنے مکان کا دروازہ بند کروئے ہوتے - تب اکابر قریش اور دوسرے خواص و عوام اپنے مرکبون پر سوار ہوکے منازل طے کرتے ہوسے آپ کی خدمت مین آتے سے کیونکہ آپکے سوا دوسرے کو اس کام کے سزاوار سمجھا نتے اور بڑے جد و جہد سے آپ کو لاکے مسند خلافت پر بٹھلاتے - لاکن اب تو بنی امیہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چاہتے ہین بلکہ ان سے بعضے آپکو بھی متہم کیا ہی اور چاہتے ہین کہ لوگون کو آپسے پھیرین خصوصاً پہلے اہل شام کو آپسے بدظن کردین گے اس پر طلحہ وزبیر جو رنجیدہ ہوے ہین ان کی مخالفت کا بھی بڑا خطرہ ہے اسواسطے مین مناسب جانتا ہون کہ معاویہ کو معزول کرنے مین جلدی نہ کرین - اب شام کی حکومت پر ایسا ماہی چھوڑ دین تو مین اسباب کا متکفل ہون کہ معاویہ کو ویسی او بسہولت کے ساتھ ایسا نکالون جیسے بال کو خمیر سے نکالین - جناب امیر نے یہہ بات سُنکے ابن عباس کو وہی جواب دیا جو مغیرہ بن شعبہ کو دیا تھا ابن عباس نے ناچار و لاعلاج ہوا - حضرت علی نے فرمایا کہ اے عبداللہ مین اپنے اصلاح مہمات مین تم سے مشورت کرون تو اپنی خاطر مین جو بات خطور کرے بیپرے کہہ دیجئے - اگر تمہارے صواب دید کے بعضے امور کا خلاف کرون تو کیا تم میری اطاعت کروگے - ابن عباس نے کہا کہ میرے پاس اس سے کونسی بات آسان اور بہتر ہوگی کہ فرمان برداری کرون **حضرت علی سے طلحہ وزبیر کی آزردگی کا سبب** نقل ہے کہ طلحہ نے حضرت علی کی خدمت مین آکے بصرے کی حکومت اور زبیر نے کوفے کی امارت طلب کی جناب امیر نے فرمایا کہ اپنے مہمات مین تمہاری مشورت اور صوابدید کی احتیاج رکھتا ہون جب تم ہر دو میرے سے جدا ہو جاوین کس سے مشورت کرون اسبات سے وسے ہر دو رنجیدہ خاطر ہوسے اور جناب خلافتمآب حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین تاخیر کرنے سے بعضے لوگ جناب امیر کے پیچھے کہتے تھے کہ قاتلون سے قصاص لینے مین کس لئے ڈھیل کرتے ہین - جب یہہ بات حضرت علی کو پہنچی لوگون کو جمع کرواکے منبر پر سوار ہوسے اور ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ جب عثمان ذوالنورین کے طرف سے ایک مدعی پیدا ہووے اور محکمہ شریعت مین آکے گواہون سے اپنا دعوا ثابت کرے مین بلاشک اس سے قصاص لونگا اس بات سے لوگون کو فی الجملہ ایک تسکین ہوی اور ان کی زبانین بند ہوئین - **ہجرت سے چھتیس پر چھتوین سال کے وقایع** ارباب تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ جب مسند خلافت حضرت علی کے وجود باجود سے زیب و زینت پائی اور لوگون کی بیعت آپکے مبارک ہاتھ پر واقع ہوی یہہ خبر بعضے

کے شہر مین پہنچی - عبداللہ بن عامر نے جو حضرت عثمان کا خلیرا برادر اور ان کے طرف سے بصرے کا حاکم تھا سمجھا
کہ بصرے کی حکومت اسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی چاہا کہ اس ملک کے لوگون کا حال اپنے ساتھ کیسا ہی معلوم کرے
پس مسجد مین تمام خواص وعوام کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑہا حمد ونعت کے بعد کہنے لگا کہ لوگو جانیو کہ تمہارے خلیفہ
عثمان ذوالنورین تیغ ظلم سے مارے گئے اور انکی گمند بیعت ابھی تمہارے گردن مین باقی ہے اسکی تائید ونصرت
جیسی حالت حیات مین تم پر واجب تھی بعد ممات بھی واجب ولازم ہے - اور مین نے جیسا کل کے دن تمہارا
امیر تھا آج بھی تمہارا امیر ہون - اور مین سنتا ہون کہ مدینے والون نے علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے
اب ہم کو ضرور ہے کہ عثمان بن عفان کا خون طلب کرین پس جنگی سامان کا تہیہ کیجیو - جاریہ بن قدامہ سعدی نے جو بصرے
کے اشراف واکابر سے تھا جب یہہ خطبہ سنا اسیوقت کہا کہ اے ابن عامر تو ہمارا حاکم نہ تھا مگر زور واکراہ سے
اور ہم نے اپنی صوابدید ومشورت سے تجھے حاکم نہ ٹھہرایا ہے بلکہ جب عثمان ذوالنورین کے ربقہ طاعت مین
تھے انکے حکم سے تیری حکومت قبول کی ہین - اب جناب ذوالنورین تو اکابر مہاجر وانصار کی حضور مین مقتول
ہوے اور امر خلافت اور اہل اسلام کی حکومت جناب مرتضی علی پر قرار پائی - اگر اب انہون تجھے اس حکومت
پر بحال رکہین ہم سواے اطاعت کے چارہ نہین رکھتے ہین - اور اگر تجھے معزول کرین ہم ہرگز تیرے فرمان بردار
نرہینگے - جب عبداللہ بن عامر نے یہہ بات سنی کچھ جواب نہ دے سکا خاموش رہا اور منبر سے اتر گیا - اور خفیہ اپنے
لوگون کو حکم کیا کہ اپنا مال واسباب باندہکے تیار رکھین تا اپنے ہمراہ لیکے مدینے کی طرف سدہارے اور ایک شخص
کو جو حضرموت پر عامل ٹھہرایا تھا حکم کیا کہ تو بصرے مین اتنے روز توقف کیجئے کہ مین مدینہ پہنچ جاؤن پھر یہان جو
حقیقت رو دیتی ہے مدینہ کو لکھ بھیجئے - جب وہ روز گذر گیا اور شب آئی نیم شب کے وقت اپنا مال واسباب ہمراہ
لیا ہوا مدینے کے طرف روانہ ہوا اور وہانکے لوگون کو یہی گمان تھا کہ ابن عامر بصرے مین مقیم ہے غرض جب وہ
مدینہ پہنچا طلحہ وزبیر جو حضرت علی سے رنجیدہ اور ہراسان تھے خفیہ ابن عامر سے ملکے کہنے لگے کہ تو کس لئے اپنی جگہہ
توقف نہ کیا تاہم بھی آکے تیرے ساتھ ملحق ہوتے تب اس نے جاریہ بن قدامہ کا قیل وقال ظاہر کیا - ایک تذکرہ
ہے کہ ابن عامر نے طلحہ وزبیر سے کہا کہ لاکھ شمشیر سے تمہاری اعانت کرنی مجھ پر واجب ولازم ہے روانہ کرنا

عاملونکا حضرت علی اپنے طرف سے ممالک اسلام مین

لائے ہین کہ جناب ولایت مآب نے
ہجرت سے چھتیسوین سال کے شروع مین اپنے طرف سے نئے عامل مقرر کئے چنانچہ عبداللہ بن عباس کو یمن پر اور
معبد بن عباس کو بحرین پر - اور ثمامہ بن عباس کو تہامہ - اور عون بن عباس کو یمامہ پر روانہ فرمایا - اور مکہ معظمہ

مین چاہ زمزم کی سقایت قثم بن عباس کو دی - اور ملک مصر کی حکومت قیس بن سعد بن عبادہ کو بخشی - اور عثمان بن حنیف کو بصرے کی امارت پر - اور عمارہ بن ہشام کو کوفے کی حکومت پر روانہ فرمایا - کہتے ہین کہ اول عبداللہ ابن عباس کو شام کی حکومت پر روانہ کرنا چاہا تو انہون نے عذر لایا اور گزارش کی کہ معاویہ نے جو عثمان ذوالنورین کے اقربا سے ہے ایکمدت مدید سے شام کی حکومت پر مسلط اور مطلق العنان اور فارغ البال ہے اور اسکو بڑی شوکت و ثروت حاصل ہے اور کمال عیش و تنعم سے گذارتا ہے - اور اس مدت دراز مین بہت سے خزانے بھی جمع کئے ہین اسواسطے مجھے بڑا اندیشہ ہی کہ جب اپنا عزل سنیگا میرا قتل چاہیگا اگر ایکبار قتل سے گذر جاوے آخر میری ذلت و اہانت پر کمر باندھکے مجھے قید و زنجیر کر دیگا - میری اہانت حضور کے اہانت کی مستلزم ہی اسلئے مجھے معذور رکھئے جناب امیر نے یہہ کلام سنکے ان کو معذور رکھا - اور سہیل بن حنیف کو شام کی امارت پر روانہ فرمایا - جب سہیل نے مدینہ سے نکلا اور قطع منازل کرکے موضع تبوک پر پہنچا - اس ملک کے سوارون کی ایک جماعت اسکے پیش آکے اس سے پوچھی کہ تو کون ہے اور اس نواح مین آنیکا کیا سبب ہے - اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب جو خلیفۂ وقت اور مقتدائے انام ہین مین ان کے امیرون سے ایک امیر ہون - سوارونے پوچھا کہ تجھ کو کون سے ملک کی امارت دی ہی سہیل نے کہا کہ ملک شام کی امارت پر آیا ہون - سوارون نے کہا کہ تو اپنے ملک کی طرف پھر جا کہ ہم نے نہ تیری امارت قبول کی ہین نہ انکی خلافت بلکہ ہم عثمان بن عفان کا خون انسے چاہتے ہین سہیل نے کہا کیا تم ہی یہہ بات کہتے ہو یا تمہارے ملکے والون سے اور بھی کوی اسبات پر ہے - وے سوارون نے جواب دیا کہ ہمارے ولایت کے سب خاص و عام اسی بات پر متفق ہین اور سبکے سب علی مرتضیٰ اور ان کے اتباع و شیعہ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہین اور عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرتے ہین سہیل نے جب یہہ کلام سنا اسی مقام سے مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا - اور جناب امیر کے حضور مین آنکے سرگذشت ظاہر کیا - اور عثمان بن حنیف جب داخل بصرہ ہوا عبداللہ بن عامر اسکے آنے ہی مدینے کی طرف فرار کیا تھا - وہان کے لوگ اس کے آنے کو غنیمت جان کر بصرے کی امارت اس کے سپرد کی - اور عبداللہ بن عباس جب یمن کی طرف متوجہ ہوے اور یعلی بن امیہ جو سابق سے وہانکا امیر تھا جب انکی توجہ کی خبر پہنچی خزانۂ بیت المال مین جو کچھہ نارو پا اور جنس و مواشی موجود تھے اپنے ہمراہ لیکے مکہ معظمہ کے طرف روانہ ہوا اور عمارہ بن ہشام جب کوفے کے نواح مین پہنچا طلیحہ بن خویلد اسدی اور قعقاع بن عمرو راستے مین اس سے ملکے کہنے لگے کہ انسب یہی ہے کہ تو یہین سے پھر جاوے کیونکہ حضرت عثمان کی طرف سے ابوموسی اشعری جو وہان کا حاکم تھا اب اہل کوفہ اس کے سوا اسکے دوسرے کی امارت پر راضی نہین ہین - اور قیس بن سعد جب مصر کی نواح مین پہنچا اس کو بھی مدہم و برہم دیکھا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

جو عثمان ذوالنورین کا برادر رضاعی تھا اور ان کی خلافت مین مصر کا حاکم تھا اور ان کے قتل کے بعد مصر سے
شام کی طرف فرار کیا تھا موضع ایلہ مین بعضے اہالی مصر اس سے مل کے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے
اور اس دیار مین آنیکا سبب کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مین عثمان ذوالنورین کے یارون سے ہون ہم اطراف
اکناف عالم مین حیران و سرگردان ہین - پھر انہون نے اس کو مصر کی طرف مراجعت کرنیکی ترغیب دی تو وارد
مصر ہوا وہان کے لوگ سے کہنے لگا کہ مدینے مین بعضے لوگ علی مرتضی سے بیعت کی ہین اور بعضے بیعت نا کر کے عزلت
گزین ہوے ہین - اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جناب امیر عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے قصاص لیوین تو ہم
ان کی بیعت مین آتے ہین والا توقف کرتے ہین - غرض قیس بن سعد جب مصر کے نزدیک پہنچا وہان کی ایک
گروہ اس کی استقبال آئی اور اکرام سے شہر مین لے گئی لاکن وہان کے ارکان دولت دو فرقے ہوے ایک
فرقہ اسکا مطیع و منقاد ہوا اور دوسرے فرقے والون نے کہا کہ اگر علی مرتضی عثمان کے قاتلون کو سیاست فرماوین
ہم انکی متابعت کرین گے والا ہم تابع ہنو وینگے قیس بن سعد نے جب مصریون کا یہ حال دیکھا مصلحت اسی بات
مین جانا کہ ان کی مخالفت نکرے تا ان سے کچھ ضرر نہ پہنچے پس اسنے بضرورمواسات کیا اور تفصیل وارسب احوال
حضرت علی کی خدمت مین لکھا جب جناب ولایت مآب نے ملکون کے ایسے مختلف حالتین ملاحظہ کین بہت محزون و
ملول ہوے اور اپنے خاص یارون سے فرمایا - مین نے تم کو جس بات پر تحذیر کرتا تھا وہی وقوع مین آیا اب وہ فتنہ
آتش کے مانند شعلہ مار رہا ہے اور مین حتی الامکان اس کے بجھانے مین کوشش کرونگا اور جس نے اسلام کا
دعوی کرتا ہو اس پر تیغ نہ کھینچونگا جب آخر کسی وجہ سے گزیر نہو تب ناچار ہون **معاودت کرنی بی بی
عایشہ صدیقہ کا حج بیت اللہ سے اور سننا قتل عثمان ذوالنورین کا اثناء
راہ مین اور وہین سے پھر جانا طرف مکہ معظمہ کے** جب حضرت عثمان پر مصریون نے محاصرہ
کیا تھا انہین ایام مین جناب عایشہ صدیقہ اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت حج و عمرہ بجالانیکے لئے مکہ معظمہ کی طرف
روانہ ہوئی تھی - کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین حضرت عثمان پر محاصرہ ہونے کے آگے چند روز سے بعضے لوگ انکی
بہت سی شکایتین بی بی عایشہ کی خدمت مین اس طرح پہنچاتی تھین کہ عثمان بن عفان نے کئی سنن محمدیہ کو ترک
کیا اور بہت سے امور محدثہ جو حضرت کے زمانے مین نہین تھے ایجاد کئے جیسے مسلمانون کی حقوق تلفی اور ددسرون
پر بنی امیہ کی ترجیح اور اکثر اسی قوم والون کو حکومتین دینی اور انکی ناہنجاری اور کج رفتاری پر اغماض کرنی اور
انہین کے ساختہ و پرداختہ مین لگے رہنا اور بعضے صحابہ کو رنجیدہ بنا خاطر خواہ سناتے تھے - اور یہ ہم ظاہر کرتے

کہ حکم بن العاص جو مروان کا باپ اور عثمان بن عفان کا چچا ہے ۔ اس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بہ نسبت حرکات شنیعہ و امور قبیحہ ظہور مین آئی تہین جب وسے باتین درجۂ ثبوت کو پہنچین حضرت کے حکم سے مدینہ
منورہ سے نکالا گیا تھا اس جناب کے وفات تک بھی اس نے نواح طایف مین ہی بسر لیجاتا تھا اور اس کو یہہ امکان
نہین تھا کہ مدینہ منورہ کے اطراف و نواحی کے قریون سے کسی قریہ مین آوے اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی
خلافت مین بھی وہ ایسا ہی دور رہا ۔ عثمان بن عفان نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی پھر اس کو مدینے مین
بلوایا اور اقامت کی رخصت دی ۔ اور ابوذر غفاری کہ جس کی شان مین یہہ حدیث آئی ہے ما اظلت الخضرا
ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر ایسے صحابی معظم کو معاویہ کی خاطر کے لئے شام سے
اخراج کیا اور اس کو اجازت نہ دی کہ مدینے مین اقامت کرے اور قریۂ ربذہ کی طرف بھیجدیا اور اسی پر اکتفا
نکر کے مسلمانونکو فتوی دینے سے بھی اس کو منع کیا ۔ بالجملہ ایسے ہی شکایتین سننے سے بی بی نے حضرت عثمان سے
ناخوش اور بد دل ہوئین ۔ پھر اس کے بعد تھوڑے ہی دنون مین بلوائیون نے آنکے جناب ذوالنورین پر
محاصرہ کیا ۔ انہین ایام مین بی بی نے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئین ۔ اور ان اوباشون کے بلوے سے
نہایت محزون و ملول تھین ۔ غرض جب مناسک حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت
کی اثناے راہ مین حضرت عثمان کا مظلوم مارا جانا اور حضرت علی سے مسند خلافت کا رونق پانا اور وہی
اوباش سرکشی سے باز نہ آنا اور حضرت علی کے دربار کو گھیر لینا ۔ جناب صدیقہ نے سنکے بہت ہی رنجیدہ اور
مکدر خاطر ہوئین ۔ اور اسی منزل سے مکہ معظمہ کی طرف پھر گئین ۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عباس بھی جو حج بیت اللہ
سے فارغ ہو کے مدینہ منورہ کی طرف معاودت کی تھی اور بی بی کے ہی ہمراہ تھے سو گذارش کی کہ یا ام المومنین
آپ کس لئے اثناے راہ سے واپس ہوتے ہو ۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے
اب مدینہ اقامت کی جگہہ نرہی غرض ابن عباس نے مدینہ کی راہ لی اور بی بی نے مکہ معظمہ کی طرف واپس ہوئین ۔
نقل ہے کہ عبید بن سلمہ جو بی بی عایشہ صدیقہ کے اقربا سے تھا کہنے لگا کہ یا ام المومنین عجب ہے کہ آپنے
اس کے آگے عثمان ذوالنورین کے عیب و طعن مین زبان کھولتے تھے اور اب ان کی تعریف و توصیف کرتے ہو ۔ بی بی
نے جواب دیا کہ ہان پہلے جب عثمان ذوالنورین سے بعضے حرکات ناپسندیدہ ظہور مین آئین اور لوگون
نے بار بار وسے باتین مجھ کو پہنچائین مین نے اسنسے تنگدل تھی اور ان کی شکایت بھی میری زبان پر گذرتی تھی
لاکن جب عثمان بن عفان نے ان حرکات سے باز آئے اور تائب ہوے طعن کی جگہہ نرہی لیکن اس پر محاصرہ

اور پانی بند کر دینا اور تیغ جفا سے قتل کر دینا کس درجے کا ظلم ہوگا بلا شک اس کے قاتلون سے قصاص لینا فرض ہے **روانہ ہونا طلحہ و زبیر کا طرف مکہ معظمہ کے** جب ام المومنین عائشہ صدیقہ اثنائے راہ سے مکہ معظمہ کی طرف پھر جانے کی خبر مدینہ منورہ مین مشہور ہوی - حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے مین حضرت علی تاخیر کرنے کے سبب جو بعضے صحابہ تنگدل تھے اور بھی ان کے دلون کو ایک تحریک ہوی اور مدینے مین بڑاہی اضطراب ہوا - خصوصاً طلحہ و زبیر و نعمان بن بشیر و کعب بن عجرہ وغیرہم کمال حسرت اور تاسف سے کہنے لگے کہ اس امت مرحومہ مین یہہ بڑا حادثہ رو دیا جو عثمان ذوالنورین کا قتل ہوا کاش اگر ہم کو یہہ بات آگے معلوم ہوتی کہ یہہ حادثہ اس درجے کو پہنچیگا البتہ ہم اس کی ہوشیاری کئے ہوتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن طلحہ و زبیر کی یہہ بات جب مصر کے اوباشون کو پہنچی چونکہ حضرت عثمان کے قتل مین وہی شامل تھے چڑھ گئے طلحہ و زبیر کو بھی قتل کرنیکے درپے ہوے اور ان اوباشون و شریرون کا تو یہہ حال تھا کہ اپنی کثرت و قوت کے سبب سے حضرت علی کی ابتدا سے خلافت مین آپکے دربار کو گھیر لیا اور ایک غلبہ حاصل کیا تھا بالفعل اُنسے قصاص لینا بھی ممکن نہین تھا اسواسطے جناب امیر نے مصلحت کے لئے چندے خموشی اختیار کی تھی الحاصل جب ان ظالمون نے طلحہ و زبیر کے قتل کا ارادہ کیا اور تاک مین لگے ان ہر دو بزرگون کو یہہ خبر پہنچی مضطر ہو گئے - اسکے سوا کوفے اور بصرے کی حکومت ان کو نہ دینے سے جناب امیر سے تو انکو ایک رنجیدگی تھی - اس پر مصر کے شریرون کا یہہ غلبہ اور حضرت علی کے دربار کو انکا گھیر لینا اور ناحق آپ ہر دو کے قتل کے درپے ہونا انکو بیقرار کر دیا تب مدینے کی اقامت مناسب نجانے ناچار عمرہ بجالانے کے ذریعہ سے مکہ معظمہ سفر کا ارادہ مصمم کر کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور گذارش کی کہ ہم عمرہ بجالانے کے واسطے مکہ معظمہ کی طرف جانا چاہتے ہین آپ اجازت دیجئے یہہ بات سنکے جناب امیر نے انکو رخصت دی پس وے ہر دو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوے - اس اتفاق کو بہت غنیمت جان کے عبداللہ بن عامر بھی مدینے سے نکلا اور اس سفر مین اُن ہر دو کا رفیق ہوا اور راہ مین ان ہر دو کو حضرت علی کی مخالفت پر ورغلانے لگا اور کہتا تھا کہ مال خطیر و لشکر کثیر سے مین تمہاری اعانت کرونگا - القصہ جب انہون نے مکہ معظمہ مین داخل ہوے بی بی عائشہ صدیقہ کی خدمت مین جا کے سب احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے احوال ظاہر کیا - اور بڑی الحاح سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی پناہ مین آسے ہین کیونکہ آپ سب مسلمانون کی ماں ہین - جب بچا کسی چیز سے ڈرتا ہی تو اپنی ماں کے دامن مین آکے پناہ لیتا ہے لازم ہے کہ آپ ہمارے سر سے عرب کی شر و غوغا کو دفع کرین علی مرتضی نے

محض مصلحت وقت کی رعایت کرتے ان اشقیا کے شر کو دفع کرنے سے سکوت فرمایا ہے - اسلئے ان
ظالمون نے بہت خیرہ ہوکے ظلم و تعدی کی زبان دراز کی ہے - جب تک عثمان ذوالنورین کا قصاص لیا
نجاوے - اور ان بدکردارون کو سیاست واجبی نہ پہنچے وے اشرار اور ان کے سے دوسرے بدکار ظلم
اور خون ریزی مین دلیر ہوجاینگے - اور ہمکو بھی اطمینان حاصل نہوویگا - یہہ باتین سُنکے بی بی نے فرمایا
کہ صلاح اسی مین ہے کہ جب تک وے اشقیا مدینے مین رہین - اور امیرالمومنین مرتضی علی کے دربار کو گھیرے
رہین اور انکو مجبور کر رکھین - تم مدینے کی طرف نجاوین دوسری کسی جگہ مین جو امن و اطمینان کا محل ہو قرار لین
اور علی مرتضی کو کچھ حیلہ و تدبیر کے ساتھ اس جماعت سے نکال کے اپنے طرف کرلین - جب خلیفہ تمہارے
طرف ہووے اس وقت ان اشقیا کو تنبیہ و سیاست پہنچانے اور قصاص لینے کی جگہ کیجئے تا آیندہ
دوسرون کے عبرت کی آنکھین کھل جاوین - اور ایسے بڑے کامون کو سہل و آسان نجانین اور سب
صحابۂ مذکورین اس صلاح کو پسند کیا - عراق اور بصرے کی طرف جانیکے لئے جو اس وقت عسکر اسلام کا مجمع
وہین تھا ترجیح دی - اور جناب صدیقہ کو بھی باعث ہوے کہ تب تک آپ بھی ہمارے ساتھ رہو کہ فتنہ دفع
ہوجاوے اور امور خلافت انتظام پاوے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ہماری ملاقات ہووے کیونکہ آپ
ام المومنین و حرم محترم سید المرسلین ہین اور سب ازواج مطہرات سے حضرت کے بہت محبوب اور مقبول
آپ ہی تھے تا آپ کے پاس ادب سے وے اشقیا ہمارا قصد نہ کرین اور ہماری ہلاکت پر کمر نہ باندہین - بی بی نے
کہا کہ یہہ کام مردون سے علاقہ رکھتا ہے نہ عورات سے - طلحہ و زبیر ہر دو متفق ہوکے بی بی سے
کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ رہین تو اس کام کو بڑا اعتبار ہوویگا اور بڑا انتظام و استحکام پاویگا اور
زبیر کے فرزند عبداللہ نے جو بی بی عایشہ کے خواہرزادے یعنے بی بی اسما کے فرزند
تھے بی بی عایشہ کے جناب مین بہت ہی الحاح و مبالغہ کرنے لگے چونکہ جناب صدیقہ کو ان کے ساتھ
بڑی الفت و محبت تھی اور ان کو اپنے فرزند کہتی تھین اسیواسطے بی بی کو ام عبداللہ بھی کہا کرتے تھے
سو عبداللہ بن زبیر کی خاطر شکنی نکر سکی اور بی بی ان کی موافقت کرنے کے سوا سے چارہ نرہا - القصہ
جب طلحہ و زبیر کو ام المومنین کی موافقت اور رفاقت سے خاطر جمعی حاصل ہوی - عبداللہ بن عمر کے
پاس آئے اُن دونون انہون نے جناب امیر سے اجازت لیکے مکہ معظمہ کی اقامت اختیار کی تھی سو انسے
پہلے طلحہ کہنے لگے کہ اے عبداللہ ام المومنین بی بی عایشہ نے محض اصلاح مسلمین اور رفع فتنہ و فساد کیلئے

بصرے کی طرف کوچ کرنے کا عزم مصمم کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسباب مین تم بھی ہمارے ساتھ موافقت کرین پھر زبیر نے کلام آغاز کیا کہ اے ابو عبد الرحمن ہمارے بیسے عثمان ذوالنورین کے مقدمے مین جو سستی اور اور علی مرتضیٰ کی بیعت مین جو دیری واقع ہوی تم اس پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہمارے انجام کار کی طرف دیکھئے کہ ہمارا مقصود اصلاح مسلمین کے سواے اور کچھ نہین ام المومنین جناب صدیقہ اس سفر پر جازم ہوئین ہین ان کو تمہارے سا دوسرا مشیر نہین - عبد اللہ بن عمر نے ان کی دعوت قبول نکی عذر کرکے ان کو روانہ کیا - نقل ہے کہ ام المومنین جناب ام سلمہ بھی حج کے لئے آئی تھین سو مکہ معظمہ مین ہی اقامت کی تھین - ایکدن جناب صدیقہ ان کے گھر تشریف لائی اور سلام سنت ادا کرکے کہا کہ عثمان ذوالنورین تیغ ظلم سے مارے گئے انکے قاتلون نے اور بھی دلیر ہوکے دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہین جب تک انسے قصاص نہ لیا جاوے اس فتنے کی آتش نہ بجھیگی اور دوسرے شریرون کو بھی تنبیہ نہو یگی بہت اندیشناک ہون کہ رفتہ رفتہ یہہ فتنہ کچھ اور ہی رنگ نہ لیوے اور دین وملت مین خلل پڑنے کی نوبت نہ پہنچے اب طلحہ وزبیر نے محض اصلاح امت کے لئے عراق عرب کا عزم کیا ہے اور مجھے بھی ترغیب کرتے ہین اسواسطے میری التماس ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لاوین شاید کہ آپکی مقدم شریف کی یمن وبرکت سے یہہ فتنہ وغوغا دب جاوے اور اصلاح مسلمین کا سبب ہووے - بی بی ام سلمہ نے اول جناب صدیقہ کی التماس قبول کی اور اس سفر مین ان کی رفاقت پر راضی ہوئین لاکن اس کے بعد عمر بن ابی سلمہ جو انکا فرزند تھا منع کرنے سے باز آئین اور عذر کی - روایت ہے کہ جناب صدیقہ نے ایک شخص کو ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق کے پاس بھیجکے پیام کیا کہ اس سفر مین اپنے ساتھ آوین بی بی حفصہ نے اول یہہ بات قبول کی اور فرمایا کہ مین عایشہ صدیقہ کی تابع ہون جب ان کی مرضی اسبات پر آئی ہے مین بھی ان کی خاطر کیلئے آتی ہون - جب یہہ خبر ان کے برادر عبد اللہ بن عمر کو پہنچی اپنی ہمشیرۂ معظمہ سے ملاقات کرکے منع کیا اور نصایح مشفقانہ سے پیش آئے - تب بی بی حفصہ نے لاعلاج ہوکے بی بی عایشہ کی خدمت مین یہہ پیام بھیجا کہ میرا برادر مجھے اس سفر سے مانع ہے مین اس کی مخالفت نہین کر سکتی ہون اسلئے مجھے معذور رکھئے - نقل ہے کہ جب بی بی ام سلمہ وبی بی حفصہ اور عبد اللہ بن عمر اس سفر پر راضی نہوے جناب صدیقہ کا عزم بھی شکست ہوا اور اس سے باز آنیکا ارادہ کیا لاکن عبد اللہ بن زبیر نے بہت ہی دردسے عرض کیا کہ یا ام المومنین اگر آپ بصرے کی طرف تشریف نہ لاوین مین تے اپنی جان غریب سے ہاتھ دھو کے

صحرا و بیابان چلا جاؤنگا صحرائی درندون کا لقمہ ہو جاؤں گا لوگون نے عبد اللہ بن زبیر کی یہہ حالت دیکھ
کے ام المومنین کی خدمت مین ان کی بہت کچھ سفارش کی اور تسکین دی جناب صدیقہ نے جو عبد اللہ پر
بہت ہی مہر و شفقت رکھتی تھین بار ثانی پھر اس سفر کا عزم مصمم کیا تب یعلی بن منبہ نے یمن کی طرف سے
چہار سو اونٹ اپنے ہمراہ لائے اور زر سرخ کے ساٹھ ہزار دینار طلحہ و زبیر کو بطور قرض کے دئے اور ایک
بختر اونٹ کہ جس کو زر سرخ کے سو دینار سے خرید کیا تھا جناب صدیقہ کی سواری کے لئے پیشکش کیا چنانچہ
بی بی کی عماری اسی اونٹ پر باندھی ہے ۔ اور عبد اللہ بن عامر نے لاکھ درہم حاضر کئے اور بنی امیہ سے بہت سے
لوگ ہمراہ ہوے لکھتے ہین کہ اونٹ کے پیچھے ششسو سوار اور گھوڑون کے چہار سو جملہ ہزار سوار جمع آئے جب یہ
لشکر آمادہ ہو گیا مکہ معظمہ مین ندا کر دی اور بصرے کے طرف کوچ کئے ۔ اس سفر سے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر کو
اصلاح امت اور حضرت عثمان کے قاتلون کی تنبیہ و سیاست مقصود تھی ۔ نہ حضرت علی سے کچھ دشمنی اور مخالفت ۔
لاکن جب ذوالنورین کے قاتلون نے جو حضرت علی کے دربار کو گھیر لیا اور امور خلافت مین دایر و سایر ہو گئے
تھے اس قصے کو کچھ اور ہی رنگ سے جناب امیر کے گوش گذار کیا اور بہت ہی باعث ہوے کہ جلد انکا پیچھا
کرین حضرت امام حسن و امام حسین و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن عباس ہر چند مانع ہوے لاکن اُن اشقیا
کے غلبے سے اُن کی ممانعت پیش رفت نہوی آخر ہزار تدبیر سے حضرت امیر کو ہمراہ لے کے بصرے کی طرف
نکلے ۔ اور جناب عائشہ صدیقہ مکہ معظمہ سے جو بصرے کی طرف روانہ ہوئین تھین ان کی عماری اسی اونٹ پر
باندھی تھی جو یعلی نے پیشکش کیا تھا جس کا نام عسکر تھا بی بی نے اس عماری مین تشریف رکھی تھین اور وہ
اونٹ لشکر کے آگے چلا تھا صبح کے قریب ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ جس کو حوآب کہتے تھے جعفر کے
وزن پر ۔ جب بی بی کا اونٹ اس مقام پر پہنچا وہان کے کتون نے اس اونٹ کو دیکھ کے بھونکنا شروع کیا
بی بی وہان اونٹ کھڑا کر کے راہ بتلانے والا شخص جو ہمراہ تھا اس سے دریافت کیا کہ اس چشمے کا کیا نام
ہے اس نے کہا کہ اس کو حوآب کہتے ہین یہہ سنتے ہی بی بی نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور طلحہ کو خطاب
کر کے کہنے لگین کہ اے طلحہ مین تجھے قسم دیتی ہون اللہ تعالی کی کہ مجھے جلد یہان سے حرم محترم کی طرف
پھیر بھیجئے ۔ طلحہ نے پوچھا کہ یا ام المومنین اس کا کیا سبب ہے تب بی بی نے اس حدیث کی روایت کی کہ
مین نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بہت ایام و لیالی نہین
گذرین گے کہ ملک عراق مین ایک چشمہ ہے کہ جس کو حوآب کہتے ہین اس مقام کے کتے میری بیبیون سے ایک بی بی

کو دیکھ کے بھونکینگے اسلئے مین پھر جانا چاہتی ہون - پس اسی جگہ نزول کیا جب جناب صدیقہ کا ارادہ مراجعت پر بہت مصمم ہوا - ایسے مین مروان بن الحکم اور اس لشکر کے دوسرے لوگون نے اس گرد و نواح کے دیہاتیون کو جو اسی آدمی کے قریب تھے پیسے دیکے شاہد لایا سبھون نے گواہی دی کہ اس چشمے کا نام حواب نہین ہے لکھتے ہین کہ پہلی جھوٹی گواہی یہی تھی جو اسلام مین واقع ہوئی - پھر بی بی نے فرمایا کہ راہ بتلانے والے کو بلواؤ - لوگون نے کہا کہ یا ام المومنین راہ بتلانے والے نے اس چشمے کے نام مین جو غلطی کھائی اس پشیمانی سے فرار ہو گیا - اور لوگون نے اس راہ بتلانے والے کو جو مدینہ منورہ کی طرف بھیجدیا اس نے کئی منزلین طی کین راہ مین حضرت علی سے ملا اور وہ احوال جو گذرا تھا یعنے ام المومنین کا اونٹ چشمۂ حواب پر پہنچا اور وہان کے کتے دیکھ کے بھونکنا اور بی بی مراجعت کا قصد کرنا لاکن لوگ جھوٹے گواہ لانا کہ اس چشمے کا نام حوّاب نہین - اسلئے بی بی آگے بصرے کی طرف روانہ ہونا ظاہر کیا - حضرت علی نے ان کی توجہ بصرے کی طرف سنکر خوش ہوے کیونکہ آپ کو اسبات کا اندیشہ بڑا تھا کہ کہین کوفے کی طرف جا کے وہان کے لوگ کو نہ بدلاوین - غرض ام المومنین اور طلحہ وزبیر آگے روانہ ہوے اور شہر بصرے تک پہنچکے موضع حربیہ مین نزول کیا - لاتے ہین کہ اُن دونون بصرے کا امیر حضرت علی کی طرف سے عثمان بن حنیف تھا جب اُسنے جناب صدیقہ و طلحہ وزبیر کا لشکر آنیکی خبر سُنی عمران بن الحصین و ابو الاسود دیلمی کو جو ہر دو افاضل علما و فقہا سے تھے اُن ہر دو کو انکے پاس بھیجکے دریافت کی کہ اس ملک مین تمہارے آنیکا سبب کیا ہی - قاصدون نے اول ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہو کے سوال کیا - بی بی نے کہا کہ کئی شہرون کے سفہا اور اوباشون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ہجرت مین جمع آکے ناحق اور بے گناہ خلیفۂ وقت عثمان بن عفان کا خون کیا اور فتنہ و فساد کی آتش سُلگادی - چونکہ مین سب مسلمانون کی مادر ہون انکے اس ظلم و ستم سے بے آرام ہو کے اس ملک کی طرف آئی تا یہان کے لوگون سے نصرت طلب کر کے اُن سے بدلہ لون - پھر دونے ہر دو قاصد طلحہ وزبیر کے پاس جا کے دریافت کی تو انہون نے بھی یہی جواب دیا - اُن قاصدون نے عثمان بن حنیف کے پاس جا کے یہ سوال و جواب سنوادیا - جب حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کے دربار کو گھیرے ہوے تھے عثمان بن حنیف کو یہ گمان ہوا کہ جناب صدیقہ و طلحہ وزبیر نے امام وقت جناب امیر کی مخالفت پر کمر باندھی ہین سو اسیوقت حکم کیا کہ جدال و قتال کا اسباب مہیا کرین تا معلوم ہو جاوے کہ بصرے کے لوگون سے کوئی طلحہ وزبیر کے ساتھ موافق ہے یا نہ پس اسکے ایلچیان سے قیس بن مغیرہ مسجد جامع مین آیا بہت سے لوگ جمع آے تھے انکی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ ایہا الناس

یہہ جماعت جو کہتی ہے کہ ہم امن کے لئے اس نواح مین آئے ہین یہہ بات کچھہ عقل مین نہین آتی ہے کیونکہ مکہ
معظمہ ایسی امن کا مقام ہی کہ جہان وحوش وطیور کا بھی کوئی متعرض نہین ہوتا پس ام المومنین زوجہ سید المرسلین
کو وہان کس طرح امن نہوگا - اگر یہہ جماعت کہتی ہے کہ عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرنے کے لئے ہم یہان
آئے ہین تو ظاہر ہے کہ ان کے قاتلون سے کوئی شخص ہمارے مین نہین ہے اب مناسب یہی ہے کہ ہم سب
بالاتفاق اس جماعت کو ان کے وطن کی طرف روانہ کر دین - اس وقت بن سریح سعدی جو حاضر تھا کہنے لگا کہ
کہ یہہ جماعت ہمارے اور دوسرون سے عثمان ذوالنورین کے طلب خون مین استعانت کرتی ہی جس نے انکا
خون مباح جانیگا اس کا خون حلال ہی یہہ بات سنکے حاضرون نے برہم ہوکے قیس بن منیرہ کو مسجد سے باہر کردیا
عثمان بن حنیف کو معلوم ہوا کہ لوگ طلحہ وزبیر کی طرف مایل ہین اسکی حدّت اور سختی کم ہوئی - پھر طلحہ وزبیر نے اس سے
پیام کیا کہ ہمارے لشکر مین بڑی تنگی ہے بیت المال تو سب مسلمانون کا حق ہے خزانہ بیت المال سے ہمارا خرچ دیجئے
عثمان بن حنیف نے بیت المال سے ان کو دینے پر راضی نہوا اور ان کو شہر مین آنیسے بھی منع کیا بلکہ جنگ پر تیار
ہوگیا - پس وے بھی دوسرے روز مقابلے پر آمادہ ہوکے نکلے جناب صدیقہ کو اسی اونٹ کی عماری مین سوار
کروا کے ایک میدان مین کھڑا رہے بی بی کی سواری کے داہنے طرف طلحہ اور بائین طرف زبیر اور سب سپاہ صف کھینچے
ہوئے کھڑے تھے عثمان بن حنیف بھی ان کے مقابلے مین اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین - اور بصرے کے تمام
لوگ اس میدان مین حاضر ہو گئے طلحہ وزبیر نے حضرت عثمان کی فضیلتین بیان کرکے انکی قصاص طلبی مین مسلمانون
سے مدد چاہی - تب اُن لوگون مین دو فرقے ہوئے ایک فرقہ کہنے لگا کہ طلحہ وزبیر راست کہتے ہین حضرت عثمان کی
قصاص طلبی سب مسلمانون پر واجب ہی - دوسرے فرقے کو یہہ گمان ہوا کہ یہہ لوگ حضرت علی کی مخالفت پر کمر باندھے ہین
کہنے لگا کہ یہہ دو شخص اول حضرت علی سے بیعت کرکے اب توڑتے ہین - جناب ذوالنورین کے قصاص کے حیلے سے
منصب ریاست چاہتے ہین - اور بعضے صحابہ جو عثمان بن حنیف کے لشکر مین تھے بلند آواز سے کہنے لگے کہ قسم ہے
اللہ تعالی کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عثمان ذوالنورین کے قتل سے بھی یہہ بات نہایت سخت ہے
کہ آپ کی حرم محترم کو اونٹ پر سوار کروا کے ایسے مقام مین حاضر کرین - پھر بی بی کی عماری کی طرف متوجہ ہوکے کہنے
لگے کہ یا ام المومنین اگر آپ ہی اپنی رغبت سے اس طرف آئین ہون تو واپس تشریف لیجائیے کہ ہم کو بھی یہی لازم ہے
کہ آپ کو وہین روانہ کردین کہ جہان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے لئے ایک مکان خلوت وگوشہ عصمت قرار
دیا ہی اگر آپ کراہت اور جبر سے یہان آئین ہون تو ہم کو اُن لوگون کے ساتھ جنگ ہی جنہون نے آپکو یہان تک لایا ہے

اور ملت اسلام مین ایسے گران کام کو آسان سمجھا - پھر کہنے لگے اے طلحہ و زبیر تم حواریان پیغمبر ہو بڑا افسوس ہے
کہ تم نے اداے حقوق پیغمبری کچھ رعایت نہ کی اپنے عورتون کو پردہ عصمت مین محفوظ رکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حرم محترم کو برسر میدان لے آکے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا کیا - یہ بات سُنکے طلحہ و زبیر خاموش تھے
کچھ جواب ندیا - ایسے مین حکیم بن جبلہ نے جو عثمان بن حنیف کا سپہ سالار تھا یکبیک طلحہ و زبیر کے لشکر پر حملہ کیا
سو کئی لوگ مارے گئے - تب ناچار انکا لشکر بھی حرکت مین آیا بصرے والون سے بھی اکثر لوگ طلحہ و زبیر کیطرف
ہو گئے شام تک جدال و قتال جاری رہا جب شب آئی ہر دو فریق اپنے اپنے مقام کی طرف چلا گئے دوسرے
روز بھی ناگاہ ویسا ہی جنگ شروع ہوا سو نماز ظہر تک کوئی کسیکی نہین سُنتا تھا آخر جناب صدیقہ نے ندا کروائی
کہ ام المومنین کہتے ہین کہ مسلمان آپس مین کس لئے جنگ کرتے ہو محض فتنہ دفع کرنے اور مسلمانون کی جان بچانے کی
نیت سے اس طرف ہمارا آنا ہوا - نہ مسلمانون کا خون بہانے اور فتنہ کھڑا کرنیکے لئے اب بہتر بات یہی ہے کہ آپکے
صلح کرین - عثمان بن حنیف نے کہا کہ مین ہرگز صلح نکرونگا - جب تک طلحہ و زبیر کو آپسے دور نکرین کیونکہ وہ خلیفہ
بحق سے نکث بیعت کئے ہین غرض صلح تو بھی بی بی کے حکم بموجب جنگ موقوف ہوا طلحہ و زبیر کے دل مین عثمان
بن حنیف پر شبخون کرکے اس کے اکثر یارون کو قتل کیا اور ان کے لشکر کے اوباش و اشرار عثمان بن حنیف کے
سب داڑھی کے بال توڑ ڈالے اور یہ سب کام جناب صدیقہ کے بے اطلاع وقوع مین آیا قریب تھا کہ عثمان بن
حنیف کو قتل کرین ایسے مین بی بی کو خبر ہوتے ہی اُن لشکریون پر غصہ ہوئین اور فرمایا کہ عثمان بن حنیف بزرگ
اور اصحاب رسول سے ہے اس کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز سزاوار نہین تھا اور بہت زجر و توبیخ کرکے اسکے قتل سے
منع فرمایا - پس عثمان بن حنیف مدینے کی طرف روانہ ہوے - اور خزانہ بیت المال طلحہ و زبیر کے ہاتھ آیا بصرے
کے لوگون نے بی بی سے عرض کی کہ نماز پنجگانہ ہم کس کے ساتھ پڑہین - اور اپنے مقدمات کس کی طرف رجوع کرین مقتدا
کے سواے چارہ نہین - بی بی نے حکم کیا کہ بالفعل محمد بن طلحہ یا عبداللہ بن زبیر یا عبدالرحمن بن اسید کے ساتھ
نماز پڑہا کرین ویسا ہی ایکروز محمد بن طلحہ اور ایک روز عبداللہ بن زبیر نماز پڑہواتے تھے - اور عثمان بن حنیف جو بصرے
سے مدینے کی طرف روانہ ہوے راہ مین حضرت علی سے ملکے سب ماجرا ظاہر کیا پہنچنا حضرت علی کا مدینے
سے ذی قار تک اور اقامت فرمانا اسی مقام پر - اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور
عبداللہ بن جعفر کو کوفے کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفے سے - اور مخالفت
کرنی ابو موسی اشعری اُن ہر دو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا شاہ زادہ و الابتار امام حسن

وعمار بن یاسر کو کوفے کی طرف مستقضی بن لایا ہے کہ جب امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے
موضع ذوی قار مین شرف اقامت فرمائی اکدن شاہزادہ دین پناہ امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوے آئے
اور گذارش کی کہ اے پدر مین نے چند باتین خیر طلبی اور دولت خواہی کی راہ سے جن مین حضور کے مہمات کی صلاح
وفلاح مندرج تھی عرض جناب کی۔ لاکن اُنسے کوئی بات بھی درجۂ اجابت نپائی اب نوبت اسبات کی آن پہنچی کہ ہم
اس بیابان مین بھوک اور پیاس کے صدمے سے ہلاک ہو جاوین جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند گریہ
وزاری نکیجئے بلکہ ان باتون سے خبر دیجئے کہ تم نے کونسی باتین کہین جو مین نے قبول نہ کین۔ شاہزادے نے
عرض کی کہ یا ابی جن دنون عثمان ذوالنورین پر محاصرہ ہوا تھا مین نے گزارش کی کہ ہم سبکو ہمراہ لیکے آپ اس
شہر سے نکلا چاہئے تاہم اس فتنے مین نرہین مجھے اسبات کا بڑا خطر ہے کہ کہین بعضے لوگ آنکے قتل سے آپکو
متہم نکرین۔ آپنے میری بات کی طرف التفات نکی۔ اور جب عثمان ذوالنورین مقتول ہوے مین نے عرض کی
کہ آپ خانہ نشین اور خلوت گزین ہو جائے جب تک سب لوگ آپ کی بیعت پر اجتماع واتفاق نہ کرین آپ گھر سے
باہر تشریف نہ لایا چاہئے آپنے یہ بات بھی گوش رضا سے استماع نہ فرمائی۔ اور جس وقت وے لوگ ابھرے
کی طرف متوجہ ہوے مین نے ظاہر خدمت کی کہ انکو چھوڑ دیجئے تا عثمان ذوالنورین کے قاتلون سے اس
نواح مین کسی کو پاوین تو قتل کر دین آپنے یہ عرض بھی قبول نفرمائی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ اے
دلبند جس زمانے مین عثمان ذوالنورین پر محاصرہ تھا اس وقت مدینے سے مین نے جو نہین نکلا اس کا سبب
یہ ہے کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ مجھے نہ چھوڑینگے ہرگز گوشہ مین بیٹھنے ندینگے۔ اور میرے ہاتھ پر
لوگون کی بیعت جمہور صحابہ کے اتفاق سے واقع ہوی۔ اگر بعضے اعراض کرین اور نکث بیعت کے مقام مین
آوین اس سے مجھ پر اعتراض نہ آویگا اور تم نے وہ جو کہا کہ مین ان کو چھوڑ دون تا خون عثمان طلب کرین۔ جانئے
کہ اس خون طلبی سے انکا مقصود میرے ساتھ مواخذہ کرنا ہے حالانکہ مین اس امر شنیع سے پاک ہون۔ اے فرزند
تو میرے بجاے سمع وبصر ہے اب تامل کیجئے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے طرف
عالم باقی کے رحلت فرمای مین نے امر خلافت کے لئے میرے سواے اور کسی کو احق اور سزاوار نہین جانتا تھا
جب لوگون نے ابوبکر صدیق کی خلافت پر اتفاق کیا مین نے بھی انکی موافقت اختیار کی اور انکے ہاتھ پر بیعت کی
اور انہون نے اپنے وقت وفات عمر بن الخطاب کو خلیفہ ٹھہرایا مین نے اس بات پر بھی راضی ہوا اور ان سے
بیعت کی۔ اور انہون نے اپنی وقت رحلت امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کی راے پر موقوف رکھا شوریٰ سے لوگون نے

عثمان بن عفان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تب فتنہ دفع ہونے اور خلاف سے بچنے کے لئے مین بھی اسنے بیعت
کی۔ اور جب انکا قتل ہوا مین خانہ نشین ہوا اور باہر نکلا آخر لوگ میرے طالب ہوے اور مجھ سے بیعت کرنیکے
باب مین بڑا ہی الحاح و مبالغہ کیا مین نے مسلمانون کے امور ضروری معطل رہنے کے باب مین بہت اندیشناک
ہوا۔ اور ناچار یہ منصب قبول کیا اور لوگون نے اپنی طوع و رغبت سے بیعت کی۔ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ
عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا نقل ہے کہ جب حضرت علی نے دیکھا
کہ جو فوج اپنے ہمراہ رکاب ہی بصریون کے مقابلے کے لئے کفایت نکرے گی تب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر طیار کے ساتھ
ایک مکتوب ویسے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو عثمان ذوالنورین کے طرف سے کوفے کے حاکم تھے روانہ فرمایا
تا کوفے کے سپاہ کو فراہم کر کے جلد ایک لشکر اپنے پاس روانہ کرے۔ اور کوفیون کے نام سے ایک نامہ اس
مضمون کا رقم فرمایا کہ بندہ خدا امیر المومنین علی کی طرف سے معلوم ہووے کہ اے اہل کوفہ مین نے سب جہانیون سے
تم کو اختیار کیا ہون۔ یہ کام جو میرے درپیش ہی جب اس سے فراغت حاصل ہوگی مین تمہارے طرف آون گا اور
تمہارے شہر مین وطن اختیار کرونگا تمہارے سے جو لوگ ہماری محبت کا دم مارتے ہون چاہئے کہ اب ہمارے
طرف آوین۔ کہتے ہین کہ حضرت علی بعضے اہل مدینہ سے اس قدر آزردہ خاطر تھے کہ پھر اودہر معاودت فرمانیکا ارادہ
نہین تھا اور یہ عزم بالجزم کر چکا تھا کہ مکہ معظمہ مین یا کوفے مین اقامت فرماوے۔ جب موضع ذی قار مین لشکر جمع
ہونے سے لئے توقف فرمایا اس وقت اپنا اسباب و سامان بھی مدینہ طیبہ سے منگوالیا۔ القصہ جب محمد بن ابی بکر و محمد
بن جعفر کوفے مین آئے اور وے ہر دو نامہ نامی پہنچائے کوفے کے لوگون نے اسباب مین ابو موسی اشعری سے
مشورت کی۔ ابو موسی غصہ ہوے اور منبر پر سوار ہو کے حمد و نعت کے بعد کہنے لگے کہ لوگو علی بن ابی طالب اور
طلحہ و زبیر حکومت و ریاست کی طرف مایل ہین تمہارے پیسے جس نے طالب دنیا ہوا ان ہر دو سے ایک کی طرف جاوے
اور جو راغب آخرت ہو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ رکھے کنج سلامت اختیار کرے۔ محمد بن جعفر نے
یہ باتین سنکے غصے ہوے اور ابو موسی کے ساتھ سختی سے کلام کیا ابو موسی نے کہا کہ عثمان بن عفان کی
بیعت میری گردن اور تمہارے صاحب یعنے علی بن ابیطالب کی گردن مین باقی ہے۔ اگر قتال کے سوائے
چارہ نہو اول قاتلان عثمان سے قتال کیا چاہئے۔ قاصدون نے جب دیکھا کہ ابو موسی اشعری نہایت سختی
پر ہے اور کوفے والے بھی اس کے حکم سے عدول نہ کرینگے ناچار کوفے سے ذی قار کی طرف لوٹ آئے اور سب
ماجرا امیر المومنین کی خدمت مین ظاہر کیا۔ جناب امیر نے ابو موسی کی سختی اور بیغیرتی باتین سنکے بہت عجب کیا۔ پھر عبد اللہ

بن عباس اور مالک اشتر کو روانہ فرمایا وے بھی واپس آکے ابو موسی کی وہی سختی اور مخالفت ظاہر کی پھر حضرت
علی نے اپنے نور البصر سبط اکبر حضرت امام حسن و عمار بن یاسر کو روانہ فرمایا۔ جب شاہزادے کے قدوم فیض لزوم کی نوید
کوفیون کو پہنچی اس شہر کے عمائد و اشراف استقبال آکے آپکی دولت دست بوسی سے مشرف ہوے اور ہمراہ
رکاب کوفے مین داخل ہوے امام حسن اور عمار بن یاسر مسجد جامع مین تشریف لے آئے یہہ خبر سنکے بعضے جو اس
شہر مین حاضر تھے اور تابعین کی ایک جماعت اور اکثر علما و فقہا اور ایک خلق کثیر ملازمت کے لئے حاضر ہوے اور
شاہزادے کا کلام فیض التیام گوش رغبت سے سننے لگے۔ ایسے مین جب آپ کی نظر ابو موسی اشعری پر پڑی
فرمایا کہ اے ابو موسی نہایت عجب ہے کہ تم تو ہماری تائید نکی بلکہ لوگون کو ہماری نصرت سے بھی منع کیا حالانکہ ہمارا
غرض سوا اصلاح مومنین کے اور کچھ نہین۔ ابو موسی نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میرے ما باپ آپ پر فدا ہون
مین نے لوگون کو آپکی نصرت سے منع نکیا بلکہ وے جب میرے سے مشورت چاہے مین نے انکی نصیحت اور خیر خواہی
بجا لائی اور جو مشورت کا حق تھا ظاہر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ یعنے جس
سے مشورت طلب کرین چاہیے کہ وہ امین رہے حق امانت بجا لاوے اسباب مین اس کو جو ثواب نظر آوے بیان
کرے۔ سو میری راے مین جو بات ٹھیک نظر آئی بیان کی اے صاحبزادے آپکے جد امجد سے مین نے سنا
کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ ایک فتنہ پیدا ہوویگا اس فتنے کے موسم مین بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوے سے بہتر
ہے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہے اور پیادہ چلنے والا راکب سے بہتر ہے مین سمجھتا ہون کہ یہہ وہی فتنہ ہے
عمار بن یاسر نے کہا کہ اس حدیث کی مراد اور ہے۔ یہہ تو خلیفہ بحق کی نصرت طلبی ہے جو سب مسلمین پر واجب ہے ایسے
مین اسی محفل مین دو جماعت ہوئین ایک جماعت جو حضرت علی کے احباب سے تھی عمار کی تائید پر آئی دوسری جماعت جو
عثمانی تھی ابو موسی کی نصرت پر مایل ہوی قریب تھا کہ ہر دو فریق مین تلوار چلے ابو موسی نے ان کو اپنے ہاتھ سے
اشارہ کرکے بٹھلایا۔ اور آپ منبر پر سوار ہوکے خطبہ شروع کیا اور وہی بیان کرنے لگا جو محمد بن ابی بکر اور محمد بن
جعفر سے کیا تھا۔ تب شاہزادۂ گرامی شان امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس پر آواز کی اور فرمایا کہ اے ابو موسی
جب منصب خلافت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ساتھ منسوب ہے پس منبر انہین کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے
جب تم نے انسے بیعت نہ کی تہین منبر سے کیا سروکار اور منبر پر سوار ہونا کب سزاوار بلکہ تم نے اپنی حکومت
سے معزول ہوا اب منبر سے نیچے آئے۔ زید بن صوحان نے کہنے لگا کہ لوگون نے جناب امیر کی نصرت کا ارادہ
مصمم کیا ہے تم انکو روک نہ سکوگے پھر بے فائدہ کس لئے مشقت کھینچتے ہو اور کوفے کے اکثر اکابر و عمائد بھی آگاہ

پس ابو موسی منبر سے اترے شاہزادہ جلیل الشان رفیع المکان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر سوار ہو کے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اور حمد و صلوات کے بعد سب لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت و انقیاد پر ترغیب و تحریص کی سب کے سب اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ابھی امام ہمام اور سب لوگ مسجد میں ہی تھے کہ ایسے میں مالک اشتر نے جو موضع ذی قار سے نکلے تھے داخل کوفہ ہوے اور لوگوں سے سنا کہ ابو موسی نے شاہزادے کے ساتھ بھی مخالفت کر رہا ہے چنانچہ اب مسجد جامع میں ایک خلق کثیر جمع آئی ہے۔ یہہ سنتے ہی نہایت برہم ہوے مسجد کا قصد نہ کر کے ویسا ہی ابو موسی کے دار الامارے پر جا پہنچے اور ان کے چند غلام جو حاضر تھے ان پر ہاتھ چلایا اور زخمی کر دیا دار الامارے میں جا کے ابو موسی کا جو خاص مال و اسباب موجود تھا اٹھا کے باہر پھینکنا شروع کیا۔ ان غلاموں نے اسیوقت اسی شکستگی اور خواری کے ساتھ مسجد کی طرف جا کے اپنا سب احوال عرض کیا۔ ایسے میں ابو موسی یہہ خبر سنتے ہی نہایت مکدر و مضطر ہو کے دار الامارے کی طرف آئے مالک اشتر نے کہا کہ اے ابو موسی یہہ سراے سلطانی ہے تمہیں اس سے کیا سروکار یہہ دار الامارہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اور تم ان سے شرف بیعت حاصل نہ کی ہے پس تمہیں اس مکان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اسیوقت اپنا اسباب لیکے اور کہیں چلا جانا چاہئے۔ ابو موسی نے اپنی وہ شدت و حدت چھوڑ دیئے تواضع کی راہ لی اور کہنے لگے کہ مجھے آج ایک ہی دن مہلت دیجئے تا کل کے روز دوسرے مکان کی طرف نقل کروں۔ مالک اشتر نے کہا کہ ایک ساعت کی مہلت نہ دونگا۔ ایسے میں کوفے کے خواص و عوام جب یہہ خبر سنی بہت سے لوگ جمع آئے بڑا ہی اژدہام ہوا۔ آخر بعضوں نے بہت کچھ سفارش کر کے ایک روز کی مہلت دلوائی۔ غرض جب دوسرے روز دار الامارہ خالی ہو چکا کوفے کے اکثر عمدگوں نے باعث ہو کے حضرت امام حسن کو لا کے دار الامارے میں اتارا۔ دوسرے روز امام ہمام نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل علی الصباح میں بصرے کے طرف روانہ ہوتا ہوں جو لوگ خشکی کی راہ سے آنا چاہتے ہیں میرے ہمراہ آویں اور جو لوگ کشتی کی سواری سے جانیکا ارادہ رکھتے ہیں انکو بھی رخصت ہے کہ کشتی پر روانہ ہو ویں پس دوسرے روز بعضے لوگ شاہزادے کے ہمراہ رکاب اور بعضے بر سر آب کوچ کیا جملہ نو ہزار دو سو مرد با تہیا موضع ذی قار میں جمع آئے۔ جناب امیر نے انکے استقبال جا کے کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ لے آیا اور بہت کچھ الطاف و شفقت ظاہر کی۔ اور فرمانے لگے کہ اہل کوفہ اللہ تعالی نے تمکو عجم کے بادشاہوں پر فتح و نصرت بخشی اور تمکو ایسا زور و قوت عطا فرمایا کہ جس سے اکاسرہ کی شوکت و صولت ٹوٹ گئی اور ان کا مال و متاع اور خزینہ جو دفینے تمہارے ہاتھ آئے اور انکی تاج و تخت اور ملک و ریاست کے مالک ہوے شکر ہے پاس اس قادر متعال کو کہ کفار پر

پر مسلمانون کو غلبہ دیا اور جابجا دین اسلام کی عزت و شوکت ظاہر فرمائی - اب تمکو مین اسلیئے بلوایا ہون کہ ہمارے بعضے بھائیون سنے جو بغاوت و عناد کی راہ لی ہی انکو صلاح وسداد کا راستہ بتلادین - اگر وے قبول نکرین ہم نرمی اور مدارا بجالادین - اگر وے پھر بھی اپنے تمرد سے بازنہ آوین تب کتاب و سنت کے مطابق عمل کرین حسب شریعت انکو تنبیہ و سزا پہنچادین تا وے لوگ راہ راست پر آوین مین چاہتا ہون کہ جلد اس مہم سے فارغ ہوکے اصلاح مسلمین کے مہمات مین کمر باندہون جس امر مین انکی اصلاح مندرج رہے اس سے کوئی دقیقہ نچھوڑون بلکہ ایثار اختیار کرون اور جس بات مین فساد کا سبب ہونا مقدور اس سے دور رہون انشاء اللہ تعالیٰ

تشریف لانا خیر التابعین عاشق سید المرسلین اویس قرنی کا اور بیعت کرنی امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک پر اور آپ کے لشکر مین داخل ہوکے جنگ کرنا باغیون کے ساتھ

عبداللہ بن عباس سے روایت ہی کہ مین ایکدن موضع ذی قار مین امیر المومنین علی مرتضیٰ کی خدمت مین حاضر تھا کوفے کا ایک بڑا لشکر اور اسکی اطراف و نواحی کی فوجین جناب امیر کے حضور مین آنے لگین - آپ نے فرمایا کہ آج ایک ایسا مرد آویگا کہ ہزار مرد سے بہتر ہو - یہ بات مستبعد نظر آئی جناب امیر نے فراست سے میرے خطرۂ دلی پر آگاہ ہوکے حکم کیا کہ اس صحرا مین دو نیزے نصب کرین تا جو نئے لوگ آکے اس لشکر مین ملحق ہوتے ہین ان نیزون کے درمیان سے گذرین ایساہی دو نیزے نصب کردئے - اور مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر گذرنے والے پر نظر کیجئے مین نے نظر کر رہا تھا ایسے مین دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص ضعیف و نحیف کہنہ لباس بکھیرے بال زرد رنگ لاغر اندام پیادہ تشریف لارہا ہے اور اپنا زاد راہ اپنی پشت پر باندہا ہوا اور پانی کا کوزہ اپنی گردن مین لٹکایا ہوا ہے جب حضرت علی کی خدمت مین آیا تحیہ سلام ادا کیا جناب ولایت مآب نے جواب دیا اور تعظیم و اکرام سے پیش آئے اور انکا نام و قبیلہ دریافت کی - اس شیخ نے کہا کہ یا امیر المومنین مین اویس قرنی ہون اپنا ہاتھ دراز کیجئے تا بیعت کرون - جناب امیر نے کہا کہ تم نے کس چیز پر میرے بیعت کا ارادہ کیا ہی - اویس قرنی نے عرض کی آپ امام بحق و خلیفہ وقت ہو آپ کی نصرت و یاری پر بیعت کرون - اور آپ کی یاری مین جان نثاری چاہتا ہون تب جناب امیر نے انسے بیعت کی

ف اویس قرنی تابعین کرام و اولیاے عظام سے ہین خلق سے ہرگز اختلاط نہین رکھتے تھے بلکہ خلق سے انکو وحشت تھی اکثر جنگل بیابان مین گذارتے تھے اور فکر و ذکر مین رہتے خلق کے ساتھ ایک ساعت کا ملاپ مخل اوقات سمجھتے تھے یہان تک کہ جب حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو وہ چہار باتین کرکے جلد انسے خصت لی

ایسے ولی باکمال وصاحب جذب وحال باوجود اپنے اس بے سروسامانی وضعف جسمانی کے جو قطع منازل کر کے
حضرت علی کی خدمت مین آے اور شرف بیعت سے مشرف ہوے اور آپکے مخالفون کے ساتھ جنگ کر کے شہید
ہوے اس سے معلوم ہوا کہ امام بحق حضرت علی تھے - اور آپکے مخالف باغی - لاکن جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر نے
جب ارباب اجتہاد سے تھے حضرت علی پر خروج کیا اور کچھ نفسانیت اور بغض وعداوت کا سبب نہین تھا جب اپنی
خطاے اجتہادی پر آگاہ ہوے اس سے باز آے انشاء اللہ تعالی اس کا بیان آگے آویگا - اور یہہ بھی معلوم
ہوا کہ ہر وقت احکام شریعت کو غلبہ ہے جب امام بحق کافرون یا باغیون پر خروج کرے اس زمانے کے علما
زہاد وعباد وصلحا واولیا کو لازم ہے کہ امام وقت کی تبعیت ونصرت مین کمر باندھے کیونکہ اولی الامر کی اطاعت
سب خواص وعوام اہل اسلام پر واجب ہے کما قال اللہ تعالی اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ
ف اویس رحمۃ اللہ علیہ کو قرنی کہنے کا سبب یہہ ہے کہ قرن بن رومان بن ناحیہ بن مراد جو انکے اجداد سے
ایک شخص کا نام ہے اویس اس کے ساتھ منسوب ہین قرن قاف کی فتح اور رے کے سکون سے ہے - اور قرن
بلاد یمن سے ایک بلد کا بھی نام ہے اس مین قاف اور را ہردو مفتوح ہین - ایسا ہی کہا صاحب قاموس نے - اور
اویس قرنی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین آئی ہی عن عمر بن الخطاب
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً یَاْتِیْکُمْ
یعنے روایت ہے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر ایک مرد آویگا تمہارے پاس
یمن سے کہتے ہین اسکو اویس لا یدع بالیمن غیر ام لہ نہین چھوڑیگا وہ مرد یمن مین سواے اپنی ایک مادر کے
جو رکھتا ہے قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ فَاَذْھَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْھَمِ مقرر تھی اس کو ایک سفیدی یعنے برص
اس دعا کی اس نے اللہ تعالی سے - دور کیا اللہ تعالی نے اس سے اس سفیدی کو مگر دینار یا درہم کے مقدار باقی رہی
یہہ راوی کا شک کہ حضرت نے دینار فرمایا یا درہم - اور ایک روایت مین آیا ہی کہ وہ سفیدی جو اس قدر باقی رہی وہ بھی اسی کی
دعا کا سبب ہے کہ اس نے عرض کی خداوندا میرے جسد مین اس سے تھوڑی نشان باقی رکھئے تا مین اس کو
دیکھکے تیری نعمت یاد کرون - فَمَنْ لَقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ پس تم سے جس نے اس سے ملیگا تو چاہیئے
کہ بخشش مانگے تمہاری یعنے اس شخص کو ضرور ہے کہ اس سے یہہ دعا چاہئے کہ وہ بارگاہ الہی مین اپنی مغفرت
طلب کرے وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ
اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ عمر فاروق نے کہا کہ مین نے سُنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فرماتے

که تابعین مین بہتر ایک مرد ہے که کہتے ہین اسکو اویس وله والدة وکان به بیاض فمروه فلیستغفر لکم
اور اس کو ایک سفیدی تهی پس اس سے تم چاہو که وه تمہارے لئے استغفار کرے - شیخ عبد الحق دہلوی نے
شرح مشکوة مین اس حدیث کے نیچے لکہا ہو که اس حدیث سے معلوم ہوا که اہل خیر وصلاح سے دعا طلب کرنی
بہتر ہے اگرچه طالب افضل ہو - اور بعضون نے کہا که حضرت نے اویس کو خوش کرنے کے لئے یہه بات فرمائی
اور لوگون سے یہه توہم بهی دور ہو که اس نے حضرت کی فیض صحبت سے جو محروم رہا اس کا یہی سبب تها که اسکی
والده تهی اسکی خدمت گذاری کے لئے اویس کے سواے اور کوئی نہین تها سو اسکی خدمتگذاری کے عذر سے
حاضر حضور نہو سکا - اور شیخ دمیری نے کتاب حیوة الحیوان مین اویس قرنی کے مناقب مین یہه حدیث لائے ہین

رَوٰی اَحْمَدُ فِی الزُّهْدِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِی اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِی اَکْثَرُ مِنْ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ قَالَ الْحَسَنُ هُوَ اُوَیْسُ الْقَرَنِی

یعنے روایت کی امام احمد نے کتاب زہد مین امام حسن بصری سے که کہا فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم
نے داخل ہونگے جنت مین شفاعت سے ایک مرد کے میری امت سے زیاده ربیعه اور مضر کی قوم سے کہا
حسن بصری نے که وه مرد اویس قرنی ہی انتہی - اور عمر فاروق سے اویس قرنی کی ملاقات ہونے مین مختلف اور
متعدد روایتین آئی ہین ممکن ہے که اوقات مختلفه مین وے سب روایتین وقوع مین آئی ہون شیخ عبد الحق دہلوی نے
امام سیوطی کی جمع الجوامع سے وے روایتین شرح مشکوة مین نقل کی ہین اندیشه طوالت سے یہان ایک دو
روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے - امام حسن بصری سے روایت آئی ہے که جب قرن کے لوگ حج کے موسم مین آئے
امیر المؤمنین عمر فاروق نے انسے سوال کیا که لوگو کیا تمہارے مین کوئی شخص اویس نامی ہے - تب انسے ایک شخص نے
کہنے لگا که یا امیر المؤمنین آپ اس سے کیا چاہتے ہو وه تو ایسا شخص ہے که جنگل اور ویرانون مین رہا کرتا ہے اور
لوگون مین نہین آتا ہے عمر فاروق نے فرمایا که اس کو میرا سلام پہنچا کے کہه دیجئے که میری ملاقات کرے - اس
شخص نے جاکے حضرت عمر کا سلام وپیام پہنچایا - پس اویس قرنی نے حاضر ہوے اور سلام کیا حضرت عمر نے
کہا کیا تم ہی ہو اویس کہا ہان یا امیر المؤمنین پہر پوچہا که کیا تمہارے بدن پر کچہ سپیدی تهی که تم دعا کی تو الله تعالی نے
اسکو دور کیا اور پہر تم نے التجا کی تو اس سے کچہ باقی رکہا کہا ہان یا امیر المؤمنین کس نے خبر دی - عمر فاروق نے
کہا که یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے مجهے اسکی خبر دی اور حکم کیا که تم سے سوال کرون تا میرے حق مین
تم دعا کرین تب اویس قرنی نے حضرت عمر کے حق مین دعا کی اور کہا که یا امیر المؤمنین آپسے میری حاجت یہی ہے

کہ میرا حال پوشیدہ کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ پس اویس قرنی ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہتے یہاں تک کہ نہاوند میں شہادت پائی روایت کی اس کی ابن عساکر نے۔ اور سعید المسیب سے روایت آئی ہے کہ عمر بن الخطاب نے منبر پر سوار ہو کے ندا کی کہ اے اہل قرن یہ سنتے ہی اس قوم کے پیروں نے سب اٹھ کر کھڑے رہے اور کہا یا امیرالمومنین کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ یمن میں کوئی شخص اویس والا ہے تب انہیں ایک بوڑھے نے کہا کہ ہمارے درمیان کوئی یہ نام والا نہیں مگر ایک دیوانہ کہ بیابان اور ریگستان میں رہا کرتا ہے نہ کسی کو اس کے ساتھ الفت ہے نہ اس کو کسی کے ساتھ صحبت۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں اس کو چاہتا ہوں جب تم قرن جاؤ گے تو اس کو ڈھونڈو اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے اور حکم فرمایا کہ میں حضرت کا سلام تمہیں پہنچاؤں۔ پس جب ان لوگوں نے قرن میں جا پہنچے اور ڈھونڈھا تو ایک ریگستان میں اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا اور عمر فاروق اور حضرت کا سلام انکو پہنچایا تب اویس قرنی نے کہا کہ امیرالمومنین میری شہرت دی اور میرا نام مشہور کیا۔ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ پس یہ کہہ کے حیران و پریشان جنگل بیابان کی طرف متوجہ ہوئے پھر انکا کہیں سراغ نہ پایا اور کوئی نہ دیکھا یہاں تک کہ حضرت علی کے زمانے میں آئے۔ اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کے جنگ کیا اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور ابن عباس کی روایت میں آیا ہے کہ عمر فاروق نے دس سال تک اویس قرنی کا احوال پوچھتے رہے یہاں تک کہ حج کے موسم میں ایک روز فرمایا اے اہل یمن تمہارے سے مراد کے قبیلے والوں سے کوئی ہیں تو اٹھ کر کھڑے رہیں۔ تب مراد کے قبیلے والے کھڑے رہے اور دوسرے بیٹھ گئے۔ پس فاروق اعظم نے پوچھا کہ تمہارے میں اویس ہے۔ یہ سنکے ایک شخص نے کہا کہ یا امیرالمومنین ہم نہیں پہچانتے ہیں اس کو مگر ایک برادرزادہ ہے کہ اس کو اویس اویس کہتے ہیں اور وہ بہت ضعیف اور خوار تر ہے ایسا شخص نہیں کہ آپ اس کے احوال پرساں ہوں۔ حضرت عمر نے کہا وہ کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ اراک میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی اسیوقت سوار ہوئے اور اراک تک جا پہنچے ناگاہ دیکھتے کیا ہیں کہ اویس نماز میں کھڑے اور اپنی نظر سجدہ گاہ پر لگا دی ہے۔ جب حضرت عمر اور حضرت علی نے ان کو دیکھا آپس میں کہنے لگے کہ ہم جس کو ڈھونڈتے ہیں وہ ہی تو یہی شخص ہوگا۔ جب اویس نے انکی آواز سنی اپنی نماز کو سبک کی اور نماز سے فارغ ہو کے ان ہر دو اصحاب عالی مقام کی طرف متوجہ ہو کے کہا السلام علیکم انہوں نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر پوچھا کہ تمہارا

کیا نام ہے اللہ تعالی رحمت کرے تم پر اس نے کہا کہ عبداللہ۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہم جانتے ہین کہ جو آسمان
و زمین مین ہے وہ بندۂ خدا ہے لاکن ہم قسم دیتے ہین تم کو اس رب کی جو پروردگار ہے کعبے کا اور اس حرم کا
کہ کیا نام ہے تمہارا جو تمہاری والدہ نے رکھا۔ تب کہا کہ میرا نام اویس بن مراد ہے۔ پھر بولے کہ اپنے بائین
پہلو کو برہنہ کیجیے اس نے برہنہ کیا تو ایک درم کے مقدار پر روشنی چمکتی ہوی نظر آئی عمر فاروق اور علی مرتضی
نے اس پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر حکم کیا ہے کہ تمکو سلام پہنچا دین اور تم
سے دعا سوال کرین کہ تم ہمارے حق مین دعا کرین۔ اویس نے کہا کہ ہر نماز کی تشہد مین مین جو دعا کرتا ہون وہ
دعا سب مشرق و مغرب کے مسلمانون کو شامل ہے پھر فرمایا کہ بالخصوص ہمارے لئے دعا کیجیے۔ تب اُن بزرگون اور
سب مرد و زن مسلمانون کی حق مین دعا کی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کوی چیز تمہین دون اویس نے کہا کہ یہہ دو جامے
کہنہ میرے بدن پر اور یہہ ہر دو نعل پیوند زدہ میرے پیرون مین ہین اور میرے پاس چار درہم بھی حاضر ہین جب یہہ تمام
خرچ ہو جاوین تب لوگون سے مانگا اور کہا کہ جس نے ایک ہفتے کی امید رکھے پھر ایک مہینے کی امید رکھتا ہے اور ایک مہینے
کی امید رکھا تو ایک سال کی امید دراز کرتا ہے۔ اسکے بعد لوگون کے سب اونٹ انہین پہنچا دیا اور وہان سے
سدھارا تو اور کسیکو نظر نہ آیا روایت کی اسکی ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین **ف** یہہ قصہ اخیر جو ابن عباس سے
منقول ہے شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اور امام غزالی کیمیاے سعادت مین بسط کے ساتھ لایا ہے
ہان اسمین اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت نے اپنا پیراہن مبارک عمر فاروق و علی مرتضی کے تحویل کر کے وصیت
فرمائی کہ اویس قرنی کو پہنچا دو اور کہو کہ اس امت مرحومہ کی حق مین دعا کیجیے انتہی۔ یہہ فقیر جب تذکرۃ الاولیا کا ترجمہ کیا
اور وہ مطبوع ہو کے جابجا مشہور ہوا۔ سننے مین آیا کہ بعضے ابناے زمان نے اس قصے سے استبعاد کیا او کتب
حدیث سے مستند نجانا ع واے گر یکبار کہ صد بار واے اگرچہ ان لوگون نے اسکی سندین دیکھتے ہی اپنی
نیک نہادی سے مان لیا۔ لاکن اس زمان فساد نشان مین یہہ جسارت تو ہر جا گھری ہے کہ جو بات آپ نہین جانتے
ہین اسکی تضعیف و تکذیب پر کمر باندھتے ہین اور جو کتابین آپ دیکھے ہین پس علم اسی مین منحصر سمجھتے ہین
چو آن کرمیکہ در سنگی نہانست ٭ زمین و آسمان او ہمانست ٭ انصاف و سعادت کا طریقہ یہہ ہے کہ کسی معتبر
کتاب کے کسی مقام مین شک ظاہر ہووے تو اسکے رد و انکار مین جلدی نکرین بلکہ اس فن کے ماہرون سے تحقیق
کر لین اگر ترجمہ مذکورہ نہ چھپگیا ہوتا اس مین وے سندین داخل کئے جاتین۔ اب اس کتاب مین جب اویس
قرنی کا ذکر آیا فقیر نے مناسب جانا کہ وے حدیثین جو انکی شان مین آئی ہین اور وے قصے پر محدثین اپنی

کتب مین لائے ہین بلاکم وبیش نقل کیے - باقی رہی وہ بات جو حضرت سے اپنا پیراہن شریف ان کو عنایت فرمایا البتہ اسکی سند بھی شیخ فریدالدین عطار کو دوسری روایت سے ملی ہوگی - یہہ بھی کچھ استعجاب و استبعاد کی جگہہ نہین کیونکہ حضرت نے اپنی حین حیات اپنے پوشاک مبارک سے کسی کو پیراہن کسی کو چادر کسی کو لنگ عنایت فرمائی ہے - سیر و حدیث کے ماہرون پر یہہ بات پوشیدہ نہین پس ایساہی اویس قرنی کو بھی عطا فرمایا ہو واللہ اعلم

نامہ روانہ فرمانا امیرالمومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا طلحہ و زبیر کے نام سے

لائے ہین کہ جناب امیر بصرے کی طرف متوجہ ہونیکے وقت طلحہ و زبیر کے نام سے ایک نامہ اسطرح اینا لکھا کہ تم جانتے ہو کہ مین امر خلافت کا خواہان نہین تھا یہان تک کہ تم بہت ہی جد و جہد سے پیش آئے از رہی طوع و رغبت سے بیعت کی پھر اب بلاحجت کس لئے نکث بیعت کرتے ہو کیا اس بات کی شناعت اور قباحت نہین جانتے ہو یا جانتے ہین اس سے غافل ہوگئے ہو - اب جانیو کہ بیعت توڑنی نہایت بری بات ہے اگر تم نے بلارغبت کراہت کی ساتھ بیعت کی ہے تو تمہین پر اعتراض آتا ہے کہ تمہین کیا ضرورت و اتنگیری تھی کہ اپنی اطاعت ظاہر کی اور مخالفت پوشیدہ رکھی - اول آپ ہی جد و کد کرکے بیعت کرلی پھر اپنے اغراض کیلئے توڑ دیں اپنے امام بحق پر خروج کرنا تمہین سزاوار نہین - اگر قتل عثمان پر راضی رہنے کی نسبت میرے طرف کرتے ہو یہہ تو نرا افترا اور صریح بہتان ہے اہل مدینہ اس بات پر خوب واقف ہین اگر تمہارا مقصود اصلی عثمان بن عفان کی قصاص طلبی ہے تو ان کے فرزند تو موجود ہین وے میرے پاس آکے میری رابقہ بیعت و اطاعت مین آوین - پھر کسی پر دعوی کرکے گواہ گذرانین تب بلاشک شریعت محمدیہ کا حکم جاری کیا جائیگا - عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی کی تم ہر دو کے ساتھ چندان مناسبت نہین رکھتی ہے تم ہر دو سے ایک تو قبیلہ بنی تمیم سے ہے دوسرا بنی اسد سے اور عثمان بن عفان بنی امیہ سے ہی افسوس ہے کہ تم نے اس غرض کے لئے نکث بیعت کیا اور اسی پر اکتفا نہ کرکے سب مسلمانون کی مادر و زوجہ پیغمبر کو تحریص و اغوا دیکے اپنے ساتھ لے نکلے ہو اور شہر بشہر پھراتے ہو اور تم اپنے عورتون کو گوشے اور پردے مین محفوظ رکھے ہو تمہارے سے یہہ امور جو سرزد ہوے عقل و شرع سے نہایت دور ہین تم اب اپنے کئے سے بازآنا بہتر ہے والسلام

دوسرا مکتوب روانہ فرمانا حضرت علی کا خدمت مین ام المومنین عائشہ صدیقہ کی

بعد حمد و ثنا سے الٰہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی کے عائشہ صدیقہ کو اسلام ہو وے - کہ خدا اور رسول کی طرف سے عورات اسبات پر مامور ہین کہ اپنے گھرون مین پردہ نشین ہووین لشکرکشی اور تہیۂ جنگی سے انکو کیا سروکار تم نے جو خروج کیا ہے ہرگز سزاوار نہین تھا تمہارا۔

کہ تم نے متصدی ہوئین کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہین رکھتا ہے ۔ شاید کہ تم نے یہہ گمان کیا ہی کہ اس مین اصلاح حال مسلمین مندرج ہے نہین نہین بلکہ اس مین فساد مسلمین ہے ۔ اگر تمکو یہ زعم ہے کہ مین عثمان بن عفان کا بدلہ چاہتی ہون تو یہ بات بھی تمہارے ساتھ مناسبت نہین رکھتی ہے کیونکہ وہ ایک مرد بنی امیہ سے تھا ۔ اور تم ایک ضعیفہ عورت بنی تمیم سے ہو کیا تم اس بات سے واقف نہین کہ تم ایسے فتنے مین پڑے ہو کہ جس کا گناہ قاتلان عثمان کے گنہ سے زیادہ ہے اسے عائشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مکان کیطرف پھر جاؤ والسلام ۔ کہتے ہین کہ طلحہ و زبیر نے جواب تو نہین لکھا جناب امیر کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ ابو الحسن آپ جس کام کے لئے متوجہ ہوے ہو یقین ہے کہ اس سے نہ پھرو گے اور جب تک ہم آپ کی فرمان بردارون کے زمرے مین داخل ہونگے آپ ہم سے راضی اور خوشنود نہونگے ۔ عثمان بن عفان کے دشمن و بدخواہ جو آپکے پاس جمع آے ہین ہم ہرگز ان مین داخل نہونگے فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ والسلام روانہ فرمانا حضرت

علی کا قعقاع بن عمر کو بصرے کی طرف اور دریافت کرنا ارادہ ام المومنین و طلحہ اور زبیر کا

لاتے ہین کہ حضرت علی نے داخل بصرہ ہونے کے آگے قعقاع بن عمر کو اپنی وکالت دے کے ام المومنین عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے پاس روانہ کیا تا دریافت کرے کہ ادہر آنیکا کیا سبب ہے حسب الحکم قعقاع نے بصرے کی طرف روانہ ہوا اول جناب صدیقہ کے حضور مین حاضر ہو کے پوچھا کہ یا ام المومنین آپ اس طرف تشریف لانیکا کیا وجہ ہے ۔ بی بی نے جواب دیا کہ اصلاح حال مسلمین اور عثمان بن عفان کی قصاص طلبی کے ارادے سے ادہر آئی ہون تب قعقاع نے کہا کہ طلحہ و زبیر بھی حاضر ہو دین تو جو کہنا ہے انکے روبرو کہونگا ۔ تب ام المومنین نے طلحہ اور زبیر کو بلایا جب وے حاضر ہوے قعقاع نے سوال کیا کہ اس طرف آنیکا کیا سبب ہے ۔ انہون نے وہی جواب دیا جو بی بی نے دیا تھا ۔ قعقاع نے کہا کہ تمہارے کلام مین تناقض ہے کیونکہ عثمان بن عفان کی قصاص طلبی مین مسلمانون کی تباہی اور خرابی کھڑی ہے نہ انکی اصلاح و خوبی بولے اسکا کیا سبب ۔ قعقاع نے کہا جب سے کہ تم نے اس کام کا عزم کیا ہے تب سے ابتک کتنے شخص کا خون ہوا ہے ۔ کہا کہ تخمیناً چھ سو شخص تک مارے گئے ہین ۔ قعقاع نے کہا کہ اس باب مین اور جس قدر تم زیادہ جد و جہد کرو گے اور بھی لوگ زیادہ مارے جاوینگے اور تمہارے مخالف اور دشمن بہی زیادہ ہوینگے پس یہہ کام مسلمانون کے فساد کا موجب ہے نہ اصلاح کا سبب ۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ اسے قعقاع تو سچ کہتا ہے پھر اسکی کیا تدبیر کیا چاہئے ۔ قعقاع نے کہا کہ مصلحت اسی مین ہے کہ مخالفت چھوڑ دو ۔ یکجہتی طلب کرین تا اس فتنے کی آتش منطفی ہو ۔ تب مسلمانون کو عافیت نصیب ہوگی والا یہہ آتش فتنہ

اس قدر شعلہ زن ہوگی کہ جسکا علاج نہایت دشوار ہوگا۔ انہون نے کہا کہ اے قعقاع اگر امیر المومنین علی مرتضی کی
راے بھی تیرے صوابدید کے مطابق پڑے ہم بھی اس باب مین راضی ہین۔ قعقاع نے جب یہہ سخن ملایم سنا
اسیوقت مراجعت کی اور حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکے سب ماجرا ظاہر کیا۔ جناب ولایت مآب نے سنکے
استعجاب کیا اور بڑی خوشی کی۔ اور اسکی تقریر دلپذیر کو فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
الْمُقْسِطِیْنَ کے مطابق پایا اور قعقاع پر بڑی آفرین و تحسین کی۔ اور بصرے کے معبرون نے اپنے معتمدون
کی ایک جماعت کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا آپ کے ارادے سے آگاہ ہووین جب وہ معتمدون کی جماعت
حضرت علی کے دربار مین حاضر ہوی شرف ملازمت حاصل کرکے آپکا ما فی الضمیر دریافت کیا جناب امیر طلحہ و زبیر
کی طرف سے ملال خاطر اور ان کے نکث بیعت کی شکایت ظاہر کی۔ اور فرمایا کہ مین اسلئے آیا ہون تا ان کو پھر عہد
پر لے آون اور بیعت توڑنی اور عہد شکنی کی مذمت سے انہین آگاہ کرون اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کو عزت و
احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف حضرت کی وصیت کی مطابق بھیجدون۔ حضرت نے جناب امیر کو جو وصیت
کی تھی وہ یہہ حدیث ہی جو امام احمد کی مسند مین ابن رافع کی طریق سے مروی ہے کہ ایکدن مخبر صادق پیغمبر برحق
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضی کو فرمایا کہ یا علی قریب ہے کہ تیرے اور عایشہ کے درمیان ایک امر عجیب
واقع ہوگا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب وہ واقعہ رو دیوے
اس کو مامن یعنے مدینہ سکینہ کی طرف روانہ کر دے۔ القصہ جب بصرے کے قاصدون نے حضرت علی کا
کلام فیض التیام سنا نہایت خوشی کی اور بجان و دل معتقد ہوکے آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوے
ایک روایت ہی کہ جب بصرے کے قاصدون نے جناب امیر کی تقریر سنی بے اختیار کہا کہ یہی صواب ہے
اس سے بہتر دوسرا کام نہین۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جب تم میری بات کو راست جانتے ہو پھر بیعت
کرنے مین توقف کا کیا سبب ہے۔ انکا سردار عاصم بن کلب نے کہا کہ ہم قاصد ہین آپکا جواب اپنی
قوم مین جا کے سنواینگے اپنی قوم کو بھی ترغیب دیکے پھر آ کے بیعت کرین گے۔ جناب ولایت
مآب نے فرمایا کہ جب حق تجھ پر ظاہر ہوا غنیمت جانکے بلا توقف بیعت کیجئے۔ پھر اپنی قوم کو راہ راست
کی طرف دعوت کیجئے اگر قبول کرین فنعما الا بارے تو حق پر رہیگا۔ بصرے والون نے جو سو آدمی تھے
سب کے سب عاصم بن کلب سے کہنے لگے کہ اول تو بیعت کر پھر ہم بھی کرتے ہین۔ پس عاصم نے اول
بیعت کی اس کے بعد اس کے سب رفقا بھی داخل بیعت ہوے۔ جناب ولایت مآب نے بہت خوش ہوے

اور حضرت کے اس ارشاد شریف کو یاد کیا جو فتح خیبر کے دن ان کو فرمایا تھا ادعھم الی الاسلام فواللہ
لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم غرض بصرے والون نے نہایت
شاد ان فرحان اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی اور جو سنے تھے اپنے لوگون کو خبر دے اور کہنے لگے کہ
ہم امیر المومنین مرتضی علی سے ایسے باتین سنی کہ انبیا و رسل کی باتون کی مانند تھین - پھر دوسرے روز
حضرت علی نے اس منزل سے کوچ کر کے بصرے کے شہر پناہ پر جا پہنچے اور ایک بڑے کشادہ میدان مین نزول
فرمایا - طلحہ و زبیر بھی اپنا لشکر جو تیس ہزار کا تھا اپنے ہمراہ لیکے بصرے کے باہر ایک میدان مین جس کو نوقہ
کہتے تھے اگر اترے اور اسیکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور جب یہ خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ پڑہا حمد
و صلوات کے بعد فرمایا کہ مین دشمنون کے طرف سے تین باتون مین مبتلا ہوا ہون انمین سے پہلی بات بغاوت ہے
اللہ تعالی اسباب مین فرمایا ہے یا ایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا دوسری نکث بیعت ہے
اللہ تعالی اسباب مین فرماتا ہے فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ تیسری بات کر ہے اللہ تعالی اسباب مین
فرماتا ہے ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ اور مین چار شخص کے ساتھ مبتلا ہون - اول اشجع مردم زبیر بن العوام
ہے دوسرا اخدع مردم طلحہ بن عبد اللہ ہے تیسرا اطوع الناس بین النسا عایشہ بنت ابی بکر ہے - چوتھا جو میرے
مخالفین کا معاون اور انکو مبلغ خطیر سے تائید کرنے والا یعلی بن منبہ ہے - تب ابن خزیمہ بن ثابت انصاری
جو ملقب بہ ذو الشہادتین ہے اور جناب امیر کے خاص احباب سے تھا اٹھا اور کہنے لگا کہ یا امیر المومنین یہ جماعت
جو آپسے بغاوت اور نکث بیعت اور مکر پر کمر باندہی ہے اللہ تعالی نے اس کی سزا جو اپنی کتاب پاک مین فرمائی انکو
پہنچا دیگا - اور زبیر اگرچہ صاحب شجاعت ہے لاکن انکی شجاعت آپ کی شجاعت کی سی نہین - اور طلحہ بھی علم و دانش مین
آپکے مانند نہین - اور عایشہ صدیقہ کے اگرچہ لوگ مطیع و فرمان بردار ہین لاکن وے آپکی مطیعون کے سے نہین
یعلی اگرچہ مال کثیر رکھتا ہے اور بے محل خرچ کرتا ہے - لاکن اللہ تعالی کا خزانہ جو بے نہایت اور بیحساب
ہے اس سے عند الحاجت آپ کو عطا فرما دیگا - نقل ہے کہ طلحہ و زبیر کا لشکر جب موضع نوقہ مین آکے منزل
کیا تین روز ہر دو لشکر مین قاصد و پیغام جاری رہے - چوتھے روز حضرت علی نے اپنے لشکر سے باہر آکے طلحہ
و زبیر کو آواز بلند سے پکارا - جب وے ہر دو اپنے لشکر سے نکل کے قریب آکر کھڑے رہے - جناب امیر نے
انسے سوال کیا کہ حق سبحانہ و تعالی شانہ اپنی کتاب کریم مین فرماتا ہے فوربک لنسألنھم اجمعین یعنی قیامت
کے روز ہر بندہ اپنے اعمال سے سوال کیا جاویگا - تم جو اس جنگ پر آمادہ ہو اس پر کیا حجت رکھتے ہو اگر

فرداے قیامت اللہ تعالی تمہارے اس باب مین سوال کرے تم کیا جواب دوگے اگر ہمارے اور تمہارے درمیان
علاقہ قرابت اور حق بیعت ثابت نجانتے ہو۔ آخر اسلامی اخوت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق صحبت
تو ثابت اور متحقق ہے پھر تم کیا چیز اسباب پر لائی ہے جو اتنے حقوق فراموش کرکے میرے جدال وقتال پر
کمر باندھی۔ تب طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کے قتل پر راضی رہنے بلکہ غوغائیون کو اس پر تحریص دینے کی نسبت
جناب ولایت مآب کی طرف کی۔ حضرت علی نے یہہ افترا سنتے ہی غصہ ہوے اور فرمایا کہ ابھی آئیے تا تم اور
ہم قبلہ کی طرف متوجہ ہو وین اور مباہلے کے طور پر بارگاہ الٰہی مین دست بردار ہوکے دعا کرین۔ تا عثمان
بن عفان کے قتل پر جو راضی رہا اور پر غوغائیون کو تحریص کی ہو اللہ تعالی کا غضب اس پر نازل ہووے
اور ویسا شخص خلق مین ممتاز ہو جاوے۔ جب جناب ولایت مآب نے مباہلہ کرنے پر تیار ہوگئے طلحہ و زبیر
نے جواب سے عاجز آکے تغافل کیا اور لا و نعم مین زبان نہ کھولی اور اپنے اپنے لشکرگاہ کی طرف مراجعت کی
لکھتے ہین کہ انہین دنون احنف بن قیس نے آکر وہ اپنی قوم سے ایک جماعت کو ہمراہ لیکے حضرت علی کی خدمت
مین آکے عرض کی کہ یا امیرالمومنین اہل بصرہ کہتے ہین اگر آپ ان پر ظفر پاوین تو کیا ان کے مردون کو تیغ سیاست
سے قتل کروگے اور ان کی عورت بچون کو بندی پکڑوگے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اب ابو بحر مین اہل
کا نہین ہون کہ میرے حق مین ایسا گمان بدکرین کیونکہ ایسے کام روا نہین مگر ویسے لوگون کے ساتھ جو دین
بدلے اور کافر ہوگئے ہون نعوذ باللہ منہا اہل بصرہ تو مسلمان ہین تو جو کہا ان کی ساتھ کس طرح یہہ عمل کیا جاوے
انشاء اللہ تعالی تو دیکھیگا کہ ان پر نصرت حاصل ہو تو ان کے ساتھ کیسی نیکی اور حسن سلوک سے پیش آؤن گا

روانہ فرمانا حضرت علی کا عبداللہ ابن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس مصالحت کے لئے

روایت ہے کہ انہین ایام مین ایکدن حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو طلحہ و زبیر کے پاس روانہ فرمایا تا ان سے
رفق آمیز و صلح انگیز باتین کرین اور سلسلہ مصالحت کو جنبش دین پس عبداللہ بن عباس نے ہر دو لشکر کے درمیان
اور امیرالمومنین کی مدعا کو ایسی عبارت لطیف و بیان شریف کے ساتھ ادا کیا کہ ہر ہر شخص کو پسند آئی اور
ہر ہر کے ذہن مین جا نگیر اور دلپذیر ہوی جناب ولایت مآب نہایت خوش ہوکے علانیہ دوست و دشمن
کے روبرو انکی ایسی تعریف و توصیف کی کہ مَنْ كَانَ لَهُ ابْنُ عَمٍّ مِثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ قَرَّ اللّٰهُ بِهِ عَيْنَيْهِ
یعنے جس کو چچیرا بھائی ابن عباس سا ہو مقرر روشن کین اللہ تعالی نے اس کی آنکھین۔ بالجملہ ابن عباس
اور طلحہ و زبیر کے درمیان بہت سے باتین ہوئین آخر اسکے آگے منقطع کی ملاقات مین جیسا صلح پر راضی

ہوے تھے ویسا ہی راضی ہوے اور یہ بات قرار پائی کہ کل علی الصباح نماز فجر سے فراغت پانیکے بعد حضرت علی اور طلحہ و زبیر کے ملاقات اور ہر دو لشکر کے اکابر و اشراف بھی راضی رہین لاکن شرط یہہ ہے کہ حضرت عثمان کے قتل مین جو لوگ ساعی تھے اس مجلس مین وے لوگ حاضر نہین حضرت علی بھی اس شرط کو قبول کر کے حکم فرمایا کہ وے لوگ اپنے لشکرگاہ سے نکلجاوین لکھتے ہین کہ وے اہل غوغا جو پانسو شخص کے قریب تھے یہہ بات انکو نہایت ناگوار ہوی لاکن طوعاً کرہاً لشکرگاہ سے نکل کے دوسری جگہہ پر جا کے نزول کیا۔ اور سب مشورت کر کے ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ جب امیرالمومنین اور طلحہ و زبیر کے درمیان صلح ہو جائیگی بلاشک ہمارے قتل کی فکر کرینگے اب ہماری فکر کیا چاہئے۔ انمین سے ایکنے کہا کہ علی مرتضیٰ احکام کتاب اللہ پر بہت آگاہ ہین یقین ہے کہ طلحہ و زبیر کے ہم داستان ہو کے ہم سے بدلہ لینگے اب بہتر ہے کہ ہم اپنے وطن سے ہاتھ اٹھاوین اور دوستون سے مفارقت اختیار کر کے مغرب کی طرف جاوین اور اپنی جان بچالین۔ دوسرے نے کہا کہ ہمکو جہان اہل وعیال اور خویش واحباب کی مصاحبت سے خوش آتی ہے جب انسے جدا ہو جاوین زندگی مین کیا مزا ہوگی۔ تیسرے نے کہا کہ امیرالمومنین کی دشمنی پر کمر باندہین قابو دیکھ کے انکو بھی عثمان بن عفان کے ساتھ ملحق کروین اور اس وسیلے سے طلحہ و زبیر کے ساتھ ملجاوین۔ چوتھے نے کہا کہ واہ عثمان بن عفان کو قتل کر کے ابھی بہت روز نہین گذرے اب علی بن ابی طالب کو قتل کرین تو طلحہ و زبیر کے پاس ہمارا کیا اعتماد رہیگا یقین ہے کہ عنقریب ہمکو بھی مار ڈالینگے پس اس صورت مین ایک ایسی تدبیر کرین کہ ان کی دوستی دشمنی کے ساتھ بدل جاوے اور صلح کیجاے پر جدال و قتال کہ قرار ہے یہہ بات سنتے ہی سب کے سب اسی پر متفق ہوے مدافسوس کہ جس شبکو صلح مقرر تھی اسی شب وہی فتنہ انگیزون نے یکبیک سوار ہو کے بی بی عائشہ کے لشکر پر تاخت لایا ایک شورش و اضطراب پیدا ہوا اور ان کے حملے مین ایک جماعت زخمی اور ایک گروہ مارے گئے طلحہ و زبیر کو یہہ تصور ہوا کہ حضرت علی کے حکم سے ہی ان کے لشکر والون نے یہہ شبخون کیا پس بی بی کے لشکر سے بالفور ایک ٹکڑی سوار ہو کے اُن شریرون کے ساتھ جنگ کرنے لگی جب انہون نے ہزیمت کہائی تو وہ انکا پیچہا کیا یہان تک کہ وے حضرت علی کے لشکر مین داخل ہوے اور یہہ غل مچایا کہ طلحہ و زبیر نے ہمارے پر شبخون کیا ہے اسوقت حضرت علی نماز تہجد مین قیام کیا تھا جب یہہ غوغا سُنا نماز کو خفیف کیا اور جلد فارغ ہو کے باہر تشریف لائی۔ ان مکارون نے کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین طلحہ و زبیر سے سواے مکر او رعہد شکنی کی دوسری امید نہین ملیں ادہر حضرت علی کا لشکر تیار ہوا اور اُدہر طلحہ و زبیر کا لشکر۔ لکھتے ہین کہ جناب صدیقہ کی عماری

لوہے کی پشیون سے از سر نو تیار کرکے اُسی شتر قوی ہیکل پر کہ جس کو لیلی بن امیہ نے ہدیہ کی طور پر گذرانا تھا باندہے جمل اونٹ کو کہتے ہین جب اس اونٹ کو اس جنگ مین لشکر کے آگے رکہا تھا اسیواسطے اس کو جنگ جمل کہتے ہین **جنگ جمل** طلحہ و زبیر اپنا لشکر تیار کرکے بی بی عایشہ صدیقہ کا اونٹ لشکر کے آگے کرکے صف میدان مین آکر کہڑے رہے - حضرت امیر بھی اپنا لشکر تیار کرکے میدان پر آئے اور ہر دو لشکر کے درمیان کہڑے رہے راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ولایت مآب ایک پیرہن پہنے ہوے اور ایک ردا (چادر) اوڑہے ہوے ستھے اور سر مبارک پر ایک دستار تھی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشتر خاص دلدل پر سوار تھے جب ہر دو صف کے درمیان آئے ایک ندا کی کہ زبیر بن العوام کہان ہے چاہئے کہ وہ میرے پاس آوے کہ اس سے ایک بات کرنا چاہتا ہون - حضرت علی کے لشکر والون نے کہنے لگے کہ یا امیر المومنین کیا دشمن کی طرف جاتے ہو حالانکہ آپکے تن پر نہ بکتر ہے نہ دست مبارک مین ہتھیار زبیر تو سراپا آہن مین غرق ہی جناب امیر نے فرمایا کہ مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہین اس سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا - تم بھی اس سے ہاتھ کشیدہ رکھو اور زبان سے بھی طعن و تعریض کرکے اس کو آزار نہ دو - غرض یا ماول حاضر ہونے مین زبیر سے توقف ہوا جناب امیر نے پھر دوسرے بار آواز بلند سے ندا کی - تب زبیر صف سے باہر آئے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوے جب جناب صدیقہ کی نظر عماری سے زبیر پر پڑی اضطراب کیا - لوگون نے کہا کہ علی مرتضی سے زبیر کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا کیونکہ وہ باہتھیار اور بکتر پوش ہے - اور جناب امیر بے زرہ و ہتھیار ہے - القصہ زبیر حضرت علی کے پاس آئے یہان تک نزدیک ہوے کہ ہر دو کے مرکبون کی گردین ایک دوسرے سے ملین حضرت علی نے فرمایا کہ یا ابا عبد اللہ کیا چیز میرے قتال پر تجھے باعث ہوی - مین تجھے قسم دیتا ہون اس پروردگار جلت عظمتہ کی کہ جس نے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا کیا تمہین وہ بات یاد نہین کہ ایک روز تم اور مین حضرت کے حضور فیض گنجور مین حاضر تھے حضرت نے تمہاری طرف خطاب کرکے فرمایا کہ اے زبیر کیا تو علی کو دوست رکھتا ہے تم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین علی کو کس لئے دوست نرکھون حالانکہ وہ میرے ماموں اور پھپی کے فرزند ہین - اور میرا اور اُس کا ایک ہی دین ہے - حضرت نے فرمایا کہ واللہ ایک روز ایسا آئیگا کہ تو اُس سے جنگ کریگا اور اس جنگ مین تو ظالم ہے - زبیر نے کہا کہ سچ ہے واللہ مین نے یہہ حدیث فراموش کی تھی - پھر جناب امیر نے زبیر کو قسم دیکے پوچھا کیا تمہین یاد نہین کہ بنی ہاشم کے محلات سے فلان محلے مین حضرت نے تمہارے سے کہنے لگے کہ اے زبیر گویا مین دیکھتا ہون کہ تو نے میرے بعد ریاست وحکومت

کی خواہش سے علی کی دشمنی اور منازعت مین کمر باندھیگا - زبیر نے یہ سنتے ہی ایک ساعت سر خم کیا
اسکے بعد کہنے لگے کہ یا علی تم نے سچ کہا مین نے یہ حدیثین فراموش کین تھین اگر اس کے آگے آپ مجھ
کو یاد دلواتے یا ایک ساعت کے آگے مجھے خود یاد آتے ہرگز مین اس معرکے مین حاضر نہوتا اب مین قسم
کھاتا ہون اللہ تعالیٰ کی کہ پھر ہرگز آپسے جنگ نکرونگا یہ کہکے اپنے آنکھون مین پانی لایا اور اسیوقت اپنی
تلوار کو نیام کر کے معرکے سے پھر گئے - بی بی عائشہ نے اپنی عماری سے دیکھ رہی تھین اور اسی بات کا انتظار
تھا کہ جناب امیر کی طرف سے کیا پیام آتا ہے زبیر نے بی بی کی خدمت مین آکے سب ماجرا ظاہر کیا اگرچہ عبداللہ
بن زبیر نے یہ سنکے بہت آزردہ و ملول ہوے کیونکہ حضرت عثمان کے قاتلون سے بدلہ لینے کے باب مین انکو
بڑا ہی جد و کد تھا سو اپنے والد ماجد سے کہنے لگے کہ جناب ام المومنین کو صف میدان مین چھوڑ دیکے چلا جانا
مروت نہین ہر چند باعث ہوے کہ معرکے سے نہ پھرے اور جنگ مین قیام کرے لاکن زبیر نے قبول نکیا
ہر دو لشکر کے صفین چیرتے ہوے نکل گئے اور حجاز کی راہ لی - پھر حضرت علی نے طلحہ کو بھی بلوا کے کچھ فرمایا
اور نصیحت کی انھون نے بھی مان لیکے اسیوقت اپنی شمشیر کو نیام کر کے معرکے سے نکل گئے اور لشکر سے کنارہ
لیکے تنہا متفکر کھڑے تھے - زبیر باوجودیکہ پھر جانیکے بصرے کے لشکر والے متنبہ نہوے اور جنگ کے ارادے
باز نہ آئے اپنی کثرت و شوکت پر مغرور اور مصالحت سے نہایت دور تھے اور جنگ پر ہی مستعد ہوگئے حضرت علی
نے اپنے لشکر والون کو فرمایا کہ حضرت کے زمانے مین کبھی ایسے جنگ کا اتفاق نہوا تم انکی جدال مین بڑا احتیاط
کرو کیونکہ یہ مسلمان اہل قبلہ ہین جب تک وے جنگ مین اقدام نکرین تم ابتدا نہ کرو جب وے تم پر حملہ کرین
اس وقت اپنے سے ضرر دفع کرنیکی نیت سے ان کے ساتھ مقابلہ کرو اور اسنے جو کہ فرار اختیار کرے تم
انکا پیچھا نہ کرو اور مریض مجروح کے متعرض نہوؤ اور مقتول کا لباس و ہتھیار مت نکال لو - اور جس نے
ہتھیار ڈال دے اس کو مت اٹھالو اور اس کو قتل نہ کرو اور جناب صدیقہ کی عماری کی طرف خطاب کر کے
آواز بلند سے ندا کی عما قلیل لَیُصۡبِحُنَّ نَادِمِیۡنَ - یعنے جس نے دوستون کی نصیحت نہ سنے آخر پشیمانی
کھینچے - ایسے مین بصرے کے لشکر والون نے تیر اندازی شروع کی - اور جناب امیر کے لشکریون سے
چند لوگ زخمی ہوے - تب اہل لشکر تنگ آکے کہنے لگے یا امیر المومنین ہم کب تک صبر کرین اب جنگ
کی اجازت دیجئے تب حضرت علی نے ہر دو مبارک ہاتھ اٹھا کے دعا کی - اور اپنی زرہ منگا کے پہنی اور شمشیر
حمائل کی اور سر مبارک پر دستار باندھکے دلدل پر سوار ہوے - پھر اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوکے

جنگ مین احتیاط کرنے کے لئے پہلے جو نصیحتین کی تھین از راہ تاکید پھر اسکا اعادہ فرمایا۔ اس کے بعد اہل
لشکر کے طرف ملتفت ہو کے فرمانے لگے کہ تمہارے بیچ کون ہے کہ اس مصحف مجید کو اپنے ہاتھ لیوے اور
اپنی جان عزیز سے ہاتھ دھو کے اس گروہ باغیہ کے نزدیک جاوے اور اس کلام ربانی و کتاب آسمانی
کی طرف ان کو دعوت کرے۔ تب ایک شخص کہ جسکا نام مسلم تھا صف سے آگے بڑھا اور قرآن مجید اپنے
ہاتھ مین لیا ہوا صف اعدا کی طرف گیا اور ان کو اس کتاب کی طرف دعوت کی اور بغاوت سے تحذیر و تنفیر
دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو جھوٹھ کھتا ہے علی بن ابی طالب اول ہمارے صلح کرنے پر راضی ہوے جب
وہ دن گزرا اور شب آئی ہم پر شبخون کیا۔ یہہ کہہ کے اپنے ایک لشکری کی طرف اشارہ کیا تو اسنے مسلم پر
تلوار چلائی ایک ہی ضرب مین اسکا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اس جوان مرد نے قرآن مجید کو اپنے بائین ہاتھ مین لیا
دوسرے بار جب وار کیا تو بایان ہاتھ بھی کٹ گیا قرآن شریف کو اپنے سینہ پر لیا آخر درجہ شہادت پایا
اس کی ایک والدہ ضعیفہ تھی نہایت مغموم و ملول آسمان کی طرف منہ کر کے ایک رجز پڑھنے لگی پھر آتش جدال
ہر دو طرف سے شعلہ مارنے لگی جنگ نہایت گرم ہوا لکھتے ہین کہ جناب ولایت مآب نے علم اپنے فرزند ارجمند
نونہال بوستان شہامت سرو جویبار شجاعت محمد بن الحنفیہ کے ہاتھ دیکے لشکر مخالف پر بھیجا تو اس
روز انہون نے جوانمردی اور بہادری کے ایسے کرشمے تبلائے کہ دوست دشمن جس کو دیکھ کے
نقش دیوار تھے اور آفرین و تحسین کرنے لگے۔ پھر بڑا ہی جنگ ہوا ہر دو طرف بہت سے لوگ مارے
گئے۔ نقل ہے کہ زید بن صوحان کا ایک ہاتھ کافرون کے جنگ مین جدا ہوا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرمایا تھا کہ زید داخل جنت ہونے کے آگے اس کے بعضے اعضا بہشت مین داخل ہونگے
جناب صدیقہ نے یہہ حدیث حضرت کی زبان درفشان سے سنی تھی سو اس روز زید بن صوحان جو حضرت
علی کے لشکر مین تھا شربت شہادت نوش کیا جناب صدیقہ اس کی شہادت کی خبر سنتے ہی بہت تاسف
کر کے کہنے لگین کہ حضرت نے اس کی شان مین یہہ حدیث ارشاد کی جب وہ بہشتی ہوا مقرر ہم گروہ باغیہ مین
پس جیسا طلحہ و زبیر پھر گئے ویسا ہی بی بی کا بھی میلان پھر جانیکے طرف غالب ہوا لاکن بصرے والون نے
یہہ قرینہ پاکے بی بی کے اونٹ کو نچھوڑے اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت آپہنچا اور بھی
آتش جنگ کو تیز کیا بی بی کے اونٹ کو بارا ہزار پیادہ و سوار گھیرے ہوے لشکر کے پیش کیا اور جنگ
کرنے لگے ایسا قتال عظیم رو دیا کہ وہ صحرا و بیابان خون سے رنگین ہوا۔ اور مقتولون کے سر تن سے

جدا ہو کے چوطرف غلطان تھے۔ جب بی بی عائشہ نے یہہ حال دیکھا ایک ہول ودہشت ان پرغالب ہوی۔ اس وقت بی بی کے اونٹ کی مہار کعب بن سوار جو بصرے کا ایک سردار تھا اپنے ہاتھ مین لی تھی بی بی نے غایت اضطراب سے کعب بن سوار کو فرمایا کہ تو اونٹ کی مہار چھوڑ دے اور قرآن مجید اپنے ہاتھ مین لیکے علی بن ابیطالب کے لشکر کے پاس جا کے انکو اس کتاب اللہ کی طرف دعوت کر تا مسلمانونکی خونریزی بطرفین موقوف ہووے۔ کعب مصحف شریف ہاتھ مین لیکے آگے بڑہا۔ جب مالک اشتر اسبات سے واقف ہوے سمجھے کہ جناب امیر کمال لطف وشفقت سے مان لینگے اور دشمنون کے کید کا گمان نکرینگے بصرے والونکی یہہ حرکت بھی دغا سے خالی نہین پس کعب لشکر امیر کے نزدیک پہنچنے کے آگے آپ ہی آگے قدم بڑہا کر کعب کو قتل کر ڈالا۔ جب اس جنگ مین تیراندازی بہت ہونے لگی حضرت علی کو بڑی فکر وتشویش ہوئی کہ کہین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو کچھ صدمہ نہ پہنچے مالک اشتر کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کی مہار بصرے والون کے ہاتھ سے نکال لی۔ مالک نے جا کے اونٹ کی مہار لینا چاہا۔ کعب کے بعد اسکے بھائی نے جو مہار پکڑی تھی نہین دی مالک نے ضرب شمشیر سے اس کے ہاتھ کو کونی سے جدا کیا۔ پھر دوسرے نے آ کے مہار پکڑی اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا ایساہی دوسو ستر شخص کے ہاتھ جدا ہو کے اونٹ کے آسپاس پڑے ہوئے تھے یہہ حال دیکھ کے دوسرے لوگ گھبرائے اور اونٹ کے نزدیک آئے تب مالک نے کوفے کے لشکر والون سے ایک کو حکم کیا کہ اونٹ کی مہار لے کے کھینچے اس نے مہار پکڑ کے کھینچا تو اونٹ اپنی جگہہ سے نہ ہلا دوسرے لوگ بھی مہار پکڑ کے کھینچنے لگے اور ہرچند جد وجہد کیا لاکن وہ ہرگز قدم نہ اٹھایا تب مالک اشتر نے اس پر تلوار چلائی تو اس اونٹ کا ایک پاؤن کٹ گیا۔ وہ اونٹ اپنے تین پاون پر ہی کھڑا رہا۔ پھر دوسرا پاؤن قلم کیا تب بھی اونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کے کھڑے رہا پھر تیسرا پاون بھی قطع کیا ایسے مین عمار بن یاسر نے جلد آ کے عماری کی نوار جو اونٹ سے باندہے تھے کاٹ دیا پس عماری بحفاظت تمام زمین پر اتار لی۔ جب اونٹ زمین پر گرا بصرے والون نے یہہ حال دیکھ کے فرار کیا۔ جناب ولایت مآب کا حکم ہوا کہ بھاگنے والون کا کوئی پیچھا نکرے۔ اور محمد بن ابی بکر کو جو بی بی عائشہ کے برادر تھے حکم فرمایا کہ تیرے سوا کوئی بی بی کی عماری کے نزدیک نہ جاوے اور بڑا احتیاط کیجئے۔ تب محمد بن ابی بکر نے عماری کے پاس آیا اور ہاتھ لگایا تا معلوم ہو کہ بی بی کو کچھ آسیب پہنچا ہے یا نہین بی بی نے غصہ ہوئین اور جھڑکی سے فرمایا کہ تو کون ہے اور کس لئے ہاتھ عماری مین ڈالتا ہے مجھے ہاتھ نہ لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دست مبارک کے سوا سے میرے بدن کو کسی کا ہاتھ نہ لگا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ مین تمہارا برادر محمد ہون اسے بہن تم کو کیا چیز باعث ہوی جو اپنے امن و مسکن سے باہر آئین کس سلئے دوسرے ازواج مطہرات کے مانند حریم عزلت مین آسودہ نرہین۔ ایسے مین جناب امیر نے تشریف ارزانی فرمائی اور اپنا نیزہ عماری کو لگا کے فرمایا عایشة هکذا امرك رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنے اسے عائشہ کیا تم کو ایسا ہی حکم کیا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ بی بی نے عماری کے اندر سے جواب دیا قد ظفرت فاحسن یعنے اسے علی جب تم مالک ہوے پس آسانی کیجیے دوستائی نبوی کو آزار نہ دیجیے اور انکی جانب کی رعایت کیجیے۔ ایک روایت ہے کہ بی بی نے کہا یا علی ملکت فاسجح یعنے تم نے فتح و ظفر پایا پس نیکی اور احسان کیجیے۔ جناب ولایت مآب نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ ام المومنین کو عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان مین جو بصرے کے اشراف واکابر سے تھا اتارے انہون نے حسب الحکم اسی مکان مین لیجا کے اتارا پھر جناب امیر نے محمد بن ابو بکر کو حکم کیا کہ تیرے ہمشیرہ زادے عبداللہ بن زبیر کا کیا حال ہے معلوم نہوا مگر کہ قتال مین اس کو تلاش کیجیے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ اسکا حال کیا دریافت کرتے ہو جو بے ناموسی اور اذیت کہ آپکو پہنچی اسیکے سبب سے پہنچی حضرت علی نے پھر کمال لطف و شفقت سے فرمایا کہ اسکی جستجو کیجیے۔ اور بی بی عائشہ کا بھی حکم ہوا تب محمد بن ابی بکر نے اسیوقت جا کے معرکے مین بہت جستجو کی تو زخمیون مین پڑا ہوا پایا امر اس کو اٹھایا اور اپنے مرکب پر سوار کر کے آپ اسکا ردیف ہوا عبداللہ بن زبیر کو زخمون کی کثرت سے ایسی نقاہت تھی کہ گھوڑے پر ٹھہر نہین سکتے تھے محمد بن ابی بکر نے بڑی حفاظت و اعتنا سے بچا لیکے آے اول بی بی عائشہ کے حضور مین لے گیا انکی نظر بی بی پر پڑتے ہی کمال رقت سے رونے لگے۔ بی بی نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ اسے محمد علی بن ابیطالب سے بولا کہ میرے واسطے اس کو امان دیوے۔ پس محمد بن بکر نے اسیوقت حضرت علی کے حضور مین آکے جناب صدیقہ کی طرف سے عبداللہ بن زبیر کی امان طلب کی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مین نے ان سبکو امان دی جنہون نے میرے ساتھ بدی سے پیش آئے ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد۔ اور جناب ولایت مآب نے اس شب مین ہوشیاری کی تا اپنے لشکریون سے

کوئی لشکر مخالف کے مال واسباب کی طرف دست اندازی نہ کرے جب شب گزر گئی نماز فجر سے فارغ ہو کے اپنے اشتر پر سوار ہوے اور بصرے کی طرف متوجہ ہو کے اس شہر کے دارالسلطنت مین شرف نزول فرمایا۔ بصرے اور اسکے اطراف ونواحی کے عمایدو اشراف حاضر ہو کے شرف ملازمت اور دست بوسی سے مشرف ہوے۔ اور عقد بیعت کو موکد کر کے مراسم تہنیت بجالانے لگے۔ پس جناب ولایت مآب نے حکم فرمایا کہ مقتولون کو دفن کرین۔ اور انکا مال وہتھیار بصرے کی مسجد جامع مین جمع کرین۔ اور شہر مین چو طرف ندا کر دین کہ مقتولون کے ورثہ جو اپنے مال کو پہچانے اپنی ملک ثابت کر کے لیجاوین۔ جناب امیر کے لشکریون نے کہا کہ یا امیرالمومنین غنیمت کے مستحق ہم ہین۔ آپنے فرمایا کہ انکا مال ہمکو حلال نہین انہون نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین کہ انکا خون مباح اور انکا مال حرام ہو یگا کیا سبب ہے۔ جناب ولایت مآبنے جواب دیا کہ بحکم کریہ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ کے انکے ساتھ قتال کرنا ہم پر واجب ہے اور ان کا خون مباح۔ وے تو مسلمان ہین پر جب بغاوت اختیار کی یہہ قتال ان کی سزا ہے۔ لاکن انکا مال لینا جائز نہین مال لینا جائز ہوا تو ان کی عورات کو بردہ لینا بھی جایز ہوگا۔ کون مومن اس بات کو روا رکھیگا کہ ام المومنین زوجہ سید المرسلین حبش کی مین رہے اسیری اور بردگی کا نام وہان زبان پر لاوے نعوذ باللہ منہا جب لشکریون نے یہہ بات سنی اپنے دعوے سے باز آئے اور آپکا حکم بجان ودل قبول کیا۔ کہتے ہین کہ جنگ جمل مین حضرت علی کا لشکر بیس ہزار کا تھا اسنے ایک ہزار ستر مرد مقتول ہوے اور جناب صدیقہ کا لشکر تیس ہزار کا تھا اسنے نو ہزار شخص مارے گئے۔ نقل ہے کہ واقعہ جمل کے بعد تمیم ابن برہ نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ بی بی عائشہ کے شتر کو پئے کرنے مین کیا تو بھی شریک تھا جواب دیا کہ ہان اگر ہم پئے نکئے ہوتے بی بی کے لشکر سے ایک شخص بھی باقی نرہتا خواہ تو مجھپر غصہ ہو یا خوش رہ۔ نقل ہی کہ جمل کے روز مروان اور عمرو بن عثمان اور اسکے برادر سعید اور سعید بن عمرو العاص کو اسیر کر کے لوگون نے حضرت علی کے پاس لے آیا عمار بن یاسر نے کہا کہ ان کو قتل کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ ایسے اسیرون کو جو اہل قبلہ ہین مین قتل نکرون کا جب وہ پشیمان ہون۔ پھر مروان کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تیری اولاد سے امت کو آفتین پہنچیگی ویسا ہی اسکی اولاد سے بڑا ظلم وستم ہوا اس کا بیان فقیر نے خلاصہ تاریخ الخلفاء مین لایا ہے

من شاء فلیرجع الیہ **زبیر بن العوام کی فضیلت اور شہادت** جانئے کہ زبیر بن العوام
حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھپی صفیہ کے فرزند ارجمند ہین - عمدۂ صحابۂ کبار و مشاہیر قریش نامدار
و سابقین دین متین و مہاجرین اولین سے ہین - جب اپنی بارا سال کی عمر مین شرف ایمان سے مشرف ہوے
انکا چچا ان کو بورئے مین لپیٹ کے دہوان دیتا تھا تب بھی اسلام سے نہ پھرے اور صاف کہدئے کہ میرا
جان جانا قبول ہے پر ہرگز کبھی اسلام سے نہ پھرونگا - تب ان کا چچا لاعلاج ہو کے چھوڑ دیا - پھر زبیر نے
حضرت کی ملازمت اختیار کی اور سب مشاہد مین آپکے ساتھ رہے صاحب ہجرتین اور مصلی قبلتین اور عشرۃ المبشرہ
سے ہین اور ان چھے صحابۂ دانشمند سے ہین کہ حضرت عمر نے جن کی مشورت پر امر خلافت تفویض کیا تھا -
اور شجاعت و جوانمردی مین فرد شہیر حضرت حمزہ اور جناب امیر کے نظیر تھے - انہون نے راہ خدا مین اول
شمشیر کھینچی یعنے اوایل اسلام مین ایک روز مکہ معظمہ مین شیطان لعین نے یہ ندا کی کہ قریش حضرت کو پکڑ لیگئے
زبیر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنی تلوار کو علم کر کے تنہا صفون کو چیرتے ہوے دوڑے اور حضرت کو مکہ معظمہ
کے کنارے پر پایا - جب حضرت کی نظرون پر پڑی دریافت کی کہ اسے زبیر تو کس لئے ایسا مضطر آیا - زبیر نے اسکا سبب
ظاہر کیا - حضرت نے بہت خوش ہو کے ان کے حق مین دعا کی - اور فرمایا کہ ہر پیغمبر کو ایک حواری ہے میرا حواری زبیر ہے
حواری کی معنی ناصر اور مخلص ہے - روایت ہی کہ ایک سفر مین جب حضرت نے استراحت کی تہی زبیر اپنی تیغ کھینچے ہوے
دشمنون سے حفاظت کرنے کیلئے آپکے نزدیک بیٹھے تھے حضرت بیدار ہو کے پوچھے کہ تو کس لئے ابتک یہان بیٹھا رہا زبیر نے عرض
کی یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر فدا ہووین دشمنونکی اندیشہ سے مین ابتک یہین بیٹھا رہا حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل امین تجھکو سلام کہتے ہین
اور بولتے ہین کہ قیامت کے دن مین تیرے ساتھ رہونگا اور آتش کو تیرے سے دور کرونگا - روایت ہی
کہ غزوۂ بدر مین جب زبیر نے دستار زرد باندہکے آئے ملایک بھی زرد عمامے ہی باندہکے آسمان سے
نزول کئے تھے - لکھتے ہین کہ زبیر کے ایکہزار غلام تھے اور انکو خراج دیتے تھے انکا خراج جو مبلغ خطیر ہوتا
زبیر ایک ہی مجلس مین انکو خیرات کرتے جب مجلس سے اٹھتے ایکدرہم بھی باقی نہین رہتا - فاروق اعظم
لکھتے تھے کہ زبیر ارکان دین سے ایک رکن ہے - غرض زبیر کی ایسی فضیلتین بہت ہین - اب انکی شہادت کا
حال بھی سنا چاہئے کہ جنگ جمل کے دن جب حضرت علی نے معرکے مین زبیر کو اپنے پاس بلوا کے وہ حدیث
یاد دلوائی تو انہون نے اسیوقت متنبہ ہو کے رقت کی اور تلوار کو نیام کر کے جنگ سے پھر گئے اور حجاز کی
راہ لی عمر بن جرموز جو جناب امیر کے لشکریون سے تھا وہ بھی زبیر کے ہمراہ رکاب ہوا اور مکر و دغا سے آگے

ساتھ اختلاط کیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا جب وادی السباع مین پہنچے زبیر نماز مین مشغول ہوئے عمرو بن جرموز
تھے کہ وہ ناہنجار پیچھے سے آکے انکو قتل کیا اور انکا سر مبارک جدا کر کے حضرت علی کی خدمت مین لا کے
رکھا ان کے سر مبارک کو دیکھتے ہی حضرت علی کو رقت ہوی اشک سے آنکھین بھر آئین اس ناہنجار سے
پوچھے کہ تو کس لئے اس کو قتل کیا۔ اس نے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ ان کے قتل سے آپ خوش ہوؤ گے
جناب امیر نے فرمایا ویحک مین نے حضرت سے سنا ہون کہ فرمایا صفیہ کے فرزند کو جس نے قتل کریگا
اس کو آتش دوزخ کی بشارت دیجئے۔ ابن جرموز نے یہ سنتے ہی اپنی تلوار سے ہی آپ کو مار لیا اور
آتش دوزخ کے سزاوار ہوا۔ جب زبیر نے شربت شہادت نوش کی ان کی عمر باسٹھ سال کی تھی
رضی اللہ تعالی عنہ

طلحہ بن عبید اللہ کی فضیلت اور شہادت

طلحہ کی کنیت
ابو محمد ہے وہ بھی سابقین دین متین اور مہاجرین اولین اور عمدہ صحابہ عشرۃ المبشرہ سے ہین اور
صاحب ہجرتین اور جان فدائے سید الکونین تھے سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ تھے کبھی جدا نہوئے
جود و سخاوت سے موصوف اور کمال شجاعت مین مشہور و معروف تھے۔ حضرت نے انکو طلحۃ الخیر
اور طلحۃ الفیاض بھی فرمایا۔ یہ سب طلحہ کے القاب اور خطاب ہین۔ روایت ہی کہ طلحہ نے اپنی ایک زمین
فروخت کی سوا سکے چھے لاکھ دینار آئین ایک شب طلحہ کے پاس رہین ان کو اس شب ہرگز نیند نہ آئی
علی الصباح سب مدینہ والون پر تقسیم کر دین۔ ان کے اقربا سے ایک شخص نے آکے انکو رحم کیا قسم دیکے
کچھ مانگا تو اس کو تین لاکھ درہم دین۔ ان کے خویشون مین جو فقرا و مساکین تھے ان کو طعام اور لباس دیتے
اور ان کا قرض ادا کرتے تھے۔ اور ام المومنین عایشہ صدیقہ کی خدمت مین ہر سال لاکھ درہم تحفہ بھیجتے
تھے۔ روایت ہے کہ ایک روز لاکھ درہم کا خیرات کی حالانکہ اس روز جب نماز کے لئے مسجد کے طرف
چلے ان کو لباس نہین تھا۔ روایت ہے کہ غزوہ بدر مین حاضر نہین تھے حضرت نے انکو ایک کام کے لئے
روانہ فرمایا تھا جب حضرت نے بدر سے مراجعت کی انکو بدریون مین محسوب کیا۔ سبحان اللہ طلحہ نے
غزوہ احد مین ایسی جان بازی کی ہے کہ زمانے کو قیامت تک یاد ہے۔ لشکر کفار سے جب حضرت پر تیر آتی
طلحہ اس کو اپنے بدن پر لیتے اور آپ کو حضرت کی سپر بنوائے تھے اس روز طلحہ پر ایک ایسا ضرب پہنچا کہ انکا ہاتھ
شل ہوگیا۔ اور انکی ایک انگلی قلم ہوگئی اور ان کے بدن پر اَستی پر کئی زخم لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس نے
چاہتا ہے کہ ایسے شہید کو دیکھے کہ وہ زمین پر چلتا ہے طلحہ پر نظر کرے۔ اور اس وزر رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوے آپ کو بھی ستر زخم تک لگے اور دو بکتر پہنے تھے زخموں کی کثرت سے مبارک بدن میں ضعف آیا تھا اور بکتر کا بھی وزن تھا جب ایک ٹیک پر چڑہنا چاہا تو نقاہت کے سبب سے چڑہ سکے طلحہ آکے بیٹھے اور عرض کی کہ میری پیٹھ پر قدم رکھ کے چڑہجاوین - ویسا ہی ان کی پشت پر قدم رکھ کے اس ٹیک پر سوار ہوے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت کو اپنے پر واجب کرلیا - صدیق اکبر فرماتے تھے کہ اے طلحہ تو احد کے روز خاص تھا - اور جناب امیر فرماتے تھے کہ میرے کان حضرت سے سُنے ہین کہ فرماتے تھے کہ طلحہ و زبیر جنت مین میرے ہمسایہ ہین ایسی ہی احادیث و آثار طلحہ کی فضایل مین بہت وارد ہین - ان کی شہادت کا بیان یہہ ہے - کہ جب زبیر جنگ سے باز آے جناب امیر نے طلحہ کو بھی بلوا کے نصیحت کی وہ بھی اسیوقت اپنی شمشیر کو نیام کر کے معرکے سے پھر گئے اور لشکر سے کنارہ لیکر کھڑا تھا مروان شقی نے جب یہہ حال دیکھا سوختہ بن گیا آگے بھی طلحہ کے ساتھ اس کو عداوت تھی سو وہ ناہنجار نے ان پر تیر چلائی وہ تیر طلحہ کے پاؤن مین جالگی اسقدر خون جاری ہوا کہ بند نہین ہوتا تھا - اپنے غلام کو حکم کیا کہ مجھے گھوڑے پر بٹھلا کے شہر مین لے چل - غلام نے ان کو گھوڑے پر بٹھلایا جب ان کو بیٹھنے کی طاقت نہین تھی آپ ردیف ہو کے لے چلا - جب خون زیادہ جاری ہوا اس غلام نے اثناء راہ ایک بیابان مین اتارا طلحہ پڑے ہوے لیٹے ہوے تھے ایسے مین ان کی نظر ایک سوار پر پڑی کہ راہ سے چلا ہے - اس کو بلوا کے سوال کیا کہ تو کون سے لشکر والون سے ہے اس نے کہا کہ مین حضرت علی کا لشکری ہون طلحہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیجیے تا مین امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی بیعت کو تازی کردن - اس لشکری نے یہہ بات سُنکے اپنا ہاتھ دراز کیا طلحہ نے تجدید بیعت کی - اس کے بعد ان کی روح مقدس کنگرہ عرش کی طرف پرواز کی اس سوار نے جب حضرت علی کی خدمت مین آکے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نہین چاہا کہ طلحہ کو میری بلا بیعت بہشت مین لیجاوے - طلحہ کی شہادت کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی - رضی اللہ تعالی عنہ **جناب مرتضی کرم اللہ وجہہ روانہ فرمانا ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی طرف** روایت ہے کہ جنگ جمل کے بعد جب بصرے کے ضبط و نسق سے فراغت حاصل ہوی - حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو بی بی عایشہ صدیقہ کی خدمت مین روانہ فرما کے یہہ پیام کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لیجاوین - عبداللہ بن عباس نے یہہ پیغام پہنچایا - جب طلحہ و زبیر کے مارے جانے اور عبداللہ بن زبیر کے زخمی ہونیکا اور ہزارون مسلمان کے مرنیکا

تم بی بی کو لاحق تھا سو نہایت ملول تھین کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد بنفس نفیس خود جناب امیر تشریف لے گئے
اور ام المومنین سے اذن طلب کیا روانگی کے بعد داخل سرا ہوے۔ اور کہنے لگے کہ ای عائشہ تم نے حضرت سے
سنا ہے جو فرماتے تھے کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ
اس تم نے میرے پر خروج کیا فوج کشی و معرکہ آرائی مردون کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ عورات کے ساتھ ایسے
امور تمہاری شان کے سزاوار نہین تھے خیر جو گزرا سو گزرا اب اس پر پشیمان رہا چاہیئے اور حضرت کا مجھ کو حکم
ہوا تھا کہ اے علی میرے ازواج سے ایک بی بی تیرے سے قتال کریگی جب تو اس پر ظفر پاویگا اوس کو اس کے گھر
بھیج دیجئے۔ سو اب مناسب ہے کہ تم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہووین حضرت نے تم کو جس مکان مین چھوڑ کے دار
باقی کیطرف سدہارے تم اپنی موت تک اسی مکان مین رہین۔ پس حضرت علی یہہ فرمائے سو اُٹھے اور تشریف لے گئے
لاکن جب بی بی کا ارادہ کچھ معلوم نہوا حضرت علی نے دوسرے روز گل سرسبد گلشن نبوت در یکتائے دریا رسالت حضرت امام حسن
کو بی بی کی خدمت مین روانہ فرمایا تا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونیکے باب مین ترغیب دین۔ راوی نے کہتا ہے کہ
جب امام ہمام نے بی بی کے گھر تشریف لا کے یہہ پیام پہنچایا اس وقت خادمہ نے بی بی کے سر پر شانہ کرتی تھی ایک
طرف شانہ کر کے چوٹی بنی تھی دوسرے طرف باقی تھی۔ بی بی نے شاہزادے کی زبان مبارک سے وہ پیام سنتے
ہی اسی حالت مین اٹھ کر کھڑی رہین اور بی بی کے چہرے سے ایک اضطراب ظاہر ہوا۔ اور اپنے خواص و خدام کو حکم
کیا کہ میرا اسباب اسیوقت جانورون پر لادوا اور اسیوقت سامان سفر مہیا کر دو کہتے ہین کہ اس وقت بصرہ کے سردارون
اور عمدگون کی عورتین بی بی عائشہ کی مجلس مین حاضر تھین۔ قبیلہ بنی مہلب کی ایک عورت نے عرض کی کہ یا ام المومنین
اول عبد اللہ بن عباس نے آپ کی حضور مین یہی پیام پہنچایا آپنے قبول نہ فرمایا اس کے بعد اس جوان کے والد
خود امیر المومنین ہی آ کے انکو یہی فرمایا تو آپنے کچھ لا و نعم سے لب کشائی نکی۔ یہہ کیا سبب ہے کہ اب ان کے فرزند ارجمند
کے قول پر آپ مضطر ہوئین اور بلا تاخیر سفر مین مستعد ہو گئین بی بی نے جواب دیا کہ یہہ جوان گرامی شان سبط
رسول و فرزند بتول ہے جس نے چاہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ چشم مبارک پر نظر کرے تو
چاہیئے کہ حضرت کے اس فرزند ارجمند کے آنکھون پر نظر کرے مقررین نے بارہا دیکھی ہون کہ حضرت نے اس کو
سونگھتے اور بوسہ دیتے اور اپنے سینے مبارک سے منضم کرتے تھے جب امیر المومنین نے اس شہزادے کی زبانی
پیام بھیجا تب مجھے سوائے قبولیت کے چارہ نرہا۔ نقل ہے کہ جب بی بی عائشہ نے مدینہ طیبہ کا عزم بالجزم کیا
بعضے صحابہ کرام نے اپنے خاص مال سے سفر کے ساز و سامان مین اعانت و امداد بجا لائی تحفے اور ہدیئے

پیشکش کئے۔ سا از انجملہ عبداللہ بن جعفر طیار نے بارہ ہزار دینار اپنے یاروں پر قسمت کئے اور پچاس ہزار
درہم حضرت صدیقہ کی خدمت میں ہدیہ بھیجے اور مالک اشتر نے ایک بہتر اونٹ سات ہزار درہم سے خرید
بی بی کے اونٹوں کی قطار میں منسلک کیا۔ اور امیر المومنین کا حکم ہوا کہ بصرے کی ستر عورتیں مردانہ لباس پہنیں
اور باہتھیار ہو کے ام المومنین کے ہمراہ رکاب ہیں اور محمد بن ابی بکر اس سفر میں اپنی ہمشیرہ عالیہ کا رفیق
و ملازم رہے۔ ایسے ہی وے عورات باہتھیار اور مرکبوں پر سوار ہو کے بی بی کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے اور
عمار بن یاسر وداع کرنے کے لئے بی بی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ام المومنین جناب صدیقہ
نے جواب دیا علیک السلام۔ اور پوچھے کہ اے فرزند تو کون ہے کہا میں عمار بن یاسر ہوں۔ بی بی نے فرمایا کہ میں
نے علی بن ابیطالب کے لئے ایک نصیحت اور خیرخواہی رکھتی ہوں چاہتی ہوں کہ ان کے روبرو کہوں اگر تو سکتا
انکو یہاں تک لے آئے۔ یہہ سنکے عمار نے اسیوقت حضرت علی کی خدمت میں پہنچ کے ظاہر کیا جناب ولایت مآب نے
تشریف ارزانی فرمائی۔ اور کہا السلام علیک یا بنت ابی بکر بی بی نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ یا علی کیا
میرے باب میں آپ حضرت کی حرمت نہیں نگاہ رکھتے ہو۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہاں اس باب میں تو بڑا احتیاط
رکھتا ہوں اور حفظ حرمت میں بڑی رعایت کرتا ہوں آپ اس بیحرمتی کا کچھ شائبہ دیکھے ہو تو کہو۔ بی بی نے کہا کہ یا علی کیا
آپ ان مردوں کو نہیں دیکھتے ہو جو فراہم آئے ہیں اس سفر میں ہمیشہ میری عماری کے گرد و پیش ہجوم کئے ہوئے
رہیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ یہہ لوگ مردوں سے نہیں بلکہ آپکی ہی عورات ہیں۔ میں نے حکم کیا ہے کہ
مردانہ لباس پہنیں اور باہتھیار ہو کے آپکے ہمراہ رکاب رہیں تا اعراب بادیہ نشین یعنے بدوی لوگ ان کو مرد اور سپاہی
سمجھ کے خوف کریں اور قافلہ لوٹنے کا خیال نہ لاویں۔ پھر امیر المومنین نے پوچھا کہ وہ نصیحت کیا ہے جو میرے لئے
رکھتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ یا علی معاویہ شام کی حکومت پر ہے اور آپ پر داعیہ خروج رکھتا ہے اور ملک
شام کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ متفق ہوئے ہیں ارادہ جنگ و جدال اور فتنہ و فساد رکھتے ہیں آپ ان
پر جانا ضرور ہے پس اگر مجھ کو بھی ہمراہ لے چلیں تو مناسب ہے کیونکہ جب شامیوں اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو معلوم
ہوگا کہ ام المومنین عائشہ بھی امیر المومنین علی کے ساتھ ہے تو انشاءاللہ تعالی اکثر لوگ معاویہ کے طرف سے بدل کے
آپ کی طرف ہو جائینگے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یا صدیقہ میں کس طرح یہہ کام کروں حالانکہ اسی سبب سے میں نے طلحہ و زبیر
پر عتاب کرتا تھا کہ تم اپنے عورتوں کو پردہ حفاظت میں رکھا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو
لشکر کے ساتھ برسر میدان لے آئے ہو اب میں کس طرح وہ کام کروں جو بھی اعتراض مجھ پر آوے اب الحسبہ

یہی ہے کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہووین اور اپنے مکان مین قرار پکڑ کے طاعت و عبادت مین مشغول ہوجاوین یہان تک کہ اللہ تعالی ہمارے درمیان حکم کرے جو کہ چاہے۔ پس حضرت امیر نے بکمال عزت و اکرام کے ساتھ بی بی کو رخصت کیا بی بی کی اس قدر تعظیم و تکریم جو حضرت علی سے وقوع مین آئی بصرے کے سردارون اور عمدگون نے دیکھ کے اپنے عورات کو بھی حکم کیا ہے کہ ام المومنین کے سواری کے ہمراہ تین منزل تک جا کر پہنچا کے آوین اور حضرت علی کے دلبندون اور مقربون نے بھی کئی منزل تک ہمرہی کی۔ اور رخصت کر کے واپس آئے۔ القصہ جب بی بی عائشہ نے وارد مدینہ منورہ ہوئین اور اپنے مکان مین قرار پکڑے ہمیشہ ندامت اور پشیمانی ظاہر کرتے اور بارگاہ ایزدی جلشانہ سے مغفرت مانگتی تھین جس وقت کہ جمل کا روز یاد آتا اس قدر روتی تھین کہ آپ کی اوڑھنی بھیگ جاتی اور کچھ تاب و طاقت باقی نہ رہتی۔ اور فرماتین کہ کاش جنگ جمل سے بیس سال آگے اگر مین مرگئی ہوتی کیا بہتر تھا۔ اور بکمال حسرت سے کہتی تھین کہ اگر حضرت سے مجھے بیس فرزند پیدا ہوتے اور ہر ایک مرد میدان ہو کے کافرون کے جہاد مین جان دیتا تو اس سے بھی بہتر یہ بات تھی کہ جنگ جمل مین حاضر نہ ہوتی غرض یہ حسرت و ندامت بی بی کو تا دم رحلت باقی تھی رضی اللہ تعالی عنہا تنبیہ مخفی نہ رہے کہ علی مرتضی و عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے درمیان جو مخالفت آئی اور جو مشاجرات روے ئے یہ کچھ نفسانیت اور بغض و عناد کے سبب نہین تھا بلکہ طرفین یہی سمجھے تھے کہ ہم حق پر ہین۔ اگرچہ حق حضرت علی کے جانب مین تھا طرف ثانی سے خطائی اجتہادی ہوی۔ اور انکا قتال ہرگز ضد و نفسانیت پر نہین۔ دیکھیے کہ اول جناب امیر اپنے لشکری کو حکم فرمایا کہ یہ قرآن مجید لیکے ان باغیون کو اسکی طرف دعوت کیجیے اور ایسا ہی جناب صدیقہ بھی اپنے لشکری کو حکم کیا کہ اب قرآن کریم لیکے علی مرتضی کے لشکر کے نزدیک جا اور ان کو اسکی طرف دعوت کر۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ طرفین سے ہر ایک کو یہی مقصود تھا کہ اس مقدمے مین ہمارا مشرب قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اور بی بی عائشہ کے لشکر پر جب تیر اندازی زیادہ ہوئی جناب امیر کو بڑا اضطراب ہوا کہ کہین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ کو کچھ صدمہ نہ پہنچے سو بی بی کی محافظت کے لیے اپنے یارونکو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کو ادھر کھینچ لو اور بصرے کے لشکر والے جو اونٹ کو نہین دیتے تھے انکو یہ مقصود تھا کہ ہر دو لشکر مین تو دشمنی آگئی ہے پس اور مومنان و زوجہ پیغمبر آخر الزمان کو کس طرح دشمنون کے حوالے کر دین پس بی بی کی حفظ و نگہبانی جانفشانی کی ہر ایک شخص جب مہار پکڑتا اس کا ہاتھ قطع ہوتا ایسا دو سو ستر مرد کے ہاتھ قلم ہوگئے اور انکے کٹے ہوے ہاتھ اونٹ کے گرد بیشیں پڑے تھے سبحان اللہ اب ہر دو طرف کی نیت خیر پر پتے لیجایا چاہیے۔ پس ہر دو فریق کی موت شہادت اور کے سزاوار رحمت و امید وار

مغفرت کیون نہوت - محمد بن سیرین نے نقل کرتا ہے کہ خالد بن واشمہ جو اصحاب جمل کے عدگون سے تھا اور
منجمد عقل و کیاست اور فضل و فطانت کے بسبب بی بی عایشہ کے حضور مین ایک قرب رکھتا ہے - واقعہ
جمل کے دن جب ایک خلق کثیر ماری گئی بی بی نے خالد سے پوچھا کہ طلحہ کہان ہے اس نے کہا کہ مقتول ہوا
پھر دریافت کی کہ زبیر کہان ہے اس نے کہا کہ صبحی اس نے لشکر سے نکل کیا پھر شام تک ان کے قتل
کی خبر مشہور ہوئی - بی بی نے دوسرونکا حال نام بنام استفسار کیا - خالد نے کہا کہ وے سب مارے گئے
بی بی نے کہا کہ اللہ تعالی ان پر رحمت کرے - خالد نے کہا کہ علی مرتضی کے یارون سے زید بن صوحان
بھی مقتول ہوا - بی بی نے فرمایا کہ وہ بھی مرحومون سے ہے - تب خالد نے سوال کیا کہ یا ام المومنین
ان ہر دو فریق کو جو ایکدوسرے کے مخالف ہوے اور ایکدوسرے پر تلوار کھینچے - کیا اللہ تعالی ایک مکان
مین جمع کریگا جناب صدیقہ نے کہا کہ اللہ تعالی کی رحمت ہر چیز سے نہایت کشادہ اور وسیع زیادہ ہے
کسی کو اس کے کاروبار مین مجال چون و چرا کا نہین - خالد نے جب یہہ باتین سنی متحیر ہوا اس کے بعد حضرت علی
کی ملازمت اختیار کی اور جنگ صفین مین جوانمردی کی داد دی - حضرت علی کے لشکر والون نے جب بصریون کا
مال لینا چاہا جناب امیر نے فرمایا کہ انکا مال تمہین حلال نہین - تب ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنین یہہ کیا
سبب ہے کہ خون ان کا مباح اور مال ان کا حرام ہے کیا وے لوگ مشرک ہین آپنے فرمایا کہ وے مشرک نہین
بلکہ شرک سے فرار کیا ہے - پھر سایل نے سوال کیا وے لوگ منافق ہین فرمایا کہ منافق نہین منافق لوگ
اللہ تعالی کو بہت یاد کرتے ہین - اس نے پوچھا پھر یہہ کون لوگ ہین حضرت علی نے فرمایا اِخْوَانُنَا قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
یعنے ہمارے برادر ہین لاکن ہمارے سے بغاوت اختیار کی ہین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طرفین کے پیشوا
ہر دو لشکر کے تابعون کو مومن و مسلمان اور سزاوار رحمت و غفران جانتے تھے اب تھوڑا پیشوایون کا احوال
پاک بھی سنا چاہیئے - نقل ہے کہ ایک روز بی بی عایشہ نے حضرت علی کی فضیلتین بیان کرتی تھین حاضرون نے پوچھا
کہ یا ام المومنین پھر آپ کس لئے اول سے جدال و قتال کیا یہہ سنتے ہی بی بی نے کمال رقت سے رونے لگین اور فرمایا کہ بنی آدم
صواب و خطا کا مصدر ہے مین نے اس سے پشیمان ہوئی اور اللہ تعالی کیطرف رجوع لائی - طلحہ و زبیر کا تو بازار
آینکا قصہ بہ تفصیل اگے مذکور ہو چکا - غرض عثمان ذوالنورین و علی مرتضی و بی بی عایشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم سب باہمدیگر دوست ہین تفسیر بغوی
مین لایا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ مین اور عثمان اور طلحہ و زبیر
ان لوگون سے ہون کہ اللہ تعالی نے جن کی شان مین فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِہِمْ

مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ یعنے ہم نے نکال لی بہشتیون کے دلون سے خفگی جو دنیا
مین رکھتے تھے ۔ اور کردئے ہم انہین آپس مین بہائی سمجھنے کے تختون پر جو جواہر سے مرصع ہین ایک
دوسرے کی طرف منہہ کئے بیٹھینگے ۔ اور اللہ تعالی نے جو بعضون کو بعضے چیزون سے خاص کیا ہی اور
متفاوت درجات اور مرتبے دے ہین اس پر حسد نہ کرینگے کذا فی تفسیر بغوی وحسینی ۔ بعضے تاریخ نویسون
نے شیعہ وسنی کی کتب مین تمیز نہ کرکے بلاتحقیق رطب ویابس جو روایتین پائی ہین اپنی مصنفات مین لائی
ہین ۔ روضۃ الصفا والے نے اگرچہ شیعی نہین بلکہ شیعہ اور خوارج نے بعضے صحابہ وتابعین پر جو افترے
باندہے اور جہوٹے قصے وضع کئے ہین اسنے بہت احتراز رکھتا ہے چنانچہ اپنی کتاب مذکور کے دیباچے
مین تاریخ نویسی کی پہلی شرط جو لکھی ہے یہہ ہے ۔ شرط اول این است کہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ
وپاک مذہب باشد چہ بعضے بدمذہبان چون طغاۃ خوارج وغلاۃ روافض قصص وآثار ناپسندیدہ بر صحابہ وتابعین
بستہ اند وسخنان مشہور وجمہور مردود ومقبول در تالیفات خود ایراد کردہ اند ومردم را فریب دادہ وہیچ
کسی را بر اصل خداع وکید ایشان اطلاع نبود وچنان پندارد کہ روایات آن جماعت مقتبس از مشکوۃ نبوت
است وبواسطہ این اعتقاد فاسد در ضلالت وگمراہی افتد انتہی ۔ باوجود ایسا احتراز رکھنے کے اپنی
کتاب کے بعضے مواضع مین لغزش کھائی ہے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور طلحہ وزبیر کو جو حضرت
علی مرتضی کے ساتھ مخالفت ہوئی اس مین بعضے بے اصل باتین جو شیعہ کے مفتریات وموضوعات سے ہین
لائی ہین ۔ شاید اس لغزش کا سبب یہہ ہوگا کہ کسی شیعہ کی کتاب کو سنی کی تالیف سمجھ کے اس سے نقل
کیا ہے ۔ اس سے زیادہ عجب یہہ ہے کہ روضۃ الاحباب مین بھی مشاجرات مذکورہ مین بعضے باتین ایسے ہی
مرقوم ہین یہہ بھی دو حال سے خالی نہین ۔ یا کسی ویسے ہی شیعی کی کتاب سے نقل کین ہین یا کسی شیعی نے
الحاق کر دی ہے ظن غالب الحاق کا ہے واللہ اعلم ۔ یہہ تو شیعہ کا بڑا کید ہے کہ ایک کتاب آپ تصنیف
کرکے کسی سنی کے نام سے مشہور کرتے ہین اور کسی سنی کی کتاب مین الحاق بھی کر دیتے ہین چنانچہ
قدوۃ المفسرین عمدۃ المحققین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین شیعہ کے
کیدون مین لایا ہے کید پنجاہ ویکم آنکہ جمعی از ایشان مخادعہ میکنند با مورخان اہل سنت یعنی کتابے
در تاریخ تالیف می کنند واز اخبار وقصص چیزی موہم آنکہ مولف این کتاب خارج از اہل سنت است
وہیچ نمی نمایند ولکن در سیر خلفا واحوال صحابہ ومحاربات ایشان چیزی قلیلی از مذہب خود داخل میکنند

و بعضے مورخین اہل سنت ازان کتاب بگمان آنکہ مولف آن از اہل سنت است نقل نمایند و بغلط افتند و رفتہ
رفتہ موجب ضلالت ناظران بے تحقیق شود و نقش این کید ہم برمراد ایشان نشستہ عالمی را از مصنفین تواریخ
در ورطہ غلط انداختہ و ناظران تواریخ را در ربقہ ضلالت کشیدہ حتی کہ سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب
نیز در بعض جاہا ازین قبیل تواریخ نقل آوردہ خصوصاً در قصہ بیعت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و توقف
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و در قصہ قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ و علامت این قسم نقول در کتاب او آنست کہ میگوید
در بعض روایات چنین آمدہ ـ اما محققین اہل سنت از نظر در تواریخ مصنفہ مجاہیل احتراز تام واجب دانستہ اند
کید پنجاہ و دوم آنکہ مخادعہ میکنند با مورخین اہل سنت بنہجے دیگر مثلاً کتاب در تاریخ نویسند و دران
کتاب از تواریخ معتبرہ اہل سنت نقل نمایند و اصلاحیات در نقل نکنند لکن چون نوبت بذکر صحابہ و مشاجرت
آنہا رسد بعضے قدحیات ایشان از کتاب محمد بن جریر طبری شیعی کہ در مثالب صحابہ تصنیف کردہ یا از کتاب او کہ
در امامت نوشتہ و ایضاح المسترشد نام او نہادہ نقل نمایند و نام آن کتاب صریح نگویند پس درینجا ناظرین را
غلط افتد کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی است کہ تاریخ کبیر مشہور است و اضح التواریخ است پس
مورخان نقل در نقل نمایند و موجب تحیر شود و متبعین آن نقل در ورطہ ضلالت گرفتار شوند و این کتاب یعنی تاریخ
کبیر بسیار عزیز الوجود است کم کسی را نسخۂ او میسر آمدہ آنچہ نزد مردم مشہور است مختصر اوست کہ از محرفات سمنکی
شیعی است و سیجی حالہ ان شاء اللہ تعالی و مترجمین آن مختصر نیز اکثر شیعہ گذشتہ اند پس تحریف در تحریف
دران راہ یافتہ **کید پنجاہ و سیوم** آنکہ بعضے مورخین ایشان کتابی نویسند در تاریخ و دران کتاب
اکاذیب صریح و قوادح موحشہ صحابہ بے نقل از کسی و بی سند ذکر نمایند تا بعضے بے تمیزان از دست نقل برگیرند
و در تصانیف خود و محاورات خود بکار برند و رفتہ رفتہ شہرت یابد و مردم را اختلاف روایات موجب تشکک
شود و اول این کار را از ایشان ابو مخنف لوط بن یحیی ازدی شیعی کردہ است و اکثر قصص حروب صحابہ کہ در
کتاب او مندرج است از موضوعات و مخترعات اوست انتہی ـ غرض شیعہ کے ایسے کید و بہت ہیں صحابہ
ماجدین و جناب ام المومنین پر بہت سے روایات واہیہ و قصص کاذبہ وضع کئے ہیں اہل سنت میں بڑی تفتیش
و تحقیق ضرور ہے خصوصاً مصنفون اور مولفون کو لازم ہے کہ اخذ روایات میں بڑا احتیاط کریں ہان کوئی روایت
شیعہ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ پائی جاوے اور روایت اہل سنت کے مطابق یا موید پڑتی ہے ـ یا کوئی
قصہ ایسا ہو کہ جس میں تفصیل یا طعن صحابہ کا مذکور نہ ہے مذہب کی مطابقت یا مخالفت سے کچھ علاقہ نہ رکھے

مثلاً جنگ کفار کا قصہ اور غازیان اسلام کی جانمردی ایسی باتین شیعہ کی کتب سے لیوین تو کچھ مضائقہ نہین
بعض مقیر بھی اگرچہ اکثر روضتہ الاحباب سے لیا ہے لاکن حضرت علی وجناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر کی مخالفت مین جو بعضے
بے اصل روایتین مذکور ہین اور دسے سوانح جو صاحب اثنا عشریہ نے جتلایا فرمایا ان سے احتراز کیا غرض
حتی المقدور بڑا احتیاط مرعی ومنظور رکھا۔ کوئی ایسی روایت جو شان صحابہ کے لایق نہو نہین لائی شیعہ کے
موضوعات ومفتریات سے قلم کو بہت دور رکھا مع ہذا کہین سہو بشری سے قلم چلا ہو تو حق سبحانہ وتعالی شانہٗ
سے امید عفو رکھتا ہے کہ اپنے لطف وکرم سے بخشدے علماے اعلام کی خدمت مین بھی ملتمس ہے کہ کہین
سہو وخطا پائی جاوین تو قلم اصلاح جاری کرکے ماجور ہووین۔ **مطاعن ام المومنین عائشہ صدیقہ**
زوجہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہا پہلا طعن یہ کہ اس بی بی
نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک پھر وہان سے بصرے کی طرف سفر کیا۔ حالانکہ اللہ تعالی نے ازواج مطہرات
کو اپنے گھرون سے نکلنا منع فرمایا اور انہین مکانات کثیر البرکات مین قرار پکڑنے کا حکم کیا قولہ تعالی وَقَرْنَ
فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى الایة پس اس بی بی کو کیا مناسب تھا کہ ناموس
رسول کی محافظت نہ کی۔ ایک لشکر کے ہمراہ کہ جس مین سولا ہزار شخص سے زیادہ اوباش وارازل جمع آے تھے
خروج کیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ اپنے گھرون مین قرار پکڑنا اور باہر نہ نکلنا اگر مطلق ہوتا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف کے نزول کے بعد اپنے ازواج مطہرات کو حج وعمرے کا سفر
نکرواتے اور غزوات مین اپنے ہمراہ نہ لیجاتے۔ اور والدین کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور مردگون کی
تعزیت کے لئے اپنے قرابتدارون کے گھر جانے سے منع فرماتے ایسا تو نہین وہو باطل قطعاً۔ پس معلوم
ہوا کہ اس امر ونہی سے مراد حکم ستر اور حجاب کا ہے۔ تا چادر پوشون کے مانند کوچہ وبازار مین ہرزہ گردی نکرین
اور سفر کرنا منافی ستر اور حجاب کا نہین۔ عورات مخدرہ جو نہایت ستر اور حجاب مین رہا کرتے ہین جیسے خواتین ہند
اور بادشاہون کی بیگمات بھی لشکر کے ہمراہ نکلتے ہین خصوصاً جو سفر کہ دینی یا دنیوی مصلحت پر متضمن ہو جیسے جہاد
اور حج وعمرہ۔ اور ام المومنین کا یہ سفر بھی حسب اصلاح ذات البین کے لئے اور خلیفہ عادل کا قتل جو ظلم وجفا سے
ہوا تھا اس کے قصاص کا حکم جاری کرنیکے واسطے وقوع مین آیا۔ حج وعمرے کے ہی سفر سا ہوا۔ اگر اس
زمانے مین بھی کسی نے عرف عام مین کہے کہ فلان عورت خانہ نشین ہی باہر نہین آتی ہے۔ اس سے کیا مفہوم
ہوتا ہے الفاف کیا چاہیئے **دوسرا جواب** یہ ہے کہ دوسرے ازواج طاہرات جیسے بی بی ام سلمہ

اور بی بی صفیہ کو شیعہ کے پاس مقبول و معتبر ہین حج اور عمرے کے لیے اپنے گھرون سے نکلتے تھے اور
ام سلمہ اس سفر مین مکہ معظمہ تک شریک تھین اور جناب صدیقہ کے ہمراہ بصرے تک جانا چاہتی تھین لاکن
ان کا فرزند عمر بن ابی سلمہ اپنے کئی مصلحتون کی رعایت کرتے منع کرنے سے نہین گئین۔ جب اللہ تعالی ازواج
مطہرات کو ستر اور پردے کے ساتھ اپنے گھرون سے نکلنی کی تجویز فرمادے پھر اس پر طعن و تشنیع کرنا
محض ژاژ خائی ہے۔ قوله تعالی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا أَذِنَ
لَكُنَّ أَنْ يَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ ہان عورت کے سفر مین شرط یہ ہے کہ محرم ساتھ رہے۔ اس سفر مین تو عبد اللہ بن زبیر
جو بی بی کے ہمشیرہ زادہ حقیقی تھے ان کے ہمراہ تھے اور طلحہ بن عبید اللہ جو بی بی کی خواہر ام کلثوم بنت ابی بکر کے
شوہر۔ اور زبیر بن العوام ان کی دوسری خواہر اسما بنت ابی بکر کے شوہر۔ اور ان ہر دو کے اولاد بھی ہمراہ تھے
اور ابن قتیبہ کہ جس کی تاریخ پر شیعہ کو کتاب اللہ سے زیادہ اعتماد ہے اپنی تاریخ مین لکھتا ہے لما بلغنی
بيعة على أمرت أن تعمل لها هودج من حديد وجعل فيها موضعا للدخول والخروج
وابنا طلحة وزبير معها اور پیغمبر کی ازواج مطہرات کے حق مین سب امت کے رجال محرمیت کا حکم فرزند کا
رکھتے ہین۔ پس ان بی بیون کو امت کے ہر فرد کے ساتھ نکلنا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جمیع علماے اہل سنت کا
اسی واسطے خلیفہ ثانی اپنے عہد مین جب ازواج مطہرات کو حج کے لئے بھیجا عثمان اور عبد الرحمن بن عوف کو
ہمراہ دیا اور فرمایا کہ وانتما ولدان باران لهن پس تم سے ایک ان کی سواری کے آگے آگے رہے اور ایک
سواری کے پیچھے۔ اور ان امور کے قطع نظر لفظ قوله تعالی تبرجن تبرج الجاهلية الاولى صریح اسبات
پر دلالت کرتا ہے کہ حق تعالی نے عورات کو گھرون سے نکلنا مطلقا منع نفرمایا ہے بلکہ بے پردہ زینت و زیور
کے ساتھ رنگین لباس کو ظاہر کرتے ہوے گھرون سے نکلنا جو جاہلیت کا رسم تھا منع کیا ہے۔ پس خود نہی
تمسک سے ساقط ہوا۔ اب ہم آئے اسبات پر کہ امر وقرن في بيوتكن جو قرآن مین آیا ہے سابق سے
تو بارہا معلوم ہوا کہ شیعہ کے پاس صیغہ امر متعین وجوب کے واسطے نہین تا اس کی مخالفت مین کچھ محذور لازم
آوے **دوسرا طعن** یہ کہ عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے طلب خون عثمان کے لئے سفر کیا حالانکہ ان کو
عثمان بن عفان کے ساتھ کیا علاقہ۔ ان کے کچھ وارث نہین تھین اور انکے ساتھ کچھ قرابت نہین رکھتی تھین پس

یعنی طلحہ و زبیر کے فرزند ان بیبیوں کے بھانجے تھے

معلوم ہوا کہ جناب امیر کے ساتھ ان کو بغض وکدورت تھی اسیواسطے یہہ سب فتنہ برپا کیا۔ اور آگے
آپ ہی لوگونکو قتل عثمان پر تحریص کرتی اور کہتی تھین اُقْتُلُوا نعثلاً چنانچہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب
مین ذکر کیا کہ ان عایشه اتاها خبر بیعة علیّ وکانت خارجة من المدینة فقیل لها قتل عثمان وبایع
الناس علیاً فقالت ما أبالی ان تقع السماء علی الارض قتل واللہ مظلوما انا طالبة بدمه
فقال لها عبید اول من طعن علیه واطمع الناس فی قتله لانت ولقد قلت اقتلوا نعثلا
فقد فجر فقالت عایشة قد واللہ قلتُ وقال الناس فقال عبید فمنك البدا ومنك الغیر ومنك
الریاح ومنك المطر وانت امرت بقتل الامام وقلت لنا انه فجر۔ **جواب** اس طعن کا یہہ ہے
کہ جب خلیفۂ عادل سب مسلمانون کا نائب ہے۔ انکے مال کی حفاظت اور تقسیم غنیمت مین۔ اور بی بی
عایشہ جو ام المومنین اور حرم رسول رب العالمین تھین احکام الٰہی کی تنفید کے لئے کہ قصاص جس مین
عمدہ کام ہے۔ خصوصاً ایسے مظلوم کا قصاص جو باوصف خلافت وریاست کے جو بے وجہ شرعی
مارے گئے ہو کس لئے نہ نکلے۔ اور ہاتھ پاؤن نہ مارے حاشا یہہ بات نہین کہ جناب عایشہ کو حضرت
علی کے ساتھ یا حضرت علی کو جناب عایشہ کے ساتھ کچھ بغض رہے بلکہ اسنے ہر ایک نے دوسرے
کے فضائل ومناقب بیان کئے ہین اخرج الدیلمی عن عایشة رضی اللہ عنہا انها قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی عبادة (حب علی عبادت ہے) اور نکلنا اس بی بی کا جناب امیر کے قتال کے لئے نہین بلکہ
محض اصلاح ذات البین اور حضرت عثمان کے قاتلون سے قصاص لینے اور انکو حضرت امیر کے لشکر
سے نکال دینے کے لئے تھا تا طلحہ وزبیر اور دوسرے صحابہ جو قاتلان عثمان کے متولے سے متوہم
ہو کے فرار کئے تھے اطمنان خاطر کے ساتھ حضرت امیر کے رفیق ہو وین۔ اور ان کے اتفاق سے قاتلان فتنہ
کے امور انتظام پاوین۔ معاویہ اور دوسرے باغی لوگ بر سر حساب رہین۔ اور تاریخ سے تو قطعاً یہہ بات
معلوم ہوئی ہے کہ حضرت عثمان کے قاتلون نے اس مظلوم کے قتل کے بعد طلحہ وزبیر کے قتل کا بھی ارادہ
کیا تھا۔ اور ان ظالمون سے نفاق کے کلمات برملا ظاہر ہوتی تھین۔ پس ولیون سے بدلہ لینا کیونکر ضرور
نہوگا۔ اور وہ جو لکھتے ہین کہ بی بی عایشہ حضرت عثمان کے قتل پر لوگونکو تحریص کرتی اور ان کو نعثل کہتی
تھین۔ یہہ سب مفتریات سے ابن قتیبہ اور ابن اعثم کوفی اور سمساطی کے ہے ان کذابونکی جماعت تو مشہور
ہے واقعہ جمل مین اور دوسرے تواریخ مین ان کاذبون نے ایسی باتین ذکر کی ہین کہ شیعہ وسنی کے

اتفاق سے محض افترا اور صرف بہتان ہیں یہہ بڑی بے انصافی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے باب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ہیں خدا اور رسول کی شہادت کو ہم طاق میں رکھ چند کوسفے کے اعوان الشیاطین کے اقوال کا ذب کی طرف جاویں اور اپنے دین و ایمان کو انکی اتباع سے برباد کریں! اسکی بنا وہ قولہ تعالیٰ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ اُولٰئِکَ مُبَرَّؤُنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ابن قتیبہ کا وہ قول کس طرح اہل سنت حضرت صدیقہ کے حق میں باور کرین گے۔ حالانکہ ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی متعدد طریقوں سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو فرمایا کہ

یَا عُثْمَانُ لَعَلَّ اللّٰهَ یُقَمِّصُكَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ثَلٰثًا **بیستواں طعن** یہہ کہ حضرت عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور واقعہ جمل میں اس خلاف پر اصرار کیا تفصیل اس کی یہہ ہے کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اور محمد بن مسکویہ نے تجارب الامم میں اور ابن قتیبہ نے کتاب السیاسہ میں لایا ہے کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر چشمہ حواب پر پہنچا اس جگہہ کے کتے بھونکنے لگے۔ بی بی نے محمد بن طلحہ سے دریافت کی کہ اس چشمے کا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ اس کو حَوْاَب کہتے ہیں بی بی نے کہا کہ میرے اونٹ کو پھیرو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کس لئے حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ اپنے ازواج مطہرات کو فرماتے تھے کانی اری باحدٰکن تنبحها کلاب الحواب فایاک ان تکونی یا حمیراء پس با وجود یاد کرنے اس نہی کی مخالفت پر اصرار کیا اور اس مقام سے نہ پھرے **جواب** اس طعن کا یہہ ہے کہ حضرت عائشہ مراجعت کا قصد کرنا ان روایتوں سے بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ اہل سنت کی روایات میں صراحۃً آیا ہے کہ بی بی نے فرمایا رُدُّوْنِیْ رُدُّوْنِیْ یعنے مجھکو پھیرو مجھکو پھیرو۔ اور اس قصے کا تتمہ اہل سنت کی روایات میں اس طرح صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ نے مراجعت کے باب میں جب استاد کیا لشکر والوں نے پھیر و ہاں سے پھر جانے میں انکی موافقت نہ کی باہم جھگڑ رہے تھے ایسے میں مروان بن الحکم اور دوسرے لوگوں نے اس گرد نواح کے دیہاتی لوگوں کو جو اسی آدمی کے قریب تھے گواہ لے آئے کہ اس چشمے کا نام حَوْاَب نہیں ہے تب بی بی نے آگے روانہ ہوئیں یہہ ہی اس طعن کا جواب جو موافق روایت کے ہے۔ لاکن درایت کی راہ کر سکتے **جواب دوسرا** ہے وہ یہہ ہے کہ حدیث مذکور میں چشمہ حواب پر گزرنے کا منع نہیں آیا بلکہ اس پر

اشارہ بھی نہین ہوا۔ ہان اس حدیث سے اس قدر مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنی بی بیون کو خبر
دی کہ تمہارے سے ایک کو مصیبت پیش آیگی۔ سو فی الواقع وہ حادثہ ایک مصیبت عظیم تھا کہ حضرت کی حرم
محترم کی خفت کا سبب ہوا۔ اور مقصود اصلی جو اصلاح ذات البین تھا سرانجام نہ پایا اور مسلمانون مین مفت
مقاتلہ ہو گیا۔ اور اس حدیث سے نہی سمجھنی اور اس کی مخالفت کے بعد پھر مخالفت پر اصرار کرنیکی نسبت بی بی
کی طرف کرنی کس طرح ہو سکیگا علی الخصوص لفظ اِیَّاکِ اَنْ تَکُوْنِیْ یَا حُمَیْرَا تو اہل سنت کی معتبر کتابون مین
موجود نہین اگر بالفرض موجود بھی ہو اس باب سے ہے کہ عاقلون سے ہر کسی نے اپنے اہل و عیال اور اولاد و ازواج
کو ان آفتون سے ڈراتا ہے کہ جنکا واقع ہونا معلوم ہو یا مظنون جیسے راہون کا خطر اور گھرون کی سوء تدبیری۔
ایسی تحذیر شرعی منہیات سے نہین۔ حضرت بھی اس قسم کے امور اپنے عمل مین لاتے تھے جب تک صراحۃً شرعی
نہی نہ آوے۔ پس ایسے امور کی مخالفت کو معصیت کہنا کمال تعصب اور عناد سے ناشی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے ایکبار شب کے وقت جناب امیر کے گھر تشریف فرما کے نماز تہجد کی تاکید فرمائی حضرت امیر نے
صاف جواب دیا کہ وَاللّٰہِ لَا نُصَلِّیْ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا یہ سنکے حضرت نے مراجعت کی۔ اور ہنستے ہوے پھیر
اپنی رانون پر مارتے اور فرماتے تھے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا پس اب اس مخالفت کو اُس مخالفت
کے ساتھ وزن کیا چاہئے اور اس اصرار کو اس اصرار کے ساتھ موازنہ کرکے دیکھئے حالانکہ حضرت عایشہ
اس اصرار مین معذور تھین۔ کیونکہ مکہ معظمہ سے نکلنے کے وقت بی بی کو یہ بات بھی معلوم نہین تھی کہ چشمہ حواب
اس راہ مین واقع ہے اور اس راہ سے گذرنا لازم آویگا۔ اور جب اس چشمے پر گذر ہوا اور سننے مین آیا کہ
یہ وہی چشمہ ہے مراجعت کا ارادہ مصمم کیا لاکن پھرنا میسر ہوا کیونکہ لشکر والون سے کوئی پھر جانے مین
بی بی کا رفیق نہوا۔ اور حدیث مین بھی وہ واقعہ ظاہر ہونیکے بعد کیا چاہئے کچھ ارشاد نفرماے ہین
پس بی بی نے ناچار اصلاح ذات البین کے قصد سے جو بلاشبہ مامور بہ ہے آگے روانہ ہوئین پس
اس مرور مین حضرت عایشہ کی حالت اس شخص کی حالت کی سی ہے کہ دور سے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک
چاہ مین گرنا چاہتا ہے بے اختیار اسکے بچانیکے لئے دوڑا۔ اور دوڑنیکے وقت بخبر ایک نماز پڑھنے والے
کے روبرو سے اسکا گذر ہوا۔ جب مصلی کے مقابل ہوا تب اسکو اطلاع ہاتھ دی کہ مین نماز پڑھنے والے کے
روبرو ہون۔ پس لوٹ جاتا ہے تو وہ بچہ کنوے مین گرتا ہے اور یہ مرور جو واقع ہوگیا اسکا تدارک بھی ہو سکتا
نہین سو ویسا شخص ناچار اس بچے کی خلاصی کا قصد کریگا اور اس مرور کو اپنے حق مین معفو سمجھیگا۔

چوتھا طعن یہہ کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرے مین پہنچا۔ بیت المال کو غارت کیا
اور حضرت امیر کے عامل کو جو عثمان بن حنیف انصاری صحابی رسول تھے اہانت سے اخراج کیا جواب
اس طعن کا یہ ہے کہ یہہ امور جناب صدیقہ کے رضامندی سے واقع نہوے چنانچہ یہ مقدمہ واقع ہوے
کے بعد عثمان بن حنیف کو راضی کرنے کے باب مین تو بہ نہایت تک سعی فرمائی اور عذر چاہا۔ اور جناب امیر کے
لشکریون سے جو مالک اشتر وغیرہ تھے کوفے مین ابوموسی اشعری کے ساتھ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آیا
کہ انکا گھر جلا دیا۔ اور مال ومتاع غارت کیا۔ اگر محل طعن ہے تو ہر دو جگہ ہے اور نہین ہے تو ہر دو جگہ نہین
معہذا فرق بھی ہے کیونکہ بیت المال سب مسلمانون کا حق ہے۔ طلحہ وزبیر نے تو اول عثمان بن حنیف
سے پیغام کیا تھا کہ ہمارے ساتھ مسلمانون کی ایک جماعت کثیر خلیفہ مقتول کے طلب قصاص کے لئے فراہم
آئی ہے۔ جسنے جو توشہ ہمراہ لیا تھا آخر ہو گیا۔ آخر خزانہ بیت المال تم روانہ کرین ہم ان مسلمانون مین تقسیم
کرین گے۔ جب عثمان بن حنیف نے یہہ بات قبول نہ کی اور جنگ وقتال پر مستعد ہوا۔ بلکہ ان کے لشکریون
کو بصرے کے شہر مین آنیسے منع کر دیا اور دانہ چارہ اور آذوقہ لشکریون پر بند کیا۔ قریب تھا کہ آدمیونکو
قوت اور جانورون کو چارہ نہونے سے لشکر ہلاک ہو جاوے۔ تب ناچار اس واقعہ سخت کو دفع کیا جب
لشکر کے اوباش اور عرب کے اجلاف کما ینبغی کسیکے محکوم نہین رہتے ہین بے محابا شہر مین داخل ہوے اور
بیت المال کو جو اپنا حق جانتے تھے غارت کیا اس صورت مین ملامت اور عتاب کا کیا محل ہے بعد اللتیا واللتی
اہل سنت جناب صدیقہ اور طلحہ وزبیر کو انبیا کے مانند معصوم نہین جانتے ہین۔ ایسے لشکریون کو معصوم
جاننا تو کہان۔ تا ایسے امور صادر ہووین تو ان کے اعتقاد مین خلل آوے جبکہ طلحہ وزبیر کا قتل اور بی بی
عائشہ کی اہانت جو حضرت امیر کے لشکریون سے واقع ہوی اور ظاہر ہے کہ انکا مرتبہ اہل سنت کے پاس
عثمان بن حنیف کے بنسبت آسمان وزمین کا حکم رکھتا ہے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز نہوا
بی بی کے لشکریون سے جو امور صدور پاوے کس لئے اہل سنت کے اعتقاد مین خلل انداز ہوئین گے۔

عن حبش بن زیاد الضبی قال سمعت الاحنف بن قیس یقول لما ظهر علی علی اهل الجمل ارسل
الی عائشة ارجعی الی المدینة قال فابت قال فاعاد الیها الرسول والله لترجعن اولا
بعثن الیک نسوة من بکر بن وائل معهن شفار حداد یاخذنک بها فلما رأت
ذلک خرجت رواه ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه ۔ پانچوان طعن یہہ کہ تمام

صدیقہ رضی اللہ عنہا آخر عمر میں کہتی تھیں کہ قاتلت علیاً وَدِدتُ انی کنتُ نسیاً منسیاً
جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ روایت اس لفظ کے ساتھ صحت کو نہیں پہنچی ہاں اس قدر صحیح ہے کہ
بی بی نے جب جنگ جمل کو یاد کرتیں اس قدر روتی تھیں کہ انکی سینہ مبارک اشک سے بھیگ جاتی۔ اس لئے
کہ خروج میں جلدی کی اور تامل نہ کی۔ اور آگے اسبابات کی تحقیق نہ فرمائی کہ چشمہ حواب اس راہ میں واقع ہے یا نہ
یہاں تک کہ ایسا واقعہ عظیم رو دیا۔ اور اہل سنت کی کتابوں میں یہ لفظ حضرت امیر سے مروی اور صحیح ہے کہ جب
ام المؤمنین کے لشکر کو شکست ہوئی اور طرفین کے لوگ مارے گئے۔ حضرت امیر نے مقتولوں پر نظر کرکے کمال
حسرت سے اپنے رانوں پر مارنے اور فرمانے لگے یالیتنی مِتُّ قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً پس اگر جناب
صدیقہ سے بھی ایسی عبارت ثبوت کو پہنچے اسی قبیل کی ندامت ہوگی کہ اس قسم کی خانہ جنگی میں ہر دو جانب
رو دیتی ہے کہ یہ تو طرفین کا کمال انصاف اور رجوع حق اور ایک دوسرے کے مرتبوں کی معرفت سے ہے
اور یہ کیا بلا ہوگی کہ اس کو مطاعن میں شمار کرتے ہیں

مطاعن اصحاب کرام کے عموماً

پہلا طعن یہ کہ صحابہ دوبارہ مرتکب کبیرہ ہوئے۔ اول جنگ احد میں فرار کئے۔ دوسرا جنگ حنین میں
یہ ہر دو جنگ کفار کے ساتھ تھے کافروں کے جنگ سے خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
رفیق ہو کے فرار کرنا کبیرہ ہے۔ **جواب** احد کے دن کا فرار نہی کے آگے تھا مع ہذا عفو بھی ہوا
بموجب نص قرآنی کے لقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم اور منافقوں کا فرار قتل سے آگے
تھا اور مومنوں کا فرار قتال اور شکست اور حضرت کی شہادت کی خبر شائع ہونے کے بعد ہوا جب
لشکر کے سردار اور امیر مارے جاویں اور جمعیت میں تباہی آوے پھر فرار نہی و ممنوع نہیں رہتا ہے
اور حنین کے روز کا فرار حقیقت میں فرار نہیں تھا۔ بلکہ بے تدبیری اور خالد بن الولید کی سبقت اور کفار
کے کمین گاہ سے غفلت کا سبب تھا کہ جنگل میں چپ و راست پوشیدہ بیٹھے تھے اور گذرنے کی
جگہ بھی تنگ تھی۔ اور راستے میں غار اور نشیب و فراز واقع تھا۔ پس غازیوں میں بھی پس و پیشی اور نشیب
و فراز ہی رو دی۔ اس اثنا میں بعضے لوگوں نے جو پیچھے دی صحابہ کبار سے نہیں تھے بلکہ طلقاء کہ اور
مسلمۃ الفتح یعنے کہ کے فتح کے دن نیا اسلام لائے ہوئے لوگ تھے انہوں نے بھی اس پر اصرار کیا
بلکہ لوٹ آکے پھر جنگ پر آمادہ ہوئے دلیل سے اس آیہ کریمہ کے ثم انزل اللہ سکینتہ علی
رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروھا اور حضرت نے بھی اس سبب سے کسی پر عتاب نہ فرمایا

کیونکہ آپ کو ان کا عذر معلوم تھا پس دوسروں کو بھی اور طعن کی جائے نہیں۔ اور شیعہ کے پاس تو جب بلا کثرت متیقن ہو جنگ کفار سے فرار جائز ہے نص علیہ ابو القاسم بن سعید فی شرائع سو اس جگہ بھی یہی صورت تھی کیونکہ گذرگاہ نہایت تنگ تھی اور کفاروں نے ہر دو طرف سے جو تیر چلاتے تھے اہل اسلام زخمی ہوتے تھے ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا تب ناچار پیچھے ہٹے کہ کفار میدان میں آویں تاکہ وہ راہ سے کفار پر حملہ کریں۔ جب بعض پیغمبروں کے حق میں کبائر کا ارتکاب شیعہ نے اپنی صحیح روایتوں سے ثابت کیا ہو جیسے حضرت آدم و حضرت یونس وغیرہما حالانکہ انبیا کی عصمت قطعی اور مجمع علیہ ہے اگر صحابہ سے کہ بالاجماع معصوم نہیں تھے ایک گناہ صادر ہو وے اور پھر زلال توبہ و استغفار اور رحمت پروردگار سے وہ دھویا جاوے کیا عجب اور کونسا محل طعن ہوگا۔ اور صد ہا انکی طاعتوں اور جہاد کی مشقتوں کو تو ترک کیا جاتا ہے اور ان کے حق میں جو بشارتیں کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں ان سے چشم پوشی کرنی اور ایسے نادر عیوب کے تجسس میں پڑنی ایمان کی شان نہیں ہے۔ اور ایسے شبہات سے اہل سنت کو الزام دینا اس وقت ہو سکیگا کہ ان کے اعتقاد میں خلل انداز ہو۔ جب اہل سنت انبیا کے سواے کسی کے حق میں عصمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں پس انسے صدور گناہ ہو تو کیا پروا ہاں اس قدر ہے کہ اہل سنت صحابہ کے جمیع امور کو حقوق صحبت اور حضرت کی خدمت اور انکی جانبازی اور اپنے خانمان کا ترک کرنا اور اپنا جان و مال راہ خدا میں فدا کرنا اور دین شریعت کی ترویج دینی اور جو آیتیں کہ ان کے شان میں نازل اور جو حدیثیں کہ انکی فضیلت میں ناطق ہیں اور انکے مرتبے کی بلندی پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور شیعہ سواے چند عیوب اور گناہ کے نہیں دیکھتے ہیں نعوذ باللہ منہا

دوسرا طعن یہ کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں مروی ہے کہ یُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أُصَيْحَابِي أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ حدیث صریح ناطق ہے کہ مراد ان لوگوں سے وے مرتدین ہیں جنکی موت کفر پر ہوئی اہل سنت سے کوئی شخص ویسے لوگوں کو صحابی نہیں کہتا ہے اور انکی خوبی بزرگی کا معتقد نہیں ہوتا ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم جو جماعت آپکے حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے

اس بلا مین مبتلا ہوے اور اپنی عاقبت تباہ کر لی نعوذ باللہ منہا۔ اہل سنت کا کلام ان صحابہ مین ہے
جو دولت ایمان اور نیک عمل کے ساتھ اس جہان سے گزرے لاکن اختلاف آرا کے سبب سے آپس مین
مناقشات اور مشاجرات بھی رو دئے اور ہر دو طرف کے لوگ ایکدوسری کی تحقیر کی بلکہ ایک دوسرے کے ایمان
پر گواہی دی۔ پس شیعہ ایسے اشخاص کے باب مین کوی روایت کرتے ہین تو لے آوین مرتدین کی برائی
تو فریقین کے نزدیک ثابت ہی۔ ان مرتدون کے قاتل تو حضرت کے صحابہ ہی تھے کہ انہون نے بلاشبہہ
دین کے جھنڈے بلند کئے اور اکاسرہ اور قیاصرہ کے ساتھ راہ خدا مین جہاد کرکے انکو خوار و ذلیل کر دیا اور
ہزارون لاکھون شخص کو دایرہ اسلام مین لا کے تعلیم قرآن کی اور انکو نماز اور شریعت کے احکام سکھلائے
اور قطعاً یہہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کو مسلمان بنانا یا نماز سکھلانی یا تعلیم قرآن کرنی کس قدر ثواب ہے
اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد و قتال کرنا دین مین کیا درجہ رکھتا ہے باین بالتخصیص ان بزرگون کے
حق مین اللہ تعالی نے بشارتین دین اور قرآن مجید مین نیک وعدے کئے ہین چنانچہ فرماتے ہین وعد اللہ

الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم
ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا اور کئی جگہہ فرماتے ہین۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری تحتها الانهار
خالدین فیها ابدا اور فرمایا وبشر المؤمنین بان لهم من الله فضلا کبیرا اور فرمایا فالذین
هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنهم سیاتهم ولادخلنهم جنات تجری من تحت الانهار

اس جگہہ یہہ دقیقہ جاننا چاہئے کہ انبیا کے جناب مین بے ادب ہو کے دشنام وطعن سے پیش آنا اسلئے کفر
اور حرام ہے کہ سب وطعن کا وجہ یعنے کفر و معاصی ان بزرگون مین پایا جاتا نہین بلکہ تعظیم و توقیر اور ثنا کے نیک
موجبات ثابت و فور کے ساتھ ان مین موجود ہین۔ جب مومنون کی ایک جماعت ایسی ہو کہ تعظیم و تکریم کے
اسباب بھی موجود رہین اور انکے گناہون کی مغفرت اور کفارہ نص قرآنی سے ثابت رہے یقیناً یہہ جماعت
بھی سب وطعن اور تحقیر حرام ہونے مین انبیا کے حکم مین ہو گی نہایت کار یہہ کہ انبیا مین تحقیر کے اسباب
موجود نہین اور اس جماعت مین وہ اسباب موجود ہو کے معدوم ہوے اور یہہ معدوم جو بعد الوجود ہے
اس باب مین معدوم اصلی کے مانند ہے اسیواسطے تایب کو اس کے گناہ سے یاد کرنا حرام ہے اور صحابہ کے سوا

عوام امت یہہ مرتبہ نہین رکھتے ہین کہ ان کے گناہون کا کفارہ اور مغفرت ہم کو قطعا حق سے
معلوم ہوا ہو اور انکی طاعت کی قبولیت اور انکے اعمال رضائے الٰہی سے متعلق ہونا بالتخصیص درجۂ
یقین کو پہنچا ہو پس صحابہ کا فرقہ انبیا اور امتیون کے درمیان برزخ ہے سو اسیواسطے
مذہب منصور یہی ہے کہ صحابہ کے سوا کوئی ہرچند مطیع او رمتقی ہوا گے درجے کو نہین
پہنچا ہے اس نکتے کو محفوظ رکھا چاہیئے کہ نہایت نفیس ہے قرآن مجید مین اور بھی ارشاد ہوا

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا اور بھی ارشاد ہوا

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ
اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر صحابہ سے کسی نے فسق وعصیان کا مرتکب ہوا ہی تو خطا اور
غلط فہمی سے ہوا ہے فسق وعصیان کی کراہت یاد رکھتے ہوے اور جانتے ہوے
فسق وعصیان کرنا محال ہے کیونکہ شوق اور استحسان عاقلون کی اجماع سے افعال اختیاریہ
کی ابتدا مین ضرور ہے کما تقرر فی موضعہ فی الحکمۃ اور بھی ارشاد ہوا اُولٰئک

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ پس معلوم ہوا
کہ صحابہ کے اعمال ظاہری جیسے نماز روزہ اور حج وجہاد وغیرہا ہرگز نفاق اور مکر وتلبیس سے
ناشئے نہین تھے بلکہ انکا ایمان تحقیق ویقین کے ساتھ ثابت ہوا تھا اور بھی ارشاد ہوا کہ

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور بھی ارشاد ہوا لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۔ وقولہ للفقرا

الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ الی آخر الآیۃ الثانیہ اور دوسرے آیتین بھی
اس جماعت کے احتمال نفاق کو کمال صراحت کے ساتھ باطل کرتے ہین وقولہ تعالیٰ

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ صحابہ کو آخرت مین کچھ عذاب نہوگا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
وفات کے بعد انکا نور حبط اور زایل نہوویگا والا ہو نور کہ حبط ہوا اور زوال پایا ہو قیامت کے

روز کس طرح ان کے کام آویگا ۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

یہ آیت بھی نفاق کے احتمال کو باطل کرتی ہے ۔ قولہ تعالیٰ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

یہ آیت بھی صاف قطعی دلالت اسبات پر کرتی ہے کہ صحابہ کے اعمال بد مغفور ہیں اس پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا ۔

قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْفُرْقَانِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ

پس معلوم ہوا کہ ان کے حق میں بدا محال ہے کہ ان کو مغفرت اور بہشت کی بشارت دینے کے بعد پھر دوزخ کے عذاب میں ڈالیں کیونکہ وعدے میں بدا جائز نہیں ورنہ وعدے کا خلاف لازم آویگا ۔ قولہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے فقط عمل کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان کے دلوں میں جو ایمان اور صدق و اخلاص مستقر اور ثابت تھا اور ان کے رگ و پوست میں سرایت کیا تھا اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ان سب پر شامل تھی اور وہ جو شیعہ کے بعض سفہا کہتے ہیں کہ رضا ایک کام کے ساتھ ہو تو اس کام والے کے ساتھ بھی راضی رہنا لازم نہیں آتا ہے یہ قول بھی اس جگہ پیش رفت نہیں ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ فرمایا نہ عن بیعۃ المومنین اور پھر فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ اس کے ساتھ ضم فرمایا ۔ ظاہر ہے کہ عزائم اور نیت و اخلاص کا محل دل ہے پس رضا صاحب عمل کے ساتھ متعلق ہے نہ فعل کے ساتھ اور دل کا جو منبع اور منشا ہے رضا اس کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے نہ فعل کی صورت کے ساتھ ۔ بالجملہ حافظ قرآن کو ممکن نہیں کہ صحابہ کی بزرگی میں تردد رکھتا ہو اگرچہ حدیث و روایت پر نظر نکیا ہو ۔ کیونکہ اکثر قرآن اسی جماعت کی تعریف و توصیف سے مملو ہے اور قرآن دیکھ کے پڑھنے والے ایک آیت سے ایک لفظ کو دیکھتے ہیں لیکن اسکی سیاق و سباق کو یاد رکھ کے غور نہیں کرتے ہیں ۔ کہ اس جگہ کیا قیود واقع ہوئے ہیں ۔ اور اس لفظ کا ضمیمہ کونسی کونسی چیز نظم قرآنی میں ٹھہرائے گئی ہے کہ مبطلین کی تاویل اور جاہلین کی تحریف کو گنجائش نہ رہا ۔ واللہ کہ اگر میرا پدر بزرگوار سوائے حفظ قرآن کے مجھے کچھ تعلیم نکیا ہوتا اس بزرگوار کا عہدہ مالیعقد ایسے کے عہدہ شکر سے میں باہر نہیں آسکتا ہے ۔ روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد ۔ فرزند مرا عشق بیاموز و دگر ہیچ ۔ یہ سب حفظ قرآن کی نعمت ہے کہ دین کے ہر مشکل میں ہم اس کے ساتھ رجوع لا کے اسکو حل کرتے

والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی والصلوۃ
والسلام الاتمان الاکملان علی من بلغ الینا القرآن واوضحہ بالبیان ثم علی آلہ وصحبہ
واتباعہ وورثائہ من العلماء الراسخین خصوصا مشایخنا واساتذتنا فی الطریقۃ والشریعۃ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین **دوسرا طعن** ابوبکر وعمر نے حضرت امیر اور جناب زہرا پر ظلم کیا تو دوسرے صحابہ
انکی اعانت نکی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے دختر و داماد کو ظالموں کے سپرد کر دیا **جواب** اس طعن کا یہ ہے
کہ یہ بات محض افترا اور صریح بہتان ہے شیعہ تو ایسے ہی تہمتیں باندھ کے اپنے مذہب کو قوت دیا کرتے ہیں معاذ اللہ
منہا. اب جاننا چاہئے کہ صحابہ سے کوئی شخص حضرت امیر اور جناب زہرا کے ایذا کا درپے نہوا بلکہ ہمیشہ انکی تعظیم
و توقیر اور محبت و نصرت بجا لاتے رہے جب حضرت علی نے لنفسہ نصرت طلب کی تو نصرت دی اور جان نثاری
سے پیش آئے عبدالرحمن بن ابزی کہتا ہے[1] شہدنا صفین مع علی فی ثمان مائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ
بیعۃ الرضوان وقتل منہم ثلثۃ وستون رجلا منہم عمار بن یاسر وخزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین
وجمع کثیر من المہاجرین والانصار وقد ذکرہم فی الاستیعاب وغیرہ دیکھئے کہ نہج البلاغت میں
حضرت امیر کے خطبے اور اس جناب کے نامے جو معاویہ کے نام سے لکھے تھے موجود ہیں۔ مہاجرین و انصار
آپ کی رفاقت میں حاضر تھے اس بات کو جناب امیر نے اپنی خلافت کی حقیقت پر دلیل لائے ہیں۔ اگر معاذ اللہ
ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے کچھ ان پر ظلم ہوتا کیا امکان ہے کہ وے مہاجرین و انصار جو جنگ صفین
میں رفاقت کی داد دی خاموش رہتے حالانکہ اسوقت حضرت کا زمانہ قریب اور حضرت زہرا بضعۃ الرسول
کی ذات پاک موجود تھی۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو وہ شوکت و قوت حاصل تھی۔ وہی دو فرقوں کے سبب سے تھا
بخلاف معاویہ کے کہ لاکھ شخص کے قریب شامیوں اور اوس سرزمین کے پہلوانوں سے اپنے ہمراہ رکھتا تھا اور
وے مہاجرین و انصار جو حضرت امیر کے ہمراہ تھے انکی کچھ پروا نکرتا تھا۔ سو وہ گروہ صحابہ باوصف اپنی قلت کے
اسوقت جناب امیر کی رفاقت دینی۔ اور خلیفہ اول کے وقت جو مہاجرین و انصار بھی وفور اور کثرت کے ساتھ
حاضر تھے اور نہ لشکر کوئی ہوا تھا نہ شہید ہوا تھا رفاقت نکرنی غیر ممکن ہے۔ خصوصا ظلم و غصب کے مقدمے میں کہ
وہ خاندان رسول سے رفع مظالم کا مقام تھا بخلاف مقدمہ معاویہ کے کہ انہوں نے حضرت امیر کے جنگ پر نہیں
آئے تھے بلکہ انکی بغاوت کے سبب سے جناب امیر نے انپر فوج کشی کی تھی۔ غرض باوجود قلت کے معاویہ کے
جنگ میں حضرت علی کی رفاقت و نصرت پر کمر باندھی اور اپنی کثرت کے وقت رفاقت نہ دینی یہ بات

ہرگز کسی عاقل کے عقل میں نہیں آتی ہے مگر جیسی عقل کو شیطان یا اخوان الشیاطین برباد دیکھے اسکو دشت
ضلالت میں بھٹکایا ہو اللہ کی پناہ یہہ حال جمہور صحابہ کا تھا جو مذکور ہوا۔ اب صدیق اکبر و عمر فاروق کا بھی حال
سننا چاہیے ابوبکر صدیق تو ہمیشہ جناب امیر کی فضیلتیں بیان کرتے اور لوگوں کو انکی محبت و تعظیم و توقیر
پر تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ دارقطنی نے شعبی سے روایت کرتا ہے کہ بَیْنَا اَبُوْبَکرٍ جَالِسٌ اِذْ اَطَّلَعَ عَلِیٌّ
فَلَمَّا رَاٰہُ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اَعْظَمِ النَّاسِ مَنْزِلَۃً وَاَقْرَبِہِمْ قَرَابَۃً وَاَفْضَلِہِمْ وَاَکْثَرِہِمْ غَنَاءً
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ہٰذَا الطَّالِعِ۔ اور اسیطرح عمر بن الخطاب بھی
حضرت امیر کی تعظیم و توقیر بجالانے اور ان سے مشورہ پوچھنے اور صلاح چاہنے میں بہت مبالغہ کرتے تھے
چنانچہ وہی دارقطنی سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے عَنْ عُمَرَ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ قَالَ اَیُّہَا النَّاسُ اعْلَمُوْا
اَنَّہٗ لَا یَتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ اور موؤدہ کے معنے میں اور ایک مہینے یا دو مہینے
کا حمل جو ساقط کرتے ہیں وہ موؤدہ میں داخل ہے یا نہیں جب صحابات میں صحابہ کے درمیان اختلاف
روایات بعضے معتبرعان صحابہ نے کہا کہ یہ بھی موؤدہ ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ وَاللّٰہِ لَا تَکُوْنُ
الْمَوْؤُدَۃُ حَتّٰی تَاْتِیَ عَلَیْہَا التَّارَاتُ السَّبْعُ قَالَ لَہٗ عُمَرُ صَدَقْتَ اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ ابوالقاسم
حریری نے درۃ الغواص فی اغلاط الخواص میں کہا ہے کَانَ عُمَرُ اَوَّلَ مَنْ نَطَقَ بِہٰذَا الدُّعَاءِ
(یعنی پہلے جس نے دعا کی اسی سے ہے)
اور عبداللہ بن عمر جو اپنے پدر بزرگوار کے خلف رشید اور صحابی بالاستقلال بلکہ عمدہ
صحابہ سے ہیں ہمیشہ تاسف کرتے تھے کہ میں نے کس لئے حضرت امیر کے ہمراہ رکاب ہو کے
باغیوں کے جنگ میں شریک نہوا اور آپ کی رفاقت نہ کی۔ اور طبرانی نے اوسط المعاجم میں
روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر نے حضرت امام حسین کو کوفے کی طرف روانہ ہونے کی
خبر سنی نہایت مضطر ہو کے مکہ معظمہ سے دوڑے اور تین منزل پر جاکے امام ہمام سے
ملے اور کہا اَیْنَ تُرِیْدُ فَقَالَ الْحُسَیْنُ اِلَی الْعِرَاقِ فَاِذَا مَعَہٗ کُتُبٌ وَطَوَامِیْرُ
فَقَالَ ہٰذِہٖ کُتُبُہُمْ وَبَیْعَتُہُمْ فَقَالَ لَا تَنْظُرْ اِلٰی کُتُبِہِمْ وَلَا تَاْتِہِمْ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنِّیْ مُحَدِّثُکَ حَدِیْثًا اَنَّ جِبْرَئِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَخَیَّرَہٗ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَاخْتَارَ الْاٰخِرَۃَ وَاِنَّکَ بِضْعَۃٌ
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَلِیْہَا اَحَدٌ مِنْکُمْ فَاَبٰی اَنْ یَرْجِعَ

واعتنقه ابن عمر فبكى واجهش في البكاء وقال استودعك الله من قتيل
وروى البزار نحوه باسناد حسن جيد مطاعن خوارج و نواصب کے جو
حضرت علی پر کرتے ہین - جاننا چاہئے کہ حضرت علی کے مطاعن جو عبد المجید مغربی ناصبی
کی کتاب مین آئے ہین دو قسم پر ہین پہلی قسم وہ ہے کہ نواصب ہی اسکی روایت مین
منفرد ہین - اہل سنت اور شیعہ جو اس جناب کے محب ہین ان روایتون کا انکار کرتے ہین سو
اس قسم کے مطاعن کا اعتبار نہین ہے کیونکہ یہہ انکا افترا و بہتان ہے ان مطاعن سے
فریقین پر الزام نہین عاید ہوتا ہے جیسے حضرت عثمان کے قتل مین شرکت اور جناب عایشہ کے قذف
مین شرکت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم کا نزول دوسری قسم
وہ ہے کہ شیعہ اور اہل سنت کے کتابون مین طرق صحیح سے ثابت ہی سو اس قسم کے مطاعن
البتہ جواب طلب ہین چنانچہ شیعہ اور اہل سنت ہر دو اسکا جواب دیتے ہین - شریف مرتضی
نے جو علماے شیعہ سے ہی کتاب تنزیہ الانبیاء والائمہ مین اور ابن حزم نے جو علماے اہل سنت
سے ہے کتاب الفیصل مین خوارج کے بہت سے مطاعن کو دفع کیا ہے - از انجملہ
یہہ ہے کہ علی مرتضی نے عثمان ذو النورین کے قتل کے بعد انکے ہتیار اور مال [illegible] ضبط کیا
حالانکہ مسلمانون کا مال کسی وجہ سے حلال نہین ہوتا ہے اور ہر چند عثمان ذو النورین کے
وارثون نے طلب کیا پر علی مرتضی نے نہ دیا - اور از انجملہ یہہ طعن ہے کہ جناب امیر نے
امہات الاولاد کے حق مین مذاہب مختلفہ اختیار کئے اور ایک چیز پر قرار نلیا - اول انکی
صحت بیع کا قایل تہا پہر عمر فاروق کے زمانے مین جب اسکے بطلان پر اجماع ہوا جناب
امیر اس اجماع مین داخل ہوے پہر اپنی خلافت مین اسکی صحت بیع پر فتوی دیا اسیواسطے
قاضی شریح نے بالمشافہہ جناب امیر سے بحث کیا اور کہا رایک فی الجماعة احب
الینا من رایک وحدک حالانکہ آپ ہی فرمایا تہا الا ان ید الله علی الجماعة
وغضب الله علی من خالفها اور قرآن مجید مین بہی موجود ہے ومن یتبع
غیر سبیل المؤمنین الایة پس جناب امیر نے اجماع کی صریح مخالفت کی - اور از انجملہ
یہہ طعن ہے توریث جد کے مسئلے مین مختلف صورتین ٹہرائین اور کسی ایک صورت پر قرار

جلایا حالانکہ آپ ہی فرمایا ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یتقحم جراثیم جہنم فلیقل فی الجد اور ازانجملہ
یہ طعن ہے کہ بخاری میں وارد ہے ان علیا اتی بزنادقة فحرقہم بالنار اور ابن عباس نے
اس مقدمہ پر انکار عظیم کیا جناب امیر بھی اسپر ندامت لی اور انکو جلا دینے کا قصہ شیعہ کے کتب
میں بھی موجود ہے شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الانبیا میں روایت کی ہے کہ ان علیا احرق رجلا
اتی غلاما فی دبرہ اور حدیث صحیح مجمع علیہ ہے کہ لا تعذبوا بالنار اور ازانجملہ یہ طعن ہے
کہ جناب امیر نے ایک شخص کو حد میں اسی تازیانے مارے جب وہ شخص مرگیا اسکا خون بہا
دیا اور کہا انما دیتہ لان ہذا شیء فعلناہ برائنا حالانکہ آپ ہی حضرت عمر کے زمانے
میں حد کے باب میں انکو مشورت دی کہ اسی تازیانے مقرر کریں۔ اس دلیل سے کہ انہ
اذا سکر ہذی واذا ہذی افتری پس انکو اپنے اجتہاد میں شک تھا۔ اور ازانجملہ یہ
طعن ہے کہ ولید بن عقبہ کو چالیس تازیانے پر اکتفا کیا پس حد الٰہی میں مداہنت کی۔ عثمان ذی النورین کی رعایت سے
کیونکہ ولید بن عقبہ نسب سے قرابت رکھتا تھا۔ ازانجملہ یہ طعن ہے کہ ایک شخص نے اپنے عمدا قتل کا اقرار کیا تھا
جناب امیر نے باایں اس سے قصاص معاف فرمایا یہ تو حکم شرع کا خلاف ہے النفس بالنفس۔ اور ازانجملہ یہ طعن
ہے کہ حاطب کی کنیز کو رجم فرمایا کنیز پر رجم نہیں ہے۔ اور ازانجملہ یہ طعن ہے کہ زید بن ثابت نے مکاتب کے باب
میں حضرت امیر کو الزام صریح دیا کہ ہو عبد ما بقی علیہ درہم اور جناب امیر کا مذہب یہ تھا کہ ہو بقدر
ما ادی حر وبقدر ما لم یود عبد کما ہو منقول فی الصحاح۔ ازانجملہ یہ طعن ہے کہ جناب امیر نے حکمین
کی تحکیم کی اور اوسکے بعد فرماتے تھے۔ لقد اثرت اثرة لا تجبر سوف اکیس بعدہا واستمر واجمع الامر المشتت
المنتشر حالانکہ نقض تحکیم جائز نہیں ازانجملہ یہ طعن ہے کہ شعبی نے روایت کی ہے کہ ان علیا قطع ید السارق من اصول
الاصابع پس حد سرقت بجا نہ لائے۔ اور جو شخص کہ اقامت حدود بجا نہ لائے لائق امامت نہیں۔ اور ازانجملہ یہ طعن ہے کہ بعض
لڑکوں کی گواہی بعضوں پر قبول کی حالانکہ بداہةً لڑکوں کے قول کا اعتبار نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واستشہدوا
شہیدین من رجالکم الآیة ازانجملہ یہ طعن ہے کہ آنکھ کا آدھا خون بہا لیا اور اسکے قصاص لینے والے سے مقرر فرمایا حالانکہ صراحةً
خلاف شرع ہے العین بالعین ازانجملہ یہ طعن ہے کہ سارق کی حد نابالغ لڑکے پر قائم کی چنانچہ شیعہ کے کتب میں موجود ہے حالانکہ آپ ہی روایت کی
ہے کہ رفع القلم عن ثلثة عن الصبی حتی یبلغ الخ ازانجملہ یہ کہ روی محمد بن بابویہ القمی فی
الفقیہ انہ جاء رجل الی امیر المؤمنین واقر بالسرقة اقرارا انقطع بہ الید فلم یقطع یدہ

پس اوقات حدود مین مداہنت کبیرہ ہے ازانجملہ یہہ کہ جب نجاشی حارثی نے ماہ رمضان مین شراب پیا اور اسکو پکڑ لے آئے تو اسکے حد مین بیس تازیانے زیادہ کئے کما رواہ محمد بن بابویہ حد الٰہی مین تو زیادہ کرنا جایز نہین ازانجملہ یہہ ہے کہ شریف مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیا والائمہ مین لایا ہے کہ انہ علیہ السلام اتی بمالٍ من مہورِ البغایا فقال ارفعوہ حتی یجیئ عطاء غنیٍ و باہلہ حالانکہ بغایا کی مہور سخت اور صرف حرام ہے ازانجملہ یہہ کہ سود کے دراہم مین صراحۃً امر رسول کی خلاف مین حکم کیا وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا الدرہم بالدرہم ازانجملہ یہہ ہے کہ ایسا کلام کیا جو دعویٰ الوہیت پر مشعر ہو کما ثبت عنہ ذلک فی خطبۃ البیانِ التی رواہا اصبغ بن نباتۃ من رجال الشیعۃ انا اخذتُ العہد علی الارواح فی الازل انا المنادِی لہم الستُ بربکم وکذا قولہ انا منشی الارواح وقولہ فی خطبۃ الافتخار کما رواہ رجب بن محمد بن رجب البرسی الحلی فی کتاب مشارق انوار الیقین فی الکشف عن امیر المؤمنین انا صاحب الصور انا مخرج من فی القبور وقولہ انا حیٌّ لا یموتُ انا جاوزتُ بموسی البحر واغرقتُ فرعونَ وجنودہ انا ارسیت الجبالَ الشامخاتِ وفجرتُ العیونَ الجاریات انا ذلک النور الذی اقتبس موسیٰ منہ الہدیٰ ازانجملہ یہہ ہے کہ اپنے اقربا کو یمن اور عراق وغیرہا ملکون مین متصرف کیا اور طلحہ اور زبیر کو کوفے اور بصرے کی امارت دینے پر راضی نہوے حالانکہ وے صبر و تولیت اور امارت کے لئے احق اور اولیٰ تھے ازانجملہ یہہ کہ حضرت عثمان کے قاتلون پر قصاص قایم کرنے مین توقف کیا حالانکہ عثمان ذوالنورین کو قتل کرنے کا کچھ موجب ثابت نہین تھا ازانجملہ یہہ کہ ابوموسیٰ اشعری کی اہانت کی اور انکا مال غارت کیا اور اسکا گھر جلا دیا اور ابومسعود انصاری کی بھی اہانت کی ازانجملہ یہہ کہ بی بی عایشہ کے قصۂ افک مین سلیمین سے تھے دلیل روایت بخاری کے وکان علی مسلماً فی شانہا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیراً وقالوا ھذا افک مبین پس خلاف مقتضای ایمان عمل مین لایا۔ ازانجملہ یہہ کہ عثمان ذوالنورین کے قتل سے ایکبار تبری کی اور جب ان کے قاتلین آزردہ خاطر ہوے فرمایا قتلہُ اللہُ وانا معہٗ یہہ تو خلاف صدق و اخلاص ہے انتہی اس قماش پر ہین نواصب کے مطاعن علم و دیانت مین اس جناب کے

جواب اجمالی

ان مطاعن مذکورہ کا اصول اہل سنت کے قاعدے پر مجرد ظاہر ہے کیونکہ عثمان ذوالنورین کے ال و ہتھیار مین حضرت امیر کا تصرف کرنا اس قبیل سے ہے کہ بیت المال

علاقہ رکھتا تھا اور خلافت کے لوازم سے تھا کہ جس نے خلیفہ ہووے اس مین تصرف کرے جیسے
تخت اور چتری اور ہاتی گھوڑے اور توپ خانے ہمارے زمانے مین لوازم شاہی سے ہے۔ جناب
امیر نے عثمان ذوالنورین کی خاص ملک مین تصرف نکیا۔ اور اس قسم کا مال خلیفہ اول کے فوت کے
بعد خلیفہ ثانی کے تصرف مین آتا ہے نہ خلیفہ اول کے وارثون کے تصرف مین۔ جب عثمان ذوالنورین
کے وارثون نے یہ بات نہین سمجھی تھی ان چیزون کی درخواست کی اور بھی اہل سنت حضرت امیر کو
مجتہد جانتے ہین اور اجتہاد مین ایک پہلی بات سے دوسری بات کی طرف رجوع کرنا جایز اور واقع ہے
چنانچہ حضرات شیخین اور عثمان ذوالنورین سے بھی بارہا وقوع مین آیا ہے اور وہ اجماع جو حضرت عمر
کے زمانے مین امہات اولاد کو نہ بیچنے پر منعقد ہوا تھا حضرت امیر کے پاس وہ اجماع قطعی نہین تھا
بلکہ آپکے پاس شاید وہ اجماع ظنی ہوا اسیواسطے اسکی مخالفت کی۔ اجماع ظنی کی مخالفت تو کر سکتے
ہین جیسے اجماع سکوتی اور باقی رہنا اہل اجماع کا اپنے قول پر اس کے حجت ہونے مین اکثر اصولیون
کے پاس شرط ہے جب حضرت امیر بھی اسی اہل اجماع سے تھے اور اجتہاد اپکا متغیر ہوا اس صورت مین
وہ اجماع حجت نرہا۔ اور جد کے حکم مین ابوبکر صدیق اور زید بن ثابت اختلافات رکھتے ہین۔ اور حضرت
عمر کے عہد مین اس باب مین مناظرے ہوے اور دراز مباحثے ہوئے۔ مجتہدین کے اختلاف کی
صورت مین اگر ایک مجتہد کو بھی مختلف وقتون کے مطابق ہر جانب حکم کی ترجیح نظر مین آوے کیا مضائقہ
اور جناب امیر نے وہ جو فرمایا من اراد ان یتقحم الخ اس سے مراد وہ ہے کہ جد کا مسئلہ مختلف فیہ
فیہ ہے اور ہر طرف سے ترجیح کے لئے بہت ہی وجوہات قایم ہین اور اس باب مین کوئی نص وارد نہوئی
پس جس سے باوجود ان تمام باتون کے قول جازم پر آوے وہ شخص بیباک اور بے احتیاط ہے
یہی شان ہے احتیاط والے علماے راسخین کی کہ مختلف فیہ اجتہادیات مین ایک طرف جزم نہین کرتے
ہین جو کہ جزم کریگا قابل عذاب ہے۔ اور لوطی اور زندیقون کو جلا دینا بھی اجتہاد سے تہا۔ جب آپنے
خبر صحیح سنی اس پر نادم ہوے۔ جمیع اخبار کا استیعاب (پورا حاصل کرنا ۱۲) تو اجتہاد مین شرط نہین ہے اس دلیل سے
کہ ابوبکر صدیق کو جدہ (دادی ۱۲) کی میراث معلوم نہین تھی۔ جب مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے اس کی خبر دی
انہون نے قبول کیا حالانکہ ابوبکر صدیق نواصب اور خوارج کے اجماع سے مجتہد تھے۔ اور شاید
خمر حد مارنے سے مرگیا جناب امیر نے جو اسکی دیت ادا کی یہ بات بھی احتیاط کے لئے تھی وجہ انکہ

علمای راسخین اختلاف مین جازم ایک طرف نہین ہوتے ہانی ۱۲

اجتہاد مین شک کے سبب سے اور عمل بالاحتیاط کرنا کمال ورع اور تقوی ہے جو حضرت امیر کے اور
انکے امثال کی شان ہے - اور ولید بن عقبہ کے حد مین چالیس تازیانے پر اسلئے اکتفا فرمایا
کہ اس کی حد کی گواہی مین شبہ واقع ہوا تھا کیونکہ ایک شاہد نے اس کے شراب پینے پر اور
دوسرے شاہد نے اسکے قے کرنے پر گواہی دی تھی - ہرچند خود حضرت عثمان نے اس شبہے
کو اجراے حد مین معتبر نرکھا اور فرمایا مَا تَقَیَّأَهَا اِلَّا وَ قَدْ شَرِبَهَا یعنے وہ قے نہ کیا بلکہ اس کو پیا - لاکن
حضرت امیر نے احتیاط کے لئے اقل حد پر اکتفا فرمایا معاذ اللہ کہ حضرت امیر حد قایم کرنے مین عثمان ذوالنورین
کے قرابت کی پاسداری کی ہو حالانکہ عثمان ذوالنورین کو کمال تاکید کے ساتھ پوری حد مارنے پر لے آیا چنانچہ کتب
سیر و تواریخ جو نواصب اور اہل سنت کے درمیان مختلف علیہا ہین اس پر دلالت رکھتے ہین - اور
قصاص کا معاف کر دینا حضرت امیر سے نہین بلکہ مقتول کے والیون نے حضرت امیر کی مشورت سے معاف
کیا - کیونکہ یہہ قصہ معتبر کتابون مین اس طرح مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ جو عداوت
رکھتا تھا اسلئے اس کو ایک ویرانے مین مارکر فرار ہوا جب مقتول کے والی اسکی تلاش مین نکلے - اور
اس ویرانے کے پاس پہنچے اسی کے قریب اور ایک ویرانہ تھا اس ویرانے مین ایک دوسرے شخص نے
ایک خون بھری چاقو اپنے ہاتھ مین لیا ہوا پیشاب کر رہا تھا سو اس شخص کو پکڑ کے لے آئے اور اس کے
کپڑے بھی خون سے رنگین تھے - غرض جب وہ شخص حضرت امیر کے حضور مین پہنچا اقرار کے سوا چارہ نہ دیکھا
کہا کہ ہان مین مارا ہون جو کہ حکم شرع ہو اس کا تابع ہون کیونکہ ثبوت صریح اور شاہد صحیح رکھتا ہون - اور
(خون بھری چاقو ۱۲)
مجھے مقتول کے قتل کی جگہ سے اس حالت کے ساتھ پکڑ لائے ہین اس اثنا مین اس مقتول کا قاتل اس
وقت جسے واقف ہوکے دوڑتا ہوا آیا اور حضرت امیر کے حضور مین محکمے کے درمیان اقرار کیا کہ یا امیر المومنین
اس شخص کا قاتل مین ہون - اور یہہ شخص بے گناہ مفت گرفتار ہوا قصاص میرے پر جاری کیجیے اور اس
بیگناہ کو چھوڑ دیجیے - تب حضرت امیر نے اس پہلے شخص سے پوچھا کہ تیرا قصہ کیا ہے اور تو کس لئے قتل کا
اقرار کیا اسنے عرض کی یا امیر المومنین مین اصلا میرا جرم نہین جانتا تھا بلکہ اپنے گھر ایک بکرا ذبح کیا تھا سو
اوسکے خون سے میرے کپڑے رنگین ہوئے تھے اور خون بھی چاقو میرے ہاتھ مین تھی اسی سبب سے
بکرے کو پاک کر رہا تھا اسی مین یک بیک مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اپنی قضاے حاجت کیلئے
اس ویرانہ مین آیا دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص قتل ہوکے پڑا ہے مین نے اندیشہ کرکے کہ اس ویرانے سے نکلا

اور دوسرا ویرانہ جو اس کے قریب تھا اس مین جا کے پیشاب کیا اور چاہتا تھا کہ اپنے گھر جاؤن اور
اس بکھرے کو پاک کرنے مین مشغول ہوؤن ایسے مین ناگاہ اس مقتول کے وارثین آ پہنچے اور مجھے پکڑ کے
یہان لے آئے جب مین دیکھا کہ قتل کی سب علامتین میرے مین موجود ہین سواے اقرار کے چارہ نہ دیکھا
حضرت امیر نے حمد الٰہی بجا لائے اور اس قاتل نے جو اقرار کیا اس پر آفرین و تحسین کی کہ ہر چند تو نے ایک
شخص کو قتل کیا لاکن دوسرے کو جان بخشی کی اگر تو جلد نہ آتا اور اقرار نہ کرتا یہ بیگناہ مفت مارا جاتا تو اس بات کے
سزاوار ہے کہ قصاص تیرے سے معاف ہووے - اس مقتول کے والیون نے جب حضرت امیر کا یہ کلام سنا
اس کے خون سے درگذر کرکے قصاص معاف کیا پس اس قصے مین ہرگز طعن کی جگہ نہین - اور حاطب کی
کنیز کو جو رجم کیا اس کے جواز مین کلام نہین کہ اس کے آزاد کرنے کے بعد ہوگا یا وہ کنیز رہنے پر حضرت امیر کو
اطلاع نہ ہوگی - اور زید بن ثابت آپکے ساتھ مناظرہ کرنا اور ایک مسئلے مین انکو الزام دینا حضرت امیر کی حقارت کا
موجب نہین کیونکہ حق بات کا تابع ہونا ایسے ہی اولیاء کی شان ہے خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب سے بھی
منقول ہے کہ انہون نے ایک عورت کے کہنے پر قایل ہو کے فرمایا کُلُّ النَّاس افقہ من عمر حتی المخدرات
فی الحجال اور تحکیم کا نقص اس وقت لازم آتا ہے کہ ہر دو حکم فکر و تامل سے ایک چیز قرار دینے ہوتے
اور انفصال کئے ہوتے جب ایک حکم جو معاویہ کے طرف سے تھا دوسرے حکم کو مکر و فریب سے پھسلا دیا اور فکر
و تامل کی فرصت بھی نہ دی تحکیم ہے متحقق نہوئی تا اسکا نقص لازم آوے - اور چور کے انگلیان کاٹنے جلاد
کی خطا تھی حضرت امیر کے فرمودے سے تا اس کا جہل لازم آوے - اور بعض لڑکون کی گواہی بعض پر ان
باتون مین جو لڑکون کے فیما بین جاری ہوتے ہین جایز ہے اب بھی امام مالک کے پاس مقبول ہے اور آیہ
واستشہدوا مخصوص ہے لڑکون کے امور کے سوا کیونکہ لڑکون کی کھیل بازی مین بالغ مردون کا حضور متعذر
ہے جیسے بعضے کفار کی گواہی بعض پر مقبول ہے پس جاے طعن کی نہی لانہ مذہب بعض المجتہدین
اور چشم اعور کی آدھی دیت لینی فقاہت کی کمال دقت اور باریکی کا سبب ہے کیونکہ اعور کی آنکھ ایک فرد مین منحصر
ہے پس حکم دو آنکھ کا رکھتی ہے پس صاحب قصاص نے کہ اس کی آنکھ کو کہ اسکے حق مین دو آنکھ کا حکم رکھتی
تھی کور کیا سو گویا اپنے حق سے زیادہ ایک آنکھ کو کور کیا اسلئے اس پر دیت لازم آئی لاکن نص قرآنی کے
مطابق کہ العین بالعین وارد ہے اس کا قصاص لینا روا ہے ایسی جگہ عمل بالحقیقۃ و بالشبہہ ہر دو متحقق ہوے
اگرچہ مجتہدین سے کسی کا مذہب نہین لاکن اسکی نظیر شرعی قواعد سے ثابت ہو سکتی ہے جیسے لینا بنت لبون کا

بیت مخاص کی جاسے پر صدقے ہین اور پھیر دینا زیادہ قیمت کا - بالجملہ اجتہاد کو جاسے ہے ملینگے اور فرش نرم پر
سے ہے - اور نابالغ لڑکے پر حد سرقت جاری کرنی صحت کو پہنچنے کی صورت مین یہہ بات سے العاص کو فلسطین سے
آپا کی تادیب ہے مرفوع ہنین اس حدیث صحیح کی دلیل سے واضربوهم عليها وهم ابناء ر اور قوت کا سبب ہوا
(یعنی مارو ان لڑکون کو اسپر جبکہ وہ)
اور ابن بابویہ کی روایت حد سرقت کے باب مین زیادہ کرنا بیس تازیانے کا اس شخص کے اس کے خراج گذار
پیاہتا مقبول ہنین تا جواب کی محتاج ہو اگرچہ دوسری بات کی توجیہہ ہو سکتی ہے کہ یہہ زیادتی لیے روانہ فرمایا ضحاک
سے تھے نہ زیادتی حد مقرر پر اور مہور لنجایہ کی - روایت اصلا اہل سنت کی کتب مین موجود ہنین سے ہے ہد چاہی انہون
تکذیب سے ہے اسکا جواب سے ہے بلکہ اہل سنت کے پاس اس روایت کا خلاف صحت کن کے قریب پہنچا تھا
روی ابو سلمہ موسی بن اسمعیل عن ابی عوانہ عن مغیرہ عن ثابت بن ہرمز قال ج سے شام تک تلوار چلی
من المداین من عند عملہ الی علی بن ابی طالب فاخرج کیسا فیہ خمسۃ ہے خبر جب معاویہ کو پہنچی
فقال هذا من اجور المومنات فقال علی ویلک مالی وللمومنات ثم دینچی حصار سے نکل کے
مقطعۃ حمراء فلما سلم قال علی ماله قاتله الله لو شق عن قلبه الا ان لوجد عبدالرحمن فرار کیا پھر
من اللات والعزی ہے هكذا في الاستيعاب في ذلیے مین پناہ لی تھی ان پر
پس معلوم ہوا کہ شیعہ کو جو روایت پہنچی ہے وہ مختار کا بہتان وافترا ہے کہ اس مال سے پیاہ دیجے ضحاک کی
دفع فضیحت کے سلئے باندہکے اپنے عمائد لشکریون کو اور تابعون کو نشان دیا اور رفتہ سے لوگون کو جمع کر کے
اور سود کے دراہم ہین کہ غش اس پر غالب رہے اس کے انقطاع رواج کے بعد کو رمجا الغون سے نے ہزیمت
ہوتا ہے - اب بھی شافعیہ کے پاس تفاضل جایز ہے حرام ہنین شاید حضرت امیر سے اشتر نے جزیرۂ عرب
باب سے ہوگا - اور دراہم سے مراد حدیث نبوی مین روپے کے خالص دراہم ہین یا دراہم مین روانہ کیا - جناب سید
رکھتی ہون - اور خطبۃ البیان وخطبۃ الافتخار اصلا اہل سنت کے کتابون مین ہنین بلکہ ارکان دولت واعیان
پر انہون نے حکم کیا ہے اور اسکے راویان بھی امامیہ سے کاذبین ہین - بہتان وافترا کتنے بالکل سیر ہیے مخالفت
سفاہت ہے - بالفرض اگر صحیح ہو پس یہہ کلام جذبات حقانیہ اور سکر حال سے ناشی ہے کے شام کے لوگون
کو رو دیتا ہے اور حقیقۃ الحقایق کی زبانی سے تکلم کرتے ہین اور شرع مین بھی یہہ سکو شش کر رہا ہے اور
عذر ٹھہرایا گیا ہے - اور حدیث توبہ مین واقع ہے کہ انت عبدی وانا ربك اخطأ سنے مین مصروف ہے
(یعنی تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب خطا کیا شدت)
اور بھی یہہ تکلم گویا حکایت ہے زبان حال کی مثل قولہم قالت الارض للوتد لم تشقنی نیز اس کے لہجے سے کہنا

نساء النبی واسال من یدقنی ومثله فی الحدیث هل تدرون ماذا قال

ربکم ای بلسان الاشارة والا فلا اطلاع علی العبارة للامة غیر ممکن حتی یستفهم عنه

اور امارت وسرداری اپنے اقربا کو دینی جو اطاعت واجبی کرین بہتر ہے ان لوگون سے جو اطاعت نکرین
چنانچہ عثمان ذوالنورین نے بھی عمل مین لائی ہے - اور جناب ذوالنورین کا قصاص لینے مین توقف کرنا
قاتل متعین نہونیکا سبب ہے اور قاتل کی تفتیش خلیفے کے ذمہ پر نہین بلکہ مقتول کے وارثون کے ذمہ پر ہے
اور ابو موسی اشعری کی اہانت جو مالک اشتر اور اسکے غلامون کے ہاتھ سے ہوی اور جناب امیر کے بلا حکم جو
اونہون نے کوفے مین اسکا گھر جلا دیا حضرت امیر کو ان باتون کی اطلاع نہین تھی چنانچہ تاریخ طبری مین ثابت ہے
اور ابو مسعود انصاری کی اہانت کا وجہ یہہ تھا کہ اسنے باغیون کی طرفداری کرتا تھا - اور تسلیم شان عائشہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ان کی برات نازل ہونیکے آگے تھی کہ اس مین کچھ محذور نہین لان
الخبر یحتمل الصدق والکذب اور قتلہ اللہ انا معہ کی عبادت توریہ کی قبیل سے تھی کہ
خبر احتمال صدق وکذب کا رکھتی ہے — قتل کیا اوسکو اللہ تعالی اور مین اوسکے ساتھ ہون
ضرورت کے لئے عمل مین لائی جیسے ھذہ اختی حضرت سارہ کے حق مین حضرت ابراہیم سے سرزد ہوی اور
وہ ضرورت قاتلان عثمان سے بلوا ہونے اور لشکر مین فتنہ وفساد برپا کر دینے کا اندیشہ تھا بلکہ خوف اسبات
بات کلبھی تھا کہ حضرت امیر کو بھی قتل کر دین - بالجملہ شیطان نے یہہ ہر دو فرقے یعنے نواصب اور شیعہ کی راہ
ماری ہے اور دوستان خدا کے عیب جوئی مین ڈالا ہے - اس لعین کی یہی آرزو ہے اپنا کام اسکے ہاتھ سے
کرواتا ہے ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنہ پاکان برد ٭ والعیاذ باللہ **تشریف**
فرمانا حضرت علی کا کوفے کی طرف نقل ہے کہ جب امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے
بی بی عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کے طرف روانہ کیا اور بصرے کے ضبط ونسق سے فارغ ہوے - عبداللہ ابن
عباس کو اس ملک کی حکومت پر مسلط کر کے آپ کوفے کی طرف رونق افروز ہوے اور اسیکو اپنا پایۂ تخت
ٹھہرایا اور آگے ہی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعضے بنی امیہ حضرت عثمان کا خون آلود
پیرہن - اور اونکے بی بی کے کٹی ہوی انگلیان لیکے شام کے طرف معاویہ کے پاس گئے - معاویہ نے یہہ بات
سوچی تھی کہ امیر المومنین علی مرتضی سے کبھی ساتھ کسی وجہ سے اس کو ملاپ نہوئیگا مخالفت پر کمر باندھی شہرون
منادی کروا کے تمام خاص وعام کو جامع دمشق مین جمع کروایا - اور وہ خون آلود پیرہن اور کٹی ہوی انگلیان سب
لوگون کو بتلا کے حضرت عثمان کے تحریص قتل کی نسبت حضرت علی کی طرف کر کے خلق کو قصاص طلبی کی ترغیب دی

آخر یہہ اس وحیکو پہنچا کہ شام کے سپاہون نے سوگند کھائی کہ ہم خنک پانی نہ پئینگے اور فرش نرم پر نہ سوئینگے جبتک عثمان ذوالنورین کے خون کا بدلہ نہ لینگے۔ پھر معاویہ نے عمرو بن العاص کو فلسطین سے بلوا کے اس سے سازش کیا عمرو بن عاص کے ہی آنیسے معاویہ کے مزید اعتبار اور قوت کا سبب ہوا ایسے مین جزیرہ عرب کے لوگ کہ وہ چند شہرین مشہور ہین معاویہ سے بعیت کر کے اس کے خراج گذار ہوے۔ جب حضرت علی کی خدمت مین یہہ خبر پہنچی مالک اشتر کے ساتھ ایک فوج دیکے روانہ فرمایا ضحاک بن قیس جو معاویہ کی طرف سے جزیرہ عرب کا حاکم تھا مالک اشتر آنیکی خبر سنتے ہی رقہ والون سے مدد چاہی انہون نے ایک فوج سے تائید کی اسکو اپنے لشکر کے ساتھ ملحق کیا جب مالک اشتر نے نجران کے قریب پہنچا ضحاک نے وہ بڑا لشکر ہمراہ لیکے حصار سے باہر آیا۔ جب ہر دو فریق سے جنگ شروع ہوا صبح سے شام تک تلوار چلی آخر ضحاک ہزیمت کھا کے قلعے مین جا کے پناہ لی۔ پھر مالک کا لشکر اس کو محاصرہ کیا یہہ خبر جب معاویہ کو پہنچی عبدالرحمن بن خالد کے ساتھ ایک بڑا لشکر دیکے روانہ کیا۔ جب یہہ خبر مالک اشتر کو پہنچی حصار سے نکل کے تھوڑی مسافت طی کی جب ہر دو فریق سے بڑا ہی جنگ ہوا مالک اشتر کو فتح ہوی اور عبدالرحمن فرار کیا پھر مالک اشتر نے عنان عزیمت رقہ کی طرف معطوف کی وہان کے لوگون نے جو قلعے مین پناہ لی تھی ان کو محاصرہ کیا۔ معاویہ کو جب یہہ خبر ہوی ایمن بن حریم الاسدی کے ساتھ بہت سے سپاہ دیکے ضحاک کی مدد پر روانہ کیا۔ تب ضحاک اور ایمن ہر دو متفق ہو کے اطراف و نواحی کے بہت سے لوگون کو جمع کر کے مالک اشتر پر گئے بڑا جنگ ہوا آخر مالک اشتر کو ہی فتح و نصرت نصیب ہوی اور مخالفون نے ہزیمت کھا کے صف میدان سے بھاگے اور شام کی راہ لیکے معاویہ سے جا ملے۔ مالک اشتر نے جزیرۂ عرب کو اپنے تصرف مین لا کے فتحنامے مین سب ماجرا ظاہر کر کے حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا۔ جناب ولایت مآب کو معلوم ہوا کہ معاویہ کمال مخالفت و عداوت پر کمر باندہی ہے۔ سب ارکان دولت و اعیان مملکت کو حاضر ہونیکا حکم کیا جب وے سب فراہم آئے فرمانے لگے معاویہ نے بالکل میرے مخالفت اور منازعت کی راہ لی ہے عثمان ذوالنورین کی تحریص قتل کی نسبت میرے طرف کر کے شام کے لوگون کو میرے سے بدگمان کیا ہے اور حتی المقدور خلق کو میری اطاعت سے پھیرنے مین کوشش کر رہا ہے اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اب سننے مین آتا ہے کہ جنگی اسباب اور ایک لشکر عظیم جمع کرنے مین مصروف ہے تا میرے ساتھ آ کے مقابلہ کرے۔ اسلئے مین چاہتا ہون کہ ایک مکتوب نصیحت آمیز اس کے نام سے لکھا

اور طریق صواب اور راہ حق کی طرف اسکو دعوت کرون سب اکابر و عمایدین نے جو حاضر تھے اس رائے کو بہت پسند کیا **نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا معاویہ کی طرف** بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مکتوب طرف سے عبداللہ امیرالمومنین علی کے ہے طرف معاویہ بن ابی سفیان بکے - اما بعد جاننا چاہئے کہ جس روز طبقات مہاجرین و انصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اے معاویہ اگرچہ تو غائب تھا لاکن میری اطاعت تجھ پر لازم ہوی کیونکہ جو جماعت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے بیعت کی اور ان کی خلافت پر راضی رہی - وہی جماعت میری امامت پر بھی راضی ہوی اور اپنی طوع و رغبت سے میری اطاعت اپنے پر لازم کرلی ہے جب حضار مہاجر و انصار تھے انسے کوئی خلافت نہ کیا غائبین کو خلاف اور اعتراض نہین پہنچتا ہے جس نے میری بیعت نکی وہ حق پر نہین پس انی الضمیر سے اعلام کیا جاتا ہے والسلام یہ نامہ حجاج بن خزیمہ انصاری کے ہاتھ دیکے روانہ فرمایا اس نے جب قطع منازل کرکے دمشق کو پہنچا اور وہ نامہ معاویہ کو پہنچایا معاویہ نے اسکا جواب لکھکر یمن کے زاہدون سے ایک شخص کے ہاتھ جو دمشق مین سکونت کی تھی دیکے روانہ کیا افسوس ہے کہ اس مین خلفاے ثلثہ کی تعریف و توصیف کے بعد انکی بیعت مین تاخیر کرنی اور ان پر حسد لیجانے خصوصاً خلیفہ ثالث سے زیادہ حسد کرنے اور ان کے قتل مین ساعی ہونے کی نسبت حضرت مرتضیٰ علی کے جناب پاک کے طرف کی تھی - اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس بات کی دلیل بھی ہے کہ خلیفہ ثالث کے قاتل تمہارے ساتھ مین - اب مین چاہتا ہون کہ ان کو میرے پاس بھیجدیجئے تا ان کی سزا واجبی ان کو پہنچاؤن والا تمہارے ہمارے درمیان شمشیر چلنے کے سواے گزیر نہین عثمان ذوالنورین کے قاتلون کو مین بحر و بر اور سہل و جبل مین دھونڈونگا جب تک ان سب کو قتل کرون یا آپ مارا جاؤن آرام نہ پاؤنگا والسلام - جب معاویہ کا قاصد یہ نامہ لے نکلا اور قطع منازل کرکے کوفے مین آیا - اور حضرت علی کی مشرف ملازمت سے مشرف ہوکے وہ نامہ پہنچایا - اور آپکی زبان فیض ترجمان سے چند کلمات حقانی سنکے بجان و دل آپکا معتقد ہوا - اور بے اختیار کہنے لگا کہ یا امیرالمومنین مسند خلافت و سریر حکومت آپ کے سواے دوسرے کو سزاوار نہین مناقب ظاہری و باطنی مین کسیکو مین آپکا شریک نہین دیکھتا ہون لاکن مین سمجھتا ہون کہ عثمان ذوالنورین تیغ جفا سے مارے گئے معاویہ نے جو آپ کی مخالفت پر کمر باندہی ہے اب اسکو بھی حیلہ ملا ہے اور اسی بات کو دستاویز کیا ہے کہ عثمان ذوالنورین کے قاتل آپکے لشکر مین داخل ہین - پس اگر حضور عالی کی راے مین آوے تو ان قاتلون کو اسکے حوالے کردین تا فتنے

کی غبار بجھ جاوے اور منازعت کا سلسلہ ٹوٹ جاوے - جناب امیر نے یہ بات سنکے اس کو جواب دیا
کہ مین تجھکو عاقل اور فہیم دیکھتا ہون پھر عجب ہے جو تو ایسا کہتا ہے - اب سوچیئے کہ معاویہ کون ہے کہ اس کے
دعوے کے موافق عثمان ذوالنورین کے قتل کا گمان جو لوگون کے ساتھ ہے انکو اسکے تحویل کر دون تا وہ
انکے باب مین حکم کرے - بلکہ معاویہ پر واجب ہے کہ جیسا سب مہاجر و انصار میری بیعت اور اطاعت مین آئے
وہ بھی انکی موافقت کرے اسکے بعد عثمان ذوالنورین کی اولاد کو جمع کر کے قصاص طلبی کے واسطے آوے
اور ان کو جن لوگون پر گمان ہے دعوا کرین - تب خلیفے کو لازم ہے کہ دریافت کر کے شرع شریف کے
موافق انکے درمیان حکم کرے - پھر چند روز کے بعد حضرت علی نے معاویہ کا جواب رقم فرمایا اسکا خلاصۂ
مضمون یہی تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے معاویہ تو نے خلفاے کرام و اصحاب عظام کے محاسن اعمال
و مکارم اخلاق جو لکھے تھے اس مین کسیکو کچھ شک و شبہ نہین اب جاننے کہ مین بھی امید رکھتا ہون کہ
اللہ تعالے مجھے اور سب اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی رحمت بنہایت سے ایک
حظ وافر اور نصیب کامل عطا فرماویگا - کیونکہ اول اس جناب کی جنہون نے تصدیق رسالت کی ہم ہین
اور ابتداے بعثت مین جب کافرون نے حضرت کی قتل کا قصد کیا ہم نے بھی اپنی نقد حیات سے ہاتھ
اٹھایا اور اسباب مین محض اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی ہے اور جن دنون سب قریش متفق ہو کے باہم عہد کیا
اور حضرت کی دشمنی مین ایک عہدنامہ لکھ کے کعبے پر لٹکایا - تب آپنے مکہ معظمہ سے نکل کے تین سال تک
غار مین تشریف رکھی ہم بھی ہمراہ رکاب ہوے - جب اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے خلاصی بخشی ہم ویسے ہی
نبوت کے ملازم رہے - پھر جب ہجرت کا حکم آیا ہم بھی گھر بار اور وطن چھوڑ کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے
اور جب جہاد کا حکم آیا ہم اس جناب فیضمآب کے ہمراہ رکاب ہو کے کافرون کے ساتھ جنگ وقتال مین کمر
باندھی اور جان و تن نثار کیا چنانچہ میرا ابن العم عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بدر کے روز کفار کی زخم
شمشیر سے اس دار فانی سے سدھارا - اور میرے چچا حمزہ جنگ احد مین اور میرے برادر جعفر طیار جنگ
موتہ مین شہید ہوے - اور مین بھی ہمیشہ معارک و مشاہد مین حضرت کا رکاب فیض انتساب کے
ساتھ رہا اور جہاد کفار مین نہایت سعی کی اور اجتہاد بجالایا اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ درجۂ شہادت
میرے نصیب ہو کاش مین کسی جنگ مین شہادت پاتا تجھسے شخص کے ساتھ مراسلات و مکاتبات
بار اٹھانے سے چھوٹ جاتا - اور یہ رنج و اذیت جو تجھسے مجھکو پہنچتی ہے اس سے خلاصی پاتا - اور

خلفاے کرام کی حسد کی نسبت تو نے جو میرے طرف کی ہے حاشا وکلا ہرگز وہ بات نہین بلکہ حسد
میرے سے بہت دور ہے - اور خلیفہ اول کی بیعت مین میرے سے جو تاخیر ہوی اسکا عذر صحیح تو سب پر
روشن ہے - پھر جناب امیر نے اس کے . واب مین وہی تقریر دلپذیر تحریر کی جو صدیق اکبر سے بیعت کرنیکے
وقت جمہور مہاجرین وانصار کے حضور مین کی تھی - اور سب صحابہ تسلیم کرلے کے معذرت سے پیش آئے
تھے - چنانچہ وہ بیان مفصل آگے گذرا ہے - اور یہہ بھی رقم فرمایا کہ اے معاویہ وہی بیعت کی تاخیر کے
ایام مین تیرا پدر ابوسفیان اور میرا عم مکرم عباس بن عبد المطلب نے ہر چند چاہا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرین
لاکن مین قبول نکیا تا است مین فتنہ نہ پڑے - یہہ عجب معاملہ ہے کہ اگر مین خلافت چاہون لکھتے ہین کہ یہہ
ریاست کا خواہان ہے اور اگر اس سے اجتناب کردن اور گوشہ عافیت مین بیٹھون لکھتے ہین کہ یہہ موت سے
ترسان ہے - واللہ پسر ابوطالب موت سے ترسان نہین بلکہ موت کا آرزومند اور لقاے حق کا نہایت مشتاق ہے
اور تو نے وہ جو لکھا تھا کہ عثمان بن عفان کے قتل کی تحریص مین نے کی ہے یہہ تو کذب صریح اور دروغ بیفروغ
ہے بلکہ محاصرے کے ایام مین مین نے اپنے ہر دو فرزند ارجمند حسنین کو عثمان بن عفان کی حفاظت واعانت
کے لئے بھیجا تھا اور انہون نے نگھبانی مین کچھ قصور نہ کیا لاکن جو مشیت الہی مین تھا وہی ظہور مین آیا - لاکن
اے معاویہ تو نے عثمان ذو النورین کو چھوڑ کے شام چلا گیا " تا حکومت کرے اور اب انکا قصاص چاہتا ہے
اور اب قصاص طلبی کو حصول مملکت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے اگر تو یہہ بات چاہتا ہے اول میرے بیعت کیجیے
پھر عثمان مظلوم کی اولاد کی طرف سے قصاص کا دعوا لے آئے تب شریعت غرا کے موافق حکم کیا جائیگا والسلام
اور یہہ نامہ طرماح بن عدی بن حاتم طائی کے ہاتھ دیکے روانہ کیا - طرماح سے معاویہ کی مجلس مین عجب
تقریر ظہور مین آئی اندیشہ طوالت سے یہان نہین لایا - نقل ہے کہ جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت عثمان کی طرف سے
ہمدان کی حکومت اور اشعث بن قیس کندی آذربایجان کی امارت رکھتے تھے جناب ولایت مآب نے
اُن ہر دو کو اپنی بیعت واطاعت کی طرف دعوت کی سو وے ہر دو جنگ جمل کے بعد کوفے کے طرف
آئے - اور جناب امیر کی خدمت سے مشرف ہو کے بیعت کی ایسے مین جب طرماح نے شام سے لوٹ
آیا اور صورت حال ظاہر کی - جناب امیر نے اپنے خواص اور مقربون سے فرمانے لگے کہ معاویہ اگرچہ
ہماری ربقہ بیعت مین آنے سے استاد کیا ہے لاکن میری خاطر مین یہہ بات آتی ہے کہ حضرت کے
اکابر صحابہ سے اگر کسی کو وکالت دے کے بھیجون اور وہ معاویہ سے مل کے بحث کرے اور حجت قایم

کرکے اس کو الزام دیوے شاید کہ وہ راہ پر آوے - یہ بات سنتے ہی جریر بن عبداللہ کہنے لگے یا امیرالمومنین یہ میرا کام ہے کیونکہ میرے اقربا اور بنی اعمام شام میں بہت ہیں آئینہ معاویہ میرے صواب دید سے تجاوز نہ کرینگے - تب جناب امیر نے انہی کو روانہ فرمایا - جب جریر بن عبداللہ قطع منازل کرکے داخل شام ہوئے معاویہ نے ان کو کمال عزت احترام سے ایک قصر اعظم میں اُتارا جب جریر رنج سفر سے آرام پائے - معاویہ کی مجلس میں جاکے ایسے کلمات شستہ زبان پر لائے اور تقریر دل بستہ سے جناب امیر کی بیعت کی طرف دعوت کی کہ معاویہ کو سوائے تسلیم کے چارہ نہ رہا آخر انہوں نے اسباب میں چند روز کی مہلت طلب کی - انکا غرض اس مہلت سے یہی تھا تا معلوم کرے کہ شام کے اکابر واشراف کا کیا حال ہے اپنے تابع ہیں یا نہ اور اسکے آگے شرجیل بن شمط کو اطراف واکناف میں روانہ کیا تھا تا لوگوں کو حضرت عثمان کی قصاص طلبی پر اغوا دے جب اسکو اطمینان حاصل ہوا کہ سب اہل شام اسباب میں اپنے ساتھ متفق ہیں کوئی مخالف نہوئیگا - جریر سے صاف کہدیا کہ اب کوفے کی طرف جلکے علی ابن ابیطالب کو سنا دیجیے کہ اہل شام تمہاری اطاعت میں نہ آئینگے بلکہ قصاص طلبی پر سب اتفاق کرکے جنگی اسباب اور لشکر جمع کرنے میں مشغول ہیں پس تم بھی جنگ پر آمادہ ہو جایا چاہیے - پس جریر نے شام سے نکل کے کوفہ آئے اور سب سرگذشت امیرالمومنین کی خدمت میں ظاہر کیا -

خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ کے اور دعوت کرنی اُن کو اپنی متابعت کیطرف

لکھتے ہیں کہ جب معاویہ کو شامیوں کی اطاعت سے طمانیت حاصل ہوئی مدینے والوں کو بھی خطوط لکھ کے اپنی متابعت کی طرف بلانا چاہا اگرچہ بار اول عمرو بن العاص نے منع کیا بعد جب اسکا عزم مصمم دیکھا طوعاً وکرہاً راضی ہوا - معاویہ نے اول سب اہل مدینہ کے نام سے کسی کو خاص نکرکے نامہ لکھا - مدینہ والوں نے اس کی دعوت قبول نہ کی صاف ایسا جواب روانہ کیا کہ اے معاویہ اور اے عمرو بن العاص تم راہ خطا پر ہیں باردیگر ہم کو تصدیع نہ دیجیے - پھر معاویہ نے تین مکتوب علیحدہ ایک عبداللہ بن عمر کے دوسرا سعد بن ابی وقاص کے تیسرا محمد بن مسلمہ کے نام سے روانہ کئے - تینوں مکتوب کا ملخص مضمون یہی تھا کہ تم بزرگوں سے یہ امید ہے کہ عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی میں مسلمان بھائیوں کی اعانت کریں اور جلد آکے لشکر شام میں ملحق ہوویں اور آخرت میں اجر وثواب پاویں والسلام - عبداللہ بن عمر نے اسکا جواب یوں لکھا کہ اے معاویہ تونے جو نامہ لکھا تھا پہنچا اور اسکا مضمون معلوم ہوا - میں تعجب کرتا ہوں جو تونے مجھے

اپنی متابعت اور مہاجرین وانصار کی قتال پر دعوت کرتا ہے - معلوم ہوا کہ تجھے عثمان ذوالنورین کی قصاص
طلبی سے سوائے جاہ ومنصب خواہی کے اور کچھ مقصود نہین - اگر تجھے یہہ گمان ہے کہ مین امیرالمومنین علی
مرتضی کا تابع نہوسکے تیرا محکوم ہو ونگا تو یہہ گمان سراسر خطا پر ہے اور مین جو امیرالمومنین کی رفاقت نکر سکے
خلوت نشین ہوا ہون - اسکو تو نے جو مخالفت پر حمل کیا ہے یہہ دوسری خطا ہے معاذ اللہ مین ہرگز جناب
امیر کا مخالف نہین اگر کسیکو یاری دون تو جناب ولایت مآب ہی سزاوار تر ہین - کیونکہ اسلام مین ان کو
سبقت اور حضرت کی قرب قرابت حاصل ہے اور سب مناقب وفضایل مین کامل اور منصب خلافت
لئے وہی احق اور سب اہل زمان سے فاضل ہین - برادر رسول وزوج بتول - اور بہترین جوانان بہشتی
کے والد ماجد ہین - اے معاویہ مین نے جناب امیر کی جو رفاقت نہ کی اسکا سبب یہہ ہے کہ مین مکروہ
رکھتا ہون کہ اہل قبلہ کے ساتھ جدال کرون - اسواسطے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے کاش مین
ایسے مقام مین ساکن ہوتا کہ ابنائے روزگار کی بیوفائی اور نااتفاقی نہ دیکھتا اور تو نے مجھکو جو اپنی
بیعت کی طرف دعوت کی ہے انصاف کیجئے کہ مین کس طرح تیرے بیعت کرون حالانکہ دین متین مین تیرے سے
سابق تر اور فاضل تر موجود ہون اور میرے ماں باپ تیرے ماں باپ سے شریف تر اور فاضل تر تھے والسلام
روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنے اخیر حیات مین تین چیز پر بہت تاسف کرتے تھے - ایک تو یہہ کہ مین نے
جناب امیر سے بیعت نکی - دوسری ان کے مخالفون کے ساتھ جنگ کیا تیسری حرارت کے ایام مین
روزے نرکھا اور سعد بن ابی وقاص نے معاویہ کا جواب اس طرح لکھا کہ تیرا مکتوب پہنچا اور تو نے مجھے طریق
باطل کی طرف جو دعوت کی تھی معلوم ہوا - اور عثمان ذوالنورین مظلوم مارے جانیکی بات جو لکھی تھی یقین جانئے
کہ اللہ تعالی احکم الحاکمین ہے اہل حق کو اہل باطل سے جدا کریگا اور ظالم کو ظلم کی سزا دیگا - اور قسم ہے اللہ تعالی
کی کہ مین ہرگز علی ابن ابیطالب کے ساتھ خلاف وجدال نہ کرونگا اور انکی مخالفت پہ تجھے یاری نہ دونگا - جب اہل اسلام
مین ہی فتنہ ظاہر ہوا مین نے گوشہ اختیار کیا اس کو امیرالمومنین کی مخالفت پر حمل نکیجئے - اور معاویہ نے سعد بن
ابی وقاص کے مکتوب مین لکھا تھا کہ طلحہ وزبیر جو نسب مین تیرے عدیل اور اسلام مین تیرے نظیر ومثیل ہین
عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی مین اٹھے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی انکی موافقت کی ہے - سعد بن
ابی وقاص نے اسکے جواب مین رقم کیا کہ اگر طلحہ وزبیر امیرالمومنین کے ساتھ جنگ وجدال نکئے ہوتے یہی بات
انکے حق مین بہتر اور انکی شان کے سزاوار تھی اللہ تعالی انسے عفو کرے - اور ام المومنین سے جو صادر

ہوا ارحم الراحمین اسلئے درگذر فرماوے والسلام - اور محمد بن مسلمہ نے یہہ جواب لکھا کہ ای معاویہ مین ایسا
سمجھتا ہون کہ تو نے جو یہہ کام اختیار کیا ہے تیرا غرض حصول سلطنت اور شاہی ہے - نہ عثمان ذوالنورین
کی قصاص خواہی - یقین جانئے کہ مین ہرگز تجھکو علی ابن ابیطالب پر ترجیح ندونگا اور تیری جانبداری کرکے
زنہار انکے ساتھہ خلاف نہ کرونگا - جب معاویہ نے محمد بن مسلمہ کے مکتوب مین لکھا تھا کہ عثمان بن عفان
پر جب مخالفون نے محاصرہ کیا تھا تو نے انکو دفع کرنے مین کچھہ کوشش نکی - محمد مسلمہ نے اسکے جواب مین
نگارش کیا کہ اے معاویہ عثمان ذوالنورین کی خلافت مین جب فتنے برپا ہوے انکا دفع کرنا میری مقدور
سے خارج تھا اور مجھسے شخص کی امر ونہی کچھہ فائدہ نہین دیتی تھی - اسلئے مین نے اپنی تلوار کو توڑکے
گوشہ بیٹھہ گیا ایسا ہی صحابۂ کبار کی ایک جماعت اسباب مین میرے شریک ہوی کیونکہ وے بھی سمجھتے تھے
کہ ہماری سعی سے کوئی کام سرانجام نپائیگا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس فتنے
مبرم سے جو بہ نسبت عثمان ذوالنورین کے ہے ظہور کی خبر دیتی تھی غرض یہی عذر ہے میری لاعلاجی
کا جو اس فتنے کو دفع کرنے سے مجبور اور مقصر رہا - لاکن ای معاویہ تیرےلیے نہایت عجب ہے کہ تو اسباب
مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا ہے - جن دنون بلوائیون نے عثمان ذوالنورین پر محاصرہ کیا تھا اور وہ
مظلوم نہایت حیرانی اور پریشانی مین تھے بکرات ومرات تیرے پاس قاصدون کو بھیجا اور تیرےلیے مدد طلب
کی - اور باوجود قدرت کے اپنی حکومت کی رعایت کرتے اس مظلوم کی تائید نکی اور انکا حق نعمت وحق تربیت
برباد کیا اور سمجھا کہ انکے دشمن ان پر ظفر پاوین تو تو اپنی مراد کو پہنچیگا - اور اب قصاص طلبی کے حیلے سے تو
چاہتا ہے کہ حکومت کی تاج سرپر رکھے اور مملکت کی انگشتری اپنی انگلی مین ڈالے ع واے نیکبار کہ
صد بار واے ؎ والسلام - القصہ جب صحابہ کے یہ مکتوبات معاویہ کو پہنچے انکو مطالعہ کیا تو بہت ہی
نادم اور پشیمان ہوا عمرو بن العاص نے اسکو بہت ملامت اور سرزنش کی - معاویہ کہنے لگا کہ حق تیرے
جانب مین تھا کہ تو نے خطوط نویسی کو منع کیا تھا افسوس ہے کہ مین نے نہین سنا اب تو مدینے والون سے
تائید کی امید نرہی اور علی بن ابیطالب کے ساتھہ سواے جنگ وجدال کے چارہ بھی نہین پس قتال کے تہئے
مین بجمیع ہمت معروف ہوا - اسکے بعد بھی جناب امیر اور معاویہ کے درمیان کئی مراسلات چلے اور
حضرت امیر نے بہت کچھہ نصیحتین کین اور خیر خواہی سے پیش آئے لاکن کچھہ فایدہ نہوا - الغرض جب جناب
ولایت مآب کو خبر ہوی کہ معاویہ ایک بڑا لشکر لیکے نکلنے والا ہے آپ بھی کوفے کی اطراف ونواحی کے

امراء حکام کو فرامین روانہ فرمائے کہ اپنے بلاد سے کوفے کی طرف فوجین روانہ کرین۔ سو تھوڑے عرصے مین بہت سے سپاہ و لاور کوفے مین جمع آئے جناب امیر نے جمعے کے دن بالاے منبر خطبہ پڑہا اور سب فوجین موضع نخیلہ مین جمع آنیکا حکم فرمایا۔ پس ابو مسعود انصاری کو کوفے مین اپنا نائب شہر کا کر کوفے کے اعیان و اکابر کو ہمراہ لئے ہوئے آپ بھی نخیلہ کی طرف رونق افزا ہوئے اور چند روز وہین اقامت فرمائی۔ عبداللہ بن عباس بھی ابوالاسود دیلمی کو اپنی نیابت دیکے بصرے کا لشکر اپنے ساتھ لئے ہوئے وہین آکے ملحق ہوئے۔ کہتے ہین کہ جملہ نوے ہزار جوانمرد حضرت علی کے ظل رایت مین فراہم آئے۔ انمین اہل بدر سے اسی اصحاب کرام۔ اور اہل بیعت الرضوان سے آٹھ سو صحابی ذوی الاحترام داخل تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ زبدۃ الاولیا قدوۃ الاتقیا اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ رکاب ہوئے اور امیر المومنین کے قرب مین ایک خصوصیت رکھتے تھے اور اکثر اس سفر مین جناب امیر ان کے کلمات سنتے اور آپ اسنے رموز و اسرار فرماتے اور اکرام سے پیش آتے تھے۔ غرض جب موضع نخیلہ سے کوچ کر کے اس مسجد پر پہنچے جو راہ مین واقع تھی وہان نزول کر کے نماز ظہر قصر ادا کی۔ اور جب آگے بڑھے دیر ابو موسی کے پاس نزول کر کے نماز عصر سے فارغ ہوئے۔ اور ساحل فرات پر نماز مغرب گذار کے وہین شب باشی کی۔ دوسرے روز آگے روانہ ہوکے دارالملک کسری پر پہنچے اور ایسی ہی منزلین طی کرتے ہوئے جب جزیرۂ عرب مین ایک راہب کے صومعے پر پہنچے۔ سب اہل لشکر پانی نہ ملنے سے تشنہ تھے اس لئے جناب امیر اس صومعے کے پاس کھڑا رہکے اس راہب کو ایک ندا کی۔ جب اسنے آواز سنی صومعے سے نکلکے باہر آیا نہایت نحیف البدن اور اصفر اللون اور سیاہ پوش تھا امیر المومنین کو سلام کیا آپنے اس سے پانی دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا سا پانی حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ سب لشکر پیاسا ہے وہ پانی کفایت نکریگا راہب متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ اس بیابان مین پانی کہین نزدیک نہین۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اے راہب اس صومعے کے مینار کے پاس ایک پانی کا چشمہ ہے کہ اس سے انبیاے بنی اسرائیل سے بعض پانی پئے ہین راہب نے یہ سنتے ہی پہاڑی سے اترا اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ اس جگہ ایک پانی کا چشمہ مسدود اور اوڑہیا ہوا ہے اسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سواے کوئی کھول نہ سکیگا۔ اور میرے باپ سے مجھے ایک صحیفہ پہنچا ہے اس مین پیغمبر آخرالزمان کا اور یہ چشمہ کھولنے والے کا نام مسطور ہے۔ آپکا کیا نام ہے فرمایا کہ میرا نام علی ابن ابیطالب ہے جو آخر ابنیا

کہا کہ آپکے ہاتھ سے یہہ چشمہ ظاہر ہوا تو مین آپکے دست مبارک پر ہی اسلام لاتا ہون - تب امیر المومنین
صومعے کے شرق کی جانب تشریف لا کے بیس گز کے مقدار پر ایک خط مدور کھینچ کے حکم فرمایا کہ اس کو کھود
اہل لشکر نے جب اس کو کھودا ایک سنگ اعظم ظاہر ہوا لشکر کی بڑی قوت والے پہلوانون کی ایک جماعت
نے ہیأت اجتماعی سے بہت کچھہ زور و قوت کیا لاکن وہ پتہر جنبش نہ کیا تب جناب امیر نے اپنا مبارک سینہ
پتہر سے لگا کے قوت کیا تو وہین سرک گیا پھر ہاتھ سے اٹھا کے دور ڈال دیا اس چشمے کا پانی نہایت صفا
اور بہت ہی شیرین تھا سب اہل لشکر اور جانور سیراب ہوے - سب لوگون نے جب یہہ کرامت
دیکھی ان کو امیر المومنین کے ساتھ اور اعتقاد زیادہ ہوا - اور اس راہب نے اسیوقت اسلام سے مشرف
ہو کے وہ صحیفہ جو اپنے آبا و اجداد سے بطور وراثت کے پایا تھا حاضر کیا اسکی عبارت سریانی تھی
اسکا خلاصۂ ترجمہ یہہ ہے کہ شمعون نے حضرت عیسی سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے میرے
بعد ایک پیغمبر کو مبعوث کریگا جو سب پیغمبرون کا خاتم ہے خوش خو ہوگا نہ درشت گو بازارون مین
آواز بلند نہ کریگا - اور برائی کے بدلے مین برائی سے پیش نہ آئیگا بلکہ عفو فرماویگا اور کرم سے درگذریگا
اور اسکی امت ظاہراً و باطناً اللہ تعالی کی حمد و ثنا مین مشغول ہوگی - جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے
اس کے اتباع اختلاف کے بعد اتفاق کرینگے - پھر ایک مدت کے بعد اُن مین اختلاف آویگا اسکی
امت سے ایک مرد مشرق والون کو ہمراہ لے کے مغرب والون سے جنگ کرنیکے لئے نکلے گا سو اسکا
گذر اس دیر پر ہوگا اور یہان ایک چشمہ ہے سو اسیکے ہاتھ سے کہلے گا وہ مرد صورت و معنا مین
دوسرون کی بہ نسبت اس پیغمبر کی ساتھ قریب تر ہوگا اسکا حکم انصاف راستی کے ساتھ ہوگا اور مہمات کے فیصلہ
مین سستی نکریگا رشوت نہ لیگا دنیا کی مزخرفات اسکی ہمت کے پاس خاکستر سے بھی بے قیمت رہینگے
اور موت اسکے پاس پیاسے کے حلق مین پانی جانے سے بھی آسان ہوگی - باطن مین اللہ تعالی سے
ڈریگا اور ظاہر مین عدالت و راستی کے ساتھ رہیگا - جسنے اس کا زمانہ پاوے تو اس کا فرمان بردار رہے
اس کی خوشنودی رضاے ایزدی کے ساتھ مقرون ہے خوشا حال اسکا جو اس کو پاوے انتہی جب
امیر المومنین اس صحیفے کے مضمون پر مطلع ہوے کمال خوشی سے روئے اور کہنے لگے کہ شکر نعمت
اس پرورگار کا مین کس طرح ادا کرون کہ اس نے مجھے فراموش نکیا اپنی کتاب مین یاد فرمایا - القصہ معاویہ
نے بھی اپنا لشکر لیکے شام سے جو نکلا تھا جب صحراے صفین پر پہنچے وہین نزول کرکے اسکو اپنا لشکرگاہ

ٹھہرایا - زمانہ سابق مین روم کے بادشاہون نے اس جگہ عمارتین بنا کی تھین اور وہان رود فرات بھی واقع تھی لاکن اس سے پانی لینے کے واسطے ایک راہ کے سواے دوسری راہ نہین تھی - جب حضرت علی کا لشکر اسکے آگے معاویہ نے وہان تک پہنچ گئے تھے ابوالاعور کے ساتھ دس ہزار سوار دیکے حکم کیا کہ پانی کی نگہبانی کرین علی کا لشکر جب آئیگا اس سے پانی روک لین کسیکو ایک قطرہ بھی نہ دین جب حضرت علی کا لشکر بھی مقام صفین پر پہنچ کے نزول کیا آپکے لشکریون نے کنار فرات پر جاکے پانی لینا چاہا تو ابوالاعور مانع ہوا جب یہہ حال حضرت علی کی خدمت مین لوگون نے ظاہر کیا آپنے متفکر ہو کے صعصعہ بن سوحان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ بہت دور سے آئے ہین اس نیت سے کہ امر خلافت کو جو ملت کے معظمات امور سے ہے قرار دین - اور ہمارا یہہ قصد تھا کہ جب تک تم کو نصیحت نہ کرین اور راہ صواب پر نہ بلاوین جنگ وجدال مین اقدام نہ کرین - اب تمہارے لشکریون نے پانی کو روک لیا ہے ہمارے رفیقون کو اسکے تصرف سے منع کرتے ہین حالانکہ پانی اللہ تعالی کی ملک سے ہے اپنے سب مخلوقات پر مباح کیا ہے کسی کو نہین پہنچتا ہے کہ پانی بندگان الٰہی سے منع کرے اب چاہئے کہ اپنے لشکر کو حکم کرے کہ ممانعت سے باز آوین والا یقین مین مقاتلہ کھڑا رہیگا - اے معاویہ یقین جانئے کہ اگر مین تیرے سے آگے یہان نزول کرتا ہرگز تمہارے لیے پانی نہ روکا ہوتا - جب صعصعہ نے جاکے جناب کیطرف سے یہہ پیام پہنچایا معاویہ نے ارکان دولت سے مشورت کی تو بعضے شریرون نے منع کیا - پر عمرو بن العاص نے کہا کہ پانی کو روکنا سزاوار نہین یہہ وحشت کا موجب ہوگا - اور قبیلہ ازد سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے معاویہ پانی کا منع کرنا مروت نہین اگر تیرے مخالفین اہل روم سے بھی ہوتے مروت کا اقتضا یہہ تھا کہ اول آب و نان سے ضیافت کرے اس کے بعد جنگ پر آمادہ ہووے - یہہ تو اہل اسلام کا لشکر ہے صحابہ بدر اور اہل بیعت الرضوان اور اشراف مہاجرین و انصار اور تابعین اخیار اور پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے بنی اعمام اس لشکر مین داخل ہین اللہ تعالی سے ڈرئے پانی ہرگز روک لینا نہ چاہئے - لاکن دوسرے بعضے شریرون نے معاویہ کو اغوا دیا اسلئے اس نے پانی کی ممانعت پر ہی اصرار کیا جب حضرت امیر کے لشکر لوگ تشنگی سے جان بلب ہوے - تب مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہو کے اہل لشکر کا احوال کماینبغی ظاہر کیا اور کہنے لگے کہ اب ہمارے مین کچھ تاب و طاقت باقی نہین اجازت دیجئے تا با ہتھیار ہو کے کنار فرات آپکو پہنچاوین اور پانی پیوین یا شربت شہادت نوش کرین - حضرت علی نے

لاعلاج ہوکے فرمایا کہ جو مصلحت وقت ہو کیجئے تب وے ہردو پہلوان دس ہزار سوار کو ہمراہ لیکے بہر صورت
فرات کے قریب جا پہنچے معاویہ کے لشکر والون نے پانی کو روک لیکے مقابلہ کیا مالک اشتر نے ان سے
ساتھ شخص کو قتل کیا - پھر فریقین مین ایسا مقابلہ ہوا کہ معاویہ کا لشکر بے طاقت ہوکے پیچھے ہٹا - جناب
امیر کے لشکریون نے پانی سے سیراب ہوے اور جانورون کو بھی سیراب کیا اور پانی مشکون مین بھر لیا اور
ان پر غالب آکے کنار فرات پر حاوی ہو گئے - جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی بڑی ندامت اور پریشانی لی - تب عمرو
بن عاص نے معاویہ کو ملامت اور سرزنش کرنے لگا کہ پانی کے باب مین ہم نے علی ابن ابیطالب کے لشکر کے
ساتھ جس معاملے سے پیش آئے اب وہ بھی ہمارے ساتھ اسی معاملے سے پیش آوین تو کیا علاج - معاویہ
نے کہنے لگا جو گذرا سو گذرا اب علی ابن ابیطالب کے ساتھ تجھے ظن غالب کیا ہے - عمرو بن عاص نے کہا
کہ تو جس سلوک سے پیش آیا علی مرتضیٰ اس سلوک سے پیش آکے ہرگز پانی منع نہ کرین گے - تب معاویہ نے
نادم اور عاجز ہوکے اپنے لشکر سے بارہ سردارون کو حضرت علی کی خدمت مین روانہ کیا تا بعجز والحاح سے پانی
کی اجازت لین جب وے سردار حاضر ہوے جناب امیر نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے کیا مقصود ہے - انھنے
جو شب نے سبقت کر کے کہنے لگا کہ یا ابوالحسن اب معاویہ کے جرم کو عفو کر کے پانی کی رخصت دیجئے
پھر مقاتل بن زید نے عرض کی کہ یا امام المسلمین معاویہ نے جو قصاص طلب کرتا ہے اسکا مقصود دنیا طلبی اور
سلطنت خواہی کے سوا اور کچھ نہین - اگرچہ مین اہل شام سے ہون لاکن اب معاویہ کی رفاقت سے باز
آیا - غرض جناب امیر نے بعد حمد و صلوات کے فرمایا اچھا اب تم جائے اور معاویہ کو کہئے کہ مین نے رخصت
دی ہے کہ فرات سے پانی لو اور اپنے جانورون کو پلاؤ - ابوالاعور کے خواص سے ایک شخص نے یہ کمال
شفقت و مرحمت دیکھی اپنے کئے سے پشیمان ہوکے توبہ و استغفار کیا اور حضرت امیر کے لشکر مین داخل
ہوا - پھر ہردو لشکر بقدر احتیاج فرات سے پانی لینے لگے اور اختلاط آغاز کیا ایک کو دوسرے سے کچھ خطرہ نتھا

مایوس ہونا فریقین کا مصالحت سے اور آخر مہم منجر ہونا جنگ و محاربت کیطرف

لکھتے ہین کہ پیا پے تین مہینے یعنے ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاول
جناب امیر اور معاویہ کے درمیان رسل و رسایل جاری رہی لاکن کسی وجہ سے صورت صلح کی بظہور نہ آئی
اس ایام مین ہشتی پر پانچ بار ہردو فریق سر کے مین صفین کھینچین - لاکن ہزار زہاد و حفاظ مواعظ و نصائح
مین لگتے ہوے اور آپس مین تلوار چلنی نہ دی - جب ماہ جمادی الاول منقضی ہوا اور مصالحت کی کچھ توقع

رہی۔ جناب امیر نے جنگ کی تیاری کر کے پیغام بھیجا کہ کل کے دن جنگ پر آمادہ ہو جاوین۔ معاویہ بھی اپنے
لشکر مین اعلام کروایا پھر دوسرے روز سے فریقین مین جنگ آغاز ہوا النصف جمادی الاولی سے غرہ رجب تک
ہمیشہ تلوار چلتی رہی۔ جب ہلال رجب رونما ہوا جنگ موقوف ہوا کیونکہ رجب ماہ حرام سے ہی جاہلیت
اور اسلام مین عرب اس کی بزرگی بجالاتے اور جنگ وجدال نہین کرتے تھے۔ اس اثنا مین ابو دردا و ابو امامہ
جو ہر دو صحابہ سے تھے اور دیار شام مین ساکن اور اس وقت معاویہ کے ہمراہ آئے تھے کہنے لگے کہ ای
معاویہ منصب خلافت کے لئے علی مرتضی تیرے سے زیادہ احق اور اولی ہین پھر تو کس دلیل سے انکے ساتھ
قتال کرتا ہے معاویہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چاہتا ہون۔ ان ہر دو نے پوچھا کیا انکو جناب امیر
نے شہید کیا یا دوسرے لوگون نے۔ کہا کہ عثمان بن عفان کے قاتل علی بن ابیطالب کے ساتھ ہین اگر ان کو
میرے تسلیم کر دین اہل شام سے علی بن ابیطالب کے ہاتھ پر اول مین بیعت کرتا ہون تب ان دونون نے
حضرت علی کی خدمت مین آکے یہ احوال ظاہر کیا حضرت علی کے لشکر مین یہ خبر شہرت پاتی ہے اسیوقت
بیس ہزار شخص آن کے کھڑے اور آواز بلند سے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان ہم ہین۔ جب اُن دونون بزرگون
نے یہ حال دیکھا جناب امیر کے لشکرگاہ سے باہر گئے پھر معاویہ سے بھی نہ ملے بلکہ کنج عزلت اختیار کیا۔
پھر معاویہ نے شرجیل بن صمط اور کئی شخص کو بھیج کے یہ پیغام کیا کہ عثمان بن عفان کے قاتلون کو میرے سپرد
کر دین تو ہم امر خلافت شورے پر رکھتے ہین تا اہل شورہ جس کو مناسب جانین خلیفہ ٹھہراوین جناب امیر نے
یہ پیام سنتے ہی غصہ ہوئے اور قاتلون کو سپرد کرنے کے باب مین فرمایا کہ بیس ہزار شخص کو پکڑ کے دشمن
کے تحویل کرنے کی مجھے طاقت نہین تب اُن قاصدون نے معاویہ کے پاس جا کے صورت حال ظاہر کی
لکھتے ہین کہ غرہ رجب سے سلخ محرم تک ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہہ پر رہے تھے جدال وقتال واقع ہوا جب ماہ محرم
گذر چکا حضرت علی نے معاویہ کے لشکر مین ندا کہوائی کہ ہم نے ہر چند تم کو طریق حق و راہ صواب کی طرف دعوت
کی آخر تم راہ راست پر نہ آئے ماہ محرم بھی گذر چکا صفر کی پہلی شب مین جنگ کی تیاری کر لے کے علی الصباح میدان
مین آیا چاہئیے غرض دیا ہی دوسرے روز ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ بر سر میدان آئے اور صفین آراستہ کین اسی
مین معاویہ کے لشکر سے ایک شخص نے آواز کی کہ اے اہل عراق کیا تمہارے درمیان اویس قرنی ہے جناب
امیر کے لشکریون نے کہا کہ ہان حاضر ہے تو کس لئے پوچھتا ہے۔ اس نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اویس قرنی خیر التابعین ہے بس یہ کہہ کے اسی شام کے لشکر سے

نکل گیا اور حضرت علی کے لشکر مین آکے ملحق ہوا

عمار بن یاسر کی شہادت

نقل ہے کہ فریقین مین جنگ ہوا کرتا تھا ہر بار حضرت علی کا لشکر ہی غالب آتا تھا اور معاویہ کا لشکر
ہزیمت پاتا۔ جنگ صفین شروع ہوا سو چھبیسوین روز عمار بن یاسر کی شہادت ہوئی اسکا مختصر قصہ
یہہ ہے کہ اس روز جب عمار نے بہت ہی جد و جہد کر کے جناب امیر سے قتال کی رخصت لی اور
صف میدان مین آئے لشکر شام سے حارث نامی ایک شخص نکل کے انسے مقابلہ کیا ہر دو مین کئی حملے
دلیرانہ ہوئے۔ آخر عمار نے ایک ضرب تلوار سے اسکا کام تمام کیا پھر اپنی لشکر کی طرف مراجعت کر کے
اپنے یارون کو وداع کیا اور حضرت علی کی اطاعت و اعانت پر وصیت کی اور کہنے لگے کہ مین ایسا
سمجھتا ہون کہ آج کے دن شہادت پاونگا اور یہہ سعادت ہے کہ امام بحق کی امداد و اعانت مین
مارا جاؤن۔ یہہ بول کے اپنے گھوڑے کو تازیانے مار کے میدان مین آئے اور قتال شروع کیا علی التواتر
حملے کرتے اور پھر پلٹتے تھے شامیون نے ان کی دلیری دیکھ کے حیران ہوئے۔ آخر ان کی ایک
جماعت آکے اس کو گھیر لیا۔ اور انسے ایک شخص کہ جس کی کنیت ابو العادیہ ہے اس پر ایک ضرب کیا
سو بڑا سخت زخم لگا اسی زخم سے عمار کو بڑی بیتابی ہوئی اور اس پر تشنگی بھی بہت غلبہ کی تب
اپنے لشکر کے طرف لوٹ آئے اور پانی طلب کیا تو پانی کا ایک پیالہ کہ جس مین دودھ آمیز تھا لے آئے
عمار نے اوس پر نظر کرتے ہی تکبیر کہی اور فرمایا صَدَقَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون نے
جب اسکی حقیقت سے سوال کیا تو جواب دیا کہ حضرت نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا سے اخیر چیز جو
تیری روزی ہوگی وہ دودھ ہے۔ پس وہ قدح اپنے ہاتھ مین لے کے نوش کیا اور اسیوقت
جان بحق تسلیم ہوئے۔ جناب امیر نے یہہ خبر سنتے ہی ان کی نعش مبارک کے پاس آکے ان کا سر
اپنے زانوے شریف پر لیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور فرمایا کہ اللہ تعالی عمار پر رحمت
کرے۔ بارہا حضرت کی خدمت مین دیکھا ہے اگر تین شخص رہتے عمار انکا چوتھا رہتا تھا اگر چہار شخص
رہتے ان کا پانچوان رہتا۔ عمار نے ایکبار نہین بلکہ کئی بار بہشت کا استحقاق پیدا کیا اللہ تعالی
اس کو جنت عدن مین جگہ دیوے اور وہ مقتول ہوا جس حال مین کہ حق اسکے ساتھ تھا
حضرت نے اس کی شان مین فرمایا یَدُوْرُ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَیْثُمَا۔ پس جناب امیر نے
عمار کے جنازے پر نماز پڑھ کے اپنے دست مبارک سے اسکو دفن کیا رضی اللہ تعالی عنہ

لیلۃ الہریر کا جنگ صفین کا جنگ اخیر جس شب مین واقع ہوا اس کو جنگ لیلۃ الہریر کہتے ہین - عمار بن یاسر کے قتل کے بعد دوسرے دن جب ہر دو لشکر برسر میدان آئے روایت ہے اس روز حضرت علی نے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اپنے سر پر باندہی اور حضرت کے خاص گھوڑے پر سوار تھے دس ہزار سوار کو اپنے ہاتھ لے کے شامیون پر ایک ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کا لشکر درہم وبرہم ہوگیا اتنے لوگ مارے گئے کہ گھوڑون کے چارون پیر خون سے رنگین ہوگئے - کسی شامی کو مقابلے کا قوت باقی نرہا - معاویہ نہایت مضطر ہو کے عمرو بن عاص کی طرف توجہ لا کے کہنے لگے اے ابا عبداللہ اب صبر کیا چاہئے عمرو بن عاص نے کہا کہ اے معاویہ اگر علی ابن ابیطالب دوسرے بار ایسا حملہ کرے ہمارے سے کوئی باقی نرہیگا - غرض پہر دو لشکر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور گرد وغبار اس قدر اڑنے لگی کہ ایک دوسرے کی معرفت مشکل ہوگئی شام تک ایسا ہی جدال وقتال جاری رہا بلکہ شب کو بہی موقوف نہوا - جناب امیر نے اس شب کئی بار بارگاہ الٰہی مین دست التجا بلند کرکے دعا کرتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے مخالفین پر حملہ لاتے اور آپکے اہل لشکر بہی حملے کرتے تھے ہر حملے مین صدہا شامی تہ تیغ ہوتے تھے اور جناب امیر حملہ کرنیکے وقت تکبیر کہتے تھے آپکے رفیقون سے ایک شخص نے روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الہریر مین مین نے جناب امیر سے پانسو تیئیس بار آواز تکبیر سنی - معجم کبیر مین امام ابوسعید سمنانی سے منقول ہے کہ معاویہ کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب نے لیلۃ الہریر مین بنفس نفیس نو سو سے زیادہ شامیون کو قتل کیا مین نے اس شب بیطاقت ہو کے آخر ایسا ارادہ کیا کہ اب دو کام سے ایک کام کرنیکے سوا گزیر نہین یا عبداللہ بن عباس کے پاس التجا لیجاؤن کہ تا میرے لئے علی مرتضیٰ سے اجازت چاہے کہ مکہ معظمہ کے طرف جا کے حرم مین اقامت کرون - یا قیصر روم کی پاس جا کے پناہ لون اور کسی جزیرے مین سکونت کرکے فارغ البال گذرانون - آخر اسی حیص وبیص مین شب گذر گئی جو وقوع مین آنا تھا آیا - غرض آتش جنگ ہرگز منطفی نہوئی یہان تک کہ صبح ہوئی - جاننا چاہئے کہ ہر دو فریق نے جب صحرائے صفین مین آن کے نزول کیا تین مہینے تک آپس مین رسل ورسایل جاری رہے جب آخر کسی وجہ سے صلح کی صورت نٹہری جنگ شروع ہوا گیارہ مہینے تک اس کا سلسلہ باقی تھا مگر حرام مہینون مین قتال موقوف رکھتے تھے اس عرصے مین نو جنگ ہوئے ہر بار جناب امیر کو ہی نصرت ہوئی جنگ اخیر یہی تھا جو لیلۃ الہریر مین واقع ہوا

ن جنگوں میں معاویہ کے لشکر سے پینتالیس ہزار اور جناب امیر کے لشکر سے پچیس ہزار شخص مقتول ہوئے
ہیں سے ہی عمار بن یاسر اور خزیمہ بن ثابت جو ذوالشہادتین سے ملقب ہے یعنے حضرت نے انکی ایک
گواہی کو دو گواہ کے مرتبے میں اعتبار فرمایا اور عبداللہ بن بدیل خزاعی۔ اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو
سعد بن ابی وقاص کا برادرزادہ تھا اور ابوالہیثم شیبانی۔ اور عارف ربانی ولی حقانی اویس قرنی اور دوسرے
صحابہ وتابعین کہ جن ناموںکی تفصیل بڑی تطویل چاہتی ہے۔ **مکروحیلے سے پیش آنا**
اہل شام کا حضرت علی کے لشکر کے ساتھ جب لیلۃ الہریر میں اہل شام کو
شکست فاحش ہوئی اور بہت سے سردار اور سپاہ نامدار مارے گئے انکے لشکر میں بڑا ہی اضطراب
اور تزلزل واقع ہوا۔ معاویہ کو بڑی وحشت روی اور نہایت عاجز آکے صلح کرنی چاہی اور کمال
عجز والحاح کے ساتھ ایک نامہ حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ یا ابا الحسن
فریقین خصوصاً ہمارے بہت سے امیر اور پہلوان مارے گئے۔ اب امید ہے کہ قتال سے ہاتھ کھینچ
اور مجھے شام کی حکومت ارزانی فرماویں لیکن اپنی بیعت سے معاف رکھیں تا فارغ البال گذرانوں
جناب امیر نے اس کی ملتمس قبول نہ کی اور جواب تحریر فرمایا کہ بلا بیعت واطاعت تو نے شام کی حکومت
جو طلب کرتا ہے یہ التماس مقبول نہیں اول بیعت کیجیے والا جنگ پر آمادہ ہو جا۔ سے یہ مکتوب معاویہ
کو بہت متفکر کیا اسکو کچھ تدبیر سوجھتی نہیں تھی۔ غرض جناب امیر نے لیلۃ الہریر کے مقتولوں کے دفن
سے فارغ ہوئے اپنے لشکر کے سرداروں سے فرمایا کہ تمہارا اور تمہارے مخالفوں کا کاروبار اس
درجے کو پہنچا جو دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ ان کو بے قوت کر دیا پھر جنگ کا تہیہ کیجیو حتیٰ یحکم اللہ
بیننا وہو خیر الحاکمین جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اور بھی گھبرائے۔ اشعث بن قیس جو اس کے لشکر کے سرداروں
سے تھے کہنے لگا کہ کل شب میں جیسا جنگ ہوا یقین ہے کہ پھر ہم جنگ پر کمر باندھیں تو ہمارے سے
باقی لوگ بھی تہ تیغ ہو جائینگے ایک طرف سے اہل روم دوسرے جانب سے اہل فارس قابو پاکے ہمارے شہر
و دیار کے تاخت وتاراج پر کمر باندھیں گے اور ہمارے اہل وعیال کو بندی پکڑینگے۔ معاویہ نے اس بات کی
تصدیق کی اور عمرو بن العاص سے کہا اب تو ہم کو مقابلے کی طاقت نہیں چاہیے کہ ایسا حیلہ کریں کہ جس سے
مدعا حاصل ہو۔ تب عمرو بن عاص نے یہ حیلہ سکھلایا کہ اہل حجاز اور اہل عراق جو علی مرتضی کے لشکر میں
جمع آئے ہیں انکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کیجیے اگر قبول کریں ان میں اختلاف آجائیگا۔ اور اگر رد کریں

ان مین تفرقہ پڑجائیگا۔ معاویہ نے اس تدبیر کو پسند کرکے اپنے لشکر مین حکم کیا کہ مصحفون کو نیزون پر
باندہین۔ لکھتے ہین کہ معاویہ کے لشکر مین پانسو پچاس مصحف تھے شامیون نے اپنے نیزون پر باندہکے
علی الصباح صفین کھینچین اور وہ نیزہ بردار لشکر کے آگے کھڑے رہے جب آفتاب طلوع ہوا جناب
امیر کے لشکر والون نے دیکھکے یہہ تصور کیا شاید کہ نیزے درست کئے ہین۔ پھر جب غور سے دیکھا
تو کچھہ صورت نئی پائی گئی ایسے مین لشکر شام سے کئی سردار نے پیش قدم ہوکے ندا کی کہ اے معشر عرب
اللہ تعالے کے واسطے عورات واطفال پر رحم کرو اگر جنگ سے ہاتھہ نرکھوگے اور بھی طرفین کے لوگ
جب مارے جاینگے تب روم اور فارس کے کفار جو قابو طلب ہین ہمارے اور تمہارے زن واولاد کو اسیر
کرکے لیجائینگے یہہ دیکھئے کہ تمہارے ہمارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ اسکے بعد ابوالاعور نے گھوڑے
پر سوار اور قرآن مجید اپنے سر پر لیا ہوا ہر دو لشکر کے درمیان آکر کھڑا رہا اور ندا کی کہ اے اہل عراق ہم
تم کو کتاب اللہ کی دعوت کرتے ہین یہی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ہے چاہئے کہ اس پر
عمل کرین۔ جب عراقیون نے مخالفون کے باتون پر مطلع ہوے۔ تب کردوس بن ہانی بکری نے کہنے لگا
کہ اے اہل عراق شامیون نے مصحفون کو جو نیزون پر چڑہایا ہے اس پر فریب نہ کھاؤ یہہ صورت مکروتزویر
سے خالی نہین۔ ابوسفیان ثوری بحری نے کہا کہ ہم نے اول شامیون کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کی جب
انہون نے اجابت نہ کی ہم پر ان کا خون حلال ہوا۔ اگر ان کی ملتمس بھی ہم قبول نکرین تو ہمارا خون بھی ان پر
مباح ہوویگا۔ خالد معمر اور حصین منذر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی راے مبارک جو نہایت صواب پر ہے
جس بات پر قرار پاوے عین مصلحت ہے۔ جب حضرت علی سے گذارش کی تو آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ کے
حکم کو قبول کرنے مین مین سب سے زیادہ ہون اور اسباب مین تم بھی میرے شریک ہین لاکن یہہ ایک حیلہ ہے
کہ مخالفون نے نکالا ہے اور یہہ ایک مکر ہے جو پیش کیا ہے مصحفون کو جو نیزون پر چڑہایا ہے اس سے ان کا
مقصود یہہ نہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین۔ بلکہ جب جنگ وجدال سے تنگ آگئے اور فتح وظفر سے مایوس
ہوگئے ہین چاہتے ہین کہ اس فتنے کو تسکین دین اور اس مہلکے سے نجات پاوین۔ مین اس جنگ کو چھوڑونگا
یہان تک کہ اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہووین۔ لاکن اس اثنا مین لشکر عراق کے اکثر سردارون کو معاویہ کی
طرف سے رشوتین پہنچی تھین اور جنگ سے تنگ آکے آرام طلب تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین معاویہ کی دعوت
قبول کیجئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے اگر آپ اس کی ملتمس قبول نکرین ہم آپ کو پکڑکے اس کے تحویل کردینگے

جب ان کی بیوفائی اس درجے کو پہنچی جناب امیر نے کہا ان اللہ وانا الیہ راجعون والی اللہ
اشتکی واللہ المستعان علی تصفون الیک اللھم انت الحاکم فیما بیننا فانک لاتجوز اس اثنا مین معاویہ
کے قاصدون نے مصاحف اپنے ہاتون مین لئے ہوے حاضر ہوے اور جناب امیر سے عرض کرنے لگے
کہ اے ابالحسن شامی لوگ کہتے ہین کہ آپ اور ہم کتاب اللہ پر عمل کرین ہمارے درمیان اس کتاب الٰہی
کے سوا دوسرا حکم نہین اشعث بن قیس کہ اکثر قبایل جس کے حکم مین تھے اور معاویہ کی طرف سے مبلغ خطیر
بطور رشوت کے لیا تھا کہنے لگا اے امیرالمومنین کل کے دن جیسے ہم نے آپ کی اطاعت کی تھی آج بہنین
کرین گے ۔ معاویہ تو انصاف سے بات کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ دشمن
معاویہ اور عمرو بن العاص سے زیادہ ترین کتاب اللہ جانتا ہون یہہ مکر عمرو کا ہے غرض اس اختلاف
کی خبر جب لشکر مین شہرت پائی افسوس ہے کہ کوفے کے لشکر والے مخالفون کے مقابلہ سے پھرنے لگے
لاکن مالک اشتر جو میمنہ پر تھا ویسا ہی جنگ مین کوشش کر رہا تھا ۔ جناب ولایت مآب نے جب دیکھا کہ اپنے
لشکر کے سپاہ فوج فوج معرکے سے پھرتے ہین دست افسوس مار کے فرمایا کہ اے ہند غالب آیا ۔ ایسے
مین ابن الکوا اور اس کے ساتھ والون کی ایک جماعت کہ اس کے بعد جن پر خوارج کا لفظ اطلاق پاتا ہے حضرت
امیر سے کہنے لگا کہ بالضرور معاویہ کا دعوا قبول کیجئے والا ہم آپ کے مخالف ہونگے ۔ اور اسکی قوم کہنے
لگی کہ مالک اشتر قتال کا اشتغال رکھا ہے کسیکو بھیج کے اس کو منع فرماوین ۔ جناب امیر نے یہہ فتنہ اور
مخالفت پر نظر کر کے یزید بن ہانی کے زبانی مالک اشتر کو پیغام بھیجا کہ مراجعت کیجئے مالک نے کہا کہ یہہ وقت
مراجعت کا نہین کیونکہ فتح وظفر قریب ہے یزید نے لوٹ آیا اور مالک کا جواب ظاہر کیا ایسے مین مالک اشتر
اور اس کے تابعون کی آوازین بلند ہوئین اور ایک گرد وغبار ظاہر ہوی ۔ سب خارجیون نے متفق ہو کے
حضرت امیر سے کہا کہ ہم ایسا گمان کرتے ہین کہ مالک اشتر آپکے ہی اشارے سے جنگ وجدال مین مشغول
ہے آپ نے فرمایا کہ مین تو علانیہ یزید کی زبانی اسکو کہلا بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ رکھے پھر دوسری بار یزید بن ہانی
کو بھیجا اور حکم کیا کہ مالک اشتر کو بول کہ جلد مراجعت کرے کیونکہ یہان ایک فتنۂ عظیم برپا ہوا ہے جب قاصد
نے یہہ خبر مالک اشتر کو پہنچائی اس نے سنتے ہی کہا شاید کہ یہہ واقعہ مصحفون کو نیزون پر چڑہانے سے
رو دیا ہے قاصد نے کہا ہان ۔ مالک نے کہا کہ شامیون نے جب مصحفون کو نیزون پر چڑہایا مین نے تبھی
سمجھا کہ اب ہمارے لشکر مین تفرقہ آویگا غرض حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوے کوفے اور بصرے کے

سردار اور عمدہ لوگ جو حاضر تھے ان کی طرف توجہ لا کے عتاب وخطاب آغاز کیا کہ اے اہل عراق تم نے
ایسی ذلت قبول کی کہ پھر ابد تک جسکا تدارک نہو سکے شامیون نے جو مصحفون کو درمیان لایا یہہ انکا مکر تھا جو
تم نے اس پر فریب کھایا اگر اس پر فریب نکھاتے دشمنون پر غالب آئے ہوتے - اب بھی مجھہ کو چھوڑو
کہ انشاء اللہ تعالی ان کا کام تمام کرتا ہون یہہ سنکے انہون نے کہا کہ ہم گناہ مین تیرے ساتھ شریک
نہین ہوتے ہین پھر مالک ان کے ساتھ ایسی گفتگو کی کہ انکو جواب نہ بن آیا - آخر خارجیون نے اسکو گالیان
دین اور اس کے گھوڑے کو تازیانہ مارا - مالک اشتر نے انکو زجر وملامت کی القصہ جب حضرت امیر نے
خوارج کا یہہ حال دیکھا اشعث بن قیس کو حکم کیا کہ اب تو جا کے ان لوگون سے کہدیجئے جو مصحفون کو نیزون
پر چڑھایا ہے کہ اب جنگ موقوف ہے - اشعث یہہ حکم پہنچانے کے لئے جاتا تھا جب قوم ربیعہ پر پہنچا
عمیر نے اس کو دیکھکے کہا اے اشعث کیا اہل شام سے تو اختلاط چاہتا ہے حالانکہ ہم نے ان کے
خون مین غوطہ کھایا یہہ بول کے اس کے مرکب کی پیٹھہ پر تلوار سے ایک ضرب کیا - اشعث نے کہا کہ اپنی
تلوار کو نیام کیجیے کہ شامیون نے ہم کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہین - ایسے مین معاویہ نے حبیب بن مسلم
کو حضرت علی کی خدمت مین بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم اور تم کتاب اللہ کے تابع ہو جاوین لاکن جب کتاب کو
نطق نہین چاہیئے کہ آپ ایک شخص کو اختیار کرین اور مین ایک کو اختیار کرتا ہون تا یہہ ہر دو حکم ہووین ہم ہر دو
جس کی خلافت پر کہ اُن کی راے آوے وہ خلیفہ ہووے اگر ہم ہر دو کے سواے وے اور کسیکو اختیار
کرین تو اسیکو خلیفہ ٹھہراوین حبیب بن مسلم نے جب یہہ پیام پہنچایا - اشعث بن قیس نے کہا یا امیر المومنین
معاویہ نے انصاف سے کلام کرتا ہے اور حسن بن منذر بھی اس کی تقویت کی - اور شقیق بن ثور نے کہا یا
امیر المومنین ہمارے اکثر شجیع اور جوانمرد لوگ مقتول ہو گئے - اب جو باقی ہین ان پر ترحم فرمائے اور معاویہ کو
یہہ بات معلوم تھی کہ جناب امیر کے لشکر یمانیہ کو غلبہ ہے اسلئے اشعث بن قیس کو جو انکا سردار تھا تسکین
دیکے نامے لکھا کہ بہر حال تیری سعی سے صلح کی صورت ٹھہریگی تو تجھہ کو لاکھ درہم دونگا - اشعث طمع نے
متاع دنیا سے دنیہ ومزخرفات فانیہ پر فریفتہ ہوکے اسیوقت اُزد اور ربیعہ اور اشعریہ کے قبیلون کو
جمع کرکے کہنے لگا کہ اس کے بعد جنگ نہ کرین - اور مالک اشتر کے باب مین اُن لوگون کو یہان تک اغوا
دیا کہ اگر مالک ہماری مخالفت کرے اسکے بدن کے ریزے ریزے کردین - اس اثنا مین عبداللہ بن الحارث
طائی جو بڑا عابد تھا تیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا تھا - اور لیلۃ الہریر مین اسکو سولا زخم لگے

حضرت امیر کے خیمے مین آیا آپ نے اسکا اعزاز و اکرام بجالایا - اور پوچھا کہ اے عبداللہ تیرا کیا حال ہے اس نے
عرض کی یا امیر المومنین مین سمجھتا ہون کہ میری عمر ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم باقی ہو گی - جناب امیر نے اپنی
چشم مبارک مین پانی لا کے فرمایا کہ اے عبداللہ خوش دل رہ کہ اللہ تعالی کی رحمت پاویگا - اور تیرا حشر
مہاجرین و انصار اور شہداے کبار کے ساتھ ہوگا - پھر عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین مین سُنتا ہون
کہ آپکے یارون نے آپ کی مخالفت مین کمر باندہی ہے اور معاویہ سے صلح کرنیکے باب مین کوشش کرتے ہین
زنہار ان کے کہے پر عمل نہ کیجئے - اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھئے - جناب امیر نے فرمایا کہ اے عبداللہ کس
لشکر اور کون مددگار کے ساتھ معاویہ سے جنگ کرون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چالیس پیغمبرون
کا قوت رکھتے تھے باایں ابتداے نبوت مین تین سال تک آپ کو علانیہ دعوت کرنیکا حکم نہ آیا اس کے بعد
پھر دس سال مکہ معظمہ مین رہے کفار کا ظلم وستم جاری رہا باایں جہاد کا حکم نہوا جب مدینہ منورہ کی طرف
تشریف لے گئے اور اعوان و انصار جمع آے تب جہاد پر مامور ہوے - پس میرے لئے جب یار و مددگار
پیدا ہوویں جنگ کرونگا والا صابر رہونگا جیسا انبیا اور اون کے وصی صبر کرتے رہے - اے عبداللہ
یہ واقعے جو ظہور مین آتے ہین حضرت نے مجھے اسنے خبر دی تھی مین نے قوم کی شکایت بارگاہ آلہی مین
کرون گا اور ایسے فعل کا مباشر نہونگا کہ جس کے بسبب عہدہ امامت سے خارج ہوؤن عبداللہ نے کہا
کہ مین گواہی دیتا ہون کہ امام بحق آپ ہی ہنوز ہے سعادت اس شخص کی جس نے آپ کی اطاعت کی اور خرابی
ہے اس کی جس نے آپ کی مخالفت پر کمر باندہی - القصہ ہر دو لشکر کے حفاظ قرآن اہل شام اور اہل عراق
کو جمع کر کے ہر دو صف کے درمیان بیٹھے اور قرات قرآنی مین مشغول ہوے اور سب بات پر متفق ہوے کہ
امر خلافت کے باب مین ہر دو حکم تحکیم کرین شام والون نے کہا کہ ہمارے طرف سے عمرو بن عاص حکم ہووے
اور اشعث بن قیس اور اس کے تابعون نے کہا کہ ہمارے جانب سے حکم ابو موسی اشعری رہے - جناب
امیر نے کہا کہ ابو موسی اشعری کی راے پر مجھے چندان اعتماد نہین چاہئے کہ عبداللہ بن عباس کو میری طرف
سے حکم ٹھہراوین - خارجیون نے کہا کہ واللہ ہم آپ اور عبداللہ بن عباس مین فرق نہین کرتے ہم اس
بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی حکم ہونا چاہتے ہین - اور ہم یہ چاہتے ہین کہ ایسا شخص حکم ہووے
کہ اس کی نسبت آپکے اور معاویہ کے ساتھ برابر ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ پھر کس لئے اہل شام نے
عمرو بن عاص کو اختیار کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ کے ساتھ اسکی نسبت اور خصوصیت کیسی ہے خارجیون نے

جواب دیا کہ ہر شخص اپنی مصلحت آپ اچھی طرح جانتا ہے - اور ہماری صلاح اسی مین ہے کہ ابو موسی
اشعری ہمارے جانب سے حکم ہووے - امیر المومنین نے فرمایا کہ مالک اشتر بھی اس کام کے لئے سزاوار
ہے - مین اس کو حکم ٹھہراتا ہون - اشعث بن قیس جو خوارج کا سردار تھا کہنے لگا کہ کس طرح اس کو ٹھہراوین
جنگ اور فتنے کی آتش اس نے سلگائی ہے - جناب امیر نے فرمایا کہ مالک حکم ہووے تو کیا مضایقہ
یا وہ کتاب اللہ کے برخلاف حکم کریگا - اشعث نے کہا کہ اسکا حکم یہی ہے کہ اسکو چھوڑ دین تا تلوار
چلاوے اور لوگون کو جنگ پر تحریص دے - حاصل کلام جناب ولایت اور سب عقلا جیسے احنف بن قیس
وغیرہ کہنے لگے کہ ابو موسی اشعری اس کام کے قابل نہین - بلکہ اہل کیاست اور فراست سے اور کسیکو
اختیار کیا چاہئے تا عمرو بن عاص کے ساتھ مقابلہ کر سکے اور اس کے فریب مین نہ آوے خوارج مطلقا
اس بات پر راضی نہوے - سواے ابو موسی کے اور کسیکو اختیار نہ کیا - اور اسیوقت ایک شخص کو اس کی
طلب مین روانہ کر دیا - ابو موسی نے اندنون گوشہ اختیار کیا تھا اور کسی امر مین دخل نہین دیتا تھا جب
سنا کہ ہر دو گروہ باہم صلح کی کہا الحمد للہ رب العالمین اور جب بولے کہ انہون نے مجھکو حکم ٹھہرایا
ہے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون غرض ابو موسی نے جناب امیر کے حضور مین حاضر ہوا اور دولت دست بوسی
سے شرف حاصل کیا جب اس نے مہمات کے انفصال سے خوب آگاہ تھا صحابہ کرام سے ہر شخص اس کی
مجلس مین آکے نصیحت مین لب کشا ہوا اور اس باب مین حزم و احتیاط کرنیکے لئے سب وصیت کرنے
لگے آخر ابو موسی اشعری نے غصہ ہو کے کہا کہ مجھکو متہم رکھتے ہو تو اس مہم کے لئے دوسرے کو اختیار کر لو
مالک اشتر نے کہا کہ تو وہی شخص ہے کہ جب امام حسن وارد کوفہ ہوے تو نے اثناے خطبے مین لوگون کو
اپنی بیعت وملازمت کی طرف ترغیب دی اور کہا کہ جناب امیر کے ساتھ اتفاق کرنے مین فتنہ ہے -
ابو موسی نے اقرار کیا کہ ہان تب یہی بات وقوع مین آئی تھی لاکن آجتک اسی روز کی آتش مین جل رہا ہون
اب مین اس واقعے مین تمہارا یار ہون - غرض جب امر خلافت مصلحت اور حکمین کے حکم پر قرار پایا -
جناب امیر اور اعیان عراق اور معاویہ اور اکابر شام ہر دو لشکر کے درمیان مجلس کر کے جمع ہوے تا
عہد نامہ لکھین - عبد اللہ بن ابی رافع جو امیر المومنین کا کاتب تھا مامور ہوا کہ اسباب مین چند سطرین تحریر
کرین - اس نے تحریر آغاز کی اور اس قدر لکھا کہ ھذا ما صلح علیہ امیر المومنین علی بن ابیطالب معاویہ
کہا کہ مین کیسا برا آدمی ہونگا کہ علی مرتضی کو امیر المومنین جانون اور پھر انسے مقابلہ کرون - عمرو بن عاص نے کہا

صلح نامہ بیچ امیر المومنین علی بن ابی طالب کی طرف سے ۱۲

لفظ امیر المومنین کو محو کر کے فقط ان کے نام اور ان کے والد کے نام پر اکتفا کیجئے احنف بن قیس نے
حضرت امیر کے لشکریوں سے تھا اس باب میں استادگی کیا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اللہ اکبر
مصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی مقدمہ حدیبیہ کے روز میرے ہاتھ پر واقع ہوا یعنے
جب صلحنامہ لکھنے کے لئے مجھے حضرت کا حکم ہوا۔ مین نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے طرف سے محمد رسول اللہ
کے مکے والون کے ساتھ سہیل بن عمرو نے کہا کہ لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبداللہ تحریر کیجئے۔ کیونکہ
اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے مکے مین آنے سے اور عمرہ بجالانے سے مانع ہوتے تب جناب رسالتمآب
نے فرمایا کہ یا علی امح فان لك یوما کیومی ھذا یعنے اے علی اسکو محو کیجئے کہ تیرے واسطے بھی ایک روز
ایسا ہی آئیگا جیسا یہ میرا روز ہے پس اے عبداللہ یہ وہی روز ہے کہ مخبر صادق نے جس کی خبر دی اب معاویہ
کی جیسی مرضی ہے ویسا ہی لکھدیجئے۔ تب عبداللہ نے اس طرح لکھا کہ ھذا ما صالح علیه علی بن
ابیطالب و معاویه بن ابی سفیان اسکے بعد اسکا خلاصۂ مضمون یہی تھا کہ جناب امیر اور اہل عراق اور اہل
حجاز ان کے دوست ہین۔ اور معاویہ و اہل شام جو اس کے حق گزار ہین۔ یہ بات قبول کی کہ حکم قرآن پر فاتحہ
سے خاتمے تک عمل کرین۔ اور اس کے مضمون سے نہ گزرین زندہ کرین اس کو کہ قرآن مجید جس کو زندہ کرتا
ہے اور مارین اس کو کہ قرآن کریم جس کو مارتا ہے۔ علی مرتضی اور ان کے شیعہ یعنے ان کے اتباع جناب اس
بات پر راضی ہوے کہ ابوموسی اشعری اسباب مین حاکم اور ناظر رہے۔ اور معاویہ اور اس کے اتباع اس بات
پر راضی ہوے کہ ان کے قبائل سے عمرو بن عاص حاکم و ناظر رہے انتہی۔ علی مرتضی اور معاویہ نے ابوموسی اور عمرو بن
عاص سے عہد و میثاق کیا کہ قرآن مجید کو اپنا پیشوا ٹھہراوین۔ اور مضمون کلام ربانی سے تجاوز نکرین جو کہ قرآن مجید
مین مسطور ہے اسکے مطابق حکم فرماوین۔ اور جو انکا مطلوب ہو اور کتاب اقدس مین وہ پایا نجاوے سنت نبوی کی
طرف رجوع کرین اور قصداً اقتضاے سنت نبویہ کی برخلاف عمل نہ کرین۔ وے ہر دو حکم نے بھی حضرت امیر
اور معاویہ سے عہد و پیمان لیا کہ انکے حکم سے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو عدول نکرین۔ اگر یہ ہر دو حکم
حکم کرنے کے آگے ان سے کوئی ایک فوت ہو جاوے تو جناب امیر اور معاویہ کے توابع دوسرے کسی کو جو اہل
عدل و صلاح سے ہو اسکی جائے پر نصب کرے اور ہر دو حکم کو رمضان شریف تک مہلت ہے کہ اس عرصے
مین حکم کرین اگر اس مدت مین امر خلافت کو کسی پر قرار ندین اور سستی کرین فریقین کو جنگ و قتال کا اختیار ہے
اور جس نے اس امر مین ظلم و فساد اور خلاف کریگا سب امت اس کے دفع مین اتفاق کرین۔ جب صلحنامہ تمام

ہوا اس پر گواہیان ثبت کین کہ شہد علی مافی ھذا الکتاب الحسن والحسین ابنا علی و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب و اشعث بن قیس اور مشاہیر کی ایک جماعت نے جو حضرت امیر کے ملازم تھے۔ اپنے نام لکھدئے۔ اور اہل شام کی ایک گروہ بھی اپنی گواہی ثبت کی۔ اور اخیر صحیفے مین مرقوم ہوا کہ کتب یوم الاربع ثلثۃ عشر من صفر سنۃ ثلثین و سبع روایت ہی کہ اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے التماس کی کہ تیری گواہی بھی ثبت کیجئے۔ اس نے جواب دیا کہ مالک کا داہنا ہاتھ کٹ جاوے اور بایان ہاتھ شل ہو جاوے اگر اپنا نام اس کاغذ مین لکھے۔ اشعث نے کہا کہ جب تک تو اپنا نام اس مین نہ لکھے مین تیرے لیے راضی نہونگا۔ مالک نے کہا کہ تو کون شخص ہے اور تیری کیا رضا ہے خواہ تو میرے لیے راضی رہ یا نہ اس مجلس مین تو سردار و نکی ایک جماعت جیسی عدی بن حاتم طائی وغیرہ حاضر تھے اشعث نے کہا کہ عظماے عرب کی حرمت پیش نظر رکھتا ہون۔ والا جواب لائق دیا ہوتا۔ مالک نے کہا کہ میری تیغ زبان تیری زبان سے تیز تر ہے اور میری سنان تیری سنان سے نافذ تر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلے سے بیشتر اور مین امیر المومنین کا دوست ہون تو دشمن اور چند کلمات سخت زبان لاے۔ اشعث نے برہم ہو کے اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مالک اپنی شمشیر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ابراہیم بن مالک بھی اپنی تیغ نیام سے کھینچی مالک نے اپنے فرزند کو نصیحت کر کے اشعث کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اول تو نے اکراہ سے اسلام قبول کیا اس کے بعد اپنے کافرون اور بت پرستون کے دین باطل کے طرف رجوع کیا پھر جان کے اندیشے سے مسلمان ہوا جب مالک کا کلام یہان تک پہنچا اور یہہ خبر حضرت امیر کو پہنچی مالک کو اپنے پاس بلوا کے فرمایا کہ ای مالک تو اس قوم کے ساتھ مدارا کر جیسا مین کرتا ہون حضرت مخبر صادق نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اشعث سے میرے بہ نسبت اور اوسکی اولاد سے میری اولاد کے بہ نسبت کیا کیا صادر ہوگا۔ جناب امیر کا یہہ کلام اشعث پر اشعر تھا جو اشعث نے کربلا مین حضرت امام حسین سے قتال کیا اور اس کا پور محمد بن اشعث نے اس جناب پر پانی بند کیا تھا غرض جب عہد نامہ لکھا گیا۔ اشعث نے اس کو اپنے ہاتھ مین لیکے قبائل عرب کے پاس جو اس لشکر مین تھے لیگیا۔ جب قبیلۂ عرب اس کے مضمون سے واقف ہوے ان سے دو برادرون نے بلند آواز سے کہا لا طاعۃ الا للہ پھر لشکر شام کے
نہین اطاعت مگر اللہ کیواسطے
ساتھ قتال کرنے لگا یہان تک کہ ہر دو مارے گئے۔ جب اشعث نے قبیلۂ مراد پر صلحنامہ پڑھا صالح بن شفیق نے جو ایک فاضل تھا کہنے لگا لا حکم الا للہ ولو کرہ المشرکون اور اکثر قبائل متفق ہو کے
نہ حکم کرے مگر اللہ۔ اگرچہ مشرکین ناراض ہون ۱۲

[illegible] حسن و [illegible] حسین فرزندان

اشعث کو بہت سرزنش کی۔ اور لکھتے ہین جناب امیر کے لشکر سے ایک شخص نے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے پانی مانگا جب پانی لیا پیا اور معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور بہت سے لوگ کو زخمی کر کے مراجعت کی پھر پانی مانگ کے پیا اور حضرت علی کے لشکر پر حملہ کر کے کئی تن کو زخمی کیا ایسا ہی کبھی اُس لشکر پر کبھی اس لشکر پر حملہ کرتا اور کہتا تھا کہ ایہا الناس مین علی مرتضی اور معاویہ اور حکمین سے بیزار ہون حکم نہین مگر اللہ تعالی جل جلالہ کو ولو کرہ المشرکون اور جس مرتبہ کہ حضرت امیر کے لشکر پر حملہ کیا مارا پڑا پہلا خارجی جو مقتول ہوا وہی تھا۔ القصہ تمام مصالحت کے بعد حضرت امیر نے کوفے کی طرف اور معاویہ نے شام کی طرف روانہ ہوے اور یہہ بات قرار پائی کہ ابو موسی اشعری حجاز اور عراق کے اکابر کے ساتھ۔ اور عمرو بن عاص شام اور عرب کے عماید کے ساتھ دومۃ الجندل مین جو عراق اور شام کے درمیان واقع ہے آکے جمع ہووین اور ہر دو متفق ہو کے امر خلافت مین حکم کرین۔ جناب امیر نے شریح بن ہانی کے ساتھ اپنے خواص سے پانچ ہزار نفر کو بھیجے حکم فرمایا کہ دومۃ الجندل کی طرف جاوین۔ اور عبد اللہ بن عباس کو حکم کیا کہ ان کے ہمراہ رہے۔ اور معاویہ نے ابو الاعور السلمی اور شرحبیل بن سمط الکندی کے ساتھ یک جماعت کو بھیجے عمرو بن عاص کے ہمراہ کیا۔ اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ ہر حکم کے ساتھ چار سو نفر تھے جملہ آٹھ سو مرد دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوے۔ لکھتے ہین کہ اثناے راہ مین عبد اللہ بن عباس اور احنف بن قیس نے ابو موسی اشعری کو نصیحت کر کے کہا کہ عمرو بن عاص کی باتون پر فریفتہ ہو جاے اور حکم کے باب مین کسی طرح سے اس کی سبقت نہ کرے ابو موسی نے قبول کر کے اُن ہر دو کو مطمئن کیا۔ لاکن جب وہ نہایت مرد سادہ تھا آخر عمرو بن عاص کے فریب مین آگیا چنانچہ اس کا بیان اب لکھا جاتا ہے

جمع ہونا فریقین کا دومۃ الجندل مین اور جو کہ واقع ہوا درمیان ابو موسی اشعری اور عمرو بن عاص کے

کہتے ہین کہ جب ہر دو فریق دومۃ الجندل مین آکے قرار پاے۔ عمرو بن عاص نے ابو موسی اشعری سے ملاقات کر کے اس کو آپ پر تقدیم دی۔ اور کہنے لگا اے برادر مفارقت بہت درازی کھینچی اب مجھے تیری نزدیکی سے بڑی خوشی حاصل ہوی۔ اللہ تعالی اس امر مین برکت نہ دیوے جس مین تفریق کا سبب ہو۔ پس عمرو بن عاص نے ہر روز اس کی خدمت مین آتا اور اسکی تعظیم و تکریم مین بڑا مبالغہ کرتا اور اس کے روبرو دو زانو بیٹھتا اور مسایل پوچھا کرتا۔ جب ابو موسی سوار ہوتا وہ اسکی رکاب پکڑتا۔ جب وہ مجلس سے اٹھتا نعلین اس کے آگے رکھتا۔ اور کہتا کہ سبقت اسلام اور علم و عمل کی فضیلت

تم کو اس درجے مین ہے کہ ابنا سے روزگار سے کسی کو میسر نہین - غرض ایسے ہی حیلہ و تدبیر سے
اس کو اپنے فریب مین لایا - جب بہت ایام گذر گئے - اور ہر دو حکم سے کوئی حکم صادر نہوا - لوگ ملول
اور تنگدل ہوکے ہر دو حکم سے کہنے لگے مدت مدید منقضی ہوی اب تک خلافت کے باب مین تم نے
کچھ حکم نہ کیا ہمکو اس بات کا بڑا خطر ہے کہ کہین وعدے کے ایام گذر جانیسے پھر فریقین مین قتال برپا
نہو وے - تب ہر دو حکم نے لوگون کو تسکین دیکے خلوت مین تدبیر آغاز کی عمرو بن عاص نے ابو موسی
سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین تو نے میرے سے آگے مشرف
ہوا ہے اور زمانے کا سرد و گرم آزمایا ہے یقین جانئے کہ مین تیری صوابدید سے تجاوز نکرونگا - ابو موسی
نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے صلاح و عصمت سے آراستہ اور علم و عمل سے پیراستہ ہی اور انزوا
گوشہ اختیار کیا ہے اور جنگ و جدال سے دوری لی اور اپنی تلوار کو کسی کے خون سے آلودہ نہ کیا
مین اس کو لایق خلافت کے سمجھتا ہون - عمرو بن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کے باب مین تو کیا کہتا ہے
ابو موسی نے کہا کہ معاویہ خلافت کے لایق نہین - اور بھی کئی شخص کا نام لیا ابو موسی نے کسیکو پسند
نہ کیا آخر عمرو بن عاص نے یہ بات ٹھہرائی کہ ہم ہر دو متفق ہوکے علی مرتضی اور معاویہ کو حکومت سے
معزول کردین اور استقرار خلافت کا مہم شوری کے تحویل کرین تا وے جس کو مناسب جانین خلیفہ
ٹھہرا دین - ابو موسی نے یہ بات پسند کی - جب اپنے مکان آیا عبداللہ بن عباس نے اس کے ساتھ
خلوت کر کے فرمایا کہ اے ابو موسی واللہ مین گمان کرتا ہون کہ عمرو بن عاص نے تجھے فریب دیا ہے اب
میری التماس یہی ہے کہ تم ہر دو جس بات پر اتفاق کرین تو ہرگز اس باب مین اقدام نہ کیجئے کیونکہ عمرو
صاحب غدر ہے - مجھے اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ ایک امر متفق علیہ مین تو اقدام کریگا تو وہ تیرا اخلاف
کر بیٹھے گا تب ایک ایسا فساد پیدا ہو ویگا کہ کوئی اسکا تدارک نکر سکیگا - ابو موسی نے کہا کہ ہم ہر دو نے
ایک ایسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ ایک دوسری کی مخالفت کو گنجایش نہین - غرض دوسرے روز ابو موسی
اور عمرو بن عاص اور سب لوگ مسجد جامع مین فراہم آئے ابو موسی نے عمرو بن عاص سے کہا کہ منبر پر سوار
ہو کے وہ بات جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے لوگون کو سنا دیجئے - عمرو بن عاص نے کہا کہ مین تیرے
تقدم نہ کرون حالانکہ تو میرے سے عمر مین طویل اور افضل ہے - تب ابو موسی نے بالاے منبر کے اللہ
کی حمد و ثنا ادا کی اور حضرت پر درود پڑھا - پھر کہنے لگا لوگو رعایا و برایا کی بہتری اسی مین پائی جاتی ہے

کہ علی مرتضی اور معاویہ کو حکومت سے معاف رکھیں اور اس امر خطیر کو شوریٰ کے تحویل کریں تا جسکو
خلافت کے سزاوار سمجھیں اور اپنا اصلاح کار سوچیں اس کو اختیار کر لیں - پھر اپنی انگوٹھی انگلی سے نکال
کے کہنے لگا کہ مین نے علی مرتضیٰ اور معاویہ کو خدمت سے عزل کیا ہی جیسا کہ یہ انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالی
یہ بول کے منبر سے اُترا اور عمرو بن عاص نے منبر پر چڑھ کے کہا کہ اس شخص نے اپنے صاحب کو خلافت
سے عزل کیا چنانچہ سب لوگون نے مشاہدہ کیا - اور مین نے اپنے صاحبکو یعنے معاویہ کو خلافت پر
مقرر کیا کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا ولی اور وارث ہے قصاص کا طالب اور خلیفہ مظلوم کی مسند پر بیٹھنے کیلئے
سزاوار ہے - یہ نا ملایم بات اس کی زبان سے نکلتے ہی لوگون مین بڑا شور و غل ہوا - ابو موسیٰ نے
عمرو بن عاص کو دشنام دیکے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے توفیق ندی کہ تو نے غدر کیا اور میری مخالفت
کی تیرا اور میرا اقرار داد ایسا نہین تہا تو انما مثلک مثل الحمار یحمل اسفارا عمرو بن عاص بھی اس کے
(ترجمہ مثال گدھے کی سی ہے جو بوجھ اٹھاتا ہے ۱۲)
جواب مین یہی کہا عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کاش اے ابو موسیٰ تو مرا ہوتا کہ ایسا حکم نکرتا - شریح بن
ہانی نے عمرو بن عاص کے سر پر تازیانہ مارا - لوگون نے درمیان آکے اس کو تسلی دی - اور شریح ہمیشہ
تاسف کرتا تھا کہ عمرو بن عاص کے سر پر بجاے تازیانہ مین تلوار سے کس لئے نہ مارا - بعضے حضار مجلس
نے آواز بلند سے کہا کہ لاحکم الا للہ ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص کو حکم خداوندی کے ساتھ کیا اختصاص
(نہین حکم مگر اللہ کے لئے ۱۲)
اور اہل عراق سے ایک جماعت چاہی کہ نیام سے تلوارین کھینچ کے منبر کے پاس قتال آغاز کرین پر عدی بن
حاتم طائی نے مانع ہو کے کہا کہ امام وقت کے بلا حکم قتال جایز نہین - اور یہ مقدمہ اہل حجاز پر خصوصا بنی ہاشم
پر نہایت گران آیا - اور ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو سب و شتم کر کے کہا کہ امیر المومنین کو تیری حماقت سے
خبر تہی اسیواسطے تجھے حکم ٹھہرانیکو کروہ رکھتے تھے - جناب ولایت مآب کے شیعہ کی ایک جماعت نے ابو موسیٰ
کو مار ڈالنا چاہا اس نے بہت جلدی سے مکہ معظمہ کے طرف فرار کیا - عمرو بن عاص اور ابو الاعور اپنے
تابعون کے ساتھ معاویہ کے پاس جا کے خلافت کا سلام کیا - اور عبد اللہ بن عباس اور شریح بن
ہانی نے اپنے موافقین کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت مین حاضر ہو کے سب سرگذشت ظاہر کی

محمد بن ابی بکر اور مالک اشتر کا قتل نقل ہے کہ جناب امیر نے صفین کی طرف تشریف فرما
ہونے سے آگے قیس بن سعد عبادہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اسکی جا سے پر روانہ کیا تھا
جب محمد بن ابی بکر شہر مصر کو پہنچا - قیس نے حکومت ان کے سپرد کر کے اس مملکت کے ضبط و نسق

ب میں اور فلاں فلاں کی دلجوئی اور خاطر داری کرنیکے مقدمے میں نصیحت کی اور حضرت امیر کی خدمت میں حاضر رہکے آپکے ہمراہ رکاب صفین کی طرف روانہ ہوا۔ جب محمد بن ابی بکر نے مصر کی حکومت پر تمکن ہو کے اس ملک کے تنظیم و تنسیق پر کمر باندھی۔ مصر میں ایک شخص معاویہ بن خدیج نام جناب امیر کے سخت دشمنوں سے تھا جنگ صفین آخر ہوا اور حکمین کا قصہ بھی وقوع میں آیا۔ معاویہ بن خدیج نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرنے میں اٹھا اور باشندوں کی ایک جماعت بھی اس کے ہمراہ ہوئی سو اس ملک میں ایک شور اور فتنہ پیدا ہوا۔ محمد بن ابی بکر نے یہ احوال حضرت امیر کی خدمت میں لکھا۔ حضرت امیر نے صفین سے مراجعت کئے کے بعد مالک اشتر کو جزیرے کی حکومت پر بھیجا تھا جلد اس کو بلوا کے اسباب میں مشورت کی کہ محمد بن ابی بکر کو ابھی تجربہ نہیں ہے۔ پس کسی کو وہاں بھیجا چاہئے۔ مالک نے کہا کہ اس ملک کی فرمان روائی کے لئے قیس بن سعد بہت سزاوار ہے۔ لاکن حضرت علی نے جب اس کو بے سبب معزول کیا تھا پھر وہاں کے جانے پر راضی نہوا۔ اسلئے جناب امیر نے اس کو آذربایجان کی حکومت پر روانہ کرکے مالک اشتر کو فرمایا کہ مصر کی حکومت تجھے سزاوار ہے پس مالک اشتر حکم کے ساتھ بڑی جلدی سے مصر کیطرف روانہ ہوئے یہ خبر شام میں معاویہ کو پہنچتے ہی ورطہ اضطراب میں پڑا کیونکہ یہ سوچا کہ کوفے کے طرف سے جناب امیر اور مصر کی جانب سے مالک اشتر فوج کشی کرکے آویں تو شام میں اپنی اقامت مشکل ہو جاوے گی آخر یہ تدبیر سوچی کہ مالک کو دغا سے ہلاک کرے مصر کے راہ میں ایک قریہ واقع تھا اس میں ایک دہقانی جو معاویہ سے دوستی رکھتا تھا اقامت کی تھی بڑی جلدی سے اسکو لکھ بھیجا کہ مالک اشتر مصر کیطرف جانے کے وقت البتہ تیرے قریئے پر سے گذریگا تو اسکی استقبال جا کے اسکے ساتھ بڑی محبت سے پیش آکے اسکی ضیافت کیجئے۔ اور ہر حیلہ و تدبیر اسکو زہر دیجئے۔ یہ خط اس دہقانی کو پہنچتے ہی اس نے انتظار میں تھا جب مالک اس نواح میں پہنچا اس کے استقبال جا کے بڑی تکریم اور محبت سے پیش آیا اور گھر لا کے اتارا۔ اور خوارج کا ذکر درمیان لا کے ان کی بڑی شکایت اور مذمت کی اور کہا کہ ہم سب تیرے جیسے شجیع و جوانمرد کے محتاج تھے غرض شہد میں زہر ملا کے اسکو کھلا دیا مالک اشتر نے اسی وقت رحلت کی۔ جب اس کے رحلت کی خبر کدورت اثر حضرت امیر کو پہنچی بڑا ہی درد و ملال وارد خاطر ہوا آخر نا امید ہوئے۔ اور محمد بن ابی بکر کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ میں نے تیری جاگے پر جو مالک اشتر کو روانہ کیا اسکا سبب کچھ تیرے قصور و فتور کا نہیں بلکہ میں نے چاہا کہ تجھکو ایسے

ملک کی حکومت پر روانہ کرون کہ جہان فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہے اور تو فارغ البال آرام سے وہان گذرانے - خیر اب تو آشناے راہ مالک اشتر کی رحلت ہوی اللہ تعالیٰ اسکو بخشدے - چاہیئے کہ تو آئینے مسند حکومت پر متمکن رہکے بڑی ہوشیاری سے فرمان روائی کیجئے اور دشمن کے مقابلے سے پس پا نہو رہے ہر امر مین اللہ تعالیٰ سے استعانت کیجئے وہی تیرا کافل مرادات وکافی مہمات ہے اس نے پردۂ غیب سے جو ظہور مین لائیگا اسپہ راضی رہا چاہئے والسلام - نقل ہی کہ مالک اشتر کی رحلت کے بعد جب خوارج کا فتنہ رو دیا اور امیر المومنین اسکے دفع شر کی طرف متوجہ ہونا ضرور پڑا - معاویہ کو بڑی خوشی حاصل ہوی - جنگ صفین کے وقت عمرو بن عاص سے جو وعدہ کیا اسکے موافق اسکے ساتھ چھے ہزار کا لشکر دیکے مصر کی تسخیر پر روانہ کیا - عمرو بن عاص نے جب مصر پہنچا معاویہ بن خدیج جو مصر مین فتنہ برپا کیا تھا اپنا لشکر لیکے عمرو بن عاص کا رفیق ہوا - محمد بن ابی بکر کا لشکر اس کے ساتھ مقابلہ کیا آخر محمد بن ابی بکر کے لشکر کو شکست ہوئی لوگ متفرق ہو گئے معاویہ بن خدیج نے اسکو قتل کیا اور اس کے جسد مبارک کو جلا ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر عمرو بن عاص مصر کی حکومت پر قرار پایا - اور بعضے روایات مین آیا ہی کہ جب عمرو بن عاص نے مصر پہنچا محمد بن ابی بکر نے حضرت امیر کی خدمت مین اس کے احوال سے اطلاع دیکے مدد طلب کی - آپنے ہر چند کوفیون کو اسکی اعانت پر ترغیب وتحریص دی پر وے بدبختون نے قبول نہ کیا جناب امیر کو بڑی رنجیدگی ہوئی سو رو بقبلہ ہوکے یہ دعا کی کہ الٰہی اس قوم پر ایسے شخص کو مسلط کر کہ ہرگز ان پر رحم نہ کرے - آپکا دعا مقرون اجابت ہوئی سو بقول جمہور اسی شب حجاج بن یوسف ظالم پیدا ہوا کوفیون کو اس کے ہاتھ سے جو رنج پہنچا سو مشہور ہے - القصہ جب محمد بن ابی بکر کے قتل کا واقعہ جانگزا جناب امیر کے گوش گذار ہوا - بہت محزون وملول ہوے - ان دنون عبداللہ بن عباس جو بصرے کی حکومت پر تھے ان کے نام سے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور اس مین اپنی کدورت اور دل تنگی ظاہر کی انہون نے زیاد بن ابیہ کو اپنی نیابت دیکے بصرے سے کوفی کی طرف مراجعت کی اور اپنے دل مین یہہ قرار دیا کہ امیر المومنین کے جناب سے پھر مفارقت اختیار نہ کرون

ہجرت سے اٹھائیسوین سال کے وقایع فوجین روانہ کرنا معاویہ کا جزیرے اور یمن وحجاز عراق کیطرف

کہتے ہین کہ محمد بن ابی بکر کی شہادت اور عمرو بن عاص مملکت مصر پر غلبہ پانے کے بعد جناب امیر کے امور خلافت مین بتقدیر الٰہی خلل رو دیا معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرے کی تسخیر پر نامزد کرکے

روانہ کیا اس نے جب بصرہ پہنچا - زیاد بن امیہ جو عبداللہ بن عباس کی طرف سے وہان کا حاکم تھا مقابلے کی طاقت نہ پاکے مختفی ہو گیا - جب کوفے مین امیرالمومنین کو اس بات کی اطلاع ہوی آپنے اعین بن محاشع کو اس کے جنگ پر روانہ کیا - جب اس نے جاکے اس سے مقابلہ کیا عبداللہ بن حیضری نے اس پر فتح پاکے اس کو قتل کر دیا - اس کے بعد امیرالمومنین نے حارثہ بن قدامہ کو روانہ فرمایا اس نے بصرہ پہنچکے اسکا مقابلہ کیا جنگ شدید واقع ہوا عبداللہ بن حضرمی نے ہزیمت پاکے ایک قصر بلند مین جاکے پوشیدہ ہوا اور اس کے راہین اور دروازے بند کر دئے حارثہ نے حکم کیا کہ اس عمارت کو آتش دین پس عبداللہ اور اس کے اتباع سب کے سب جل گئے ہجرت سے

انچالیسوین سال کے وقایع اس سال مین معاویہ نے عثمان بن بشیر انصاری کے ساتھ دس ہزار کا لشکر دیکے عین التمر کے تسخیر پر روانہ کیا اوس وقت حضرت علی کی طرف سے مالک بن کعب وہان کا حاکم تھا جب عین التمر کے لوگ کم تھے شامیون کی کثرت کو دیکھ کے فرار ہوے - مالک نے تھوڑے لوگ کے ساتھ قلعے مین پناہ لیکے ایک قاصد کو امیرالمومنین کی خدمت مین بھیجا اور مدد طلب کی جناب خلافت مآب نے چاہا کہ مدد روانہ کرے لاکن کوفیون سے کسی نے بھی قبول نکیا - مالک نے جب دیکھا کہ مدد آنے مین بڑی دیر ہوئی آخر وہی سو شخص کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قلعے سے باہر آکے جنگ شروع کیا شام تک قتال جاری تھا - ایسے مین عبدالرحمن بن مخنف اپنے باپ کے حکم پر مالک کی مدد پر آپہنچا - لغمان کو یہ تصور ہوا کہ مالک کی مدد پر لوگ بہت آتے ہین گھبرا کے شام کی طرف رجعت قہقری کی - اور اسی سال مین معاویہ نے چھے ہزار سپاہ کے ساتھ سفیان بن عوف کو سرداری دے کے انبار پر روانہ کیا وہ شہر سواد عراق سے ہے جب سفیان انبار پر پہنچا حسان نے جو وہان کا حاکم تھا اس کے ساتھ مقابلہ کر کے مارا گیا - شامیون نے انبار کو سخر کر کے غارت کیا - جب یہ خبر جناب خلافت مآب کو پہنچی - قیس بن سعد کے ساتھ شیعیون کی ایک فوج دیکے روانہ فرمایا - وہ بڑی جلدی سے روانہ ہوا - حدود شام تک جاکے دیکھا تو کسی کو نپایا - کیونکہ شامیون نے جو بہت سا مال و متاع غارت کیا تھا بلا توقف اپنے وطن مین جاکے پہنچ گئے - غرض معاویہ نے ایسا ہی اور کئی شہرون مین اپنے تابعون کو روانہ کیا جناب امیر کے طرف سے جو عامل اور حاکم مقرر تھے ان کے ساتھ جنگ وجدال واقع ہوا کبھی فتح ادہر تھی اور کبھی ادہر - اور اسی سال معاویہ نے ایک سردار کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا

تا مصر اور مغرب کے لوگون کو ساتھ لیکے حج ادا کرے - اس وقت قثم بن عباس جو حضرت امیر کے طرف سے مکہ معظمہ کا حاکم تھا اس کو امیر حاج ہونے سے منع کیا اسلئے فریقین مین جنگ برپا ہونیوالا تھا لاکن مکیون نے کہا کہ حج کے ایام مین ہم خونریزی ہونے ندین گے - آخر انہون نے شیبہ بن عثمان کو مقرر کیا کہ سب لوگون کا مقتدا ہوکے مناسک حج پر قیام کرے

خوارج کا جنگ

نقل ہے کہ جب حضرت علی نے ابو موسی اشعری کو دومتہ الجندل کی طرف بھیجنا چاہا - خرنوس بن زہیر اور زرعہ بن مالک نے آن کے عرض کی کہ ابو موسی کو حکم ٹھہرا کے نہ بھیجیے - جناب امیر نے فرمایا کہ جب مین نے عہد کر چکا - اور عہدنامہ بھی لکھا گیا اور طرفین کے عمایدو اکابر کی گواہیان بھی اس پر ثبت ہوین - اب کس طرح اسکا خلاف کیا جائیگا - عہدشکنی تو جایز نہین اللہ تعالی فرماتا ہے واوفوبعہد اللہ اذا عاہدتم ابن الکوا اور سب خوارج کہنے لگے کہ ابو موسی اشعری کو نہ بھیجیے بلکہ اب لشکر آرام پایا ہے پھر شامیون سے جنگ برپا کیجیے - جناب امیر نے فرمایا کہ شامیون نے جب مصحفون کو نیزون پر چڑہایا - مین نے کہا کہ یہہ بھی انکا حیلہ ہے تم اور ایک ساعت جنگ کرو کہ ایسی فتح کی ہے - تب تم نے میرا کہا قبول نہ کیا - آخر مین نے لاعلاج ہوکے حکمین ٹھہرانے پر راضی ہوا تب ایک شخص نے کہنے لگا یا امیر المومنین ان لوگون کی جمعیت تو زیادہ ہوگئی ہے - اور بسبب تحکیم کے آپ کی تکفیر کرتی ہے - اگر آپ ان کے کہنے موافق اس سے باز نہ آوین تو یہہ آپ سے قتال کرینگے حضرت امیر نے فرمایا کہ اب ان سے بھی جنگ کرنا مجھے حلال ہوا - غرض یہی اختلاف تھا کہ ابو موسی دومتہ الجندل گیا - اور اس نے عمرو بن عاص کے فریب مین آکے جو حکم کیا اس کی خبر کوفے کو آتی ہے - خوارج بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اب جناب امیر کا خون مباح ہے پھر سبھون نے متفق ہوکے یزید بن حصین کو اپنا سردار بنانا چاہا اس نے قبول نہ کیا - پھر براء بن اوفی سے التماس کی وہ بھی قبول نہ کیا آخر **عبد اللہ بن وہب** کو اپنا امیر بنا کے اس سے بیعت کی - ان مردود احمقون کا یہی دعوا تھا کہ جب حکمین کے حکم کرنے پر طرفین کے لوگ راضی ہوکے حکم ٹھہرائے اسیوقت مورد تکفیر ہوے - لاکن کتاب اللہ کے موافق حکم کرنے کی جو شرط تھی اور وے برخلاف کتاب اللہ حکم کرنے کے سبب سے حضرت علی جو اس پر راضی نہوے اُن ناہنجارون کو اس پر نظر نہین نعوذ باللہ من الغباوۃ والغوایۃ قصہ کوتاہ سب خوارج نے اس بات پر اتفاق کیا کہ گوشے

تملکر نہروان پرجاکے جمع ہووین - اور جناب امیر پر امر معروف کرین اگر انہون حکم ٹھہرانے کے کفر سے توبہ کی
بہتر والا انسے جنگ برپا کرین نعوذ باللہ منہا پس سب کوفے سے ملکے نکلنے مین شہرت اور رسوائی کا خطر جان
کے دو دو چہار چہار شہر سے اپنا منہہ کالا کرنے لگے اور بصرے کے خوارج کو بھی ایک نامہ لکھا کہ ہم
نہروان پرجاکے جمع ہوتے ہین تم بھی جلد وہان آکے ملحق ہوجاوین پس بصرے سے بھی پانسو خارجی نہروان
کا قصد کرکے نکلے - ان ظالمون کا تو یہہ تشدد تھا کہ اثنائے راہ جسکو پاتے اپنا مذہب ظاہر کرتے اگر وہ شخص قضیہ تحکیم سے
انکار کرتا اور انکے ساتھ تکفیر مین شریک ہوا اسکو چھوڑتے والا اسیوقت اس کو قتل کرتے تھے ایسا ہی انہون نے بہت سے
مسلمانونکو مار ڈالا غرض بعد کے خوارج نہروان پرجا کوفے کے خوارج کے ساتھ ملحق ہوئے یہہ خبر امیر المومنین کی خدمت مین پہنچی آپنے ان کے سرداران
نابہنجار کے نام سے یہہ نامہ رقم فرمایا بسم الله الرحمن الرحيم من علي بن ابيطالب الى عبد الله بن وهب
الراسبي ويزيد بن الحصين ومن يتبعهما سلام عليكم فان الرجلين الذين ارتضيناهما خلفنا
كتاب الله واتبعا هواهما بغير هدى فلما لم يعملا بسنة ولم يحكما بالقران وتبرأنا
من حكمهما نحن على امرنا الاول فاقبلوا رحمكم الله الينا فانا ساير الى عدونا وعدوكم
لنعود لمحاربتهم حتى يحكم الله بيننا وهو خير الحاكمين جب یہہ مکتوب خوارج کو پہنچا وے نابہنجارون
نے گستاخ ہوکے یہہ جواب لکھا کہ آپ جب ابتدا مین تحکیم حکمین پر راضی ہوئے اسیوقت مورد تکفیر
ہوئے اگر اس سے توبہ کرین بہتر والا ہم آپ کو امر معروف کرین گے اور راہ راست پر بلائینگے آپ
قبول کرین ہم آپکے تابع ہون گے والا آپسے جنگ کرین گے - جب ان گمراہون کا جواب جناب
ولایت مآب کو پہنچا - ان کے راہ صواب پر آنے سے مایوس ہوئے - اور چاہے کہ ان اشقیا
کو بالفعل ان کے حال پر چھوڑ دیجیے عنان عزیمت شام کی طرف معطوف کرین اور از سر نو معاویہ
کو گوشمالی دین - پس کوفے سے نکل کے موضع نخلہ کو لشکرگاہ ٹھہرایا اور اپنے یارون کو حکم فرمایا
کہ سفر کا تہیہ کرین - اور ممالک محروسہ کے اطراف واکناف کے عاملون کو پروانجات روانہ فرماکے
شجیعون اور جوانمردون کو بلوایا اور آپ کا فرمان جب عبداللہ بن عباس کو پہنچا انہون نے
بصرے سے ساتھ ہزار تیغ زن کا لشکر لیکے موضع نخلہ مین حاضر ہوئے - اور ہر طرف کی جو فوجین
فراہم آئین ان کا شمار اسی ہزار آدمی سے زیادہ ہوا - ایسے مین یہہ خبر آئی کہ خارجیون نے سواد
عراق مین قتل اور غارت کا ہاتھ دراز کیا ہے اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے انکو غفلت

اور حرمان ہاتھ دہی ہے - ان کا ظلم اس درجے کو پہنچا ہے کہ عبداللہ بن جناب ایک رفیق کو ہمراہ لیکے راستے
چلا تھا ان خارجیون نے اپنا مذہب ان پر عرض کیا وے ہر دو نے نہین قبول کیا پھر انہون نے ان ہر دو کو قتل
کر ڈالا - امیر المومنین نے یہہ خبر سنکے **حارث بن مرہ** کو نہروان کی طرف روانہ کیا تا ان کی کیا حالت ہے
تحقیق کرکے آوے - جب اُس نے نہروان پہنچا اُن ظالمون نے اسکو بھی مار ڈالا - جب یہہ خبر موضع نخلہ مین
مسموع ہوی سب لشکر کے سردارون نے حضرت امیر کی جناب مین عرض کی کہ اب مصلحت نہین ہی کہ ہم ان گمراہون کو
چھوڑ دیکے شام کے طرف جاوین - وے ایسا ہی ناحق مسلمانون کو مار ڈالنے اور انکا مال غارت کرنے مین
بے باک رہینگے بلکہ انکا فساد کوفے تک بھی پہنچ جائیگا - اب مناسب یہی ہے کہ یہہ متعدد فوجین جو جمع آئے
ہین ہمراہ لیکے نہروان کیطرف روانہ ہووین - اور اس گمراہ فریق کو راہ راست کیطرف دعوت کرین ہے وے قبول
کر لین تو بہتر والا اسنے جنگ برپا کرین - جب ان کی سزا سے فراغت حاصل ہو شام کا قصد کرین - یہہ رائے
جناب ولایت مآب کو پسند آئی - حکم ہوا کہ لشکر مین ندا کردین کہ نہروان کی طرف کوچ کرین - جب قطع منازل
کرکے نہروان سے ایک فرسنگ کی مسافت پر جا پہنچے - جناب امیر نے **عبداللہ بن عباس**
اور **ابو ایوب انصاری** کو روانہ فرمایا تا ان کو نصیحت کرین - وے ہر دو بزرگون نے جاکے
ان کو ہر چند سمجھایا اور نصیحت کی پر کچھ فایدہ نہوا - وہان سے مراجعت کرکے انہون نے سب احوال ظاہر
کیا - تب جناب امیر خو بنفس نفیس خوارج کے لشکرگاہ طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور انکو ندا کی
اَیُّهَا السَّابَةُ الَّتِیْ اَخْرَجْتُهَا شامی لوگ جب نیزون پر مصحفون کو چڑہا کے لے آے - مین نے
یعنے ای بیری کی پیٹی جس کو مین نے عند الحاجت نکالا ہی ۱۲
ہر چند کہا کہ یہہ ان کا حیلہ اور مکر ہے تم ان کے فریب مین نہ آؤ اور ایک ساعت ان سے قتال کرو پر تم نے
ہرگز نہ مانا - اور تحکیم حکمین کے سواے راضی نہوے - تب مین نے اس شرط کے ساتھ راضی ہوا کہ حکمین
کتاب اللہ کے مطابق حکم کرین - اور زندہ کرین اس چیز کو کہ قرآن مجید جسکو زندہ کرے اور مارے اس چیز کو
کہ فرقان حمید جس کو مارے - جب وے ہر دو حکم نے اپنے نفس کے تابع ہوکے کتاب اللہ کے
خلاف مین حکم کیا ہم بھی ان کے حکم کو معدوم سمجھ کے وہی پہلی بات پر ہین - اور تم نے جو میری مخالفت
اور بے فرمانی پر کمر باندہی ہین اس کا کیا سبب معلوم نہوا - خوارج کہنے لگے کہ ہم شروع مین جب تحکیم پر راضی
ہوے اسیوقت کافر ہو گئے اب اس حرکت سے پشیمان ہو کے توبہ کئے - اگر آپ بھی ایسا ہی
توبہ و استغفار کرین آپکی اطاعت کرین گے - جناب امیر نے فرمایا کہ مین باوجود قدم اسلام ہجرت بالسلام

علیہ الصلوۃ والسلام وجنگ وجہاد باکفار لیام محض واسطے خوشنودی رب العلام کے کیا فعل کفر سے
آگاہ نہین ہون کیا خلاف واقع کفر کا اقرار کرون نعوذ باللہ منہ ۔ پھر آپنے فرمایا کہ تم اپنی ایک ایسے
شخص کو اختیار کرو کہ جس کے قول وفعل پر تم کو اعتماد ہے تا وہ شخص میرے سے معارضہ کرے
اگر اس نے مجھے الزام دیوے مین تمہارے قول پر عمل کرتا ہون ۔ اگر مین اسکو ملزم کر دون تم اللہ
سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ تب خارجیون نے عبد اللہ بن الکوا کو اختیار کیا جب وہ
مناظرے کے لئے آیا ۔ حضرت امیر نے پوچھا اے ابن الکوا تم سب سے اول میری خلافت اور اطاعت
پر راضی ہوئے اور جہاد مین میری ہمراہی کر کے اب میری بغیر بانی کرنے کا کیا سبب ہے اور کس نے جنگ
جمل مین تمہاری ایسے ایسے حرکات صادر ہوئین ۔ ابن الکوا نے کہا اس روز قضیہ تحکیم رو ندیا جب آپ
تحکیم پر راضی ہوئے تو معلوم ہوا کہ اپنی خلافت مین آپ کو شک تھا ۔ جناب امیر نے فرمایا کہ و تیک
یا ابن الکوا انصاف کر کہ کیا میری ارشاد وہدایت زیادہ ہوگی یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف
اس نے کہا کہ حضرت کا انصاف زیادہ ہے ۔ آپنے فرمایا کیا تو نہین سُنا کہ حضرت کو نجران کے نصارٰی
کے ساتھ جب معارضہ رو دیا انسے مباہلہ طلب کرنیکے باب مین یہہ آیت شریف نازل ہوئی فقل تعالوا
فلندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم الا یۃ یقین ہے کہ اللہ تعالی
کو اہل نجران کے کذب وبطلان مین شک نہین تھا ۔ غرض اور چند باتین ہوئین آخر جناب امیر نے قوی
ولیلون سے اسکو ملزم کیا ۔ ابن الکوا نے عاجز ہو کے کہنے لگا کہ آپ جو کہتے ہین راست ہی آپ مین
کچھ عیب نہین مگر یہی بات ہے کہ جب ابو موسی کو آپنے حکم ٹھہرایا ۔ پس آپ وہ ہر دو مورد تکفیر ہوئے
نعوذ باللہ من قول الخوارج جناب امیر نے پوچھا کہ ابو موسی کیا دومۃ الجندل کی طرف جانیکے وقت
کافر تھا یا حکم کرنیکے وقت ابن الکوا نے کہا کہ حکم کرنے کے وقت ۔ جناب امیر نے فرمایا جب کو بھیجنے
کے وقت وہ مسلمان رہے اور حکم کرنیکے وقت کافر ہوئے ۔ اس صورت مین میرا کیا گناہ اگر پیغمبر ایک
شخص کو مشرکون کے طرف بھیجے کہ تا انکو دعوت الی اللہ کرے فی المثل اگر وہ جا کے ان کو دوسرے
طرف دعوت کی تو اس پیغمبر پر کیا اعتراض ۔ بالجملہ ابو موسی کے قصور سے مجھ پر اعتراض کس طرح آئیگا
اور مسلمانون کا خون بہنا کس طرح تمہین مباح ہوگا ۔ جب خوارج کے اکابر حضرت امیر سے یہہ بات سُنی
ابن الکوا سے کہنے لگے کہ اب اس مرد کے معارضے سے زبان کو روک لے اور اپنی منزل کیطرف چل

یہہ بات سنکے انمین اسیوقت اس سے پھر گیا اور سب خوارج قتال و جدال پر مستعد ہوے جناب امیر نے
دیکھا کہ ان گمراہون کا قضیہ شمشیر کے سوا انفصال پاتا نہین - آپ بھی اپنے لشکر ظفر پیکر کو برسر
میدان لے آئے - جب ہر دو لشکر ایکدوسرے کے مقابل ہوے - جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک
جھنڈا کھڑا کرکے دو ہزار شخص اسکی محافظت مین رہین - اور ندا کردین کہ جس نے اس جھنڈے کے
طرف آئیگا اسکو امان ہے - اور جس نے کوفے کی طرف چلا جاوے - اسکو بھی امان ہے - اس اثنا
مین فروہ بن نوفل اشجعی نے جو خوارج کے سردارون سے تھا اپنے تابعون سے کہنے لگا کہ مین
نہین جانتا ہون کہ امیر المومنین علی مرتضی کے ساتھ جو ولی خدا و وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین ہم کسلئے جنگ کرین - پس پانسو شخص کے ساتھ اپنے لشکرگاہ سے نکلکے کوفے کی راہ لی ایسا
ہی خوارج کے لشکر سے اور بھی ایک طائفہ کوفے کے ہی طرف چلدیا - اور ایک جماعت اس جھنڈے کے
طرف آکے جان و مال کا امان پایا - جناب امیر نے اپنے لشکریون کو حکم فرمایا کہ جنگ مین تم اقدام نکرو
اس قدر توقف کیجیو کہ مخالفین ابتدا کرین - اسلئے آپکا لشکر ظفر پیکر کچھ جنبش نہ کرکے اپنے مقام پر کھڑا
ہوا تھا - جب خارجیون نے دیکھا کہ اس لشکر سے کوئی اقدام نہین کرتا ہے یکبیک کلمہ لا حکم الا اللہ
ولو کرہ المشرکون کہتے ہوے ہیئات اجتماعی سے لشکر امیر پر حملہ کیا - خوارج کے لشکر سے اخنس
طائی نے جو جنگ صفین مین جناب امیر کیطرف تھا اور کئی شامیون کو قتل کیا تھا اپنی ضلالت سے
جب حضرت امیر کے لشکر پر حملہ لاکے اپنے لشکر کے طرف پھرا تو جناب ولایت مآب نے اسکا پیچھا کیا
اس نے آپ کو دیکھکے گھوڑے کی باگ پھیرکے اس جناب کے ساتھ مقابلہ کیا حضرت امیر نے تلوار کے
ایک ہی ضرب مین اس کو گھوڑے سے زمین پر گرایا - تب اس کا برادر خرنوس نے اپنے گھوڑے
کو دوڑاتا ہوا حضرت علی کے نزدیک آیا چاہا کہ آپ پر وار کرے ایسے مین جناب امیر نے سبقت کرکے
اس پر ایک ضرب ایسا کیا کہ تلوار اس کے مغز سر تک کارگر ہوی اور خرنوس کا گھوڑا بھی اسکی اختیار
سے نکل جاکے چوطرف دوڑنے لگا آخر معرکے سے باہر ہوکے نہروان کے کنارے ایک غار مین
گرا دیا - اس کے بعد خرنوس کا چچیرا بھائی مالک بن الوضاع میدان مین آکے کھڑا رہا
اور وہ قطعے خرنوس کے اور اپنے یارون کی تعریف مین پڑھنے لگا - جناب امیر نے اس پر بھی شمشیر کا
ایک ضرب کرکے سرنگون کیا عبد اللہ بن وہب الراسی جو اس فتنے کا بانی اور سب خوارج کا

سردار تھا جب یہ حال دیکھا گھوڑے کو بڑھا کے آگے آیا اور جناب امیر سے مقابلہ کیا آپ نے ایکہی
ضرب سے اسکا کام بھی تمام کیا ۔ خارجیون نے دیکھا کہ اپنا راس و رئیس مارا پڑا اسبھون نے
ہیئت اجتماعی سے ایکبار حملہ کیا پس ہر دو لشکر مین جنگ عظیم ہوا اللہ تعالی نے جناب امیر کو نصرت دی
خوارج کے لشکر مین جو چار ہزار مرد جنگی تھے اُن سے دس آدمی کے سوا کوئی نہ بچا سب کے سب مارے
گئے ۔ اور لشکر امیر سے نون آدمی سے زیادہ شہید نہ ہوے ۔ جناب امیر نے آگے ہی اسبات
کی خبر دی تھی چنانچہ **عبیدہ سلمانی** کھتا ہے کہ مین حضرت علی کے ہمراہ رکاب جب نہروان کے
نزدیک پہنچا ایسے مین ایک شخص نے خبر لائی کہ خوارج ندی سے پرے گذر گئے ۔ اس وقت جناب امیر
نے نماز مین قیام کیا تھا ۔ جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی ۔ فرمایا کہ واللہ وے پانی سے نگذرینگے
بلکہ ان کی قتل کا مقام اسی ندی کے پاس ہے ۔ تمہارے مقتولون کا عدد دس تک نہ پہنچیگا اور ان سے
بھی دس آدمی تک نہ بچینگے ۔ اور عبیدہ سے مروی ہے کہ جناب امیر نے جنگ نہروان کے آگے فرمایا
کہ ایک قوم دین سے ایسا بھاگیگی جیسے تیر کمان سے اگرچہ وہ قوم قرآن پڑھیگی لاکن قرآن ان کے
حلق سے نیچے نہ اتریگا ۔ اور احکام قرآنی پر ان کا دل نرہیگا قسم ہے اُس پروردگار کی کہ جس نے
دانے کو چیرا اور آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ اے
علی تو اس قوم سے جنگ کریگا جو وے لوگ بادیۂ ضلالت سے راہ ہدایت پر نہ آئینگے جیسے کمان
سے گذری ہوی تیر عود نہین کرتی ہے ۔ اس قوم کی علامت یہ ہے کہ اُن مین ایک شخص ایسا ہوگا
کہ اس کے ایک ہاتھ پر گوشت پارہ ہوگا جیسے عورت کی پستان ۔ اور اس پر بال ایسے رہینگے جیسے بلی کی مونچھین
راوی کھتا ہے کہ جب امیر المومنین نے یہ خبر دی مین نے تین بار آپکو قسم دے کے پوچھا کہ یہ حدیث
کیا آپ نے حضرت کی زبان مبارک سے سنی ہے ۔ فرمایا ہان تب مین اور ایک جماعت خوارج کے قتل گاہ
مین جا کے ان کی نعشون مین ہرچند جستجو کی پر اس صفت والا کوئی شخص نظر نہ آیا ۔ وہان سے لوٹ
آ کے حضرت امیر کی خدمت مین ظاہر کیا آپ نے فرمایا قسم ہے پروردگار جلشانہ کی کہ وہ شخص انہین مین ہے
پھر دوسرے بار جا کے تلاش کی تو چالیس مقتولون کے نیچے اس کی نعش ناپاک پڑی تھی ۔ اس کے
ہاتھ پر ویسا ہی گوشت پارہ تھا اسکو کھینچین تو دراز ہوتا پھر چھوڑ دیتین تو پستان عورت کے مانند مجتمع ہوجاتا
جب اس کی نعش ملی حضرت امیر نے سجدۂ شکر بجا لایا ۔ روایت ہے کہ ابو ایوب انصاری نے

عرض کی کہ یا امیر المومنین اثناے جنگ مین جب مین نے یزید بن الحصین پر نیزہ چلایا اس کی پشت سے
پار ہوگیا - مین نے کہا عدو اللہ تجھے بشارت ہو آتش جہنم کی - اس نے کہا سیعلم ایہما اولی بہا صلیا
سیعلم سنکے جناب امیر نے فرمایا کہ شک نہین کہ آتش دوزخ مین جلنے کے لئے وہی بہت سزاوار ہے -
روایت ہے کہ جنگ سے فراغت حاصل ہوئی بعد حضرت علی نے معرکے مین تشریف فرمائی اور
خوارج کے نعشون کیطرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے - کہ عجب تمہارے جسارت ہے کہ تم نے اس قدر
فریب کھایا کہ آخر تمہارے قتل کی نوبت پہنچی - حاضرون نے پوچھا کہ انکو کس نے فریب دیا - فرمایا کہ نفس
و شیطان اور یہہ آیۂ شریفہ تلاوت کی وغرتہم امانیہم وزین لہم الشیطان اعمالہم لکھتے ہین کہ خوارج
کے مقتولون سے چہار سو شخص ایسے تھے کہ انمین حیات ایک رمق باقی تھی - جناب امیر نے فرمایا کہ انکو
انکے خویشون کے تحویل کر دو - اور حکم کیا خوارج کے ہتھیار اور جانور اپنے لشکر کے غازیون پر تقسیم
کرین اور ان کا مال ان کے وارثون کو پہنچا وین - پھر ویسا ہی عمل مین آیا - نقل ہے کہ لشکر خوارج سے نو شخص جو
بچے تھے ان سے دو شخص بھاگ کے خراسان گئے چند روز وہان دم لیکے پھر خراسان سے ولایت نیم روز کیطرف گئے اور وہین قرار پایا جستان
کے خوارج انہین سے منتسب ہین اور انسے دو شخص یمن کیطرف گئے یمن کے خوارج انہین کی نسل سے ہین - اور دو شخص عمان مین جا ساکن ہوئے
عمان کے خوارج انہین کی اولاد سے ہین - اور نفرے جزیرۂ عرب کے طرف اپنا منھ کالا کیا - ابھی ان کی اولاد
ساحل فرات مین باقی ہین اور ان سے نوان شخص بھی کہین روپوش ہوا اخذ لہم اللہ تعالے
لکھتے ہین کہ جب خوارج کے مہم سے فراغت اور طمانیت حاصل ہوئی جناب امیر نے اللہ تعالی کی
حمد و ثنا ادا کی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا اور اپنے لشکر سے فرمایا کہ اللہ تعالی اسنے تم کو خوارج
پر فتح و نصرت عطا کی اب شام کا قصد کیجیو - تب لشکر کے سب سردارون نے متفق ہو کے عرض کی کہ یا امیر المومنین
ہماری شمشیرین کند ہوگئین - او نیزے ٹوٹ گئے ہین اگر کوفے کی طرف مراجعت کا حکم ہو تو ہم اپنی ہتھیارین
درست کر لے کے اور جانورون کو تھوڑا آرام دیکے کمال شوکت و ابہت کے ساتھ شام کی طرف کوچ
کرینگے - جناب ولایت مآب نے ان کی عرض قبول کر کے حکم فرمایا کہ کوفے کیطرف کوچ کا نقارہ بجاوین -
غرض جب لشکر ظفر پیکر قطع منازل کر کے کوفے پہنچا اور سب لوگ اور جانور چند سے آرام پائے اور
ہتھیارین درست کر والین امیر المومنین کا حکم ہوا کہ لشکر جمع کرین معقل بن قیس فوجین فراہم
کرینکے لئے رساتیق کیطرف روانہ ہوا - ایک روایت ہے کہ ایسے مین شام سے ایک خبر وحشت آئی اسلئے

چالیس ہزار آدمی نے حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کی تا شامیون کا شروع کرنیکے باب مین جانفشانی
کرین لاکن جب تقدیر غیبی تدبیر کے موافق نہ پڑی ابھی مقل نے مراجعت نہین کی تھی کہ ایسے مین حضرت
امیر کی شہادت کا واقعہ ہایلہ رو دیا انا للہ وانا الیہ راجعون انشاء اللہ تعالی اسکا بیان عنقریب
آویگا ف مخفی نرہے کہ ان تین فرقون یعنے پہلے طلحہ وزبیر دوسرے معاویہ تیسرے خوارج کے ساتھ
حضرت علی کو جنگ کرنا لازم ہوا حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ہی اس سے خبر دی
تھی چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین یہہ حدیث لائی ہے کہ امام احمد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ
ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا
انک تقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ یعنے اے علی تو قرآن کی تاویل پر جنگ
کریگا۔ جیسا مین نے قرآن کی تنزیل پر جنگ کیا ہون۔ جناب امیر نے ان تین فرقون کے ساتھ جو جنگ
کیا وہ تاویل قرآن پر ہی تھا جب فضایل پناہ فواضل دستگاہ مولانا مولوی محمد باقر آگاہ علیہ الرحمۃ نے اسکا
بیان ہشت بہشت کے ساتوین رسالے مین بسط وتفصیل کے ساتھ لایا ہے۔ یہان وہی بیتین نقل کیے جاتی ہین

بھی فرمایا علی کو وہ ظاہر
کریگا وہ جنگ سالار مردان
مراد اسکی یہہ ہے کہ کافر
نبی سے بات کو کرتا تھا اثبات
علی کا جنگ اپنے باغیان سے تھا
ولے از حب مال و جاہ بے قیل
کہ اس تاویل نا بر جا کو چہور مین
دو فرقے ناکثین و قاسطین ہین
ولیکن یہہ خلاف انکا بہ حیدر
سمجھا یون سے آمین دونون کے آسن
صواب اسکے انھا تجویز اندر
خبر ہے مصطفے سے سن بجوش

کہ اس امت سے جو ہی شقی تر
مخالف ساتھ بتاویل قرآن
کلام حق تعالی کے تھے منکر
دکھایا معجزے سے انکو ثبوت
تہا اسطور او پرای نیکو ذات
بہت اس سے کرتے تھے تاویل
اطاعت اپنی کر دل حق سے جو ہین
جماعت تیری سو مارقین ہین یا
تھا مبنی اجتہاد اوپر سراسر
کہ لینا ہے قصاص قتل عثمان
تھا مبنا اجتہاد ان کا خطا پر
کرے کوئی مجتہد کر سعی و کوشش

کریگا اس کی واری کو وہ بے دین
کیا تنزیل اوپر اسکے جس دیا تھا
ہمیشہ بولتے تھے یون وہ احمق
شنا سے اسکی جب حجت کو کفار
کہ وہ توحید کے اوپر تھے قایل
علی جو نت اتھا قرآن کا ہم سنگ
بھی فرمایا ہے وہ قرآن کا ہم سنگ
ہین طلحہ و زبیر اول جماعت
خلاف انکا نہتا ہہ خلافت
علی مرتضی سے کے راسے صاحب
کئے اسواسطے بیشک وہ خیال
اگر پہنچے وہ حق کو بیگمان تب

لہو سے اسکے سر کے بہت رنگین
ہمیشہ جنگ مین کفار کے ساتھ
کہ نین نازل کیا قرآن کتین حق
کیا اُنسے جہاد آخر کو ناچار
بھی کہتے تھے ہے قرآن حق سے نازل
کیا اسواسطے اُن ستی جنگ
کریگا تین فرقون ساتھ نت جنگ
کہ توڑے عہد اول کرکے بیعت
نہ مال و زر لئے ای باہدایت
دیکھے تاخیر کر اسکے مناسب
رجوع اس جنگ سے آخر کو ای یا
دیوے دو اجر ہین دس اجر اسے رب

کیا گر اجتہاد اسکا خطا پر — تو ایک اجر اسکتین وہ یگا وا
وہ وہ تو سابق الاسلام ہین رے — انیس اس شہ کے صبح و شام ہین رے
ہمیشہ محو ہو ور مصطفے وہ — کئے ہین ال و جان آپر فدا وہ
اور ام المومنین صدیقہ امی ہماری — بلا شک صلح کرنے واسطے آئی
حبیب اللہ کی محبوب ہے او — اور اوسکی زوجہ مرغوب ہے او
جماعت دوسری تھی قاسطین ہین — سو ہے ریب تر وہ شامیان ہین
تھا ظاہر اسکا دعوی خون عثمان — ولی نہان خلافت کا تھا ہان
کئی بار اس سے جنگ آکر کئے او — ملقب اسلئے ہین ظلم سے او
خطا انکی نہین ہے اجتہادی — کرونگا اس سخن پر مین منادی
نہ کر کچھ عیب و طعن انکو تو ہرگز — کہ نہین یہ اہل سنت پاس جائز
ہوے جب وہ بیچ سر حد سے وہ بھا — ہوا یہ نام زشت انکو سزاوار
امیر المومنین اسنے کیا جنگ — کہ تھے اسلام مین وہ خارج ہنگ
تھی نندزن اسکو ایک پستان

بحکم این خبر حیدر کو بیشک — لین گئے اجر دس و انکتین یک
دیا ہی سرور اہل رسالت — کئے یار انکو جنت سے بشارت
اگر گستاخ ہو ویگا تو ان سات — تو بیشک ہی ترسے یان پر گمات
بجے لگا سنے وہ صدیقہ تو ہین — اون آنے سے تھی اپنے بہت غمگین
محبت اور ادب جان اسکا واجب — کہ ہی یہہ بات ایمان کی مناسب
معاویہ ابھا ان سب کا سردار — وزیر اسکا عمرو بن عاص آیار
وہ سار یچھو کر یارک وفا کی — اطاعت نین سے کئے ہین مرتضی کی
کہ ہی قاسد کی معنی ظلم اہل سے — نہین اس بات مین کچھ ریب و تکرار
ولے وہ لوگ ہی جب کی صحبت — نگہ رکھنا زبان کا ہے ضرورت
جو فرقہ تیسرا ہے مارقین نام — خوارج ہین وہ سارے نکبت انجام
نکر سولائے ہر سو سن ستی ہین — خروج اس پر کئے تھے سب وہ دین
کیا اس عوج نا ہموار کو قتل — بھی انکے زشت رو سردار کو قتل
کیا غارت انہونکو شاہ مردان

فصل شیعہ کے تعصبات مین — شیعہ کے تعصبات بہت ہین۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین ان کے پچیس تعصبات مع جوابات مرقوم ہین۔ ازانجملہ یہہ **تیرہوان تعصب** ہی جو کہتے ہین کہ اہل سنت بغض ہین حضرت علی کے اور آپ کی ذریت طاہرہ کے افراط کرتے ہین چنانچہ ابن شہر اشوب نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی سبب سے انکو نواصب سے ملقب کرتے ہین **جواب** شیعہ نے خود اپنی کتب مین اہل سنت کی کتابون سے خصوصا بیہقی اور ابو الشیخ اور دیلمی سے نقل کی ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یومن احد حتی اکون احب الیہ من نفسہ وتکون عترتی احب الیہ من نفسہ۔ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی الی غیر ذلک امر یہہ بھی جانتے ہین کہ اہل سنت جناب امیر کی اور آپ کی ذریت طاہرہ کی محبت کو ایمان کے فرائض سے گنتے ہین۔ حضرت شیخ فرید الدین احمد بن محمد نیشاپوری معروف بعطار قدس سرہ عربی اشعار مین فرماتے ہین ؎ فلا تعدل باہل البیت خلقا

وامام ورمی اللہ من لیسب علیاً ؓ بصلہ ام واولق وجلہ ام ؓ امد فی الواقع اہل سنت کی محبت شیعہ نہین جانسکینگے - مگر چندے امتحان کے لئے شیعہ نواصب کا مذہب اختیار کرین پھر دیکھین کہ انکے مقابلے مین اہل سنت کیا کرتے ہین ع بنگر کہ دست من بگریبان چہ میکند ؎ اور پھر

چودھوان تعصب ہے شیعہ کہتے ہین کہ اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فسق نہین جانتے ہین - اس جناب کا قاتل جو ابن ملجم ملعون ہے بخاری نے اپنی صحیح مین اس سے روایت لایا اور اسکی تعدیل و توثیق بھی کی ہے **جواب** یہہ شیعہ کی جھوٹی بات اور ایسا افترا ہے کہ جس کی وقاحت کو نہایت نہین کیونکہ صحیح بخاری ایسی کتاب نہین کہ نادر الوجود اور عزیز و کمیاب رہے - اس کے ہزارون نسخے ہر شہر اسلام مین پائے جاتے ہین - اور اسکے رجال بھی معدود و مضبوط ہین - اہل سنت تو اپنی کتب عقاید مین اشراک باللہ کے بعد قتل نفس مومن کو اکبر کبایر لکھتے ہین - علی الخصوص نفس مقدس کا قتل بموجب حدیث نبوی کے کفر جانتے ہین حدیث اشقی الاخرین جو اس ملعون کے حق مین آئی ہے اہل سنت کی سب کتابون مین موجود ہے - کیا امکان ہے کہ اہل سنت کی کسی کتاب مین اس ملعون سے کوئی روایت ماخوذ رہے صحیح بخاری مین تو کہان - روی الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال اشقی الناس ثلثۃٌ عاقرُ ناقۃِ ثمودُ و ابن آدم الذی قتل اخاہ - و قاتل علی ابن ابی طالب اور یہہ افترا ابن شہر آشوب نے اپنے مثالب مین بخاری پر ذکر ہے اسجگہ قیاس کیا چاہئیے کہ شیعہ کی روایات و اقوال اہل سنت کے حق مین کس بیہودگی کے ساتھ آئے ہین -

تولا اور تبرا کا بیان صاحب اثنا عشریہ نے بارہوین باب مین جو تولا اور تبرا کے بیان مین کئی مقدمے لکھے ہین یہان اسکا خلاصہ اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے وہو المعین وبہ نستعین - جاننا چاہئیے کہ تولا کی معنی محبت اور تبرا کی معنی عداوت ہے - اس نازک مبحث مین بہ ترتیب چند مقدمے سننا چاہئیے - اور وے مقدمات بھی علما سے شیعہ کے معتبر اقوال اور قرآن مجید کے آیات سے ثابت کئے جاتے ہین پھر ان مقدمات کے نتیجے کیا ظاہر ہوتے ہین دیکھا چاہئیے تا واضح ہو کہ تولا کے قابل کون ہے - اور تبرا کے لایق کون - اور یہہ بھی اصول مقررہ شیعہ پر لکھا جاتا ہے آمین اصلا قول اہل سنت کو دخل نہین **پہلا مقدمہ** مخالفت اور عداوت مین فرق ہے کہ مخالفت کیو عداوت لازم نہین ہر چند یہہ مقدمہ بدیہی ہے لاکن مکابرے کو مرفع کرنیکے لئے دو وجہ سے ثابت ہو سکتا ہے

اول یہ کہ صاحب ابواب الجنان ملا محمد رفیع واعظ کہ معتبرین فرق شیعہ سے ہے اس بات کی تصریح
کی ہے کہ دو مومن کے درمیان امور دینی کے لئے مخالفت ممکن ہے۔ حالانکہ ایمان کی جہت سے ہر ایک دوسرے سے
محبت رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باعتقاد شیعہ اثنا عشریہ دو مجتہد کے فیابین مثلاً ابن بابویہ و سید مرتضیٰ
علم الہدیٰ کے درمیان بعضے مسائل فقہیہ بالتصحیح روایات مرویہ میں جیسے خبر میثاق وغیرہ کی مخالفت متحقق ہے
اور اتحاد مذہب کے سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں پس مخالفت اعم ہے عداوت سے
پھر جہاں مخالفت ہو لازم نہیں کہ عداوت بھی ہو۔ ہاں جس جگہ عداوت رہیگی بالضرور مخالفت بھی ہوگی **دوسرا**
مقدمہ محبت اور عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے عداوت دو قسم کی ہوتی ہے
ایک دینی جیسے مسلمانوں کی عداوت کافروں کے ساتھ کہ بسبب اختلاف اصول عقاید ایک دوسرے کو دشمن
رکھتے ہیں۔ دوسری عداوت دنیوی جیسے عداوت مسلمان کی مسلمان بھائی کے ساتھ۔ یہ دشمنی دنیا کی مصالح
مضار اور طبیعت کی نفرت سے ہوا کرتی ہے پس محبت و عداوت مختلف الجنس یعنے دینی و دنیوی کا اجتماع
اصلا مستبعد نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے لاکن جو محبت و عداوت کہ متفق الجنس مختلف النوع ہیں
یا متفق النوع و مختلف الصنف ہے واقع ہوا کرتی ہے جیسے مومن فاسق کہ ایمان کی حیثیت سے محبوب ہے
بدلیل قولہ تعالیٰ المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض اور فسق کی حیثیت سے مبغوض بدلیل کلام
الٰہی ان اللہ لا یحب الخائنین و اللہ لا یحب الظالمین اور اس دلیل سے کہ منکر سے نہی کرنی فرض
اور نہی منکر کا ادنیٰ مرتبہ دل سے بغض رکھنا ہے۔ اب ہم آئے اس بات پر کہ کافر بھی اعمال صالحہ کے سبب سے
جو اس سے صادر ہوتے ہیں جیسے خیرات مبرات یا عدل و داد و جوانمردی اور خوش عہدی اور صدق گفتار کے
سبب سے دوست ہو سکتے ہیں یا نہ ظاہر اس کی اجتماع محبت و عداوت پر حکم کرتی ہے قیاس کرتے مومن عاشق پر
جیسے حاتم کی محبت سخاوت کے سبب سے اور نوشیروان کی محبت انصاف و عدالت کی جہت سے لاکن نظر دقیق
اس کے حق میں اجتماع محبت و عداوت دینی کے محال ہونے پر حکم کرتی ہے۔ اس سبب سے کہ مقبول ہونا عمل کا
راہ خدا میں درستی اعتقاد کا فرع ہے جب اس کا اعتقاد فاسد ہے اسکا عمل بھی دین کے اعتبار کرتے اور
اللہ تعالیٰ کے پاس فاسد ہو قابل اعتبار نہیں محبت تو کہاں پس جو محبت کہ کافر محسن یا کافر عادل کے ساتھ بہم پہنچے
وہی محبت دنیوی ہے نہ دینی قولہ تعالیٰ والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن
ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب

کہ محبت و عداوت کا اجتماع ایک شخص مین ایک حیثیت سے محال ہے۔ اور دو حیثیت سے جایز اور واقع چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ نے سادات سے دو شخص کے قصے مین ایمہ سے نقل کی ہے۔ اور یہ اجتماع جیسا عوام امت مین ممکن ہے۔ خواص امت مین بھی محال نہین کیونکہ بشریت کا مقتضا مشترک ہے۔ اور جو فرق کہ خواص امت اور عوام امت مین متحقق ہے اس سبب سے نہین کہ بشریت کے احکام خواص مین مفقود ہین اور عوام مین موجود بلکہ بسبب کثرت و قلت فضایل و مناقب کے۔ اور بسبب قوت و ضعف ایمانی اور ترویج شریعت اور احکام الہی کے قبولیت مین سابقیت و مسبوقیت کے جہت سے ہے۔ چنانچہ ایک حدیث طویل ایمان کے درجات مین کلینی نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ اور خواص امت بالاجماع تین فرقے ہین اہلبیت یعنے اولاد پیغمبر۔ اور آپکے اقارب اور ازواج مطہرات۔ اور اصحاب خالص مہاجرین و انصار سے۔ اسقدر ہے کہ وہ طرف اپنے ساتھ مقابل تناسبی رکھتے ہین مثلاً احاد امت کو نہین پہنچتا ہے کہ خواص امت کے ساتھ ایسے پیش آوین۔ کہ جس طرح خواص باہمدیگر پیش آئے ہین۔ اسباب مین بہت سے شرعی دلیلین وارد ہین ازانجملہ یہہ حدیث مشہور ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ واھم غرضا من بعدی الی اخرہ ازانجملہ وہ جو اہلبیت اور انصار کے حق مین وارد ہے اقبلوا عن محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم ازانجملہ وہ جو ازواج مطہرات کے حق مین وارد ہے وازواجہ امھاتھم اور حضرت نے فرمایا کہ ان امرکن فیما یھمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون یعنے تمہاری طاعت اور فرمان برداری پر صبر نہین کرینگے اور تمہاری تعظیم و حقوق کی رعایت بجا نہ لاینگے۔ مگر وے لوگ جو صبر کامل رکھین۔ اور عرفی دلیلین بھی بہت ہین۔ ازانجملہ یہہ کہ اولاد کو والدین کے ساتھ ہرگز وہ معاملہ درست نہین کہ جو اپنے یا اپنے امثال کے گرفت وگیر اور طعن و تشنیع کرین اس کے اسباب باوجود انسے متحقق ہوینگے۔ ازانجملہ یہہ کہ ہر دولت مین خواص کی ایک جماعت ہوتی ہے جیسے شاہزادے اور بیگیات اور بڑے بڑے امیر وزیر کہ ابتدا مین اس دولت کا نشو و نما اور انتہا مین اس دولت کا بقا انہین سے ہے اور انہین کی سعی اور تلاش سے وہ دولت قایم ہوئی اور ایک صورت پکڑی پس انکی سبقت اور قدامت کا حق۔ اس دولت کے سبب مستفیدون پر ثابت ہے۔ اور دوسری ایک جماعت ہے جو نئی آئی ہو سو اس دولت کے خوشہ چینون سے ہوگی پس وے نئی جماعت والے جو آپس مین باہدیگر معاملہ کرتے ہین اگر ویسا معاملہ بیگیات اور شہزادون اور وزیرون اور امیرون کے ساتھ کرینگے بلاشبہہ صاحب دولت کے پاس مطعون اور مردود ہو جاوینگے۔ اور اس لیئے

خواص باہم گرفت گیر اور انکار و عتاب اور مشورے مین مخالفت کرین - بلکہ آپس مین کبھی جنگ و قتال کی بھی نوبت پہنچی ہے - اگر وہ نئی جماعت کے لوگ بھی ایسا ہی سے خواص دولت کے ساتھ پیش آوین بلاشبہہ لوگون کے پاس بے ادب اور اس کے مستحق ٹھہرین گے - از انجملہ اشراف لوگون سے ایک شخص نے دوسرے ایک شریف کے ساتھ عداوت اور اہانت اور بدگوئی سے پیش آیا - ویسا ہی ایک شخص رذیل کسی شریف کے ساتھ کر گذرے تو ہرگز عقلا اس کو معذور نہ رکھینگے بلکہ اس کو تنبیہ اور تعذیر پہنچاینگے - اور کہینگے کہ تو نے اپنے حد نہین پہچانی - تجھے نہین پہنچتا ہے کہ ایسے شرفا کے ایسا معاملہ کرے **تیسرا مقدمہ** وہ عداوت جو دنیا کے لئے باہم مسلمانون مین ہوا کرتی ہے وہ ایمان مین خلل نہین لاتی ہے لاکن مذموم اور قبیح ہے - اور جب بلند مرتبے کی نہوا قبح اور اشنع ہے مرتبے کی رعایت وہ ہے کہ ہر دو خواص امت سے ہووین یا ہر دو عوام امت سے - اور مرتبے کی رعایت نہ کرنی یہہ کہ ایک عامی نے ایک فرد خاص کے ساتھ ایسی بے ادبی سے پیش آوے جیسے اپنے ہمجنس کے ساتھ یہہ بات نہایت قبیح ہے اور صدر اول مین خواص امت تین گروہ تھین - اصحاب و ازواج و اہلبیت اور زمانۂ مابعد مین بھی تین گروہ ہوئین - سادات و علما و مشایخ طریقت یعنے اولیا پس اس جگہہ جو دو دعوے بہم پہنچے - پہلا یہہ کہ مخل ایمان نہین - دوسرا مذموم اور قبیح ہے - ان ہر دو کے ثابت کرنے کیلئے کلینی کی کافی سے ایک روایت کافی ہے - ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی آزردگی کا قصہ صفوان جمال کی روایت سے جو کتاب کافی سے نقل کیا ہے اسکے آخر مین لکھتا ہے کہ ناخوشی کی گفتگو سے جب ایک شب گذری حضرت ابو عبد اللہ نے عبد اللہ بن الحسن کے گھر تشریف لائی اور صلح کی - پس معلوم ہوا کہ اس طرح کی آزردگیان خواص امت کے درمیان وقوع مین آئین - لاکن معاذ اللہ کیا امکان ہے کہ وے آزردگیان طرفین سے کسی کے مخل ایمان ہوے ہون - اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کی آزردگی بھی مذموم اور قبیح ہے جلد اسکا تدارک کیا چاہیئے اور خواص امت مین باوجود مساوات مدارج کے بشریت کے حکم سے جناب سیدۃ النسا اور حضرت حضرت علی مرتضی مین ایک روز آزردگی آئی تھی - اس قصے کو بھی ملا محمد رفیع نے لایا ہے اور تقاضائے بشریت پر حوالہ کیا **چوتھا مقدمہ** بالاجماع صحابہ اور ازواج مطہرات سے کوئی ایسی چیز واقع نہوئی کہ اسکے کفر کا موجب یا ان کے اعمال حبط ہونیکا سبب ہو یا انکا علاقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے ساقط ہو جاوے ہاں ان سے جو واقع ہوا یہی تھا کہ بعضون نے خلافت کے باب مین جناب
امیر سے جنگ کیا اور اہلبیت کے حقوق کا غصب قصہ فدک وغیرہ کے مانند۔ اب علماء شیعہ کے ہی
کلام مین نظر کیا چاہیئے کہ مخالفت اور محاربے اور غصب کو کفر جانتے ہین یا نہین۔ اس مقام مین خواجہ
نصیر طوسی کا کلام مشہور ہے کہ مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ پس صحابہ کی ایک جماعت
جو حضرت امیر کی فقط مخالفت کی ہی وے قابل تبرا نہین کیونکہ انکا منتہا سے کار فسق ہی اور فاسق
مومن ہے والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض پس شیخین کرمین اور عثمان ذوالنورین
سے شیعہ کے اصول پر تبرا جایز نہین۔ ان کے علماء محققین نے اس قدر اعتراف کیا ہی قاضی نور اللہ
شوستری مجالس المومنین مین لایا ہے کہ حضرات شیخین کے جناب مین تکفیر کے نسبت اہل سنت نے
جو شیعہ کی طرف کی ہی یہ بے اصل بات ہے کیونکہ شیعہ کے کتب اصول مین اس سے کوئی نشان
نہین۔ ہاں انکا مذہب یہی ہے کہ حضرت علی کے مخالف فاسق ہین اور ان سے جنگ کرنے والے
کافر چنانچہ نصیر الدین طوسی تجرید مین لایا ہے مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ بمقتضاء حدیث
حربک حربی و سلمک سلمی کے جو واقع ہے ظاہر ہی کہ حضرات شیخین نے تو امیر المومنین
علیہ السلام کے ساتھ جنگ نہین کیا ہے بلکہ بے زحمت قتال امر خلافت کو غصب کیا انتہی کلامہ

جواب اول یہہ کہ یہہ کلام مجاز پر محمول ہے حرف تشبیہ کے حذف کے ساتھ یعنے حربک
کا فہ حربی کیونکہ حقیقی معنے امکان نہین رکھتا ہے پر ظاہر ہے کہ حضرت امیر کا حرب حقیقۃ حضرت
رسول کا حرب نہین بلکہ حکما ہے۔ جب مجاز حرف تشبیہ سے حذف ہوا۔ اس حدیث سے
قبیح اور مذموم ہونا معلوم ہوتا ہے نہ کفر ہونا۔ کیونکہ مساوات مشبہ اور مشبہ بہ کی تمام احکام مین
ہرگز تشبیہ مین لازم نہین اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس لفظ کو بہت سے
صحابہ کے حق مین بلکہ اسلم اور غفار اور جہینہ و مزینہ وغیرہ قبائل متعددہ کے حق مین بھی فرمایا ہی
ان کا جنگ تو بالاتفاق کفر نہین ہے۔ دوسرا حربک حربی کنایہ ہے عداوتک عداوتی
سے۔ اور پر ظاہر ہے کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین جناب امیر سے عداوت نہین رکھتے تھے ان کا
جنگ کرنا عداوت کے سبب سے نہین تھا بلکہ محض امت سے رفع فساد اور قصاص طلبی کے لئے جو
انھون نے مقابلہ کیا آخر قتال کی نوبت پہنچی۔ تیسرا یہہ کہ تمام افعال اختیاریہ مین قصد و ارادہ شرط

سے ہے تا مدح و ذم کا مورد ہو مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ جس نے اس برتن کو پھوڑے گا اسکو ایسا اور ویسا کرونگا۔ ایک شخص چلتے چلتے جو اسکا پاون پھسلا سو اس برتن کو جا لگا بالاجماع اس کو پھوڑنے والا نہ کہین گے۔ اور وہ اس وعید مین داخل نہوگا۔ یہی حال ہے ان کے جنگ و قتال کا حضرت امیر کے ساتھ از روے تواریخ معتبرہ کے جو سمجھا یہ کہ سلمنا حضرت امیر کے ساتھ جنگ کرنا حضرت رسول مقبول کا ہی جنگ ہو لاکن محاربہ رسول بھی مطلقاً کفر نہین بلکہ نبوت و رسالت کے انکار کے ساتھ کفر ہے دنیا اور مال کی طمع سے ہو تو کفر نہین دلیل سے اس آیت قرآنی کے جو قطاع الطریق کے حق مین آئی ہے کہ بالاجماع وے کافر نہین ہان فاسق ہین۔

قوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فى الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا الخ اور سود خوارون کے حق مین بھی یہی وعید وارد ہے سود خوار بھی بالاجماع کافر نہین قوله تعالى فاذنوا بحرب من الله ورسوله بلکہ ان آیتون مین خدا و رسول ہر دو کا جنگ فاسقون کے حق مین ثابت کرتے ہین۔ اور اس حدیث مین تو فقط حرب رسول آیا ہے۔ پس جب حرب خدا و رسول ہر دو کفر نہووین فقط حرب رسول کس طرح موجب کفر ہوگا ہان جو حرب رسول کے ساتھ انکار دین اور اہانت اسلام کی راہ سے واقع ہووے بلاشبہ کفر ہے نہ مطلق۔ نہ حرب کسی مومن کو رسول مقبول کے ساتھ مطلق حرب بھی واقع نہوا۔ اور کوئی کیا کہہ سکیگا حضرت موسی کے حق مین جو حضرت ہارون کے محاربے مین کچھ قصور نہ فرمایا۔ یہان تک کہ حضرت ہارون زاری سے پیش آئے اور فرمایا کہ یا ابن ام لا تاخذ بلحيتى ولا براسى محاربے مین اسکے سوا اسے کیا حرکات ہوتے ہین حالانکہ حضرت امیر بھی بحکم انت منى بمنزلة هارون من موسى کے وہی مرتبہ رکھتے تھے۔ اور حضرت کے زوجہ مطہرہ انکو قاتلان عثمان کے حامی اور قصاص جاری کرنے مین مداہن سمجھ کے انکے ساتھ جنگ پر اٹھین۔ بعینہا حضرت موسی کے مثال ہے کہ حضرت کو گوسالہ پرستون کے حامی اور حد و تعزیر جاری کرنے مین مداہن سمجھ کے ایسی اہانت اپنے برادر کلان اور پیغمبر کے نسبت عمل مین لاے پس اگر حرب رسول کفر ہوتا۔ حضرت موسی بھی حاشا و من ذلک اسکے مورد ہوتے والعياذ بالله من ذلک اور حضرت یوسف کے برادرون کا معاملہ جو انہون نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا اور حضرت یعقوب کو رنج پہنچایا محاربے سے کیا کم ہے۔ اس مقام مین انصاف کی راہ چلا چاہئے۔ اور ہر شخص

کے رتبے کو دیکھا چاہئے کہ دوسرے جانب بھی ام مومنین و زوجہ سید المرسلین ہین کہ بحکم نص قرآنی
کے سبب مومنون کے مادر اور حضرت امیر کے بھی مادر ہین - اگر مادر اپنے فرزند پر زجر و توبیخ اور
تہدید کرے گو کہ وہ فرزند رشید اس تقصیر سے بری الذمہ ہو مادو شما کو نہین پہنچتا ہے کہ اسکی ماد
پر طعن کرین جیسا کہ ہم کو نہین پہنچتا ہے کہ حضرت موسی اور حضرت یوسف کے برادرون پر طعن کرین بلکہ
اس جگہہ مادری اور پسری ہے اور اس جگہہ نسبت برادری اور برابری ہے ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی
بالجملہ معلوم ہوا کہ حدیث حربک حربی کی دستاویز حضرت امیر کے محاربون کی تکفیر مین ہرگز قاعدے پر
نہین بیٹھتی ہے اور بہت سے اصول کے مخالف ہوتی ہے - اور محاربون کا ایمان اور اعمال صالحہ کہان
گئے - وہی اعمال صالحہ بغض و عداوت اور سب و تبرا کے مانع ہین - غرض حدیث مذکور قابل تاویل ہے
اور بالقطع اسکی حقیقی معنی مراد نہین ہے - ان آیات قطعیہ کی معارض ہو سکتی نہین جو عموم مہاجرین
و انصار کے حق مین اور بالخصوص ازواج مطہرات اور ہر دو بزرگوار کے حق مین وارد ہوئی ہین -
غایت الامر امام وقت کے ساتھ جنگ کرنا بغاوت ہے اور بغاوت فسق ہے نہ کفر - اور شبہے یا تاویل
کے سبب سے ہو تو فسق بھی نہین بلکہ خطاے اجتہادی ہوتی ہے - جب اس بحث مین شیعہ کے کلام
کا منتہا معلوم ہوا اب ضرور ہوا کہ اس مسئلہ مین اہل سنت کا مذہب بھی مذکور ہووے - جاننا چاہئے کہ
حضرت امیر کی مخالفت امامت اور میراث پیغمبر کے باب مین اور ہبہ تمام ہونے مین قبض کے آگے اور تقسیم
خمس اور متعۃ الحج وغیرہ فقہ کے اجتہادی مسئلون مین جو بعضے صحابہ سے ہوئی اصلا کفر نہین بلکہ معصیت
بھی نہین ہے کیونکہ حضرت امیر بھی مجتہدین اصحاب سے ایک مجتہد تھے - مجتہدین کو مسایل اجتہادیہ مین باہمدگر
خلاف جایز ہے - اور ہر مجتہد ماجور ہے - اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والا بغض و عداوت کی راہ سے
علماے اہل سنت کے پاس بالاجماع کافر ہے - اور یہی ہے انکا مذہب خوارج اور اہل نہروان کے باب
مین - اور حدیث حربک حربی انکے پاس اسی جنگ پر محمول ہے لاکن اسجگہ بھی لزوم کفر ہے نہ التزام -
پس مرتد کا اطلاق ان پر ہو سکتا نہین - جب خوارج کا شبہہ بہت ہی بے معنی اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ
اور پیغمبر کے احادیث متواترہ کے مقابل ہے ان کے اعتذار کا موجب بھی ہو سکتا نہین - پس خوارج اہل سنت
کے پاس احکام آخروی مین کافر ہین ان کے واسطے مغفرت کی دعا نہ کیا چاہئے - اور انکے جنازے پر
نماز نہ پڑھا چاہئے و علی ہذا القیاس اور حضرت امیر سے جنگ کرنے والے جو بغض و عداوت سے نہین بلکہ شبہہ

فاسد اور تاویل باطل سے کیا ہے چنانچہ اصحاب جمل واصحاب صفین۔ پس اپنی خطاے اجتہادی
اور بطلان اعتقادی میں مشترک ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اصحاب جمل کی یہ خطاے اجتہادی اور فسق
اعتقادی طعن وتحقیر کی مجوز نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ ان کی مدح وثنا میں
وارد ہیں اور اسلام کی سبقت اور حضرت کی قرابت اور انکا نسبی وصہری علاقہ جو حضرت کے ساتھ ثابت
ہے جیسا کہ حضرت موسی کے حق میں ان کی عصمت اور علو مرتبت پر نصوص قطعیہ قایم ہیں ان کی طعن وتحقیر سے
مانع ہیں ان اسباب میں جو انہوں نے اپنے برادر حضرت ہارون کے ساتھ جلدی اور بے تاملی سے پیش
آئے۔ وہ سب للہ وفی اللہ تھا نہ ہواے نفسانی ونزعہ شیطانی سے حاشا جنابہ من ذلک
اور اصحاب صفین میں جب یہ باتیں بالقطع ثابت نہیں تو توقف اور سکوت لازم ہے نظر کرتے عموم
آیات وحدیث پر جو صحابہ کے بلکہ جمیع اہل مومنین کے فضایل پر اور شفاعت اور نجات اور عفو الٰہی
پر دلالت کرتے ہیں۔ ہاں جب ہم کو بالیقین معلوم ہووے کہ جماعت شام سے جسنے حضرت امیر کے
ساتھ بغض وعداوت رکھے تا بحدیکہ اس جناب کی تکفیر یا لعن یا دشنام اپنی زبان پر لاوے۔
بالیقین ہم اس کو کافر جانینگے۔ جب یہ بات ابتک روایت معتبرہ سے ثابت نہوئی اور ان کا اصل
بالیقین ثابت ہے ہم تمسک اصل کے ساتھ رکھتے ہیں بالجملہ اسبات پر اہل سنت کا اجماع ہے
کہ جس نے حضرت امیر کی تکفیر کرے یا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم وعدالت اور ورع وتقوے
کے آپکو لایق خلافت نہ جانے یا اس جناب کے بہشتی ہونے کا انکار کرے وہ بلاشک کافر ہے جب
یہ باتیں خوارج اور اہل نہروان کے حق میں قطعاً ثبوت کو پہنچے بلاشبہ انکو کافر کہتے ہیں۔ جب
دوسروں سے ہرگز ثابت نہوئیں اسلئے ان کی تکفیر نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہے تنقیح مذہب اہل سنت
کی اسباب میں اور موافق ان کے اصول کے۔ کیونکہ اسبات پر اجماع رکھتے ہیں کہ ضروریات دین
کا منکر کافر ہے۔ حضرت امیر کے ایمان کا علو درجہ اور بہشتی ہونا آپ کا اور خلافت پیغمبر کی لیاقت رکھنا
اس جناب کا احادیث صحیحہ بلکہ قطعی آیات متواترہ سے ثابت ہے پس منکران امور کا کافر ہے
اور محاربان کے ساتھ شامت نفس اور حب جاہ کے سبب یا تاویل باطل اور شبہ فاسد کی جہت
سے فسق عملی ہے یا فسق اعتقادی نہ کفر اس اصل میں متفق ہیں پس اس حکم میں بھی جا سکے متفق
ہیں وباللہ التوفیق۔

ہجرت سے چالیسویں سال کے وقائع

ایام امیر المومنین

حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت لکھتے ہین کہ واقعہ
نہروان کے بعد غلات خوارج سے تین شخص پہلا عبدالرحمن ابن ملجم مرادی - دوسرا برک بن عبداللہ
التمیمی - تیسرا عمرو بن بکر السعدی مکہ معظمہ مین جمع آکے باہم ملاقات کی اور ملکون کے عالمون کے
عیوب اپنی زبان پر لاکے نہروان کے کشتگون کی تعریف و توصیف بیان کی اور اپنے ناپاک
آنکھون سے پانی نکالا آخر یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ تین شخص کو قتل کرین تو لوگون کی راحت ہوگی
یعنے علی ابن ابیطالب - اور معاویہ بن ابی سفیان - وعمرو بن العاص - ابن ملجم ملعون نے کہ اہل
مصر سے تھا کہا کہ مین علی مرتضی کو قتل کرتا ہون اور برک بن عبداللہ نے کہا کہ مین معاویہ کو
مار ڈالتا ہون - اور عمرو بن بکر نے کہا کہ مین عمرو بن العاص کے شر کو دفع کرتا ہون - پس تینون نے
اپنی شمشیرون کو مسموم کیا اور یہہ قرار دیا کہ رمضان کی فلان شب مین تینون کو قتل کرین - اس
عہد و پیمان کے بعد وے تینون نکلے - ابن ملجم کوفے کی طرف روانہ ہوا اور برک دمشق کی طرف
اور عمرو مصر کے جانب - جب ابن ملجم کوفے مین آیا ایک خارجیہ عورت کا عاشق ہوا اسکا قصہ
عنقریب آویگا اس قحبہ نے اور دو شخص کو اسکے معاون ٹھہرا کے اسکو جناب امیر کے قتل کی ترغیب دی
پس وہ تینون ملعون کوفے مین مقرری شب کے منتظر بیٹھے - اور برک بن عبداللہ دمشق مین رمضان کی اسی
مقرری شب مین جو ایک روایت سے سترہوین تھی قابو پاکے معاویہ پر شمشیر چلائی لاکن ضرب زیادہ کارگر نہوا
اور برک کو لوگون نے پکڑ لیا - جب وہ ماخوذ ہوگیا معاویہ سے کہنے لگا کہ تجھے ایک بات کی خبر دیتا ہون
کہ جس سے تجھے خوشی حاصل ہو معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے جواب دیا کہ میرا برادر ابن ملجم نے آج کی ہی شب
علی مرتضی کو قتل کیا - معاویہ نے کہا کہ شاید یہہ صورت اس کو بھی ہاتھ نہ دی ہو پس حکم کیا کہ برک کو مار ڈالین
معاویہ کے سرہنگون نے اس کے ہاتھ پاؤن اور زبان کو کاٹ کے ڈال دیا سو وہ بہت بری وجہ سے
موا - معاویہ نے جو زخمی ہوا تھا ایک طبیب کو بلوا کے علاج کروایا - جب صحت حاصل ہوی حکم کیا کہ مسجد مین
ایک مقصورہ باندھین - جب مقصورہ تیار ہوا چند معتمدون کو ہمراہ لیکے اس مین نماز پڑھا کرتا اور ایک جماعت
تلوارین کھینچی ہوی اسکی حراست و حفاظت کرتی تھی - اور عمرو بن بکر جب پہنچا قابو ڈھونڈھ رہا تھا اتفاقاً
اسی شب عمرو بن کو درد شکم پیدا ہوا سو مسجد کو نہ آسکا - بنی عامر سے ایک شخص کو نائب بنا کے بھیجا تا نماز
گذارے - جب وہ داخل مسجد ہوا عمرو بن بکر نے جو مسجد مین تیار تھا اسپر تلوار چلائی پھر اس نے سر اٹھا

اور مسجد مین ایک غل ہوا اور کہنے لگے کہ اسے ظالم یہ امیر نہین تھا تو نے اس کو قتل کیا۔ اسنے کہا کہ اس مین میرا کیا گناہ کہ مین امیر کے سوا دوسرے کو قتل کرنا نہ چاہا۔ اور حضرت علی کی شہادت کا قصہ یہ ہے کہ کہتے ہین کہ جب آپکی رحلت کے ایام قریب ہوے کبھی حضرت امام حسن کے گھر رہتے اور کوئی شب حضرت امام حسین کے مکان مین۔ اور کبھی عبداللہ بن جعفر طیار کے یہان جو داماد خاص اس جناب کے تھے افطار کرتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ تناول نہ فرماتے اور فرماتے تھے کہ مین چند شب کا مہمان ہون اور چاہتا ہون کہ خالی شکم اللہ تعالی کی درگاہ مین جاؤن۔ روایت ہے کہ انہین ایام مین ایک روز حضرت علی نے سبط اکبر حضرت امام حسن سے فرمایا کہ مجھے آجکی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت بابرکت نصیب ہوئی۔ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے کیا کیا مصیبتین اور کدورتین پہنچین۔ حضرت نے فرمایا کہ تو ان پر دعا کر مین نے دعا کی اللھم ابدلنی منھم خیرا لی منھم و ابدلھم بی شرا لھم منی یعنے الہی مجھے انسے بہتر لوگون کی صحبت سے مشرف کر اور میرے سے ایک بدتر کو ان پر مسلط کر۔ آپ کی دعا درجہ اجابت کو پہنچی کہ انہین دنون آپ کی شہادت ہوئی۔ مروی ہے کہ اپنی آخر ایام حیات مین جناب امیر نے ایک روز حضرت امام حسن سے پوچھا کہ اس مہینے سے کتنے روز گذرے ہین کہا پندرہ روز اور حضرت امام حسین سے دریافت کی کہ اس مہینے سے کتنے روز باقی ہین کہا کہ پندرہ روز۔ یہ سنکے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مین اور پانچ روز تمہارا مہمان ہون۔ اور آپکی ایک کنیز سے منقول ہے کہ دوشنبے کی شب مین مین نے حضرت علی کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا اوسوقت آپنے اپنی محاسن شریف کو اپنے مبارک ہاتھ مین لیکے فرمایا واے اس محاسن سفید پر کہ جمعے کی شب سرخ ہوگی القصہ ان دنون جناب امیر سے ایسے کلمات اور خرق عادات کثیر ظہور مین آئین۔ غرض جب رمضان کی انیسوین شب جو شب جمعہ تھی حضرت امیر نے اپنی عادت معہود کے موافق صبح کی نماز کے لئے مسجد کا قصد کرکے نکلے آپکے دولت سرا مین جو بدق اور قاض تھے آپ کو گھیر لیکے مچانے لگے تو ایک شخص نے انکو ہانکنے لگا آپ نے فرمایا کہ انکو چھوڑ دیجیے کیونکہ یہ نوحے و وداع کرتے ہین۔ پھر مسجد کی طرف رونق افزا ہوے۔ جب مسجد مین قدم رکھا وہ تینون ملعون جو مسجد مین چھپے ہوے تاک لگائے بیٹھے تھے انسے ابن ملجم لعین نے اس جناب کے سر مبارک پر تلوار چلائی اسکی شمشیر اسمقام پر لگی کہ جنگ احزاب مین عمرو بن عبدود کی تیغ آپکے سر مبارک پر لگی تھی جیسا مخبر صادق نے خبر دی تھی

ویسا ہی خون مبارک روان ہوا اور محاسن شریف رنگین - اور وہ ملعون وہان سے بھاگا - جب وہ جناب زخمی ہوے شہر مین ایک غل ہوا اور خلق کثیر جمع آئے - اور ابن ملجم ناہنجار کی جستجو مین ہوئے اور وہ ملعون ننگے ہی برہنہ تلوار ہاتھ مین لیا ہوا وحشت زدہ کوفے کی گلیون مین دوڑتا پھرتا تھا لوگون نے جب کو پکڑ کے جناب خلافت پناہ کے حضور مین لے آیا آپنے اس کی طرف متوجہ ہوکے پوچھا کہ اسے دشمن خدا کیا تجھ پر میرے احسانات ثابت نہین تھے کہا ہان - پھر فرمایا کہ کیا چیز تجھے اس حرکت پر باعث ہوی - اس ملعون نے اپنا قصہ بیان کیا - پس جناب ولایت مآب نے حضرت امام حسن کو وصیت کی کہ ابن ملجم کو نگاہ رکھنے اور اس کو آب وطعام دیا کرے - اور فرمایا کہ مین رحلت پاؤن تو اسکو ایک زخم سے زیادہ نہ مارو - اور بھی وصیتین فرمائین - جب وصایا سے فراغت حاصل ہوئی زبان مبارک ذکر الٰہی مین کھولی کلمہ طیبہ کی تکرار کرنے لگے آخر رمضان کی اکیسوین کو آپ کی روح مقدس اس عالم فانی سے طرف اعلاء علیین کے پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون صاحب تفسیر عزیزی نے سورہ شمس کی تفسیر مین لایا ہے - اب یہان پر جان لیا چاہئے کہ حدیث صحیح مین جو امام احمد کی مسند اور دوسرے معتبر کتابون مین آئی ہے وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ کچھ تمکو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بدبخت پہلی امتون کا کون شخص ہے اور اس امت مین زیادہ بدبخت کون ہے حضرت علی نے عرض کی کہ مجھکو معلوم نہین حضرت نے فرمایا کہ بڑا بدبخت اگلی امتون کا ایک سرخ رنگ ثمود کی قوم سے تھا یعنے قدار بن سالف کہ حق تعالے کی اونٹنی کی کونچے مارے تھین اور اس امت کا بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو تیرے سر پر تلوار ماریگا اور تیری داڑھی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا - قدار بن سالف ملعون نے اونٹنی کا مارنے کا قصہ مختصر یہہ ہے کہ جب صالح علیہ السلام نے ثمود کی قوم کو دعوت کرنے لگے اس قوم کا ایک سردار نے حضرت صالح کو عاجز کرنیکے لئے اسنے ایسا معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ سے ایک اونٹنی کو نکالے اور وہ دس مہینے کی گابھ رہے اور وہ پتھر سے نکلنے کے بعد ہمارے روبرو بچہ جنے - حضرت صالح نے فرمایا کہ میرے پروردگار کی قدرت سے یہہ بات کچھ دور نہین - اگر مین ایسی اونٹنی پتھر سے نکالون تو کیا تم ایمان لاؤگے سبھون نے اقرار کیا کہ ہان - پس صالح علیہ السلام نے ان لوگون کو جو ایمان لائے تھے اپنے ہمراہ لیکے اس پہاڑ کے پاس تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مین مشغول ہوئے اور مسلمانون کو

کہ تم آمین کہو۔ اور قوم ثمود کے سردار معہ فوج و لشکر کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے۔ یکایک قدرت سے
اس قادر توانا کے اس پہاڑ کے پشتے سے جانور چلاّنے کی آواز آنے لگی جس طرح جانور جننے کے وقت آواز
کرتا ہے یہان تک کہ وہ پشتہ شق ہوا اور اس سے ایک اونٹنی جیسی انہون نے طلب کی تھی نکلی اور جنگل مین
چرنے لگی۔ اور ایک ساعت کے بعد اس کو بھی دردزہ شروع ہوا وہ بھی ایک بچہ جنی قد و قامت اور
شکل و صورت مین وہ بھی اپنی مان کے برابر تھا۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی سب کے سب پکار اٹھے کہ صالح کا معبود بڑا
قادر ہے۔ اور جندع بن عمر چھے ہزار آدمیون سمیت ایمان لایا اور حضرت صالح کے قدم پر گر کے پچھلے تقصیرون
کی معافی چاہی۔ اور دوسرے سردار اور انکے تابعدار ایمان سے محروم رہے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا
کہ تم خلاف عہد کیا اب اللہ تعالی سے بہت ڈرو اور اوس اونٹنی کی اور اوسکے بچے کی تعظیم ہمیشہ نظر رکھو
اور کسیطرح اسکو رنج نہ دو جب تک یہ اونٹنی اور اس کا بچہ تمہارے مین رہیگا تم پر عذاب نہ آویگا۔ اس
اونٹنی کی خاصیت یہ تھی کہ سب جانور اہلی اور جنگلی اسکو دیکھنے سے خوف کھا کے بھاگتے اور جس جنگل
مین وہ چرتی کوئی دوسرا جانور قدم نہین رکھ سکتا تھا۔ اور شام کے وقت جب شہر مین آتی سب شہر والے
اپنے برتن لا کے اسکے دودھ سے بھر لیتے اسکا دودھ تمام شہر والون کو کفایت کرتا تھا غرض
جب اسکے خوف سے دوسرے جانور جنگل مین جا نہین سکتے تھے اکثر لوگ جو جانور رکھتے تھے تنگ
آگئے حضرت صالح کے جناب مین شکایت لائے تب حضرت صالح نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک روز تم
اپنے جانور چھوڑو ہم اونٹنی کو بند رکھین گے۔ اور ایک روز ہم اونٹنی کو چرا لیتے ہین تم اپنے جانورون کو
بند رکھو۔ ایک مدت اسیطرح گذری۔ ایسے مین ایک شخص اسی قوم کا قدار بن سالف نام شوریدہ پشت
کوتہ گردن چارشانہ ماں باپ کو رنج دینے والا ایک فاحشہ عورت کا عاشق ہوا اس کا نام غیزہ تھا خوبصورتی
اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی مین مشہور تھی۔ چند روز اسکے یہان جاتا آتا شراب خواری اور زنا کاری
سے روسیاہ ہوتا آخر چاہا کہ اسکو اپنے نکاح مین لاوے تب اس قحبہ نے کہی کہ اگر مجھے نکاح
مین لانا چاہتا ہے اس اونٹنی کے کونچے مار دیجئے کہ اس سے میرے جانورون کو رنج ہے اس
ملعون نے اس بات کو قبول کر کے اور سات شخص کو اپنے ہمراہ لے کے تاک مین تھا ایک روز اونٹنی
جب چراگاہ سے پھری شہر مین آئی تو قدار ناہنجار نے اسکی پیشانی پر مار کے اسکو زخمی کیا پھر دوسرے
تلوارون سے مارنے لگے قدار نے پیچھے سے اسکے کونچے مارے پس وہ اونٹنی زمین پر گر گئی اسکے

یارگروسے پہنچے اور تلواروں سے اسکے پرزے پرزے کرکے اسکا گوشت تقسیم کیا۔ اسکا بچہ جو پیچھے سے آتا تھا ماں کا یہہ حال دیکھکے وہانسے بھاگا اور اسی پہاڑ پر جاکے کھڑا ہوا جب حضرت صالح کو یہہ خبر پہنچی تو بہت افسوس کرتے ہوے باہر نکلے اور شہر کے لوگوں سے فرمایا کہ یہہ بہت براکام ہوا تم نے خداکا عذاب قصداً منگوایا۔ اب بھی ایک بچاؤ کی صورت یہہ ہے کہ میرے ساتھ آئیو تاوسکے بچے کو شہر مین لاوین کہ اسکے سبب سے حق تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ کافرون نے یہہ بات بھی قبول نہ کی آخر صالح علیہ السلام نے سب مسلمانون کو ساتھ لیکے اس بچے کو لانیکے واسطے جنگل کے طرف گئے اس نے حضرت صالح کو دیکھتی ہی تین بار آواز کی اور پہاڑ کا پشتہ وہ بچہ اوس مین گھس گیا۔ حضرت صالح نے افسوس کرتے ہوے پھرے اور شہریون سے کہاکہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنی خرابی کی۔ اس بچے کے تین بار آواز کرنے کی تعبیر یہہ کہ تم کو عذاب الٰہی سے تین دن کی مہلت ہے۔ پہلے دن تمہارے منھ زرد ہو جائینگے۔ دوسرے دن سرخ۔ تیسرے دن سیاہ۔ پنجشنبے کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حکم الٰہی سے آسمان وزمین کے درمیان ایک بڑی دہشت ناک صورت سے ظاہر ہوے۔ اور ایک ایسی آواز کی کہ سب شہر والے اوندھے اپنے اپنے زانون پر گر پڑے اور انکے پتے پھٹ گئے اور سب اصل جہنم ہوے۔ پس صالح علیہ السلام مسلمانون کو فرمایا کہ یہہ شہر الٰہی نازل ہونیکی جگہہ ہے یہان رہنا مناسب نہین سب مکہ معظمہ کی حرم کا احترام باندھو اور وہین چلکر رہو۔ انہون نے صالح علیہ السلام کے حکم کے موافق ویسا ہی کیا سعادت دارین حاصل کی۔ اب جاننا چاہیئے کہ اشقی الاولین قدار بن سالف اور اشقی الآخرین ابن ملجم ہونیکا سبب یہہ کہ یے ہر دو ایک ہی قسم کی معصیت مین مبتلا ہوے اونی خسیس شہوت چلانے کے لئے فاحشہ بدکار عورت کے کہے موافق شہوت وغضب کے مغلوب ہوے اور خلق وخالق کے حقوق تلفی پر کمر باندھی اور ایسے بھاری کام کے مرتکب ہوے کہ ہر دو جہان کی رسوائی اور روسیاہی اور تباہی اور عذاب عقاب الٰہی کے سزاوار ہوے نعوذ باللہ منہا۔ صاحب تفسیر عزیزیہ نے سورۂ شمس کی تفسیر مین لایا ہے کہ جب شہوت وغضب کے سبب سے واجب حق تلف ہونے لگتے ہین تب سب لوگون کے نزدیک وہ شخص معیوب اور مطعون ہو جاتا ہے اور جس قدر وہ حق بزرگ ہوگا اس قدر طعن وتشنیع زیادہ لاحق ہوگی۔ تو اول بدبخت وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے حق پر شہوت وغضب کو مقدم رکھے اور نفس کے حق تلف کرے۔ اس سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ اپنی لذت شہوی یا غضبی کے سبب

دوسرے کا حق تلف کرے ۔ اور اس سے بھی زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان دونون لذتون کے
سبب سے بہت آدمیون کے حقوق تلف کرے پھر حق بھی آپس مین مختلف ہین جیسے دنیا کا حق کہ اسکا
تلف ہونا سہل اور آسان ہے آخرت کا حق تلف ہونے سے کہ اسکا دفعیہ بہت مشکل ہے ۔ چوتھا
مقدمہ یہہ ہے کہ آدمی پر تین حق بڑے اور عمدہ ثابت ہین پہلا حق اللہ تعالی کا ہے اسکا پیدا کرنے والا
اور نعمت دینے والا ہے ۔ اور کسی وقت اور کوئی آدمی اسکے احسان سے باہر نہین ہو سکتا اور ہر کام
مین آدمی اسکی مدد اور مہربانی کا محتاج ہے اسیواسطے کوئی حق اور کسیکا حق اسکے حق کی برابری کر نہین
سکتا ۔ دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہے کہ اپنی زندگی اور موت مین انکا محتاج ہے اور ہر طرح
کی مدد کا انسے امیدوار ۔ تیسرا حق اپنے نفس کا ہے اور اس حق کی حقیقت خود ظاہر ہے کچھ حاجت
بیان کی نہین ہے ۔ پس سب بدبختون سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے کہ ان تینون کو ایک خسیس شہوت کی عوض مین
تلف کرے سو یہہ وصف اگلی امتون مین سے قدار بن سالف مین تھا کہ ادنی اور خسیس کام کے واسطے ان تینون حقوق کو
تلف کر ڈالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ کافر مرا اور دوزخ کا کندہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرا اپنے قوم
کے حق کو تلف کیا یعنے اسکے سبب سے سب حق تعالی کے عذاب مین گرفتار ہوے کسی کا نام اور نشان باقی نرہا ۔
تیسرا حقتعالی کا حق تلف کیا یعنے اس اونٹنی کو کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے طرف منسوب کیا تھا اور ہدایت الٰہی صورت
تھی بلکہ رحمت اور عنایت الٰہی کے نزول کی سبب تھی اور بیت اللہ کی سی بزرگی پیدا کی تھی سو اس کم بخت نے اسکی
کونچین کاٹین اور ہلاک کیا اور اس امت مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قاتل یعنے ابن ملجم ویسا ہی بدبخت تھا
توضیح اس ابہام کی اور تشریح اس مقام کی یہہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی اونٹنی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے
کمال کی صورت تھی اور انکی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قوم ثمود کی ہدایت کے واسطے جو حقتعالی کی عنایت متوجہ
ہوئی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رسالت کا مرحمت کر کے اس قوم کی طرف مبعوث کیا تھا اور وہی
ہدایت ان کے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل ہو کے ان مین ٹھہری تھی اور قرار پکڑا تھا یہان تک کہ اس ناقہ کی
تعظیم اور اسکے حق کو ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الٰہی کے دفع کرنیکے
واسطے انکا دین قبول کرنیکے قایم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر اور ظاہر
ہوتا تھا المعجزا اللہ تعالی کے نزدیک ان کے مرتبے کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس بھرو کے سے ظاہر ہوتی
تھی اسیطرح سے وجود جسمانی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ کا جو ختم کرنے والا خلافت حقہ کا تھا

اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہدایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر تھا اور اس جناب کے قرب معنوی کی روشنی اس راہ سے ظاہر تھی آنحضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت اس وقت مین اسی ذات جامع الصفات مین منحصر تھی اسیواسطے
حدیث شریف مین جس طرح بیت اللہ کے حق مین وارد ہے النظر الی الکعبۃ عبادۃ یعنے دیکھنا
بیت اللہ کا عبادت ہے اور قرآن شریف کے حق مین وارد ہے کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنے دیکھنا
قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اسیطرح حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حق مین آپنے فرمایا ہے کہ النظر الی
وجہ علی عبادۃ یعنے دیکھنا علی کے منہ کے طرف عبادت ہے سو اس وقت مین وجود شریف حضرت علی کا
مثل وجود شریف حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اسواسطے کہ اس وقت مین تشنگان امت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی چشمۂ خاص سے سیراب ہوتے تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت مین
بسبب جمع ہونے تمام صفات کمال بشری کے وہ ذات مبارک کفایت کرتی تھی ایسے وقت مین ایسی باوجود
کو جو اس بدبخت ترین بدبختون نے شہید کیا تو گویا ہدایت کے شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالی کے حق کو تلف
کیا اور تمام امت کے حق کو بھی تلف کیا یعنے ایسی ذات کو جو اس وقت مین اپنا ثانی اور قایم مقام فضیلت اور
بزرگی مین رکھتی تھی ہلاک کر کے تمام امت کو جھاڑو بے رسی کے مانند منتشر اور فوج بے سرداری کی طرح
پریشان کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کندۂ دوزخ کا ہوا اور اپنی زندگانی کو برباد کیا اور یہ سب
برائی اس بدبخت کو اسی شہوت کے سبب سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ روایات صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کا قاتل عبداللہ بن ملجم مرادی تھا خارجی مذہب کوفے مین آیا اور ناگہان اسکی نظر ایک عورت خارجی مذہب
پر جس کا نام قطام تھا پڑی۔ دل اور جان سے اسپر فریفتہ ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اور
باپ اور بھائی اسکا نہروان کی لڑائی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے تھے جب
ابن ملجم کو اس کی ملاقات کا خیال دل مین پڑا اور خط کتابت اس مقدمے مین اس سے شروع کی اور آدمیون کو بیچ
مین ڈالا تب اس عورت نے جواب مین یہ کہا کہ ایک میرا کام ہے اگر وہ تجھ سے ہوسکے اور تو اسکے کرنیکا
اقرار کرے تو البتہ مین تجھکو قبول کرون اور اپنے تئین تیرے نکاح مین دون اور وہ کام یہ ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون نے کہ مغلوب شہوت کا تھا اس بات کو اس ملعونہ کی قبول کیا
اور اس کام کی تدبیر مین پڑا چنانچہ ایک تلوار ہزار درم کو خرید کی اور اس کو زہر کے پانی سے بجھایا اور اپنے یار و

اسکام کی تدبیر پوچھی اسکے یارون نے کہا کہ یہہ کام کچھ مشکل نہین ہے بہت آسان ہے اسواسطے کہ
حضرت علی کوئی نگہبان اپنے ساتھ نہین رکھتے ہین اور اکیلے رات کو اندھیری مین مسجد کو جاتے ہین
کسی دن مسجد مین اندھیرے کے وقت چھپ رہ اور اپنا کام انجام کو پہنچا چنانچہ انیسوین رمضان مبارک
کی صبح صادق کے وقت کہ ہنوز تاریکی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے مسجد شریف مین تشریف
لائے اور وہ ملعون ایک ستون کی آڑ مین مستعد اسی کام پر کھڑا تھا اور آپکی عادت شریف ایسی تھی
کہ مسجد مین سوے ہوے آدمیونکو تکبیر کی آواز سے بیدار کرتے تھے تاکہ وے سب اٹھکے طہارت
کرین اسی ارادہ سے جونہین آپنے مسجد شریف مین قدم مبارک رکھا وونہین اس ملعون نے پیچھے سے
غفلت مین ایک تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑے اور اسکو پکڑ کے قید کیا
ہر چند کہ زخم چندان کاری نہ تھا لیکن زہر کی تاثیر سے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان ظلمانی سے فردوس
برین کو انتقال فرمایا چنانچہ اکیسوین رات کو رمضان کی جسد مبارک کو نجف الحیرۃ مین جو ایک جگہہ کا نام
ہے کہ کوفے مین مسجد جامع سے ایک فرسنگ پر حیرۃ النعمان کی راہ مین ہے وہان مدفون کیا اور آپکی
قبر کو بلند نہ کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھا تاکہ خارجی لوگ جو اس زمانے مین کوفے کی نواح مین بہت منتشر
تھے کچھ بے ادبی آپکے جسد مبارک سے نہ کرین اور یہہ قصہ سنہ چالیس ہجری مین واقع ہوا اور آپکی
شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قایم مقام اس سبتے کا نرہا یہی بات صحابہ نے
سمجھ کے نہایت افسوس کیا۔ چنانچہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپنے خبر
شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی فرمایا کہ اب عرب جو چاہین سو کرین ایسا کوئی نرہا کہ انکو کسی
بد کام سے منع کریگا۔ اب جانا چاہیے کہ صحابہ مین بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علماء اور عرفا
بہت موجود تھے اور آدمیون کو بد کامون سے بطے محابا یعنے بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی
کی بنی امیہ بادشاہون سے یا دوسرے سردارون سے لحاظ اور خاطر داری بھی بات کہدینے مین
نہ کرتے تھے لیکن ان کا امر و نہی مانند سمجھانے علما کے اور رہنمائی اولیا کے تھا نہ پیغمبرون کے حکم
مانند کو وہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پر ختم ہو گئی اسیواسطے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا نے یہہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اشقی ہونیکی
وجہ ظاہر ہو گئی کہ اس وقت مین تمام کمالات ولایت کے جو قایم مقام نبوت کے ہین اسیکی ذات مبارک مین

مشہور تھے دوسرا کوئی اس وقت مین ویسا نہ تھا بخلاف خلفاء سابقین کے زمانے کے کہ اس وقت
مین دوسرے بھی ایسے تھے جو لیاقت اس امر کی رکھتے تھے چنانچہ ان کے معدوم ہونیکے بعد اسلام
کو سنبھال لیا اوران کے قتل ہونیسے دین مین خلل نہ پایا گیا بخلاف حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل
کے کہ یہہ خاتم الخلفا تھے تو ان کا قتل کرنا گویا اللہ تعالی کے نور کو بالکل بجھا دینا تھا اور ہدایت کے شمع کو
گل کردینا تھا اسیواسطے ان کے قتل سے ایسی خرابی دین مین ہوی کہ پھر تدارک اسکا نہو سکا اور اگر
کسیکو یہہ شبہہ خاطر مین گذرے کہ اس بدبخت ترین کی حرکت سے ثمود کی قوم سب ہلاک ہوی اور اس
امت کے بدبخت ترین کی حرکت سے باقی ماندہ کو کچھ آسیب نہ پہنچا اسکا کیا سبب ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ ان دونون مین فرق دو وجہ سے ہے اول وجہ یہہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانیسے تمام ثمود
کی قوم راضی اور خوش ہوی تھی اور اس امت مین اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے
سے راضی نہوے تھے بلکہ اس حرکت کرنیوالے پر لعنت اور نفرین کرتے رہے دوسری وجہ یہہ ہے
کہ اونٹنی کے مارے جانیکے بعد اسکا بچہ بھی غائب ہو گیا تھا اور بالکل اسکا نام اور نشان نرہا تھا اور
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد آپکی اولاد امجاد باقی رہی اور آپکا نام ونشان قایم رہا اور
اس ولایت کا نور جس کے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسل ایک حامل آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر چند
کہ وہ ہیئت اجتماعی مٹ گئی تھی لیکن وہ نور متفرق اور منتشر ہوکے موافق استعداد کے ہر ایک
فرقے مین اہل خیر سے قایم رہا ان سببون سے یہہ امت اس طرح کے عذاب سے بچ رہی اور ایک سانحہ
عجیب آپ کی شہادت کے بعد یہہ ہوا تھا کہ اسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر تھا جس کے نیچے
سے خون جوش نمارتا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

قرۃ العین رسول جگر گوشہ بتول امام ہمام امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کے احوال مین

اس شاہزادے کا نام نامی حسن اور کنیت ابو محمد ہے اور آپکا لقب مجتبی
ہے اور اسکے سوا تقی اور زکی اور سید وطیب سے بھی ملقب ہین۔ ہجرت سے تیسرے سال
رمضان المبارک کی نیمہ ہوین منگل کے روز مدینہ منورہ مین آپ کی ولادت ہوئی۔ امام سیوطی تاریخ الخلفا
مین لایا ہے اخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسین اسمان من
اسماء اہل الجنۃ ما سمت العرب بھما فی الجاھلیۃ یعنی ابن سعد نے عمران بن سلیمان سے

نقل کرتا ہے کہ کہا حسن اور حسین یہ ہر دو جنت کے ناموں سے ہیں۔ جاہلیت میں عرب یہ نہیں جانتے تھے
وقال ابن المفضل ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بہما النبی صلی اللہ علیہ واله
وسلم ابنیہ اس شاہزادے کے ولادت باسعادت سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بڑی فرحت وبشاشت حاصل ہوئی۔ تولد کے ساتویں روز آپ ہی انکا نام رکھا۔ اور دو بکروں سے انکا عقیقہ
کیا اور سر مبارک منڈھوا کے اسکے ہم وزن روپا خیرات کیا اخرج البخاری عن انس قال لم یکن احد
اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ واله وسلم من الحسن بن علی بخاری نے انس سے نقل کرتا ہے
کہ کہا کہ حضرت کے ساتھ امام حسن سے زیادہ کوئی شباہت نہیں رکھتا تھا واخرج الشیخان عن البراء
قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم والحسن علی عاتقہ وهو یقول اللہم انی
احبہ فاحبہ بخاری اور مسلم نے برا سے نقل کرتا ہے کہ کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ آپ کے دوش مبارک پر امام حسن تھے اور حضرت یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں
تو بھی اسکو دوست رکھ واخرج البخاری عن ابی بکرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ واله وسلم علی المنبر والحسن الی جانبہ ینظر الی الناس مرۃ والیہ مرۃ یقول ان
ابنی سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین بخاری نے ابی بکرہ سے لایا ہے
کہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ منبر پر سوار تھے اور امام حسن آپکے گود میں تھے یعنی شاہزادے کو گود میں
لیکے بالاے منبر خطبہ پڑھتے تھے اور کبھی اس جگر گوشہ کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی لوگوں کے طرف اور
فرماتے تھے کہ یہ میرا فرزند سردار ہے قریب ہے کہ اللہ تعالی اس کے واسطے سے مسلمانوں کی دو گروہ میں
صلح کر دیگا واخرج البخاری عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ واله وسلم ہما ریحانتی
من الدنیا یعنی الحسن والحسین بخاری ابن عمر سے نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسن اور حسین میرے
دو ریحان ہیں دنیا سے واخرج الترمذی والحاکم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ واله وسلم الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ ترمذی اور حاکم نے
ابی سعید خدری سے لایا ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن اور حسین دو سردار ہیں بہشتی جوانوں کے۔ ایسے بہت
سے حدیثیں آئی ہیں۔ اس شاہزادے کے مناقب وفضایل حیط تحریر سے زیادہ ہیں۔ انکی ذات مبارک
میں بڑا حلم ووقار تھا اور بڑا جود وکرم تھا اور فتنے کو بہت مکروہ رکھتے تھے۔ حاکم نے عبداللہ بن عمر سے نقل کی ہے

کہ امام حسن پچیس حج پیادہ بجالائے ہیں حالانکہ آپ کے ہمراہ رکاب گھوڑے رہتے ابن سعد نے علی بن زید بن جدعان سے نقل کرتا ہی کہ امام حسن نے اپنا سب مال دو بار اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور تین بار آدھا مال بانٹ دیا یہان تک کہ ایک نعل دی اور ایک رکھا۔ روایت ہی کہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفے کی مسجد میں بالائے منبر خطبہ پڑھا اور سب لوگون نے کمال طوع و رغبت سے آپکے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اول جو سعادت بیعت سے مشرف ہوا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری تھا بیعت کے وقت کہنے لگا کہ مین بیعت کرتا ہون آپسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اللہ تعالی کے دشمنون سے جہاد کرنے پر۔ امام ہمام نے فرمایا کہ مخالفون کے ساتھ جہاد و قتال اور اس کے امثال کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مین داخل ہے تصریح کی حاجت نہین لوگون نے اس کلام تقدس انجام سے استدلال کیا کہ اس امام عالی مقام کا ارادہ جنگ و جدال پر نہین۔ غرض جب حضرت علی کی شہادت اور حضرت امام حسن کے ہاتھ خلق کی بیعت کی خبر معاویہ کو پہنچی۔ ضحاک کو اپنی نیابت دیے کے شام مین چھوڑا اور آپ ساٹھ ہزار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے عراق عرب کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا جب حضرت امام حسن کو اسبات سے آگہی ہوئی۔ چالیس ہزار کا لشکر اپنے ساتھ لیکے کوفے سے کوچ کیا اور منزلین طے کرکے دیر عبد الرحمن پر نزول فرماے۔ اور اس مقام مین حکم فرمایا کہ قیس بن سعد بارہ ہزار سوار لیکے لشکر کے آگے رہے۔ ایک روایت ہے کہ جب امام ہمام نے ساباط مداین تک پہنچے۔ اس روز وہین توقف کیا تا جانور ون کو آرام ہو۔ کہتے ہین کہ ایک روز مجلس مین اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے فرمانے لگے کہ ایہا الناس تم نے اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہین کہ صلح و جنگ مین میری متابعت کرین۔ قسم ہے اللہ تعالی کی کہ جسکی قدرت کمال کا درجہ رکھتی ہے کہ مجھے کسیکے ساتھ بغض و عداوت نہین مشرق سے مغرب تک کسیکو نہ پاؤگے کہ اس سے رنج و کراہت میری خاطر مین ہو۔ بلکہ جمعیت اور الفت اور سلامت اور اصلاح ذات البین میرے پاس نہایت دوستر ہے تفرقے اور پریشانی اور دشمنی سے والسلام۔ لوگ ان باتون سے یہ سمجھے کہ معاویہ کے ساتھ صلح کرکے ترک خلافت کرینگے۔ یہ باتین سنکے خوارج کی ایک گروہ ضلالت پژوہ نے اس امام ذو الاحترام کی تکفیر کی نعوذ باللہ منہا اور اس جناب پر ہجوم کرکے آپکے لباس کو پارہ پارہ کیا۔ اور جس فرش پر کہ تشریف رکھتے تھے اسکو غارت کیا اور آپکے دوش مبارک سے چادر بھی کھینچی۔ امام ہمام نے جب یہ حال دیکھا فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اپنے

گھوڑے پر سوار ہو کے ندا کی کہ قوم ربیعہ و ہمدان کہان ہین - وے ہر دو قبیلے حاضر ہوے اور
حمایت و محافظت مین کمر باندھی اور اُن شہریون کا شر اس جناب سے دفع کیا پھر حضرت امام حسن وہان سے
مداین کے طرف روانہ ہوے - اثناے راہ مین خارجیون سے ایک شخص کہ جس کو جراح بن قبیضہ اسدی
کہتے تھے قابو پا کے امام ہمام کی ران مبارک کو زخمی کیا تب عبد اللہ بن حنظل و عبد اللہ بن ظبیان
نے اس ملعون کو قتل کر ڈالا - پس امام ہمام رنجور ہوے اور مداین کے قصر ابیض مین نزول فرمایے
اور جراحون نے اس زخم کا علاج شروع کیا اللہ تعالی جلد شفا بخشا - اس اثنا مین معاویہ نے انبار مین
پہنچ کے قیس بن سعد کو جو حضرت امام حسن کی طرف سے وہان کا حاکم تھا محاصرہ کیا اور عبد اللہ بن عامر کو مداین
کی طرف روانہ کیا جب اس امام ہمام کو اسبات کی خبر ہوئی آپ اپنا لشکر ہمراہ لئے ہوے جنگ کا
قصد کر کے مداین سے باہر نکلے - جب ہر دو فریق کی ملاقات ہوئی عبد اللہ بن عامر نے فریاد کی کہ
اے اہل عراق مین معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہون مین جنگ کرنا نہین چاہتا ہون معاویہ ایک لشکر کثیر
کے ساتھ انبار مین نزول کیا ہے اب میرا سلام امیر المومنین امام حسن بن علی کو پہنچاؤ اور کہو کہ عبد اللہ
آپ کو اللہ تعالی کی قسم دیتا ہے کہ جنگ سے ہاتھ رکھو تا لوگ ہلاکت سے بچین - جب یہہ بات
عراق والون نے سنی سست ہوے امام ہمام نے مداین کی طرف مراجعت کی اور عبد اللہ بن عامر
کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ مین خلافت چھوڑ دیکے معاویہ کے ساتھ صلح کرتا ہون مگر چند شرطون کے
ساتھ - اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ امیر المومنین حسن مجتبی نے سا باط مین جنگ و جدال موقوف
کرنا چاہا - تب عبد اللہ بن حارث بن نوفل کو جو معاویہ کا خواہر زادہ تھا وکالت دیکے معاویہ پاس
بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ اگر تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرین اور زیر دستون پر شفقت
رکھین اور لوگ اپنی جان و مال کا امن پاوین تو خلق کی امر و نہی کی خدمت اور منصب خلافت تمہارے
سپرد کرتا ہون والا جنگ و قتال پر حاضر ہون حتی یحکم اللہ بیننا و ہو خیر الحاکمین معاویہ یہہ سن کے بہت ہی
خوش ہوے اور کہا کہ امام حسن کی زبان مبارک پر جو باتین گذرین ہین مین نے ان سب کو قبول کر لیا بلکہ اسکے
سوا بے اور بھی کچھہ فرماتے ہین تو قبول کرتا ہون - عبد اللہ نے کہا کہ امام حسن کہتے ہین کہ تسلیم حکومت
چند شرطون پر موقوف ہی معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے عبد اللہ نے جواب دیا کہ اگر تو آگے مر جاوے
ریاست امام حسن کے ہی طرف رجوع کرے - دوسری شرط یہہ کہ اپنی مدت العمر ہر سال پانچ لاکھ درہم

بیت المال سے انکو پہنچاتا رہے - دوسرا یہہ کہ دارالبجرا ور فارس کا خراج سال بسال انہین کو پہنچاتا رہے معاویہ نے کہا یہہ سب شرطین مین نے قبول کین پس ایک سفید معرا کاغذ پر اپنی مہر کرکے عبداللہ کے تحویل کیا اور کہا کہ امام حسن کی خدمت مین میری طرفسے یہہ گذارش کیجئے کہ مین نے اس کاغذ پر اپنی مہر ثبت کرکے بھیجا ہے آب جو چاہین اسپر تحریر فرماوین مجھے قبول ہے اور قریش کے چند سردار کو بھی عبداللہ کے ہمراہ کرکے روانہ کیا - جب عبداللہ بن حارث اور دوسرے اکابر قریش شاہزادے کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکے سب احوال ظاہر کیا - اور وہ شرط جو عبداللہ نے اپنے طرفسے معاویہ کو بولا تھا کہ تیرے وفات کے بعد پھر حکومت امام حسن کے ہی تفویض کیا چاہئے امام ہمام نے اسکو حسن کے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ مجھے حکومت کی طرف ہرگز میل نہین - اگر اسکی خواہش ہوتی آج ندیا ہوتا - پس اپنے کاتب کو صلحنامہ لکھنے کا حکم کیا - اس کا مضمون یہی تھا کہ یہہ صلح نامہ ہے درمیان حسن بن علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے اس معنے پر کہ امر خلافت معاویہ کے تسلیم کیگئی ہے - اس شرط کے ساتھہ کہ جب معاویہ کی موت نزدیک پہنچے کسی شخص کو حکومت پر نصب نکرے بلکہ اہل شورے کے حوالہ کرین تا اہل اسلام مصلحت وقت کے مطابق جسکو مناسب جانین خلیفہ ٹھہراوین - دوسری شرط یہہ ہے کہ سب اہل اسلام اسکے ہاتھہ اور زبانسے ایمن رہین اور سب خلق اللہ کے ساتھہ سلوک نیک سے پیش آوے - تیسری شرط یہہ ہے کہ حضرت علی کے شیعہ اور متعلقون اور منتسبون کے ساتھہ کسی طرحسے کچھہ تعرض نہ کرے اور انکو رنج نہ پہنچاوین اور معاویہ ان شرطونکو وفا کرے مکروکید سے بہت دور رہے - اور امام حسن اور انکے برادر امام حسین کے ساتھہ ظاہراً و باطناً بدی نہ کرے اور کسی کو اغوا ندے اور حکم نہ کرے ان کو یا ان کے متعلقون کو ضرر پہنچاوے اور ان کے متعلق یا احباب اقطار زمین سے جس جگہہ کہ رہین معاویہ یا اوسکے گماشتون سے محفوظ رہین - اور اس پر عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور عمر بن ابی سلمہ اور کئی اکابر گواہی لکھے - پس امام ہمام کوفے کے طرف روانہ ہوے - اور قیس بن سعد بھی اپنی جگہہ سے نکل کے کوفے تک جا پہنچا اور حضرت امام حسن کی خدمت سے مشرف ہوا - اور معاویہ بھی اسی روز شام کا لشکر اپنے ساتھہ لیکے وارد کوفہ ہوا معاویہ اور امام ہمام اور خلق کثیر مسجد مین جمع آئے - معاویہ نے کہا کہ امام حسین کو بھی بلوا دین تا انہون بیعت کرین تب ایک شخص انکے بلانے کے لئے گیا - حضرت امام حسین نے ابا کیا اور اس مجلس مین حضرت امام حسن نے معاویہ سے فرمایا کہ حسین کو اپنی بیعت پر اکراہ نکر کیونکہ اسکے پاس تیرے ہاتھہ پر بیعت کرنے سے اپنا قتل دوست تر ہی جب

معاویہ نے یہہ بات سنی انکی بیعت سے درگذر کی قیس بن سعد بھی معاویہ سے بیعت کرنے پر راضی نہین تھا
امام ہمام کے حکم پر طوعا وکرہا بیعت کی۔ غرض اس مجلس مین حضرت امام حسن نے معاویہ سے بیعت کر کے اپنی خلافت
و ریاست اسکے سپرد کی۔ پھر منبر پر سوار ہو کے ایک خطبہ کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ پڑہا حمد و
نعت کے بعد اس خطبے مین فرمایا کہ اے مسلمانو مین نے فتنے کو بہت مکروہ رکھتا ہون میرے جدامجد کی
امت سے فتنہ و فساد دور کرنے اور مسلمانون کے جان و مال کو امان حاصل ہونیکے لئے مین معاویہ سے
صلح کی اور اس حکومت کا کاروبار اسکو دے دیا۔ اگر یہہ حق اسکا ہی اس کو پہنچ گیا اگر میرا حق ہے مین اسکو
بخش دیا۔ اسکے بعد معاویہ کو کئی وصیتین کر کے منبر سے اتر گئے۔ سبحان اللہ یہہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا جو ایک روز بالاے منبر فرمایا تھا کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے مین امید رکھتا ہون
کہ اللہ تعالی اسکے واسطے سے مسلمانون کے دو گروہ مین صلح کر دیگا۔ غرض جب امام ہمام منبر سے اُترے
معاویہ نے حیران و بیخود ہو کے کہنے لگا کہ یا ابو محمد آپنے آج ایسی چیز سے جوانمردی کی کہ آجتک کسی نے
نہین کی۔ آپ کی دریاے جود و کرم کو نہایت نہین **ف** مخفی نرہے کہ امام ہمام نے جو معاویہ کے ساتھ
مصالحت کی اور خلافت چھوڑ دی حالانکہ اس وقت خلافت کا استحقاق آپ کی ہی ذات عالی صفات
مین منحصر تھا۔ اور مخالف کی جانب مین بے استحقاقی ظاہر تھی اسکا سبب کچھ عجز و ناتوانی کا نہین تھا
شاہزادے کی طرف مال و لشکر کی کثرت اور جنگ و قتال کی قدرت جیسی چاہئے ویسی موجود تھی بلکہ
اسکا سبب یہہ تھا کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا
عَضُوْضًا یعنے خلافت کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہی پھر اسکے بعد بادشاہ گزندہ ہوگا۔ سو امام
ہمام نے سوچا کہ خلافت کا زمانہ تو گذر گیا اب دورہ ظلم و بیداد کا آپہنچا۔ اب ریاست کرون تو بھی
جو مصلحتین کہ امامت مین ملحوظ ہین فوت ہو جائین گے پس ناچار اس وقت کی ریاست سے کنارہ
لیا۔ اور اس وقت جو معاویہ اس کام کے لائق تھا وہ ریاست اس کے سپرد کیا اور اس مین یہہ
مصلحت بھی منظور تھی کہ طرفین کے جنگ مین مسلمانون کی جان و مال کا جو نقصان ہو رہا ہے لوگ اس سے
امن پاوین اور امت محمدیہ مین اتفاق حاصل ہووے کذا فی تحفہ اثنا عشریہ۔ نقل ہی کہ جب امام ہمام نے
صلح کی حجر ابن عدی نے بہت ملول ہوا اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ کاش مین اس کے آگے مر جاتا یہہ دن نہ
دیکھا ہوتا۔ آپنے ہم کو اہل عدل کے زمرے سے نکال کے ارباب جور و جفا کے فرقے مین داخل کیا امین

ہماری بڑی ذلت و خست کا سبب ہوا امام عالیمقام نے فرمایا کہ ای ابن عدی مین نے اسواسطے صلح کی
تا ہمارے شیعہ و احباب معرض ہلاکت مین نہ آوین۔ پھر ابن عدی نے عبیدہ بن عمر کو ہمراہ لے کے
حضرت امام حسین کی خدمت مین آکے اپنا رنج و ملال ظاہر کیا اور اس جناب کو جنگ و جدال پر ترغیب و
تحریص کی حضرت امام حسین نے فرمایا کہ ہم نے جب معاویہ سے بیعت کر چکے اور عہد و پیمان درمیان
لایا پھر اب عہد شکنی سزا وار نہین یہہ بات سنکے وے ہر دو بہت ہی محزون و ملول ہوے لا علاج صبر کیا
علی بن بشیر ہمدانی لکھتا ہے کہ مین اور سفیان بن بی لیلی حضرت امام حسن کی پا بوسی کے لئے مدینے کیطرف
گئے۔ جب آپ کی مجلس مین حاضر ہوے چند اکابر انکی خدمت مین بیٹھے تھے۔ مین نے آپکی طرف متوجہ
ہوکے کہا السلام علیک یا مذل المومنین۔ شاہزادے نے فرمایا و علیک السلام مین مومنون کو ذلیل
کرنے والا نہین بلکہ انکو عزیز کرنے والا ہون کیونکہ مین نے معاویہ سے جو صلح کی اس سے میرا غرض یہہ تھا کہ
تمہارے خون نہ بہنے پاوین اور مین نے یقین جانا کہ اگر صلح نکرون میرے سب دوست و احباب تلف ہو جائینگے
اگر جبال و اشجار کے ساتھ بھی ہم معاویہ سے جنگ کئے ہوتے آخر یہہ کام اسی کے تفویض کرنا ضرور ہوتا راوی
کہتا ہے کہ مین نے یہہ باتین سنکے اٹھا اور حضرت امام حسین کی خدمت مین جاکے یہہ قیل و قال ظاہر کیا
آپنے فرمایا کہ ابو محمد جو ارشاد کیا حق اور مطابق صدق کے ہی کہ جب تک معاویہ زندہ رہے ہر شخص اپنے
گھر بیٹھنے کے سوا لسے چارہ نہین۔ لکھتے ہین کہ یہہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ یکتالیس ہجری مین واقع ہوئی۔
پھر چند روز کے بعد حضرت امام حسن اپنے سب اتباع و احباب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف اور معاویہ شام کیطرف
روانہ ہوئے۔ جب امام ہمام نے مدینہ پہنچے ایک شخص نے کمال درو سے تفویض خلافت کے باب مین آپکو
ملامت کی تو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واقعے مین ظاہر کیا کہ بنی امیہ
کے ظالم حضرت کے منبر پر ایک کے بعد دوسرا بندرون کی طرح کود کود کر بیٹھتے ہین۔ اور رعیت پر ظلم و ستم کرتے
ہین یہہ بات حضرت پر نہایت شاق گذری سو بہت محزون و ملول ہوے حق سبحانہ تعالی آپکو طمانیت کیلئے
سورۂ قدر نازل فرمایا۔ اس سورے مین ارشاد ہوا کہ ہم نے آپ کی امت کو ایک رات ایسی دی ہے کہ ہزار
مہینون سے بہتر یعنے اس شب کی عبادت ہزار مہینون کی عبادت سے افضل ہے۔ ہزار مہینون سے مراد
بنی امیہ کے سلطنت کے ایام ہین کہ جس کے اتنی سال ہوتے ہین۔ اور یہہ رات کئی طور سے دوسری راتون
پر شرف العدد بزرگی رکھتی ہے۔ اول یہہ کہ تجلی الہی شام سے صبح تک اس رات مین بندون کے حال کی طرف متوجہ

ولی ہے اور انکو قرب معنوی حق تعالی کی جناب مین پیدا ہوتا ہے - دوسرے یہہ کہ فرشتون کا عالم اور ارواح کا عالم صلحا اور عابدون کی ملاقات کو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور ان کے نزدیک ہونے کے سبب سے عبادتون کی کیفیت اور طاعتون کی حلاوت دوسری راتون کی عبادت اور حلاوت سے ہزارون درجے بڑہجاتی ہے - تیسری یہہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات کو لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر نازل ہوا ہے اور یہہ ایسا شرف ہے کہ نہایت نہین رکھتا چوتھی یہہ کہ پیدایش فرشتون کی بھی اسی رات مین ہے - پانچوین یہ کہ بہشتونکا آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہے - چھٹے یہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہے اور صحیح روایت مین آیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا کہ سالہاسے سال جہازون کی ملاحی کی تھی - ایک روز ان سے کہنے لگا کہ دریا کے عجائبات سے ایک چیز میرے تجربے مین ہے کہ میری عقل اوس سے حیران ہے وہ یہہ ہے کہ دریاے شور کا پانی سال مین ایک رات میٹھا ہوجاتا ہے عثمان بن ابی العاص نے اسے کہا کہ جب وہ رات آوے تو تو مجھکو خبر کرنا دیکھون تو کہ وہ کون سی رات ہے اور کیا بزرگی رکھتی ہے اس غلام نے ستائیسوین رمضان المبارک کی ان سے کہا کہ یہہ رات وہی ہے کذا فی تفسیر فتح العزیز - غرض حضرت امام حسن داخل مدینہ ہوے بعد دس سال زندہ رہے معاویہ نے ہر سال زر و مال حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت مین بھیجتا اور عزت احترام سے پیش آتا تھا جب صلحنامہ جو وہ شرط مرقوم تھی کہ معاویہ اپنے موت کے قریب یہہ حکومت اور کسیکو دے یزید پلید کو جو معاویہ کا پور نارشید تھا یہہ شرط مضطر اور بے آرام رکھتی تھی - بہر صورت حضرت امام حسن کی ہلاکت چہاتا تھا آخر جعدہ سے ساخت کیا اور اس کو مال و زر کی طمع بتلا اسکے ہاتھ سے اس امام ہمام جگر گوشہ سید انام کو زہر دلوایا سو آپنے اسی صدمے سے بہت رنج و بیماری کھینچ کے رحلت فرمائی - آپکی رحلت کا بیان اس فقیر نے جو شرح سر الشہادتین مین لایا ہے بجنسہ یہان وہی نقل کیا جاتا ہے -

حضرت امام حسن کی وفات کا بیان

سبب رحلت کا اسکی یہی ہم / وہی تھا آہ جعدہ جو دے سم
تھی بیٹی اشعث ابن قیس کی ام / دیا اغوا یزید اسطرح اسکو

حسن کو زہر گر اب دیویگی تو / میرے سے مال و زر لیویگی تو
نکاح اپنا کرونگا مین ترے سے / تو پاویگی بڑی ثروت میرے سے

سو جعدہ آخرت کو بھول جاکر / بطمع و مال فانی بھول جاکر
چبائی خار ویسے پھول کو وہ / دئی ہے زہر اوس مقبول کو وہ

اٹھاکے رنج و بیماری چہل روز / ہوا خلد برین کو روح افروز
سو جعدہ بیوفا کا زشت انجام / وہ ملعون پاس بھیجی پیغام

کرتا وعدہ کو جو اپنا وفا وہ / کہا اس بیوفا کو پر جفا وہ
کہ رہنے سے حسن کے پاس تیرے / کبھو نہ ہم راضی ہین تجھسے

ہمارے پاس بس رکھنے کو اسلام
مجھے کس طرح راضی ہونگے کم

سنو اس آیت کی جو عہدہ ہوئے مورد
الٰہی دارین کا نقصان بچہ

قال اللہ تعالیٰ خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ہو الخسران المبین

غرض جب زہر دی جعدہ حسن کو
علی کے باغ کے سرو چمن کو

کہ ہوتے تھے بہت اسہال کبد کے
عدو کو اسکے ہو جنجال ابد کے

ہمیشہ رنج تھا جیسا زیادہ
تھا صبر و شکر بھی ویسا زیادہ

لگا ہے عرض کرنے چشم گریم
کہ کس نے بھائیجان تجھکو دیا ہے

کہ میں اپنے یہ گمان رکھتا ہوں حسین
وہ قاتل گر ہو میرا ای برادر

نہ ہووے فی الحقیقت گر وہ قاتل
تو میں یہ امر چہتا ہوں نہ از دل

دے تھے زہر مجھکو تو کئی بار
کوئی ایسا نہیں تھا سخت زہر بار

یقین تشخیص اس قاتل کی لیکن
موافق شرع کے تھی گرچہ ممکن

ویسی پاکون کا ہے یہ کار عالی
جو ہوں اغراض نفسانی سے خالی

سمجھ دے انکی ایسی ہے جبلی
کہ تھی وہ خلق نبوی کی تجلی

لکھا فصل الخطاب اندر یہ آئی بار
دے حضرت حسن کو زہر یہ بار

حدیث

کہ میں ایک شخص کو ہمراہ کر لے
عیادت کو گیا حضرت حسن کے

گیا میں عرض ای مغلق کے حلال
نہ میں کچھ پوچھ سکتا ہوں دل نیحال

کہا راوی یہ سنکر شاہ والا
گیا گھر کو وہیں پھر جلد آیا

دئے تھے زہر جو مجھکو کئی بار
نہ کوئی زہر تھا اس زہر کے سا

ابھی دو سری روز میں حاضر ہو آ جب
قریب المرگ تھا حضرت حسن تب

میں اس حالت اسکو جبکہ پایا
بہت درد و الم سے تلملایا

کہ دو آنکھوں کی درمیان اسکے نسخ تب
ہے گویا سورۂ اخلاص مکتوب

کہ ہے نزدیک اب رحلت حسن کی
رسول اللہ کے سرو چمن کی

کہا بی بی عائشہ سے انہے میرا ادب
کئی دن آگے میں لو لاتھا ل

جو تھا چالیس دن تک آہ بیمار
یہی کہتی اسکی بیماری دل افگار

جگر اور انتڑیاں اسکے مبارک
تھے گرتے پارہ پارہ ہو تا بک

جب آیا آہ اسکا وقت رحلت
ہوا حاضر حسین پاک سیرت

کہا کیا قتل تو چہتا ہے اسکا
کہا ہاں تب حسن کہنے کو لاگا

تو البتہ خدا ہی سخت آمیر
کرلیوے انتقام اسکا مقرر

کہ کوئی بیگنہ بدلے میں میرے
مرے اب ہاتھ سے ای بھائی تیرے

سنا ہے دوسری بھی جبکہ لا
رہا قاتل بھی یوں پردہ غیب

ولے بیچے سے اسکے در گذرنا
نہ کچھ تفتیش اور تحقیق کرنا

والا باوجود قدرت ای جان
نہ ایسا در گذر سے لے مرا سان

بیان وہ شدت سم کا کیا جو
کنایہ پاس پر چینے سے تھا

نہوی تاثیر اسکی نیچ یاری
ہوا وہ باز شتم زہر کاری

روایت کی ہے یوں ابن اسحاق
بحلیہ بو نعیم ای نیک اخلاق

مجھے اس طرح فرمانے لگا تب
تو کر جا ہے جو مجھ سے پوچھ کچھ اب

کہ تو پایا ابھی اتنا افاقہ
میں آئندہ کچھ پوچھو نگا ای

کہا جو پوچھنا ہے پوچھ لیجئے
کہ پھر فرصت نہ تجھکو مجھکو ہووے

کہ گرتے ہیں مرے ٹکڑے جگر سے
بہت غمگین ہوا میں یہ سنکے

حسن اسکے سرانے بیٹھ پر غم
تھا استفسار میں قاتل کے ہر دم

بھی آئی ہے روایت وہ معلا
نبی کو عالم رؤیا میں دیکھا

سعید ابن المسیب جب سنا ہے
وہیں تعبیر اسکی یوں کہا ہے

غرض نزدیک پہنچی جبکہ رحلت
حسین ابن علی کو کی وصیت

کہ دنیا سے کرونگا نقل میں جب
کر میرا دفن اپنے گھر مجھے تب

لئی ہے مجھسے یہ وعدہ وہ بی بی
یقین امید ہے رخصت وہ دیگی

جناب عائشہ سے جا اجازت
وہ خاتون گر تمہیں دیوے اجازت

ولیکن آہ ابناے امیہ
کرینگے منع ظالم بدرویہ

بقیع اندر مجھے تب دفن کیجیے
کسیکی ناخوشی ہرگز نہ لیجیے

امام دین حسین باکرامت
ہے جا ہی عائشہ سے جب اجازت

ملے یہ خبر جب مروان کو پہنچی
وہ ہامان ثانی شیطان کو پہنچی

مبارک تب جنازہ اسکا ای یار
اٹھا آگے سے اس منع کے ناچار

مزار فاطمہ بنت اسد پاس
ہوا ہی اسکی ہے پاک انفاس

لکھوں کیا آہ میں شبیر کا غم
حسین باصفا دلگیر کا غم

رسول اللہ نہ اسکا جد رہا ہے
نہ حیدر والد امجد رہا ہے

نہیں کوئی ہاتا دیوے یاری
ہوا تھا درد و ماتم اسکو بھاری

جنازے پر حسن ابن علی کے
جنازے پر وہ فرزند نبی کے

وے ناپاکوں کا ستائی حقیقت
نہیں رکھتا تھا ہرگز کچھ لیاقت

وفات اسکا ہوا جب انیس اور
تھی پینتالیس سالہ عمر اطہر

ولادت اسکی شعبان کی پندرہ ہین
کہے بعضے تھی رمضان کی پندرہ ہین

ہو حق سے اسپہ رضوان و تحیات

رکھو میرے جنازے کو لجاکے
رسول اللہ کے روضے کے آگے

تو قبر جد امجد پاس میرے
مجھے ای بھائی میرے دفن کیجیے

نزاع اسنے نہیں لایق ہے زنہار
ہے اسنے درگذر کرنا سزاوار

ہزار افسوس وہ جیسا کہا ہے
ز بعد نقل ویسا ہی ہوا ہے

وہ ام المومنین رخصت دئی ہے
نہیں کچھ عذر اور حیلہ کئی ہے

ہوا منع وہ آبد ذات ملعون
نہیں کرنے دیا روضے میں مدفون

بقیع پاک میں بالفور لاکر
رکھے ہیں قبہ عباس اندر

کئے ہیں دفن اس جان جہان کو
سر عترت امام انس و جان کو

کوئی ہرگز معین و یار اسکا
نہیں باقی رہا غمخوار اسکا

نہ اسکی والدہ باقی ہے زہرا
نہیں باقی برادر کوئی دوسرا

یقین جب قوت بازو گیا ہے
بہت غمگین تن تنہا رہا ہے

نہ ابناے امیہ کوئی آخر
نہیں ہرگز ہوا ہے آہ خاطر

کہ پاکوں کے جنازے پر پڑا آ
رکھا اس واسطے دوران کو ملا

مہینے چھ سے زیادہ کم کئی روز
ہوا فردوس میں جلوہ افروز

تھا ہجرت سے نبی کے سال سوم
برس رحلت کا تھا پنجاہ و یکم

رکھے اعدا کو اسکے در عقوبات

حضرت امام حسن کے اولاد امجاد کا بیان

تھے سب اولاد پندرہ اسکے اظہر
پسر نو اور چھ تھے انمیں دختر

بھی زید ام حسین ام حسن جان
بشیر سے شبیہ تینونکی بھی مان

عمر قاسم و عبد اللہ اطہر
اتھی ام ولد تینوں کی مادر

حسن اور فاطمہ طلحہ کی ما
تھی طلحہ بن عبید اللہ کی دختر

بھی عبد اللہ ثانی اور احمد
بھی اسماعیل فرزند ممجد

یہ پانچوں کہے گئے ہیں بعض مذکور
نہیں مادر کا انکے نام مسطور

پسر پہلا سمجھ اسکا محمد
ہے کنیت ابو محمد اسکی امجد

پسر حسن المثنی اسکا مشہور
ہے مادر اسکی خولہ بنت منظور

بھی تھا فرزند ذیشان عبد رحمان
یقین ام ولد اسکی بھی تھی ما

تمیمیہ وہ تھی پاکیزہ اخلاق
کہ کنیت ہے اسکی ام اسحاق

حسین باصفا پاک اطوار
عقیل محترم فرزند کار

بھی ہیگی ام عبد اللہ و رقیہ
جناب فاطمہ اور ام سلمہ

انہوں کی والدہ کا نام اطہر — نہیں دیکھا کتابوں مین محرر
وہ زوج فاطمہ صغرا ہی بے مین — یہی ثابت ہی نزدیک فریقین
ولیکن بعضے شیعہ غیر واقف — ہوئے اس امر بیّن کے مخالف
تھی اسکی عمر جب ستانوے سال — کیا رحلت بحکم رب متعال
جیا ہی وہ بھی نو و یک صد سال — تھا وہ بھی کربلا مین فاخر الحال
جو تھا اسکا پسر حسن المثنی — وہ تھا داماد حسین ابن علی کا
وہ یعنی متفق ہین اسکے اوپر — محقق سنی و شیعہ کے یکسر
اتھا وہ کربلا مین ساتھ عم کے — ہوا قیدی بھی ساتھ اہل حرم کے
پسر جو زید تھا اس کا مکرم — کنیت اسکی ہی بو الحسن اکرم
ہو ان سب پر بھی ان کے جد کے اوپر — تحیات و سلام رب اکبر

جاننا چاہیئے کہ جلیس کتاب مین عشرہ مبشرہ سے خلفاے اربعہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور زبیر و طلحہ کا احوال آچکا۔ باقی رہے دو صحابی یعنے عبدالرحمن بن عوف و سعید بن زید اب انکا احوال مختصر بھی لکھ کے ختم کیا جاتا ہے تا یہ کتاب بستطاب عشرۃ المبشرہ کے احوال اور ان کے مناقب اجلال کو شامل رہے

عبدالرحمن بن عوف کا احوال

انکی کنیت ابو محمد ہے عمدہ صحابہ اور قبیلہ بنی زہرہ سے تھے بنی زہرہ عظماے قریش سے ہین۔ انکا نسب حضرت کے ساتھ کلاب مین ملتا ہے۔ عبدالرحمن بن عوف آٹھ اصحاب سابقین۔ اور عشرہ مبشرہ ماجدین سے ہین۔ اور ان چھے صحابہ سے ہین جو حضرت عمر فاروق نے امر خلافت کو ان کی مشورت پر رکھا تھا۔ اور صاحب ہجرتین اور عمدہ اصحاب سید الکونین سے ہین کہتے ہین کہ جاہلیت مین شراب اپنے پر حرام کیا تھا اور بڑی شجاعت و سخاوت سے موصوف تھے جنگ احد مین ان کو اکیس زخم لگے تھے بااین صف میدان مین ثابت قدم رہے۔ خبر ہی کہ ایک روز خالد نے ان کے ساتھ سخت بات کی حضرت نے برہم ہو کے فرمایا کہ میرے یارون سے تعرض مت کرو اور ان کو دشنام نہ دو قسم ہی اللہ تعالی کی اگر تم کوہ احد برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرو گے ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کو نہ پہنچیگا۔ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جس نے میرے ازواج کی خبر گیری کرے وہ صدق اور نیکی سے متصف ہوگا۔ اسیواسطے عبدالرحمن بن عوف حضرت کے بعد آپکے ازواج مطہرات کے بہت خدمت گذار رہتے۔ ہر سال ان کو حج بیت اللہ کے لئے لانے اور لیجانے مین مبلغ خطیر خرچ کرتے تھے۔ اور مدینہ طیبہ مین ایک بہتر باغ خرید کر کے اسکو امہات المومنین پر وقف کیا تھا۔ بی بی عائشہ صدیقہ نے فرماتی تھین کہ اللہ تعالی اسکو جنت کا سلسبیل پلادے ہم ازواج رسول اللہ سے بہت سے احسانات کئے ہین۔ اور روایت ہے کہ ایکبار حسنین کریمین بھوکے ہوئے حضرت نے انکو دیکھ کے فرمایا کہ کون ہی کہ اب ان کو کھلادے تب عبدالرحمن بن عوف نے جا کے جلد ایک قاب بھر کے حلوا اور دو نان لے آئے۔ حضرت نے بہت خوش ہو کے فرمایا کہ اللہ تعالی تیرے دنیا کے سب کام کرادے

اور تیری آخرت کے سب کاموں کے لئے مین ضامن ہون اور کئی باران کو حضرت نے جنت سے بشارت دی ہے۔ اور ایک سفر مین حضرت نے صبح کی ایک رکعت مین انکا اقتدا کیا یہہ شرف کسی صحابی کو نہ ملا اور حضرت نے انکے حق مین برکت کی دعا کی اسلئے اللہ تعالی نے ان کے مال مین بڑی ترقی دی روایت ہے کہ ایکبار حضرت کے حضور مین امور دینیہ مین خرچ کرنے کے لئے چہار ہزار دینار حاضر کئے۔ اور ایک روز چالیس ہزار درہم اور ایکبار چالیس ہزار دینار لے آئے اور تین ہزار غلامون کو لِلّٰہ آزاد کر دیا اور بہت سے باغ وقف کئے اور بہنا روپیا حد سے زیادہ اور پانسو گھوڑے خیرات کئے ان کی تجارت وجہ حلال سے تھی اللہ تعالی اس مین نفع کثیر دیا تھا اور اپنے مرض الموت مین وصیت کی کہ صحابہ بدر سے ہر صحابی کو چہار دینار دیوین اور ازواج مطہرات کو بھی بہت مال دیا۔ کہتے ہین کہ اس وقت بدریان سو تھے ان سب نے حصے پہنچگئے حضرت عثمان اور حضرت علی نے اپنے حصے لیکے انکی ثنا کی اور عمر فاروق نے کہا کہ وہ دین کے سردارون سے ایک سردار ہے باوجود اس اخراجات وخیرات کثیر کے جب ان کے ترکے سے ان کی بی بیون کو آٹھوان حصہ ملا چہار بی بیان تھین ہر بی بی کو تین لاکھ بیس ہزار دینار آئین ہجرت کے بتیسوین سال انکی رحلت ہوی تب انکی عمر پچہتر سال کی تھی رضی اللہ تعالی عنہ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا احوال

حضرت عمر کے چچیرے بھائی اور بہنوی ہین اور سابق اسلام سے ہین سب مشاہد مین حضرت کے ساتھ رہے کبھی جدا نہوے بدر مین حاضر نہین تھے حضرت نے انکو طلحہ کے ساتھ بھیجے تھے جب وہان سے مراجعت کی حضرت نے انکو بدر کا حصہ دیا پس وہ بدریون مین داخل ہین اور حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی اور وہ فضلاے صحابہ سے ہین اور انکی کرامتین مشہور ہین اور کتب مین مسطور۔ ایک عورت نے کہ جسکا نام اروی تھا ان پر آکے زمین کا جھوٹا دعوی کیا سعید نے دعا کی الٰہی اگر یہہ اپنے دعوے مین جھوٹی ہو تو اسکو نابینا کر دے اللہ تعالے نے ان کی دعا کو قبول کیا اور وہ عورت نابینا ہو گئی۔ ایک روز کہین جاتی تھی اسکا پیر پھسل کے ایک چاہ مین گر پڑی اور مر گئی مدینہ مین قصہ صغیر و کبیر امیر و فقیر مین مشہور ہو گیا سن اکاون ہجری مین سعید کی رحلت ہوی اور انکی عمر بہتر سال کی تھی سعید ابن جبیر نے کہتا ہے کہ چار و خلفاء اور طلحہ او زبیر اور سعد و سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ مین عبداللہ سے مروی ہے کہ کوفے مین ایک عامل آیا تھا ایکدن اس نے بالاے منبر حضرت علی کی جناب مین کچھہ ناسزا کہا سعید بھی مسجد مین تشریف رکھے تھے میرے طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے کیا تو دیکھتا نہین کہ یہہ ظالم نے حضرت علی کی جناب مین کیا بے ادبی کرتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ وہ نون اصحاب کون

ہین سعید نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و زبیر و طلحہ و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و عبدالرحمن بن عوف
پھر مین نے پوچھا کہ دسوان کون ہی سعید نے یہ سنکے توقف کیا پھر مین پوچھا کہ دسوان کون ہی تب کہا کہ مین ہون
اور حدیث صحیح متواتر سے یہ دس اصحاب کرام کی بشارت ثابت ہے۔

اختتام این کتاب فرخ فرجام۔ و مناجات بدرگاہ رب الانام جل جلالہ و عم نوالہ

شکر للہ یہ روضۂ رضوان ... دور جس سے سدا ہی باد خزان
شکر للہ یہ فیض کا گلزار ... ہر چمن جسکا ہی ہمیشہ بہار
شکر للہ یہ گلبن شاداب ... کہ نسیم مناقب اصحاب
جس سے بہتر ہی ہر طرف شام ... عطر پرور ہی جس سے جانکی مشام
شکر للہ یہ گلشن انور ... گل و غنچے ہین جسکے تازہ و تر
شکر للہ یہ رسالہ خوب ... سینون کے قلوب کا مرغوب
شکر حق یہ کتاب فیض نصاب ... نام جسکا حدیقة الاحباب
حسن انجام کا لئی ہی بہار ... اس سے رخشان ہین ختم کے انوار
لیلة القدر تھی مہ رمضان ... بست و ہفتم شب جمعہ کی جان
سال ہجرت سے یکہزار و وحید ... اور اثنی یہ چھپے تھے اے ارشد
ہی یہ ایسی کتاب فیضمآب ... کہ ہی ہندی مین آجتک نایاب
فارسی مین بھی ہی بہت کمیاب ... نہ دسی غیر روضة الاحباب
اور اس سے بھی یہ مفصل ہے ... اور مبسوط ہی مطول ہے
اس مین ہینگے حدیث اور آیات ... شرح و تفسیر ترجمے کے ساتھ
اور شیعہ کے طعن کے بھی جواب ... دیکھ اسمین لکھے گئے بصواب
اور بعضے مناقب اصحاب ... جو نہ آئے بروضة الاحباب
دیکھئے اسمین ہین جو لایا ہون ... معتبر جو کتب مین پایا ہون
جو حدیث و سیر کا ماہر ہو ... قدر اسکی اسی سے ظاہر ہو
غرض اس فن کے سب کتابون مین ... بس یہ ایسی کتاب ہی جو چھین
ہی ستارون مین جسطرح مہتاب ... کتب معتبر کی لب لباب
ایسی تالیف وہ خدا قدیر ... اب ہی کروایا زین فقیر حقیر
ایسا وہ خالق یگانہ ہی ... ایسا وہ قادر توانا ہی
کرے ذرے سے آفتاب نمود ... کرے قطرے سے بحر ایک موجود
یہ کرشمہ ہی اسکی قدرت کا ... نہین ثمرہ ہی میری طاقت کا
کیون ادا ہووے شکر احسان ... ہر سر مو کو گر ہو لاکھ زبان
یا الٰہی تو اب کرم سے ترے ... بحمایت رحمت اعم سے ترے
کیجئے اس کتاب کو مقبول ... از طفیل رسول و آل رسول
اور حرمت سے اسکے یارون کے ... اسکے سب جان نثارون کے

تمت

اطلاع

یہہ کتاب مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی اور سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین طبع ہوئی تھی مگر اب اوس کے نسخے بالکل کمیاب اور شایقین کی بکثرت خواہش ہونے سے بصرف زر کثیر مصنف رح کے اس تصنیف کو زیور طبع سے آراستہ کیا تاکہ ناظرین اس سے فائدہ اٹھاوین اور جب تک دنیا مین یہہ کتاب رہے مصنف رح کو دعاے خیر سے یاد کرین۔ جن صاحبون کو اس کی خواہش ہو ذیل کے پتہ سے طلب کرین۔

حیدرآباد دکن محلہ فیلخانہ سٹرک بیگم بازار
ملا محمد مراد پشاوری تاجر کتب